BLOODY LOVE

ڈارک لوسا گا

DARK LOVE SAGA

از قلم واحبہ فاطمہ

نہیں ،،، ابھی ڈاکٹر نے کہا ہے ناں ،،، کہ دعا کریں ،،
سب ٹھیک ہو جائے گا ،،، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں
گی کہ سب ٹھیک ہو جائے ،،، مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا
بھروسہ ہے ،، مجھے میری دعاؤں سے پوری امید ہے کہ ،، سب ٹھیک ہو جائے گا ،،، میں
مایوس نہیں ہوئی ،،، تو آپ کیوں مجھ سے میری امید چھین کر ،،، مجھے مایوس کرنا چاہتے ہیں ،،
آپ تو خود ،، اللہ تعالیٰ کے اتنے ،، قریب ہیں ،،، تو کیوں اس کی رحمت سے ،، مایوس ہو رہے
ہیں ،، معجزانے ہچکیوں کے درمیان کہا اور امن کو بلا کر رکھ دیا۔

Episodes 1 to 22

Wahiba Fatima

حیدر آباد کے گنجان آباد پوش علاقے میں بھیڑ بھاڑ سے بہت دور وہ ایک بہت بڑا تین چار منزلہ سفید محل بہت پر اسرار سا دکھائی دیتا تھا۔یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دھرتی کے سینے پر تن کر کھڑا وہ سفید محل اپنی شان و شوکت میں بہت گہرے پر اسرار راز چھپ کر وہاں صدیوں سے ایستادہ تھا۔

اس سفید عمارت کے آس پاس تو کیا دور دور تک کسی عام انسان کا پھٹکنا زرا مشکل تھا۔ تبھی اس سفید محل کے لیے پورے شہر میں عجیب عجیب باتیں مشہور اور زبان زد عام تھیں۔

کیونکہ اکثر وہاں پر کافی سارے خواجہ سراؤں کو آتے جاتے دیکھا جاتا تھا۔وہاں سے بلیک مرسڈیز، بلیک کرولاز اور بلیک بی ایم ڈبلیو بس آتی جاتی دکھتی تھیں۔ان میں کون ہوتا، کون نہیں وہ لوگ کون تھے۔کیا کرتے تھے۔کہاں سے آتے تھے کہاں جاتے تھے کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔

سفید محل کے بہت بڑے سفید گیٹ کے باہر ایک سنہرے اور سفید امتزاج کی نمبر پلیٹ پر جلی حروف میں وائٹ پیلس لکھا ہوا تھا۔

شام کا وقت تھا اور وائٹ پیلس کے طویل وعریض سے لان میں جو ہر وقت ہنگامہ سا برپا رہتا آج حسب خلاف کافی خاموشی سی تھی۔کیونکہ بچے سکول سے لوٹ کر تھک ہار کر سورہے تھے اور انکی مائیں کچن میں مصروف تھیں۔

چھ سالہ ارشن جو کہ ملک کے مشہور لوئیر ماہ بیر حفیظ کا بیٹا تھا اپنے کمرے میں آدھے گھنٹے سے سو رہا تھا۔

دیا اور فلضہ باہر کھیل رہی تھیں۔احان بھی انکے ساتھ ہی تھا وہ تینوں مائر سوہم خان کے بچے تھے جو ایک ساتھ اس دنیا میں تشریف لائے تھے اور اب تینوں ہی پانچ سال کے تھے۔فلضہ اور احان اپنے باپ کی طرح دبنگ تھے۔بے خوف بہادر۔نڈر اور دلیر

جبکہ دیا ان دونوں کے برعکس ماں کی طرح ڈرپوک تھی۔بزدل جلد سہم جانے والی۔

ان تینوں کی ہم عمر علیزے تھی۔جو ہارٹ سرجن ایشان کبیر کی لاڈلی اکلوتی بیٹی تھی۔وہ لان میں بےبی کیری گھسیٹ کر لا رہی تھی جس میں دو ماہ کا خضر تھا۔اس کا فرسٹ کزن۔خضر کے پاپا جبران بھی ہارٹ سرجن ہی تھے اور علیزے کے پاپا کے جڑواں بھائی تھے۔

علیزے کو گول گپو ، گل گوتھنا سا خضر بہت پسند تھا جب سے وہ پیدا ہوا تھا ہر وقت اس کے ساتھ کھیلتی رہتی تھی۔وہ کیری لان میں ہی گھسیٹ لائی تھی۔اور اب خضر کو ساتھ ساتھ پچکارتی ، فلزہ دیا اور احان کے ساتھ کھیلنے لگی تھی۔

ان سب سے بلکل الگ تھلگ امن آریان تھا جو ڈاکٹر آریان پاشا کا بیٹا ہے۔تین سال کا امن وہ ہمشہ سے الگ ہی قسم کا بچہ تھا وہ ہر وقت ایک چھوٹا چاقو لیے اس سے کچھ الگ ہی کھیل رہا ہوتا۔اب بھی وہ ایک پلاسٹک کا چاقو لیے ایک بھالو کی گردن پر پھیر رہا تھا۔جو سب کی سمجھ سے باہر تھا جبکہ احان کو اس کھیل میں دلچسپی نظر آرہی تھی وہ کب سے امن کی حرکتیں ملاحظہ فرما رہا تھا۔جبھی اسکی پاس آیا۔۔

اوئے امن،،؟؟؟

تاااا(کیا)؟؟

امن کی زبان ابھی کچھ توتلی تھی۔

یہ تم تا تر رہے ہو،،،؟؟؟

احان اسے چڑانے کے لیے اسی کی طرح بولا۔

بھیا سہی شے بولیں میں ماما تو بتا دوں دا یا بلے (بڑے) پاپا تووو پل (پھر) آپ تی واٹ لدے دی وہ بھی استیلیپل (سکیلپل)سے مالیں دے آپ تو،،،

امن نے احان کو ڈرانا چاہا

ہیں وہ کیا ہوتا ہے،،،؟؟احان نے حیرت سے پوچھا

آپ تو نہیں پتہ یہ،،، امن نے اسکے سامنے وہ ایسکیلیپل(پلاسٹک کا چاقو) لہرایا احان نے اسے تھاما۔۔

یہ کیا ہے امن،،،؟؟؟

یہ چاقو ہے آپکو پتہ اس سے جو گندے لوگ ہوتے ہیں نا ان کو مارتے ہیں،،!!! امن نے اسے پتے کی بات بتائی۔

ہیں تمھیں یہ کس نے بتایا امن،،؟؟؟

دید (ڈیڈ) نے بھائی،،،،!!! دید تہتے ہیں گندے چیپ پپل (لوگوں) کو اش شے پنش دیتے ہیں،،،

ہاں سچی امن،،،،!!!! احان مسکرایا۔

مچی بھائی،،،

یہ دیکھیں سمجھیں،،، یہ کوئی گندا بچہ ہے اور یہ اس دیا ڈریا(گڑیا) تو تنگ کر رہا ہیں استو اس سے مارتے ہیں کٹ ترتے ہیں،،،

فلزہ بھی انہیں دیکھتی انکے پاس آگئ اور جب سے یہ باتیں سن رہی تھی جانے کیوں اسے بھی یہ کھیل بہت دلچسپ لگا جبھی پاس آئی۔

دیا جھولے پر بیٹھی انکی فضول حرکتیں ملاحظہ فرما رہی تھی جو ٹیڈی بیئر کا انجر پنجر ڈھیلا کر چکے تھے دیا نے نفی میں سر ہلایا۔

دیاااا،، دیا کہاں ہو تم واپس اجاو دیا میرے پاس آؤ دیا،،

دیا نووو کم۔بیک دیا،،،

دیا ارشن از کالنگ یو گیو میں انسر ڈیمٹ،،،

دیا وئیر آر یو دیا،، کم بیک،،،

وہ سہا ہوا کسی سنسان گھر میں اندھیروں کے بیچ بیٹھا رو رہا تھا ازیت کہ انتہا تھی وہ جانے کب سے اپنی دیا کا نتظار کر رہا تھا کتنے دنوں سے وہ اسے لیے کہیں آیا تھا مگر دیا گم گئ تھی اسے اس سے چھین کر کوئی لے گیا تھا وہ کچھ نا کر سکا اب وہ اسے پکار رہا تھا۔۔سانس سینے میں الجھ رہی تھی مگر وہ بچہ اپنی حالت سے نا واقف تھا۔۔اسے بس اپنی دیا چاہیے تھی جو کوئی اس سے چھین کر لے گیا تھا۔۔وہ مر رہا تھا مگر دیا نا آئی۔۔

دیا،،،،،

ارشن ازیت کی انتہا سے چلایا۔۔

دیا وئیر آر یو،،

وہ چھوٹا سا بچہ ایک دم سے کمفرٹر خود سے دور پھینکتا اٹھا تھا۔۔اور باہر کو لپکا۔۔

دیا ،، دیا،،

وہ چلا کر دیا کو پکارتا نیچے اتر رہا تھا نیچے لاؤنج میں بیٹھے تمام نفوس اسے دیکھ کر پریشان ہوئے تھے۔۔

فجر گڑبڑا کر اسکے پاس آئی۔

کیا ہوا ارشن بیٹا،،؟؟ مائی بےبی؟؟

فجر نے اسکا چہرہ تھاما تھا اور اسکا پسینہ صاف کیا۔۔

ماما ویئر ازز مائی بٹر فلائی،،،؟؟؟دیا کہاں ہے ماما،، ؟؟؟

دیا ،،، دیا تو باہر ہے ارشن ،، رواحہ نے اسے بتایا وہ سب کو چھوڑتا باہر کی جانب بھاگا۔

افف یہ لڑکا شاید خواب دیکھ کر آیا ہے،، کیا کروں میں اسکا،،،؟؟؟

فجر جو کہ کچن سے نکلی تھی ارشن کو یوں طوفان بنا باہر جاتا دیکھ پریشان ہوئی۔جبکہ لاؤنج میں بیٹھے ماہ بیر کو اس کی پریشانی پر ہنسی آئی۔

حوصلہ رکھو فجر کیوں پریشان ہوتی ہو،،بچہ ہے اور شروع دن سے دیا سے اٹیچ ہے تو اسے مت روکا کرو،، اور جانتی ہو ناں وہ میرا بیٹا ہے تو اپنی ہی من مرضیاں کرے گا،، ماہ بیر مسکراہٹ دباتا بولا تو فجر مسکرائی۔

جی جی جانتی ہوں آپکا ہی بیٹا ہے،،، تبھی ابھی سے اتنا پاگل ہے،،،

فجر منہ بنا کر کہتی پھر سے کچن میں چلی گئی۔

ارشن بھاگتا باہر آیا تھا۔

دیا،،،

دیا اسے گھبرایا دیکھ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی کوئی تھی۔

دیاا وہ فورا اسکے پاس پہنچا۔۔

دیا پرامس می تم کہیں نہیں جاؤ گی تم مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گی دیا،، نہیں بلکہ میں تمھیں کبھی خود سے الگ نہیں کروں گا بس تم میرے پاس رہو گی،، کہیں نہیں جاؤ گی نا دیا تم،،؟

میں کہاں جاؤ گی ارشن یہ میرا گھر ہے میں یہی رہوں گی،،، وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔

وہ مسکرایا۔

پرامس می دیا،؟؟

پرامس ارشن،،!!

دیا نے اپنا روئی کی مانند ملائم ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھمایا جو کہ ارشن نے مضبوطی سے تھاما اور اس پر ایک چھوٹی سی کسی کی۔

ہیے۔۔۔!!! وہ پیچھے ہو کر بولا۔

یس۔۔۔؟؟؟دیا نے لٹھ مار انداز سے کہا۔۔

چلو اندر چلتے ہیں مما ہمارے لئے فرائیز بنا رہی ہیں،،، ارشن نے دیا کا ہاتھ تھاما۔اتنی دیر میں سب بچے ان کے قریب ہی اکھٹے ہو گئے۔اور وہ سب اندر کی جانب بڑھے۔

کویٹہ کے کمرشل ایریا میں ایک بہت بڑی بلڈنگ کے بیسمنٹ میں اس وقت غیر معمولی سی ہلچل تھی۔ گارڈز کی بہت بڑی تعداد اس بیسمنٹ اور بلڈنگ پر پہرا دے رہی تھی۔

بیسمنٹ کے حال میں بہت بڑی ٹیبل کے ارد گرد ملک دشمن عناصر ایک بہت اہم میٹنگ میں مصروف تھے۔ سربراہی کرسی پر شیر خان تھا۔اس کے ٹھیک سامنے کرسی پر حشمت راؤ تھا۔اور باقی کرسیوں جو اہم ہستیاں تھیں وہ علی وزیر ، جلال اوڈھو ، میاں سردار چانڈیو، شیکھر پرتاب(انڈیا) ، خان شمشان خیل اور مہارانی بیٹھے تھے۔

ایک طرف پروجیکٹر کی سفید سکرین پر کچھ تصاویر دکھائی جا رہی تھیں۔جس کے قریب کھڑا سیف سٹک سے ان کا نام ، کام اور مقام بتا رہا تھا۔

یہ پاشا ابراہیم ہے،، یہ اس کا بیٹا آریان اور یہ آریان کا ڈھائی تین سال کا بچہ امن ہے۔ان سب کا سربراہ یہ پاشا ابراہیم ہی ہے۔اس پاشا ابراہیم کے اشارے کے بغیر یہ لوگ پتہ بھی نہیں ہلاتے ہیں،، یہ ان کا سرغنہ ہے،، خود کو جلاد کہلانے والے یہ سماج کے ٹھیکیدار سماج سے برائی کا خاتمہ کرنے نکلے ہیں،، اسی لئے انھوں نے بادشاہ کے پورے خاندان کو موت کی نیند سلا دیا،،، اور بھی آپ لوگوں کے کئی اہم ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے،،، آپ لوگوں کے کافی اہم کاموں میں یہی رکاوٹ بنتے رہے ہیں،،، اب بھی اگر کوئی کام رکا ہوا ہے تو وہ ان لوگوں کی وجہ سے،،،

سیف نے جب اس خاندان کا نام لیا تو اس کی آنکھوں میں نفرت کے عجیب سے شعلے بھڑکتے دکھائی دیئے تھے جو وہاں بیٹھے ان سب افراد نے اچھی طرح نوٹ کیے تھے۔

تو ٹھیک ہے پھر آج سے یہ میرا کام،،، اس پاشا ابراہیم کی کمر کیسے توڑنی ہے یہ میں جانوں اور میرا کام،، میں چیلنج کرتا ہوں آپ لوگوں سے کہ میں اس کا اور اس کا نام اس صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا،، آج سے میرا ٹارگٹ یہ بچہ امن آریان پاشا ہوگا،،، میں ان کی جڑیں کھوکھلی کر دوں گا،، ایسے اس پاشا ابراہیم کی کمر توڑوں گا کہ یہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا،،،

علی وزیر نے نفرت و حقارت بھرے لہجے میں کہا تھا۔سب نے اثبات میں سر ہلایا۔مطلب کے وہ سب اس کی بات سے متفق تھے۔

سیف آگے بڑھا تھا۔پروجیکٹر پر اب ایک خاندان کی گہری سبز جھیل سی آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔

یہ ہے سوہم خان،، یہ اس کا بیٹا ماہر خان،،اور ماہر خان کے یہ تین بچے جو اکٹھے پیدا ہوئے،، دو بیٹیاں یہ آحان ، یہ دیا اور فلزہ،،۔سوہم خان پاشا ابراہیم کا دایاں ہاتھ ہے، شروع دن سے پاشا کے سارے اہم کام یہی سرانجام دیتا ہے،، اگر یہ کہیں کہ یہ پاشا کے ایک اشارے پر کسی کی بھی جان لے لے تو یہ غلط نا ہوگا،،،اس کے بعد اس کا بیٹا ان سب کا سرغنہ رہا،، یہ مائر خان موت کا فرشتہ ہے،، اور اپنے دشمن کو ایسی موت دیتا ہے کہ موت بھی کانپ جاتی ہے،،

سیف ان کی تفصیلات بتا کر خاموش ہوا۔

تو ٹھیک ہے اگر ان کی جڑیں کاٹنی ہی ہیں تو اس ماحر خان کی ان بچیوں میں سے ایک بچی مجھے چاہیے،،،

خان شمشان خیل نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے کہا انتہائی معنی خیز انداز اپنایا تھا۔

سنا ہے یہ لوگ پاتال میں سے بھی جسے ڈھونڈنا ہو اسے نکال لاتے ہیں تو میں اب کی بار دیکھوں گا کہ میری مرضی کے بغیر یہ اپنی بچی کو کیسے ڈھونڈتے ہیں،، میں اسے ایسی جگہ پہنچاؤں گا جہاں تک ان کے باپ دادا کی بھی سوچ نہیں پہنچ پائے گی،، یہ کوئٹہ میں میری حویلی کے پاتال میں رہے گی،، میرے طریقے سے،، پھر جوان ہونے پر میرے بیٹوں کی رکھیل بنے گی،،، اگر یہ کسی کے قابو میں نہیں آتے تو اب ان کے بچے ان کو توڑیں گے،، وہ ان کے لیے نہیں ہمارے ہتھیار بنیں گے،، ہم ان کو باغی بنا دیں گے،، ایسا کھیل کھیلیں گے کہ یہ لوگ کہیں کہ نہیں رہیں گے،،،

وہ سکون سے بول رہا تھا۔

اسے میں لا کر دوں گا آپ کو،،،

حشمت راؤ نے اطمینان سے کہا تھا۔

ڈن ،،، خان شمشان خیل نے مسکراتے کہا تھا۔

اس کے بعد یہ ماہ بیر حفیظ ہے،، سالا وکیل ہے اور کسی کے قابو میں نہیں،، اور اس کا یہ بیٹا ارشن ماہ بیر،،،

پھر اس بچے کو موت کے گھاٹ اتار دو،،، وکیل کو خود ہی جو یہ نیکی کا بخار چڑھا رہتا ہے خود بہ خود اتر جائے گا،،،

یہ آج سے پھر میرے ٹارگٹ پر رہے گا،،

جلال اوڈھو جو مشہور زمانہ کرائے کا قاتل تھا خباثت سے مسکرایا۔

ٹھیک ہے یہ کام تمھارا،،، خان زمان خیل نے اسے یہ کام سونپا تھا۔

اب پروجیکٹر کی سکرین پر تصاویر بدلیں تھیں۔

یہ کبیر ابراہیم ہے،، یہ اس کے دو جڑواں بیٹے جبران اور ایشان ہیں،، دونوں ڈاکٹر ہیں،، اور ہمارا ہیومن آرگنز کا کاروبار بلکل ٹھپ کر کے رکھ دیا ہے انھوں نے،، یہ ایشان کی بیٹی ہے علیزے،، اور جبران کا ایک بیٹا ہے خضر،، جس کی تصویر ہم حاصل نہیں کر سکے،، کیونکہ ابھی وہ چھوٹا ہے اسی لئے ابھی اپنی بل سے نہیں نکالا اسے ،،

یہ ایک ایک ہیں تو ختم کر دو ان کو بھی،،، آسانی ہوگی،، جلال اوڈھو انھیں بھی اپنے نشانے پر رکھنا ابھی تمھارا کام ہے،، خود کو جلاد کہنے والے ان جوکروں کی نسل ختم کر دو،، را کے کام میں ٹانگ اڑانے کا کیا انجام ہوتا ہے ،، ان کو بتا دو،، ابھی مجھے کوئی بھاشن نہیں چاہیے،، کام چاہیے ،، عمل کرو عمل،، شیکھر پر تاپ کی دم پر پاؤں آیا تھا جسکے تبھی تلملا کر بولا تھا۔

کافی سالوں سے انھوں نے ہم جیسوں کو بہت پریشان کر رکھا ہے،،، مگر اب وقت آن پہنچا ہے کہ ان کے نسلیں اس صفحہ ہستی سے ایسے مٹا دی جائیں کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نا رہے،،

سیف نے شرر بار لہجے میں کہا تھا۔

اور تو اور ہم جیسوں تک کو نا چھوڑا،، اب کیا ہم جیسے ڈاکٹر انجینئر بنیں گے،، وہ بہکا رہے ہیں ہماری جاتی کے بچوں کو بھی،، یہ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں،، کیا خواب دکھا رہے،، کیا یہ مردوں عورتوں کی دنیا قبول کرے گی ہمیں ،، ارے کبھی جگہ نہیں دیں گے یہ ہمیں اپنی دنیا میں،، اسی لئے اب اگر ہماری نسل کا کوئی ان کے ساتھ جا کر ملا میں اسے عبرت کا نشان بنا دوں گی،،،

مہارانی نے حقارت سے کہا تھا۔

ارے سنا ہے آج ان سب کی جڑ وہ ہیجڑا ریشماں مر کھپ گئی ہے،،،

سیف نے خباثت سے مسکراتے اطلاع دی تھی۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھی خبر ہے،،، بہت اچھا ہو گیا یہ بھی اب ہمیں کوئی نہیں روک پائے گا،،،

اب وہ سب شیطان اپنی اپنی پلاننگ بتاتے ان پلاننگز کا باریک بینی سے جائزہ لینے میں مصروف تھے۔

وائٹ پیلس میں صفحہ ماتم بچھی ہوئی تھی۔

آج ایک عظیم ہستی،، نیک نرم فطرت، خوش اخلاق خوش گفتار سب کی ماں ریشماں اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔

سب بچے اپنے اپنے کمروں میں تھے۔جبکہ وہ سپر ایٹ اب جنازے کو کندھا دینے آگے بڑھے تھے۔

خواتین سوگوار سی سب روتی جاتیں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتی جاتیں۔

پنکی منی اور باقی سب غم سے نڈھال تھیں۔ایسی پاک تہجد گزار ہستی دنیا سے گئی تھی کہ جیسے درودیوار سوگوار تھے۔

اندر بچوں نے الگ ہی جہان آباد کیا ہوا تھا۔

ارشن ، ریشماں دادو کہاں چلیں گئیں ہیں،، دیا نے اس کا بازو پکڑ کر پوچھا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئیں ہیں،، ارشن نے سمجھداروں کی طرح جواب دیا تھا۔

کیوں؟ دیا نے معصومیت سے پوچھا تھا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کی عبادت اچھی لگتی تھیں تو انھوں نے دادو کو اپنے پاس بلا لیا،،

ارشن نے سوچ کر جواب دیا۔وہ یونہی اس سے چھوٹے چھوٹے سوال کرتی رہی جن کا وہ تحمل سے جواب دیتا رہا۔

احان تو باقاعدہ رو رہا تھا۔علیزے اس کے پاس اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کرانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔اس کے پاس صوفے پر خضر لیٹا سو رہا تھا۔جبکہ فلزہ امن کی جانب متوجہ تھی جو شفا مما کے پاس جانے کی ضد کر رہا تھا۔

امن ڈونٹ وری،،ڈئیر ابھی آ جائیں گی شفا مما ،،آؤ میں تمھیں میں مما کے موبائل میں گیم لگا کر دوں،، فلزہ نے امن کو پچکارا۔وائٹ پیلس پر آج عجیب اداسی بھرا فسوں طاری تھا۔

شام تک سب اندر آ چکے تھے۔اور اندر آ کر بچوں کی جانب متوجہ ہو گئے۔

وہ ایک حویلی کی پچھلی جانب کا بہت بڑا احاطہ تھا جس میں اس وقت مختلف قسم کی چیخ و پکار سننے کو مل رہی تھی۔کچھ دیو ہیکل مرد ، چار

تیرہ چودہ سالہ خواجہ سرا بچوں کو بری طرح پیٹ رہے تھے۔

”ارے مہارانی آ رہی ہیں،،مہارانی آ گئیں“

احاطے میں غیر معمولی ہلچل ہوئی تھی۔وہاں موجود تمام گارڈز، سب غنڈے الرٹ ہوئے تھے۔ان کے چہروں پر یہ نام سن کر ہی دہشت طاری ہو گئی تھی۔

حویلی کی طویل ڈیوڑھی میں سے پائلوں اور چوڑیوں کی چھنکار کی آواز باہر تک آئی۔

ایک گارڈ جس نے اس کے سر پر چھتری کا سایہ کر رکھا تھا وہ دھیرے دھیرے چلتے احاطے کی جانب آ رہا تھا۔

وہ ایک پختہ عمر کا خواجہ سرا تھا۔بھڑکیلے رنگ کی ساڑھی پہنے، تیز میک اپ، اور منہ میں پان چباتا چہرے کے تاثرات پتھریلے اور چٹانوں سے سخت۔ظالم لفظ کا اگر کوئی دوسرا نام ہوتا تو وہ مہارانی ہی ہوتا۔

"کیا ہے رے،، کیوں اتنا شور مچا رکھا ہے،، وہ پان چباتا غصیلے لہجے میں بولا تھا۔

"مہارانی، انھوں نے حویلی چھوڑ کر اس پیلس کی جانب بھاگنے کی کوشش کی۔۔،،

اور یہ سننے کی دیر تھی کہ مہارانی کے چہرے پر درندگی چھائی تھی۔احاطے میں پہلے سے تیار کیے گئے کوئلے کی انگیٹھی سے ایک دہکتی سلاخ اٹھا کر اسنے ان معصوم جانوں کے پیروں کو داغنا شروع کیا تھا۔

کیا رے،، بھڑوے ہو کر اب نوٹنکی کرنے کی بجائے ڈاکٹر انجینئر بنو گے،، ناچ گانا نہیں کرو گے،، تو مرو پھر کتوں کی موت،، میں جلا ڈالوں گی اس پیلس کو،،، ان ورغلانے والوں کو بھگا بھگا کر ماروں گی،، اینٹ سے اینٹ بجا ڈالوں گی اس پیلس کی،،،

وہ منہ سے جھاگ اڑاتی ایک کمزور وجود کے سینے پر پاؤں رکھ کر بے دردی سے اس کا سینا کچلنے لگی۔

مہارانی ،، فون ہے آپ کے لیے،،، پارو نے ڈرتے ڈرتے مہارانی کو مخاطب کیا تھا۔

انھیں اٹھا کر تہہ خانے میں ڈال دو،، ناچنے والی نا بنیں تو کیا ہوا،، دوسرے اور بہت سے کام نکلوا لوں گی میں ان مردودوں سے،،،

وہ پھنکاری تھی۔اور نخوت سے ایک کو ٹھوکر مارتی وہاں سے اندر چلی گئی۔

گارڈز ان زخموں سے چور معصوم جانوں کو جانوروں کی طرح گھسیٹتے تہہ خانے کی جانب لے گئے۔

خدا کے لیے مجھے دو جانے دو مجھے،، مت مارو ،،جانے دو ،، مت مارو سہیل مجھے مت مارو تمھیں خدا کا واسطہ،،،

چیخ و پکار

آہیں سسکیاں،،

وہ ننھی معصوم سی جان خوف و دہشت کے مارے بیڈ کے نیچے چھپا بیٹھا آج پھر اپنی ماں کو جانوروں کی طرح پٹتے سن رہا تھا۔ماں کی چیخیں اس قدر دردناک تھیں کہ وہ اپنے کانوں کو ننھے ننھے ہاتھوں سے بند کر کے ان چیخوں کو اپنی سماعتوں تک آنے سے روکنے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا۔آنکھیں بھی زور سے بھینچ رکھیں تھیں کہ کہیں کوئی دلخراش منظر دیکھنے کو نا مل جائے۔

وہ جانتا تھا اس کا درندہ صفت شرابی جواری باپ اپنی بات منوانے کو اس کا ماں کا جسم استری سے داغا کرتا تھا۔

تو پھر بتا حرام زادی،، کہ کہاں رکھے ہیں پیسے نہیں تو آج ساری چمٹی ادھیڑ دوں گا تیری،،،

نہیں ،، وہ میرے بچے کے لئے ہیں،،اس کی بھوک ،اس کی ضرورتیں کچھ نظر نہیں آتا تمھیں،، میں نہیں دوں گی وہ پیسے تمھیں،،

وہ ڈھیٹوں کی طرح بولی تھی۔اور پھر وہی ہوا اس درندے نے گرم استری اس کے بازو پر رکھی تھی۔فوزیہ کی چیخوں سے پورا گھر لرز گیا تھا۔

کب سے مار کھا رہی تھی۔اب تو بس ہو چکی تھی تبھی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین پر گری تھی۔

وہ نفرت سے اسے ٹھوکر مارتا۔منہ سے مغلظات اور گندگی بکتا دندناتا گھر سے باہر نکل گیا تھا۔

وہ سات سالہ بچہ جلدی سے بیڈ کے نیچے سے باہر آیا تھا۔

مما ،،، مما،،، مماااااااا،،، اس کی پکارا میں بے تحاشا درد تھا۔ماں کا چہرہ تھپتھپایا۔اور پھر اپنی سمجھ کے مطابق گلاس میں پانی لا کر ماں کے چہرے پر گرایا۔

ساحر،،، میرے بچے ،،،

ماں نے آنکھیں کھولیں۔اور ڈری سہمی ننھی سی جان کو سینے میں بھینچا۔

مما آپ دے دیتی پیسے بابا کو،،، آپ نے کیوں نہیں دیئے،،،،، وہ کہتا بے بسی کی انتہا سے پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔فوزیہ نے کھینچ کر اسے سینے سے لگایا۔

دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر روئے تھے۔

سات سال بعد۔۔

سکول کے حد نگاہ گراؤنڈ میں اس وقت تمام بچے بہت ڈسپلن کا مظاہرہ کرتے خاموشی سے اپنی اپنی رو میں کھڑے تھے۔

سٹیج پر پرنسپل ایک طرف کھڑی تھیں۔جبکہ تمام ٹیچرز سٹیج کے نیچے اپنی اپنی کلاس کے قریب کھڑی تھیں۔ چھوٹے سے ڈائس کے پار فائیو کلاس کی دیا قرآن پاک کی صورت اخلاص کی تلاوت بہت میٹھے لہجے میں کر رہی تھی۔۔

اسمبلی کے بعد تمام بچے اسی ڈسپلن سے اپنی اپنی کلاس میں چلے گئے۔دیا احان اور فلزہ ایک کلاس میں تھے۔ جبکہ ارشن ان سے ایک کلاس سنئیر تھا۔

اور علیزے ان سے ایک کلاس جو جونئیر۔سکول میں بھی ان کا اپنا ہی ایک الگ گروپ تھا۔یہ لوگ فالتو کبھی کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

اول تو کافی سارے بچوں کے پیرنٹس نے اپنے بچوں کو منع کر رکھا تھا۔کہ ان بچوں کے قریب نہیں جانا اور ان سے بات نہیں کرنی۔

وہ بھی کسی سے کم ہی دوستی کیا کرتے تھے۔ان کا سکول میں بھی اپنا الگ ہی ایک جہان آباد رہتا۔

ارشن سکول میں بھی دیا کی بہت کیئر کیا کرتا تھا۔بس ایک یہ بے بسی تھی کہ وہ اس کی کلاس میں نہیں تھا۔ باقی تو کلاس سے باہر نکلنے کی دیر ہوتی وہ دیا کا ہاتھ تھامے رکھتا۔

اب بھی بریک ہوئی تھی۔وہ منہ پھلا کر دیا کے پاس آیا تھا۔موڈ بہت ہی خراب تھا۔دیا کو حیرت ہوئی۔

کیا ہوا ارشن،،،؟ اسنے اپنی سبز جھیل سی آنکھیں گھما کے پوچھا۔

نتھنگ سپیشل بٹر فلائی،، وہ بہت بیزاری سے بولا۔

مجھے بتاؤ ارشن نہیں تو میں بات نہیں کروں گی،،؟ وہ بھی اب ناراض سی ہوئی تھی۔

احان ،فلزہ اور علیزہ نے پھر فائٹ کی میرے ساتھ،،، اس نے منہ لٹکا کر بڑی صفائی سے عظیم جھوٹ بولا۔

(کچھ دنوں سے یہی تو کر رہا تھا وہ علیزے احان اور فلزہ کو چاکلیٹس دے کر اپنی سائیڈ کر کے ان سے جھوٹ موٹ کے جھگڑے کا بہانہ کر کے بس دیا سارا وقت خود دیا کے ساتھ کھیلتا تھا۔کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ، گیمز کھیلنا حتی کے سٹڈی سب کچھ بس خود اکیلے دیا کے ساتھ کرتا تھا۔۔)۔

اب بھی دیا نے افسوس سے سر ہلایا۔

ارشن انھوں نے تمھارے ساتھ جھگڑا کیا تو میں بھی کٹی ہوں ان سب سے،،، دیا نے کہا تو ارشن مسکرایا۔ او تھینکس دیا،، چلو آؤ کھیلیں،،،

اس نے دیا کا ہاتھ تھاما۔

بریک ختم ہوئی اور پھر سکول کے بعد چھٹی تک دیا نے ان سے بات نہیں کی تھی اور وہ صاحب بہادر چھپ چھپ کے ان سے بات کرتا رہا۔ایک دو مرتبہ دیا نے اسے کچی ہونے کے باوجود ارشن کو ان سے بات کرتے دیکھ کر پوچھا تو اس نے بہانا بنا دیا کہ وہ اس سے لڑائی ہی کر رہے تھے۔۔

چھٹی کے بعد وہ سب اکھٹے گیٹ سے باہر نکلے تھے۔آج حسب معمول ان کی گاڑی جو پہلے سے وہاں موجود ہوتی تھی آج موجود ہی نہیں تھی۔سڑک پر گاڑیوں کا جم غفیر تھا۔ایسے میں وہ لوگ گیٹ سے نکل کر سڑک کے قریب کھڑے ہوئے۔

تبھی بہت اچانک ایک تیز رفتار وہاں سے گزری تھی۔بچوں میں چیخ و پکار اور بھگدڑ مچ گئی۔

بچے ادھر ادھر بھاگے تھے تبھی کسی نے دیا کو دھکا دیا تھا۔وہ لڑکھڑا کر گری اور سر دائیں کان کے اوپر سے فٹ پاتھ کے کنارے پر لگا۔

ٹیچر اور گارڈز جو بچوں کے پاس کھڑے تھے بڑی مشکل سے بچوں کی گھبراہٹ پر قابو پایا۔۔۔

ارشن نے بوکھلا کر س کا بازو کھینچ کر اسے کھڑا کیا۔وہ کھڑی ہوئی تھی۔مگر کھڑے ہوتے ہی یونیفارم کی فراک سرخ رنگ سے رنگتی چلی گئی۔

دیا،، یہ کیا ہوا ہے،، ارشن نے چلا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔وہ تبھی دوبارا بیہوش ہو کر زمین پر گری تھی۔

احان ،فلزہ، علیزے چھوٹا سا تھری کلاس کا امن بھی گھٹنوں کے بل جھک کر دیا کے پاس بیٹھا تھا۔ٹیچرز بھی ان کے قریب چلے آئے تھے۔ٹیچر حمیرا نے دیا کو اپنی گود میں اٹھایا۔تبھی ان کی گاڑی وہاں پہنچ چکی تھی۔ جس میں سے منی خون سے بھری دیا کو دیکھ کر ان کی جانب لپکی تھی۔

ارے یہ کیا ہوا میری بچی کو،،، منی نے جلدی سے بچوں کو گاڑی میں بٹھایا۔اور گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

وائٹ پیلس میں بھونچال سا آیا تھا۔

ٹریفک بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے آج گاڑی سکول لیٹ پہنچی تھی۔

آخر میں پوچھتا ہوں ہوا کیا تھا وہاں،، یہ سب اچانک ہو کیسے گیا،، پاشا دھاڑا تھا۔

پڑے پاپا ،، وہ کوئی پاگل آدمی تھا جو نشے میں گاڑی چلا رہا تھا،، یہی معلوم ہوا ،،اب جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے،،،

ماہ بیر نے بتایا۔ تبھی فجر گھبرائی ہوئی سی اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔

ماہ بیر،، وہ ،،،وہ ،،،ارشن،،،

وہ رو دی تھی۔

سب گھبرا کر روم کی جانب بھاگے تھے۔

ارشن ایک سو چار بخار میں پھنک رہا تھا۔

دیا کی بینڈیج وغیرہ کر کے اسے میڈیسن دے کر سلا دیا گیا تھا۔مگر جب سے ارشن نے اسے زخمی اور خون میں بھرا دیکھا تھا اسے تب سے بخار نے آ لیا تھا۔

اور اب نیم غنودگی میں دیا دیا پکار کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ماہ بیر لپک کر اس کے قریب آیا تھا۔

ارشن ،، میرا بچہ،،

ماہ بیر نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔تب اس نے زرا سی آنکھیں کھولیں تھیں۔اور اپنے باپ کے سینے سے میں منہ دے لیا۔

ڈیڈ،،، وہ دیا،،، اسے کچھ ہو گیا ہے،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔

ماہ بیر نے بے بسی سے ماہر کی جانب دیکھا۔ماہر خان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سے تسلی دی۔

ایشان اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتا رہا۔جبکہ جبران دیا کے پاس تھا۔

آج دیا کے ساتھ ہوئے اس انسیڈینٹ کو دوسرا دن تھا۔اب کافی حد تک وہ سنبھل چکی تھی۔مگر ارشن کو وقفے وقفے سے یونہی شدید ٹمپریچر ہو رہا تھا۔کبھی بٹر فلائی پکارتا تو کبھی دیا دیا کی گردان لگا دیتا۔

آخر ماہ بیر ہی اسے گود میں اٹھا کر دیا کے پاس لے کر گیا۔جب اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ اپنے ڈول ہاؤس سے کھیل رہی ہے تب اسے سکون آیا۔

ڈیڈ مجھے ادھر ہی اتار دیں،،، میں دیا کے ساتھ ہی گیمز کھیلوں گا،،، ارشن نے ماہ بیر کو کہا۔تو ماہ بیر نے اسے دیا کے قریب ہی کمرے میں اتار دیا۔وہ دونوں اب کھیل میں مگن ہو گئے۔

ماہ بیر باہر چلا آیا۔جہاں سب لاؤنج میں جمع ہوئے تھے۔بڑے چھوٹوں سمیت۔صرف بچے اپنے اپنے کمروں میں تھے۔

ماہ بیر میں نے ایک فیصلہ لیا ہے،، جانتا ہوں ہے تو یہ پاگل پن،، کیونکہ ارشن ابھی بارہ سال کا ہے اور دیا محض دس،، مگر مجھے لگتا ہے کہیں نا کہیں ہمارے یہ بچے روحوں سے ایک دوسرے سے جڑے ہیں،، ان کا تعلق جیسے قدرت نے ہی آپس میں جوڑ دیا ہے،، یہ کسی خاص کشش سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہیں،، مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ ابھی آگے ان کی پوری زندگی پڑی ہے یہ فیصلہ لینے جو،، مگر مجھے جانے کیوں

ایک دھڑکا ایک خدشہ سا لگا ہوا ہے جیسے کہ کچھ برا ہونے والا ہو،، بہت برا،، جیسے کہ دیا کو کوئی نقصان پہنچ جائے گا،،، کئی دن سے رواحہ بھی مجھے یہی بول رہی ہے کہ مجھے ڈراؤنے خواب آ رہے ہیں جس میں وہ دیا کو خود سے دور جاتا دیکھتی ہے،، بس اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ پوری زندگی کے لیے اسے ارشن کے نام لگا دوں،، ان دونوں کا نکاح کر دیا جائے،،

ماہر خان نے اطمینان سے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔جانتا تھا یہ سب ناسمجھی کے زمرے میں آتا ہے۔وہ اب پڑھے لکھے ہیں۔صاحب عقل و شعور۔مگر ہوتے ہیں زندگی کے کبھی ایسے فیصلے جو اپنے دل کی آواز سن کر بھی یا حالات و واقعات کو مد نظر رکھ کر کرنے پڑتے ہیں یا خاص کر اپنی اولاد کے معاملے میں انسان جان بوجھ کر ناسمجھ بن جاتا ہے۔جب انھیں یوں تکلیف میں دیکھتا ہے۔

اور میں اس فیصلے سے بلکل ایگری کرتا ہوں،، مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ اس فیصلے سے یہاں کسی کو کوئی اوبجیکشن ہو ہی نہیں سکتا،، کیونکہ ارشن کی حالت تو آپ سب لوگ دیکھ ہی چکے ہیں،، تو ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے،،

ماہ بیر نے بھی اپنا فیصلہ سنایا۔سب نے اس سے ایگری ہی کیا تھا۔

سب بہت خوش تھے اور تیاریوں میں مگن بھی۔

رواحہ دیا کو تیار کر رہی تھی۔اسے نیو کپڑے پہنا رہی تھی۔بہت خوبصورت پنک کلر کی فراک تھی جس میں وہ گلابی تتلی کب رہی تھی۔

مما ہم نے کہیں جانا ہے کیا،،،؟ دیا نے پوچھا۔بینڈیج اب بھی سر پر لگی تھی۔

فلزہ اور احان کو بھی بلکل تیار پاس کھڑے تھے۔

ہم ایک فنکشن کر کے باقاعدہ ارشن کو پکا والا آپ کو دوست بنا رہے ہیں،، ابھی تو کچا والا ہے ناں اس فنکشن کے بعد آپ پکے پکے دوست بن جاؤ گے،،

رواحہ نے اسے اس کی معصومیت اور سمجھ کے مطابق اسے سمجھنا چاہا۔

او کم آن مما ،، اب ہم اتنے بھی بچے نہیں ہیں،، آپ اسے صاف بتا دیں کہ اس کی اور اس ہیپو کی شادی ہونے والی ہے،،،

فلزہ نے ببل گم چباتے اطمینان سے کہا تو رواحہ نے اسے گھورا۔

اپنا منہ بند کرو فلزہ،،، رواحہ نے عاجز آ کر کہا تھا۔اور احان اس کی اس عزت افزائی پر مسکرا دیا۔

ادھر ارشن بلکل تیار تھا۔اور امن نے اس کے کان کھائے ہوئے تھے۔

بلو(برو) آپ چھوتے (چھوٹے) سے گروم بن گئے،،، وہ تالیاں بجا کر خوش ہو رہا تھا۔

یس،،، ارشن نے مسکراتے کہا۔

میں بھی بنوں دا،،، وہ منہ بسور کر بولا۔

میں تو دیا کا بن رہا ہوں تم کس کے بنو گے،، ارشن مسکرا کر بولا۔

میں آپ تا،،، امن نے انوکھا ہی شوشا چھوڑا۔وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

او معاف کرو مجھے میرے بھائی،،، ارشن نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔اور اپنے شو لیس بند کرنے لگا۔

ادھر علیزے تیار ہو کر مفرا کے پاس آئی تھی۔

بڑی مما، خضر تیار ہے؟ اس نے آتے ساتھ ہی پوچھا۔مگر صرف نیکر میں اسے کمرے میں گھومتے دیکھ علیزے کی ہنسی چھوٹ گئی۔

ارے ننگو،،پنگو،،، وہ اس کو گدگداتے بولی۔تو وہ کھل کھلا کر ہنس دیا۔

مفرا ڈریسنگ سے باہر آئی اور انھیں دیکھ کر مسکرا دیا۔

بس یہ ڈریس پہنانا ہے،، تم آئی تو ہنسا ہے یہ نہیں تو رو رو کر پورا روم سر پر اٹھا رکھا تھا ،، اور ڈریس بھی نہیں پہن رہا تھا،، مفرا جھنجھلا کر بولی۔ تبھی علیزے کے پیچھے اروشے ان کے روم میں چلی آئی تھی۔

علیزے اس سے زیادہ تو مفرا کے پاس رہی تھی۔کیونکہ مفرا کی پہلی پریگننسی کے دوران حادثاتی طور پر اس کا مسکیرج ہو گیا۔اور پھر وہ اتنی بیمار رہی کہ تین چار سال تک اسپیکٹ نہیں کر پائی۔ تبھی وہ علیزے کے ساتھ ہی اپنا زیادہ وقت گزار کر اپنے جی کو بہلا لیتی تھی۔

مگر اب اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے اس کی گود میں خضر تھا۔اور علیزے کو گل گول مٹول سا خضر بہت پسند تھا۔ تبھی وہ اسی کے ساتھ کھیلتی رہتی۔

چلو بھئی سب لان میں ہیں،،،

ایشان اور جبران دونوں اکھٹے روم میں داخل ہوئے تھے۔ایشان نے روشے اور علیزے کو دیکھا جو نک سک سی تیار بہت پیاری لگ رہیں تھیں۔دل ماشاءاللہ کہا کہ اپنی چھوٹی سی پرنسز کو اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنی ہی نظر نا لگ جائے۔

مفرا خضر کو تیار کر چکی تو جبران نے اسے اپنی گود میں بھرا۔وہ ایک صحت مند بچہ تھا۔جس پر سبھی کو بے اختیار پیار آ جاتا۔

لان میں وسیع وعریض پول کے پاس بڑے بڑے پتھروں کو رکھ کر مصنوعی بنائے گئے چشمے کے پاس گھاس پر صوفے لگائے گئے تھے۔اس فنکشن سمیت بچوں کہ ہر چھوٹے چھوٹے مومنٹس کو کیمرے کی آنکھ میں کیپچر کیا جاتا تھا۔

اور اب سب لان میں موجود تھے۔دیا ماہر کی انگلی تھامے گلابی تتلی بنی گھوم رہی تھی۔جبکہ ارشن پنکی کی گود میں اطمینان سے بیٹھا تھا۔

دیا کو ماہر نے اور ارشن کو پنکی نے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ ان کو کیا کرنا ہے۔

سبھی کے چہروں پر مسرور کن مسکراہٹ تھی۔

امن شفا کی گود میں بیٹھا اپنا بھونپو بجا رہا تھا کہ اسے بھی گروم بننا ہے جب آریان ان کے پاس آیا۔اور شفا کی گود میں سے امن کو لیا۔اور لے جا کر پاشا ابراہیم کی گود میں تھما دیا۔کیونکہ اس دنیا میں صرف ایک پاشا ابراہیم ہی تھا جو امن آریان پاشا جیسی آفت کو قابو کر سکتا تھا۔

وائٹ پیلس میں آج کچھ خاص ہستیاں بھی موجود تھیں۔جو اس خاص نکاح میں شامل ہونے آئیں تھیں۔

اور پھر کچھ ہی دیر بعد نکاح کے کلمات ادا کرنا شروع کر دیئے گئے۔

دیا نے ماہر خان کی گود میں بیٹھے بیٹھے ہی یس بولا تھا۔اور پھر ماہر نے اس سے نکاح نامے پر اس کا نام لکھوایا۔

بڑی خوبصورتی سے اس نے دیا مہر خان لکھا تھا۔اور پھر یہی عمل ارشن کے ساتھ دہرایا گیا۔وہ بھی ماہ بیر کے پاس بیٹھا تھا جیسے جیسے وہ بولتا گیا۔ارشن کرتا گیا۔

چند ہی خوبصورت ترین لمحوں کے بعد مبارکباد کی آواز گونجی تھی۔بڑے سب آپس میں مگن تھے جب وہ مسکراتا دیا کے پاس آ کر بیٹھا۔

اب ہم پکے والے فرینڈ بن گئے،،، دیا نے اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھ کر سکون سے کہا۔

یس،،، آئم سو ہیپی،، اب مجھے تمھارے ساتھ کھیلنے کے لیے ، علیزے احان اور فلزہ سے جھوٹ موٹ کی فائٹ بھی نہیں کرنا پڑے گی،،

ارشن نے مسکرا کر اس کی اطلاع میں اضافہ کیا۔دیا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

واٹ،، ارشن تم دیا کو بدھو بناتے رہے،، ہے ناں،،،؟ دیا نے منہ پھلایا۔غم وغصے سے برا حال تھا کہ وہ اتنے عرصے اسے بدھو بناتا رہا۔

نہیں وہ تو صرف اس لیے کہ تمھارے ساتھ صرف ارشن ماہ بیر کھیلے،،،، بسسس اور کوئی نہیں،، وہ اطمینان سے بولا۔

آئی ہیٹ یو ارشن،، میں کبھی بات نہیں کروں گی تم سے،، دور چلی جاؤں گی،، اب میری سچی مچی والی کٹی ہے تم سے،، تمھاری طرح کچی مچی کی نہیں،،،

وہ بول کر غصے سے پیر پٹختی روتی سوہم خان کے پاس بھاگ گئی تھی۔ان کی گود میں چھپ کر منہ بھی چھپا لیا۔

بڑوں نے ماتھا پیٹا۔ارشن کا منہ لٹک گیا۔

نئے نکور دلہے کی بینڈ بج گئی۔

ڈیڈ دیٹس ناٹ فیئر،، آپ تو کہتے ہیں سچ بولنے پر انعام ملتا ہے مگر دیا تو ناراض ہو گئی،،، اس نے منہ پھلا کر ماہ بیر کا سکھائے سبق کے سائیڈ افیکٹس بتائے۔

تو بیٹا جی بیگمات کے سامنے بعض سچ آپ کے گلے کا پھندا بن جاتے ہیں ناں،،،اسی لئے جھوٹ ہی بھلا،،

اس نے چور نگاہوں سے فجر کو دیکھا جو آئی برو اچکا کر اسے گھور رہی تھی۔

کیا مطلب ڈیڈ،،، ارشن پیر پٹخا اپنے روم میں چلا گیا۔

لو جی ہو گئی بیویوں والی تو تو میں میں شروع،،، آریان نے ایک سرد سی آہ بھر کر کہا تھا۔شفا نے اس وائٹ چلغوزے کو بری طرح گھورا۔اور سب قہقہے لگا کر ہنس دیئے۔

دیا کو لگا اس کو چھیڑا گیا ہے۔

دادو آپ سب میرا مزاق اڑا رہے ہیں،،، وہ اور اونچا اونچا روئی۔سوہم نے سب کو مصنوعی جھاڑا۔

اے خبردار میری پوتی کا مزاق بنایا تو،،، نا میرا بچہ نا،، کسی کی ہمت نہیں میری پرنسز کا مزاق بنائے،،

سوہم۔خان نے اسے پچکارا تھا۔

آج پھر سب کو اس مشکل زندگی خطرناک حالات میں خوشیاں کشید کرنے کا بہانہ مل گیا۔سب بے تحاشا خوش تھے۔ہنسی مزاق کا دور چل رہا تھا۔

یہ جانے بغیر کہ آگے زندگی ان سے کیا کیا اور کیسے کیسے امتحان لینے والی ہے۔۔؟؟؟

وہ دونوں ماں بیٹے کمرا بند کیے کمرے میں دبکے بیٹھے تھے۔وہ دس سال کا ہو چکا تھا۔۔

چھوٹا تھا۔مگر ظلم،ھبر،غربت افلاس نے سے اپنی تعمیر سے کئی سال بڑا کر دیا تھا۔

دھاڑ کی آواز سے دروازا کھلا۔اور وہ شیطان صفت درندہ اندر کمرے میں داخل ہوا۔فوزیہ اور ساحر چونک گئے۔وہ خبیث انسان اب کیا قہر ڈھانے والا تھا۔

اے ساحر،، چل آ ،،

اس نے ساحر کا بازو پکڑ کر گھسیٹا۔

کدھر لے جا رہے ہو اسے سہیل،،،، فوزیہ جھٹپٹائی تھی۔سہیل نے اسے چٹیا سے پکڑ کر دیوار میں مارا تھا۔ فوزیہ کی آنکھوں کے آگے چاند تارے ناچ گئے۔

تجھے کیا حرافہ،،ادھر رک تیری تو ہیکڑی نکالتا ہوں میں آ کر،،

اس نے گند بکا۔اور ساحر کو کھینچ کر ساتھ والے کمرے میں لاک کر دیا۔

دوبارا فوزیہ کے پاس آیا تو اس کے پیچھے ایک موٹا اور پھدا سا آدمی کھڑا انتہائی گندی نگاہوں سے فوزیہ کو گھور رہا تھا۔

اے سن،، آج میں نے جوئے میں تجھے ہار دیا ہے،، تو آج رات رونے اس آدمی کو خوش کرنا ہے،، زیادہ ڈرامہ کیا تو زندہ جلا ڈالوں گا سمجھی،،،

سہیل کے منہ سے یہ غلاظت سن کر فوزیہ نے بے یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور ساتھ والے کمرے میں یہ باتیں جب اس چھوٹے سے بچے نے سنیں تو اس کی روح کانپ کر رہ گئی۔بری طرح دروازا پیٹا۔

بے غیرت، حرام خور،، مردار کھانے والے رزیل انسان پاگل ہو گئے ہو،، فوزیہ چلائی تھی۔مگر وہ سکون سے بلکہ خباثت سے مسکراتا باہر نکل گیا کہ اس کے ان الفاظ کا بدلا تو وہ آج رات سود سمیت چکا ہی دے گی۔ واقعی ہوا بھی کچھ ایسا ہی۔وہ ہٹا کٹا آدمی فوزیہ کو دبوچ چکا تھا۔

سہیل نے اس کمرے کو باہر سے لاک کیا۔اور ساحر والے کمرے میں چلا آیا۔فوزیہ کی دلخراش مگر گھٹی گھٹی چیخیں اب گونجیں لگیں تو ساحر باہر کی جانب لپکا تھا۔۔مگر سہیل نے اسے بالوں سے دبوچ کر کمرے میں پھینکا اور دروازے کی کنڈی لگا لی۔ساحر جھپٹا تھا۔مگر اس نے اسے قابو کر کے کس کے فوزیہ کے ہی دوپٹے سے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

کیا کر رہے ہو میری ماں کے ساتھ خبیث آدمی میں زندہ نہیں چھوڑوں گا تمھیں،،،

وہ چلاتا رہا مگر سہیل اطمینان سے اپنے اندر ایک بوتل انڈیل کر چادر تان کر سو چکا تھا۔

پھر اس نے ساری رات ماں کی گھٹی گھٹی چیخیں سنی تھی۔کوئی بھی تو نہیں آتا تھا ان کی مدد کو۔جاہلوں کی بستی میں آئے روز ایسی چیخ وپکار سنائی دیا کرتی تھی۔بعض گھر تو اتنے پسماندہ تھے کہ جھونپڑیاں ڈال رکھیں تھیں۔

اس رات کی سیاہی بہت ظالم تھی جو اپنے ساتھ ایک معصوم بچے کی معصومیت،اس کا بچپن اس کے دل سے رحم ہمدردی ترس کھانے جیسے جزبات اپنے کالے اندھیروں میں لپیٹ کر کے جا چکی تھی۔

ایک ہفتے کے بعد کی بات تھی۔اس رات کے بعد سہیل گھر سے غائب تھا۔وہ آدمی بھی رات کے تیسرے پہر وہاں سے فرار ہو گیا تھاا۔

وہ اپنے مردہ ہو چکی تھی جیسے۔دل و روح سے ہر جزبات سے عاری وجود کو گھسیٹ رہی تھی۔صرف اور صرف اپنے بیٹے کے خاطر۔

چھوٹے سے جھونپڑے نما گھر میں دھویں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔بل ادا نا کرنے کی وجہ سے گیس کاٹ دی گئی تھی۔

وہ گھاس پھوس جلا کر ساحر کے لیے روٹی بنا رہی تھی۔عشا کے بعد کا وقت تھا۔جب ایک ہیولہ دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا۔

وہ سہیل تھا جو اسی شیطانی مسکراہٹ سے ماں بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔مگر آج ایک عجیب بات تھی کہ ان ماں بیٹے کی نگاہوں میں کسی قسم کا خوف بلکل نہیں تھا۔دونوں کی نگاہیں بے تاثر تھیں۔

اس نے اسی رزیک اور گھناؤنی مسکراہٹ سمیت بیرونی دروازا کھولا تھا۔جہاں سے یک انجان مگر گندی نگاہوں والا اسی جیسا آدمی سکون سے اندر آتا دکھائی دیا۔

فوزیہ اور ساحر اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔سہیل اطمینان سے چلتا ان دونوں کے پاس آیا۔

تجھے پتا ہے ناں تجھے کیا کرنا ہے،، وہ فوزیہ کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔فوزیہ کو اس کی شکل سے گھن محسوس ہوئی۔

اب دونوں شرافت سے الگ الگ کمرے میں چلے جاؤ،، نہیں تو اس دن کی طرح گھسیٹوں گا بھی اور ماروں گا بھی،، وہ کیا ہے ناں کافی دن سے ہاتھ میں کھجلی ہو رہی ہے،، پیٹا نہیں ناں اپنی جان کو کافی دن،،،،،،،،،،،،

اس کے گندے غلیظ الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے جب حیرت سے اپنے پیٹ سے نکلتا خون کا فوارہ دیکھا۔بھل بھل کرتا خون اور پیٹ سے تیزی سے نکلتی آنتیں جو باہر کو ابل رہیں تھیں۔

سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو بیٹے کے ہاتھ میں آری نما بڑا سا خنجر تھا۔جس کی آری نما تیز دھار نے اس کا حرام مردار چیزوں سے بھرا پیٹ چاک کر دیا تھا۔

پچھلا آدمی یہ منظر دیکھ قے کرتا واپس بھاگ کھڑا ہوا تھا۔جبکہ سہیل بے یقینی سے پیٹ پر ہاتھ رکھتا زمین پر گرا تھا۔

فف،،،فوزیہ،،، مم ،،مجھے اسپتال،،،لے جا،،، خدا،،کا واسطہ،،،

اس نے کٹے بکرے کی طرح تڑپتے فوزیہ کے آگے ہاتھ جوڑے۔مگر فوزیہ نے بیٹے کی جانب دیکھا تھا۔تب ساحر نے جھک کر اس کی کلائیوں کی نسیں اس خنجر سے ادھیڑیں تھیں۔

فوزیہ اطمینان سے چوکی پر دوبارا بیٹھ گئی۔

ساحر کتنی روٹی ڈالوں،،، فوزیہ نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

ساحر بھی سامنے چوکی پر بیٹھ گیا۔

ویسے تو اب بھوک مٹ گئی ہے مما،، مگر دو ڈال دو روٹیاں،،، ساحر نے بھی نارمل انداز میں کہا تھا۔

خ،،،خدا،،کے لئے،، مم،مجھے،، اس،،،،، پتال،،،،،، مجھے ،،،اس،،پتال،،،، درد،، ہو رہا ہے،،،

وہ جان نہیں دے رہا تھا۔گنہگار کب آسانی سے جان دیتا ہے۔ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مرتا ہے۔جیسے اب وہ درندہ اس وقت ایڑھیاں رگڑ رہا تھا۔

اور اس کی یہ حالت دیکھ دو نفوس بہت سکون محسوس کر رہے تھے۔دونوں نے سکون سے ایک دوسرے کو کھانا کھلایا۔

کھانا کھا کر اندر گئے۔نہا کر کپڑے بدلے اور ہفتے بھر سے پیک کر کے رکھا گیا وہ بیگ اٹھایا اور رات کے گہرے اندھیرے میں اس ٹوٹے پھوٹے جہنم کو پیچھے چھوڑ کر زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینے دنیا کی بھیڑ میں گم ہو گئے۔

اگلا دن بہت روشن تھا۔مگر اپنے سینے میں کئی طرح کے طوفان چھپا کر لایا تھا۔

وہ سکول یونیفارم میں پونیاں جھلاتی اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی جب ارشن اپنے کمرے سے نکل کر اس کے پیچھے بھاگا۔

دیا ،،، دیا ویٹ فور می،،، ارشن نے اسے پکارا۔فلزہ کو ارشن کی رونی شکل دیکھ ہنسی چھوٹ گئی۔مگر دیا لاپرواہی سے آگے بڑھتی رہی۔صدا کی بزدل اور ڈرپوک دیا دنیا میں صرف ارشن ماہ بیر حفیظ کو ہی تو اکڑ دکھا سکتی تھی۔جو اس کے ناز نخرے بڑے چاؤ سے اٹھاتا تھا۔

ارشن میں کچی ہوں تم سے اب سچی نہیں ہونے والی ،، بات نہیں کرو مجھ سے،،

وہ سچ میں ہی بہت ناراض ہو گئی تھی تبھی منہ پھلا کر بولی اور ٹک ٹک کرتی جا کر منی کی گود میں چڑھ گئی۔

زخم کافی مندمل ہو چکا تھا۔

ارشن اس کے پیچھے ہی لپکا تھا مگر وہ آج اسے لفٹ دینے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھی۔

احان اپنے شو لیس بند کر رہا تھا۔جب علیزے بھی یونیفارم میں باہر نکلی۔

احان کل بھی فلزہ تمھارے ساتھ بیٹھی تھی گاڑی میں،، آج میں بیٹھوں گی،، امن فلزہ کے پاس بیٹھ جائے گا،،

علیزے جھنجھلا کر بولی۔

کیا ہے یار علیزے،، ہم سارے ایک ہی گاڑی میں تو بیٹھتے ہیں تو یہ کیا مقابلہ ہے کہ اس کے ساتھ کون بیٹھے گا اور تمھارے ساتھ کون،، تم لوگ پتہ نہیں کب بڑے ہوگے،،،

وہ بڑوں کی طرح عاجز آ کر بولا تھا۔

اتنے میں ہی خضر بلکل تیار جو کے اب مونٹیسوری جانے لگا تھا علیزے کو دیکھ کر اس کی ٹانگ سے لپٹ گیا۔

میں بھی آپ کے سکول جاؤں گا آپ کے ساتھ علیزے،،،

اس کی فرمائش پر علیزے نے اپنا ماتھا پیٹا۔مطلب آج وہ پھر اچھی طرح رو رو کر اپنا بھونپو سنا کر ہی ان کو سکول جانے دے گا۔

بڑی مما،، خضر کو پکڑیں ہمیں سکول سے دیر ہو رہی ہے،،،

اس نے بلند آواز میں کہا اور احان کے پیچھے ہی بیگ اٹھا کر لپکی۔

پیچھے خضر نے بلند آواز میں چنگھاڑنا شروع کر دیا تھا۔

وہ سب گاڑی میں بیٹھے۔آج گاڑی میں غیر معمولی خاموشی تھی۔ارشن بار بار احان، فلزہ اور علیزے کو اشارے کرتا رہا کے ان کی صلح کرا دے۔

مگر دیا کے آج غیر معمولی خراب موڈ کو دیکھ سب نے ہی کندھے آچکا دیئے۔

جلد ہی وہ سکول پہنچے تھے۔

بہت بڑی سی ٹیبل کے اوپر لیزر لائٹ سے ایک بہت بڑے سکول کا نقشہ بنا ہوا تھا۔اس رنگین نقشے میں بعض جگہوں کو سرخ لیزر لائٹ سے ہائی لائٹ کیا گیا تھا۔

یہ سکول ہے اور اس پر میں ان تمام بچوں کی ایک ایک سیکنڈ کی ڈیٹیل موجود ہے کہ وہ کب کس وقت کونسی کلاس روم میں موجود ہوتے ہیں،، برسوں کی محنت ہے،، ان دو بچیوں میں سے ایک بہت چالاک اور بہادر ہے،، جبکہ دوسری بہت ڈرپوک اور بزدل،، اور خان شمشان خیل کا حکم دوسری والی کو لانے کا ہے،،

حشمت راؤ نے مہارانی کے خاص بندوں کو سمجھانا شروع کیا تھا۔

یہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے،، یہ کلاس روم ہے،، بریک کے بعد بچی اسی کلاس روم میں ہوگی،، سکول میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ لگے گی جو کہ ہمارا خاص بندہ جو اسی سکول میں ایک استاد کی حیثیت سے موجود وہ لگائے گا،، وہی بچوں کو اس کوریڈور تک آنے پر مجبور کر دے گا،، اس کے سامنے واش رومز ہیں،، ان واش رومز کے ایک واش روم میں زیر زمین کئی سالوں کی محنت سے ایک راہ داری بنائی گئی ہے،، ہمارا کارندہ بچی کو واش روم دھکیلے گا،، تم۔لوگ بچی کو بیہوش کر کے راہداری میں سے نکل آنا،، راہدری سکول کے پیچھے بنے کوارٹرز میں سے ایک کوارٹر کے اندر کھلتی ہے،،، بچی سکول کے اندر سے ہی غائب ہوگی،، کیونکہ باہر سے لے کر اپنے پیلس تک وہ سی سی ٹی وی کیمروں کی مدد سے مکمل نگرانی رکھتے ہیں سکول کی،، غائب ہونے کے بعد ہمارے آدمی اس فرش کو ویسے ہی بنا دیں گے جیسے وہ پہلے تھا،، آگ لگنے

سے بجھنے تک اور اس کے بعد اتنا تو وقت ہو گا ہی کہ ہمارے آدمی یہ کام با آسانی کر دیں گے،، اور ان جلادوں کے باپ بھی پتہ نہیں لگا پائیں گے کہ بچی گئی کہاں،،؟؟؟

حشمت راؤ نے اپنا مکروہ پلان بتایا تھا۔مہارانی نے ایگری کرتے سر ہلایا۔

اور اگر ہم وہاں کسی اور کی بچی کی جلی ہوئی لاش پھینک دیں،، اور ان جلادوں کو لگے ان کی بچی جل کر مر گئی،،

نہیں،،،

مہارانی دھاڑی تھی۔

نہیں حرام خور،،تجھے کس نے کہا کہ اپنا دماغ چلا اور منہ کھول،،،، انھیں یہی تاثر تو نہیں دینا ہے کہ بچی مر گئی،،، بلکہ میں تو انھیں تل تل تڑپتے دیکھنا چاہتی ہوں جب وہ بچی گم ہو گی اور وہ چاہ کر بھی اسے کہیں نہیں ڈھونڈ پائیں گے،، مزہ تو تب آئے گا ،، جب وہ خود کو عقل کل سمجھنے والے جلاد اس معاملے میں ہار جائیں گے،،،

اب کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو،، ہر چیز سمجھا دی ہے تو دفع ہو جاؤ اپنا کام ٹھیک طرح سے کرنا اور اگر آج بچی مہارانی کے پاس نا ہوئی تو تم سب کی آنکھیں نکال کر ان سے گوٹیاں کھیلوں گی،،،

مہارانی بھاری آواز میں چلائی تھی۔

اس کے آدمی گھگھیاتے مکروہ ترین عزائم لیے وہاں سے نکلے تھے۔

بریک ہوئی تھی اور وہ پھولا سا منہ لیے باہر گراؤنڈ کے بینچ پر بیٹھی تھی۔

ارشن کب سے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اوکے لک ایٹ ہئیر بٹر فلائی،،، ارشن نے تنگ آ کر کہا تھا۔دیا نے اس کی جانب دیکھا۔

اس نے کانوں کو پکڑا اور زمین پر آپس اینڈ ڈاؤن کرنے لگا۔

ارشن سوری بھی ہے اور دیا کو آج کی اپنا لنچ باکس،،اور چاکلیٹس بھی دے گا،،،،،

دیا کھکھلا کر ہنسی تھی۔ارشن کو خوشگوار حیرت ہوئی۔کان کو پکڑے یونہی اس کی سبز آنکھوں کی چمک دیکھے گیا۔

ارشن بہت فنی لگ رہے تھے،،، وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔

اور تم بہت کیوٹ لگ رہی تھی،، ارشن نے حسب عادت اس کے دونوں گال کھینچے۔

اوکے تو اب کُچی تو نہیں ہے ناں بٹر فلائی کی ارشن کے ساتھ،،،

نو ،، نہیں ہے،، دیا نے احسان جتایا۔ارشن نے اس کے پھولے گالوں پر پیار کیا۔

اوکے پرامس کرو دیا اب مجھ سے کبھی کچی نہیں کرو گی،،، ارشن نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

ارے بابا،، نہیں کروں گی،،،

وہ اب ارشن کے لنچ باکس میں موجود سینڈوچ سے انصاف کر رہی تھی کہ اپنے لنچ باکس کے فرائیز اب زہر لگ رہے تھے۔

سینڈوچ کا بائٹ لیتے ایک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما کر پرامس بھی کر دیا۔

تم مجھ سے کبھی دور نہیں جاؤ گی،، ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہیں گے،، ایک ساتھ کھیلیں گے،، تم بس میری فرینڈ بنو گی،،،

ارشن نے ہزار بار کی دہرائی ہوئی باتیں پھر دہرائیں۔

اوکے،، دیا نے اپنی جان چھڑائی۔

بٹر فلائی،، ارشن نے پھر پکارا۔

ہمممم،،، وہ چاکلیٹ کھاتی بولی۔

مجھے تمھیں ایک گفٹ دینا تھا،، یہ رات دیا مجھے ڈیڈ نے بولا تھا تمھیں پہنا دوں،، وہ اس کے پاس بینچ پر بیٹھتا بولا۔

واٹ،،،؟ دیا نے اس کی جانب دیکھا۔

یہ،، اس نے اپنی پینٹ کی پاکٹ میں سے ایک چین میں موجود پینڈنٹ نکالا اور سر کے اوپر سے گزار کر اسے پہنا دیا۔

ارشن یہ ٹیچر نے دیکھ لیا تو اتار لیں گی،،، وہ پریشان ہوئی۔

اٹس اوکے آپ نہیں دیکھیں گی،، چیکنگ تو اسمبلی میں ہوتی ہے ناں،،، گھر جا کر اسے اتار کر اپنے منی سیونگ باکس میں رکھ دینا،،،

اوکے،،، وہ پھر سر ہلا گئی۔

بریک ختم ہو چکی تھی۔بیل بجی۔وہ اپنی کلاس کی جانب بڑھی۔ارشن وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔آج جانے کیوں ایک عجیب سی بے چینی سی تھی۔

پھر وہ سر جھٹک کر اپنی کلاس میں چلا آیا۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے جب پورے سکول میں آگ لگنے کے سائرن کی آواز گونج اٹھی۔

سب حواس باختہ ہوئے تھے۔سکول میں دیکھتے ہی دیکھتے بھگدڑ مچ چکی تھی۔اساتذہ خود سے پہلے بچوں کو وہاں سے نکالنے کی جدو جہد کرنے لگے۔

اتنی آگ نہیں بھڑکی تھی۔جتنا سکول دھوئیں کے مرغولوں سے بھر چکا تھا۔

مہارانی کے بندے جان بوجھ کر سکول کو دھوئیں سے بھر رہے تھے۔

دیا احان اور فلزہ بری طرح چونکے تھے۔ان کے ٹیچر نے جلدی سے بچوں کو کلاس سے باہر نکالا۔

فلزہ، دیا میرے ہاتھ مت چھوڑنا،، علیزے تم فلزہ کا ہاتھ پکڑو،، احان چلایا تھا۔اور ان دونوں کے ہاتھ پکڑ کر باہر نکلا۔

ٹیچر انھیں کوریڈور میں لے کر گیا۔سب سے زیادہ دھواں یہاں بھرا ہوا تھا۔بچے کھانس کھانس کر بے حال ہونے لگے۔

تب اس مکروہ شیطان نے جان بوجھ کر بچوں کو دھکا دیا تھا۔اور خود بہیوش ہونے کا ناٹک کیا۔اس بھگدڑ میں احان کے ہاتھ سے فلزہ اور دیا دونوں کا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔

فلزہ ،،،

دیا،،،،

علیزے،،،

وہ چلا رہا تھا۔مگر کچھ دکھائی نا دیا۔

باہر فائر برگیڈز کے سائرن بج رہے تھے۔

اندر اس درندہ صفت انسان جس نے دیا کو نشانے پر اپنی نگاہوں میں رکھا ہوا تھا بازو سے دبوچ کر واش روم میں دھکیل دیا۔۔

فلزہ،،، احان چلایا۔فلزہ احان کے بازو سے لپٹی۔

میں ادھر ہوں بھائی،، علیزے بچوں کے ساتھ باہر چلی گئی ہے،،، دیا نہیں دکھائی دے رہی،، وہ رونے لگی تھی۔

دیا،،، احان چلایا۔

کافی بچے باہر نکل چکے ہیں،، مجھے لگتا ہے دیا انہی میں تھی،، اب آپ لوگ بھی چلو یہاں سے،،

ٹیچر نے انھیں کہا اور سب باہر نکلنے لگے۔

عجیب بھاگ دوڑ تھی۔دھکم پیل۔سب بچے گراؤنڈ میں جمع ہو رہے تھے۔اساتذہ بھی گراؤنڈ میں جمع ہو گئے تھے۔

سب اساتذہ اپنے اپنے کلاس کے اسٹوڈنٹس چیک کر رہے تھے۔

بڑی مشکل سے ارشن جو کہ امن کو ڈھونڈ کر لایا تھ فلزہ علیزے اور احان تک پہنچا تھا۔

احان دیا کہاں ہے،،، وہ دھاڑا تھا۔

تم تینوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ادھر ہی رکو،،

احان اور ارشن پاگلوں کی طرح ایک ایک سٹوڈنٹ کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔

ٹیچر،،، دیا نہیں مل رہی ہے،، ارشن کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں ہوئیں تھیں۔

سب سے پہلے سکول میں ماہر اور ماہ بیر پہنچے تھے۔ان کے پیچھے ہی ایشان ،جبران اور آریان پہنچے۔

سکول کی صورت حال معلوم کر کے اور اندر انھیں اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

جبران ایشان اور آریان سب سے پہلے علیزے ،امن، اور فلزہ تک پہنچے تھے۔

وہ تینوں ہی سہمے ہوئے تھے۔

ڈیڈ،،،

علیزے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ارشن اور احان کدھر ہیں وئیر از دیا،،،

دیا کہیں نہیں مل رہی ہے ڈیڈ،، ارشن اور احان اسے ڈھونڈنے گئے ہیں،،،

علیزے نے بتایا تو ان کے سروں پر آسمان گرا۔

آگ ابھی بجھائی جا رہی تھی۔

پولیس میڈیا سب سکول کے باہر پہنچ چکے تھے۔سب نے مل کر شور مچا رکھا تھا۔

ماہ بیر، ارشن تک پہنچا تھا۔ارشن باپ سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا کہ وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

ڈیڈ دیا نہیں کہیں بھی،، نہیں مل رہی مجھے،، اس نے ابھی بریک میں مجھ سے پرامس کیا تھا کہ وہ کہیں نہیں جائے گی،، مگر اب وہ کھو گئی ہے ڈیڈ وہ کھو گئی ہے،، مجھے کہیں نہیں مل رہی،،

وہ ہزیانی ہو رہا تھا۔چیخ چلا رہا تھا۔

ماہ بیر بھی پریشان ہوا۔کہ وہ لوگ لاکھ مضبوط اور چٹانوں جیسے حوصلے رکھنے والے ہوں مگر کچھ جگہوں پر تو وہ بھی بے انتہا بے بسی میں گھر جایا کرتے تھے خاص کر تب جب ان کی کسی کمزور رگ پر وار کیا جائے۔

اور لگتا ہے دشمنوں نے وہی کیا تھا۔

ارشن کے حواسوں نے اس کا ساتھ چھوڑنا چاہا وہ بیہوش ہو چکا تھا۔ماہ بیر نے ایشان،جبران کے ہمراہ باقی بچوں کو گھر بھیج دیا۔

ماہر نے دیر نہیں لگائی تھی۔کسی بھی چیز کی پروا کیے بغیر وہ اور آریان اندر داخل ہو چکے تھے۔مگر جس طرف دیا کے کلاس روم کی نشاندھی کی گئی تھی اس کلاس روم کو چاروں جانب سے آگ نے بری طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

آریان دیکھ رہے ہو،،، ماہر خان نے پریشانی سے آریان کو کہا۔

یس برادر،، جان بوجھ کر اس کلاس روم کو جیسے ٹارگٹ کر کے زیادہ آگ بھڑکائی گئی ہے،،،

آریان کو اپنی آواز جیسے کھائی سے آتی سنائی دی۔

پھر کئی گھنٹوں کی جدجہد کے بعد آگ پر قابو پایا گیا۔ایکسکیوشنرز نے سکول کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔مگر دیا کا کہیں اتا پتا نہیں ملا تھا۔حتیٰ کے سکول سے کوئی لاش بھی تو نہیں ملی تھی کہ وہ فرض کر لیتے کہ دیا نہیں رہی۔رات تک وہ سکول میں ہی رہے۔

ماہر خان کی آنکھوں سے اب وحشت لہو چھلکانے لگی تھی جیسے۔پاشا ، کبیر اور سوہم خان بھی سکول کا اپنے طریقے سے معائنہ کر چکے تھے۔مگر جلے ہوئے راکھ کے ڈھیر اور ملبے کے علاوہ کچھ ہاتھ نا آیا۔حتی کے پورے سکول کی زمین بھی ہر طرح سے ٹٹول کر دیکھی تھی۔مگر کچھ نہیں ملا۔

یہ سازش تھی۔بہت بڑی سازش۔وہ سمجھ چکے تھے مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔

انھوں نے کیا کچھ نہیں کنگھالا تھا۔حتی کے بچوں کے بیگ تک۔

دیا کا بیگ مل چکا تھا۔وہ بھی سہی سلامت۔جس میں حسبِ توقع انھیں ایک چٹ بھی ملی تھی۔

جس میں صاف صاف لکھا تھا۔

پیارے جلادو سماج کے ٹھیکدارو۔

دل تو کرتا ہے پیلس کی اس بیٹی کے چیتھڑے اڑا دیں۔مگر فکر نہیں کرو، بڑے ہونے تک سنبھال کر رکھیں گے،، مگر تب کی گارنٹی نہیں دیتے کہ یہ کس کس گھاٹ کا پانی پیے گی،، سمجھ تو گئے ہو گے ناں،؟ڈھونڈنے کی توفیق نے کرنا نہیں ملے گی،،،

فقط

تم لوگوں کے وہ دشمن جنھیں تم لوگوں نے اپنی بےوقوفی میں کافی ہلکے میں لے لیا۔

اس چٹ نے وائیٹ پیلس ہر جیسے آسمانی بجلی گرا دی تھی۔

وائٹ پیلس پر موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔انھوں نے دیا کو ڈھونڈنے میں اپنی پوری طاقت لگا تھی مگر کوئی سرا یا سراغ ہاتھ نہیں آیا تھا۔

پورا شہر چھلنی کی طرح چھان مارا تھا۔مگر اب کی بار جلادوں کی سب کوششیں سب حربے بےسود جا رہے تھے۔

رواحہ نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا۔بلکہ سب خواتین کی ہی آنکھیں اشک بار تھیں۔

آحان اور فلزہ نے وہ پورا وائٹ پیلس سر پر اٹھا رکھا تھا۔

ارشن ہوش میں آتا پاگلوں کی طرح دیا دیا چلاتا اور پھر ہوش و حواس گنوا دیتا۔جبران نے آخر اسے جان بوجھ کر نیند آور انجکشن لگا کر پرسکون کیا تھا۔

وہ اب بھی آرام سے نہیں بیٹھے تھے اپنے طریقے سے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

دیا کو جب واش روم میں پھینکا گیا اسے مہارانی کے بندے بیہوش کر کے اس خفیہ راہداری سے وہاں سے نکلے تھے۔

پیچھے مہارانی کے ڈھیر سارے بندوں نے وہ جگہ واپس اسی طرح ماربل لگا کر نیچے ٹی آر اور مصنوعی سمنٹ کی تیار کردہ چھت لگا کر وہ جگہ پہلے پتھروں سے بھری۔پھر اس میں مٹی پھینکتے گئے۔یہ کام نیچے سے انھوں نے بے تحاشا مہارت سے کیا تھا۔جانتے تھے زرا سی بھول چوک ہو گئی تو نا جلاد چھوڑیں گے ناں مہارانی۔

وہ دیا کو لے کر اس کوارٹر میں پہنچے تھے۔اور اس کوارٹر میں رہنے والے میاں بیوی بظاہر اپنا گھر شفٹ کر رہے تھے۔۔

اسی سامان کے ساتھ دیا کو ایک فلیٹ میں پہنچا دیا گیا۔اور وہاں سے کسی طرح بہت چالاکی اور مہارت سے مہارانی کی حویلی میں۔

ایک ہفتے کے بعد وہ خیل حویلی کے بیسمنٹ میں سب اکھٹے ہوئے تھے۔

اس چھوٹی سی بچی کو بیڈ پر لٹایا گیا تھا۔اور اس کے سرہانے بھاری مشینری رکھی گئی تھی۔بچی کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور منہ میں ڈریسنگ کی پٹی کا چھوٹا سا رول ٹھونسا ہوا تھا۔

اس کے دماغ کو الیکٹرو کونولوسیو سے ہلکی نوعیت کے جھٹکے دیئے جا رہے تھے۔

وہ اذیت کی انتہا سے تڑپ رہی تھی۔سبز آنکھوں میں اذیت کے ڈیرے اور نمکین پانیوں کا سیلاب سا تھا۔ ہاتھ پیر بار بار وہ جھٹکتی اس اذیت سے نجات چاہتی تھی۔مگر وہاں کھڑے ان درندوں کو اس پر رحم نہیں آ رہا تھا۔

وہ معصوم جان اب اذیت سہتی بہیوش ہو چکی تھی۔

لیں جی سائیں،، آپ کا کام ہو گیا،، اب یہ اپنی پچھلی زندگی اچھی خاصی بھول جائے گی،،، بس ہلکی ہلکی سی خواب جیسی پرچھائیاں دماغ میں رہیں گی،، ہاں شاید اپنی اصلیت نا بھولے،، مگر اس اصلیت کو آپ نے کیسے نقلی میں بدلنا ہے یہ آپ بہتر جانتے ہیں،، یہ بول سکتے ہیں کہ اب یہ نومولود کی طرح ہے،، اب آپ اسے جو سکھائیں گے یہ وہی سیکھے گی،، آپ جو اس کے دماغ میں ڈالیں گے یہ اسے ہی سچ مانے گی،، اسے اب آپ نے نئے سرے سے اپنے مطابق پہچان دیں گے،،،

ڈاکٹر نے خباثت سے بھر پور لہجے میں کہا تھا۔اور نیم جان سی دیا پر سے وہ مشینری ہٹا دی۔

خان شمشان خیل نے اس کے جانب نوٹوں کی گڈیاں اچھالیں تھیں۔جنھیں وہ چنتا اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے دفعان ہو چکا تھا۔

فاتحانہ سی مسکراہٹ خان شمشان خیل کے لبوں پر رینگ رہی تھی۔اس نے دیا کو بازوؤں میں بھرا اور سب کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

کوئٹہ کے مضافات میں بنے دربار کے پاس بنی حد نگاہ حویلی کے زنان خانے میں وہ داخل ہوئے تھے۔۔تو ہر طرف معمولی سی ہلچل پیدا ہو گئی۔

خدمت گار ان کی چادر چوم چوم کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے۔

زنان خانے میں داخل ہوئے تو ایک انتہائی رعب و دبدبے والی خاتون جو کہ کاٹ پر بیٹھی تسبیح پھیر رہیں تھیں جس کے پیروں میں کئی عورتیں ادب سے بیٹھیں تھیں۔خان شمشان خیل کو اندر آتے دیکھ سیدھی ہوئیں۔

آداب سائیں،،، یہ آپ کی گود میں کیا ہے،،،

انھیں ان کی گود میں ایک سفید سی گھڑی دیکھ کر حیرت ہوئی۔

حاجن سائیں،، اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی مراد پوری کر دی ہے،، آپ کی گود کے لیے ایک بیٹی بھیجی ہے،، یہ ایک پاک روح ہے بابا،،،اس کی شادی ہماری روایت کے مطابق قرآن مجید سے ہو گی،، اس کی پرورش آج سے آپ نے کرنی ہے اپنی بیٹی سمجھ کر،،، زوار، مراد اور پرویز کی بہن بنا کر،، سمجھ گئیں نا بابا،،

وہ مخصوص سندھی لہجے میں انھیں سمجھا گئے اور بچی ان کی گود میں ڈال دی۔

حاجن بیگم نے بچی کے چہرے سے پردہ ہٹایا اور آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔جیسے سائیں اسے سیدھا پرستان سے اٹھا کر لائے تھے اور سیدھا ان کی گود میں ڈال دیا تھا۔

بہت شکریہ سائیں،، بہت شکریہ،،، مجھے ایک بیٹی چاہیے تھی،، آپ نے میرے دل کی مراد پوری کر دی،، میں ساری زندگی آپ کی قرضدار رہوں گی سائیں،،

حاجن سائیں تو اتنی خوبصورت بچی پا کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔یہ بھی نا پوچھا کہ سائیں جی کس ماں کی گود اجاڑ آئے ہو۔

خان شمشان خیل مونچھوں کو تاؤ دیتا پراسرار مسکراہٹ لیے واپس مردان خانے کی جانب ہو لیا تھا۔

طویل و عریض بنگلے کے شاندار سے ڈرائیور وے سے ہوتی ہوئی مہنگی ترین کار پورٹیکو میں آ کر رکی تھی۔ گارڈ نے بھاگ کر کار کا دروازا کھولا جس میں سے حشمت راؤ چہرے پر دنیا فتح کر لینے والے تاثرات لیے کار سے نیچے اترے تھے۔

مونچھوں کو تاؤ دیتا وہ بنگلے کی اندرونی جانب آیا تھا۔

عشا کے بعد کا وقت تھا۔اور بنگلے میں غیر معمولی خاموشی تھی۔لاؤنج میں داخل ہوئے تو سامنے ہی شاہ بلند بخت راؤ (ان کے لاڈلے اکلوتے بیٹے) بزنس کی فائل ٹیبل پر رکھے اپنے گھر آئے مینجر کے ساتھ کسی گفتگو میں مگن تھے۔حشمت راؤ کو اندر آتا دیکھ فائلز مینجر کو تھما دیں اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔

مینجر حشمت راؤ کو سلام کرتا فائلز لے کر وہاں سے چلا گیا۔

اسلام وعلیکم بابا جان،،، بلند بخت نے انھیں دیکھ کر سلام کیا۔

وعلیکم اسلام،، سب کہاں ہیں،، کافی خاموشی ہے گھر میں،، ہماری شہزادی کہاں ہے،،

آپ کی شہزادی نے ہی ناک میں دم کر رکھا ہے،، کیا کروں،، آپ نے پوتی کی ہر خواہش پوری کر کر کے اسے اتنا بگاڑ دیا ہے کہ اب جب وہ کوئی ضد کرتی ہے تو اس قدر تنگ کرنے لگ گئی ہے بابا اور پھر میڈم رو رو کر اتنی طبیعت خراب کر لیتی ہے کہ میں اور سارا بھی تنگ آ چکے ہیں اب تو اس کی ضد سے ،،،

بلند بخت جھنجھلا کر بولے تھے۔

اب کیا فرمائش کر دی میری پرنسز نے،،، وہ مسکراتے بولے تھے۔

آج بالکونی میں کھیلتے ہوئے چاند پر نظر پڑ گئی ہے آپ کی پرنسز کی،، اب اسے وہ چاہیے ،،اب جایئے اور لا کر دیجئے اسے مون،،، رو رو کر پھر سانس بند کر لیا،، ایک تو اس کی یہ پراسرار بیماری،،، اوپر سے آج پھر انہیلر کی ضرورت تک پڑ گئی،، اب سوئی ہے پورے راؤ مینشن کو سر پر اٹھا کر،،

بلند بخت اب بھی بیزار کن لہجے میں بولے تھے جبکہ لاڈلی پوتی کی انوکھی فرمائش پر دادا قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

ارے جانے دو بیٹا جی ،، حشمت راؤ کی پوتی ہے،، چاند مانگنا تو بنتا ہے ناں،،، کوئی معمولی چیز مانگ کر دادا کا سٹینڈرڈ لو تو نہیں نا کرے گی،، ویسے بھی ایسی چیز مانگے جو مجھے اسے دیتے،، اور اسے لیتے ہوئے بھی مزا آئے،،

وہ چٹخارا بھر کر بولے تھے۔

دیکھ لیجیے کل کو کوئی ایسی چیز نا مانگ بیٹھے جو آپ اسے لا کر نا دیں سکیں،،

بلند بخت معنی خیز انداز میں بولے تھے۔

اونہوں ایسا تو ممکن نہیں ہے،، اب ایسی بھی کوئی بات نہیں،،

حشمت راؤ نے نخوت سے ہنکارا بھرا۔

تبھی دس سالہ آساوری شاہ آنکھیں ملتی سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔

دادو،،، وہ آکر حشمت راؤ کے گلے میں جھول گئی۔

پاپا گندے ہیں مما بھی،،، مجھے مون نہیں لا کر دیتے آپ کو پتہ ہے میں کتنا روئی تھی،،، وہ منہ بنا کر بولی۔

میری شہزادی نے اپنی طبیعت کیوں خراب کی،، اور روئی کیوں؟؟ دادو کا تو ویٹ کیا ہوتا،، میں اپنی پرنسز کو خود مون لا کر دوں گا،،،

اور اب حشمت راؤ تھے اور ان کی لاڈلی پوتی کے چونچلے بھری فرمائشیں۔بلند بخت نے افسوس سے سر ہلایا۔ اور ایک سرد سی آہ بھری۔

وہ خود حشمت راؤ کی منتوں مرادوں کی اولاد تھے۔پھر جب جوان ہونے پر ان کی خود کی شادی ہوئی تو تین مردہ بچوں کی پیدائش کے بعد کہیں جا کر اساوری کی صورت انھیں زندہ سلامت اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوا تھا۔مگر اسے پیدائشی ہی ایک پراسرار سی بیماری تھی کہ چلتے پھرتے وہ بلکل نارمل رہتی مگر اچانک ہی اس کا سانس بند ہو جایا کرتا تھا۔

میڈیکل میں اس کی اس پراسرار بیماری کی تشخیص نا ہو سکی۔حشمت راؤ نے دنیا کے بہترین ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کروایا مگر کچھ پتہ نا چلا۔پھر اپنے دیرینہ دوست خان شمشان خیل کی باتوں میں آ کر جو توہم پرستی کا گھناؤنا کھیل شروع ہوا ابھی اس سب سے دنیا انجان تھی۔

حشمت راؤ نے پوتی کو زندہ رکھنے کے لیے کیا کچھ کیا تھا یہ اگر خود اساوری ہی سمجھ بوجھ ہونے پر جان لیتی تو خودکشی کو ہی ترجیح دیتی۔

مزید پانچ سال بعد۔

امن ،علیزے ،خضر، فلزہ اور احان اپنی سپورٹس بائیکس قریبی پارک آئے تھے۔آج سنڈے تھا اور سکول سے چھٹی تھی۔

ایکسکیوشنرز نے سکول کے ایک ایک فرد کا سارا بائیو ڈیٹا نکالا تھا۔پرنسپل سے لے کر گیٹ کے چپڑاسی اور گارڈز تک کا۔مگر کوئی قابل ذکر کلو یا چیز حاصل نہیں ہوئی تھی۔اسی لئے انھوں نے سکیورٹی بڑھا دی۔مگر سکول چینج نہیں کیا تھا۔

(اور یہیں پہ شاید وہ ایک بہت بڑی بھول کر گئے تھے)

وہ لوگ پارک میں گھوم پھر رہے تھے۔علیزے احان کی جانب متوجہ تھی۔وہ سنجیدگی سے چہل قدمی میں مصروف تھا علیزے بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

وہ اب سنجیدہ رہا کرتا تھا۔وہ سالوں سے نہیں ہنسا تھا۔دیا کا اس کی موجودگی میں کہیں گم ہو جانا بہت صدمے کا باعث تھا۔

پانچ سالوں سے وائٹ پیلس پر ایک ان دیکھی افسردگی چھائی ہوئی تھی۔

جبکہ دیا کا کڈنیپ ہونا بڑوں نے بچوں سے تو چھپا کر ہی رکھا۔بچوں کی دانست میں دیا اس حادثے میں گم ہو گئی تھی۔

احان اچانک پیچھے مڑا تھا جب علیزے کو اپنے سامنے پایا۔

علیزے پلیز،،، کتنی مرتبہ کہا ہے کہ مجھے فالو مت کیا کرو،، مجھے نہیں پسند اس طرح تمھارا میرے پیچھے پیچھے ہر جگہ پہنچ جانا،،

اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔علیزے کا منہ لٹک گیا۔

وہ خاموشی سے آ کر اس بینچ پر بیٹھ گئی جہاں قریب ہی خضر باقی بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

فلزہ واک کرتی کرتی تھوڑی دور گئی تھی جب اسے اپنی پرانی دوست عائشہ نظر آئی۔وہ ایک بینچ پر اداس سی بیٹھی تھی۔

عائشہ،، اس نے پکارا۔وہ اٹھ کر فلزہ سے بغلگیر ہوئی۔

فلزہ تم،، بہت خوشی ہوئی تم سے ملکر،،، عائشہ ابھی تک خوشگوار حیرت میں مبتلا تھی۔

مجھے بھی خوشی ہوئی،، تم نے سکول کیوں چھوڑ دیا یار،، فلزہ نے افسردگی سے اس سے پوچھا۔

ہاں بابا نے اس آگ والے حادثے کے بعد چھڑوا لیا۔وہ بھی اداسی سے بولی۔

تم اتنی سیڈ کیوں ہو عائشہ،،، فلزہ نے حیرت سے پوچھا جو مسلسل بچوں کے ایک جھرمٹ کی جانب دیکھ رہی تھی۔

اس کی وجہ سے ،،،

داشاب،،،؟

عائشہ نے ایک جانب اشارا کر کے آواز دی۔وہ احان جتنا لڑکا جو بچوں کے ساتھ بچوں کی طرح کھیل رہا تھا اب عائشہ کے پکارنے پر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

واٹ ہیپنڈ عاشی ،،ابھی تو داشو کو گیم کھیلنے کا مزا آ رہا ہے،، وہ بچوں کی طرح پاؤں پٹختا عائشہ تک آیا۔

فلزہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

داشاب ،، یہ میری فرینڈ ہے فلزہ ،، سے ہائے ٹو ہر،،،، عائشہ نے اسے فلزہ کی جانب متوجہ کیا۔

اس نے سر تا پا فلزہ کو غور سے دیکھا۔پھر اس کی آنکھوں کو حیرت سے دیکھا۔

عاشی اس کی آئیز تو بلکل فراگ کی طرح ہے گرین گرین،،

اس کی بات پر فلزہ نے بھونچکا سا ہو کر اسے دیکھا جو اس کی اتنی حسین آنکھوں کو فراگ سے میچ کر کے امیجینشن کی ماں بہن ایک کر رہا تھا۔

وہ اب اپنی ہی بات کو انجوائے کرتا تالیاں بجا بجا کر خود مینڈک کی طرح کود رہا تھا۔

مینڈک کہیں کا،، فلزہ جل کر بڑبڑائی۔

ہائے،،،، اس نے فلزہ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔بظاہر جو ایک ٹین ایج صحت مند لڑکا تھا۔مگر شاید مینٹلی ڈس ایبلڈ تھا۔

ہائے،،، فلزہ نے اس سے ہاتھ ملایا۔ہاؤ آر یو،،،

فائن،، وہ میکانکی انداز میں بول کر پھر بچوں کی جانب بھاگ گیا۔

عائشہ نے ایک سرد سی آہ بھری۔

عائشہ یہ کون ہے اور اسے کیا ہوا،،؟ فلزہ اس کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئی۔

یہ میرا کزن برادر ہے،، کچھ عرصے پہلے تک بلکل ٹھیک تھا، بہت انٹیلجنٹ،، لونگ ،، کیئرنگ،، پھر اچانک چاچو اور چاچی کی مسٹریس ڈیتھ ہو گئی،، وہ رات کو ٹھیک ٹھاک سوئے اور صبح ان کی مردہ وجود کمرے میں پائے گئے،، اس حادثے کے بعد داشاب اکثر بیمار رہنے لگا،، اور اب تو ایک سال سے وہ بلکل اس طرح چھوٹے بچوں کی طرح بہیو کرتا ہے،، مما بابا نے کافی علاج کروایا مگر سائیکولوجی ڈاکٹرز کچھ ہیلپ نہیں کر پا رہے،، یہ بہت زندہ دل اور ہنس مکھ تھے اور اب ان کی یہ حالت مجھے بہت ڈسٹرب کرتی ہے،،،

عائشہ بے حد اداس تھی۔

جب اچانک بات کرتے کرتے داشاب کھیلتے ہوئے بھاگا اور سامنے سے آتے دو لڑکوں سے بری طرح ٹکرا گیا وہ جو آئسکریم کھاتے آ رہے تھے ان کے کپڑوں آئسکریم سے بری طرح خراب ہو چکے تھے۔

وہ جو ناسمجھ تھا ان کی یہ حالت دیکھ کھوکھلا کر ہنس پڑا۔

سامنے والے لڑکے نے کھینچ کر ایک زناٹے دار تھپڑ داشاب کے جڑ دیا تھا۔وہ بلبلا اٹھا۔عائشہ اور فلزہ لپک کر اس تک پہنچیں تھیں۔اور ابھی وہ ایک دوسرا تھپڑ داشاب کے منہ پر مارتا جب فلزہ نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

ہیے،، دیکھ نہیں رہے سامنے والا مینٹلی سٹیبل نہیں،، بزدل کہیں کے ،،اپنی طاقت اپنے جیسوں کو جا کر دکھاؤ،،

فلزہ غرائی تھی اور اس کا ہاتھ ایک جانب جھٹکا۔داشاب بری طرح رو دیا تھا۔وہ تمسخرانہ سا ہنسے تھے۔

تو تم اسے بچاؤ گی،، پہلے ہم سے خود کو تو بچا لو گرین بیوٹی،،،

ان میں سے ایک خباثت سے بولا۔

رئیلی،، اور تم کیا کرو گے،، فلزہ نے اطمینان سے کہا۔

لڑکے نے اس کی کلائی پکڑنے کی کوشش کی تھی۔مگر وہ ہوا میں اچھل کر کمر کے بل دھاڑ سے زمین پر گر کر اب فرش کو سلامی پیش کر رہا تھا۔

دوسرا لڑکا بھنا کر فلزہ کی جانب لپکا اور بہت اچانک اس کی گردن دبوچ لی۔

فلزہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے دونوں بازوؤں کے اندر سے اس کے چہرے تک لائی تھی۔فلزہ کا ایک مکا اس کی ناک کی ہڈی توڑ چکا تھا۔

فلزہ نے پوری طاقت سے گھٹنا فولڈ کر کے اس کی پیٹ پر مارا تھا وہ بلبلا کر پیچھے ہٹا اور دونوں وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے۔

وہ اب روتے روتے کلیپنگ کر رہا تھا۔

یو آر ویری بریو،، آئی لائک یو سو مچ،، داشو اب تمھارا فرینڈ بن جائے گا،،

وہ اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا کر بولا تھا۔فلزہ نے مسکراتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اب تو میں بھی اپنے فرینڈ سے ملنے آیا کروں گی،، فلزہ نے اس کا ہاتھ تھپکا تھا۔

وہ گھر واپس آئے تھے۔ان کی بائیکس گیٹ کے اندر داخل ہوئیں تو اسی وقت ماہ بیر کی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔جس میں آریان اور سمیع تھے۔

ماہ بیر راسم حفیظ کے دیرینہ وفادار سمیع(جو دوسری نسل سے جلادوں کا وفادار تھا) اس کی بیوی بیمار تھی۔جب پتا چلا کے اس کی بیوی کی ڈیتھ ہو گئی تو ماہ بیر اور آریان خود گاؤں اس کی میت پر گئے تھے۔بیوی تو نہیں رہی مگر اب خاندان کے نام پر سمیع کی ایک دس سالہ بیٹی ہی بچی تھی۔وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

سمیع نے ماہ بیر سے اپنی نوکری چھوڑنے کی بات کی مگر ماہ بیر کسی صورت نہیں مانا۔ماہ بیر نے اس کے مسئلے کا یہ حل پیش کیا کہ وہ اپنی بچی سمیت وائٹ پیلس چلا آئے۔اسے رہنے کے لیے انیکسی دی جائے گی۔اور ان کے بچوں کے ساتھ ہی وہ بھی تعلیم حاصل کرے گی۔

تبھی اب سمیع اپنی بچی کے ساتھ سوگوار سا وائٹ پیلس آیا تھا۔

وہ سب گاڑی سے باہر نکلے۔اور سب بچوں نے اس چھوٹی سی پٹھانی بچی کو دلچسپی سے دیکھا۔

دراصل سمیع اور اس کی بیوی تاج بیگم پٹھان تھے تبھی اب وہ بچی پٹھانی زرتار بلیک فراک میں حیرت سے اتنے بڑے گھر کو دیکھ رہی تھی۔اس کا رنگ بے حد سفید تھا جبکہ آنکھیں ڈارک براؤن چاکلیٹ جیسی۔

سب سے پہلے امن دلچسپی سے اس کی جانب آیا تھا۔

سمیع انکل یہ کوکو مو کون ہے،،، امن نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔سب اس کے شوشے پہ ہنس پڑے۔

امن،،، بری بات،، آریان نے اسے گھورا۔

واٹ ڈیڈ،،، سیریس میں بلکل مزاق نہیں اڑا رہا،، یہ بلکل کوکو مو کی طرح ہے وائٹ وائٹ،، اور اس کی آنکھیں کوکو مو کے اندر والی چاکلیٹ کی طرح براؤن،،،

امن نے کہتے اس کی سفید میدہ کی طرح گال پر اپنی فنگر لگائی۔

اس کی اس امیجینشن پر سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔سمیع جو کافی دن سے افسردہ تھا آج کھل کر مسکرایا۔

یہ میری گڑیا ہے امن بابا،، اور اس کا نام معجزا سمیع خان ہے،،،

سمیع نے مسکراتے اس کا تعارف کروایا۔

سمیع انکل آپ فکر ہی نا کریں،، یہ ہماری فرینڈ بنے گی،، آج سے میں اس کا ڈھیر سارا خیال رکھوں گا،،

امن کی اس بات پر سب مسکرائے تھے۔

بلکل امن بابا یہ کل سے آپ کے سکول میں جایا کرے گی،، آپ سب پڑھنے میں بھی اس کی مدد کرنا،،

سمیع نے کہتے تشکر کے احساس سے ماہ بیر اور آریان کی جانب دیکھا تھا۔کیونکہ سب بچے اسے ساتھ لیے اب لان میں کھیل رہے تھے اور چھوٹی چھوٹی باتیں بھی کر رہے تھے۔وہ جو پہلے ڈری سہمی سی تھی اب بہت جلد بہل گئی تھی۔اور ان کے ساتھ اب باتیں بھی کر رہی تھی۔

سمیع جو پہلے کچھ پریشان سا تھا کہ وہ بلکل الگ اور انوکھے ماحول میں کیسے ایڈجسٹ کرے گی اب وہ کافی سکون میں تھا۔

جوگنگ کے بعد وہ سیدھا بیسمنٹ میں آیا تھا۔احان کے پریکٹس جاری تھی۔بیس فٹ کے فاصلے سے بھی وہ نشانہ سہی نہیں لگا پا رہا تھا۔اور اب وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہونے لگا تھا۔

کیا بات ہے چیمب،، ابھی سے تھکنے لگے،، ابھی تو زندگی کے بڑے بڑے امتحان باقی ہیں،،

ماہر خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔

کیا ڈیڈ یار اب تو میٹرک کا سٹوڈنٹ ہوں اب تو چیمب بولنا بند کر دیں،،،

وہ روہانسا ہوا تھا۔کچھ یہ نشانہ لگانا اس کے لیے کافی مشکل پیش آ رہی تھی کچھ ویسے ہی وہ سب تو جیسے آدم بیزار ہو چکے تھے۔

ماں وہ بیمار رہتی تھی دیا کے غم میں آہستہ آہستہ گھل رہی تھی۔اور کچھ ویسے ہی صبر ہی نہیں آتا تھا کسی کو بھی۔

اس کے مقابلے میں تو فلزہ نے اپنا دل زیادہ مضبوط کر رکھا تھا کہ وہ ماں کے سامنے خود کو کمپوز رکھتی ان کو ہنسانے کا ان کا دھیان بٹانے کی کوشش کرتی رہتی۔

ہاں مگر تنہائیوں میں جی بھر کر رویا کرتی تھی۔اسے یاد کرتی اور بے تحاشا یاد کرتی جو اس کے وجود کا ہی ایک حصہ تھی مگر اس سے الگ ہو گئی تھی۔وہ اس کی یاد میں کافی بے حس بنتی جا رہی تھی۔ظالمانہ حد تک بہادر اور نڈر۔اس کی اور علیزے کی پریکٹس بھی لگاتار جاری تھی۔انھیں سب سے پہلے سیلف ڈیفنس کی تکنیکس سکھائی جا رہی تھیں۔

پھر ماہر خان نے اسے کافی پریکٹس کروائی۔

وہ اب اپنے کمرے میں آیا تھا۔سب سکول کے لیے تیار تھے۔

امن جو کہ اپنی ذہانت کی وجہ سے سکول میں ایک رائزنگ سٹار تھا اور ایٹھت کلاس کا سٹوڈنٹ تھا سکول کے لیے بلکل تیار اب سمیع انکل کی انیکسی کی جانب آیا تھا۔سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں ٹائی ہمیشہ کندھے پر گرائے اس کا الگ ہی سویگ تھا۔

سمیع انکل،، کوکومو ریڈی ہے،،، وہ سکون سے انیکسی میں داخل ہو کر پوچھ رہا تھا۔مگر سامنے کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں تحیر سے پھیل گئی۔

بیچارے سمیع انکل کا ایک پیر کچن میں اور ایک رونی سی شکل بنا کر کھڑی معجزا کے پاس تھا۔پوری انیکسی میں گیلا ٹاول، ٹوتھ برش ،پیسٹ کپڑے اور برتن بکھرے پڑے تھے۔

معجزہ کے گھنے بالوں میں جیسے دھماکا بجا ہوا تھا۔امن کو اسے دیکھ کر ہنسی چھوٹ گئی۔

انکل آپ رہنے دیں،،

وہ جلدی سے معجزا کے قریب آیا تھا۔اس کے بالوں میں برش کر کے پونیاں پہنائیں۔اور اس کا بیگ اٹھایا۔

انکل آپ رہنے دیں ،، بریک فاسٹ یہ ہمارے ساتھ کر لے گی،، آپ یہ سب سمیٹ لیں،،وہ لاپروائی سے بولا۔

لیکن امن بابا،،، سمیع جھجھکا۔

مگر وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر نکل گیا تھا۔

معجزا نے ان سب کے ساتھ ہی ناشتہ کیا تھا۔شفا نے اس کا لنچ باکس بھی ریڈیو کر کے بیگ میں ڈال دیا۔

آریان آج خود بچوں کے ساتھ معجزا کے ایڈمیشن کے لیے سکول آیا تھا۔

وہ سب گاڑی سے اترے اور سکول کے ڈرائیور وے سے اندر داخل ہوئے۔

آرایان امن اور معجزا پرنسپل کے آفس کی جانب چلے گئے۔

فلزہ اپنی فرینڈز کے پاس رک گئی تھی۔علیزے اور احان اپنی کلاس کی جانب بڑھ رہے تھے۔جب احان کی سامنے نگاہ پڑی اور وہ سرد سی سانس کھینچ کر رہ گیا۔علیزے نے خونخوار نگاہوں سے سامنے گھورا اور غیر محسوس طریقے سے احان کے مزید پاس ہو کر چلنے لگی۔

جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے تھے اسے سکول مائیگریٹ ہوئے۔پہلے تو بڑی بیزار بیزار شکلیں بنائے گھومتی تھی۔ مگر اب کچھ دن ہوئے تھے وہ احان ماہر خان کی سایہ بن گئی تھی جیسے۔

ایک ہی کلاس میں ہونے کی وجہ سے وہ اب اس ساری سچویشن سے ایریٹیٹ ہونے لگا تھا۔

وہ اساوری شاہ تھی جو صبح آتے ساتھ ہی سامنے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتی جیسے۔اس کے ساتھ اس کی وہ دوستیں ہوتیں جو اس کے ساتھ ہی مائگریٹ ہو کر یہاں آئیں تھیں۔۔اور چھٹی ٹائم بھی وہ اس کے قدموں کے اوپر قدم رکھتی پیچھے پیچھے چلی آتی۔

پورے سکول میں مختلف قسم کی سرگوشیاں ہونے لگیں تھیں اب۔لیکن اس پاگل لڑکی کو تو جیسے کسی چیز کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

اب بھی وہ اسے نظر انداز کرتا اپنی کلاس میں جا چکا تھا۔

اندر آ کر وہ بوائز کی جانب بیٹھ گیا۔وہ اس کے پیچھے ہی اپنی چھچھوری سی دوستوں کے ساتھ اندر آئی تھی۔

ٹیچر نے پیریڈ لینے کے بعد اناؤنس کیا تھا کہ ایک ہفتے بعد کلچر سے ہے۔جس نے حصہ لینا ہے وہ اپنا نام لکھوا لیں۔جنھوں نے حصہ لینا تھا وہ کلاس میں ہی اپنا اپنا نام لکھوا رہے تھے جبکہ یہ تینوں کلاس سے باہر نکل آئے تھے۔

آج پورے ہفتے بعد کلچر سے تھا۔چونکہ ان میں سے کسی نے بھی پروگرام میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اسی لیے وہ لوگ یونیفارم میں ہی سکول گئے تھے۔

سپورٹس میں وہ سب حصہ بھی لیتے تھے اور ہمیشہ جیت کر بھی آتے۔مگر اس طرح کی ایکٹیویٹیز سے وہ لوگ دور ہی رہتے۔

سکول میں کافی رونق تھی آج۔

سب تیاری مکمل تھی۔۔اس وقت تمام اساتذہ اور سٹوڈنٹس آڈیٹوریم میں موجود تھے۔بس اب چیف گیسٹ کے آنے کا انتظار تھا۔کچھ ہی دیر میں چیف گیسٹ بھی آ گئے۔جن کا بچوں نے پھول گرا کر استقبال کیا۔ چیف گیسٹ اپنی سیٹ پر براجمان ہوئے اور فنکشن کا باقاعدہ آغاز تلاوت اور نعت سے کیا گیا۔۔

مختلف پرفامنسز دی گئیں۔جن سے وزیر شبیر احمد بہت متاثر بھی ہوئے۔

آڈیٹوریم کچھا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا وزیر ثقافت پرنسپل کے ساتھ سامنے کی رو میں بیٹھے تھے۔ایٹھت کلاس کے بچے سندھ کی ثقافت کو بیان کرتے اپنی پرفامنس دے چکے تھے۔

اب نائنتھ کلاس کی باری تھی۔

آساوری شاہ بے تحاشا خوبصورتی سے پور پور سجی پنجابی کُرتی لاچا میں سر کی سائیڈ پر جھومر اور دوپٹہ سیٹ کیے ،، پنجاب کی ثقافت کو پرزینٹ کرتی اپنے گروپ کے ساتھ سٹیج پر مسکراتی ہوئی آئی تھی۔

سٹیج پر آتے ہی نگاہ کسی کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹکی۔آخر دائیں جانب کی چیئرز پر تیسری رو میں اسے وہ سبز کائی جمی آنکھیں دکھائیں دیں جن کی جھیل سی گہرائیوں میں وہ خود کو ڈوبتا محسوس کرتی تھی۔وہ کچھ چبا رہتا تھا۔اب بھی حسب معمول شان بے نیازی سے بیٹھا سٹیج کی جانب دیکھ رہا تھا۔

گانا بجا۔پرفامنس شروع ہوئی۔آڈیٹوریم کلیپنگ سے گونجا۔

مردی آں تیرے آولے اٹیوڈ تے

کتھے دس ریناں توں کیڑے لیٹیسٹوڈ تے

سوہنیاں شوکیناں،

وے تو قیمتی نگینہ،

ماڑی چیز اُتے اکھ نئ میں رکھدی،

گل سن کہ جا سردارا

تیرے تے جٹی اکھ رکھدی

وہ اپنی پرفامنس کے دوران جان بوجھ کر صاف صاف اشارہ کر رہی تھی کہ آجکل جٹی کس پر آنکھ رہی ہے؟؟؟

احان نے دانت کچکچا کر اس پاگل لڑکی کو دیکھا۔

ایک مرتبہ

دو مرتبہ

تیسری بار لڑکوں کی بہت زیادہ ہوٹنگ پر احان ماہر خان نے پہلو بدلا۔

سنیپ چیٹ اُتے گیت سارے تیرے پاواں جیڑے میرے دل دے وے بوتے نیہڑے وے

اک تو ہی ایں پسند،، دل تیرے اُتے آیا،، اونج دنیا تے لکھاں ویسے چہرے وے

اب کی بار اساوری نے پھر اس کی جانب اشارہ کیا تھا۔احان ماہر خان بھنا کر اپنی سیٹ سے اٹھا تھا۔لڑکوں کی ہوٹنگ کے دوران وہ سرخ چہرا لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

نیویارک کے ایک اپارٹمنٹ کے درودیوار پر اس وقت جیسے سوگ کی سی کیفیت طاری تھی۔اسی اپارٹمنٹ کے ایک کمرے میں وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔

پھر اچانک اس نے اپنا سرخ چہرہ لال انگارا وحشت بھری نگاہیں اٹھائیں اور ہاتھ میں پکڑے فریم پر جم کر رہ گئیں۔

ارشن ماہ بیر حفیظ سالوں سے تڑپ رہا تھا۔

مر رہا تھا۔پل پل،، قطرہ قطرہ پگھلتا جاتا تھا۔

اگر یہاں نا آتا تو مر جاتا۔

اگر پاکستان نا چھوڑتا تو مر جاتا۔اس کی ہم شکل کو روز اپنے سامنے دیکھتا تو روز تل تل کر کے مرتا۔ تبھی سب کچھ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

بے رَبط خیالات

مُنتشِر سوچیں

حیات کی گہما گہمی

اور چارسُو شور و غُل

ان سب کے باوجود تُمھارا خیال

پُوری شِدت سے میرے دِل و دِماغ پر حاوی ہے

اے خُوش گُفتار روح

سکون کا ہر راستہ تُمھارے دروبام تک جاتا ہے

وہ تصویر کی جانب دیکھ کر اپنے دل میں اسے مخاطب تھا۔

ہلکی سی ناک کے بعد کوئی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

فجر روم میں داخل ہوئی اور ارشن کو ایسے دیکھ کر ایک مرتبہ پھر جیسے ٹوٹ ہی گئی۔آج اس کا بیٹا بھی تو ٹھیک اس مقام اس تکلیف اور درد ناک دور سے گزر رہا تھا جس میں برسوں پہلے وہ خود مبتلا ہوئی تھی۔

وہ سنبھل نہیں پا رہا تھا۔اور فجر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آخر اسے کیسے سنبھالے۔

ارشن نے دروازے کی جانب دیکھا اور ماں کے احترام میں گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ بیٹھا۔

ابھی پہلی محبت کے

بہت سے قرض باقی ہیں

ابھی پہلی مسافت کی

تھکن سے چور ہیں پاؤں

ابھی پہلی رفاقت کا

ہر ایک گھاؤ سلامت ہے

ابھی مقتول خوابوں کو

بھی دفنایا نہیں ہم نے

ابھی آنکھیں ہیں عدت میں

ابھی یہ سوگ کے دن ہیں

ابھی اس غم کی کیفیت

سے باہر کس طرح آیا۔۔؟

ابھی یہ زخم بھرنے دو

ابھی کچھ دن گزرنے دو

یہ غم کے نیلگوں دریا

اتر جائیں تو سوچیں گے

ابھی یہ زخم تازہ ہیں

یہ بھر جائیں توسوچیں گے

""دوبارہ کب اجڑنا ہے؟

مام اندر آجائیں،، وہاں کیوں کھڑیں ہیں،،، ارشن نے فجر کو گہرے خیال سے حقیقت کی دنیا میں لایا۔

ارشن یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی،، فجر کا لہجہ چٹخا ہوا سا تھا۔وہ زخمی سا مسکرایا۔

مما ٹھیک ہوں میں،، وہ پھیکا سا مسکرایا۔

تم روئے ہو ارشن،،، فجر کو اپنی آواز کھائی سے آتی سنائی دی۔وہ جو کبھی بڑی سے بڑی تکلیف میں نہیں روتا تھا فجر کو آج اس کی آنکھیں سوجی ہوئی سی لگیں۔

نو مما بلکل نہیں،،، کاش وہ بول پاتا۔

تم سے بچھڑا ہوں تو رویا ہوں وگرنہ

رونے والوں کو میں فنکار کہا کرتا تھا

ارشن مجھ سے تو تم جھوٹ بولو ہی مت،، تمھارے ڈیڈ کو ناراض کر کے یہاں تمھارے پاس آئی ہوں،، اور تم یوں بزدلوں کی طرح کمرے میں پڑے اس کا سوگ منا رہے ہو،،

فجر چلائی تھی۔اب یہ سب ناقابل برداشت جو ہو چکا تھا۔بیٹے کا یوں بزدلوں کی طرح سوگ منانا کب دیکھ سکتی تھی وہ

جانتے بھی ہو تم کون ہو،؟

تمھارے ڈیڈ کون ہیں،؟

وہ کیا کرتے ہیں،؟

اور سب سے بڑھ کر دیا کہاں گئی،، تو سنو ارشن ماہ بیر حفیظ وہ کوئی گم وم نہیں ہوئی ہے،،دشمنوں نے اغوا کیا ہے تمھاری دیا کو،،،

فجر نے ارشن کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی جیسے۔وہ سانس تک روک گیا تھا۔

احان بہت غصے سے آڈیٹوریم سے باہر آیا تھا۔اس پاگل لڑکی کی وجہ سے پہلے ہی اس کا دوست کافی مزاق اڑاتے تھے۔۔لیکن آج تو اس پاگل لڑکی نے ہر حد پار کر دی تھی۔

احان آڈیٹوریم سے نکل کر اپنی کلاس میں چلا آیا تھا۔پھر اپنے لیپ ٹاپ پر اپنی پڑھائی کرتا رہا۔(انھیں اسی طرح کے ایکٹیوٹی ڈیز میں لیپ ٹاپ سکول میں لانے کی پرمیشن ہوا کرتی تھی یا تب جب ٹیچر کہا کرتے تھے۔)

باقی کا وقت اس نے ادھر ہی گزارا تھا۔

آڈیٹوریم میں فلزہ ، علیزے اپنی فرینڈز کے ساتھ بیٹھی انجوائے کر رہیں تھیں۔معجزا فلزہ کے پاس جبکہ خضر علیزے کے ساتھ بیٹھا تھا۔

امن اپنے فیورٹ ٹیچر کے پہلو میں بیٹھا تھا۔آج ٹیجر علی وزیر نے ڈائس پر جا کر سب کے سامنے اسے پرفیکٹ سٹوڈنٹ اناؤنس کیا تھا۔اسے پرفیکٹ کا بیج بھی دیا گیا تھا اور یہ رپورٹ اس کے خود کے ٹیچر نے ہی تیار کی تھی۔بلا شبہ وہ اتنا ہی زہین فطین تھا۔

کیسا لگ رہا ہے امن،،، ٹیچر علی نے اس سے مسکراتے پوچھا۔

بہت اچھا ٹیچر،،

اب امن اپنی سب چھوٹی چھوٹی بات ان سے شئیر کر رہا تھا۔سکول میں وہ پیریڈ کے بعد فری ٹائم میں بھی ٹیچر علی کے پاس ہی رہتا تھا۔وہ اٹھائیس سالہ ایک مہربان سے ٹیچر لگتے تھے امن کو۔

امن نے انھیں آئیڈیلائز کر رکھا۔تبھی ان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات غور سے سنتا اور ان کی ہر بات مانتا تھا۔

کلاس کے دیگر سٹوڈنٹس میں سے کسی کو ایٹھت کلاس کے اس سٹوڈنٹ سے حسد تھا تو کسی کو رشک آتا۔

امن اسی بات پر نازاں رہتا کہ اس کے فیورٹ ٹیچر سب سے زیادہ اور بھرپور توجہ اسے ہی دیتے تھے۔

وہ امن کا ہاتھ تھامے اب آڈیٹوریم سے باہر آئے تھے۔اسے لئے کمپیوٹر لیب میں آئے۔

امن تمھیں معلوم ہے میں اتنا زیادہ کیسا پڑھا جاتا ہے اور میرا مائینڈ اتنا شارپ کیوں ہے،،

وہ امن کے سامنے ایک چیئر پر بیٹھتے بولے۔

نہیں معلوم ٹیچر،، آپ بتائیں،،،

امن نے دلچسپی سے انھیں دیکھا۔

کیا تم میرے جتنے شارپر بننا چاہتے ہو،، انھوں نے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

آف کورس ٹیچر،،امن اب پوری طرح ان کی جانب متوجہ تھا۔

میں مائنڈ شارپ رکھنے کے لیے اپنے باپ دادا کی بنائی ہوئی سیکرٹ فارمولے کی ٹیبلیٹس یوز کرتا تھا،، کیا تم وہ یوز کرنا چاہو گے،،

انھوں نے دھیمے سے لہجے میں اس سے پوچھا۔

یس ٹیچر ،، میں ضرور کرنا چاہوں گا،، امن اکسائیٹڈ ہوا۔

مگر ایک شرط ہے،،

کیا ٹیچر،،؟

یہ سیکرٹ ہم دونوں کے بیچ رکھو گے کسی کو نہیں بتاؤ گے ،، آیون کے اپنے پیرنٹس کو بھی نہیں،،

علی وزیر نے کہا تو امن کو مایوسی ہوئی۔

بٹ سر میرے پیرنٹس نے مجھے سکھایا ہے کہ ان سے کوئی چیز سیکرٹ نہیں رکھنی،، ہر بات ان سے شئیر کرنی ہے،،،

امن نے اپنی مجبوری بتائی۔اس کا منہ لٹک گیا۔

ضروری نہیں،، اب دیکھو تمھارے پیرینٹس تمھیں کتنی اچھی چیزیں سکھاتے ہیں،، اگر تم انھیں شارپ ہو کر ایک کامیاب ترین انسان بن کر دکھاؤ گے ان کا نام روشن کرو گے تو سوچو وہ کتنا خوش ہوں گے،،

علی وزیر نے مکاری سے اسے اپنی باتوں میں الجھایا۔آج کی بات تھوڑی تھی۔سالوں کی محنت تھی۔اس بچے کا اعتماد جیتنا۔اس کا آئیڈیل بننا۔اس کے قریب جانا۔اس سے اپنی ہر بات منوانا۔

اوکے سر آپ جیسے بولیں گے میں ویسا ہی کروں گا،، میں اپنے پیرنٹس کو خاص کر اپنے دادو کا نام روشن کرنا چاہتا ہوں،،جو آپ کہیں گے میں وہ لازمی کروں گا،،

امن نے اعتماد سے کہا تھا علی وزیر کے چہرے پر ایک مکرہ مسکراہٹ تھی۔

یہ لو یہ ٹیبلٹس ہیں،، کسی کو بھی نہیں دکھانی،، کسی کو بھی نہیں،، تم سمجھ رہے ہو ناں میری بات،،

جی ٹیچر،، میں یہ بات کسی سے بھی شئیر نہیں کروں گا،،،

امن نے وہ ٹیبلٹ لے کر پینٹ کی پاکٹ میں رکھ لیں۔

فنکشن اختتام پزیر ہوا۔

آساوری شاہ بڑی سی ٹرافی ہاتھ میں لیے باقی کلاس اور ٹیچر کے ساتھ خوشگوار موڈ کے ساتھ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔

علیزے جلدی سے احان کے قریب آئی۔

احان نے اساوری کو خونخوار نگاہوں سے ایک عدد گھوری سے نوازا۔مگر وہ یوں انجان بن گئی جیسے کبھی رستے میں ہی نہیں ملی ہو۔

احان ماہر خان سب نے اساوری شاہ کو مبارکباد دی ہے اس کی شاندار کامیابی اور پرفامنس پر آپ نہیں دیں گے،،

ٹیچر نے کلاس سے جاتے جاتے اسے کہا۔ٹیچر اب پرنسپل کی بات سننے کلاس سے باہر چلی گئیں تھیں۔
اساوری نے حسرت بھری نگاہ سے اس ہرے سڑیل کیکٹس کو دیکھا جس کی بے نیازی میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں آئی تھی۔

الٹا کشادہ ماتھے پر بلوں کا جال ہی بنا ہوا تھا۔

کلاس آہستہ آہستہ خالی ہو رہی تھی۔احان نے بھی عافیت اسے میں جانی کے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا۔احان نے علیزے کو اشارہ کیا۔وہ دونوں اٹھ کر کلاس سے باہر جانے لگے۔

ضروری نہیں آپ فزکس ، کیمسٹری اور بائیو ہی یاد کریں،، آپ ہمیں بھی یاد کر سکتے ہیں،،،

اساوری شاہ نے پیچھے سے جل بھن کر ہانک لگائی تھی۔

احان نے غصے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔وہ جلدی سے اپنی فرینڈز کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔احان دانت کچکچا کر کلاس سے باہر نکل آیا۔

پیچھے اساوری اور اس کی فرینڈز کے چھت پھاڑ قہقہے پوری کلاس میں گونجے تھے۔علیزے تم فن کرتی واپس آئی تھی۔

ضروری نہیں آپ صرف پڑھائی کریں،، آپ پڑھائی کے ساتھ ساتھ تھوڑی شرم بھی کر سکتی ہیں،،

علیزے نے کہا تھا۔وہ دم سادھ گئیں۔علیزے واپس چلی گئی۔وہ پھر قہقہے لگا کر ہنس پڑیں۔

کیا یار اساوری،، کیوں تنگ کرتی ہو شونے شریف سے کاکے کو،، اگر ٹائم ہی پاس کرنا ہے تو کسی اور کو تنگ کر لیتے ہیں ہم،، جیسے پہلے کرتے آ رہے ہیں،،، اس کی دوست مِنہا نے اسے مشورے سے نوازا۔

اساوری شاہ اٹھ کر اس کے ڈیسک کر اوپر دونوں بازو رکھ کر اس کے سامنے زرا سا جھکی تھی۔

"اور تمھیں کس نے کہا مِنہا کہ اس بار میں ٹائم پاس کر رہی ہوں،، یہ جو ابھی باہر گیا ہے یہ صرف اساوری شاہ کا ہے،، اس کا جنون، اس ک پاگل پن،، اس کا عشق،، مجھے نہیں معلوم مجھے کیا ہوا ہے،، مگر جو اب ہوا ہے وہ کبھی محسوس ہی نہیں ہوا،، اس لیے جو میرے اور اس کے درمیان میں آئے گا وہ مرے

گا،، کچی عمر کا خواب ہے وہ میرا اب اگر کسی نے اسے میری آنکھوں سے نوچنے کی کوشش کی تو میں اندھی ہو جاؤں گی،، یا مر ہی جاؤں،،،

اساوری نے جبڑے بھینچ کر بات مکمل کی تھی۔اور اس کی وہ فرینڈز اسے دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

اساوری تم پاگل ہو گئی ہو،، یہ لوگ کتنے عجیب ہیں،،، اپنی فیملی کے علاوہ کسی سے دوستی تک نہیں کرتے،، اور ان کے بارے میں کتنی عجیب عجیب باتیں ہوتی ہیں سکول میں،، تم،،،

یہی تو چیز مجھے اٹریکٹ کرتی ہے شاید،، کہ بچپن سے آساوری شاہ کو کچھ انوکھا ، اچھوتا اور وہ چاہیے ہوتا ہے جو لا حاصل ہو،، جسے حاصل کرنے میں بھی مزا آئے،،

اسنے ہوا میں بات اڑائی۔

وہ تو تمھاری جانب دیکھتا تک نہیں اساوری بلکہ کسی کی جانب نہیں دیکھتا،، اور شاید وہ اپنی اس کزن علیزے ایشان میں انٹرسٹڈ ہے،، کیونکہ اس کی سسٹر فلزہ کے علاوہ صرف وہی اس کے اتنی کلوز ہے کہ اس کے پاس بیٹھ جاتی ہے اور وہ اس سے بات بھی کرتا ہے،،

عشا نے ایک اور پوائنٹ اٹھایا۔

نو ،، اس کی آنکھوں میں علیزے کے لیے بھی وہ خاص فیلنگ نہیں ہیں،، وہ فیلنگ اس کی ان گرین آنکھوں میں صرف اساوری شاہ کے لئے ہوں گی،،،

وہ پراسرار سا مسکرائی تھی۔

وہ لوگ گھر واپس آ گئے تھے۔امن اب اکثر انیکسی میں پایا جاتا تھا۔اب بھی اپنا پرفیکٹ سٹوڈنٹ کا میڈل دکھانے سمیع انکل کے پاس آیا۔

انکل یہ دیکھیں،، اس نے مسکرا کر کہا۔

شاباش امن بابا،، وہ مسکراتے بولے جو معجزا کو کھانا کھلا رہے تھے۔وہ جانتے تھے امن معجزا کا بہت خیال رکھتا ہے۔اس کے تمام چھوٹے چھوٹے کام خود کیا کرتا ہے۔

کوکو مو،،، مجھے کونگریٹس کرو،،، امن نے معجزا کی جانب دیکھا جو اب ہاتھ کے اشارے سے بڑی دادی کی طرح اسے صبر کرنے کو بول رہی تھی۔وہ بھی تو ہر وقت اب امن امن کی رٹ لگا کر رکھتی تھی۔

سمیع اس کے ساتھ ساتھ امن کو بھی کھانا کھلانے لگے۔اور ان دونوں کی چھوٹی موٹی معصوم سی گفتگو سن کر سمیع بے اختیار مسکرا دیتے۔

سمیع انکل ہم کھیلنے جا رہے ہیں،،، امن نے اپنے سے پانچ سال چھوٹی معجزا کا ہاتھ تھاما۔کیونکہ اب اسے معجزا کے علاوہ کوئی کھیلنے کے قابل ہی نہیں لگتا تھا۔

سمیع نے مسکراتے سر ہلا کر اجازت دی تو اسے لئے وسیع وعریض پول کے پاس چلا آیا۔

چلو کوکو مو ،، تمھیں جھولا دوں،،، امن نے جھولے کی۔جانب اشارہ کیا۔

مجھے ڈر لگتا ہے امن میں گر جاؤں گی،،، وہ روہانسی ہوئی۔ان کے ساتھ رہ کر اب وہ صاف لہجے میں اردو بولنے لگی تھی۔

نہیں گرو گی،، میں نہیں گرنے دوں گا،، امن نے اسے تسلی دی اور جھولے پر بٹھایا۔۔وہ اب اسے آہستہ آہستہ جھولے دے رہا تھا۔

تمھیں پتہ ہے معجزا،، میں بڑے ہو کر ڈاکٹر بنوں گا،،

ہاں ں ں میں،،،امن واقعی،،،

وہ یوں خوش ہوئی جیسے امن نہیں، وہ خود ڈاکٹر بنے گی۔

پھر میں اپنے ہاسپٹل کا نام معجزا ہاسپٹل رکھوں گا،، امن نے اپنا اگلا پلین بھی بتایا۔

لیکن کیوں،، ایسے تو سب میرا مزاق اڑائیں گے معجزا ہاسپٹل معجزا ہاسپٹل بول بول کر،،

اسے نئی پریشانی لاحق ہوئی اس کی شکل ایسی تھی کہ امن قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

کوئی نہیں بولے گا پاگل،، امن نے اس کے سر پر چپت رسید کی۔

امن،،،،،،،،،

اتنے میں ہی شفا نے انھیں آواز دی۔

چلو آؤ مما بلا رہی ہیں،، ان کی بات سن کر پھر میں تمھیں ہوم ورک بھی کرواؤں گا،، اس نے پھر سے اس کا ہاتھ تھاما۔اور اندر کی جانب چل پڑا۔

امن میں نے تمھارے لیے فریش جوس بنایا ہے،، یہ لو پیو،،

شفا نے ایپل جوس کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

مما معجزا کے لیے،،، امن کو معجزا کی فکر لاحق ہوئی۔

میں دیتی ہوں گڑیا کو بھی،، شفا کچن میں جانے لگی۔

رہنے دیں مما،، مجھ سے اتنا نہیں پیا جائے گا،، ہم شئیر کر لیں گے،، امن نے منہ بنا کر جوس کا گلاس تھاما۔

امن بری بات،، شفا نے اسے گھورا۔اور معجزا کے لیے دوسرے گلاس میں جوس لے کر آئی۔

مما مجھے نہیں پسند یہ،، وہ جھنجھلایا۔

امن پی لو نہیں تو میں کٹی ہو جاؤں گی،، مما کو تنگ نہیں کرتے،،

معجزا نے سیانی اماں کی طرح اسے کہا۔شفا مسکرائی اور معجزا کو گود میں بٹھایا۔معجزا نے جوس پی لیا۔تو ناچار امن کو بھی کٹی کے ڈر سے گندے گندے منہ بنا کر وہ جوس فنش کرنا پڑا۔

معجزا تالیاں بجانے لگی جبکہ شفا قہقہہ لگا کر ہنس پڑی تھی۔

نوووووووور،،،،،

رکووووووو،،،

رک جاووووؤ،،،،،،،،

میرے پاس آؤ،،،، دیکھو میں تمھیں لینے آ گیا،،،

وہ اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔اور وہ آج پھر اس کی جانب لپک رہا تھا اسے پکار رہا تھا۔اسے آوازیں دیتا تھا۔ اسے اپنی جانب کھینچتا تھا۔

نوررررررررر،،،، اس نے قریب آ کر اس کا بازو پوری طاقت سے کھینچا تھا۔وہ جو اس سے خوفزدہ ہو کر پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی۔واپس مڑ کر لڑکھڑا کر اس کے اوپر گری تھی۔

نورِ ایماں ہڑ بڑا کر چیخ سی مار کر خواب کی کیفیت سے بیدار ہوئی تھی۔جلدی سے تکیے کے قریب پڑا دوپٹہ اٹھا کر اپنے اردگرد لپٹا۔سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی جیسے سچ مچ اتنا ہی بھاگی ہو۔

خواب کے بھیانک مناظر پھر آنکھوں کے سامنے لہرائے۔

استغفراللہ

استغفرُللہ

استغفرُللہ،،،،،

وہ بلند آواز میں آنکھیں میچ کر ورد کرنے لگی۔

شیطان کے بہکاوے۔یآ اللہ ہمیں اس خواب والے شیطان اور ہر قسم کے شر سے محفوظ فرما۔۔

نور،،، ماں حاجن کی آواز سنائی دی۔وہ اس کی خواب گاہ میں داخل ہوئیں تو نور ایماں بھاگ کر ان کے سینے سے لپٹ گئی۔

اچھا ہوا جلدی اٹھ گئیں میری بچی،،، آج تمھارے لیے بہت خاص دن ہے،، بہت خاص،، آج وہ دن ہے جس کا ہم نے برسوں انتظار کیا بابا،، آج میری بچی جو خدا کا ایک حسین تحفہ ہے میرے لیے،، ایک پاک روح ہے،، آج نور پاک بی بی کے منصب پر فائز ہو جائے گی،، میری گدی سنبھالے گی میری بچی،، ساتھ درگاہ کی پاک ہستی کا عرس مبارک ہے،، تیاریاں چل رہیں ہیں،، آج بہت خاص طریقے سے تیار کیا جائے گا میری بچی کو،،،

ماں حاجن اسے تفصیلات بتاتی رہیں۔اپنی بات مکمل ہوئی تو اس کا لرزتا وجود ملاحظہ کیا۔

ارے کیا ہوا میری بچی کو ،، ماں حاجن نے اسے خود سے الگ کر کے اس کا چہرہ دیکھا جو لٹھے کی طرح سفید پڑا ہوا تھا سبز نین کٹورے لبالب پانی سے بھرے ہوئے تھے۔

وہ جو سات پردوں میں پالی گئی تھی۔حویلی میں سب خادمائیں خواتین تھیں۔سولہ سالہ زندگی میں بابا اور بھائیوں کے علاوہ کبھی کسی مرد نے اس کا آنچل تک نا دیکھا تھا۔تو پھر خواب میں وہ کون تھا جو اسے یوں پکارتا تھا۔یوں پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے بھاگتا تھا۔کہ وہ ڈر جاتی تھی۔

بہت زیادہ۔

بے تحاشا۔

ارے کیا ہوا میری دھی رانی کو،،، اماں حاجن پریشان ہوئیں۔

اماں وہ پھر سے مجھے ڈراؤنا خواب آیا،، شیطان خواب میں مجھے ڈراتا ہے،،، استغفرُللہ،،،

وہ بول کر پھر اماں حاجن سے لپٹ گئی۔

ارے پریشان کیوں تھی جاتی ہے میری بچی،، تعوذ پڑھ لیا کر،،، اماں حاجن مسکرائیں تھیں۔

اماں پڑھتی ہوں مگر پھر بھی مجھے خواب آ جاتا ہے،، وہ معصوم منہ بسور کر بولی تھی۔

اچھا چل آ تیاریاں شروع کریں،،،

اماں حاجن اسے اپنے کمرے میں لے کر گئیں۔وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔وہ جو کوئی بھی تھا نائیٹ مئیر اور بہت ڈراؤنا تھا۔

وہ سب سکول کی بریک میں آپس میں کھیل رہے تھے۔وہ اکثر باسکٹ بال کھیلا کرتے تھے۔ تبھی ٹیچر علی وزیر وہاں چلے آئے اور امن کو اپنے پاس آنے کا اشارا کیا۔

امن ان کے پاس آیا تو وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے اپنے ساتھ کمپیوٹر لیب چلے آئے جہاں اس وقت کوئی بھی اور موجود نہیں تھا۔

آؤ امن میں تمھیں وہ چیزیں سکھاؤں جو تمھیں بہت جلد ہی ایک برائیٹ سٹوڈنٹ بنا دیں گی،،،

وہ اسے اپنی لچھے دار باتوں میں سلجھاتے رہے۔

امن کمپیوٹر لیب میں ٹھیک ان کے سامنے بیٹھا تھا۔اور وہ درندہ شیطان صفت بھیڑیہ اتنے مقدس پیشے کے روپ میں بلکل اس کے سامنے بیٹھا اب اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

امن تم نے وہ انرجی ٹیبلٹس لینا شروع کی؟؟ جو میں نے سیکرٹلی تمھیں دیں تھی،،،؟؟؟ وہ نرمی سے بولا مگر آنکھوں میں انتہائی سفاکی اور خباثت تھی کہ وہ ایک ننھے سے فرشتے کی رگوں میں وہ زہر قطرہ قطرہ کر کے انڈیل رہا تھا۔اسے ڈرگز ایڈیکٹ بنا رہا تھا۔

یس ٹیچر،،، میں نے لینا سٹارٹ کر دیں ہیں،، مگر ان کو لے کر بہت نیند آتی ہے،، اور اب تو دن میں بھی میرا دل کرتا ہے کہ میں انھیں لے لوں،،،

وہ معصومیت سے بولا تھا۔

دیکھو امن اسی لئے تو میں نے انھیں تمھیں رات کو سوتے وقت لینے کو کہا ہے،، وہ ٹیبلٹ میرا اور تمھارا سیکرٹ ہیں،، میں نے بھی انھیں ٹیبلٹس سے اپنے مائنڈ اتنا شارپ کیا ہے،، وہ تمھیں بھی بغیر کسی کو بتائے روز لینی ہے،، اگر کسی کو پتہ چل گیا کہ میں نے تمھیں وہ دیں ہیں تو باقی سٹوڈنٹس مجھ سے ناراض ہو جائیں

گے،، اور تمھارے پیرینٹس کو بھی شاید اچھا نا لگے تو وہ میری کمپلین کر دیں ،، اسی لئے تم یہ سیکرٹ کسی سے شئیر مت کرنا،،،

علی وزیر نے مکاری سے اسے ہزار دفع کی پڑھائی ہوئی پٹی ایک مرتبہ پھر پڑھائی۔

یس ٹیچر،، آپ فکر مت کریں،، میں کسی سے شئیر نہیں کروں گا،،

علی وزیر نے اپنا لیپ ٹاپ اس کے سامنے رکھا تھا۔پروڈکشن سسٹم کے برے میں پڑھاتے اب لیپ ٹاپ پر کچھ ایسے مناظر چل رہے تھے کہ امن کا ماتھا پسینے سے تر ہو گیا تھا۔اسے یہ مناظر دیکھ کر آبائی سی آئی۔

سس سر ،،،یہ،،،

اس نے آنکھیں زور سے بند کر لیں تھیں۔

اٹس اوکے چیمب،، خود ہی تو کہتے ہو مجھے ڈاکٹر بننا ہے تو یہ سب تو آگے جا کر میڈیکل کی ایجوکیشن ک ہی یک حصہ ہے اٹس اوکے،،،

وہ استاد کے نام پہ ایک دھبہ معاشرے کا ناسور نا پختہ کچے معصوم دماغ میں غلاظت بھر رہا تھا۔

جب امن کی حالت زیادہ ہی خراب ہونے لگی تو اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔کیونکہ اب بریک بھی ختم ہونے والی تھی۔

چلو امن کلاس میں چلیں،، اور اس بات کا زکر کسی سے مت کرنا،، بریو بنو،، تم بہت بریو ہو،، یہ تو بہت چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں،، تمھیں بہت بڑی بڑی چیزیں سیکھنی ہیں،، امن تم سمجھ رہے ہو ناں میری بات،،

وہ کلاس میں آتے آتے اس کے دماغ کو اپنی باتوں میں الجھائے گیا۔

وہ شیطان تھا۔جو چند پیسوں اور اپنے سے بڑے اپنے جیسے شیاطین کے حکم کے مطابق یہ شر پھیلا رہا تھا۔

خیل حویلی کے زنان خانے میں بڑے دالان میں اس وقت کوئٹہ اور اس کے مضافات سے آئی خواتین کا جم غفیر اکٹھا ہوا تھا۔اماں حاجن نے نور ایماں کو سفید کپڑے میں یوں لپیٹا ہوا تھا جیسے احرام باندھتے ہیں۔اور دالان کے بیچ و بیچ ایک پیڑھی پر بٹھا رکھا تھا۔اس کے پاس خود بھی کھڑی تھی۔تمام آنے والی خواتین کے ہاتھ میں ایک عدد شیشی تھی جس میں عرق گلاب تھا۔

اب وہ خواتین آگے بڑھتی جاتی اور ایک ایک کر کے باری باری اپنی ہونے والی پیرنی نور پاک بی بی پر گلاب کا عرق گراتی جاتیں۔

کافی گھنٹوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔عرق گلاب سے غسل کے بعد اسے سفید لباس پہنا کر تیار کیا گیا۔

قرآن پاک سے شادی کے لیے دلہن بلکل باوضو پاک صاف اور تیار تھی۔

کچھ ہی دیر میں خان شمشان خیل اور اس کے بیٹے دالان میں آئے۔

(مضحکہ خیز۔وہ زنان خانہ۔

کہتے ہیں کہ جس میں سے کسی نر پرندے کو بھی اڑا دیا جاتا تھا۔اس زنان خانے میں کسی نر پرندے کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی وہاں ہزاروں خواتین کے بیچ وہ نامحرم مرد دندناتے سریا زدہ گردنوں کے ساتھ گھسے چلے آئے تھے۔

دوسری خواتین خواتین تھوڑی تھیں۔

یا ان کی عزت ،عزت نہیں تھی۔

یا ان کا پردہ پردہ نہیں تھا۔

کہ خان شمشان خیل خود کو کوئی بہت اونچی ہستی سمجھ بیٹھا تھا (نعوذباللہ))

نور ایماں کو ایک اونچی مسند پہ بٹھایا گیا۔

سب خواتین ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے چکر میں خوب دھکم پیل ہو رہی تھی۔

قرآن پاک سے شادی کی رسم کی شروعات ہوئی۔شان شمشان خیل نے اس کی گود میں قرآن پاک رکھا۔ اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ہزاروں خواتین کو گواہ مان کر کہا۔

آج سے تم ستی(بخشوائی گئی) ہو،،

(نعوذباللہ)

ماشاءاللہ

ماشاءاللہ

خواتین بلند آواز سے کہنے لگیں۔

لو جی ہو گئی قرآن پاک سے شادی۔بن گئی نور پاک بی بی۔

آج دیا ماہر خان سے مکمل طور پر اس کی پہچان چھین لی گئی تھی۔آج سے اسے درگاہ کے حجرے میں سات پردوں میں رہنا تھا۔بس وہاں اپنی عبادت کرنی تھی۔اور اپنے علم و کرامت سے لوگوں کی تکلیف دکھ درد دور کرنے تھے۔

اس کے دماغ میں سالوں سے بٹھایا گیا تھا کہ وہ ایک پاک روح پاک جسم ہے۔

دنیاوی خواہشات سے پاک خاندانی جبلتوں سے پاک۔ایک خاص ہستی۔وہ بھی تو اب خود کو ایسا ہی سمجھتی تھی جیسا اسے سکھایا گیا تھا جو اس کے دماغ میں بٹھایا گیا تھا۔

خواتین اب عقیدت سے آگے بڑھتی اور نور پاک بی بی کی چادر چومتی جاتیں۔وہ بھی ان کے سروں پر ہاتھ رکھتی جاتی۔

ان خواتین میں بھی تو یہی مشہور کیا گیا تھا کہ سامنے بیٹھی ہستی معجزانہ طور پر حویلی میں آئی۔ایک دن پریاں آئیں اور اماں حاجن کی گود میں اسے ڈال گئیں۔(مضحکہ خیز)

اور عام عقل و شعور رکھنے والے ان انسانوں میں توہم پرستی اور اس قدر جاہلانہ تصورات تھے کہ سب نے مان بھی لیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

حالانکہ ایک مسلمان یہ کیوں بھول جاتا ہے کہ روز قیامت اور روز آخرت تک اس کے لیے سچے علم ، ہدایت و صراطِ مستقیم کا سر چشمہ قرآن مجید ہی ہے۔

جس میں نا ہی کسی پری کا ذکر ہے۔اور نا ہی پاک الہامی کتاب سے شادی رچانے کا کوئی حکم۔

خیل حویلی کے بیسمنٹ میں آج پھر وہ سب اکھٹے ہوئے تھے اور اپنی اب تک کی کامیابی اور آنے والی کامیابی پر جشن منا رہے تھے۔مہارانی کی خاص بے تحاشا خوبصورت شاگردیں رقص پیش کر رہیں تھیں اور وہ سب خاص مشروب انتہائی نازک رنگ برنگے وائن گلاسوں میں گھونٹ گھونٹ اپنے اندر انڈیل رہے تھے۔

مجھے حیرت ہے یہ سب اسمبھو کیسے ہوا کہ ان جلادوں کے ناک کے نیچے ان کے بالکوں کے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اور اب تک وہ کچھ نہیں کر سکے،،،

شیکھر پرتاب حیران تھا۔

ممکن تو نہیں تھا سنگھ صاحب،، مگر ہم نے ان کا دھیان بٹانے کو بہت کچھ کیا،، اتنی کچھ کے سوچ ہے آپ کی، کبھی کہیں دھماکا کروایا،، کبھی کسی چھوکری کو اٹھوایا ، اور اس کے ساتھ زیادتی کروائی،، کبھی کہیں آگ لگائی اور کہیں کسی خواجہ سرا کو زندہ جلایا،،وہ ان مجرموں تک پہنچ ہی نہیں پاتے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی

مجرم مردہ پایا جاتا ہے،، یہی ناکامیاں کافی ہیں ان کا دھیان بٹانے کو،، ہماری برسوں کی محنت ہے جو اب رنگ لا رہی ہے،،،

خان شمشان خیل چمک کر بول تھا۔

مہارانی نے بھی اس کی تائید کی۔حشمت راؤ نے ان کی بات پر سر دھنا۔

اور سب سے بڑی اور اہم بات آپ نے تو اپنی بگھوت گیتا میں پڑھا ہی ہو گا کہ گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے جی،،، ہاہاہہاہاہہاہاہاہہا!!!

ان شیاطین کے مکرہ قہقہے بیسمنٹ میں گونجے تھے۔

"ان کے خلاف انھی کے گھر سے جب ہر خبر مل جاتی ہے ،، انھی کا بھیدی ان کی لنکا ڈھانا چاہتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں،،،

ہا ہاہاہاہاہاہا،،،،،

وہ کون ہے،، شیکھر پرتاپ نے دلچسپی سے پوچھا۔تو سیف علی اپنے پندرہ سالہ بیٹے التمش سیف علی کے ساتھ مسکراتے ہوئے خراماں خراماں چلتا اندر داخل ہوا۔

آیئے آیئے اپنے خاص مہمانوں کے سامنے ابھی آپ کی ہی تعریف کی جا رہی تھی سیف علی،،

شمشان خیل نے سیف علی کو اپنے پاس جگہ دی۔

ان سے ملیے شیکھر پرتاب جی یہ ہے سیف علی،، اس پاشا ابراہیم کی بہو کا پھپھی زاد کزن،، یہ اور اس کی فیملی اس پیلس میں آتے جاتے رہتے ہیں تو ہمیں ان کی اہم خبریں مل جاتی ہیں،، یہ اپنی کزن سے محبت کرتا تھا مگر اس پاشا کے بیٹے نے اس کو جیل تک پہنچایا اور جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا اس کے ساتھ اور اب آریان کے بیٹے کو تباہ و برباد کرنے میں اسی کا ہی سب سے بڑا ہاتھ ہو گا،، اسی نے ہمارے کہنے پر اس پیلس میں جہاں ممکن ہو ہمارے ڈیوائس سیٹ کیے ہوئے ہیں،،، ہمیں ان کی ہر خبر ملتی ہے،،،

یہ تو بہت اچھی خبر ہے،، اب مجھے ساری تفصیل جاننی ہے کہ کتنی کامیابی ہوئی اور اب آگے کیا پلین ہے،،، شیکھر پرتاپ جوشیلے لہجے میں بولا تھا۔

ان کی ایک بیٹی ہمارے پاس ہے،، اور آج سے وہ کوئٹہ کے عوام کی پیرنی ہے جسے وہ واپس اپنی دنیا میں لے جا ہی نہیں سکتے،، اس وکیل کا بیٹا ملک ہی چھوڑ گیا،،، باقی بچے بھی ہمارے نشانے پر ہیں،، اور اب آریان پاشا ابرہیم کے بیٹے کی رپورٹ اس کا فیورٹ ہر دلعزیز ٹیچر علی وزیر دے گا جو کہ سرے سے کوئی استاد ہے ہی نہیں ہم نے ایک قابل استاد علی وزیر کو اپنے راستے سے ہٹا کر اپنا بندہ اس کی جگہ بھیجا ہے،، کیونکہ علی وزیر کا ریکارڈ صاف ستھرا اور انتہائی شریفانہ ہے تو کسی کو شک تک نہیں ہوا،،، وہ سالہ استاد لاکھوں کی آفر دینے کو بھی اپنا ایمان بیچنے کو تیار ہی نہیں تھا تو اسے راستے سے ہٹانا ہی پڑا،، یہ سالے پاگل استاد ہوتے ہی ایسے ہیں جو بکنے کو تیار ہی نہیں ہوتے،، تبھی تو جلاد ان پر اتنا بھروسہ کرتے ہیں ،،، یہ تو

سکول ہی ہمارے ساتھی سردار چانڈیو کا ہے تب ہی تو یہ سب ممکن ہو پایا نہیں تو یہ سب ممکن ہی نا ہو پاتا

،،،

حشمت راؤ خباثت سے مسکرایا۔

میں نے اس کی رگوں میں قطرہ قطرہ زہر انڈیل کر اسے اس نشے کا عادی بنا دیا ہے،، اور یہ کام اتنی خاموشی سے ہوا ہے کہ ان کے فرشتوں کو بھی خبر نا ہو سکی،، پہلے ڈوز پانچ فیصد سے شروع کی تھی،، اور اب تو ڈوز ستر فیصد ہو گئی ہے،، میں نے اسے دوسرے طریقے سے بھی بہکانا شروع کر دیا ہے وہ اپنے نوکر کی بیٹی سے وہی کرے گا جو میں اسے کرنے کو بولوں گا،، تب پاشا ابراہیم کی کمر ٹوٹے گی کہ دنیا کو انصاف دلانے والا مسیحا دیکھیں گے اپنے پوتے کو کیسے اس جرم کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتارے گا،،،

علی وزیر نے اپنی بات مکمل کی۔

دس از کالڈ چیک اینڈ میٹ،،،، ہم ایسے ہی ان پر کاری وار کرتے رہیں گے جب تک ان نام نہاد جلادوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا،،

ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا،،،،،،،،

وہ ٹوٹیں کر بکھرے گے بھی اور ہمارے ہاتھوں ایک ایک کر کے مریں گے،،، جب ان تک وہ ختم نہیں ہو جاتے ہم ان پر وار کرتے رہیں گے،،، ہم اپنے ہر مقاصد میں کامیاب ہوں گے،، ہمارے یہ جسموں کے گوشت بازار ہر غیر قانونی دھندے، نشے کے کاروبار یونہی چلیں گے جیسے پہلے چلتے تھے دیکھنا ہاں،،،

مہارانی نے ہاتھ پر ہاتھ بجا کر حقارت آمیز لہجے میں کہا تھا۔

بیسمنٹ میں جشن کا سماں تھا۔اب وہ شیطان اپنی اگلی پلاننگز میں مصروف تھے۔

احان لائبریری میں اپنی مخصوص چیئر پر بیٹھا سنیمن چباتا اپنے نوٹس بنا رہا تھا۔

یہ سنیمن چبانے کی عادت اسے ارشن نے ڈالی تھی۔اب وہ ، ارشن فلزہ اور خضر چاروں اکثر سنیمن چباتے رہتے تھے۔

وہ انہماک سے اپنا کام کر رہا تھا جب بک ریک کے پیچھے سے سرگوشیوں کی آواز سنائی دی۔

اس نے نظر انداز کیا۔

مگر مکھیوں جیسی بھنبھناہٹ کی آواز مسلسل آئے جا رہی تھی۔

اب یہاں تک پھول لے کر آ ہی گئی ہو تو جاؤ ناں جا کر دو اسے ،، کرو اظہار،، اتنی شیرنی بنی پھرتی ہو اب کیوں مکر رہی ہو،، ڈرتی ہو کیا آساوری شاہ،،،

منہا اسے ریک سے احان کے سامنے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ڈرتی تو میں کسی کے باپ سے بھی نہیں،، ابھی میرا موڈ نہیں ہے،، تم لوگ چلو یہاں سے،،، مجھے کوئی بات نہیں کرنی آج،،

وہ ریڈ روز ہاتھ میں پکڑے واپس جانے کو پر تول رہی تھی۔

آخر آحان تنگ آ کر بھنا کر دیکھنے کے لیے اٹھا کے وہاں کون ہے۔یہ وہی لمحہ تھا جب منہا نے اسے ریک سے باہر دھکیلا اور وہ جھٹکے سے آ کر احان کے سینے سے بری طرح ٹکرائی۔

آئم سوری ،، سس ،،، سوری،،، آج پہلی مرتبہ وہ کسی کے سامنے گڑبڑا گئی تھی۔دل اچھل کر حلق میں آیا جبکہ احان نے سمجھا وہ جان بوجھ کر اس کے اوپر گری ہے کچھ اس کے ہاتھ میں وہ ریڈ روز احان اس کی بے باکی پر آگ بگولہ ہوا تھا۔

منہا اور اس کی دم چھلیاں جائے وقوعہ سے فرار حاصل کر چکی تھیں۔

ہاؤ ڈئیر یو،،، یو سٹوپڈ گرل،، تمھیں معلوم ہے تم ایک لڑکی ہو کر کتنی چیپ حرکتیں کر رہی ہو،،، اپنی لمٹس میں رہنا سیکھو لڑکی،، نہیں تو میرا یہ ہاتھ تمھارے ٹوٹل وزن جتنا بھاری ہے،، پڑ گیا ناں تو جھیل نہیں پاؤ گی،،،

احان ماہر خان دھواں دھواں چہرہ لیے جو منہ میں آیا بولے جا رہا تھا۔سامنے والی کی سچویشن پر غور کیے بغیر۔

مگر پھر بے تحاشا چونکا۔

کہ وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔آنکھیں لال ٹماٹر ہو کر پانی سے لبالب بھر گئیں تھیں۔آنکھوں سے مسلسل یانی بہہ رہا تھا۔وہ تیزی سے اپنا گلا اور سینا رب کر رہی تھی۔

ہیے یو،،، کیا ہو رہا ہے تمھیں،،،

احان گھبرایا تھا۔ایسی سچویشن کبھی فیس جو نہیں کی تھی۔

ان،،،،،،،،،، ہی،،،،،،،،،،،،، لر،،،،،،،،،،،،،،،،

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔جانے کیا کہنا چاہتی تھی۔احان کو کچھ سمجھ نا آیا۔

احان بھی اس کے سامنے زمین پر بیٹھا۔

ہیے،،اساوری شاہ تم سانس کیوں نہیں لے رہی سانس لو ڈیم اٹ،، آئم سوری،، کیا ہو رہا ہے تمھیں،،،

وہ اسے پکارتا رہا۔آوازیں دیتا رہا۔

وہ اپنے گلے کو پکڑ کر زمین پر گری تھی۔احان کی جان لبوں پر آ گئی۔

اساوری،،،،، احان نے جھجھکتے اس کا کندھا ہلایا۔پھر حان نے اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کا چہرہ تھتھپایا تھا۔

اساوری شاہ،،،، آنکھیں کھولو ڈیم اٹ،،،

اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں اور لرزتے کانپتے وجود سے ایک جانب انگلی سے اشارہ کیا۔احان نرمی سے اسے فرش پر لٹا کر وقت ضائع کیے بغیر اس جانب گیا۔وہ سمجھ گیا۔وہاں اس کا بیگ پڑا تھا۔احان نے بیگ لا کر سارا ٹیبل پر پلٹ دیا۔اس کی دیگر چیزوں میں سے احان کی نظر انہیلر پر پڑی۔

احان نے وہ فورا ہاتھ میں تھاما۔ابھی پیچھے مڑا تھا کہ فلزہ اور علیزے سٹڈی میں داخل ہوئیں تھیں۔

سامنے کی صورتحال ناقابل یقین تھی۔وہ دونوں بھی لپک کر آساوری تک پہنچی تھی۔

کیا ہوا اسے،،، فلزہ نے پوچھا۔

احان اس کے پاس بیٹھا تھا اور اس کے ہونٹوں کے درمیان انہیلر رکھا۔جو اب تقریبا نیلی پڑ چکی تھی۔

فلزہ نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔احان نے اس کی وین چیک کی۔جو دھیمی پڑ رہی تھی۔

مجھ سے ٹکرائی تو میں نے ڈانٹ دیا،، اور اس کی یہ حالت ہو گئی،، مگر میری ایسی کوئی اٹینشن نہیں تھی،،

احان شرمندہ ہوا۔وہ اب بمشکل گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔اور غیر محسوس انداز میں اپنے دونوں ہاتھوں سے احان کا وہ بازو تھام لیا جس سے وہ اس کے لبوں سے انہیلر لگائے ہوئے تھا۔

وہ دھیرے دھیرے نارمل ہونے لگی۔

ایم سوری،،،

احان نے ایک مرتبہ پھر اسے کہا۔آساوری نے جھجھکتے اس کا بازو چھوڑ دیا۔اور انہیلر خود پکڑ لیا۔بھیگی سرخ آنکھیں اس کی سبز آنکھوں میں ڈالیں۔احان کو جھرجھری سی محسوس ہوئی تھی۔

مم،،،مجھے،،، میری،،،،،،، فرینڈ،،،،،،نن،،،، نے،،،،، دھکا،،،،دد،، دیا،،،،، تھا،،،

وہ احان کی جانب دیکھ کر اب اس صورتحال میں جب مرنے والی ہو گئی تھی تب بھی اسے وضاحت دے گئی تھی۔احان کے دل کو کچھ ہوا۔

میں نے سوری بولا ہے تمھیں اساوری شاہ،، میں نے تمھیں ہرٹ کیا ائم سوری،،،

وہ واقعی شرمندہ تھا کہ اس کے الفاظ بہت زیادہ سخت تھے۔

جج،،،جی،،،، آ،،،،، آپ،،،،نن،،،،،،،نے،،، مم،،،،،مجھے،،،،،،بب،،،،بہت،،،،،،،ہرٹ،،،،،کک،،،،،کیا،،،،

وہ آنکھیں بھینچ کر تکلیف سے بولی۔احان عجیب سے احساسات سے دوچار ہوا تھا۔ایک انتہائی نازک بے ضرر لڑکی اس کی وجہ سے موت کے دہانے پر پہنچ گئی تھی۔علیزے اور فلزہ نے اسے سہارا دے کر اٹھایا۔

وہ زخمی بھیگی سی نگاہیں احان پر گاڑھے ہوئیں تھی۔اور احان کو اس سے نگاہیں ملانا آج مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پا رہا تھا۔یا خود کے احساسات بدل رہے تھے۔

میں ٹیچرز یا پرنسپل کو اطلاع دیتی ہوں،، تم لوگ اس کے پاس رکو،، علیزے بول کر سٹاف روم کی جانب بھاگی تھی۔

تم اب ٹھیک ہو ناں،،، فلزہ نے اس کی کمر رب کی وہ نڈھال سی فلزہ کے کندھے سے ہی سر ٹکا گئی تھی۔مگر اس کے پوچھنے پر ہاں میں سر ہلایا۔

احان غیر محسوس طریقے سے اٹھا تھا اور اس کے بیگ میں اس کی بکس،، پین ،، جیومیٹری کا سامان ،، سکیل وغیرہ واپس رکھے۔۔

احان بری طرح چونکا تھا۔دو تین دن پہلے وہ اپنا پین اپنی ٹیبل پر بھول گیا تھا۔وہ اساوری شاہ کی چیزوں میں بڑی شان سے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔

ان چیزوں میں اس کی نوٹ بک کا وہ پہلا پیج بھی انتہائی احتیاط سے فولڈ کر کے رکھا گیا تھا جو اس نے کل ہی اپنا نام اور رولنمبر لکھ کر پھاڑ کر پھینک دیا تھا۔

احان نے ایک سرد سی سانس کھینچ کر پیچھے مڑ کر ایک گہری نگاہ اس پاگل لڑکی پر ڈالی۔

کیا تھی یہ لڑکی۔کیوں کر رہی تھی یہ پاگل پن۔کیوں اس پتھر سے سر پھوڑنا چاہتی تھی۔

یا وہ اپنا سر پھوڑ چکی تھی۔اور نتیجتاً یہ بھی نا دیکھ پائی کہ اس پتھر سے بھی چشمے پھوٹنے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔کہ احان کی نگاہ اب بار بار بھٹک رہی تھی۔۔

تبھی وہاں پرنسپل اور باقی ٹیچرز گھبرائے ہوئے آئے تھے۔آخر حشمت راؤ کی امیر کبیر لاڈلی پوتی کی طبیعت خراب ہوئی تھی کوئی معمولی بات تھوڑی تھی۔کچھ ہی دیر ایک مجمع وہاں جمع ہو چکا تھا۔اس کے گارڈز ،، ڈرائیور گھریلو خادمائیں جو اسے سہارا دے کر وہاں سے لے جا چکیں تھیں۔

امن بینچ پر بیٹھا ایک بسکٹ خود کھا رہا تھا اور ایک معجزہ کو کھلا رہا تھا۔وہ اپنے ٹیسٹ کی پریکٹس کر رہی تھی جو کہ بریک کے بعد ہونے والا تھا اور امن اسے بتا رہا تھا کہ اسے کیسے لکھنا ہے۔

نو،،، نو،، کوکومو،،، ایسے نہیں ،، یار اتنی بڑی ہو گئی ہو تمھیں اسینڈنگ اور ڈسینڈنگ میں ابھی تک پہچان ہی نہیں ہوئی،،،

امن نے اسے نا چاہتے ہوئے بھی ڈانٹا۔وہ کب سے اس سے دماغ کھپا رہا تھا۔

امن تم نے مجھے ڈانٹا اور پھر سے مجھے کوکومو بولا،،، وہ اپنی چوکلیٹی آنکھیں پھیلا کر رونی شکل بنا کر بولی۔

کیونکہ تم کب سے مجھے پریشان کر رہی ہو،،، امن نے بھی پڑھائی کے معاملے میں کوئی لگی لپٹی نا رکھی۔

معجزا امن سے بات نہیں کرے گی،،، وہ بھی اکڑ گئی۔

اور میں تمھاری یہ کھجور جیسی پونی کھینچ لوں گا،،، امن نے بھی اسے گھورا۔

اب وہ اپنا بھونپو سٹارٹ کر چکی تھی۔امن گڑبڑا گیا۔دنیا کا سب سے طاقتور ہتھیار تھا جو ان نازک پریوں کے پاس تھا۔۔وہ جو جلادوں کی اولادوں تک کو گڑبڑانے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔

اب وہ اس کے سامنے زمین پر بیٹھ کر اسے چپ کرانے کی اسے پچکارنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہا تھا۔

اوکے ائم سوری،،، اب کبھی بھی نہیں ڈانٹوں گا معجزا کو ،، کبھی ہرٹ نہیں کروں گا آئم سوری،،، امن نے اس کی پھولی سفید بے داغ گالوں سے آنسو صاف کیے۔

وہ بمشکل چپ ہوئی تو امن نے سکھ کا سانس لیا۔

اوکے یہ بسکٹ فنش کرو،،، امن نے پھر اس کے منہ میں بسکٹ رکھا جسے اب اس نے شرافت سے کھا لیا۔ بریک کے اختتام تک وہ اس کے دماغ میں یہ گھسانے میں کامیاب ہو ہی گیا کے ڈیسنڈنگ اوپر سے نیچے آیا کرتا ہے۔

بریک کے بعد وہ اپنی کلاس میں بھاگ گئی۔اور وہ مسکراتا اپنی کلاس میں چلا آیا۔

وہ عمر کے جس دور سے گزر رہا تھا وہ بے حد نازک ترین دور تھا۔بلوغت کی یہ عمر ہوتی ہے جس میں دماغ ایک خاص کیمکل ریلیز کرتا ہے جسے ہارمونز کہتے ہیں۔جس کی وجہ سے بچوں میں فزیکل تبدیلیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ایسے میں خاص طور پر اس دور میں والدین کو بچوں پر کڑی سے کڑی نگرانی رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے یہ بے حد ضروری ہوتا کہ اس دور میں بچوں کی سوچ ان کے خیالات و پاک صاف رکھیں۔

اور اگر ایسا نا ہو تو بچے بہت بری صحبت اختیار کر لیتے ہیں یا غلط راہوں پر چل نکلتے ہیں۔

بلوغت کے دوران بچوں کا جسم نئے ہارمونز سے ہم آہنگی پیدا کر رہا ہوتا ہے تو بچوں کے خیالات میں اُلجھن پیدا ہوسکتی ہے یا جذبات میں ایسی شدّت آسکتی ہے جِس کا اِس سے پہلے کبھی تجربہ نہیں ہُوا تھا۔بچوں کو اپنے جسم، اپنی ہیّت یا اپنے احساسات کے بارے میں بھی بے چینی ہوسکتی ہے، جب کہ بلوغت کے دوران ایسے احساسات کا ہونا بالکل معمول کے مطابق ہوتا ہے۔اور اِس دور میں مزاج کا آسانی سے متاثر ہوجانا یا

بہت حِسّاس ہوجانا بھی معمول ہی شمار کیا جاتا ہے۔بچے بڑے ہورہے ہیں !بعض اوقات جذبات کا اظہار ہونے دینا بھی اشد ضروری ہے۔

اور یہیں پہ امن کے ساتھ ہر طرح سے برا بہت برا ہو رہا تھا۔

کلاس ختم ہونے کے بعد وہ کچھ دیر اپنے ٹیچر کے ساتھ کلاس میں رکتا تھا۔اب وہ خاص ویڈیوز اور تصاویر دیکھنا امن کے لیے معمولی سی بات ہو گئی تھی۔اب اسے انھیں دیکھ کر کوئی گھبراہٹ یا کچھ بھی غیر معمولی محسوس نہیں ہوتا تھا۔بلکہ اب اسے یہ دیکھنے سے نشے کی حالت میں عجیب تسکین سی ملا کرتی تھی۔اس کا جسم نشے کا عادی ہوتا جا رہا تھا۔

اب بھی وہ سر کے پاس بیٹھا تھا۔

امن یہ معجزا سمیع خان تمھاری دوست ہے ناں،،، آج اس درندے شیطان نے وہ ننھا معصوم چھوٹا سا دماغ اپنی گندی سوچ کی جانب موڑنا تھا۔اپنے اندر کی بدبو دار غلاظت تعفن زدہ سڑی سوچ اس کے دماغ میں انڈیلنی تھی۔

یس ٹیچر،،، آئی لائک ہر ویری وچ،،، امن نے مسکرا کر کہا۔

تو تم بڑے ہو کر اس سے شادی کرنا،،،

ٹیچر نے نیا شوشا چھوڑا۔

میں بڑے ہو کر اسی سے شادی کروں گا ٹیچر،،، امن نے ان کی تائید کی تھی۔

تو شادی کے بعد تو یہ سب الاؤ ہوتا ہے،،،

ٹیچر نے لیپ ٹاپ پر چلتے مناظر کی جانب اشارہ کیا۔امن نے نگاہیں جھکا لیں۔نا تائید کی نا انکار۔

میں چلتا ہوں ٹیچر،،، وہ اپنا بیگ اٹھا کر کلاس روم سے باہر نکل آیا تھا۔اس ٹیبلٹ کی طلب بڑھنے لگی تھی۔ اس کا جسم ٹوٹ رہا تھا۔عجیب وغریب خیالات دماغ کو پراگندہ کر رہے تھے۔

شام کا وقت تھا۔

شام کے سائے پھیل رہے تھے۔جب وائیٹ پیلس کا طویل وعریض گیٹ کھلا اور ایک گاڑی اندر داخل ہوئی۔

مام آپ جائیں،، میں سامان لے آؤں گا،،، گاڑی میں ارشن نے فجر سے کہا۔تو وہ گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔اب وہ گہری سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے لگیج گھسیٹتا اندر داخل ہو رہا جب سامنے ہی وہ ٹی شرٹ، ٹراؤزر میں گلے میں مفلر پہنے کچھ چباتی اس کے سامنے آئی۔

ارشن نے دانتوں تلے لب کچل ڈالے۔

کیسے ہو ارشن،، فلزہ نے نارملی اس سے پوچھا۔

ہو سکے فلزہ تو میرے سامنے کم سے کم آنا،، وہ اذیت سے دانت پیس کر بولا۔

ریئلی،،،،؟ فلزہ نے آئیبرو اچکائی۔کیوں؟؟؟

ارشن نے جواب نہیں دیا اور تن فن کرتا اندر چلا آیا تھا۔اندر آج پنکی، منی اور ان کی شاگردیں بچوں کے ساتھ ہی کھیل رہی تھیں۔

سب موجود سوائے امن کے۔اسے تیز بخار تھا۔شفا ابھی ابھی اسے بخار کی میڈیسن دے کر آئی تھی۔

احان اپنے کمرے میں تھا۔اور اس پھول کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔جو اس کے ہاتھ میں تھا۔دل دماغ میں ایک شبیہہ سی بنتی اور محو ہو جاتی۔وہ کب سے کھڑکی میں کھڑا اس پھول کو دیکھے جا رہا تھا۔

آخر دروازے پر دستک سنی تو وہ پھول آہستگی سے اپنے دراز میں پڑی ایک ڈائری میں رکھ دیا۔

ارشن نوک کر کے اپنے ڈیڈ کے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ الماری میں سر دیئے کچھ ڈھونڈنے میں بزی تھا۔

ارشن کے پیچھے فجر بھی روم میں داخل ہوئی۔آہٹ پر ماہ بیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

ڈیڈ،،، ارشن تڑپ کر ماہ بیر کی جانب بڑھا جو سنجیدگی اور آنکھوں میں کچھ حد تک ناراضگی لیے ماں بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔

جو باتیں مجھے آپ سے پتا چلنی چاہیں تھی وہ مجھے مما سے پتہ چلیں ڈیڈ،، ڈیڈ آئم رئیلی سوری،، میں بزدلوں کی طرح پیٹھ دکھا کر یہاں سے بھاگ گیا،، مجھے بلکل آپ کی طرح بریوری سے اس سب کا سامنا کرنا چاہیے تھا،، میں آپ کی اسپیکٹیشنز پر پورا نہیں اتر سکا،،،

ارشن کے بھیگے لہجے میں دکھ اور اذیت تھی ماہ بیر نے کھینچ کر بیٹے کو اپنے کشادہ سینے میں بھینچا۔

اٹس اوکے چیمب،،، ویسے تمھاری جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی ایسا ہی کرتا،، کہ اپنے ہی وجود کے حصے کو کھو دینا تو ایکسکیوشنرز کے بس کی بات بھی نہیں،،،

ماہ بیر نے ایک خفگی بھری نگاہ ارشن کے پیچھے کھڑی فجر پر ڈالی۔جس نے اس کی بات پر شرمندگی سے نگاہیں جھکا لیں تھیں۔

ماہ بیر کو ارشن کی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی تھی۔

ہیے خبردار چیمب،، ایک آخری مرتبہ تھا جب میں نے تمھاری آنکھوں میں آنسو دیکھے،، اس کے بعد تم وہ بنو گے جو تمھاری اصلیت ہے،، تم اسے ڈھونڈو گے،، وہ ہمارے گھر کی عزت ہے اور تمھارے وجود کا حصہ،، چاہے زمین کھودنی پڑے یا آسمان تک جانا پڑے،، جو بن پڑے کر گزرنا،،مگر مایوس مت ہونا،، تم لوگ اتنا مضبوط بننا کہ دشمن تم لوگوں کے نام سے کانپے،، ان کے دلوں میں اتنی دہشت بھر دینا کہ وہ ہمارا نام سن کر ہی کانپ اٹھیں،،

ماہ بیر نے بیٹے کی رگوں میں جینے کی نئی امنگ بھری تھی اس کو اس کی زندگی کا مقصد بتایا تھا۔

میں احان سے مل لوں ڈیڈ،، کافی دن ہو گئے ہماری بات نہیں ہوئی تھی،،،

وہ کہتا اب کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔

ماہ بیر سر وسپاٹ چہرہ لیے واپس الماری کی جانب پلٹا تھا۔فجر نے سرد آہ بھری۔

ماہ بیر چونکا۔ایک نرم و گداز وجود اس کی کمر سے لپٹا اور اس کی ویسٹ پر اپنے بازو لاک کیے۔

ناراض ہیں،،، فجر نے پیچھے سے اس کے بازو پر اپنا سر ٹکایا۔

تمھیں میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے مسز ماہ بیر راسم حفیظ،، وہ دانت پیس کر بولا تھا۔وہ اس کی ناراضگی کے باوجود ان سالوں میں ارشن کے پاس جاتی رہی تھی اور کئی کئی دن اسکے پاس گزار آتی۔

دنیا میں آپ کی ناراضگی ہی تو ہے جس سے مسز ماہ بیر کو فرق پڑتا ہے،،، وہ مسکرا کر بولی تھی۔اچھا ناں سوری بابا،، موڈ تو ٹھیک کریں اپنا یہ کیا سڑے کریلے جیسے منہ بنایا ہوا ہے،،

فجر نے اس کا رخ زبردستی اپنی جانب موڑا۔

موڈ تو تب ہی بحال ہو سکتا ہے جب مسز ماہ بیر ان گزرے ماہ وسال کی گستاخیوں اور جدائیوں کا حساب بے باک کریں میرے ساتھ،،

وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا بولا تھا۔

فجر گہرا مسکرائی۔

بیٹا جوان ہو رہا ہے آپ کا ،، آپ کو نہیں لگتا مسٹر ماہ بیر کہ بڑھتی عمر کے ساتھ آپ کو تھوڑی شرم ورم کرنی چاہیے،،

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بولی تھی۔ماہ بیر نے گہری مسکان ہونٹوں پر سجائے اسے اپنے مضبوط حصار میں قید کیا۔

یہ امن کے بیمار ہونے کے تیسرے دن کی بات تھی۔سب بچے سکول جانے کو تیار تھے۔شفا امن کے کمرے میں آئی تبھی۔اس کا جسم تپ رہا تھا۔وہ آئی اور ماتھے سے اس کا ٹمپریچر چیک کر کے واپس چلی گئی اور بچوں کو بتا دیا کہ وہ لوگ جائیں۔امن آج سکول نہیں جا پائے گا کیونکہ اس کی طبیعت خراب ہے۔

آریان میں کافی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں امن کچھ نڈھال نڈھال سا رہتا ہے،، تین دن سے اتنا شدید بیمار ہے،، آپ کو تو کوئی فکر ہی نہیں ہے اس کی،،،

شفا آریان پر چڑھ دوڑی تھی۔

غلط فہمی ہے آپ کی مسز،، میں پراپر اس کو وقت دیتا ہوں،، ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اسے سمجھاتا ہوں،، گھر میں مکمل توجہ ہے،، تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے اس کی کوئی فکر نہیں،، بس کچھ سمجھ نہیں آ رہا یہ سب ہو کیا رہا ہے،، ڈیڈ بہت پریشان ہیں،،

آریان نے متفکر انداز میں کہا اور ان کے کمرے میں چلا گیا جہاں یاشا نے ان سب کو بلایا تھا۔۔

معجزا جو کہ امن کے ساتھ سکول جانے اندر آئی تھی شفا مما کی یہ بات سن کر اداس ہو گئی۔پھر بھی وہ اپنے فرینڈ کو گڈ بائے بولنے اس کے روم میں چلی آئی۔

امن،،، معجزا نے بیڈ کے قریب آ کر پکارا۔وہ جو جاگ رہا تھا۔سوتا بن گیا۔کروٹ لی ہوئی تھی تو سختی سے تکیے میں منہ دے لیا۔

امن،،، تم ٹھیک ہو،، شفا مما نے کہا تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں،، تم میڈیسن لے لو ،، ہاں کڑوی ہوتی ہے،، گندی والی،، مگر تم ٹھیک ہو جاؤ گے ناں،،،

وہ بولتے بولتے بیڈ کے مزید قریب آئی تھی۔اور ننھے سے ہاتھ سے اس کا کندھا ہلایا۔

امن کے آنسو مسلسل تکیے میں جذب ہو رہے تھے وہ کس قدر تکلیف میں تھا یہ کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ معجزا کے اس کے کندھے ہلانے پر وہ کرنٹ کھا کر پرے ہٹا تھا۔

معجزا،، جاؤ سکول دیر ہو رہی ہے تمھیں،،، گیٹ لاسٹ فرام ہئیر جاؤ یہاں سے اور اب میرے روم میں آنے کی کوشش بھی مت کرنا،،،

وہ دھاڑا تھا۔معجزا خوفزدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹیں تھی۔پھر روتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

اور پھر وہ احان بھیا اور فلزہ علیزے اور خضر کے ساتھ سکول چلی گئی۔

امن پھر پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔اتنے چھوٹے اور معصوم سے بچے پر کیا گزر رہی تھی جس کی معصومیت سرے سے چھین لی گئی تھی۔وہ خود سے خوفزدہ تھا۔ڈرا سہا ہوا۔اپنے ہی خیالات و احساسات سے خود کا پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

آخر نڈھال ہو کر پھر سو گیا۔

آنکھ جسم میں اٹھتے بے تحاشا درد سے کھلی تھی۔امن کا جسم ٹوٹ رہا تھا۔پورے جسم میں اتنا درد تھا کہ یوں محسوس ہوا جیسے ابھی پھٹ جائے گا۔

نہیں یہ سب غلط ہو رہا ہے میرے ساتھ،،، سب گندا ہو رہا ہے،، مجھے،، مجھے پاشا بابا کو سب بتانا ہو گا،،،

وہ ہمت کر کے اٹھا تھا اور ننگے پاؤں ہی پاشا ابراہیم سے بات کرنے ان کے روم کی جانب بھاگا۔

پاشا ابراہیم کی جان اٹکی تھی امن آریان پاشا میں۔پیدائش سے لے کر اب تک سب سے زیادہ پیار و توجہ اسے پاشا ابراہیم سے ہی تو ملا تھا۔

امن جانتا تھا اس وقت وہ اپنے کمرے میں ہوں گے۔وہ ان کے کمرے تک آیا تھا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے سوہم خان ہمارے ساتھ،، مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا،، زندگی میں پہلی مرتبہ خود کو اتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں،، مگر ابھی وقت شاید دشمن کا اچھا چل رہا ہے،، مگر بس اب بس،،،،، بس بہت

ہو چکا ،، اب میں دشمن کے گرد گھیرا اتنا تنگ کردوں گا کہ وہ موت مانگیں گے موت،، ان کے گرد آگ لگا دوں گا کہ وہ بچھو کی طرح خود اپنے سر پر ڈنگ مار کر خود کو ختم کر لیں گے،، مجھے معلوم ہے ان کی مدد کوئی اپنا ہی آستین کا سانپ کر رہا ہے، اور میں جلد ہی اس کا پتہ بھی کر لوں گا،، اور تم لوگ تو جانتے ہی ہو غلطی چاہے اپنے کی ہو چاہے کسی پرائے کی،، اس غلطی کی کتنی دردناک سزا دیتا ہے یہ پاشا ابرہیم،،،

اندر سے پاشا ابرہیم کی شیر کی طرح گرجدار آواز سنائی دی۔اور اپنے پاشا بابا کی آخری بات پر امن کی ٹانگیں کانپنے لگیں تھیں۔

وہ شدید خوفزدہ ہو کر واپس بھاگا۔اپنے پولائٹ سے پاشا بابا کی یہ بھڑکتی آواز سن کر امن کی جان نکل گئی تھی۔

وہ اب جان چکا تھا کہ وہ کچھ تو غلط کر رہا تھا یا کچھ تو غلط کیا تھا اس نے تبھی اس کے ساتھ یہ سب ہو رہا تھا۔وہ بے تحاشا رو رہا تھا۔وہ اپنے روم کے سامنے آ کر بری طرح لڑکھڑایا تھا۔بری طرح زمین پر گرا۔

شفا جو امن کو ہی دیکھنے آ رہی تھی لپک کر اس تک پہنچی۔

امن اٹھو میری جان،،، اٹھو،،،

شفا نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور کمرے میں لائی۔

ایک خبیث شیطان نے ایسی غلاظت دماغ میں بھری تھی کہ وہ تو اپنے مقدس ترین رشتوں سے اپنے گھر کی خواتین سے نگاہیں نہیں ملا یا رہی تھی۔

اس نے شفا کا ہاتھ بری طرح خود پر سے جھٹکا جیسے اس کی مقدس ماں نے کسی غلاظت کے ڈھیر کو ہاتھ لگا لیا ہو۔

کیا ہوا امن میری جان،،، شفا پھر تڑپ کر اس کی جانب لپکی۔

مما میرے کمرے سے چلی جائیں آپ،،،

وہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ کر چلایا تھا۔

اامن،،، یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو مجھ سے،، شفا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

مما چلی جائیں میرے روم سے آپ،،، نہیں تو میں اپنے آپ کو کچھ کر لوں گا،، وہ اب واس زمین پر پھوڑ رہا تھا۔

آریان،،، شفا دروازے تک آ کر چلائی تھی۔امن نے اسے باہر دھکیل کر روم لاک کر لیا تھا۔اور دروازے سے لگ کر اپنے بال نوچ کر پھوٹ پھوٹ کر رویا۔

مما،،،،،،،ہیلپ می،،، مجھے بچ لیں مما،،،،،، سیو می،،

تیرے دل دا ٹکڑا،،،،،،،،،،،،،،،، ٹکڑے ٹکڑے ہویا

ہو سکے تاں مینوں،،،،،،،،، معاف کر دیویں ماں

ایناں کج ہو گیا ،،،،، فیر وی زندہ ہاں میں

اپنی مرضی دے نال،،،،، مر وی ناں میں سکاں

جو دتا سی تو نام او ناں وی ناں ریا

ہن ہور کی میں لوٹانڑاں اے

مینوں پنڈ جانڑاں اے

ماں راہ تکدی اے میری،،،،،،، مینوں پنڈ جانڑاں اے

باہر شفا ماہی بے آب کی طرح تڑپتی دروازا پیٹ رہی تھی۔

امن،،، مجھ سے بات کرو،، امن مما سے بات کرو،،،

اندر امن کو سکون کی ضرورت تھی۔بہت زیادہ سکون کی۔ تبھی اپنی بیڈ کی جانب لپکا تھا۔بیٹ کراؤن میں بنے ڈرار میں سے وہ ایک ساتھ دو تین ٹیبل نکالیں۔اور جلدی سے پانی سے نگل گیا۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں،،،

پاشا کے روم سے آریان سمیت اس شور و ہنگامے کی آواز سن کر وہ سب باہر نکلے تھے۔خواتین بھی اکھٹی ہو گئیں تھیں۔

(گھر پر ماہر بھی نہیں تھا۔ایشان کسی ایمرجنسی کی وجہ سے ہاسپٹل میں تھے۔)

شفا کو بے تحاشا روتے آریان نے بازوؤں سے تھام کر اٹھایا۔

کیا ہوا شفا ،، کیا ہوا،،، آریان نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

تب شفا نے رونے کے دوران ساری بات بتا دی۔ آریان کے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

ماسٹر کی لاؤ کوئی،،

پاشا ابراہیم چلایا تھا۔

آریان بھاگ کر روم کی ڈوبلکیٹ کی لایا تھا۔روم کھولا۔سارے گھبرا کر اندر داخل ہوئے۔

وہ بیڈ کے قریب زمین پر اوندھا گرا ہوا تھا۔

امن،،،، شفا چیخی۔ آریان نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔جبران نے اس کا چیک اپ سٹارٹ کیا۔

امن ،، امن،،، آریان نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔جبران نے اس کا مکمل چیک اپ کیا اور جس نتیجے پر وہ پہنچا اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔

آریان اس نے ڈرگز کی ہیوی ڈوز لی،،،

جبران کی بات تھی یا وہاں کھڑے ہر فرد کے کانوں پر ہتھوڑے برسے تھے۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو جبران،،، پاشا ابراہیم سفید چہرہ لیے آگے بڑھا تھا۔

جبران نے اپنے بیگ میں سے سرنج نکال کر جلدی سے اس کے بلڈ سیمپل لیے،،،

آریان فورا ہاسپٹل جاؤ اور امن کے بلڈ ٹیسٹ کرواؤ،، جاؤ،،

آریان وہ سیپمل لے کر فوراً ہاسپٹل کے لیے نکلا تھا۔

ماہ بیر اس کا لیپ ٹاپ، بیگ،، موبائل،، ہر چیز چیک کرو،،

سوہم خان چلایا تھا۔

اوکے بڑے پاپا،،،

تبھی پاشا کے فون میں مخصوص رنگ ہوئی۔پاشا نے فورا فون پاکٹ سے نکال کر کان کو لگایا۔آگے سے جو سننے کو ملا پاشا ابراہیم کا رنگ اڑا تھا۔

واٹ،،، پاشا ابراہیم کو چار سو چالیس وولٹ کا کرنٹ لگا تھا۔

کیا ہوا بھائی،،، کبیر نے پاشا کی جانب دیکھا۔

ماہر کا فون تھا،، بچوں کے سکول پر ٹیرسٹ اٹیک ہوا ہے،، اور خاص کر انھی کلاسز پر مین اٹیک ہوا ہے جن میں وائیٹ پیلس کے بچے تھے،، خضر کو بچاتے ہوئے علیزے کو گولی لگی ہے،، فلزہ کا کچھ پتا نہیں،، اور احان کی حالت بھی بہت بری ہے،،، ہمیں فورا سکول جانے کے لیے بولا ہے ماہر نے،، وہ نہیں پہنچ پائے گا کافی دور ہے،، علیزے اور کافی بچے ہاسپٹل میں پہنچائے گئے ہیں جن کو گولیاں لگیں ہیں،،

یہ سن کر اروشے جو حواس کے معاملے میں اب بھی کافی کمزور تھی تیورا کر زمین پر گری تھی۔

اروشے،،،

رواحہ جو کے پہلے ہی دیا کے غم میں نڈھال تھی یہ روح فرسا خبر سن کر وہ بھی اپنے ہوش گنوا بیٹھی تھی۔

تمام خواتین رونے لگیں تھیں۔صورت حال کافی سنگین نوعیت کی تھی۔

بڑے پاپا چلیں،، امن نے ڈرگز لیں ہیں،، یہ رات تک نہیں اٹھے گا،،

اسے ہم بعد میں ہینڈل کرتے ہیں،، باہر سے ڈور لاک کر دیتے ہیں،، خواتین ہاسپٹل چلی جائیں گی علیزے کے پاس،، اور ہم سکول،، چلیں،،،

دروازہ باہر سے لاک کر کے امن کو وہیں چھوڑ کر وہ اب سکول کے لیے نکلے تھے اور سب خواتین علیزے کی تشویش میں مبتلا ہاسپٹل روانہ ہوئیں تھیں۔

پنکی منی لوگ بھی ہاسپٹل گئے تھے کہ کافی بچوں کو اور لوگوں کو اس ایمرجنسی میں بلڈ کی ضرورت پڑتی ہے۔

جو بھی تھا بہت برا اور بھیانک تھا۔

احان کلاس میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا بے چینی سے پاؤں جھلا رہا تھا۔آج تین دن ہو گئے تھے وہ ایبسنٹ تھی۔

اور وہ ایموشن لیس گرین مونسٹر لاشعور میں اس کا منتظر تھا۔تعجب کی بات تھی۔

مے آئی کم آن سر،،،

آخر آج کافی لیٹ مگر وہ زرد سی رنگت کے ساتھ دروازے پر کھڑی سر اعجاز سے پوچھ رہی تھی۔

یس،، کیسی ہیں بیٹا آپ،، اب کیسی طبعیت ہے آپ کی،،

کافی بہتر ہوں سر،،، وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔بے قرار نگاہ پوری کلاس میں دوڑائی۔اور وہ جو اس کا منتظر تھا۔اسے ایک نظر بھرپور توجہ سے دیکھ کر اب یوں انجان بن گیا تھا جیسے کہ اپنی ہی فیلینگز سے مکرنا چاہتا ہو۔

یونہی بے نیاز بنے وقت گزرتا چلا گیا۔اور بریک ہو گئی۔احان کلاس سے باہر گراؤنڈ میں چلا آیا تھا۔

علیزے جو فلزہ کے ساتھ کینٹین میں بیٹھی تھی کچھ ہی دیر میں ففتھ کلاس سے روندو خضر منہ بسورتا علیزے کے پاس چلا آیا تھا۔

اب کیا ہوا ننجا ہتھوڑی،،،؟ علیزے مسکراہٹ دانتوں تلے دبا کر اس سے پوچھا۔

علیزے اذان نے مجھے مارا،،،، وہ روتے ہوئے بولا تھا۔

اس کی اتنی جرات،، چلو میں دیکھتی ہوں اسے تو،، وہ دانت پیستی دندناتی خضر کا ہاتھ تھامے اس کی کلاس میں گئی تھی۔

ابھی کلاس میں آ کر کھڑی ہوئی تھی جب گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ پورے سکول میں اور اپنے آس پاس محسوس کی۔وہ خضر کو لے کر ففتھ کلاس میں پڑی الماری میں گھسی تھی۔

مگر وہ لکڑی کی کمزور سی الماری ان بلٹس کو روکنے کے لیے ناکافی تھی۔ تبھی علیزے خضر کو اپنی آغوش میں چھپا کر خود اس کی ڈھال بن گئی تھی۔اس کے منہ پر سختی سے اپنا ہاتھ جما دیا تاکہ وہ خوفزدہ ہو کر چلانے نا لگے۔

دہشت گرد نے کلاس میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کی تھی۔

اور ایسی ہی الماری کے آر پار ہونے والی آندھی گولیوں میں سے ایک گولی علیزے کی کمر کو لہو لہان کر گئی تھی۔

احان گراؤنڈ میں اطمینان سے بیٹھا تھا۔

وہ آج پھر پلر کے پیچھے چھپی اسے دیکھ رہی تھی۔ آساوری شاہ بخت عالم جس کی زرا سی توجہ پانے کو پورا سکول مرا جاتا آج کل چھپ چھپا کر یہ شغل فرما رہی تھی۔(یہ جانے بغیر کے جسے دیکھ رہی ہے اس کی شاید آٹھ آنکھیں ہیں جو ہمہ وقت بڑی چوکسی سے چاروں جانب ہر چیز کا جائزہ لیتی رہتی تھیں)

حسب معمول یونیفارم میں بینچ پر سنجیدگی سے بیٹھا وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بکس سامنے کھولے اس میں غرق تھا۔سبز سرد آنکھوں میں عجیب رعب و دبدبے سا تھا۔

یونیفارم میں بھی وہ ابھی سے ٹینتھ سٹینڈرڈ میں ہونے کے باوجود اس قدر لمبا چوڑا ،ہینڈسم ، سا تھا کہ دیکھنے والی ضرور ایک مرتبہ اسے مڑ کر دوبارا دیکھتی تھی۔

وہ جانتا تھا وہ اسے دیکھ رہی ہے۔اور وہ اس وجہ سے عجیب جھنجھلاہٹ کا شکار ہو کر جز بز ہو رہا تھا۔(اپنے احساسات کی بھی تو سمجھ نہیں آ رہی تھی شاید تبھی جھنجھلا رہا تھا)

ایک مرتبہ وہ اسے ڈانٹ کر اسے موت کے داہنے پر لے آیا تھا۔کہ وہ شدت سے رونے کی وجہ سے اپنا سانس بند کر بیٹھتی تھی۔اب دوبارا احان ماہر خان یہ حماقت نہیں کرنے والا تھا۔سو بھلا اسی میں جانا کہ یونہی پریٹینڈ کرتا رہے کہ وہ اسے دیکھ ہی نہیں رہا ہے۔

تبھی سکول میں چیخ و پکار کے ساتھ غیر معمولی ہلچل سی مچ گئی۔

احان تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور حالات سمجھنے کی کوشش کی تو پتہ چلا کے کچھ دہشت گرد سکول میں گھس آئے ہیں۔وہ اندھا دھند فائرنگ کر کے ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کو شہید کر رہے ہیں۔

احان نے جس کی ساتھ ساتھ خاص ٹریننگ بھی چل رہی تھی اپنے یونیفارم کی سیکرٹ پاکٹ سے اپنی گن نکالی۔

آج جو وہ نشانہ بازی سیکھ رہا تھا۔اس کو آزمانے کا وقت آن پہنچا تھا۔مگر نشانے میں اتنا پختہ بھی نہیں ہوا تھا۔

سامنے سے دندناتے ہوئے آتے ایک دہشت گرد کی گردن کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔گولی نشانے پر تو نہیں ہاں اس کے سینے میں لگی تھی۔وہ وہیں ڈھیر ہوا تھا۔ایک دہشت گرد نے دیکھا اور اس کی جانب گن کا رخ کر کے فائر کیا۔

احان فورا جمپ لگا کر بینچ کے پیچھے چھپا تھا۔وہ دہشت گرد قریب آتا گیا۔اور اس بچے کو بینچ کے پیچھے چھپا دیکھ تمسخرانہ ہنسی ہنسا۔

کیوں بچے مرنے کا زیادہ شوق ہے،،، وہ خباثت سے ہنسا۔اور گن آحان کی جانب کی۔

نہیں مارنے کا،، وہ بھی تم جیسے حیوانوں کی شہہ رگوں کی دھجیاں اڑا کر،،،یہ بول کر احان نے بجلی کی سی تیزی سے سکیلپل لہرایا۔

خون کا فوارہ ابل کر اس کی سفید شرٹ لہو لہان کر گیا۔وہ درندہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

اے کون ہو تم،،، ایک دہشت گرد جو پلر کے قریب سے اس کی جانب لپکے رہا تھا دھاڑ کر بولا۔آساوری بھی پلر سے باہر نکل آئی تھی۔اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے احان کو ان دہشتگردوں سے لڑتے دیکھ رہی تھی۔

ہیے یو میڈ گرل،، گیٹ لاسٹ،، پلر کے پیچھے چھپ جاؤ یا نیچے بیٹھ جاؤ،،،

احان پورے زور سے آساوری کی جانب دیکھ کر چلایا۔

تمھاری موت ہوں بزدل حیوان،، احان دھاڑا اور اپنی گن سے اس کی گردن کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔احان کا نشانہ خطا ہوا تھا۔۔

فائر سیدھا پاس کھڑی آساوری کی گردن کے آر پار ہوا تھا۔وہ ایک دلخراش چیخ مار کر زمین بوس ہو گئی۔

اسی لمحے سکول میں داخل ہوتے سولجر نے اس دہشت گرد کو موت کی نیند سلایا تھا۔

احان کے قدم وہیں تھم چکے تھے۔۔پھٹی پھٹی آنکھوں سے زمین پر ڈھیر اس نازک وجود کو دیکھا۔جو بے جان سا تھا۔سفید یونیفارم لہولہان ہو چکا تھا۔وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھتا چلا گیا۔

معجزا کب سے انیکسی میں ادھر سے ادھر بولائی ہوئی پھر رہی تھی۔

سمیع اسے ، خضر اور فلزہ کو وائیٹ پیلس چھوڑ کر ایمرجنسی میں جلدی جلدی جانے کہاں نکل گئے تھے۔

فلزہ آپی جو کہ جانے کیوں بار بار اپنی بھیگی آنکھیں صاف کر رہیں تھیں، اسے اور خضر کو کھانا کھلایا تھا۔

پھر اپنے پاس لٹا کر ان دونوں کو سلانے کی کوشش کی۔خضر جو کہ بے تحاشا خوفزدہ تھا جلد ہی زہنی تھکاوٹ سے چور ہو کر نیند سے بوجھل سو گیا۔فلزہ کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔

وہ جو تھوڑی سی نیند لے کر بیدار ہو گئی تھی۔چپکے سے فلزہ کے بازوؤں سے نکل کر روم سے باہر آئی۔تیسرے پورشن سے اتر کر انیکسی میں چلی آئی۔

وہاں بھی نا دل لگا۔اپنی ڈولز سے بھی کھیل کھیل کر بیزار ہو گئی۔کیونکہ تین گھنٹے مزید گزر گئے تھے نا کوئی وائیٹ پیلس آیا۔نا بابا آئے۔

اس کے زہن میں جھماکا سا ہوا۔کیوں نا امن کے ساتھ کھیلا جائے۔وہ تو سکول بھی نہیں گیا تھا۔اپنے روم میں ہی تو تھا۔اس کے لیپ ٹاپ میں کارٹون بھی تو دیکھا کرتی تھی۔

صبح کی ڈانٹ یاد آئی۔

وہ تو طبیعت خراب تھی اسی لیے ڈانٹا۔اپنے دل کو تسلیاں دیتی وہ امن کے کمرے تک آئی تھی۔بابا نے سختی سے کہا تھا کہ وہ فلزہ آپی کے پاس ہی رہے۔فلزہ کے پاس سے کہیں بھی نا جائے۔پتہ نہیں کیوں کہا تھا۔

وہ دل ہی دل میں سوچتی کندھے اچکاتی اب امن کا دروازا کھٹکھٹا رہی تھی۔

امن جو کے اس تیز ترین ڈوز کے نشے میں بھی اپنی سٹرونگ ترین ول پاور کی وجہ سے نیند سے جاگ گیا تھا اب اسے معجزا کی آوازیں سنائیں دے رہی تھیں۔بیڈ پر اوندھے لیٹے اس نے تکیے سے اپنے کان بند کرنے کی کوشش کی۔

امن،،،،، اوپن دا ڈور،،، مجھے کھیلنا ہے تمھارے ساتھ،، معجزا بور ہو رہی ہے،، اپنے فرینڈ امن کو مس کر رہی ہے،،، اتنے دنوں سے امن نے معجزا کی پونیاں بھی نہیں بنائی،، اسے چاکلیٹ بھی نہیں دی،،نا معجزا کے ساتھ کھیلا،،نا مجھے ہوم ورک کروایا،، نا ہی مجھے لیپ ٹاپ پر کارٹون دکھائے،، معجزا کٹی ہو جائے گی امن سے،،

وہ منہ بنا کر لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ باندھ کر بولی تھی۔

امن لڑکھڑاتا بیڈ سے نیچے اترا تھا۔

معجزا گیٹ لاسٹ فرام ہیر،، وہ دھاڑا تھا اور اپنی عجیب ترین کیفیت سے پاگل ہوتے دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

معجزا نے بے یقینی سے دروازے کے پار سے آتی آواز سنی۔وہ بے چین ہو کر مزید دروازے سے لگی اور دروازا پیٹ ڈالا۔

امن تم کٹی ہو معجزا سے،، دین پلیز ائم سوری ،، مگر مجھ سے ناراض نہیں ہونا،،

معجزا جاؤ یہاں سے،، دفع ہو جاؤ،، مجھے کچھ نہیں چاہیے ،، کوئی دوست نہیں ہوں میں تمھارا،، بہت گندا ہوں میں،،

امن نے اپنے ڈریسنگ پر پڑی تمام چیزیں زمین بوس کیں تھیں۔

نو،،،

امن یہ صرف اس لیے بول رہا ہے کہ معجزا نے امن کو ابھی ڈھیر سارا ڈانٹا تھا اسی لیے، مجھے امن کو منانا ہے،،وہ کٹی ہے معجزا سے،،

معجزا نے ادھر ادھر دیکھا۔اور لکڑی کی ٹیبل گھسیٹ کر کھڑکی تک لائی۔ٹیبل کے اوپر چڑھ کر کھڑکی کھولی۔ اور کھڑکی سے جمپ کر کے اس کے روم کے صوفے پر کود گئی۔

معجزا نے دیکھا امن گھٹنوں میں منہ دیئے دروازے سے لگا بیٹھا تھا۔وہ بھاگ کر اس کے پاس گئی۔

امن،، اس نے امن کے بازوؤں پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھے۔امن نے لال انگارا وحشی نگاہیں اٹھا کر بے یقینی سے اسے دیکھا۔

آئم سوری،، مجھ سے کٹی نہیں ہونا ،،مجھ سے ناراض مت ہونا ،، آئم،،،،،،،،،،،،،،،،

معجزا کے الفاظ منہ میں دم توڑ چکے تھے جب امن کے ہاتھوں کی وحشت بھری گرفت میں اس کے نازک بازو پنجوں کی طرح گڑھے تھے۔

معجزا،،،،

امن،،،،،،

معجزا نے بے یقینی سے اس اجنبی سے امن کو دیکھا۔جو اسے اپنے ساتھ لیے کھڑا ہوا تھا۔

پھر امن نے اپنی پوری طاقت سے اسے زمین پر پٹخا تھا۔وہ اوندھے منہ فرش پر گری تھی۔

تمھیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا،، وہ نشے میں دھت اپنے حواسوں میں ہی نہیں تھا بلکہ وہ حیوان بن چکا تھا جو دشمن اسے بنانا چاہتے تھے۔

امن،،، کیا ہوا ہے،، مجھ سے کٹی ہو،، تم نے پرامس کیا تھا مجھے ہرٹ نہیں کرو گے،، وہ بہت زیادہ رو دی تھی۔اپنی زخمی کہنیاں سہلائیں۔جن سے خون رسنے لگا تھا۔

مگر امن نے اٹھا کر اسے بیڈ پر پھینکا تھا۔

امن نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر جما کر معجزا کی دلخراش چیخیں ، آہیں، سسکیاں اس کی آواز اس کے گلے میں ہی گھونٹ دی تھی۔

ماہر جو کہ تیز ترین رفتار میں گاڑی چلا کر وائیٹ پیلس کی جانب آ رہا تھا۔فون رنگ ہوا۔یس کر کے ائیر پوڈ کان میں لگایا تو فلزہ کی سسکیوں نے دل دہلا دیا۔

فلزہ مائی لٹل اینجل،،، کیا ہوا ہے میری پرنسز کو جلدی بولو ،،

ڈیڈ ،،، وہ معجزا پورے پیلس میں کہیں نہیں ہے،،، امن کے روم کا ڈور لاک ہے وہ کھول نہیں رہا اور اندر سے امن کے رونے کی آواز آ رہی ہے،، کوئی میرا فون نہیں اٹھا رہا ڈیڈ،،، علیزے اور احان بھی،،،

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی اور ماہر خان کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

جب پاشا لوگ سکول میں داخل ہوئے تو سولجرز نے کسی حد تک ان دہشتگردوں پر قابو پا لیا تھا۔یہ کرایے کے قاتل سوچی سمجھی سازش کے تحت بھیجے گئے تھے۔مخصوص بچوں کو ختم کرنے کے لیے۔ہر طرف افراتفری اور چیخ وپکار تھی۔ہر طرف خون کی ندیاں بہا دی گئیں تھیں جیسے۔

یہ ایکسکیوشنرز کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔بہت جانی نقصان ہوا تھا۔

جو شیطان اس سب کے زمہ دار تھے وہ اپنا کام دکھا کر کب کے بزدلوں کی طرح دم دبا کر بھاگ چکے تھے۔

تمام زخمی ٹیچر اور اساتذہ کو ہاسپٹل پہنچایا گیا تھا۔جبران، ارشن (جو اپنے کالج سے فوراً یہاں چلا آیا تھا) اور سوہم خان احان کے قریب آئے تھے وہ جو ایک لڑکی کا سر اپنی گود میں لیے بیٹھا بلکل ساکت تھا۔

سوہم خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

احان،، مائی پرنس کیا ہوا؟ انھوں نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔

دادو یہ میرے غلط نشانے کی وجہ سے مر گئی،، اسے میں نے مار ڈالا،، یہ میری غلطی سے ہوا،، اٹس مائی مسٹیک ،،

وہ سوہم خان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔اساوری کو سٹریچر پر لٹایا گیا۔اور اس کے اوپر سفید کپڑا ڈال کر اس کے مردہ وجود کو جیسے ڈھانپ دیا گیا۔

احان پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔سوہم خان نے جبران کو اشارہ کیا۔وہ احان کو زبردستی تقریباً گھسیٹتے وہاں سے لے گیا اس کے زہن پر بہت برا اثر پڑا تھا۔اس کی زہنی حالت بلکل ابتر ہو چکی تھی۔

جبران نے اسے بیہوشی کا انجیکشن لگایا

ارشن اسے لے کر ماہر پاپا والے اپارٹمنٹ چلے جاؤ،،

اور اپنے خاص آدمیوں کو اشارا کیا وہ اور ارشن اسے یہاں سے لے کر نکلتے چلے گئے۔

پاشا، آریان اور ایشان سب علیزے، فلزہ ،معجزا اور خضر کو ڈھونڈ رہے تھے۔آخر سب سے پہلے اس ہنگامے میں انھیں فلزہ دکھائی دی۔جو معجزا کا ہاتھ پکڑے پاشا کے قریب آئی تھی۔

بڑے پاپا،، فلزہ روتی ہوئی پاشا سے لپٹی۔

علیزے اور خضر کہاں ہیں فلزہ،، پاشا نے اس نرمی سے پوچھا۔

وہ خضر کی کلاس میں گئی تھی بڑے پاپا،،

فلزہ انھیں لئے علیزے کی کلاس کی جانب بھاگی۔وہ خضر کی کلاس میں آئے کافی بچے زخمی تھے جنھیں ہاسپٹل لے جایا جا رہا تھا کئی ان درندوں کی وجہ سے ابدی نیند سو چکے تھے۔

علیزے،،،

فلزہ نے پکارا۔تب الماری سے خضر کی رونے کی آواز سنائی دی۔

ایشان نے تیزی سے دروازا کھولا۔لہولہان علیزے ایشان کی بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

پرنسز،،، ایشان کو سانس لینا مشکل لگ رہا تھا۔خضر ڈرا سہا سا تھا۔

فلزہ ،سمیع انکل کے ساتھ تم خضر اور معجزا کو لے کر گھر جاؤ،، ان کا خیال رکھنا،،

پاشا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے سمجھایا۔

تب وہ سمیع انکل کے ساتھ وائیٹ پیلس چلی آئی تھی۔فلزہ نے ان دونوں کو چینج کروایا اور کھانا کھلا کر سلانے کی کوشش کی۔رو رو کر نڈھال ہوئی تو اس کی خود کی آنکھ لگ گئی تھی۔مگر جب کافی دیر بعد آنکھ کھلی تو اس کے پہلو میں معجزا موجود نہیں تھی۔

ادھر وہ لوگ علیزے کو لے کر ہاسپٹل پہنچے تھے۔علیزے کی سانس دھیمی سی تھی۔مگر چل رہی تھی۔خون کافی بہہ چکا تھا۔سرجری کے دوران صد شکر کے بروقت اسے خون دیئے جانے نے علیزے کی جان بچا لی تھی۔

ایکسکیوشنرز اپنے بچوں کے ساتھ ہر اس بچے کو بچانے کی کوششوں میں پاگل ہو رہے تھے جس کی جان وہ بچا سکتے تھے۔جہاں تک ان کے بس میں تھا انھوں نے کیا۔

پانچ گھنٹوں کی بھاگ دوڑ اور ان کی سر توڑ کوششیں تھیں جو کئی بچوں کی جان بچ بھی گئی تھی۔بنکی لوگوں نے بھی سب نے جس سے جتنا ہو سکا کیا۔وہ بھی ابھی ہاسپٹل میں ہی تھیں۔

سولجرز نے پورے سکول کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔

ماہر خان سکول پہنچا تھا اور اپنی ٹیم کے ساتھ سکول کا چپا چپا کنگھالا تھا۔وہ سکول کو اپنے قبضے میں لے چکے تھے کیونکہ پرنسپل سمیت اکثر ٹیچر سرے سے غائب تھے۔

وہ اپنا کام نمٹا کر ہاسپٹل جانا چاہتا تھا تب فلزہ کی آنے والی فون کال نے اس کے حواس معطل کر چھوڑے تھے۔

پاشا لوگ ہاسپٹل میں تھے جب ماہر کی کال آئی اور اس نے پاشا لوگوں کو وائیٹ پیلس پہنچنے کے لیے کہا۔ خواتین کو گھر لانے سے منع کر دیا۔

پاشا ، سوہم، آریان ،جبران ، اور ایشان وہاں سے نکلے تھے۔کبیر خواتین کے پاس تھا۔ماہ بیر اور سمیع امن کی بلڈ رپورٹس کلیکٹ کر کے اس کے لیپ ٹاپ،موبائل بیگ، سے ایک ایک انفارمیشن اکھٹی کر کے علی وزیر کے گھر تک پہنچے گئے تھے مگر وہ اپنی فیملی سمیت فرار ہو چکا تھا۔

وہ لوگ وائیٹ پیلس ایک ساتھ پہنچے تھے۔ماہر اور ان کی گاڑیاں ایک ساتھ وائیٹ پیلس پہنچیں تھیں۔

ماہ بیر اور سمیع خان بھی ان کے ساتھ وائیٹ پیلس میں داخل ہوئے۔

فلزہ کی آنکھ کھلی تو معجزا اس کے پہلو میں نہیں تھی وہ بری طرح گھبرائی تھی۔پھر اس نے اٹھ کر پورے وائٹ پیلس میں اسے ڈھونڈا مگر وہ کہیں نہیں تھی۔انیکسی میں بھی دیکھ کر آئی وہاں اسے کے کھلونے بکھرے ہوئے تھے مگر وہ خود نہیں تھی۔

تب فلزہ پھر سے اندر آئی تھی۔پاؤں خود بخود امن کے روم کی جانب گئے۔

امن،،،

امن،،،،

فلزہ نے پکارا۔مگر اندر سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔تبھی اس نے گھبرا کر اپنے پاپا کو فون کیا تھا۔

وہ بے چینی سے سب کی منتظر تھیں۔جب آگے پیچھے گاڑیوں کے پہیے باہر پورٹیکو کے ڈرائیو وے پر چرچرائے۔

ماہر اتر کر پاشا اور سوہم کے قریب آیا تھا۔اور انھیں اپنے ہاتھ میں پکڑا کی پیڈ دکھایا جس میں صاف صاف تقریباً اب سے آدھے گھنٹے پہلے معجزا کھڑکی سے امن کے کمرے میں کودتی دکھائی دے رہی تھی۔

سمیع خان نے ماہ بیر کے ٹیب میں یہ منظر دیکھا تو باپ کا کلیجہ منہ کو آ چکا تھا۔

وہ جانتے تھے۔

وہ امن کے لیپ ٹاپ میں علی وزیر کے بھیجے گئے اس مواد کو بھی دیکھ چکے تھے، جان گئے تھے۔مگر بہت دیر ہو چکی تھی شاید۔

تبھی ان کے دل کانوں میں بج رہے تھے۔کسی انہونی کے ہونے کے احساس سے سارے جسم کا لہو نچڑ کر جیسے چہروں پر آ چکا تھا۔

فلزہ لپک کر باپ کے سینے سے لگی۔مگر ماہر نے فورا اسے خود سے پیچھے ہٹا دیا۔

فلزہ جاؤ اپنے روم میں جاؤ اور اندر سے ڈور لاک کر لو،، وہ تیزی سے اندر بڑھے۔لٹھے کی طرح سفید چہرہ لیے ماہر نے فلزہ سے کہا۔

پر ڈیڈ معجزا،،،

پرنسز جو کہا ہے وہ کرو،، ماہر نے قدرے سختی سے کہا تو وہ اپنے کمرے میں بھاگ گئی اور اندر سے لاک لگا لیا۔

وہ امن کے روم کے دروازے تک آئے تھے۔وہ جو بے رحم تھے سفاک تھے۔مگر اب ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے کو کون یہ دروازہ کھولے اور کون اندر جائے۔

دل میں ہزار آیتیں اور ورد پڑھ چکے تھے کہ کوئی انہونی نا ہوئی ہو۔مگر

آریان نے ہی کانپتے ہاتھوں سے ڈور ان لاک کیا تھا اور جھٹکے سے اندر آیا۔

وہ سب اندر آئے تھے۔آریان ہاتھوں سے چہرا چھپاتے پھوٹ پھوٹ کر روتا کمرے کے فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھتا چلا گیا۔

امن ایک کونے میں لگا گھٹنوں میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

اور وہ نازک سی جان خون میں لت پت نیم مردہ بیڈ پر پڑی تھی۔اس کے اوپر کمفرٹر گرایا گیا تھا۔جبران اور ایشان نے اسے اسی کمفرٹر میں لپیٹا اور اسے لئے ہاسپٹل کے لیے نکل گئے۔

سمیع خان دھاڑیں مار مار کر روتا باہر چلا گیا تھا۔

پاشا ، سوہم ،ماہر ماہ بیر پھٹی پھٹی نگاہوں سے امن کی جانب دیکھ رہے تھے۔آخر ماہ بیر ہی ہمت کر کے آگے بڑھا۔

امن یہ کیا کیا تم نے،،،؟

ماہ بیر نے اسے جھنجھوڑا تھا۔

I didn't want to do that papa,,,,,I never wanted to do that,,, She came to my room herself,,, I stopped her from coming to my room,,, I swear I didn't want to do that,,,

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے یہ کہہ رہا تھا۔نشہ تو تبھی کا ہرن ہو چکا تھا جب اپنی چھوٹی سی دوست کو خون میں لت پت اتنی تکلیف میں مرتے دیکھا تھا۔

ماہر آریان کو اٹھا کر زبردستی باہر لے گیا تھا۔

پاشا نے امن کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تھا۔وہ اپنے بڑے پاپا کے پیروں سے لپٹ رہا تھا۔

Forgive me plzzzz brhy papa I'm sorry,,, I didn't want to do that,,,, forgive me,,,,,,,,

پاشا سرد و سپاٹ چہرہ لیے اسے گھسیٹے گیا۔ہاں مگر لال انگارا آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔وہ سولہ سالا سب سے معصوم بچہ آج وائیٹ پیلس کا سب سے بڑا مجرم بنا دیا گیا تھا۔

سوہم خان نے پاشا کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ رکا نہیں تھا۔پاشا نے اسے بیسمنٹ میں لا کر بلیک روم میں پھینک دیا تھا۔

اسے بلیک روم میں لاک کر کہ پاشا وہیں زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔

اولاد کا غم کلیجہ چیر دیتا ہے۔مگر اولاد کی اولاد کے غم نے جیسے ان کی روحوں کو چھلنی کر دیا تھا۔

آج وہ روئے تھے۔

سب ہی روئے تھے۔

انھیں اب رونا تھا۔اپنی ہار پر، اپنی اتنی درد ناک شکست پر۔

آج ان کا مان غرور ٹوٹ کر چکنا چور ہوا تھا۔

جب جبران اور ایشان معجزا کو خفیہ رستے سے ہاسپٹل لائے تھے تب ایمرجنسی کے باہر علیزے کی وجہ سے سب خواتین موجود تھیں۔

وہ کمفرٹر میں ایک وجود کو لپیٹے جب ان سب کے بیچ سے آپریشن تھیٹر میں گھسنے لگے تو ایشان کا بازو آروشے نے دبوچا تھا۔

جبکہ مفرا کو جبران نے اشارے سے آپریشن تھیٹر آنے کو بولا تھا۔مفرا اس کے پیچھے ہی آپریشن تھیٹر میں گم ہو گئی۔

ایشان اور جبران کے چہرے کے تاثرات اس قدر خطرناک تھے کہ ایک مرتبہ تو سب خواتین بھی اپنی جگہ سے ہل چکیں تھیں۔

یہ کیا ہو رہا ہے ایشان ،، یہ کمفرٹر میں کون تھا،، کیا ہوا وائیٹ پیلس میں،، سب کدھر ہیں،، باقی بچے تو ٹھیک ہیں ناں،، آپ کچھ بتاتے کیوں نہیں،،

آروشے نے ایشان کو جھنجوڑا۔مگر وہ آروشے سے زبردستی اپنی شرٹ چھڑا کر آپریشن تھیٹر میں غائب ہو گیا تھا۔

وہ لوگ وائیٹ پیلس فون کرتیں رہیں۔مگر کسی نے فون نہیں اٹھایا۔وہ سب گھبرائیں ہوئیں تھیں۔

انتظار کی گھڑیاں کافی کڑی تھیں۔کوئی انھیں وائیٹ پیلس بھی تو نہیں لے کر جا رہا تھا۔

آخر کچھ دیر بعد ماہر سمیع کے ساتھ ہاسپٹل آتا دکھائی دیا تھا۔

سمیع کی آنکھوں سوجی ہوئیں ، چہرہ سرخ اور کندھے جھکے ہوئے تھے۔ماہر کو دیکھ کر رواحہ لپک کر اس کے قریب آئی تھی۔

ماہر،، آپ ،، پلیز بتائیں وہ ،،، جبران کی گود میں کون تھا ،،؟ کیا ہوا ہے،،؟ کوئی کچھ نہیں بتاتا،، کسی نے فون نہیں اٹھایا،،، آخر آپ لوگوں کو ہوا کیا ہے،،؟ کوئی کچھ بتاتا کیوں نہیں ماہر آپ خاموش کیوں ہیں،،،؟

وائیٹ پیلس پر قیامت آ کر گزری ہے روح،، جس نے ایکسکیوشنرز کی کمر توڑ دی ہے،،

ہزار ضبط کے باوجود وہ رو دیا تھا۔

رواحہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے چٹانوں جیسا حوصلہ رکھنے والے کو ریزہ ریزہ کر کے بکھرتے دیکھا وہ جو سگی بیٹی کے کھونے پر نہیں ٹوٹا تھا۔

آج آخر ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ یوں بکھر رہا تھا۔سب خواتین دم بخود سانس روکے اسے دیکھ رہی تھیں۔مگر وہ اپنی شرٹ جھڑا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سمیع پھوٹ پھوٹ کر بچوں کی طرح رو رہا تھا۔آخر فجر اس کے پاس آئی۔

سمیع خان کیا ہوا ہے آخر بتاتے کیوں نہیں آپ،،،

فجر کو مایوسی ہی ہوئی تھی کہ اس کے رونے میں شدت آئی تھی مگر اس نے ایک بھی لفظ اپنے منہ سے ادا نہیں کیا تھا۔

آخر تین گھنٹوں بعد مفرا ستے ہوئے چہرے کے ساتھ آپریشن تھیٹر سے باہر آئی تھی۔

اور جو اس نے باہر آ کر ان سب کو روتے ہوئے بتایا وہ ان کے جسم کو بے جان کرنے کو کافی تھا۔شفا خالی خالی نگاہوں سے مفرا کو دیکھے گئی۔بچی کی کنڈیشن سن کر ان سب کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

بڑی مشکل سے جان بچا پائے تھے وہ لوگ معصوم کی۔

شفا جیسے ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی تبھی وہاں سے بھاگ کر باہر نکلی اس کے پیچھے ہی رحاب باہر کی جانب لپکی تھی۔

باہر کھڑے گارڈز کو انھوں نے انھیں وائیٹ پیلس لے جانے کا کہا تھا۔گارڈز نے اثبات میں سر ہلایا اور انھیں لیے وائیٹ پیلس کی جانب نکلے۔

خان شمشان خیل چہرے پر مسرور کن مسکراہٹ لیے نور پاک بی بی کے حجرے میں ہاتھ میں فروٹ چاٹ کا باؤل لیے بیٹھے تھے۔وہ سفید لباس میں نیچے فرش پر اپنے بابا کے قدموں میں بیٹھی تھی۔

خان شمشان خیل بڑے پیار سے اسے ایک ایک نوالا کر کے اس کی پسندیدہ چاٹ کھلا رہے تھے۔

اماں حاجن پاس ہی بیٹھی اپنی لاڈلی بیٹی کے لیے خالص اون کا سوئیٹر بن رہیں تھیں۔

میری پیاری بیٹی،، میری شہزادی،، پاک روح،، میرا سر فخر سے بلند کرنے والی میری پیاری بچی،،

شمشان خیل نے انتہائی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اس یہاں لانے کا مقصد ایک طرف۔

مگر اس بچی کی معصومیت اور اس کے انھیں اتنا پیار کرنے کی وجہ سے کچھ بیٹی نا ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں جو نور ایماں کے لیے پدرانہ شفقت جاگی تھی وہ الگ ہی محبت کرنے لگے تھے نور سے۔اور اب وہ بس خان شمشان خیل کی بیٹی تھی۔نور پاک بی بی تھی۔باقی کسی کی کچھ نہیں تھی۔

دل میں اپنی کرتوتوں کی وجہ سے ہزار قسم کے وسوسے تھے۔ تبھی اب نور ایماں کی برین واشنگ بہت ضروری تھی۔

چور کی داڑھی میں تنکے کے مترادف وہ آج ایک خاص مقصد کے تحت نور ایماں کے پاس موجود تھے۔

نور میری بچی،، آج میں تمھیں کچھ خاص اور اہم باتیں بتانے والا ہوں ،، جنھیں تم نے بہت غور سے سننا ہے اور اپنے دل و دماغ میں بٹھا لینا ہے،،

شمشان خیل کا لہجہ ایسا تھا کہ نور چونکی اور پوری طرح اپنے بابا کی جانب متوجہ ہوئی۔

جی جی بابا کہیں ہم سن رہے ہیں،،، نور نے انھیں تسلی دی۔

نور یہ جو لوگوں میں افواہ ہے کہ تمھیں اماں حاجن کی گود میں پریاں ڈال گئیں تھیں یہ دراصل جھوٹ بولا تھا میں نے لوگوں سے،،،

خان شمشان خیل نے اطمینان سے کہا جبکہ ان کی بات پہ اماں حاجن بھونچکا سی راہ گئیں اور نور کی سبز آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیل گئیں۔

میں تمھیں تمھارے اصلی ماں باپ سے چرا کر یہاں لایا تھا،،،

وہ پھر اطمینان سے بولے۔جبکہ اماں حاجن نے اپنے سر کے سائیں کو یوں دیکھا جیسے ان کے زہنی توازن پر شک گزرا ہو۔

یہ آپ کیا بولے جا رہے ہیں میری بیٹی سے سائیں،،،

اماں حاجن تڑپی تھیں۔

ارے بابا،، آپ چپ کریں،، مجھے میری بیٹی کو سچ بتا لینے دیں،، تو میری شہزادی میں بول رہا تھا کہ میں تمھیں تمھارے گھر سے چرا کر لایا تھا،، کیوں؟ وہ اس لئے کہ وہ بلکل اچھے لوگ نہیں تھے،، عادی مجرم ہیں وہ لوگ،، ان کا گھر نہیں کوٹھا ہے کوٹھا،، وہ اپنی عورتوں سے غلط کام کرواتے ہیں،، اور اس کاروبار کو بڑھانے کے لیے اپنے پاس ڈھیر سارے خواجہ سرا بھی رکھے ہوئے ہیں،، دہشت گردی،، معصوم لوگوں کی جان لینا،، قتل و غارت کرنا ان کا شوق تھا اور عورتوں کا بازار چلانا ان کا شیوا،، میں بھی کبھی ان کے ساتھ کام کرتا تھا مگر جب ان کی حقیقت پتا چلی تو دہل گیا،، تم مجھے شروع سے بابا بولتی تھیں،، اور میں تمھیں

اپنی بیٹی سمجھتا تھا،، پھر میں اپنی بیٹی کو اس کی معصومیت کی وجہ سے اس دلدل سے نکال لایا،، کافی مرتبہ دل میں خیال آیا کہ یہ غلط ہے مگر میرے دل نے گواہی دی کہ میں سہی کر رہا ہوں،، پھر فیصلہ تقدیر پر اور اس بات پر چھوڑ دیا کہ بڑی ہو کر میری بچی فیصلہ کرے گی کہ اس کو کس کے ساتھ رہنا ہے،، اپنے ان مجرم اور گندے ماں باپ کے ساتھ یا ہمارے ساتھ،،،

خان شمشان خیل نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔وہ شمشان خیل کے پاس مزید کھسک کر ان کی گود میں سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بہت اچھا کیا بابا،، جو آپ مجھے یہاں لے آئے،، میں کبھی ایسے گندے لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی،، مجھے نہیں جانا کسی کے پاس،، مجھے آپ کے ساتھ اور اماں کے ساتھ ہی رہنا ہے ہمیشہ،، کوئی کچھ نہیں لگتا میرا،، میرے ماں باپ صرف آپ لوگ ہیں،،

نورِ ایماں بولے گئی اور خان شمشان خیل کے لبوں پر ایک فتنہ پرور مسکراہٹ رینگ گئی۔

اماں حاجن نے بھی مسرور کن مسکراہٹ سمیت یہ خوبصورت منظر دیکھا۔

شفا اور رحاب کی گاڑی وائیٹ پیلس کے پورٹیکو میں رکی تھی۔شفا بجلی کی سی۔تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔وہ دیوانوں کی طرح اندر کی جانب بھاگی کہ پاؤں میں مقید نازک سینڈل بھی ٹوٹ کر وہیں گر گئی۔

دوپٹہ بھی گلے میں جھولتا زمین بوس ہو چکا تھا۔مگر اسے ہوش کہاں تھا۔ایسی صورت حال میں ممتا کو ہوش کہاں رہ سکتا ہے جب اندازہ ہو کہ اس کے بچے کے سر پر موت سزا کی صورت منڈلا رہی ہے۔رحاب بھی بے تحاشا روتی اپنے کمرے میں بھاگی تھی کہ پاشا ابراہیم وہیں ہو گا۔

مجرموں کے معاملے میں پاشا کی سفاکیت کے بارے میں اگر سب سے زیادہ کوئی جانتا تھا تو وہ رحاب ہی تھی مگر اب جب بات رحاب کے اپنے کلیجہ کے ٹکڑے پر آئی تھی تو ممتا سسک اٹھی تھی۔

وہ آریان لاؤنج میں صوفے پر سر پکڑا کر بیٹھا تھا جبکہ ماہ بیر اس کا کندھا تھپتھپا کر اس سے کچھ بول رہا تھا۔

آریان ،،، شفا کی چیخ نما پکار پر آریان نے اپنا بھیگا چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔

آریان مم،،، میرا ،،، امن،،، میرا بیٹا کہاں ہے آریان،،،

شفا نے قریب آ کر اس کا گریبان جھنجھوڑا تھا۔

وہی جہاں ایک کریمنل کو ہونا چاہیے،، بلیک روم میں پھینک دیا ہے اسے،،،

آریان نے سرد وسپاٹ لہجے میں کہا تھا۔مگر دل کو جیسے کسی نے نچوڑ ڈالا تھا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے بچے کو بلیک روم میں پھینکنے کی،،، وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلائی تھی۔

جیسے تمھارے بچے کی ہمت ہوئی ایک دس سالہ معصوم کو روندنے کی،،،

آریان نے اپنا لہجہ ڈگمگانے نہیں دیا تھا۔

شفا صدمے سے پھٹی آنکھیں لیے اس سے دور ہٹی تھی پھر دیوانی بنی بیسمنٹ کی جانب بھاگی۔

شفاااااااااا،،، آریان چلایا۔

آریان نے اس کا بازو کھینچ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

مگر ماہ بیر نے آریان کے کندھے پر ہاتھ رکھ اسے روک دیا۔شفا ماہی بے آب کی طرح بیسمنٹ میں پہنچی تھی۔

امن،،،،،،

شفا نے پکارا۔وہ جانتی تھی یہاں کمرے ساؤنڈ پروف ہیں اس کے لخت جگر تک اس کی آواز اور امن کی چیخیں اس تک نہیں پہنچ پائیں گی۔

امن،،،،

منی جو کہ کب سے ہاسپٹل سے واپس آئی اور اب امن والے بلیک روم کے باہر بیٹھی رو رہی تھی شفا کو اشارہ کیا۔شفا لپک کر اس روم کے باہر آئی تھی۔

امن،،،،،،،،،،،،

پکار پکار کر اب تو گلا بھی بیٹھ چلا تھا۔

منی نے ایک بٹن پش کر کے لوہے کی سلائیڈنگ کھڑکی ہٹائی۔اندر وہ شیشے کی کھڑکی کے پار کافی بری حالت میں بیٹھا رو تھا۔

امن میرے بچے،،،،،، میرے پرنس،،،،

شفا اس کی ایسی حالت دیکھ کر دھاڑیں مار مار کو روئی تھی۔وہ لپک کر کھڑکی تک آیا تھا۔صوفے پر چڑھ کر دیوانوں کی طرح شیشے کی دیوار پر ہاتھ مارے۔

مما،،، سیو می،،، مما،،،،،

اس کا خود کا بھی تو گلا بیٹھ چکا تھا رو رو کر، چلا کر،، اب تو حلق سے آواز نے بھی جیسے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

یہ رات بہت بھاری تھی۔

بہت بھاری۔

رو رو کر دونوں ماں بیٹے کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔اب تو وہ اندر اور شفا باہر اس شیشے کی دیوار سے سر ٹکائے بیٹھے تھے۔

امن ماں کی آنکھوں میں تیرتا دکھ، کرب اور یاسیت دیکھے گیا۔

سارا جگ گھومیہ میں

سارے رستے ڈھونڈیہ میں

اپنے گھر کا پتہ

جانے کیوں بھولیہ میں

کس موڑ سے مڑ گیا میں

اوروں سے کیوں جڑ گیا میں

اپنوں سے ہی خطا

جانے کیوں کر گیا میں

معافی مل جائے مجھے

آنسو تھم جائیں میرے

بات یہ سن لے وہ خدا

کہ اج کوئی دعا کرو میرے لئ

کہ اج کوئی دعا کرو میرے لئ

کہ اج اس رات کی کوئی صبح کرو میرے لئ

جنگلی کتوں تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی جب میری پوتی سکول میں تھی تب حملہ کروانے کی،،، میں تم لوگوں کی بوٹی بوٹی نوچ کر چیل کوؤں کو کھلا دیتا اگر میری پوتی کو کچھ ہوتا،،

جب اپنی دم پر پاؤں آیا تھا تو حشمت راؤ پاگلوں کی طرح فون پر چنگھاڑ رہا تھا۔مگر اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ۔ سردار چانڈیو اور علی وزیر اپنی من مرضی کر کے خون کی ہولی کا شیطانی کھیل کھیل کر ملک سے فرار ہو چکے تھے۔اب حشمت راؤ چاہتا بھی تو کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

شاہ جی،،، آساوری بیٹی کو ہوش آ گیا ہے،،،

خاص غلام نے ادب سے حشمت راؤ کو مخاطب کیا۔بخت عالم اور ان کی بیگم کینڈا گئے ہوئے تھے۔پیچھے سے یہ حادثہ ہو گیا۔اساوری کی ماں وہاں رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔

جب سکول پر حملے کا پتہ چلا تو حشمت راؤ بکلم خود سکول بھاگا گیا تھا۔

جب آساوری کو ہاسپٹل لے جانے لگے تو حشمت راؤ نے اسے وہاں سے یوں غائب کروایا جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں۔اور اپنے مرضی کے ہاسپٹل میں اسے ایڈمٹ کروایا۔

کچھ حشمت راؤ کو معلوم ہوا تھا کہ آساوری شاہ کو لگنے والی گولی ان کے دشمنوں کے بیٹے کے پسٹل سے نکلی ہوئی تھی تو اور بھی سینے پر سانپ لوٹنے لگے تھے۔اب بس انھیں اسے دنیا سے چھپانا تھا۔کسی بھی صورت کسی بھی قیمت۔

گولی گلے کو چھو کر گزری تھی۔صد شکر کے زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔نہیں تو حشمت راؤ مزید اپنی لاڈلی کو بچانے کے لیے پتہ نہیں دنیا پر کیا قہر ڈھاتا۔

وہ لپک کر ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں گئے تھے۔

آساوری ہوش میں تھی اور گلا پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

دادو،،، اس نے نقاہت زدہ لہجے میں پکارا۔

جی دادو کی جان ،، میری بچی،، حشمت راؤ نے چٹا چٹ اس کا ماتھا چوم ڈالا۔رنگت زرد سی پڑ گئی تھی۔

کیسی ہے میری بچی،، اب تو گلے میں درد نہیں ہو رہا ہے ناں،،

نہیں دادو،، مگر مم،،،مجھے وہ،، چاہیے دادو،،، آپ نے مجھے ،،،،،،ہر چیز،،،،،، لا کر دی ہے،، مجھے وہ چاہیے دادو،،،

وہ جو کم عمری میں ہی یہ جاں کے ضیاء کا روگ پال بیٹھی تھی حشمت راؤ کے سر پر ہاتھ رکھ کر سسک پڑی۔

کون کون چاہیے،، نام بتاؤ پرنسز،،،

حشمت راؤ کا لہجہ غرور بھرا تھا۔جیسے پوری دنیا مٹھی میں ہو۔اور پوری دنیا پر حکومت ہو۔

احان ماہر خان،،،

آساوری کے لرزتے لبوں سے اس دشمن جاں کا نام ادا ہوا۔

جبکہ حشمت راؤ کے سر پھر جیسے اساوری نے بم پھوڑا تھا۔

آج اگلا دن تھا۔وائیٹ پیلس میں یہ دن اپنے اندر وائیٹ پیلس کے تمام افراد کے غرور کو اپنی تاریکیوں میں سمائے طلوع ہوا تھا۔آج دن کی روشنی نہیں جیسے تاریک مقدروں کی سیاہی چہار سو پھیلی تھی۔

رحاب ساری رات پاشا کا انتظار کرتی رہی مگر ادھر ادھر چکر کاٹ کر ٹانگیں شل ہو گئیں۔مگر وہ کمرے میں آیا ہی نہیں۔

آخر پوری رات گزر گئی۔اگلے دن وہ جب کمرے میں آیا تو رحاب نے لپک کر پاشا ابراہیم کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔

پاشا نے دیکھا وہ رو رو کر اجڑی ہوئی برسوں کی مریضہ لگ رہی تھی۔مگر پاشا ابراہیم کے خود کے کندھے بھی تو جھک گئے تھے۔

پاشا مجھے امن چاہیے،، مجھے میرا بچہ چاہیے ابھی کہ ابھی،، سنا آپ نے،، اگر آپ نے اسے کچھ کیا تو میں بھی جی نہیں پاؤں گی مر جاؤں گی ،، پاشا کچھ بولیں،، جواب دیں مجھے،، میں یہ غم برداشت نہیں کر پاؤں گی،،

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

مگر پاشا ابرہیم سرد و سپاٹ چہرہ لیے وہاں سے جا چکا تھا۔

شفا رات سے اسی کھڑکی کے پاس بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی جو رو رو کر اب گہری نیند میں تھا۔کمرے کے ایک خفیہ رستے سے اسے کھانا اور میڈیسن دی گئی تھی۔میڈیسن اس نے چپ چاپ کھا لی تھی مگر کھانے کو ہاتھ تک نا لگایا۔

شفا اشارے کرتی رہی مگر وہ روئے گیا۔

اور اب شفا بری طرح چونکی تھی۔ڈھیر سارے قدموں کی آہٹ بیسمنٹ کی سیڑھیاں اتر کر نیچے اس تک پہنچی تھی۔شفا نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ سب بیسمنٹ میں آ رہے تھے۔چہرے سرد و سپاٹ تھے۔

بلکل اجنبی،،

بلکل ویسے جیسے وہ کسی مشن پر جاتے تھے تو ان کے چہرے بے تاثر ہوتے تھے۔سرد و پتھریلے۔

کیوں،،،؟

کیا اس کے بیٹے کو سزا سنانے؟

شفا کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔

پاشا نے آریان کو اشارا کیا۔آریان شفا کی جانب آیا جبکہ وہ سب طویل ترین ٹیبل کے گرد پہنچ کر اپنی اپنی چیئر پر براجمان ہوئے تھے۔

آریان شفا کے قریب آیا تو وہ بدک گئی۔ملگجے حلیے میں بکھرے بال بھوکی پیاسی وہ آریان کو کوئی بھکارن لگی۔ جو در پر بیٹھی اپنے بچے کی زندگی کی بھیک مانگ رہی ہو کسی سے۔

خبردار آریان مجھے ہاتھ لگایا،، کہیں نہیں جاؤں گی میں یہاں سے،، میرے بیٹے کے بارے میں فیصلہ ہونے والا ہے تو میں بھی یہیں رہوں گی،، کوشش بھی مت کرنا آپ مجھے یہاں سے ہلانے کی،،

وہ چیخ کر بولی تھی۔جبکہ سامنے والا جانے کونسے ضبط کی انتہا پر تھا۔جو اپنے تمام جزبات تھپک تھپک کر سلا کر آیا تھا اور اب بلکل سرد و سپاٹ چہرا لیے شفا کو دیکھ رہا تھا۔

آریان نے شفا کا بازو پکڑا۔

آریان لیو می،،،

شفا کی چیخ بیسمنٹ میں گونجی۔

مگر وہ سب تو یوں بیٹھے تھے جیسے بہرے ہو گئے تھے۔

آریان شفا کو بازو سے گھسیٹ کر اوپر لے جا رہا تھا۔

ماں کے آنسو، تڑپ ، آہیں ، سسکیاں

اب جلاد جیسے اندھے ہو گئے تھے۔

بڑے پاپا،، سوہم پاپا،، ماہر بھائی انھیں روکیں،، مجھے نہیں جانا یہاں سے،، کبیر چاچو،،، کچھ تو بولیں انھیں،، ممتا پھر کرلائی۔

مگر جلاد جیسے گونگے ہو گئے تھے۔

آریان اسے اوپر وائیٹ پیلس لایا تھا۔وہ چیختی رہی چلاتی رہی منت آہ زاری مگر ان پر کچھ بھی تو اثر نہیں ہو رہا تھا۔آریان اسے اپنے ڈیڈ کے کمرے میں دھکیل کر باہر سے لاک لگا چکا تھا۔

ماں اور بیوی کی آہیں سسکیاں۔وہ کان لپیٹ کر کلیجے پر پتھر رکھ کر بیسمنٹ چلا آیا۔

بیسمنٹ اب لاک ہو چکا تھا اوپر سے کوئی نیچے نہیں آ سکتا تھا۔

سر براہی کرسی پر پاشا ابراہیم میں تاثر چہرہ لیے بیٹھا تھا آج اس میٹنگ میں ماہ بیر کے پاس جھکے کندھے لیے شکست خوردہ سا سمیع خان بھی بیٹھا تھا۔پنکی لال انگارا آنکھیں لیے ریشماں کی جگہ پر براجمان تھی۔

الفاظ جیسے ختم ہو چکے تھے۔وہ سب آج ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہے تھے۔

مگر پھر پاشا ابراہیم نے ماہ بیر کو اشارہ کیا۔ماہ بیر نے پاس بیٹھے سمیع خان کے آگے ایک طرف فل لوڈڈ پسٹل رکھی۔اور دوسری جانب کچھ پیپرز۔

اور یہ کرتے ہوئے ماہ بیر کی آنکھیں لہو چھلکا رہی تھیں۔لہو تو ان کی سب کی آنکھیں ہی روئیں تھیں۔مگر اب وہ یہاں پر صرف ایکسکیوشنرز کی حثیت سے بیٹھے تھے۔

سمیع خان نے ایک عجیب اور سوالیہ نظر ان چیزوں پر اور دوسری پاشا ابراہیم پر ڈالی۔

پاشا ابراہیم نے گلا کنکھارا۔کنپٹیوں سے رگیں یوں تنی ہوئیں تھیں جیسے ابھی پھٹ پڑیں گی۔

میں نے جو فیصلہ لیا ہے سمیع خان وہ یہ کہ سزا تو اسے ہر قیمت پر ملے گی،، اور تمھارے ہاتھوں سے ملے گی،، یہی بہتر انصاف ہے،، دو آپشن ہیں جن میں سے تمھیں ایک سلیکٹ کرنا ہے،، میں نے مکمل اختیار تمھیں دیا جو بہتر لگے وہی چنو،،، یا تو اپنے ہاتھوں سے اپنی بچی کے مجرم کا خاتمہ کر دو یا تو پھر ایف آئی آر درج ہوگی،، مگر یہ کیس باقی کیسز کی طرح لٹکے گا نہیں،، تمھارا کیس بچی کی جانب سے ماہ بیر لڑے گا،، ثبوت ہم دیں گے،، اور تیسری ہئرنگ پر مجرم کو سزا سنا دی جائے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے،،، اب فیصلہ تمھارا،،

پاشا ابراہیم خاموش ہوا تھا۔اور یہ چند ساعتوں کی خاموشی کافی ہولناک تھی۔سب اب سمیع خان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

بالآخر سمیع خان کی آواز بیسمنٹ میں گونجی تھی۔

مجھے انصاف کے یہ دونوں آپشن نامنظور ہیں سر،،،

سمیع خان نے سرد و سپاٹ چہرہ لیے کہا تھا۔

پاشا ابراہیم کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

تو پھر بتا دو سمیع خان اگر تم اپنی بچی کے مجرم کو اس سے بھی زیادہ دردناک سزا دینا چاہتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں،، تم اپنا انصاف خود کرو،،،

اگر بات انصاف کی ہے تو پھر تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جتنی سزا امن بابا کو ملے گی اس کی آدھی معجزا کو ملنی چاہیے جو خود چل کر امن بابا کے کمرے میں گئی تھی،،،

سمیع خان نے ٹیبل کی جانب دیکھتے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔ان سپر ایٹ کو لگا ان کے کانوں میں تیزاب انڈیلا گیا ہے۔جبکہ پاشا بھونچکا سا سمیع خان کو دیکھے گیا۔

سمیع خان تم ہوش میں تو ہو؟؟؟ ایک دس سال کی بچی سے کیا امید لگائی جا سکتی ہے،، وہ ناسمجھ معصوم تو اپنے دوست کے کمرے میں گئی تھی،، اسے کیا معلوم تھا کہ سامنے اس کا دوست نہیں ایک حیوان اور درندہ کمرے میں بند ہے جو اسے نوچ کھائے گا،،،

پاشا ابراہیم دھاڑا۔

تو ایک پندرہ سالہ بچہ جو سولہویں سال کے نازک دور سے گزر رہا تھا اس سے آپ کیا امید لگا سکتے ہیں سر جو اس وقت اپنے ہوش میں ہی نہیں تھا،، مکمل ڈرگز کے نشے میں تھا،، جس نے احتیاط کے طور پر خود کو کمرے میں بند تک کر رکھا تھا،، جس کے معصوم اور کچے دماغ میں جان بوجھ کر گند اور غلاظت بھر دی گئی تھی،،، وہ کتنی تکلیف میں ہو گا،، آپ کو اندازہ ہے،،؟

سمیع خان یہ تم نہیں ،، معجزا کا باپ نہیں،، صرف اور صرف ایکسکیوشنرز کا وفادار بول رہا ہے،، اور مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ تم اپنی معصوم بچی کے ساتھ انصاف کرنے کی بجائے اس حیوان کے حق میں بول رہے ہو،،

پاشا ابراہیم دھاڑ رہا تھا۔اور ٹیبل پر ہاتھ مار کر جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔

مگر سمیع خان اسی پوزیشن میں اسی طرح پرسکون سا بیٹھا رہا۔

گستاخی معاف سر،، آپ سے صرف دو سوال پوچھنا چاہوں گا،، ایک امن بابا کو حیوان بنایا کس نے؟ وائیٹ پیلس نے؟ جو اپنا ہر فرض نبھاتے نبھاتے بچوں سے اس قدر غافل ہو گئے کہ دشمن کو سیدھا وار ان معصوم بچوں پر ہی کرنے کا موقع مل گیا،، دشمن ہمارے گھر میں گھس کر ہماری جڑوں پر وار کر گیا اور ہم غافل رہے ،، اور یہ ہماری بدترین اور مجرمانہ غفلت رہی ،، یا وہ استاد؟ جو استاد کے نام پہ بدنما دھبہ تھا،، بچے تو وہی کرتے ہیں جو انھیں سکھایا جاتا ہے،، امن بابا نے وہ کیا جو انھیں سکھایا گیا،، اس لیے مجرم وہ نہیں ہم سب اور وہ استاد ہیں،،

سمیع خان نے اب بھی بے تاثر لہجے میں ہی کہا تھا مگر اس کی باتیں سن کر وہ موجود ہر شخص نے پہلو بدلا تھا۔

تم غلط کر رہے سمیع خان،،، تم اس بچی کے ساتھ غلط کر رہے ہو،، تم ایک گناہ گار کو بڑھاوا دے رہے ہو سمیع خان،، تم قانون کے ساتھ کھیل رہے ہو کیا مزاق ہے یہ،،

پاشا درشتگی سے بولا تھا۔

معاف کیجئے گا سر پھر تو آج سے کئی سال پہلے ریشماں نے بھی چند مجرموں کو بڑھاوا دیا تھا،، پھر تو انھوں نے بھی قانون کے ساتھ کھیلا ہو گا،، نہیں ناں،،،؟ آپ لوگ عادی مجرم نہیں تھے اسی لئے آپ لوگوں کو اپنی زندگی سنوارنے کا ایک موقع دیا گیا،، تاریخ خود کو دہراتی ہے شاید،، امن بابا بھی عادی مجرم نہیں ہیں،، ایک معصوم بچے تھے جس سے اس کی معصومیت چھین لی گئی،، اسے ورغلایا گیا ،، اس کے دماغ میں گند بھر بھر کر گناہ کرنے پر اکسایا گیا،، تو ایک موقع ان کو کیوں نہیں دیا جا سکتا،، میری بچی برباد ہو چکی ہے مجھے معلوم ہے،،،

یہ کہتے ہزار ضبط کے باوجود سمیع خان کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر اس کی گالوں کو بھگو گئے تھے۔

میری بچی پوری طرح برباد ہو چکی ہے،، کون آباد کرے گا اسے؟ اس کے مجرم کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ وہ ساری زندگی میری بچی کی نفرت برداشت کرے،، پل پل اسے احساس ہو کہ اس نے اپنی دوست کے ساتھ کیا کیا؟ میں نہیں چاہتا دونوں بچے برباد ہوں،، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ امن بابا اور معجزا کا نکاح کر دیا جائے،، امن بابا کا علاج ہو،،ان کی اچھی تربیت ہو،، اتنی اچھی کہ وہ میری بچی کے ہر غم کا ہر دکھ کا مداوا کر دیں،،، میں دعا کروں گا یہ دیکھنے تک میں زندہ رہوں،،،

سمیع خان نے ٹیبل کو ناخن سے بے مقصد کھرچتے اپنا فیصلہ سنایا۔

آریان اپنے بازو میں چہرہ چھپا کر رو پڑا تھا۔

اور تم اچھی طرح جانتے ہو سمیع خان میں اس حق میں کبھی نہیں رہا کہ جو شخص کسی بچی کی زندگی برباد کردے اسے پوری زندگی کے لیے اسی کے ساتھ جوڑ دیا جائے،، پوری زندگی پل پل وہ اپنے مجرم کی شکل دیکھ دیکھ کر گھٹ گھٹ کر مرے،،

پاشا ابراہیم کی رگیں مزید پھول چکیں تھیں۔

مگر یہ معاملہ بلکل الگ ہے سر،، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہاں جان بوجھ کر کچھ بھی نہیں ہوا یہ صرف ایک حادثہ تھا،،، جو انجانے میں ہوا،، بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ ایک ماسٹر مائنڈ پلینگ کے طور پر جان بوجھ کر یہ حادثہ کروایا گیا،، اس حادثے کے بعد میری بچی کو کوئی قبول نہیں کرے گا،، نا یہ معاشرہ نا کوئی ،، کوئی بھی نہیں،،

تم وائیٹ پیلس کے جس بچے سے کہو گے میں بچی کی اس سے شادی کروا دوں گا سمیع خان،، چاہے وہ ارشن ہو، احان یا خضر ہی کیوں نا ہو،،

اب کی بار سوہم خان نے مداخلت کی تھی اور ان کی اس بات پر ماہ بیر نے پہلو بدلا مگر احتراماً بولا کچھ بھی نہیں۔

مگر میرا نہیں خیال کہ ان میں سے کوئی بھی میری بچی سے اتنی محبت کرے گا جتنا کہ امن بابا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے،، وہ کتنا خیال رکھتے تھے معجزا کا یہ مجھے معلوم ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے،، وہ تو کچھ

شیطانوں نے ان کی رگوں میں زہر بھر کر انھیں پل بھر کو بہکا دیا،، مجھے پور یقین ہے وہ امن بابا ٹھیک ہو جائیں گے،، بلکل ٹھیک،،

سمیع خان کا لہجہ ایک مرتبہ بھی نہیں ڈگمگایا تھا۔

پاشا ابراہیم نے لال انگارا نگاہوں سے سمیع خان کو دیکھا۔

سمیع خان تو کیا یہ تمھارا آخری فیصلہ ہے،،؟ پاشا ابراہیم کو اپنی آواز جیسے پاتال سے آتی سنائی دی۔

جی بلکل سر،، یہ میرا آخری فیصلہ ہے،، معجزا کا امن بابا سے نکاح ہو،، امن بابا کا علاج ہو،، اور ان کی اگلی زندگی کا فیصلہ تقدیر پر چھوڑ دیا جائے،،

سمیع خان کا لہجہ اٹل تھا۔

تو ایک بات تم بھی اچھی طرح جان لو سمیع خان کہ آج کے بعد یہ پاشا ابرہیم کسی کے خلاف اپنے ہتھیار نہیں اٹھائے گا،، کس منہ سے لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جب اپنے گھر کی بچی کو ہی انصاف نہیں دلا پاؤں گا،، لوگ کہیں گے اپنے مجرم خون کو بخش دیا اور نکلا ہے انصاف کرنے،،،

پاشا ابراہیم نے دھواں دھواں چہرہ لیے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔

اس بات پر سمیع خان نے پہلو بدلا تھا مگر وہ خاموش رہا جیسے کہنا چاہتا ہو سر آپ کی مرضی۔

میٹنگ برخواست کی جاتی ہے،، جبران امن کو علاج کے لیے ہاسپٹل لے جاؤ اور آج کے بعد اس کا وجود مجھے وائیٹ پیلس میں نظر نہیں آنا چاہیے،، جس نے اپنی من مانی کرنی ہے کر لے،، مگر میرا بھی یہ آخری فیصلہ ہے کہ اب امن کا سایہ بھی وائیٹ پیلس پر نہیں پڑے گا،،، اور رہی بات میری تو رحاب کے ساتھ امریکہ کی دو ٹکٹس کروا دینا،،

پاشا نے ایک زخمی نگاہ سمیع خان پر ڈالی تھی جو اب پھر چہرہ نیچے کیے رونے لگا تھا۔

پاشا کے ساتھ میں اور کبیر کی فیملی بھی امریکہ شفٹ ہوں گے،،،

سوہم خان نے بے لچک لہجے میں کہا تھا۔سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔کوئی بھی کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

پاشا، سوہم اور کبیر وہاں سے نکلے تھے۔آریان جو کب سے ضبط کیے بیٹھا تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔سمیع خان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ سمیع خان کو گلے لگائے پھر رو دیا تھا۔

جبران اور ایشان بلیک روم کی جانب بڑھے تھے۔جبران نے بیہوش امن کو گود میں اٹھایا اور وہ دونوں اسے وہاں سے ہاسپٹل کے لیے روانہ ہو گئے۔

ارشن اس کے سامنے ہاتھ باندھے وہ ہاتھ اپنی چن کے نیچے رکھے بیٹھا اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا جس کی سبز گہری آنکھوں میں اس وقت خوف، یاسیت درد ہلکورے لے رہا تھا۔

مجھے آخر پوری بات بتا کیوں نہیں دیتے احان ماہر خان کہ معاملہ کیا ہے،، یہ درد اور دکھ محض ایک غلط نشانے سے ہونے والے حادثے کا نہیں ہو سکتا ،، بات کوئی اور ہے،، میں تمھارا بڑا بھائی ہو اس سے بھی بڑھ کر جب سے ہوش سنبھالا ہے ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں کبھی ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپائی،، مگر اب مجھے دو دن سے لگ رہا ہے، تم مجھے سے کچھ چھپا رہے ہو،، اب بتاؤ گے کہ نہیں،،

ارشن نے اسے بری طرح جھڑکا، جو ملگجے سے حلیے میں کسلمندی سے صوفے پر پھیل کے بیٹھا ہوا تھا۔

احان بھی تنگ آ چکا تھا دل پہ پڑے اس بوجھ سے سانس تک گھٹنے لگا تھا۔ تبھی بڑی شرافت سے ارشن کو سب کچھ بتاتا چلا گیا۔اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا۔کہ کیسے ایک سیاہ آنکھوں والی موم کی گڑیا کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں میں اس کا دل کہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔اور اب جب کے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے دور جا چکی تھی تو احان ماہر کو کسی پل کسی لحظہ سکون نہیں آ رہا تھا۔

احان کی آنکھوں میں نمی تھی۔وہ دو راتوں سے سویا نہیں تھا نا نیند آنکھوں میں آ کر دے رہی تھی۔

ارشن مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ درد یہ غم میرا دم گھونٹ دے گا،، مجھے اگلا سانس نہیں آئے گا ،، میں مر جاؤں گا یار،،،

وہ بے بسی سے پہلو بدل کر رہ گیا۔

ارشن مبہم سا مسکرایا تھا مگر اس مسکراہٹ میں بھی جیسے برسوں کا کرب چھپا تھا۔

پھر تو فکر مت کرو ،، اس ظالم خون آشام محبت کی جدائی کا غم دل کا لہو ضرور نچوڑتا ہے پل پل،، مگر موت نہیں آتی،، اور یہی تو سب سے بڑی بے بسی ہوتی ہے،، جس کی زندہ مثال میں ہوں جو اس وقت تمھارے سامنے بیٹھا ہوں،،

وہ سکون سے بولا تھا مگر احان کو اس کی آنکھوں میں اس قدر وحشت اور ویرانی نظر آئی کے اسے جھرجھری سی محسوس ہوئی۔

ارشن کیسے برداشت کر لیا،،

وہ بے بسی سے جھنجھلا کر بولا۔

کرنا پڑتا ہے،، اب تمھیں بھی کرنا ہے،، وائیٹ پیلس میں بہت کچھ ہو چکا ہے ،، ہمیں خود ہی سنبھلنا پڑے گا،، چلو واپس چلتے ہیں،،

ارشن نے اسے بازو سے کھینچ کر اٹھایا۔دونوں وہاں سے وائیٹ پیلس کے لیے نکلے۔

سمیع خان اپنی شہزادی کو گود میں اٹھائے آج پورے ایک ماہ بعد ڈاکٹر مفرا کے کیبن سے اس کے پرائیویٹ روم میں لائے تھے۔وہ مکمل صحت یاب ہو گئی تھی۔مگر اس پورے ماہ میں یہ وقت اس نے یا بیہوشی میں یا سو کر گزارا تھا۔

وجہ بہت درد ناک تھی۔اب بھی جب جبران اس گڑیا سے ملنے ہاسپٹل کے اس پرائیویٹ روم میں داخل ہوا تو وہ جو اب تک ڈری سہمی سی سمیع خان کی گود میں تھی جبران کو دیکھ کر بلکل ٹھنڈی اور سفید پڑ گئی۔

پھر اس کی دلخراش چیخوں سے پورا ہاسپٹل کا روم گونج گیا۔سمیع خان نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر وہ بے قابو ہوتی گئی۔وہ چیختی جاتی اور جانے کیا اول فول بکتی جاتی۔

بابا مجھے بچا لیں،، بابا یہ گندے ہیں سب گندے ہیں،، مجھے بچا لیں،، بابا مجھے بچا لیں،،،

آخر مفرا کمرے میں داخل ہوئی اور اسے سکون آوار انجیکشن لگا کر پرسکون کرنا پڑا۔

سمیع خان نے بے تحاشہ روتے ہوئے ہوئے دونوں میاں بیوی کی جانب دیکھا جو ان سے نگاہیں چرا رہے تھے۔

سر کیا ہوا ہے میری بچی کو یہ ایسے کیوں برتاؤ کر رہی ہے،،؟ سمیع خان نے جبران کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔وہ جانتا تھا کہ معجزا کا ہوش میں آنے کے بعد کا رد عمل شدید ہو گا۔مگر وہ تو پاگلوں سے بھی بدتر برتاؤ کر رہی تھی۔

دراصل سمیع خان اس حادثے کا بچی کے دماغ پر بہت برا اثر پڑا ہے،، اسے ہیومن فوبیا ہو گیا ہے،، اب جب تک اس حادثے کا اثر اس کے دماغ سے اتر نہیں جاتا وہ آپ کے علاوہ یا وائیٹ پیلس کی خواتین کے علاوہ یونہی لوگوں سے ڈرا کرے گی،، اگر اسے زبردستی کسی کے سامنے لانے کی کوشش کی گئی تو وہ پاگل ہو

سکتی ہے،، یا یہ خوف اس کی جان لے سکتا ہے،، اسی لئے ہمیں بہت سمجھداری اور پیار و محبت سے اس معاملے کو ہینڈل کرنا ہے،،،

جبران نے سمیع خان کو معجزا کی مینٹلی کنڈیشن بتائی تو وہ وہیں کرسی پر ڈھے سا گیا۔

شمشان خیل مردان خان میں اپنے انتہائی مسئلہ پر اہم سیاسی شخصیات کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔

جب اچانک فون رنگ ہوا۔وہ چونکا تھا کیونکہ کال مہارانی کی تھی۔اس نے جلدی سے میٹنگ نمٹا کر برخاست کی اور اپنے کمرے میں آ کر مہارانی کا نمبر ڈائل کیا۔جو کہ تیسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

کیا خبر ہے مہارانی،،علی وزیر اپنے ارادے میں کامیاب ہوا؟

مبارک ہو سائیں،،، وہ بلکل اپنے ارادے میں کامیاب ہوا ہے،، سیف کی خبر کے مطابق وہ بچی ایک مہینے سے اسپتال میں ہے،، بہت بڑا حادثہ ہوا ہے،، اور دشمن کی کمر ٹوٹ گئی ہے،،

مہارانی کا دل کیا سر کے بل ناچے۔

علی وزیر نے اس بچے کے لیپ ٹاپ اور موبائل کو اپنے لیپ ٹاپ اور موبائل سے کیمروں کے ذریعے کنیکٹ کر رکھا تھا اس لیپ ٹاپ پر بڑی باریکی سے ہر اینگل کے کیمرے لگا رکھے تھے مہارانی،،، جس میں اس واقعہ کی ساری فوٹیج بڑی وضاحت سے ریکارڈ ہوئی ہوگی،، مجھے وہ فوٹیج ہر حال میں چاہیے مہارانی،، مجھے اس زیادتی کی فوٹیج چاہیے،، میں پورے پاکستان میں پوری دنیا کے سامنے اس پاشا ابراہیم کی عزت ، اس کے

غرور و مان کا جنازہ نکال دوں گا ،، وہ فوٹیج سوشل میڈیا کے ہر سائیٹ پر اپلوڈ ہوگی،، میں ان کو مجبور کر دوں گا کہ وہ پاشا ابراہیم اپنے ہاتھوں اپنے سمیت اپنے خاندان کا خاتمہ کر لے،،

اوکے ڈن،، سمجھو ہو گیا،، میرے آدمیوں کے پاس وہ ساری ریکارڈنگ موجود ہے،، اس کمرے میں ہونے والی ایک ایک سینکڈ کی فوٹیج موجود ہے،، اب آئے گا کھیل کا اصلی مزہ،، آپ جلدی سے سندھ آ جائیں،، پھر مل کے دیکھیں گے تماشا،،،

مہارانی نے کمینگی سے کہا تھا۔خان شمشان خیل کی باچھیں کھل گئیں۔

میں آ رہا ہوں ،، آج ہی نکلتا ہوں،،،

یہ بول کر اس نے فون رکھا اور سندھ جانے کی تیاری کرنے لگا۔

وہ اپنے بستر پر نیم دراز تھی جب دروازا کھول کر وہ اس کے کمرے میں آیا۔

علیزے،،،،

خضر نے اسے پکارا۔علیزے جسے ابھی ابھی آروشے نے سوپ دے کر زبردستی لٹایا تھا بیزار سی شکل بنا کر لیٹی ہوئی تھی۔مگر اب خضر کو دیکھ کر اسے سکون آیا۔وہ ففتھ کلاس کا بچہ بہت گولو مولو تھا جسے علیزے گول گپا یا نجا ہتھوڑی بول کر چھیڑتی تھی۔

ننجا ہتھوڑی یہ وہ کارٹون تھے جو وہ شوق سے دیکھتا تھا اور پورے وائیٹ پیلس کو ڈنگ ڈنگ سنا کر سب کے کان پکا دیئے تھے۔

شکر ہے خضر تم آ گئے،، چلو کوئی گیم کھیلتے ہیں،،

وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔

نہیں میں آپ کا سر دباؤں گا،، آپ کو میری وجہ سے چوٹ لگی تھی ناں،، شکر ہے آپ ٹھیک ہو گئیں،،

وہ اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔اور بازو سے ننھے ہاتھوں سے پکڑ کر اسے واپس لٹا دیا۔پھر وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگا۔

لو مما کم تھیں جو یہ چھوٹی ممی بھی آ کر سر پر سوار ہو گئی،،،

وہ اچھی خاصی جھنجھلائی۔

خضر میں بلکل ٹھیک ہوں ،، اوکے جاؤ بیگ لے کر آؤ میں پڑھاؤں گی تمھیں،،،

رئیلی علیزے،،، وہ کھل گیا، اتنے دنوں سے علیزے نے اسے پڑھایا جو نہیں تھا۔

ہاں میں اب بلکل ٹھیک ہوں،، جاؤ جو کہا ہے وہ کرو،، علیزے نے اسے بیگ لینے بھیجا۔

خضر گیا تو اسے اچانک احان کا خیال آیا۔

ارشن اور احان دونوں ہی خطرناک حد تک سنجیدہ ہو گئے تھے۔

(علیزے کو کیا پتہ ارشن اور احان کو وائیٹ پیلس لوٹنے پر امن کے متعلق جو سننے کو ملا تھا اس وہ دونوں بھی جیسے جڑوں سے ہل گئے تھے۔جبکہ یہ بات ابھی فلزہ اور علیزے کو معلوم نہیں تھی۔

تب ارشن اور احان نے بہت ہی زیادہ سنجیدگی اختیار کر لی تھی۔اور خود کو دن رات اس مشقت بھری آگ میں جھونک دی جہاں سے انھوں نے تپ کر کندن بن کر نکلنا تھا۔)

علیزے اپنے بیڈ سے اتری۔اپنے کمرے سے نکلی رخ سیدھا احان کے کمرے کی جانب تھا۔

احان کے کمرے تک جا کر اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

علیزے کو فلزہ نے بتایا تھا کہ احان کی گن سے نکلنے والی گولی غلطی سے آساوری شاہ کو لگی تھی جس سے اس کی جان چلی گئی تھی وہ تبھی اداس رہتا تھا۔

اور اب وہ اسے تسلی دینے آئی تھی۔

یس کم ان،،، احان کی آواز پر وہ اندر داخل ہوئی۔اندر وہ ابھی ابھی جو فریش ہو کر واش روم سے باہر نکلا تھا علیزے کو سامنے دیکھا تو افسوس ہوا کہ اپنی پریشانیوں میں اس نے اس کی عیادت تک نا کی۔

کیسی ہو علیزے،،، احان نے شرمندگی سے پوچھا۔

بلکل ٹھیک ہوں ،، علیزے نے سادگی سے جواب دیا۔

بیٹھو،، احان نے اسے کہا تو وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور احان اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

مجھے فلزہ نے بتایا آساوری شاہ کا ،، علیزے نے بات شروع کی۔

خضر جو کہ بیگ لے کر علیزے کے کمرے میں آیا تھا اسے کمرے میں نا پا کر بیگ وہیں صوفے پر پٹخا۔

یہ کہاں چلی گیئیں،، وہ جھلایا۔

خضر علیزے کو ڈھونڈتے ڈھانڈتے جب احان کے کمرے تک آیا۔علیزے اس وقت احان کے کمرے میں بیٹھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے تسلیاں دلاسے دے رہی تھی۔وہ ابھی ٹینتھ سٹینڈرڈ میں تھا اور اتنے بڑے صدمے سے گزر گیا تھا۔

اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں ہے احان ،،تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے کہ تمھارا کوئی قصور نہیں اور،،،،،

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی وہ علیزے کا دم چھلا وہ گولو مولو صحت مند سا گیارہ سالہ چمکدار آنکھوں والا خضر جبران کبیر اسکے پیچھے ہی اس روم میں چلا آیا تھا۔

علیزے میں نے کتنی بار کہا ہے کہ جدھر بھی جانا ہو مجھے بتا کر جایا کریں،، اور مجھے ساتھ لے کر جایا کریں،،

وہ غصے سے تپے لہجے میں کہتا احان اور علیزے کے بیچ اٹک کر احان اور علیزے کی ایک ایک ٹانگ پر جم کر بیٹھ گیا۔

افففففففففففف نِنجا ہتھوڑی،،، اپنا وزن دیکھا ہے ٹانگ توڑو گے میری،،، اترو میری گود سے نیچے،،، علیزے نے اسے ڈانٹا۔اور اپنی نازک سی ٹانگ پکڑ کر کراہ اٹھی۔

علیزے آپ نے مجھے وہ کارٹونز والا ننجا ہتھوڑی کہا،، میں کوئی ڈِنگ ڈِنگ کہتا ہوں،،، مجھے نِنجا ہتھوڑی مت بولا کریں،،، اس نے کیوٹ سا منہ بنایا۔اور ناراض ہوا۔

تو ٹھیک ہے گول گپے،،، علیزے نے ہنسی دبا کر اسے مزید چھیڑا۔

میں آپ سے بلکل بات نہیں کروں گا،،علیزے آئی ہیٹ یو،،، وہ تلملایا۔

نا کرنا،،، اب جاؤ یہاں سے،،، علیزے نے سکون سے کہا وہ پیر پٹختا وہاں سے نکلنے لگا۔علیزے نے فنگرز پر گنتی گنی۔

ون

ٹو۔

تھری۔

وہ علیزے میں یہ بول رہا تھا آپ مجھے گول گپا مت بولا کریں،،، کبھی کبھی نِنجا ہتھوڑی بول لیا کریں،،

وہ دوبارا واپس اس کے قریب آ کر منہ بسور کر بولا تھا۔

علیزے قہقہ لگا کر ہنس دی تھی۔اور بڑی زور سے اس کے پھولے پھولے گالوں پر کسی کی۔

اتنے دنوں کے بعد احان بھی مبہم سا مسکرایا تھا۔پھر وہ علیزے اور خضر سے ادھر ادھر کی باتوں میں مگن ہو گیا۔

حشمت راؤ اپنے لاؤنج میں سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔

پورا مہینہ ہو چلا تھا وہ اپنی ضد سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہلنے کو تیار نہیں تھی۔نا ڈھنگ سے کچھ کھاتی تھی نا پیتی تھی۔اپنے کمرے میں بند بس ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی کہ اسے وہ چاہیے تو چاہیے۔

صد شکر کے اس دن آساوری شاہ کے منہ سے احان ماہر خان کا نام سن کر ایک تھپڑ نہیں جڑ دیا تھا اسے۔

اب بھی اس کی حالت دن بہ دن بگڑتی جا رہی تھی اور حشمت راؤ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیسے اس کی یہ ضد اس سے چھڑوا دے یا سب کچھ ٹھیک کر دے۔وہ انہیں گہری سوچوں میں غلطاں تھی

جب بیرونی بڑے سے گلاس ڈور سے خان شمشان خیل اور مہارانی اندر آتے دکھائی دیئے۔

حشمت راؤ نے بڑے جوشیلے انداز میں ان کا استقبال کیا۔

آیئے آیئے بیٹھیں،، بہت خوشی ہوئی آپ لوگ آئے۔،، حشمت راؤ کافی خوش تھا۔

مگر تمھارے چہرے پر گہری پریشانی کے سائے پھیلے ہوئے ہیں حشمت،، ہمیں نہیں بتاؤ گے اپنی پریشانی،، خان شمشان خیل نے مونچھوں کو تاؤ دیتے پوچھا۔

ارے کیوں نہیں مائی باپ آپ سے نہیں کہوں گا تو اور کس سے کہوں گا اپنی پریشانی،،، آخر اب تک آپ کے ہی تو نسخوں اور طریقوں نے کام دکھایا ہے جو مجھے میرے بیٹے کی اولاد دیکھنا نصیب ہوئی ہے ،، آپ کا ہی تو کرم ہے اس ناچیز پر،، مگر اب دوبارا ایک مشکل آن پڑی ہے اور میری بچی اتنی ضدی ہو رہی ہے کہ کیا بتاؤں،،،

حشمت راؤ تلملایا تھا۔

پھر وہ مہارانی اور خان شمشان خیل کو سب بتاتا چلا گیا کہ کیسے اس کی لاڈلی دشمن کے بیٹے کی محبت میں پاگل ہوئی جا رہی ہے۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے،،، حشمت راؤ تمھیں اپنی بچی کو ہینڈل کرنا آ ہی نہیں رہا ،،اسے بھی وہی کہنہ سناؤ،، جونسی میں نے ان دشمنوں کی ہی بیٹی کو سنا کر انہی کی بیٹی کو انہی سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے،، وہ اب تھوکے گی بھی نہیں اپنے اصلی ماں باپ پر، تم اپنی بچی کو بھی وہی کہانی سناؤ اور ابھی باہر بھیج دو جب بڑی ہو گی تو میرے بیٹے سے شادی کریں گے بچی کی،،
ہاہاہاہاہاہاہاہاہا،،،،،خان شمشان خیل خباثت سے ہنسا اور حشمت راؤ کو وہ کہانی سنانے لگا جسے سن کر حشمت راؤ عش عش کر اٹھا۔

واہ بھئی آپ نے تو ہماری مشکل چٹکیوں میں حل کر دی،، اور آپ جیسے خاندان میں میری بچی کی شادی ہو جائے،، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے ہمیں میں ایسے ہی کرتا ہوں،،،

حشمت راؤ کے چہرے پر اب سکون تھا۔

چلو حشمت ان جلادوں کی عزت کا جنازہ نکالنے چلتے ہیں پہلے،، مہارانی کے اڈے پر اس کے بندوں کے پاس سے وہ فوٹیج لاتے ہیں،،

یہ بول کر خان شمشان خیل اٹھا تھا اس کے ساتھ مہارانی اور حشمت راؤ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور تنی گردنوں کے ساتھ اچھائی کا غرور خاک میں ملانے بڑے غرور سے وہاں سے نکلے۔

ہاسپٹل کے ایک مخصوص روم میں امن شفا کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔اس کی حالت میں کافی بہتری اور سدھار آیا تھا۔شفا بڑے پیار سے اس کے گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔

فزیکلی علاج کے ساتھ ساتھ جبران کی ٹیچر اور ڈاکٹر ملک کی مشہور سائیکالوجسٹ ڈاکٹر ثانیہ امن کی کاؤنسلنگ بھی کر رہی تھیں اور مشہور عالم دین مولانا عبدالسلام بھی مسلسل اسے وقت دے رہے تھے۔نہیں تو وہ پچھتاووں کی آگ میں جھلستا خون کے آنسو روتا ائم سوری ، ائم سوری بولتا اب تک نیم پاگل ہو چکا تھا۔

مگر وقت رہتے اسے سنبھال لیا گیا تھا۔اب جو ٹیچرز اسے سکھا رہے تھے وہ اس کی روح کو پاکیزگی کا غسل دے کر پاک صاف کرنے کی کوششوں میں اپنی پوری جان لگا رہے تھے۔

تبھی وہ اب پرسکون تھا اور شفا کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔جب وہ سپر ایٹ دروازے پر ہلکی سی دستک کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے۔

امن انھیں دیکھ کر اٹھ کر بیٹھا تھا۔اپنے بڑے پاپا کے چہرے کی جانب آس بھری نگاہوں سے دیکھا۔دل کیا جا کر ان کے قدموں سے لپٹ جائے۔مگر پھر پاشا ، سوہم اور کبیر کا سرد و سپاٹ چہرہ دیکھ کر وہ سہم کر پھر شفا کے قریب ہو گیا۔

شفا نے ان سب کی جانب دیکھا۔

شفا بیٹا اسے سمجھا دیں کے کیا ہونے والا ہے،،

پاشا ابراہیم نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔شفا نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ سب باہر نکل گئے۔آریان امن کے قریب آیا۔

اب کیسا فیل ہو رہا ہے لٹل چیمب،، کیسی طبعیت ہے،،، آریان نے محبت سے اس کے بال بگاڑے۔

Much better dad,,,

وہ آریان کے سینے سے لگا۔

ڈیڈ بڑے پاپا لوگ سب کیوں آئے ہیں یہاں،،؟ کیا ہونے والا ہے،،؟

امن نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا تھا۔

آریان نے شفا کی جانب اشارہ کیا کہ تم سمجھاؤ۔جو بھی ہونے والا ہے۔

"چیمب ابھی ممی بتائیں گی،، مجھے کچھ ضروری کام ہے میں ابھی آتا ہوں،،، آریان بول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔امن نے سوالیہ نگاہوں سے شفا کی جانب دیکھا۔

امن ،، آج معجزا کا نکاح ہونے والا ہے،،،

شفا کو اور کچھ تو نہیں سوجھا اسی لئے گھما کر یہی بول دیا۔مگر امن نے کچھ اور ہی سمجھا۔تبھی چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا۔اور وہ سر تا پیر خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔

کس سے مما،،،

امن کی رگیں پھول چکیں تھیں اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھونے کا سوچ کر اسی خوف سے۔۔اسے تو یہ سکھایا جا رہا تھا کہ اب اسے عمر پر اپنے کیے گئے گناہ کبیرہ کا مداوا کرنا ہے۔اس کی زندگی کا جینے کا یہی مقصد ہو گا۔

مگر یہ بھی کہاں امید تھی کہ بڑے پاپا اور خاص کر سمیع انکل اب کبھی اسے اپنی کوکومو کے قریب بھی بھٹکنے دیں گے۔

تو اب؟؟؟ امن کا پوچھتے ہوئے حلق خوش ہوا۔

معجزا کا نکاح تم سے ہو گا امن،،، شفا نے اس کا ماتھا چوما۔امن نے اپنے سینے میں روکی ہوئی لمبی سی سانس کھینچ کر بحال کی۔اور واپس شفا کی گود میں سر رکھ لیا۔

ادھر آج ہی جزا کو ڈسچارج ملنا تھا سمیع خان اسے گود میں لیے بیٹھا تھا۔

آج اگر یہ نکاح ہونا تھا تو انھیں یہ آسانی حاصل تھی کہ عالم دین مولانا عبدالسلام جن کے چہرے سے ہی نور جھلکتا تھا معجزا سے ایز آ اینجل متعارف ہو چکے تھے۔

پہلے پہل وہ ڈری اور چیخیں مار مار کر بیہوش ہوگئی۔مگر جب سمیع خان نے اسے سمجھایا کہ یہ ایک اینجل ہیں تو وہ آہستہ آہستہ ان سے مانوس ہو گئی۔

اب وہ انھیں اپنے کمرے میں آنے دیتی تھی۔مگر اپنے قریب نہیں۔وہ اس کے بیڈ سے دور بیٹھ کر ہی بات کیا کرتے تھے۔۔

سمیع خان نے معجزا کو اپنی گود میں سے اتار کر اپنے سامنے بٹھایا۔

معجزا میری گڑیا،، ابھی اس روم میں اینجل آئیں گے،، وہ تم سے کچھ پوچھیں گے تو تم نے یس بولنا ہے،،،

وہ آہستہ آہستہ اسے بار بار سمجھاتے رہے۔

پھر کچھ ہی دیر میں مولانا عبدالسلام اس کمرے میں نکاح کا رجسٹر لائے تھے۔ساتھ مفرا،شفا بھی تھیں۔اگر زیادہ لوگ اندر آتے تو وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی سب دروازے اور کھڑکی میں کھڑے تھے۔

پاشا ابراہیم اور باقی سب کے چہرے پر عجیب قسم کی شرمندگی اور اضطراب سا تھا مگر سمیع خان سمندر کی طرح اس وقت بلکل پرسکون تھا۔

نکاح کی کاروائی کے دوران ایک عجیب صورت حال کا سامنا کرنا پڑ گیا جب مولانا صاحب نے امن کا نام لیا تو معجزا خوف سے بلکل نیلی پڑ گئی تھی۔تھر تھر کانپنے اس نے اپنے بابا کے سینے میں منہ دے لیا۔

سمیع خان نے اسے نارمل رکھنے کی کوشش کی مگر وہ ہتھے سے اکھڑ نے لگی۔

دیکھو معجزا ،،اینجل اس کا نام اسی لئے لے رہے ہی تاکہ تم یس بولو تو اسے ساری زندگی کے لیے پنش کیا جا سکے،، معجزا میری گڑیا تم سمجھ رہی ہو نا میں کیا بول رہا ہوں،،،

سمیع خان نے معجزا کو جھنجھوڑا اور سرگوشیوں میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

پنش والی بات سے وہ پرسکون ہوئی تھی شاید۔تبھی جلدی سے یس بول دیا۔وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ زیادہ لمبا چوڑا پروسیجر عمل میں لایا جاتا سو سمیع خان نے جلدی جلدی اس سے سائن کروا دیئے۔

تب مولانا صاحب امن کے پاس آئے تھے۔جو اب بلکل پرسکون تھا۔ایک عجیب طرح کا سکون ملا تھا۔پھر جب مولانا صاحب نے اس سے اس کی مرضی پوچھی تو امن نے پرسکون ہو کر اپنی زندگی بھر کے لیے یہ پنشمنٹ دل و جان سے قبول کر کے سائن کر دیئے۔

وہ مسلسل اپنے بڑے پاپا کے چہرے کی جانب دیکھے گیا جو اب بھی بے تاثر چہرہ لیے وہاں کھڑے تھے۔امن ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر ہمت نا جٹا پایا۔نکاح ہو گیا۔مولانا صاحب نے ہی سب کو مبارک باد دی۔

یہ تو وقت ہی طے کرے گا مولانا صاحب کے یہ نکاح ہمارے لئے کتنا مبارک ثابت ہو گا،،

پاشا ابراہیم نے کہا تو امن ان کی جانب دیکھے گیا۔وہ سب کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

مما گھر کب جانا ہے،، میں ادھر بلکل بھی اچھا فیل نہیں کر رہا ،، دل نہیں لگ رہا،، امن نے شفا کو مخاطب کیا جو مصروف سی اس کا سامان پیک کر رہی تھی۔اس کے سوال پر بری طرح چونکی۔

ابھی وہ کچھ جواب دیتی جب دروازا کھول کر ارشن اور احان ، فلزہ ،علیزے اور خضر اندر داخل ہوئے۔

امن کا چہرہ اتنے عرصے میں پہلی مرتبہ کھل گیا تھا۔وہ اپنے سب بہن بھائیوں کے گلے سے لگا۔

کیسے ہو یار،، بہت مس کیا تمھیں ہم نے،،

ارشن نے اس کے گھنے سیاہ بال بکھیرے جس سے وہ بری طرح چڑتا تھا اب بھی ارشن کو گھورا جو جان بوجھ کر اسے کے بال ہمیشہ بکھیر دیا کرتا تھا اور امن چڑ اٹھتا۔اور پھر ارشن کی دیکھا دیکھی سب ہی اس کے بالوں کے ساتھ چھیڑ خانی کرنے لگے تھے۔

ابھی جلدی سے گھر چلو تاکہ ہمارے گھر کی رونق واپس آئے،،

احان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔شفا نے ایک زخمی سی نگاہ ان پر ڈالی۔

ابھی انھیں پاشا ابراہیم کے اس فیصلے کا کب پتہ تھا کہ امن کو گھر بدر کر دیا گیا ہے۔

امن چلو،،

شفا نے ایک ہاتھ میں بیگ اور ایک ہاتھ سے اس کا بازو تھاما۔

چلیں چھوٹی ممی،، ہم لوگ بھی تیار ہیں،، فلزہ نے کہا۔

نہیں تم لوگ جاؤ ،، ہم وائیٹ پیلس نہیں آ رہے،،، شفا نے بڑی مشکل سے کہا تھا جبکہ وہ سب اب ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر جم گئے تھے۔

مگر مما،، امن نے کہنا چاہا۔

یہ کیا بول رہی ہیں آپ چھوٹی ممی ،، آپ گھر نہیں آئیں گی تو اور کہاں جائیں گی،،

ارشن نے حیرت سے پوچھا تھا۔

چلو امن،، شفا نے خاموشی سے اس کا بازو پکڑا اور باہر کی جانب نکلی۔امن خاموش ہو گیا بلکل خاموش۔جانتا تھا کوئی بات ہے جس کی وجہ سے وہ گھر نہیں جا رہے۔یا شاید اس کی خطا اس کا قصور جو اسے اور اس کے ماں باپ کو پوری زندگی بھگتنا تھا۔

وہ سب شفا کے پیچھے لپکے تھے۔

چھوٹی ممی رک جائیں،، کدھر جا رہیں ہیں آپ لوگ،، کہیں نہیں جائیں گے آپ لوگ،، گھر چلیں،، ارشن چلایا۔

مگر شفا جا کر پہلے سے تیار کھڑی گاڑی میں بیٹھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر آریان تھا۔

امن نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بھیگی آنکھوں سے ان کی جانب دیکھا۔نادانی اور بیہوشی میں ہوئی خطا نے اس سے کیا کچھ چھین لیا تھا اسے اب پتہ چلنا شروع ہوا تھا۔

فلزہ اور علیزے رونے لگیں تھیں۔ارشن احان اور خضر بے یقینی سے گاڑی کو دور جاتے دیکھتے رہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

وہ تینوں مہارانی کی حویلی پہنچے تھے۔حویلی کی پچھلی جانب بظاہر سٹور روم میں داخل ہو کر وہ اس کے اندر ایک خفیہ کمرے میں داخل ہوئے۔

جہاں بہت سارے کمپیوٹرز، لیپ ٹاپ اور حساس ڈیوائسسز موجود تھے اور ان کے آدمی اس کمرے میں ان کمپیوٹرز کے سامنے بیٹھے تھے۔

چلو بھئی ،، تم لوگ زرا بڑے سائیں کو اس پیلس کی اس دن کی فوٹیج دکھاؤ،، بلکہ پورے پیلس کی فوٹیج دکھاؤ ، ہمیں یہ سب ویوڈیوز چاہیں،، پہلے خود ان کی بربادی دیکھتے ہیں،، پھر ان کا تماشا دیکھیں گے،،

میک اپ سے بھرا چہرہ لیے مہارانی نے ایک ادا سے کہا۔

جی مہارانی،،،

نہیں مجھے پہلے ابھی ان کی ہاری ہوئی شکست خوردہ لٹکی ہوئی شکلیں دیکھنی ہیں،، پہلے لائیو چلاؤ ابھی کے مناظر دکھاؤ،، شمشان خیل نے حکم دیا۔

جی سائیں،،

انھوں نے ڈیوائس ان کیے اور وائیٹ پیلس میں لگے ڈیوائسسز سے انھیں کونیکٹ کیا۔بڑا واضح مناظر تھے وہاں کے۔مگر کچھ تو تھا جو عجیب تھا۔

یہ پیلس خالی کیوں ہے،،،

شمشان خیل نے حیرت سے پوچھا۔

ارے گئے ہوں گے کہیں یا ہسپتال میں ہوں گے،، یا دم دبا کر بھاگ گئے ہوں گے اس پیلس سے،، ہاہاہاہاہا

مہارانی نے اس کی ڈھارس بندھائی۔

ایک ماہ پہلے کی تین تاریخ کی لگاؤ دن کے دو سے چار بجے کے درمیان کی،،،

مہارانی کے نئے حکم پر وہ فٹا فٹ کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگے۔

اس دن کی فوٹیج چلی۔خان شمشان خیل، مہارانی اور حشمت راؤ کے ماتھے پسینے سے تر ہوئے تھے کیونکہ سکرین پر وائیٹ پیلس نظر آیا تھا بلکل خالی مگر پھر ایک شخص کی پیٹھ نظر آئی وہ سکرین کی جانب گھوما تھا منہ

پر سیاہ رومال باندھے اپنی انگلیوں میں اسکیلپل لہرا رہا تھا۔اور اس کی سبز آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ سب اور ان کے کتے دم سادھے سکرین کی جانب دیکھے گئے۔

اس لمبے چوڑے شخص کی دہشت یوں تھی جیسے وہ ابھی سکرین میں سے نکل کر ان کے گلے کاٹ کر ان کی اس تیز دھار آلے سے بوٹی بوٹی کر دے گا۔

پھر اچانک وہاں موجود پی ٹی سی ایل فون رنگ ہوا تھا۔مہارانی کا ایک آدمی فون کی جانب بڑھا جبکہ دوسرا حلق کے بل چلایا تھا۔

ارے حرامخور فون مت اٹھاؤ،، جھکو سب،،،

وہ چلایا تھا۔

خان شمشان سیکنڈوں میں معاملے کی تہہ تک پہنچ تھا اور حشمت راؤ اور مہارانی کو پکڑ کر اپنے سمیت دروازے کے باہر زور دار دھکا دے کر زمین پر گرا۔۔

فضا ایک کان پھاڑ دھماکے سے گونجی تھی۔اور کمرے میں موجود تمام شیطانوں کے چیتھڑے اڑ گئے۔حشمت راؤ جو دور گرا تھا معمولی زخمی ہوا۔

خان شمشان خیل کی کمر جھلس گئی تھی اور مہارانی کی دائیں طرف سے چہرہ جھلس گیا تھا۔

ان کی دلخراش چیخیں پوری حویلی میں گونجیں تھیں۔

ابھی تو جلاد ان دشمنوں کے آئی پی ایڈریس تک پہنچے تھے تو ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اب اس کے بعد سے مہارانی بیگم کی کوئی شکل نہیں پہچان پائے گا۔ابھی تو جب وہ اپنے دشمنوں کی گردنوں تک پہنچیں گے تب یہ لوگ شاید خود اپنے منہ سے اپنے لئے موت مانگیں۔

اب شمشان خیل، حشمت راؤ اور مہارانی جانتے تھے انھیں اس پوری حویلی کو جلا کر تہس نہس کر کے انھیں یہاں سے جلد نکلنا تھا نہیں تو وہ آ کر ان کی قبریں آج ہی یہیں کھود ڈالیں گے۔ تبھی وہ اپنے بندوں کو خاص حکم دے کر دم دبا کر وہاں سے بھاگے تھے۔

فلزہ اپنی سپورٹس بائیک پر یونہی گھومنے نکلی تھی جب بریک سیدھا اسی قریبی پارک میں آ کر لگائی۔سامنے ہی اسے عائشہ اور داشاب نظر آ گئے۔عائشہ تو اسے گلے ملی مگر وہ جو اس کا بہت اچھا دوست بن گیا تھا اور اس سے کافی مانوس بھی ہو گیا تھا پاؤں پٹختا جا کر بینچ پر بیٹھ گیا۔

کیسی ہو فلزہ یار کافی دنوں بعد چکر لگایا،، عائشہ نے بھی گلہ کیا۔

بس ٹھیک ہوں،، کافی بزی تھی،، (فلزہ گھر کے حالات کی بات گول کر گئی)ٹھہرو عائشہ میں اس روٹھی چھپی کو تو منا لوں،،،

فلزہ نے کچھ اس انداز سے کہا کہ عائشہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

آج فلزہ مہینوں بعد اسے ملنے آئی تھی تو اس سے کٹی ہو کر منہ پھلا کر پارک کے بینچ پر ایک کونے میں بیٹھا تھا۔اور جس طرح وہ ایک آنکھ کو ترچھا کر کے فلزہ کو دیکھ رہا تھا فلزہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

ہاؤ روڈ ،، فرینڈ،، تم بہت بدتمیز ہو داشو تم سے ناراض ہے کٹی ہے اور تم (اس نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا) کھی کھی کھی،،

کھی کھی کھی،،،، کر کے ہنس رہی ہو،،

داشو نے اسے جھڑکا۔

اوکے رائٹ اب نہیں ہنسو گی،،

فلزہ نے جلدی سے صلح جو انداز میں بولی۔

تم اتنے دنوں سے کیوں نہیں آئیں فالسہ داشو سے ملنے،، داشو نے بہت مس کیا تمھیں،،

وہ سادگی سے بولا۔اور ہمیشہ کی طرح اس کے نام کے بخیے ادھیڑ ڈالے۔فلزہ کراہ کر رہ گئی۔فلزہ نے ہزار کوشش کی تھی اسے سکھانے کی مگر اس کا فالسہ فلزہ میں نا بدل سکی۔

میں بزی تھی،، اوکے یہ دیکھو فلزہ تمھارے لیے چاکلیٹ لائی تھی،، مگر داشو تو کٹی ہے تو اب یہ چاکلیٹ تو میں خود ہی کھا لیتی ہوں،،

فلزہ نے چاکلیٹ کا ریپر کھولا۔

وہ فورا سے رخ بدل کر اس کی سائیڈ پر ہوا تھا۔

اوکے رائٹ ہم سچی کر لیتے ہیں ناں تم مجھے چاکلیٹ دے کر منا لو تو میں مان جاؤں گا،،،

داشاب نے اس پر احسان کرتے اسے آفر دی۔

رئیلی ،،اوکے یہ لو،،

فلزہ نے ہنسی دبا کر چاکلیٹ اس ندیدے کو دے دی۔جو اب وہ مزے لے لے کھانے لگا۔

فالسہ ،، ایک بات تو بتاؤ،،

وہ زیادہ دیر چپ کہاں بیٹھ سکتا تھا فلزہ کا پھر دماغ چکرایا کہ وہ بہت سٹوپڈ سوال پوچھ کر دماغ گھما دیتا تھا۔

پوچھو،،فلزہ نے خود کو بمشکل کہتے سنا۔

یہ جو تمھاری فروگ جیسی گرین آئیز ہیں،، ان سے تمھیں ہر چیز گرین گرین دکھتی ہے یا ہمارے جیسی،،

اس نے اطمینان سے سوال پوچھا۔اور فلزہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

تمھارے جیسا ہی دکھتا ہے،، فلزہ نے تحمل سے جواب دیا۔

کیوں؟ مگر تمھاری تو آنکھیں گرین ہیں ناں،،

وہ ماننے کو تیار نا ہوا۔

تمھاری آنکھیں بلیک ہیں تو تمھیں سب بلیک دکھتا ہے،،؟ اب کی بار فلزہ نے اپنی دانست میں اسے لاجواب کرنے کی کوشش کی۔اور وہ سچ میں خاموش ہو بھی گیا۔فلزہ نے شکر ادا کیا۔

اوووو یہ تو ہے،، وہ پرسوچ انداز میں بولا۔پھر فلزہ نے کافی سارا وقت عائشہ اور داشاب کے ساتھ گزارا تھا۔

آساوری اپنے کمرے میں کھڑی کے پاس رکھی راکنگ چیئر پر بیٹھی تھی۔باہر کھلے حد نگاہ آسمان کو دیکھتی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔جب ہلکی سی دستک دے کر حشمت راؤ اندر داخل ہوا۔

آساور نے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ ان کی طرف دیکھا اور پھر ناراضگی سے نگاہ واپس پھیر لی۔حشمت راؤ اس کے قریب آئے تھے۔

ناراض ہے میری بچی،،

تمہید باندھی گئی۔بچی نے ان کی جانب دیکھنا ضروری نہیں سمجھا۔

تمھیں پتا ہے بچپن میں جب بچہ آگ کی جانب لپکتا ہے کہ وہ اسے روشن ،چمکدار اور خوبصورت لگتی ہے،، مگر آگ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بس جلا دیتی ہے، ماں باپ بچے کو آگ کو چھونے نہیں دیتے،، کہ وہ اپنے ہاتھ اور اپنا دامن نا جلا بیٹھیں،، مگر بچہ اس وقت سمجھتا نہیں روتا ہے، ناراض ہوتا ہے پاؤں پٹختا ہے،، یہ جانے بغیر کے اس کے بڑے صرف اور صرف اسے آگ کی تکلیف دہ لپٹون سے بچانا چاہتے تھے،، اور اس وقت تمھاری بھی بلکل وہی صورت حال ہے میری بچی،،

حشمت راؤ اس کے قریب صوفے پر بیٹھے تھے۔

جانتی ہو جسے تمھیں پانے کی چاہ اور خواہش ہے وہ بلکل اسی آگ کی طرح ہے، بظاہر خوبصورت، چمکدار روشن اپنی جانب کھینچنے والا،،

حشمت راؤ سانس لینے کو رکا وہ بغور انھیں سن رہی تھی وہ نگیں سننا چاہتی تھی۔ تبھی بلکل خاموش تھی۔

مگر وہ کیا ہے؟ یہ آج میں تمھیں بتاتا ہوں، وہ آگ جو سوائے جلا کر بھسم کر سکتی ہے،، وہ بس ایک کریمنل ہے،، اس کا پورا خاندان یہی کام کرتا ہے، قتل و غارتگری، دہشت گردی ، ہیومن ٹریفکنگ ، ہیومن باڈی پارٹس ٹریفکنگ، کوٹھے چلانا، اپنی عورتوں سے برے کام کرواتے ہیں یہ لوگ،، حتی کے اتنے گندے ہیں کہ خواجہ سراؤں تک کا کاروبار کرتے ہیں،،

آساوری شاہ نے بے یقینی سے اپنے دادا کو دیکھا تھا۔

کیا،،؟ یقین نہیں آ رہا،،تم پر گولی کس نے چلائی،، تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے وہ دہشت گرد انہی کے ساتھی تھے،، کیا ان کی گاڑیوں میں ان کو وہ خواجہ سرا نہیں چھوڑنے آتے جاتے تھے؟ یہ سب تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے،، اور میرا دوست اور بزنس پارٹنر خان شمشان خیل تو ان کے ساتھ کام کرتا تھا ،، اندر کی کہانی اس نے بتائی ہے،، میرے پاس سب ثبوت ہیں جو تمھیں دکھا سکتا ہوں،، اب بتاؤ اب بھی تمھیں احان ماہر خان چاہیے؟

حشمت راؤ نے اس کی جانب دیکھا تو جو پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کو دیکھے گئی۔

اچھی طرح سوچ لو،، کیا کرنا ہے،، یونہی ضد پر اڑے رہنا ہے یا اپنا فیصلہ بدلنا ہے،، کچھ وقت دیتا ہوں میں تمھیں،، پھر اپنا فیصلہ سنا دینا،،

حشمت راؤ بول کر اس کے کمرے سے جا چکا تھا۔

وہ پھر کافی دیر سے باہر آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی۔اس کا لڑکیوں کو دیکھ کر نگاہیں جھکانا یاد آیا۔نوٹس بورڈ پر لڑکے بہانے سے لڑکیوں میں گھستے تھے۔وہ سائیڈ پر کھڑا ہو کر بھیڑ چھٹنے کا ویٹ کیوں کرتا تھا۔وہ کیوں تھا سب سے الگ۔

اور جب وہ پلر سے دیکھ رہی تھی تو اسے ان دہشت گردوں سے بہادری سے لڑتے دیکھا تھا۔یہ حقیقت بھی صرف اساوری شاہ جانتی تھی کہ اس کی گردن میں لگنے والی گولی احان ماہر خان کی گن سے نہیں نکلی تھی بلکہ اس کے پیچھے جھاڑیوں میں کھڑے ایک شخص نے آساوری کو گولی ماری تھی۔جان بوجھ کر،، تاکہ شاید احان کو ایسا لگے کہ اس کا نشانہ خطا ہو گیا۔تاکہ وہ زندگی بھر اپنے نشانے پر بھروسہ نا کر سکے۔

جتنا وہ جان پائی تھی اور جو اسے بتایا گیا تھا اس میں کچھ نا کچھ تو جھول تھا۔مگر اپنے دادا کی بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی تھی۔آساوری شاہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتی اٹھی تھی اور بیڈ پر اوندھے منہ گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

دروازا کھول کر سارا اندر آئیں تھیں اور اپنی بیٹی کی ٹوٹی بکھری حالت ملاحظہ کی۔

آساوری،، تڑپ کر اس کے پاس آئیں۔وہ زیادہ کب رو سکتی تھی۔سانس فورا اکھڑ جاتا تھا۔سارا نے بیڈ پر بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔

کیا ہوا آساوری،، میری پرنسز،، بتاؤ مما کو کیا ہوا ہے تمھیں،، آساوری کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے۔ اب کیا بولتی۔

He is a hustler, he's no good at all ...

He is a loser, he's a bum

He lies , he bluffs , he's unreliable ...

He is a sucker , with a gun,

I know you told me I should stay away .

I know you said he's just a dog astray,

He is a bad boy with a tainted heart,,

And even I know this ain't smart,,

But mama, I'm in love with a criminal ..

And this type of love isn't rational , it's physical ...

Mama , please don't cry , I will be alright ..

All reason aside , I just can't deny ,love the guy„

آساوری کیا ہوا ہے،،، سارا کا دل بیٹھنے لگا۔

مما مجھے ابروڈ جانا ہے،، آپ داد جی کو بول دیں کہ میں راضی ہوں،، مجھے یہاں سے بہت دور جانا ہے،، آساوری شاہ کو اپنی آواز کھائیوں سے آتی سنائی دی۔وہ ظالم ستمگر شخص جو خون کی صورت لاوا بن کر رگرگ کو جھلسا رہا تھا اس کی یادوں سے دامن بچانے کے لیے شاید ایک یہی طریقہ کار گر ثابت ہو۔

وہ پھر چلی گئی۔دور بہت ہی دور۔

ایک شخص کی دردناک یادوں سے اپنا دامن چھڑانے کی کوشش میں سات سمندر پار کر لئے۔مگر وہ تو سائے کی طرح اس کی سانسوں میں بسا اس کے ساتھ ساتھ رہا۔

علیزے اور فلزہ آج اپنے طریقے سے بھیس بدل کر عدالت آئیں تھیں۔پانچ سال کی پریکٹس تھی۔ساتھ ساتھ آزما بھی رہیں تھیں۔اب سہی طرح آزمانے کا وقت آن پہنچا تھا۔

وہ بے بس لاچار لڑکی تھی جس کے کیس کا آج فیصلہ سنایا جانا تھا۔گینگ ریپ کا شکار وہ لڑکی اپنے خاندان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زمانے سے کر کر انصاف لینے عدالت آن پہنچی تھی۔

عدالت لگی۔اس کی ڈی این اے رپورٹس، تمام میڈیکل رپورٹس وہ ویوڈیو ، کالز، میسجز جو اس کو ہراساں کرنے کو اس کے پاس ثبوت تھے وہ اس کے وکیل نے پچھلی سنوائی میں جج صاحب کے حوالے کر دیئے تھے۔

سنوائی کے بعد جج نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔وہ ویڈیوز وہ رپورٹس جھوٹی ثابت کر دی گئیں تھیں۔مطلب جج کی تحویل میں جانے کے بعد وہ ویڈیو جانے کیوں بدل گئی تھی۔

مضحکہ خیز۔

ملزمان کو با عزت بری کر دیا گیا تھا۔لڑکی کی آنکھوں میں جو بے بسی اور آنسو تھے انھیں دیکھ چار آنکھوں نے اس کا چہرہ اپنے دل میں اتارا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ سچ ہار گیا۔

اور یہ شکست سچ سے برداشت نہیں ہوئی تھی تبھی بھری عدالت کے باہر اس نے خود پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا لی تھی۔

وہ مر گئی تھی۔

قصہ تمام ہوا۔

فلزہ علیزے ان کی ساتھی گلاب اور ڈیانا (خواجہ سرا) اس لڑکی کو اپنی عدالت میں انصاف دلانے والی تھیں مگر وہ زیادہ دیر صبر نہیں کر سکی۔

کرتی بھی جیسے جب انصاف دینے والا (جج) ہی بکاؤ نکل آئے تو صبر آئے بھی تو کیسے آئے۔

مگر اس کے مجرموں کو سزا تو ملتی ہی تھی ہر قیمت پر ملنی تھی۔اور وہ وقت جلد ہی طے کر لیا گیا۔

انسانی کھال میں چھپے شیاطین کی ٹولی ایک کمزور و ناچار وجود کو بھری عدالت میں روند کر اب اس عمارت میں اپنی جیت کا جشن منا رہے تھے۔وہ چاروں شیطان ان کا وکیل اور وہ جج بڑی شان سے پارٹی کے مزے لوٹ رہے تھے۔

عمارت کی سکیورٹی بہت اعلی پائے کی تھی۔مگر ان کی بدقسمتی کہ ان کا فیصلہ دوسری عدالت میں جا چکا تھا۔

نا ثبوت نا گواہ نا کوئی تاریخ۔

بس انصاف۔

گیٹ کے باہر گاڑی رکی تھی اور ڈرائیور نے کہا کہ انھیں خاص حکم ملا ہے پارٹی جو رنگین کرنے کا سامان لانے کے لیے،،

گارڈز نے اس قدر حسین و نازک لڑکیوں کو اندر جانے کی پرمیشن دے ہی دی۔مگر نوکرانیوں نے انھیں چیک ضرور کیا تھا کہ ان کے پاس کوئی اسلحہ تو نہیں۔

جشن جاری تھا مگر یہ جشن کچھ دیر بعد ہی ماتم میں بدلنے والا تھا۔کہ اس لاچار وجود کی خودکشی کا انتقام لینے اس عمارت میں لیڈی ایکسکیوشنرز نے قدم رکھا تھا۔

وہ تقریباً چار تھیں جو ڈانسرز کے گیٹ اپ میں طویل کوریڈور سے اندر آ رہیں تھیں جب ایک دیو ہیکل گارڈ ان کے سامنے آیا۔

کافی پرانا اور گھٹیا آئیڈیا ہے ڈانسرز کے بھیس میں کسی غیر متعلقہ جگہ گھسنا،، مگر کوئی بات نہیں رات تو تم حسیناؤں سے ہی رنگین ہو گی اب،،،

وہ پھنکارا تھا مگر اینڈ میں انتہائی خباثت سے بول کر ان پر گن تانی۔

فلزہ نے آبرو اچکا کر اس کی ہمت کی داد دی۔

وہ طریقہ پرانا ہے،، تو چلو کوئی نیو طریقہ ٹرائی کرتے ہیں،،، اور رات رنگین نہیں سیاہ ہو گی،،

فلزہ کا سرد لہجہ کوریڈور میں گونجا تو اس گارڈ کے بھی چہرے سایہ پہ سایہ سا لہرایا۔

اب انھوں نے اپنے سر سے وہ گھونگھٹ اور کمر سے وہ لہنگے نوچے تھے۔نیچے بلیک پینٹس کے اوپر بلیک اپر پہنے ہوئے ان کا انوکھا ہی ٹشن اور swag تھا۔

آئی سیڈ،،،ہینڈز اپ،،،، وہ گارڈ پھر چلایا۔مگر فلزہ اور علیزے ہنوز اس کی جانب بنا ڈرے قدم بڑھاتی رہیں۔

گارڈ نے فائر کیا تھا۔وہ بجلی کی سی تیزی سے کوریڈور کی دیوار سے چپکیں۔

فلزہ علیزے کی جانب تیزی سے بھاگی۔علیزے نے اپنے ہاتھ ایک دوسرے پر جوڑے۔جن پر فلزہ نے اپنا پاؤں رکھا اور وہ ہوا میں باؤنس ہو کر اس گارڈ کے پیچھے اتری تھی۔

گارڈ کی گردن میں ایک سوئی اتری تھی۔وہ دھڑام سے زمین بوس ہوا تھا۔

فائر کی آواز سن کر کافی سارے گارڈز پیچھے سے حملہ آور ہوئے تھے۔فلزہ نے علیزے کو اشارہ کیا اور ہوا میں ایک کراس بنایا۔

مطلب صاف تھا۔ان چاروں نے اپنے آکسیجن ماسکو پہنے۔پھر دیکھتے ہی دیکھتے کوریڈور ایک کڑوے دھوئیں سے بھر گیا۔

فلزہ لاونج میں آئی تھی جہاں وہ شیاطین اپنی اپنی گردنیں پکڑے بری طرح کھانس رہی تھی۔وہ اس جج کے پاس پہنچی جو بازارو تھا۔دنیا کا سستا ترین سودا کرنے والا۔حرام لے کر انصاف بیچنے والا۔

فلزہ نے اس کے سینے پر اپنے لانگ بوٹ رکھ کر اپنے پاؤں سے اس کا سینا کچلا تھا۔

کک کون،،،کون ہو تم لوگ،،،وہ گھٹی گھٹی سانسوں کے ساتھ چلایا۔

لیڈی ایکسکیوشنرز ،،، وہ ہلکے سے بڑبڑائی۔مگر سامنے والے نے بے اختیار اپنے دل کو تھاما تھا۔اس زہریلے دھوئیں سے گھٹ گھٹ کر مرنے سے پہلے ہی وہ اس سبز آنکھوں والی لیڈی ایکسکیوشنر کا نام سن کر ہی اپنی جان کی بازی ہار بیٹھا تھا۔

ایک تلخ سی مسکراہٹ فلزہ کے لبوں پر رینگی۔

صبح اخبار اور ٹی وی ہیڈ لائنز کی سرخیوں میں جج صاحب اور ان کے دوستوں اور گارڈز کی گھر کے گیس سے دم گھٹنے سے ہونے والی ناگہانی اموات کے چرچے زبان زد عام تھے۔

علیزے یونی سے تھکی ہاری گھر واپس آئی تھی۔وائیٹ پیلس میں غیر معمولی خاموشی تھی۔پانچ سال ہو گئے تھے وائیٹ پیلس میں معجزا کے ساتھ ہوئے اس بھیانک حادثے کو۔وقت گزر چکا تھا مگر اس حادثے کے نشان جیسے اب بھی وائیٹ پیلس کے درو دیوار پر ایک منحوسیت رقم کیے ہوئے تھی۔

علیزے گردن سہلاتی آ کر لاونج کے صوفے پر گری تھی۔کافی ٹف ٹائم دے رہی تھی وہ اپنی روٹین کو۔ دوسری قسم کی پریکٹس کے ساتھ ساتھ ایم ایس سی کیمسٹری کے فرسٹ سمسٹر نے تھکا ڈالا تھا۔

وہ آنکھیں موندے صوفے پر نیم دراز سی تھی جب آہٹ پر آنکھ کھلی۔وہ حسب معمول کچھ چباتا لاؤنج وائیٹ اور ریڈ کمبنیشن کے یونیفارم میں سکول سے واپس آیا تھا۔ایک گہری نگاہ بلیک کلر کی شارٹ فراک اور پاجامے میں اس گلابی سے وجود پر ڈالی۔

علیزے اپنی کنپٹیاں سہلا رہی تھی۔

کیا ہوا تھک گئیں،،،

وہ پاس آ کر صوفے پر ڈھیر ہوا۔

ہاں بہت زیادہ،، علیزے نے خضر کی جانب دیکھا۔جو اپنے لمبے سرو قد کی وجہ سے کہیں سے میٹرک کا سٹوڈنٹ نہیں لگتا تھا۔کچھ چہرے پر ظاہر ہوتی ہلکی پھلکی ئیرڈ اور مونچھوں سے وہ بڑا بڑا لگنے لگا تھا۔

مگر علیزے کے لیے آج بھی وہ ِنجا ہتھوڑی ہی تھا۔

نفرت سے آروشے باہر آئی تھی۔

تم لوگ فریش ہو جاؤ میں کھانا لگا دیتی ہوں،،، آروشے کہہ کر کچن میں گم ہو گئی۔

نجا ہتھوڑی،، اپنی کسی نجا تیکنیک سے میرے پاؤں ہی دبا دو،، بہت درد ہے،، علیزے نے اپنے نازک گلابی پاؤں ہائی ہیل کی نازک سی سینڈل سے آزاد کرتے از رائے مزاق اسے کہا۔

لائیں میں دبا دوں،،

وہ فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔علیزے کھکھلا کر ہنسی۔

مزاق کر رہی تھی گھامڑ انسان،، ویسے تمھاری بیگم کی تو خوب موجیں ہوں گی روز ہی پاؤں دبایا کرنا اس کے،،،، وہ ہنسے گئی۔

اسی لئے تو سوچا ابھی سے پریکٹس کر لوں،،، خضر نے زو معنی بات کی تھی مگر وہ متوجہ کب تھی۔خضر نے اس کا پاؤں اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا۔

علیزے بوکھلائی۔کیا کر رہے ہو ننجا ہتھوڑی،، چھوڑو میرا پاؤں اور اٹھو یہاں سے،،، وہ جھنجھلائی۔

وہ مسکراتا آٹھ بیٹھا۔تبھی اپنے روم سے احان باہر نکلا تھا۔علیزے اس کی جانب دیکھے گئی۔اور خضر اس کی جانب۔

کچھ کھانے کو ملے گا،، بڑی بھول لگی ہے،، وہ کچن تک آیا تھا اور سنجیدگی سے کہا۔

بلکل کھانا تیار ہے،، لگا دیا ہے آ جاؤ،، آروشے نے مصروف سے لہجے میں کہا۔

نہیں چھوٹی ممی مجھے کچھ ضروری کام ہے آپ پلیز میرا کھانا روم میں ہی بھجوا دیں،،،

احان بول کر اسی طرح سنجیدگی سے اپنے روم کی جانب بڑھا۔علیزے جو اس کی جانب بغیر پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی خاص کر اسے نظر انداز کیا۔

خضر نے دھواں دھواں چہرہ لیے اس کی محویت نوٹ کی۔

وہ میں کہہ رہا تھا کہ آپ مجھے آج ایک نمریکل سمجھا دیں گی،،؟ بہت ڈیفیکلٹ ہے ،، ٹیچر نے سمجھایا تھا مگر مجھے فارمولا بلکل سمجھ نہیں آیا،، خضر جبران کبیر نے اس کا جبڑا نرمی سے تھام کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

اوکے شام کو ،، وہ اداسی سے بول کر آنکھوں کی نمی چھپاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔خضر بھی ماتھے پر بل ڈالے اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔کچھ ہی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آئے۔

علیزے اور خضر دونوں ہی کچن میں اکٹھے داخل ہوئے تھے۔آروشے نے احان کے لیے ٹرے میں کھانا نکال دیا تھا۔

مما میں یہ دے کر آتی ہوں احان کو،،، علیزے نے کہا۔آروشے نے بے بسی سے بیٹی کی جانب دیکھا۔وائیٹ پیلس میں کون نہیں جانتا تھا علیزے کی آنکھوں میں بچپن سے پنپتے وہ منہ زور جزبے۔اپنا آپ ظاہر کرتے احساسات۔حتی کے سارے بڑے اور ایشان تک جانتا تھا۔

مگر ان جذبات کی اگر کسی کو پرواہ نہیں تھی تو وہ اس بے مہر سرد مزاج ہری بلا کو ہی نہیں تھی۔اس کے بے تاثر اور اور چہرے پر چٹانوں جیسے پتھریلے تاثرات دیکھ کر کسی کو اس کو احساس دلانے کی ہمت نہیں تھی کہ وہ پاگل کومل سی لڑکی اس کے لیے کتنی پاگل ہے۔

احان نے خونخوار نگاہوں سے اس ٹرے کو دیکھا۔آنکھوں میں خون سا اترا تھا۔اس کمرے میں جاتے ہوئے علیزے کی پیٹھ کو بری طرح گھورا۔

علیزے ہلکی سی ناک کے بعد اس روم میں دخل ہوئی تھی۔وہ صوفے پر بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ لیے جانے اپنے کام میں پوری طرح منہمک تھا۔

آہٹ پر گہری سبز بے تاثر نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا اور واپس لیپ ٹاپ میں بزی ہو گیا۔

وہ صوفے کے قریب آئی تھی۔

ٹیبل پر رکھ دو،،، چار حرفی جواب تھا۔

احان مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے،،، علیزے نے بھی سنجیدگی سے ہی کہا تھا۔خود کا تماشا لگانے سے بہتر تھا دو ٹوک بات کر لی جائے۔

بیٹھو علیزے اور بولو کیا بات ہے،، احان نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

وہ اس کے سامنے کاٹ پر ٹک گئی۔گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ لیڈی ایکسکیوشنر جس کی دہشت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔اس ہری بلا کے سامنے پانی بھرتی تھی۔

میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں احان،،، علیزے نے دو ٹوک انداز اختیار کیا۔

کیوں؟؟؟ ٹھنڈا ٹھار لہجہ تھا۔علیزے کا دل کیا اس پتھر سے ٹکرا کر اپنا سر پھوڑ لے۔

کیونکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں،، علیزے نے اچھی طرح پر زور دیا۔کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں،،

ہمم،،، اس نے ہنکارا بھرا جیسے بات ہوا میں اڑائی ہو ایک شرارتی سی مسکان آنکھوں کے پردے کے سامنے لہرائی اور رگ رگ میں پھر درد اٹھنے لگا۔

میں اپنے حصے کی محبت کر چکا ہوں علیزے،، ائم سوری اب تمھیں دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں،، ہمدردی بھی نہیں جو میں تم سے شادی کر لوں،، اسی لئے جتنی جلدی یہ بات تم اپنے دل و دماغ سے نکال دو تو اتنا ہی بہتر ہے،،

احان نے بھی دو ٹوک لہجہ اختیار کیا تھا۔

آپ اسے بھلا کیوں نہیں دیتے،،، لہجہ نم تھا۔ہزار ضبط کے باوجود آنکھیں سرخ اور نم ہوئیں تھیں۔

تم کیوں نہیں مجھے بھلا دیتی علیزے،،، وہ درشتگی سے بولا تھا۔

آپ میری پہلی محبت ہیں احان،، وہ بے بسی سے بولی۔

اور وہ میری آخری محبت تھی،،، وہ کٹھور پن سے اس کا دل توڑ رہا تھا۔

میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر،، وہ چیخ گئی تھی۔

نہیں مرتیں،، یقین کرو نہیں مرو گی،، میں نہیں مرا ،،ارشن ،، امن نہیں مرے ابھی تک تو تم بھی نہیں مرو گی،، زندہ رہو گی یہ اذیتیں زندہ رہ کر جھیلنی ہی پڑتیں ہیں،، مرتا کوئی نہیں،،

احان نے کرب سے آنکھیں زور سے بند کیں تھیں۔

علیزے کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے ،، وہ جس سے رہا نا گیا اب اس کے پیچھے ہی دندناتا چلا آیا تھا۔

وہ نم نگاہیں لیے تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔خضر اس کے پیچھے لپکا۔وہ اپنے کمرے میں گئی تھی۔

وہ پیچھے ہی کچی ڈور سے بندھا چلا آیا۔

خضر گیٹ لاسٹ فرام ہیر،، جاؤ یہاں سے مجھے نہیں کھانا کچھ بھی، بھوک نہیں ہے،،، وہ چلائی تھی۔اور واش روم میں بند ہونے لگی جب اس کا بازو خضر کی آہنی گرفت میں پھنسا تھا۔

کیوں خود کو بے وقعت کر رہی ہیں آپ،، کیوں اپنی سیلف ریسپیکٹ کو اتنا ڈی گریڈ کر رہی ہیں اس شخص کے پیچھے جسے آپ میں بلکل انٹرسٹ نہیں،، کیوں علیزے ایسا کیوں،،؟

وہ چیخ کر بولا تھا۔علیزے اسے بے یقینی سے دیکھے گئی۔

چھوڑو بازو خضر،، ابھی بچے ہو تم ،، یہ باتیں نہیں سمجھو گے،، علیزے نے اسے بری طرح جھٹکا تھا۔

بازو جھٹکے سے چھڑا کر واش روم میں بند ہوئی۔اور دل کھول کر اپنی بھڑاس نکالی۔وہ گھنٹے ڈیڈھ گھنٹے بعد لال بھبھوکا چہرہ لیے باہر نکلی تھی اور اسے اپنے کمرے میں ہی جما دیکھ حیرت ہوئی۔

آپ فکر مت کریں میں آپ سے شادی کروں گا،، خضر نے اطمینان سے کہا اور علیزے کا دل کیا اس ننجا ہتھوڑی کا تھوبڑا سجا دے۔کہ اکثر وہ ایسے شوشے چھوڑ کر اسے زچ کیا کرتا تھا۔

اور پھر وہ ڈھیٹ جب تک علیزے نے کھانا نہیں کھایا نا مان کر نا وہاں سے ہل کر دیا۔

اس کا دھیان بٹانے کو زبردستی کتابیں لیے پھر سے اس کے سر پر سوار ہو گیا۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی۔وہ سکول سے آ کر پھر اس کے سر پر سوار ہو گیا تھا۔وہ علیزے کے ہی کمرے میں اب اس کے دماغ کی دہی کی کسی بلو رہا تھا۔

علیزے بڑی انہماک سے اس نمیریکل کا سلوشن سوچنے میں مگن تھی۔

سامنے والے کا ریڈ کلر کا مخصوص پین اپنے ہونٹوں کے بلکل درمیان پھنسائے ایک ہاتھ سے کنپٹی کو سہارا دیا ہوا تھا۔

اور خضر جبران کبیر،، ٹھیک اس کے سامنے بیٹھا سنیمن چباتا اپنی تمام تر توجہ اپنے نمیریکل پہ دینے کی بجائے علیزے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔اور اپنی چالاکی پہ مسکرا بھی رہا تھا۔اس نے فارمولا ایسا گھمایا تھا کہ ایم ایس سی کی سٹوڈنٹ علیزے بھی چکرا کر رہ گئی۔

علیزے کی گود سے نوٹ بک نیچے گری تھی۔وہ اٹھانے کو جھکی۔بے دھیانی میں اوپر اٹھی۔سر سیدھا ٹیبل کے کونے سے ٹکرانا تھا۔جب تیزی سے خضر نے نامحسوس طریقے سے ٹیبل کے کونے پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔
علیزے کا سر اس کے ہاتھ پہ لگا۔وہ سیدھی ہوئی۔اور خضر نے بھی جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔اور پھر سے لاپرواہ بن گیا۔

اچھا چھوڑیں ناں علیزے اس کو،، آپ احان بھائی کو چھوڑیں اور مجھ سے شادی کر لیں،،،

اس کے دماغ میں جانے کیا چل رہا تھا جس نے اتنی اچانک یہ بات کی تھی کہ علیزے کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔مگر اس کا ہمیشہ کی طرح اتنا واہیات مزاق سمجھ کر وہ تپ گئی۔

خضر منہ سنبھال کر بات کیا کرو،،، بچے ہو بچے بن کر رہو تو بہتر ہے،،، اور مجھے آپی،،،،،،،،،،،،

علیزے کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا۔جب خضر نے اسے دونوں بازوؤں سے جکڑ کر چیئر سے اٹھایا اور پاس پڑے صوفے پر کسی گڑیا کی طرح بٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

میں آپ کو بچہ کہاں سے لگتا ہوں علیزے،،،،

علیزے جو اس کے اونچے سروقد کے سامنے اب اس بمشکل اس کے کندھے تک آتی تھی۔اس کے تاثرات، اس کی اس طاقت بھری گرفت میں حیرت سے پھٹی آنکھیں لیے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

یہ سچ تھا وہ بچپن سے علیزے سے بہت بہت زیادہ اٹیچ تھا۔اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات علیزے سے شئیر کرتا۔وہ تو اپنا پہلا اور آخری دوست تک علیزے کو مانتا تھا۔علیزے نے اپنی زندگی کا بہت سارا وقت اسے دیا تھا۔۔

اپنی توجہ ، کئیر اور محبت اس پر لٹائی تھی۔مگر اب پچھلے کچھ عرصے سے اس کے تیور ، نگاہیں اور تاثرات بدلے بدلے سے لگتے تھے جسے وہ جان بوجھ کر اپنا وہم سمجھ کر جھٹلاتی رہی تھی۔

مگر اب اس کے تمام خدشات حقیقت کا روپ دھارے اس کے بلکل سامنے بڑی بے باکی سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے تھے۔

علیزے نے حیرت بھری بے یقین نگاہوں سے اپنے بازوؤں کو دیکھا جن پر اس کی وحشت بھری سی گرفت میں عجیب طرح کی حدت تھی۔اور اس نے اب تک اپنے ہاتھ ہٹانا ضروری بھی نہیں سمجھا تھا۔

علیزے مجھ سے شادی کریں گی،، میں بلکل سیریس ہوں ،، اسے مزاق بلکل مت سمجھئے گا،،،

خضر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

خضر جبران کبیر تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے،، اپنی اور میری عمر دیکھی ہے تم نے،، کس نے بھری تمھارے دماغ میں یہ غلاظت بتاؤ مجھے،،،

وہ خضر کے ہاتھ جھٹک کر چلائی تھی۔

اگر آپ کو محبت ہے تو آپ کا دماغ درست ہے،، اگر مجھے محبت ہے تو میرا دماغ خراب ہے،، یہ تضاد کیوں علیزے،،

خضر برا منا گیا تھا۔علیزے کا دماغ گھوم گیا تھا۔

اپنے اور میرے بیچ میں یہ ایج ڈیفرنس نظر نہیں آیا تمھیں،، خضر میں نے ہمیشہ تمھیں اپنے چھوٹوں کی طرح ٹریٹ کیا تو تمھیں کہاں سے ملی اتنی شہہ کہ میرے سامنے کھڑے ہو کر تم ہر ادب ،تمیز تہذیب بھلائے مجھ سے یہ سب بول رہے ہو،،

علیزے تو صدمے سے باہر ہی نہیں آ پا رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یقین کریں علیزے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے صرف آپ کا چہرہ اپنے دل و دماغ میں بسایا ہے،، میری ہر آتی جاتی سانس میں بسی ہیں آپ،، یہ تو طے ہے کہ مجھے آپ سے ہی شادی کرنی ہے،،اس ایج ڈفرینس کی بنیاد سے مجھے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا،،، اور ایک بات اچھی طرح سن لیں اور اپنے دل و دماغ میں بٹھا لیں یہ بات،،

بزمِ امکاں میں نہیں کوئی تصور تجھ بن

تو میرا عشق ہے یہ بات گرہ باندھ کے رکھ،،

اس نے آنکھیں موند کر ایک جزب کے عالم میں شعر پڑھا تھا۔اور علیزے پر جیسے آج انکشاف در انکشافات کھلنے کا دن تھا۔

خضر ابھی کہ ابھی دفع ہو جاؤ میرے روم سے باہر،،

علیزے گرجدار آواز میں بولی تھی۔کب برداشت ہو رہا تھا اس کا یہ جنون یہ پاگل پن۔جس سے وہ اتنے عرصے سے نگاہیں چرا رہی تھی۔۔

گیٹ لاسٹ خضر اور جب دماغ ٹھکانے پر آ جائے تب ہی مجھ سے بات کرنا اب،، اور آئیندہ کہ بعد مجھے جب بھی مخاطب کرو تو آپی،،،،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شٹ اپ علیزے، جسٹ شٹ اپ،،، میں کیوں کہنے لگا یہ لفظ آپ کو،، محبت ہیں آپ میری اور کچھ نہیں،، جب میں نے سیدھے سبھاؤ آپ کو بتا دیا ہے میں شادی کرنا چاہتا ہوں آپ سے تو آپ کیوں میرے جذبات کا مزاق اڑا رہیں ہیں،،،

وہ درشتگی سے بولا تھا اور علیزے جیسے بےیقین سی غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔

خضر اس سے پہلے میرا ہاتھ اٹھ جائے دفع ہو جاؤ یہاں سے،،، اور یہ جو خناس اپنے دماغ میں تم نے بھرا ہے اسے تو اپنے دماغ سے باہر نکال ہی دو تو تمھارے لیے بہتر ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں،، سنا تم نے میں نے کیا کہا؟ نہیں ممکن یہ،،،

وہ شیرنی بنی غرائی تھی۔

تو پھر ٹھیک ہے میں بھی اسے کیسے ممکن بناتا ہوں یہ دیکھتی جائیں آپ،،،

خضر کا لہجہ چیلنجنگ تھا۔

بھاڑ میں جاؤ ،، جو مرضی کرو،، مجھے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑے گا،، ناؤ گیٹ لاسٹ،،،

وہ غرائی تھی خضر نے ایک زخمی نگاہ اس پر ڈالی۔اور تن فن کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کمرے کے دروازے پر آروشے ، ایشان اور مفرا حیران پریشان کھڑے اپنے بچوں کو دیکھ رہے تھے۔وہ تینوں شاکڈ سٹیٹ میں کھڑے علیزے کو خضر کے اوپر چلاتے سن رہے تھے۔اور ان کی بیشتر باتیں سن بھی چکے تھے۔

وہ جانتا تھا دروازے پر سب بڑے کھڑے ہیں۔مگر اس نے جو بولنا تھا بول دیا تھا۔بلکہ وہ چاہتا تھا سب بڑے آگاہ ہو جائیں۔

وہ نگاہیں جھکائے اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔علیزے دم بخود سی آروشے اور ایشان کو دیکھے گئی۔پھر بھاگ کر اپنے ڈیڈ کے گلے سے لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

وہ سب بھی پریشان ہوئے تھے بہت پریشان۔

خضر کی آنکھوں میں جنون نظر آیا تھا اس نے جانے اب کونسا قہر ڈھانا تھا وائیٹ پیلس میں۔

آدھی رات کا وقت تھا بیلجئیم کی مسلم کمیونٹی میں بنی مسجد میں وہ میڈیکل کے لاسٹ ائیر کا سٹوڈنٹ آج بھی تہجد ادا کر کے پلر سے ٹیک لگا کر بیٹھا با آواز بلند حفظ کی گئی سورت توبہ دہرا رہا تھا۔یہ وہ مخصوص وقت تھا جب وہ بار بار اسی صورت کی تلاوت کیا کرتا تھا۔اب فجر تک نماز باجماعت ادا کرنے کے انتظار میں اس نے ایسے ہی حفظ کی گئی سورتوں کی تلاوت جاری رکھنی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امام مسجد محمد صالح تہجد ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتے تھے اور یہ ان کی بیس سال کی زندگی کی لگی بندھی روٹین تھی۔

مگر اب تقریباً دو سال سے وہ اس نوجوان کی تلاوت سننے کے لیے تہجد کے وقت سے لے کر فجر کی نماز تک جاگا کرتے تھے۔وہ یقیناً اپنا حفظ مکمل کر چکا تھا۔اور اب دہرائی کرتا رہتا تھا۔

محمد صالح نے ایک بات جو اور نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ اتنی کم عمری میں اس کے ماتھے پر محراب کا خوبصورت گہرا نشان تھا۔جسے وہ آتے جاتے کشادہ ماتھے پر بال گرائے چھپا کر رکھتا تھا۔مگر ظاہر ہے نماز ادا کرتے جب ٹوپی پہنتا تھا تو بال پیچھے ہو جاتے تو ایک دن یونہی اتفاقاً سلام پھیر کر محمد صالح نے اپنے پہلو میں دیکھا تو اس نوجوان کے ماتھے پر اتنا گہرا محراب دیکھ کر بہت خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

بہت ہی کوئی خوش قسمت خاندان اور ماں باپ تھے جن کا بچہ مؤمنین کی نشانیوں میں سے ایک خوبصورت نشانی پا گیا تھا۔

اس کی صحر انگیز آواز دلوں پر سرور سا طاری کرتی تھی۔پوری مسجد میں ایک کیف کا عالم طاری ہو جاتا۔مسلم کمیونٹی کے اب اکثر بزرگ رات کو تہجد کے وقت مسجد میں آ جاتے۔اس کے بعد وہیں بیٹھ کر اس کی تلاوت سنتے تھے۔اور پھر نماز باجماعت ادا کر کے اس کے ساتھ ہی واپسی کے لیے نکلتے۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آج محمد صالح کا دل کیا کہ اس نوجوان سے بات کی جائے تبھی اپنے حجرے سے نکل کر اس کے قریب آ کر بیٹھے تھے۔اپنے کندھے پر لمس محسوس کر کے وہ تلاوت کرتے خاموش ہوا تھا۔اور آنکھیں کھول کر محمد صالح کی جانب دیکھا۔

بہت خوب نوجوان،، بہت خوبصورت آواز ہے،، میں نے بیس سالہ امامت کی گئی زندگی میں کبھی کسی نوجوان کو اتنا نیک نہیں پایا جتنا کہ تم ہو،،،

جی نہیں امام صاحب،، کافی گنہگار ہوں اور توبہ و استغفار کرنے آتا ہوں،، شاید کبھی رب تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مل جائے،،

وہ نیک ہونے کی بات پر نگاہیں جھکا کر بولا تھا۔

تم مجھے بابا بول سکتے ہو،، کیونکہ یہاں کے سب لوگ بڑا ہو یا چھوٹا مجھے بابا بولتے ہیں،،، اور کیا کرتے ہو میاں،، محمد صالح نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

میڈیکل کا سٹوڈنٹ ہوں،، وہ سادگی سے جواب دیئے گیا۔

کیا نام ہے تمھارا،، محمد صالح نے پھر پوچھا۔

امن آریان پاشا ،، وہ آہستگی سے بولا۔

تمھارے خاندان کو تم پر ناز ہو گا،،، صالح صاحب نے کہا۔تو وہ خاموش ہو گیا بہت خاموش۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ایسا کچھ نہیں ہے بابا،، وہ سادگی سے بولا تھا۔اب انھیں کیا بتاتا کہ وہ تو وہ آدم زاد تھا جسے اس کے گناہ کی وجہ سے اپنی جنت سے نکال دیا گیا تھا۔

کیا چاہیے خدا سے تمھیں برخوردار ،،، محمد صالح نے یونہی پوچھ لیا۔اس سے بات کرنا بہت اچھا لگ رہا تھا۔

اپنے لیے معافی اور اپنی روح میں معلق ایک وجود کے لیے سکون اور خوشیاں،، کافی برجستہ جواب تھا۔محمد صالح مسکرائے۔

کل کو دن میں آنا ہمارے حجرے میں وہاں ملاقات ہوگی،، اب تو کافی وقت ہوگیا ہے،، فجر ہونے والی ہے ،، میں کل کو دن میں انتظار کروں گا تمھارا،،

انھوں نے کہا تھا اور امن نے حیرت سے پھٹی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا کہ محمد صالح کے گھر میں کبھی کسی نے کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا تھا۔مگر وہ اب اسے خود اپنے گھر آنے کی دعوت رہے تھے۔

جی میں ضرور حاضر ہو جاؤں گا،،

امن نے کہا وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

امن نے دوبارا آنکھیں موند لیں۔پھر فجر ادا کر کے ہی وہ مسجد سے باہر نکلا اور ٹراؤزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال پیدل ہی اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔

بس ایسا ہو گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں نے جنم سے پہلے جنم لیا

اور اپنی عمر سے پہلے بڑا ہوا

بنا محبت، محبت کی، اور بنا قصور رلایا گیا

میں نے آج سے پہلے دن دیکھا

اور شام سے پہلے رات

مجھے دل سے پہلے #درد ملا

اور درد سے پہلے #مات

میں نے آج دیکھا مگر کل نہیں

اور کل بھی وہ کہ اگلا پل نہیں

کتنا عجیب شخص ہوں میں

کہ زندگی سے پہلے جیا

اور موت سے پہلے مر گیا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جس وقت اپنے اپارٹمنٹ داخل ہوا تو شفا کو اپنے انتظار میں جاگتے پایا تھا۔وہ کوریڈور سے لاؤنج میں داخل ہوا تو شفا اس کی جانب دیکھ کر مسکرائی۔

مما،، کتنی مرتبہ کہا ہے کہ میرے انتظار میں مت جاگا کریں،، آپ آرام کیا کریں،،،

اس نے قریب آ کر ماں کا ماتھا بڑی عقیدت سے چوما تھا۔

اور تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ میں فجر پڑھنے کے بعد روز تمھارا انتظار کرتی ہوں تو روز مجھے نصیحتیں مت کیا کرو،، شفا جھنجھلائی۔

اوکے بابا ، چلیں اب تو میں آ گیا اب تو آپ جا کر آرام کریں،، امن نے شفا کو کندھوں سے تھاما۔

بلکل نہیں،، اب گھس جاؤ گے باپ کی طرح اس ایکسرسائز روم میں،، فریش جوس بناتی ہوں میں تمھارے لیے،،

شفا بول کر کچن میں جانے لگی جب پھر امن نے اسے کندھوں سے تھاما تھا۔

ہر گز نہیں آپ بیٹھیں گی اور آپ کا یہ پرنس اپنی مدر کوئین کے لیے جوس بنائے گا،، امن نے اپنی خدمت پیش کی۔

(ماں باپ پشت پناہی کریں اور بچے کو ٹھوکر لگنے کے بعد وقت رہتے سنبھال لیں تو بچے کی زندگی برباد ہونے سے بچ سکتی ہے۔یہی شفا اور آریان نے کیا تھا۔وہ اسے لئے بیلجیئم چلے آئے تھے۔دینی، روحانی ،جسمانی ہر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

طرح کی ٹریٹمنٹ کی گئی تھی۔وہ پوری طرح ڈرگز ایڈیکٹ بن چکا تھا۔مہینوں لگے اسے ٹھیک ہونے میں۔ آریان نے اسے سب سے پہلے دینی تعلیم دلوائی تھی۔مطلب قرآن پاک حفظ کروایا۔وہ شروع سے غیر معمولی طور پر ہی زہین تھا۔تبھی بہت جلد کور کیا تھا۔پھر میٹرک کے بعد وہ میڈیکل کالج میں ہی گیا تھا۔ آریان قدم قدم پر اس کے ساتھ رہا۔اپنی پریکٹس یہاں جاری رکھی۔اور اپنا زیادہ تر وقت امن کو دیا۔شفا نے بھی اپنی زندگی کو اپنے بیٹے کی زندگی کا حاصل بنا دیا۔یوں شفا اور آریان اسے اپنی زندگی کی جانب لوٹنے میں اور ایک مکمل کامیاب انسان بنانے کی کوشش میں پوری طرح کامیاب ہوئے تھے۔آراین نے امن کی دوسری طرح کی خاص ٹریننگ بھی ساتھ ساتھ جاری رکھی تھی۔اور اب اسے اپنی زندگی کا ایک مقصد مل چکا تھا۔جسے باپ بیٹا مل کر آگے لے کر چلے تھے)

وہ دونوں کچن میں آئے۔امن فریش جوس کے لیے سیب دھونے لگا۔شفا بغور اسے دیکھے گئی۔بچپن میں ہی اس سے اس کا بچپن چھین لیا گیا تھا اب تو اس کے چہرے پر ہمہ وقت اس قدر سنجیدگی چھائی رہتی کہ شفا اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے کے لیے ترس گئی تھی۔مگر وہ برسوں سے مسکرایا نہیں تھا۔

امن نے ماں کی محویت نوٹ کی تھی۔

آپ میری فکر مت کیا کریں مما،، اب میں بلکل ٹھیک ہوں،، امن نے انھیں تسلی دلائی۔

اس بات کا یقین میں تب کروں گی جب تمھیں کسی دن سکون سے سوتے ہوئے دیکھوں گی،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شفا نے آہستگی سے کہا تھا۔سب کچھ ٹھیک تھا اپنی جگہ پر واپس آ چکا تھا اس کے باوجود وہ بے خوابی کا شکار ہو چکا تھا۔اور راتوں کو سوتا ہی نہیں تھا۔

اور وہ دن شاید تب آئے جس دن میں اسے اپنی نگاہوں کے سامنے سہی سلامت دیکھ لوں مما،، کیا آپ جانتی ہیں بڑے پاپا نے اسے کہیں چھپا دیا ہے،، وہ وائیٹ پیلس میں نہیں ہے،، کہاں ہے؟ میں یہ پتہ لگانے میں ناکام رہا،، اور آپ جانتی ہیں ناں یہ بات مجھے چین نہیں لینے دیتی،،

امن نے نگاہیں چراتے کربناک لہجے میں کہا تھا۔

تم یہ کیوں بھول جاتے ہو امن کہ وہ چاہے دنیا کے کسی کونے میں چلی جائے،، رہے گی تو تمھاری،، کوئی کچھ بھی کر لے اس کا نام تمھارے نام سے الگ نہیں ہو سکتا،،

شفا نے اسے سمجھانا چاہا۔

اوکے چھوڑیں اس بات کو یہ بتائیں ڈیڈ کدھر ہیں،،

امن نے سہولت سے بات گھمائی تھی۔شفا بھی اب اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی تھی۔

جبران مفرا کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

اور آ کر اس کے سرہانے بیٹھا جو آنکھوں پر بازو رکھے نیم دراز تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ سب کیا ہے خضر،،؟ جے کے نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سنجیدگی سے ہوچھا۔

ڈیڈ وہ خود کو کیوں کسی کے آگے ڈی گریڈ کرنا چاہتی ہیں،،؟ کیوں انھیں بھلا نہیں دیتیں،،؟ میں ان کی سیلف ریسپیکٹ کو کم ہوتے نہیں دیکھ سکتا،، اسی لئے اب انھیں وہی کرنا ہوگا جو میں چاہتا ہوں،، خضر نے جبران سے نگاہیں چراتے کہا تھا۔

پاشا ابراہیم، سوہم اور کبیر جو اس کا مزاج درست کرنے آئے تھے اس کی بات سن کر وہیں رک گئے۔

جبران اسے کہو انسان بنے،، بچہ ہے ابھی بچہ بن کر رہے،، نہیں تو اسے بھی اٹھا کر وائیٹ پیلس سے باہر پھینکنے میں ایک سیکنڈ ویسٹ نہیں کروں گا میں،،

پاشا ابراہیم غرایا تھا۔

خضر نے ایک زخمی سی نگاہ ان کی جانب دیکھا۔

ڈیڈ مجھے جو سزا دینی ہے دے دیجئے مگر میں اپنی بات سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہلنے والا،،

وہ لاپروائی سے بولا تھا۔

وہ اس کی جانب دیکھے گئے۔اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

پانچ دن ہو چکے تھے۔وائیٹ پیلس میں ضرور کوئی غیر معمولی بات ہو رہی تھی۔مفرا تین دن سے ہاسپٹل نہیں جا رہی تھی جانے کیوں؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے اور فلزہ ابھی ابھی یونی سے واپس آئیں تھیں اور لاونج میں داخل ہوتے ہی قدم اپنی جگہ پر ساکت ہو کر رہ گئے تھے۔

زمل اور مفرا زارو قطار رو رہی تھیں اور باقی سب خواتین انھیں خاموش کروانے کی جدوجہد میں تھیں۔

علیزے اور فلزہ لپک کر ان تک پہنچیں تھیں۔

کیا ہوا ہے مما،، بڑی ماں کیا ہوا ہے آپ لوگوں کو،،، علیزے نے مفرا کے ہاتھ تھامے۔

مفرا نے ایک نظر آروشے کو دیکھا اور پھر رونے لگی۔

خضر نے پانچ دن سے کھانا نہیں کھایا ہے،،

آروشے نے بیٹی کے سر پر بم پھوڑا۔اور پھر مفرا کو چپ کروانے لگی۔

حیرت در حیرت تھی کہ سب بڑوں تک کو اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا جو ایک ہی رٹ لگائے بیٹھا تھا کہ علیزے سے نکاح کے بعد ہی وہ کھانا کھائے گا۔

اس کے باوجود کسی نے علیزے پر دباؤ ڈالنا تو بہت دور کی بات ہے بات تک کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔اب بھی آروشے نے کچھ جتایا نہیں تھا اس کو۔کیونکہ یہ خالصتا علیزے کی پوری زندگی کا معاملہ تھا تو کوئی کیسے اس پر دباؤ ڈال سکتا تھا۔

یہ الگ بات تھی کہ مفرا اور اپنی بڑی ماں زمل کے آنسوؤں نے ان کے دل میں سویاں سی چبھو ڈالی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے جھٹکے سے اٹھی تھی اور خضر کے کمرے کی جانب گئی۔

دھاڑ سے دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی تو وہ بلکل نڈھال سا ملگجے بکھرے سے حلیے میں بیڈ پر نیم دراز تھا۔ کمزور سا آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے سے محسوس ہوئے۔آج تو اتنا نڈھال ہو چکا تھا کہ سکول تک نا جا سکا۔ آہٹ پر آنکھیں کھول کر دروازے کی جانب دیکھا۔

اور یہ سامنے والی کے وجود کو اعزاز بخشا گیا تھا کہ وہ بمشکل اٹھ کر نیم دراز ہوا جب کہ چہرہ بلکل سرد و سپاٹ بے تاثر سا تھا۔

یہ کیا پاگل پن ہے خضر،،،

علیزے کا لہجہ بے بسی لیے چٹخا ہوا تھا۔خضر نے ایک سنجیدہ سی نظر اس دلکش نازک سراپے پر ڈالی۔

اگر ہے بھی تو بقول آپ کے آپ کو کیوں فرق پڑ رہا ہے،،؟ وہ خوش فہم پوچھ بیٹھا۔

صرف اور صرف بڑی مما کی وجہ سے،، وہ اس کی خوش فہمی پل میں دور کر گئی۔

ویسے اسے پاگل پن نہیں عشق کہتے ہیں علیزے،، وہ طنزیہ مسکرایا تھا۔

بکواس نہیں،،، میں تمھارا منہ توڑ دو گی خضر،،

توڑ ہی دیں،، کم از کم دل توڑنے سے تو بہتر ہو گا،، وہ اسے لاجواب کرنا چاہتا تھا شاید۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نرمی سے بیڈ سے اٹھا۔شکن زدہ لباس۔ٹوٹا بکھرا وہ علیزے کب دیکھ سکتی تھی اسے ایسے۔اب بھی بے چین ہوئی تھی۔

خضر پلیز،، مجھے میرا وہ دوست لوٹا دو جسے کچھ دن پہلے تک میں اپنے سائے سے بھی زیادہ قریب تر رکھتی تھی،،

علیزے دو قدم آگے بڑھی تھی اور التجائیہ لہجے میں اسے کہا تھا۔جو شاید آٹھ کر باہر جانا چاہتا تھا۔

اگر تو اس دوست کو لے کر آپ اس کا دل نکال کر اپنی بے رخی کے پیروں تلے کچلنا چاہتی ہیں تو سوری میں نہیں دے سکتا آپ کو آپ کا وہ سو کالڈ دوست،،

خضر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

خضر تم،،، علیزے کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہونے والا تھا۔مگر علیزے نے لپک کر اسے تھام لیا تھا۔

وہ نیم بیہوش ہوا تھا مگر جھٹپٹا کر اپنا آپ غم و غصّے سے علیزے سے چھڑانا چاہا۔

بڑے پاپا،،، علیزے نے چلا کر آواز دی۔

سب لپک کر اس کے روم تک آئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ ہو کیا رہا ہے یہاں،،، کبیر ابراہیم گرجدار آواز میں چلایا تھا۔جبران نے خضر کو اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔اب کمرے میں سب موجود تھے۔پاشا ابراہیم اور سوہم خان کے ماتھوں پر بے شمار بل تھے۔

انھوں نے کیسے خود کو اس میس سے نکالا۔تھا یہ تو وائیٹ پیلس ہی جانتا تھا۔کن حربوں سے ان کے بچوں نے انھیں یہاں سے جانے نا دیا تھا یہ بھی وہی جانتے تھے۔انھوں نے اپنے ٹوٹے بکھرے ہوئے مان کو کیسے کرچی کرچی کر کے سمیٹا تھا یہ بھی ایک الگ داستان تھی۔مگر اب پھر جیسے وائیٹ پیلس میں ایک بھونچال سا آ گیا تھا۔جو اس کی جڑیں ہلا رہا تھا۔

علیزے کو اپنا آپ مجرم سا محسوس ہو رہا تھا۔

جبران نے اس کی ٹریٹمنٹ کرنا چاہی جب وہ ہوش میں آ کر پھر جھٹپٹایا تھا۔

ڈیڈ اگر آپ نے مجھے ٹریٹمنٹ دینے کی کوشش بھی کی تو میں اپنی جان لے لوں گا،،، لیو می،، میں بلکل ٹھیک ہوں ڈیڈ،، لیو می الون،،، مجھے آرام کرنا ہے،، جایئے آپ لوگ یہاں سے،،،

اس نے بول کر کمفرٹر میں منہ دیا تھا۔

علیزے کی حیرت کی انتہا نا رہی جب بڑے پاپا اور سب اس کے کمرے سے چپ چاپ نکلتے چلے گئے کسی نے اس ضدی کہ منہ پر دو چار جڑ کر اسے اس ضد سے دستبردار ہونے کو نہیں کہا۔

اس نے باہر نکل کر لپک کر کبیر کا بازو تھاما تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپ لوگ اسے کچھ کیوں نہیں کہہ رہے ہیں دادو،، وہ پنے لب کاٹتی بولی تھی۔

جب ہم تمھیں کچھ نہیں کہہ رہے تو اسے بھی کچھ کہنے کے مجاز نہیں ہیں پرنسز،،،

کبیر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔علیزے کے اوپر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

وہ غلطی پر ہے دادو،،، علیزے تلملائی۔

اگر اس کی محبت اس کی غلطی ہے تو یقیناً کوئی جان بوجھ کر کبھی خود کو اس محبت جیسے عزاب میں نہیں جھونکتا،، یہ تو وہ خود رو پودا ہے جو اپنے آپ انسان کے اندر تک جڑ پکڑ کر اسے کہیں کا نہیں چھوڑتا،،

اور میری محبت دادو،،، علیزے دھواں دھواں چہرہ لیے بولی تھی۔

جہاں تک میرا تجربہ ہے پرنسز وہ مجھے صرف اٹریکشن لگتی ہے یا پسندیدگی،، محبت تو وہ ہوتی ہے جب ہزار ناراضگی کے باوجود انسان دوسرے کی تکلیف میں تڑپتا پھرے،،

کبیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور وہاں سے چلا گیا۔علیزے ہونق سی بنی وہاں کھڑی رہی۔

آج پھر یہ رات وائیٹ پیلس پر ایک عزاب بن کر نازل ہوئی تھی۔کوئی بھی نہیں سو پایا۔مفرا خضر کے سرہانے بیٹھی رہی۔وہ نیم غنودگی میں بھی بار بار علیزے علیزے پکارتا رہا تھا۔سب اس کے کمرے کے آس پاس ہی رہے۔جلاد کا بھی تھا ضدی اور اپنی ہٹ کا پکا۔اپنی اور دوسروں کی اس قدر تکلیف بھی اسے اپنی ضد سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہلانے کو تیار نہیں تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے جلے پیر کی بلی بنی پورے وائیٹ پیلس میں چکراتی رہی۔حتی کہ ایشان اور اروشے کی نگاہوں میں بھی وہ شکوہ پڑھ چکی تھی مگر وہ اسے اپنے منہ سے کچھ نہیں بول رہے تھے۔اور یہ علیزے ایشان کے لیے سب سے زیادہ تکلیف کی بات تھی۔

اگلی صبح کا وقت تھا۔اور آج اس کی بھوک ہڑتال کا چھٹا دن۔آہٹ پر خضر نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو علیزے ہاتھوں میں کھانے کی اشیاء کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی تھی۔خضر نے منہ دوسری جانب پھیر لیا۔

اٹھو خضر یہ کھانا کھاؤ اور جوس پیو،، علیزے نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

چلی جائیں علیزے یہاں سے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں،، وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔

میں بڑے پاپا سے بول آئی ہوں کہ نکاح کی تیاری کریں،، اب اٹھو اور یہ جوس پیو،، علیزے کی سرد سی آواز پر اس نے چہرہ موڑ کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

علیزے نے اس کے لبوں کے ساتھ جوس کا گلاس لگانا چاہا۔خضر نے اسے بغور دیکھتے سرعت سے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں علیزے کہ فی الحال میری ضد پوری کر کے آپ بعد میں مجھ سے جان چھڑا لیں گی تو میری نظر میں یہ سراسر بے وقوفی ہے آپ کی،، کیونکہ ڈائیورس میں کبھی آپ کو دوں گا نہیں،، اور نکاح نامے میں آپ مجھے یہ لکھ کر دینے والی ہیں کہ آپ خلع لینے کے حق سے دستبردار ہو رہی ہیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ شاید سب کچھ طے کیے بیٹھا تھا۔علیزے دم بخود سی اسے دیکھے گئی۔وہ شاید اتنا تو جانتا ہی تھا اسے کہ اس کے اندر تک جھانک گیا تھا۔اور علیزے کے دل میں کیا تھا وہ بھی پہچان گیا تھا۔

اس کی وہ ذہانت جس پر ابھی کچھ عرصے پہلے علیزے کو فخر تھا آج وہ زہر لگی تھی اسے۔

مگر پھر بھی دھواں دھواں چہرہ لیے خضر کا ہاتھ جھٹک کر اس نے اس کے لبوں کو جوس لگایا جو اب کی بار شرافت سے اس نے پی لیا۔

یہ نکاح ایک شرط پر ہو رہا ہے خضر جبران کبیر،، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا،،

وہ جوس پی چکا تو وہ چبا چبا کر بولی تھی۔

بغیر سنے مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے،، خضر کا لہجہ اطمینان بھرا تھا۔

کھانا کھاؤ اب،، علیزے نے دانت کچکچائے۔

نکاح کے چھوارے کھاؤں گا،،، یقین کریں وہ زیادہ طاقت دیں گے مجھے،، وہ ہنسی ضبط کرتے بظاہر سنجیدگی سے بولا تھا مگر علیزے اس کی آنکھوں میں مخصوص شرارت بھری چمک دیکھ چکی تھی تبھی پیر پٹختی اس کے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔وہ گہرا مسکرایا۔

وادی کالام کی ایک بلکل چھوٹی سی بستی میں بنے ایک گورمنٹ سکول میں آج رزلٹ ڈے تھا۔سکول صرف بچیوں کا تھا۔شہر سے بڑے سکول کی پرنسپل بچیوں میں انعامات تقسیم کرنے آئی ہوئیں تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پرنسپل نے سکول کا ریکارڈ چیک کیا تھا۔سب سکول کے گراؤنڈ میں جمع تھے۔اور اب بچیوں میں انعامات تقسیم کیے جا رہے تھے۔سارا سکول اور ٹیچرز وہیں موجود تھیں۔

ایک وہی تھی جو ہمیشہ کی طرح بھیڑ بھاڑ سے گھبرائی ہوئی سی اپنی کلاس میں دبکی بیٹھی تھی۔

اسے میٹرک میں ہونا چاہیے تھا۔مگر وہ ایٹھت میں تھی۔دو سال لگے تھے اپنے حواس میں واپس لوٹتے۔کچھ کچھ نارمل ہوتے۔۔مگر نہیں

وہ نارمل کب تھی۔؟

اسے تو اب بھی پورے سکول میں سب پاگل پاگل بول کر چڑاتے تھے۔

سب اسے سائیکو سمجھتے تھے۔

اگر سمیع خان زمانے سے نا لڑا ہوتا تو آج معجزا سمیع خان واقعی کسی مینٹل اسائلم میں ہی پڑی ہوتی۔

یہ قسمت کی ستم ظریفی تھی۔

واو ،، ایٹتھ کلاس میں فرسٹ پوزیشن معجزا کی ہے،، معجزا بیٹا سٹیج پر آئیں،،،

پرنسپل نے بلند آواز میں اس کا نام پکارا تھا۔مگر وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔ٹیچر نیلم دانت پیس کر پرنسپل سے اکسکیوز کرتی اپنی کلاس میں واپس آئی تھی کہ جانتی تھی وہ یہیں کہیں دبکی بیٹھی ہو گی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

(یہ اس مہرباں ٹیچر کی ہی نوازش مہربانی اور محبت تھی کہ وہ اس وقت اس لڑکیوں کے سکول میں موجود تھی نہیں تو وہ گھر سے نکلنے کو تیار ہی نہیں تھی۔ٹیچر نیلم اس کا سایہ بن کر اس کے ساتھ رہتی تھیں۔)

معجزا،، بیٹا بس پرائز لے لو،، ٹیچر نیلم نے اسے منت بھرے لہجے میں کہا۔

مگر اس نے بری طرح ان کے بازو میں منہ دیئے نفی میں سر ہلایا۔

آخر پرائز تقسیم کر دیئے گئے۔اکثر بچیاں سکول سے گھر جا چکیں تھیں۔معجزا کلاس میں بیٹھی ٹیچر نیلم کا انتظار کر رہی تھی کہ بیشک اس کا گھر سکول سے پچھلی گلی میں تھا مگر وہ ٹیچر نیلم کے بغیر سکول سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالتی تھی۔

ٹیچر نیلم کلاس میں اسے لینے آئی تھی تب پرنسپل بھی ان کے ساتھ معجزا سے ملنے چلی آئیں۔

وہ انھیں دیکھ کر گھبرائی تھی۔مگر پرنسپل اس کے قریب چلی آئیں۔

بہت پیاری بچی ہے،، پرنسپل نے اس کی گلابی گال کو ہلکا سا چھوا۔

آپ بہت زہین ہو بیٹا،، کیا آپ شہر میں ہمارے بڑے سکول میں داخل ہونا پسند کریں گی،،، پرنسپل نے اس کی فائل کھولتے متاثر ہونے والے انداز میں کہا تھا۔

معجزا ٹیچر نیلم کی اوٹ میں چھپ گئی۔جبکہ ٹیچر نیلم نے بے بسی سے پرنسپل کی جانب دیکھا۔اب وہ انھیں اس سے بات کرنے کے لیے منع بھی نہیں کر سکتی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس فائل میں معجزا کا ب فارم بھی تھا۔اور اس میں ایک چیز دیکھ کر وہ حیران پریشان رہ گئیں۔

بیٹا کیا نام ہے تمھارا،، پرنسپل نے سرسری سا پوچھا۔جانے کیوں مگر اب ان کے ماتھے پر بے شمار بل تھے۔

مم،، معجزا سمیع خان،،، معجزا نے بمشکل اپنا نام بتا ہی دیا۔

نو،،،،، یو ناٹ بیٹا،،، تم معجزا سمیع خان نہیں تم معجزا امن آریان پاشا ہو،، تمھارے ب فارم پر باپ کی جگہ شوہر کا نام لکھا ہے،، تعجب کی بات ہے اتنی کم عمری میں شادی،، کتنا ظلم کرتے ہیں والدین اپنے کم سن بچوں پر،، ایسا نہیں کرنا چاہیے،،

پرنسپل اپنی دھن میں بولی جا رہیں تھیں اور معجزا کے جسم سے جیسے سارا خون نچڑ چکا تھا وہ لمحوں میں سفید پڑ گئی تھی۔ٹیچر نیلم نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔پانچ سال سے چھپا کر رکھی تھی یہ سچائی مگر اب اس کے سامنے آ کر سینہ تان کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

میں آپ سے پوچھ رہی تھی کہ آپ شہر آ کر پڑھیں گی،،؟ پرنسپل نے اپنا سوال دھرایا۔مگر جواب دینے سے پہلے وہ ٹیچر نیلم کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

ارے یہ ،، کیا ہوا بچی کو،،، پرنسپل گھبرا گئیں۔

کچھ نہیں میڈم یہ بچی تھوڑی زہنی بیمار ہے اور جسمانی طور پر بہت کمزور ہے تو اسی وجہ سے بس میں اس کے بابا کو فون کرتی ہوں،، وہ خود ہی سنبھال لیں گے اسے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ٹیچر نے جلدی سے اپنا فون نکالا اور سمیع خان کو۔کال ملائی جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لی گئی۔

ٹیچر نیلم نے انھیں جلدی سے سکول آنے کو کہا اور خود اس نازک جان کی جانب متوجہ ہو گئیں۔جس میں پہلے ہی جینے کی امنگ دو فیصد بھی نہیں تھی اور اب تو مزید جیسے ایک مرتبہ پھر اس کے پیروں تلے سے زمین اور سر سے چادر کھینچ لی گئی تھی۔

وہ اداس سی اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب بیٹھی تھی جب فلزہ ہاتھ میں ایک شاپنگ بیگ لیے اندر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

علیزے نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

آج یہ ڈریس پہن لینا علیزے،، چھوٹی ممی کی بڑی خواہش ہے تمھیں اس ڈریس میں دیکھنے کے لیے۔

فلزہ نے اسے کہا تو اس کا دل کیا اس ڈریس کو آگ لگا دے مگر۔

پہن لوں گی،، بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

کیا یار کیوں منہ لٹکایا ہوا ہے،، آخر یہ وائیٹ پیلس کی خوشیاں آدھی ادھوری کیوں ہے،،،کیوں خوشی کے موقع پر بھی کوئی نا کوئی دکھی ہوتا ہے،، آخر وائیٹ پیلس کو اس کی مکمل خوشیاں کب نصیب ہوں گی،، فلزہ کی ہزار ضبط کے باجود گہری جھیل سی سبز آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن کب آ رہا ہے واپس،،،

علیزے اٹھ کر ڈریس کی جانب بڑھی۔اور بات پلٹنے کو یونہی پوچھ بیٹھی۔

آ گیا ہے واپس،، اتنی بڑی کامیابی کے بعد،، یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ میں ایل ایل بی میں ٹاپ کر کے ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی وائیٹ پیلس نہیں آیا بزدل کہیں کا،،،

فلزہ نے ناک چڑھائی۔

کیوں،،،؟ علیزے کو حیرت ہوئی۔

میری وجہ سے،، فلزہ نے ایک سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔"دماغ کے معاملے میں جتنا تیز، خوفناک، دہشت ناک مگر دل کے معاملے میں اتنا ہی بزدل الو کا پٹھا،،،

فلزہ آج یونہی دل کی بھڑاس نکالنے مصروف تھی۔جانے احان نے آخر اسے کیوں بتا دیا تھا کہ ارشن ماہ بیر حفیظ واپس آ چکا ہے۔

اچھا چھوڑو،، جاؤ تم تو تیار ہو جاؤ،، نہیں تو پنکی دادو کو بول دو تیار کروا دیں گی،،

علیزے نے اسے اس دردناک ٹاپک سے ہٹانا چاہا۔

خدا کا نام لو،، میں نے تیار ہونا ہے،، برائیڈل نہیں بننا اور پنکی دادو کی وہ شاگردیں یوں تیار کرتی ہیں جیسے آج ہی نکاح پڑھوا لو،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فلزہ لرز اٹھی تھی علیزے مسکرائی۔

فلزہ مطمئن ہو کر کمرے سے باہر چلے آئی۔اسے تو مطمئن کر کے بھیج دیا مگر اب پھر علیزے نے اس ڈریس کو خونخوار نگاہوں سے گھورا تھا۔

آج سالوں بعد وائٹ پیلس میں کچھ رونق اور گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔نکاح کی تیاری مکمل تھی۔اب بے تحاشا خوش تھے۔کم از کم ایشان اور جبران تو بہت ہی زیادہ خوش تھے۔

مگر ان کی یہ خوشی خاک میں ملی تھی جب علیزے نے اس نکاح کی شرط ان کے گوش گزار کی۔

خضر اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔بلیک ڈنر سوٹ میں اس کی شہزادوں جیسی آن بان شان تھی۔

ایشان اور جبران اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔اس نے ابھی تک صرف دو مرتبہ جوس ہی پیا تھا۔کھانا اب بھی نہیں کھایا تھا۔انھیں اندر آتا دیکھ وہ مسکرایا۔

کیسا لگ رہا ہوں ڈیڈ،، اس نے جبران سے ہی پوچھا تھا۔

بہت ہینڈسم لگ رہے ہو جونئیر جے کے،،، جبران پھیکا سا مسکرایا۔

آپ مجھے ہینڈسم نجا ہتھوڑی بھی بول سکتے ہیں ڈیڈ،، وہ کھکھلا کر ہنسا تھا۔مگر ان کی اتری ہوئی شکلیں دیکھ کر ڈریسنگ سے ان کی جانب آیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیا بات ہے ڈیڈ آپ لوگ پریشان کیوں ہیں،،؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا،،؟ علیزے نے کچھ کہا آپ لوگوں سے،، انکار تو نہیں کر دیا پھر،،؟

اسے اپنے ہی خدشے لاحق تھے۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں مگر کیا تمھیں اس نے بتایا کہ نکاح کی کیا شرط رکھی ہے اس نے،، ایشان نے اسے بغور دیکھا تھا۔

نہیں بتایا تو نہیں کیونکہ میں نے انھیں بول دیا تھا کہ بغیر سنے مجھے ان کی ہر شرط منظور ہے،، اس نے لاپروائی سے کف لنکس بند کرتے انھیں دیکھا۔

اس نے کہا تم اگلے پانچ سال جب تک اپنی تعلیم مکمل نہیں کر لیتے وائیٹ پیلس میں نہیں رہ سکتے،، بلکہ وائٹ پیلس تو کیا،،؟ ملک سے ہی باہر جاؤ گے،، اسی لئے اسی نے ہی تمھیں بیلجئیم میں شفا اور آریان کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے،، ساری تیاری مکمل ہے اور آج رات کی فلائیٹ ہے تمھاری،،

جبران نے سنجیدگی سے کہا تھا۔کف لنکس بند کرتے اس کے ہاتھ لمحے بھر کو تھمے تھے۔

مگر پھر وہ سابقہ لاپروائی لیے بولا تھا۔

بسسسسسس،،، یہ پانچ سال تو چٹکیوں میں گزر جائیں گے،، میں نے تو سوچا پتہ نہیں کیا ڈیمانڈ رکھ دی ہو گی انھوں نے،، ویسے بھی ہم نے پہلے ہی طے کر رکھا تھا کہ میں میڈیکل کی تعلیم وہیں حاصل کروں گا جہاں سے امن بھائی کر رہے ہیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ نارمل لہجے میں بولا تھا مگر دل میں کیسے کیسے طوفان سر پٹخ رہے تھے یہ وہی جانتا تھا۔اس کے نارمل ری ایکٹ پر وہ دونوں پرسکون ہو گئے تھے اور خضر کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔وہ جانتا تھا وہ ٹینشن لے گا تو اس کے مما بابا ، ایشان ڈیڈ اور آروشے مما بھی ٹینشن لیں گی۔

چلو پھر باہر،،، جبران نے کہا تھا۔دل میں اس ظالم بے حس لڑکی کے لیے سو شکوے لیے وہ باہر آیا۔سب بڑے موجود تھے۔

مگر کچھ کمی تو تھی۔شفا آریان اور امن کی۔ارشن کی۔

وہ اب بھی چھوٹی موٹی شرارتیں کیے یونہی پریٹینڈ کر رہا تھا جیسے کہ اسے وائیٹ پیلس سے جانے کا کوئی افسوس نہیں ہو گا۔

کچھ ہی دیر بعد فلزہ ، آروشے اور مفرا اسے لیے باہر آئیں۔اس کا چہرہ اب بھی لٹھے کی مانند سفید پڑا ہوا تھا جیسے کہ جانے کتنی زبردستی ہو رہی ہے اس کے ساتھ۔کیونکہ اس نے صرف وہ برائیڈل ڈریس زیب تن کیا تھا۔میک اپ کے نام پہ لپ اسٹک تک نا لگائی تھی۔یونہی سادہ شفاف چہرہ لیے وہ لاونج میں موجود تھی۔

محض پندرہ بیس منٹ میں ہی وہ علیزے ایشان کبیر سے علیزے خضر جبران بن چکی تھی۔

کچھ ہی دیر میں نکاح کی مبارک باد پیش کی گئی۔خضر جو کہ بے تحاشا خوش تھا۔علیزے اتنی ہی زیادہ مرجھائی ہوئی لگ رہی تھی۔مگر صرف ایشان اور آروشے کی خاطر کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر وقتاً فوقتاً ایک نگاہ اس کی جانب ڈال لیتا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔سب بڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔اس نے مفرا اور آروشے مما کو پوری طرح مطمئن کر دیا تھا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا باہر جانے سے۔جبکہ یہ تو پہلے سے ہی طے کر رکھا تھا کہ باہر جا کر تعلیم حاصل کرے گا۔

مگر خود اندر سے کس قدر اداس تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے بستر پر مخالف سمت کروٹ لیے لیٹی تھی اور سمیع خان اس کے سرہانے اس کی پشت پر بیٹھا اس کا سر دبا رہا تھا۔وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے۔مگر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے نگاہیں چرانے کے لیے خود بھی یونہی ظاہر کرنا پڑتا ہے جیسا کہ اگلا بندہ پریٹینڈ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

سمیع خان بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی گڑیا کے سر پر بوسہ دے کر پہلے کمرے اور پھر گھر سے باہر نکل آیا تھا۔اس کا رخ سیدھا مسجد کی جانب تھا۔

ساڑھے آٹھ بجے عشا کا وقت تھا۔وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔اور لال انگارا آنکھیں اور چہرہ لیے اپنے بستر سے اتر کر وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر سمیع خان کے کمرے میں گھسی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

(اس سے اس کی معصومیت بہت پہلے چھین لی گئی تھی۔سارا بچپن چھین لیا گیا تھا۔وہ اب معصوم کب تھی۔ اچھے سے جانتی تھی شادی کا مطلب کیا ہوتا ہے؟؟ شوہر ہونا کیا ہوتا ہے؟؟ کسی کی بیوی ہونے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔؟)

اس نے کسی چیز کی تلاش میں پورا کمرا اتھل پتھل ڈالا تھا۔باہر برف باری ہو رہی تھی۔اور اندر وہ دنیا کو جلا کر بھسم کر دینا چاہتی تھی۔اپنے بابا کا پورا کمرا اوندھا کر مارا تھا۔پھر آخر ایک صندوق میں سے وہ کاغذات باہر نکل آئے جو اس کی بربادی کے پروانے تھے۔

لال انگارا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس نے اپنی بربادی کا پروانہ (نکاح نامہ) دیکھا۔سینکڈز لگے تھے اس کاغذ کے ٹکڑے کو زرا زرا کر کے آتش دان میں پھینکنے میں۔دل و دماغ میں نفرت، غم وغصہ کا ایک طوفان سا اٹھا تھا۔

آااااااا

کیوں آخر کیوں؟

وہ تیزی سے اٹھی تھی اور ادھر ادھر دیکھا۔تب اوندھی کی گئی فروٹ باسکٹ میں سے چاقو اٹھایا تھا۔سیکنڈز کے ہزارویں حصے میں چاقو اپنی کلائی پر رکھ کر ایک گہرا کٹ لگا دیا۔

جزاااااااااااااااااااااااااااااااااا،،،،،،،،،،،،،،،،،

وہ حلق کے بل چلایا تھا۔

سٹڈی ٹیبل پر بیٹھے اسے جانے کتنے عرصے کے بعد اونگھ سی آئی تھی۔وہ یونہی چیئر کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں موند گیا تھا۔بیلجیئم میں شام کے تقریباً پونے چھ بجے کا وقت تھا۔وہ غنودگی میں گیا تھا۔

مگر اسی اونگھ میں آج اس نے پھر اسے خون میں لت پت دیکھا تو ماہی بے آب کی طرح تڑپ کر اسے پکار بیٹھا۔

شفا جو کہ کچن کی جانب جا رہی تھی۔امن کے چلانے پر بھاگ کر اس کے روم تک آئی۔

کیا بات ہے امن،،، تم ابھی ابھی چلائے،، شفا نے اسے سینے سے لگایا۔

مما،، وہ ،، وہ تکلیف میں ہے،، مجھے محسوس ہو رہا ہے،، میں محسوس کر سکتا ہوں کہ وہ بہت تکلیف میں ہے،،

امن کا لہجہ ہزار ضبط کے باوجود نم ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ریلیکس،، کالم ڈاؤن مائی پرنس،،، وہ ٹھیک ہو جائے گی،، میں جانتی ہوں ،، تم اسے سنبھال لو گے،، اس کے تمام دکھوں ،درد اور تکلیف کا مداوا کر دو گے،، ریلیکس میری جان،،،

شفا نے اس کا سر سہلایا۔

مما میں مسجد جا رہا ہوں،، امام صاحب نے مجھے اپنے گھر انوائیٹ کیا تھا،، آپ ویٹ نے کیجئے گا میں ان کے گھر سے سیدھا مسجد چلا جاؤں گا،،، اور رات ادھر ہی رہوں گا،،

جب بے چینی و بے قراری حد سے سوا ہوئی تو اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

مگر کھانا تو کھا لو،،، شفا نے دھیمی آواز میں کہا۔مگر جانتی تھی اب وہ رکے گا نہیں۔

مما پلیز،،، اس نے بے بسی کی انتہا سے اپنے عنابی لب کچلے۔

اوکے نہیں روکتی جاؤ،،، شفا نے اس کے ماتھے سے بال ہٹا کر گہرے محراب پر عقیدت سے بوسہ دیا۔

اپنا کوٹ پہن کر وہ باہر نکلا تھا۔شفا نے نم آنکھیں لیے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔اور اس کی یہ تکلیف و ازیت ختم ہو جانے کی دل سے دعا کی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے اپنا کمرہ لاک کیے اپنے دوپٹے کو نوچ کر زمین پر پھینکے اب بیڈ پر اوندھی لیٹی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔وہ جسے کوئی چیز نہیں ہرا سکتی تھی آج اپنوں کے لیے اس قربانی نے اسے توڑ دیا تھا۔وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگی تھی۔

اسے پتہ نا چلا وہ کب اور کہاں سے کمرے میں آیا اور اب سکون سے کاٹ پر بیٹھا اس کا ہچکولے کھاتا وجود گہرائی سے ملاحظہ کرنے میں مصروف تھا۔

کافی دیر کے بعد جب بہت عجیب سا محسوس ہوا بھیگا چہرہ اوپر اٹھا کر دیکھا تو بھونچکا رہ گئی۔سامنے ہی وہ بہت عجیب نگاہوں سے اسے غور سے دیکھا رہا تھا۔

میں یہ ہر گز نہیں پوچھوں گا علیزے کہ آپ کیوں رو رہی ہیں،، اب آپ کا سرتاج اتنے سالوں کے لیے آپ سے دور سات سمندر پار چلا جائے گا تو رونا تو بنتا ہے ناں،،،

وہ اطمینان سے بیٹھا صاف اسے زچ کر رہا تھا۔

تم میرے کمرے میں کیسے آئے،،،؟ علیزے چلائی تھی۔وہ اپنے حلیے سے بری طرح گڑبڑائی تھی۔اور بیڈ سے اتر کر زمین پر پڑا دوپٹہ اٹھایا۔

بلکل پہلے کی طرح ننجا تیکنیک سے،،، جواب اب بھی تسلی بخش تھا۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی خضر،،، وہ شیرنی بنی پھر دھاڑی۔چہرہ لال بھبھوکا ہو چکا تھا جسے وہ دلچسپی سے دیکھے گیا۔پھر اپنی پاکٹ سے سنیمن نکال کر منہ میں رکھی اور چبانے لگا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تو پہلے بھی آپ کے روم میں ایسے ہی آتا تھا علیزے،، مگر اب شاید ہمارا رشتہ بدل چکا ہے ناں تو آپ یقینا مجھ سے شرما رہی ہیں ،، ہے ناں،،،؟

وہ اس کے سرخ چہرے پر ٹونٹ کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔صاف لگتا تھا وہ اسے تپا رہا ہے۔اور وہ مکمل سر تا پا سلگ چکی تھی۔

گیٹ لاسٹ خضر،، دفع ہو جاؤ یہاں سے،، بلکہ پیلس اور اس ملک سے،، اور اگلے کچھ سال مجھے اپنی شکل مت دکھانا،،

وہ غرائی تھی۔وہ کاٹ سے اٹھ کر قدم قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔

تو آپ کی یہ شرط تھی کہ مجھے وائیٹ پیلس اور اس ملک سے دربدر کرنا چاہتی ہیں آپ،، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ بیٹھا۔

جی ہاں بلکل،، شکل گم کرو اپنی یہاں سے،، اس ظالم کو ترس کب آیا تھا اس پر۔

رائٹ، تو پھر میرا بھی وعدہ ہے یہ آپ سے،،،، کہ واپس لوٹنے پر ہماری پہلی ملاقات ہمارے بیڈ روم میں میری سیج پر ہوگی،، اور یقین کریں تب وہ برسوں بعد کا لوٹا ہوا تشنہ روح ، تشنہ لب خضر جبران کبیر زیادہ خطرناک ثابت ہوگا آپ کے لیے،، اور تب شاید آپ اپنے اس فیصلے پر پچھتائیں،، مگر افسوس کہ تب شاید میں پچھتانے کا بھی موقع نہیں دوں آپ کو،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو علیزے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ضرور ہوئی تھی۔بلکہ وہ اس کے لہجے، الفاظ اور آنکھوں کی بے باکی سے جی جان سے لرز اٹھی تھی۔

خضر یہ کس قسم کی بکواس کر رہے ہو میرے ساتھ تم ہوش میں تو ہو،، کیا بکواس ہے یہ،،،؟

وہ دھواں دھواں چہرہ لیے بولی تھی۔

آپ کو تو میری شادی والی بات بھی بکواس لگ رہی تھی،، کیا ہوا؟ ہو گئی ناں،،،

وہ مسکرا کر بولا تھا اور اسے لاجواب کر گیا۔

خضر جاؤ یہاں سے ورنہ ابھی اسی وقت سچ میں ہاتھ اٹھ جائے گا میرا،،،

علیزے نے مٹھیاں بھینچیں تھیں۔

آ،،، ہاں،،،۔رئیلی،،؟ ٹرائی کر کے دیکھ لیں،،، آج پتہ چل ہی جائے کہ یہ لیڈی ایکسیوشنر اس جونیئر ایکسیوشنر پہ کتنا بھاری پڑتی ہے؟

اس کا لہجہ صاف مزاق اڑاتا لگا تو علیزے کا دماغ گھوم گیا۔

علیزے کا مکا فضا میں بلند ہوا تھا جو خضر نے اپنے چہرے کے بلکل قریب روک لیا۔

پھر علیزے تیزی سے گھومی اپنی پشت اس کی جانب کر کے اپنی پوری طاقت سے اپنی کہنی اس کے پہلو میں مارنی چاہی۔جسے وہ سکون سے اپنے بازو پر روک گیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بلکہ علیزے کا مکے والا ہاتھ کلائی سے تھام کر خضر نے وہ بازو موڑ کر اس کی پشت سے لگایا تھا۔

کوشش اچھی ہے،،، مگر اس جونئیر جے کے کی ٹکر کی نہیں،،

خضر نے لمبا سا سانس کھینچ کر اس کی بالوں کی خوشبو اپنی روح میں بسائی۔اور اس کی کنپٹی پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے۔

علیزے بھونچکا سی تیزی سے مڑی تھی پھر اس کے کئی وار خضر نے اپنے ہاتھوں اور مضبوط بازوؤں پر روکے تھے۔

وہ اس کے قریب آئی تھی۔تب خضر نے بہت اچانک اس کی کلائیوں کو جکڑا۔وہ اسے لئے اس کے بیڈ پر گرا تھا۔اور اب صورتحال کچھ یوں تھی کہ وہ بیڈ پر نیچے تھی اور خضر اس کے اوپر اس کی دونوں کلائیاں سختی سے بیڈ پر لگائے ہوئے تھا۔

خضر میں جان لے لوں گی تمھاری پیچھے ہٹو،،، وہ چلائی تھی۔

کوشش اچھی تھی مگر شوہر شوہر ہی ہوتا ہے،، اور وائف وائف،

نازک سی شرمیلی سی معصوم سی بھولی بھالی سی،، خضر گنگنا کر مسکرایا۔سنیمن کی خوشبو میں ڈوبی سانسوں کی مہک علیزے کو اپنے چہرے پر پڑتی محسوس ہوئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ڈیڈ،،،

جب کچھ نا بن پڑا تو وہ پوری طرح عاجز آ کر حلق کے بل چلائی تھی۔خضر بوکھلا کر سیدھا ہوا اور نرمی سے اسے چھوڑ دیا۔جانتا تھا وہ لوگ لاونج میں ہی بیٹھے ہیں اور علیزے کی آواز با آسانی ان تک پہنچ جائے گی۔

ہوا بھی تو یہی تھا چند سیکنڈ میں ہی علیزے کا دروازا ناک ہوا تھا۔

چچ،چچ،چچچ،چچچ،،، ویری بیڈ ڈیڈیز گرل کو اس جونئر جلاد سے بچنے کے لیے ڈیڈی کی ہیلپ کی ضرورت پڑ گئی،،،

خضر نے پھر شوشا چھوڑا اور اسے جان بوجھ کر سلگایا۔اب وہ اسے ملک بدر کر کے اتنا بڑا ظلم ڈھا رہی تھی تو کچھ تو اس کا حق بھی بنتا تھا بدلہ لینے کا۔

وہ دروازے کی جانب جاتی جل بھن کر کباب ہوئی تھی۔

علیزے نے دروازا کھولا تو سامنے ہی ایشان اور آروشے ہونق سے کھڑے تھے۔

کیا ہوا پرنسز،، کیوں چلائی،، آروشے نے ہی پوچھا ایشان تو خضر کو اس کے روم میں دیکھ کر ہی واپس چلا گیا۔

کچھ نہیں چھوٹی ممی،، یہ مجھ سے جھگڑا کر رہی تھیں،، جب مجھ سے جیت نہیں سکیں تو روندو بچوں کی طرح آپ لوگوں کو بلا لیا،،،

خضر نے پیچھے سے ہانک لگائی۔آروشے نے بیٹی کا جلا بھنا چہرہ دیکھ دانتوں تلے لب دبا کر ہنسی کنٹرول کی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مما اسے کہیں ابھی کہ ابھی میرے کمرے سے دفع ہو جائے نہیں تو میں منہ نوچ لوں گی اس کا،، وہ تلملا کر بولی۔

ابھی اتنا سنہرا موقع دیا تو تھا آپ کو میرا منہ نوچنے کا ،، مگر آپ ہی اپنے شوہر کو آنچ تک نہیں آنے دینا چاہتیں تو میں کیا کر سکتا ہوں،،، وہ کندھے اچکا کر بولا۔"اور چھوٹی ممی ابھی بتاؤں یہ کیا کر رہیں تھیں میرے ساتھ،،

وہ معصوم سی شکل بنا کر بولا۔

علیزے بھونچکا سی اسے دیکھے گئی جب کے آروشے سرخ چہرہ لیے افسوس سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

تب علیزے کے سر پر ایک چپت رسید کی۔"بیٹا جانی میاں بیوی کے پرسنل مومنٹس میں اماں ابا کو آواز نہیں دیتے،، پاگل کہیں کی،،،

وہ ہنستی ہوئی دوبارا واپس چلی گئیں جبکہ وہ آنکھ ونک کرتا قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔آخر علیزے ہی بری طرح پیر پٹختی جا کر فلزہ کے روم میں بند ہوئی تھی۔

خضر کی ہنسی کو بریک لگی۔اذیت ہی اذیت تھی مگر اسے برداشت کرنا تھی۔اسے اپنے غم کو ہنسی میں ٹال دینے کا ہنر تو بخوبی آتا تھا۔

تب وہ بظاہر سب کے سامنے ہنسی خوشی چلا گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ایک حسرت سے وہ اس کی راہ دیکھتا رہا۔مگر اس نے نہیں آنا تھا نا آئی۔

فلزہ کے کہنے پر بھی منہ سر لپیٹ کر ڈھیٹ بنی لیٹی رہی۔

اور وہ یہ حسرت دل میں لیے چلا گیا۔

وہ پاکستان لوٹ کر بھی کافی دنوں بعد وائیٹ پیلس لوٹا تھا۔واپس آ کر اپنے ڈیڈ کے ساتھ پریکٹس سٹارٹ کر دی تھی۔

کرئیر کا پہلا کیس تھا۔وہ جیت کے بہت قریب تھا مگر ایک جھوٹی گواہی نے کیس کی کایا پوری طرح پلٹ دی تھی۔

بظاہر معمولی سا کیس تھا۔ایک غریب کسان کی زمین پر ایک بدمعاش نے ناحق قبضہ جما رکھا تھا۔مالک کا کہنا تھا کہ اس نے زمین صرف کرایے پر دی۔تو اس غنڈے کا کہنا تھا کہ اس نے زمین خرید لی ہے۔اوریجنل پیپر ہونے کے باوجود اس غریب کے بھائی نے ہی اپنے بھائی کے ساتھ غداری کرتے جھوٹی گواہی دی تھی کہ اس کے سامنے وہ زمین فروخت کی گئی ہے۔

یوں کیس پھر پینڈنگ پر چلا گیا تھا۔

وہ نیچے بیسمنٹ میں آیا تھا۔جہاں وہ رسیوں سے جکڑا ہوا ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔منہ پر ٹیپ بندھی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن ماہ بیر حفیظ قدم قدم چلتا اس کے بلکل سامنے کرسی پر سرد و سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا جو اب اووووں اووووں کی آواز نکال کر رحم کی بھیک مانگنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تم نے جھوٹی گواہی دی،، ہاں یا ناں میں جواب چاہیے اور وہ بھی سچ سچ،،؟ ارشن نے سکون سے پوچھا تھا۔

اس نے فوراً بکرے کی طرح اثبات میں سر ہلایا۔ارشن نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ تھا۔اور اپنے ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا۔پیچھے سے گارڈز نے اسے ایک میڈیکل کٹ پکڑائی تھی۔

کچھ ہی دیر میں بیسمنٹ پہلے دلدوز دردناک چیخوں سے گونجا پھر مکمل خاموشی چھا گئی۔

ارشن نے اس کے لہو لہان آپس میں سلے ہوئے ہونٹوں کو دیکھا۔جو کہ ابھی ابھی ارشن نے بڑی دلجمعی سے آپس میں سی ڈالے تھے۔

اب تم کبھی بھی جھوٹی گواہی دینے کی جرات نہیں کر پاؤ گے یو باسٹرڈ،،

ارشن غرایا تھا۔

اگلی ہیئرنگ میں سچی گواہی دینا،، نہیں تو اب کی بار کچھ سلے گا نہیں ڈائیریکٹ گلا ہی کٹے گا سمجھے،،،

ارشن خون سے سنے ہاتھ رومال سے صاف کرتا اسی اطمینان سے وہاں سے نکلا تھا۔

کم نہیں ہے یہ اذیت کہ ابھی زندہ ہوں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب مرے سر پہ کوئی اور بلا کیوں آئے

ایک مرتبہ پھر ہاسپٹل کے سرد سے سفید کمرے میں اس کی آنکھ کھلی تو آنکھوں سے آنسو پھر تواتر سے بہہ نکلے۔وہ کیوں تھی اتنی ڈھیٹ ، کیوں موت بھی اسے قبول نہیں کرتی تھی۔

کیا جانیے کس کس کو میں یاں دی ہے اذیت

مردہ بھی جو پہلو میں سلاتا نہیں مجھ کو

آنسو تواتر سے تکیے میں جذب ہوئے۔ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ کر پیچھے بیٹھے شخص نے بے چین ہو کر اسے پکارا۔

معجزا میری بچی،،،

اس پکار پر معجزا پیچھے مڑی تھی۔

بڑے پاپا،،، معجزا نے پھوٹ پھوٹ کر روتے پاشا ابراہیم کی گود میں منہ چھپایا تھا۔

ایسا کیوں کیا میری بیٹی نے،،، پاشا ابراہیم نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

پاپا،،، وہ،،،، وہ،،،، میں،،،

وہ اس کے آگے کچھ بول نا پائی نا کبھی بول سکتی تھی۔پاشا نے اس کا سر سہلایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی نہیں ہے بچی،، یہاں پر کوئی نہیں ہے،، نا کوئی آئے گا،، نا میں کسی کو تمھارے قریب آنے دوں گا،، ; تم کہیں جاؤ گی،، اپنی بڑے پاپا پہ بھروسہ ہے ناں،،، پاشا نے اس کی کمر سہلائی۔

اس نے ان کی گود میں سر رکھے اثبات میں سر ہلایا۔

بابا وہ پپ،،، پرنسپل نے کہا،، مم،،، میں نے بب،،،،، بابا کے صندوق میں وہ پپ،،، پیپر،،،، بڑے پاپا میں زندہ نہیں رہنا چاہتی،،، میں مر جاؤں گی،،، وہ آ جائے گا،،، میں مر جاؤں گی،،،

وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی اپنی تکلیف اپنی اذیتیں بیان کرتی آدھ مری ہو گئی تھی۔

اگر اپنے بڑے پاپا پر بھروسہ ہے تو تسلی رکھو،، کوئی نہیں آئے گا،، میں اپنی بیٹی کو پوری دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر دوں گا،، میری بچی تک کوئی نہیں پہنچ پائے گا،، اب بس تم اپنی بڑی ماں ریحاب کے پاس رہنا،، ہم پڑھائی بھی اب گھر بیٹھ کر کریں گے،، ٹھیک ہے،،،

پاشا نے اس سے پوچھا تو اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بب،،، بڑے پاپا،، کک کوئی نہیں آئے گا ناں،،، اس نے ہراساں ہو کر ہرنی جیسی سہمی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔

نہیں کوئی نہیں آئے گا،،، پاشا ابراہیم نے پریقین لہجے میں کہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور وہ پپ،، پپپر،،، وہ اٹھ کر بیٹھی اور اپنے بڑے پاپا کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال پوچھا۔پاشا ابراہیم کے جبڑے بھینچ گئے۔

وہ تو میری گڑیا نے پھاڑ کر پھینک دیئے، بلکہ جلا دیئے ناں تو ان کی اتنی ہی حثیت تھی،،،

پاشا ابراہیم نے اسے پھر اپنی شفقت بھرے حصار میں لیا۔

وہ اس کا سر تھپکتا رہا۔وہ اب جلدی ہی پرسکون ہو کر سو گئی تھی۔برسوں سے اسے ریحاب اور پاشا نے اپنی سگی اولاد کی طرح سنبھالا تھا۔وہ اپنا زیادہ تر وقت اسی کے ساتھ گزارتے رہے تھے۔مگر اس بات کی کسی کو کان و کان بھنک بھی نہیں پڑنے دی تھی کہ معجزا اور سمیع خان کہاں ہے۔وہ خود کئی کئی ہفتے کہاں جاتے ہیں۔

نا یہ کسی کو پوچھنے کی جرات تھی۔

(حقیقت پر مبنی معاشرے کے کچھ تلخ ترین حقائق)

خیل حویلی میں جشن کا سماں تھا۔سالانہ عرس مبارک اپنے پورے عروج پر تھا۔درگاہ کے زنان خانے کی جانب پورے بلوچستان سے آئی خواتین کا ایک جم غفیر اکٹھا ہوا تھا۔جو نور پاک بی بی اے دعا لینے بہت دور دور سے آئی ہوئیں تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ وہ حجرے کے باہر بنے طویل و عریض بڑے بڑے محراب والے برآمدے میں ایک چھوٹے سے تخت پر بیٹھی تھی۔تخت پر جزدان کے اوپر قرآن شریف، تسبیح، وظائف کی کاپیاں اس کے پین اور تعویذات لکھ کر دینے کے لیے سادہ نوٹ بک پڑی تھی۔

عورتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔اور ہر ایک کو نور پاک بی بی کی دعا چاہیے تھی۔سفید پیروں تک فراک میں سفید چادر اور سفید حجاب میں وہ آسمان سے اتری کوئی حور ہی لگتی تھی۔جسے خواتین دور دور سے دیکھنے آتی تھی۔ہر سال عرس پر ڈھیر سارے خواجہ سرا بھی عرس میں شامل ہونے اور نور پاک بی بی سے دعا لینے دور دراز علاقوں سے آتے تھے۔

ادھر مردان خانے میں ایک الگ ہی بھیڑ تھی۔

اور خیل حویلی کے بسیمنٹ میں ایک غیر معمولی ہلچل۔یہاں نیچے حویلی میں تبرک کے طور پر تیار کیے گئے بتاشوں (پتاشے) مکھانوں (چینی کی مٹھائی) میں ڈرگز بھر رہے تھے جو ٹارگٹ کر کے خاص اور امیر نوجوانوں کو دیئے جانے تھے۔تاکہ وہ یہاں یہ تبرک لینے بار بار آئیں۔

جو پچھلے سال اس عرس میں شامل ہوئے تھے۔یہاں کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔اور اب فقیروں کے بھیس میں اسی دربار پر ٹن ہو کر پڑے رہتے تھے۔

یہ کام بہت خفیہ طور پر سر انجام دیا جا رہا تھا۔انسانی کھال میں چھپے بھیڑیے معصوم اور سادہ لوح عوام کو عقیدے اور مسلک کے نام پر بری طرح بے وقوف بنا رہے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مزید پانچ سال بعد۔

وہ اپنے آفس میں ایک ضروری فائلز میں سر دیئے بیٹھا تھا۔جب ایس پی ارحم ہلکا سا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔

احان ماہر خان نے سر اٹھا کر اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ایس پی رحم نے ڈی آئی جی احان ماہر خان کو سیلوٹ کیا۔

یس ایس پی ارحم،، اس ڈیڈ باڈی کے بارے میں کچھ پتہ چلا۔

یس سر ،، فارنزک کے مطابق ڈرگز کی ہیوی ڈوز سے موت ہوئی ہے،، کئی دن کا بھوکا پیاسا تھا،، خاندان کا اتا پتا بھی نہیں ملا،، شاید جان بوجھ کر ایسے شخص کو چنا گیا تھا،،

ایس پی ارحم نے تفصیل بتائی۔

کس چیز کے لیے چنا گیا،، ایس پی ڈیٹیل بتائیں،،

اس ہری بلا کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

سر اس کی پاکٹ میں سے ایک چٹ برآمد ہوئی ہے جس میں صاف صاف آپ کا نام لکھ کر کوئی پیغام دیا گیا ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارحم۔نے جھجھکتے اسے بتایا۔احان جو ریلیکس ہو کر بیٹھا تھا۔اب سیدھا ہو گیا تھا۔

دکھاؤ مجھے،،، اسے تجسس ہوا تھا۔جیسا اس کا کام۔اور ڈیوٹی تھی یہ دھمکی بھرے رقع ملنا تو معمولی بات تھی۔ مگر یہ بات غیر معمولی اس لیے بھی تھی کہ مرنے والا کی لاش انتہائی پراسرار طریقے سے انتہائی ویرانے سے ملی تھی۔بہت خستہ حالت میں۔

نا کوئی شناخت ہو پائی نا اب تک اس کے والی وارث کا اتا پتا چلا سکا۔

ایس پی نے وہ چٹ احان ماہر خان کو تھمائی تھی۔

اور احان جوں جوں وہ چٹ پڑھتا گیا اس کی سبز آنکھوں سے شعلے سے لپکنے لگے تھے۔وہ چٹ تھام کر فوراً باہر نکلا۔

سر خیریت،، ایس پی نے پوچھ ہی لیا۔

ہمم،، مجھے ضروری کام ہے،، تم دیکھ لینا باقی کی فائل وہ بول کر جلدی سے اپنی جیپ لیے تھانے سے نکلا تھا۔

وائیٹ پیلس میں غیر معمولی خاموشی سی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مگر تبھی سناٹے کو چیرتی ایک گاڑی کی آواز وائیٹ پیلس کے پورچ میں گونجی تھی۔جس میں سے اتر کر وہ مضبوط قدم اٹھاتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔آنکھوں میں دہشت و وحشت نے برسوں سے ڈیرے جما رکھے تھے۔

برسوں کی ریاضت کے بعد بھی وہ اب تک نا منزل پا سکا تھا نا اسے ڈھونڈ پایا تھا۔اور اس بات نے اسے مردہ دل انتہائی بے رحم اور سفاک بنا دیا تھا۔اب بھی وہ بیسمنٹ میں آیا تھا۔

اس جلاد کی بدولت اتنا تو فائدہ ہوا ہی تھا کہ اب کوئی شخص جھوٹی گواہی دیتے ہوئے ہزار بار سوچتا تھا۔

اگر کوئی دے بھی دیتا تو اگلے دن وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔کہ اس کے ہونٹ ہی آپس میں بڑی بے رحمی سے سی دیئے جاتے تھے۔

کئ برس سے وہ مسکرانا بھول چکا تھا۔سالہا سال وہ محض ایک executioner تھا۔جو اس کی اصلیت سے ناواقفیت رکھتے تھے وہ بھی اسے مخاطب کرتے سو بار سوچتے تھے۔جبکہ جو بھی اس کی اصلیت جان لیتا تھا وہ کچھ اور جاننے کے قابل ہی نہیں رہتا تھا۔

اپنی قیمتی متاع کو کھو دینے کے بعد اور برسوں سے اسے ڈھونڈنے کی کوششوں کی ناکامی کے بعد اگر اس کی رگ رگ میں بھرا تھا تو صرف شدت پسندی، غم وغصہ، نفرت اور اشتعال انگیزی تھی۔اب بھی ٹارچر سیل میں اس کا اسکیلپل کسی کیڑے کی طرح ایک شخص کے جسم پر رینگ رہا تھا۔اور اس شخص کی دہشت ناک چیخیں اس ٹارچر سیل میں گونج رہی تھیں۔جسے سن وہ لہو چھلکاتی آنکھوں سے سکون محسوس کر رہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تبھی احان ماہر خان تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے اترا تھا۔

ارشن،،،، اس نے اسے پکارا۔وہ خون سے سنے ہاتھ لیے پیچھے مڑا لہو رنگ آنکھوں سے مخصوص وحشت ٹپک رہی تھی۔

اونہہہہ،،، اسکیلپل اپنی شرٹ سے رومال نکال کر صاف کرتے ارشن نے ہنکارا بھرا۔

دشمن نے اس کا پتہ بھیجا ہے،، اس کا پتہ مل گیا ارشن،، مگر ساتھ چیلنج بھی دیا ہے کہ اگر executioners اصل نسل کے ہیں تو اسے وہاں سے نکال کر دکھائیں،،، احان نے جبڑے بھینچ کر اپنی سبز کائی جمی آنکھوں سے اس چٹ کو گھورا تھا جہاں اس کا اتا پتا اور ڈیٹیلز درج تھیں۔

ارشن ماہ بیر حفیظ کے چہرے پر اس وقت جو تاثرات تھے انھیں کوئی عام انسان دیکھتا تو اسے خوف ودہشت سے ہارٹ اٹیک ہی آجاتا۔

رائٹ،،،، تو دنیا کے کونسے کوٹھے،،، کونسے ریڈ لائٹ ایریا میں پہنچایا ہے اسے،،؟

وہ اب اسکیلپل اپنے بازو پر پھیرتا لاپروائی سے بولا کہ جو الفاظ بول رہا تھا انھیں برداشت کرنے کی ہمت خود میں پا سکے۔خود کو تکلیف دے کر ان الفاظ کی تکلیف کم کر سکے۔

نہیں،، ایسا کچھ نہیں ہے،، وہ جانتے ہیں کہ وہ ایسا کرتے تو executionersان کوٹھوں اور ریڈ لائٹ ایریاز کو جلا کر عبرت کا نشان بناتے اسے پاتال میں سے بھی ڈھونڈ لاتے، اب کی بار انھوں نے بہت گہری چال چلی ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارحان کی آواز جیسے کسی کھائی میں سے آئی۔ارشن نے اپنی وحشت بھری نگاہوں سے پیچھے مڑ کر اس کے ہاتھ سے وہ چٹ چھینی اور جلدی سے اسے کھول کر دیکھا۔

وہ اب تمھاری دیا نہیں ہے ارشن،،، وہ بس کوئٹہ کی بڑی درگاہ پیر مگھی شریف کی سات پردوں میں چھپی نور پاک بی بی ہے،، جس کی شادی انھوں نے قرآن شریف سے کروائی ہے،، جو ان کی وہ پیرنی ہے، جس سے پورے بلوچستان کی خواتین و بچے دم کروانے جاتے ہیں،، اس کی اس طرح برین واشنگ کی گئی ہے کہ اب وہ اس جگہ کو، اس رتبے کو،، چھوڑنے سے پہلے مرنا پسند کرے گی،، وہ لوگوں کی نگاہوں میں اب وہ معتبر نورانی ہستی ہے جو دنیاوی چیزوں کی طلب اور خاندانی جبلت کے تقاضوں سے پاک صاف ہے،، اسی لئے وہ اپنا رتبہ چھوڑ کر اس پاک عہدے کو کبھی داغدار اور میلا نہیں ہونے دے گی،،،

ارحان ماہر خان کنپٹیاں سہلاتا وہیں سیڑھیوں پر بیٹھا تھا۔کہ وہ نور پاک بی بی کی تمام ڈیٹیلز نکلوا کر ہی اس کو اتا پتا کروا کر ہی اس کے پاس آیا تھا۔

ارشن چٹ ہاتھ میں بھینچے وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔

واٹ،،، ارشن پاگل مت بنو،، ابھی اس تک پہنچا تقریباً ناممکن ہے،، وہاں کسی مرد کی رسائی ناممکن ہے،، باقاعدہ پلاننگ،،،،،،،،،،

بھاڑ میں گئی پلاننگ ارحان،، ملنے جا رہا ہوں اسے،، میرے ساتھ دیا بن کر نا آئی تو وہی دفنا کر نور پاک بی بی کا مزار تو ضرور بنا آؤں گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اپنی پوری طاقت سے دھاڑا تھا۔

خبیث ،، حرامی ڈوب مرو ایک چھوکری کو تم لوگوں قابو نہیں کرسکتے تو ڈوب مرو،، چوڑیاں پہن لو،، کوٹھوں پر جا کر بیٹھ جاؤ،،

حشمت راؤ فون پر اپنے خاص آدمی ارشاد اور شہزاد پر چلایا تھا اور اپنے منہ سے مغلظات چکنے لگا۔

سر بس کچھ دن دے دیں،،اس کے لیے میں نے خاص بندوبست کر دیا ہے،، میں نے اٹلی سے اپنے بھائی سے مدد مانگی ہے وہ اپنا ایک خاص آدمی بھیج رہے ہیں،،بلکہ وہ پہنچنے ہی والا ہو گا،، بس کچھ دن اور اس چھوکری کو ہم قابو کر کے آپ کے قدموں میں ڈال دیں گے،،،

ارشاد منمنایا۔

یہ کام جلدی ہو جانا چاہیے،،، ایک مرتبہ پھر دشمن ہم پر بازی لے کر جا رہا ہے ایک مرتبہ پھر ان پر زمین تنگ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے،، مجھے جلد کوئی اچھی رپورٹ چاہیے سمجھے،،،

کتے کی طرح بھونک کر حشمت راؤ نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

سر کون ہے وہ کس کی بات کر رہے تھے آپ،، وہ لڑکی جو ہم میں سے کسی کے ہاتھ نہیں لگی،، ایسا وہ کون ہے جو اسے قابو کر لے گا،،؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شہزاد نے تجسس سے پوچھا۔

وہ برسوں بعد پاکستان کی سر زمین پر پاؤں رکھے گا ،، جرم کی دنیا کا بے تاج بادشاہ،،، تیتلیوں سے کھیلنا اس کا محبوب مشغلہ ہے اور اس چھوکری کو وہی قابو کرے گا،،، وہ دہشت ہے دہشت بے رحم سفاک قاتل جس نے دس سال کی عمر میں پہلا خون کیا اور جانتے ہو اس کے ہاتھوں مرنے والا پہلا آدمی کون تھا،،؟

کون تھا باس،،، شہروز نے تجسس ہوا۔

اس کا اپنا باپ،،،ہاہاہاہا،،،مکرہ قہقہے اس اپارٹمنٹ میں گونجے تھے۔وہ آئے تو فالتو بکواس مت کرنا،،، عجیب پاگل اور سٹکا ہوا آدمی ہے،، کوئی بات بری لگے تو سیدھا بھیجا اڑا دیتا ہے ،،، سمجھے،،، ارشاد نے اپنے چمچے کو وارن کیا تھا۔

تبھی گاڑی کی آواز پر وہ چونکے تھے جس کی دہشت پورے ایشیا کی پولیس پر چھائی ہوئی تھی وہ آج اس اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔

جب وہ سیاہ ڈنر سوٹ میں سیاہ سن گلاسز لگائے اندر داخل ہوا تو ماحول پر عجیب دہشت سی طاری ہو گئی تھی۔ اپارٹمنٹ میں جیسی گرمی بڑھ گئی تھی۔ان باس چمچے کے پسینے چھوٹ گئے۔

بولو کیا کام ہے،،،؟ اس نے آتے ساتھ ہی باس کے سامنے بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر سن گلاسز اتارے تھے۔چہرے پر عجیب وحشت رعب و دبدبے سا تھا۔کہ باس کو بھی اس کی نیلی سرد بے تاثر نگاہوں میں دیکھ کر جھرجھری سی آئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

باس نے جلدی سے پروجیکٹر آن کیا۔جس پر ایک نازک سی سبز آنکھوں والی لڑکی کی دس سینکڈ کی ویڈیو کلپ چلی۔جو کہ شاید تب بنائی گئی تھی جب وہ کسی پبلک پلیس پر کسی سے بحث کر رہی ہو گی۔ویڈیو کلپ دیکھ کر اس نے آئیبرو اچکا کر ارشاد کو دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو یہ کیا مذاق تھا۔

ارشاد کے گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔ہمیں یہ لڑکی چاہیے ،، ہر قیمت پر،،اس لئ ہم نے باقاعدہ پلاننگ،،،،

ارشاد اپنی جگہ دو فٹ اوپر اچھلا تھا جب اس کے سامنے سے ٹیبل ہوا میں اڑتی دیوار سے جا کر ٹکرائی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی۔

واٹ دا۔۔(گالی)۔۔اگر تم لوگ دادا کے رشتے دار نا ہوتے تو ابھی تمھارا دماغ تمھارے بھیجے سے نکل کر دور پڑا اڑ رہا ہوتا،،، ابھی ابھی میں اٹلی سے یہاں آیا ہوں،،اس چیونٹی کو پکڑنے،،، کیا مذاق ہے یہ،،،

وہ دھاڑا تھا اور ارشاد کا گلا دبوچا۔۔کہ اس کے چمچے بھی بوکھلا گئے۔اور اس فولاد کے پہاڑ کو اپنے باس سے دور ہٹانے کی کوشش کی۔مگر وہ اپنی مرضی کے بغیر اپنی جگہ سے ایک انچ ادھر ادھر نا ہلا تھا۔اس نے خود ہی ارشاد کو پرے پٹخا۔

ارے،،، آئی جی پنجاب کی گردن اڑا چکی ہے یہ اور تم اسے چیونٹی بول رہے ہو،، معمولی لڑکی نہیں ہے یہ،، کوئی بات ہو گی تو تمھیں بلایا نہیں تو ہم خود نا پکڑ لیتے اسے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشاد کھانستے اس وقت کو کوس رہا تھا جب اس خونخوار بپھرے سانڈ کو یہاں بلایا تھا۔ایک تو ان بالشت بھر کی چھوکریوں نے ناک میں دم کر رکھا تھا۔جو کسی صورت قابو میں آ کر نہیں دے رہیں تھیں اوپر سے یہ پاگل آدمی۔

وہ اپنا کوٹ جھاڑتا سیدھا اور پھر پرسکون ہوا۔شاید آئی جی پنجاب کے قتل کا سن کر اسے اس کام میں دلچسپی ہونے لگی تھی تبھی بولا۔

پلان بتاؤ،،،وہ پھر کرسی پر یوں پرسکون ہو کر بیٹھ گیا جیسے ابھی ابھی کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔

ارشاد نے اشارہ کیا۔شہروز اندر سے وہیل چیئر گھسیٹتا باہر آیا۔اور اس وہیل چیئر پر موجود اس شخص کو دیکھ کو وہ ایک لمحہ کو حیران ہوا تھا پھر وہی بے تاثر سرد چہرہ۔

وہیل چیئر پر موجود یہ آدمی ہوبہو تمھاری شکل کا ہے،، اس کا نام داشاب انصار ہے ،،اس لیے تم اب سے داشاب انصار ہو،، اور داشاب انصار تمھیں اس کی جگہ لینی ہے کچھ دن،، اس لڑکی کو پھانسنا ہے،، اور ہمارے پاس لانا ہے،، اس دوران تم لڑکی کے ساتھ جو مرضی کرو،،، ہمیں کوئی اعتراض نہیں،، کیونکہ ہم نے بھی اس چھوکری کو پوری دنیا کے سامنے بے آبرو ہی کرنا ہے،،، اور اس کے خاندان کا غرور خاک میں ملانا ہے،،،،

ارشاد نے خفیف سے لہجے میں کہا تھا۔

لڑکی کا اتا پتہ،،،، وہ جو داشاب انصار بننے جا رہا تھا۔اس کے سامنے ارشاد نے ایک تصویر اور چٹ رکھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بظاہر وہ ایک سبز آنکھوں والی حسین ترین نازک اندام سی حسینہ تھی۔مگر اس میں ایسی کیا خاص بات تھی کہ وہ ان سب کے قابو نہیں آ رہی تھی۔اب اس سو کالڈ داشاب انصار کی دلچسپی اس میں بڑھنے لگی تھی۔

فلزہ ماہر خان،،،،، وہ زیرِ لب چٹ پہ لکھا وہ نام بڑبڑایا۔

ویسٹ افریقہ کے علاقے میں ساحل سمندر کے قریب بلکل سیاہ لباس میں وہ پر اسرار سا شخص رین کوٹ پہنے بہت خاموشی سے ایک اپارٹمنٹ کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا تھا۔۔سیاہ ہڈی میں چہرے پر سیاہ رومال بندھا ہوا تھا۔باہر گرج چمک کے ساتھ طوفانی بارش ہو رہی تھی۔

ہر طرف کیمرا اور سی سی ٹی وی ہونے کے باجود وہ اطمینان اس اپارٹمنٹ کے کرویڈور سے ہوتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا تھا۔

آج بھی رات کے دو بجے اس اپارٹمنٹ میں سے تیز میوزک شیطانی مردانہ قہقہے اور کچھ نسوانی دلخراش چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔اور یہ آوازیں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر بنے کمروں میں سے تیسرے کمرے سے آ رہیں تھیں۔

آنے والے نے اپنے کانوں میں ائیر پوڈ لگا لیے تھے تاکہ اسے کوئی چیخ سنائی نا دے۔تبھی ٹانگ کے ایک ہی وار سے دھاڑ سے دروازا کھولا تھا۔اندر وہ دو حیوان نشے میں دھت ایک نازک سی جان کو نوچنے کا شغل فرما رہے تھے۔یہ ان کا کوئی چوتھا یا پانچواں نیا شکار تھا۔

اور شاید آخری بھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دروازا کھلنے کی آواز پر وہ دونوں حیوان دروازے کی جانب متوجہ ہوئے۔لڑکی نے ہراساں نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا تو آنے والے نے لڑکی کو وہاں سے بھاگ جانے کا اشارہ کیا تھا۔وہ سیاہ فام پرکشش سی لڑکی اپنا بکھرا وجود سمیٹ کر وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

اے کون ہو تم،،،

وہ جو ہے تو پاکستانی تھے مگر وہ ناسور تھے جو دوسرے ممالک میں مسلمانوں اور پاکستانیوں کا مقام اپنے خبیث اعمال سے دو کوڑی کا کر دیتے تھے۔

I'm Aman, I have come to put an end to Fitnaءءءء

(امن ہوں۔فتنے کا خاتمہ کرنے آیا ہوں)

رومال کے پیچھے سے رگوں میں خون منجمد کرتی سرد سی آواز آئی تھی۔

وہ دونوں خنجر نما چاقو لیے اس کی جانب لپکے تھے۔مگر سیکنڈز لگے تھے انھیں زمین بوس ہوتے۔آور آنے والے نے سیکنڈز میں اپنے اسکیلپل سے مخصوص جگہ سے ان کے سینے چاک کر کے ان کے دھڑکتے دل اپنے ہاتھ پہ نکال لیے تھے۔

نا یہ منظر معمولی تھا نا اسے سر انجام دینے۔

یہ وہ ہولناک سزا تھی جو وہ دنیا کے ہر درندے کو دینا چاہتا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جیسے اس اپارٹمنٹ میں آیا تھا ویسے ہی نکلتا چلا گیا۔کیمروں کی آنکھ نے وہ آدھے گھنٹے کے دورانیے کی ریکارڈنگ ہنوز معمول کے مطابق کی تھی۔مگر اس اپارٹمنٹ میں وہ ورلڈ کلاس ہیکر آیا تھا جس نے اس ریکارڈنگ میں سے کافی آسانی سے خود کو غائب کر دیا تھا۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ سیاہ ہیولہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا میڈیکل باکس بھی تھا۔جسے اس نے لا کر اپنے ریفریجریٹر میں رکھ دیا تھا۔

وہ رین کوٹ اتارتا اپنے کمرے میں گیا۔اور فریش ہو کر باہر آیا۔پھر اپارٹمنٹ میں بنے اپنے اوپن کچن میں گیا اور اپنے لیے کافی پھینٹنے لگا۔

قید تنہائی کا شکار وہ برسوں سے خود کو اذیتیں دینے کے جان بوجھ کر اپنوں سے دور بھاگ رہا تھا۔تبھی تو جب خضر بیلجیئم آیا تو وہ وہاں سے بھی بھاگ آیا۔اس لئے کہ وہاں خضر سے ملنے وائیٹ پیلس سے سب آتے رہتے اور وہ کسی کا سامنا ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تبھی ہلکی سی دستک کے بعد اس کا خاص آدمی بابر اندر آیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب،، وہ پاکستان سے آ گیا،،

بابر نے اسے اچھی نوید سنائی تھی۔

بلاؤ اسے اندر،،، امن نے پہلو بدلا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اندر آیا تھا۔امن نے ایک نظر سامنے کھڑے اپنے آدمی کو دیکھا۔

ہمم،، کیا رپورٹ ہے؟ وہ تیزی سے ہاتھ چلاتا اپنے کام کی جانب متوجہ ہوا۔

سر ،، آج سے پانچ سال پہلے کالام کے ایک چھوٹے سے شہر میں معجزا امن آریان پاشا نامی بچی رجسٹرڈ ہوئیں تھیں،،،

وہ بول کر خاموش ہوا تھا۔امن نے اسے ایک نظر دیکھا۔

پھر؟

امن کے اندر ایک طوفان نے سر اٹھایا تھا۔

اس کے بعد سے اس سر نیم کے ساتھ کوئی بھی بچی کہیں بھی رجسٹرڈ نہیں ہوئی،، مطلب معجزا نام کی تو سینکڑوں بچیاں ہیں مختلف سکولز اور کالجز میں،، مگر معجزا سمیع خان یا معجزا امن آریان پاشا کہیں نہیں ملی،،، ہر سال یہ چیکنگ ہوتی ہے مگر ہر سال ہی ناکامی ہوئی ہے،، کیونکہ وہ کہیں نہیں ہے وہاں،، بڑے صاحب نے انھیں جانے کہاں چھپایا ہے،، کہ لاکھ چاہنے کہ باوجود ان کا کہیں اتا پتہ نہیں مل پا رہا،،

اس نے سر جھکا کر کہا تھا۔

اوکے،، جاؤ تم لوگ یہاں سے،،، سرسراتی سی آواز میں کہا گیا تھا۔وہ دونوں وہاں سے نکل گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن نے مگ سلیب پر رکھ کر اپنے دونوں ہاتھ سلیب پر جما کر گہرے گہرے سانس بھرے تھے۔پھر زہن میں کچھ جھماکا سا ہونے پر اپنے کمرے میں آیا۔اور اپنا لیپ ٹاپ کھول کر تیزی سے کی پیڈ پر انگلیاں چلائیں۔

وائیٹ پیلس کے تمام مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔اس سفید سرد محل کا چپا چپا اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

وہ انیکسی بھی۔جہاں کبھی خوشیاں کھکھلاتی تھیں اب وہاں موت کا سا سناٹا طاری تھا۔

وہ کہیں نہیں تھی۔امن کو سانس لینے میں آج پھر دشواری ہوئی تھی۔کھڑی کھول کر گہرے گہرے سانس بھرے۔پھر واپس کمرے میں آیا اور جائے نماز بچھا کر تہجد ادا کرنے لگا۔

آج پھر رو رو کر اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے مانگا تھا جو اس کی سانسوں کی ڈور میں موتیوں کی طرح پرو دی گئی تھی۔

پھر اپنے لیے معافی مانگی۔

پھر اپنی آزمائش پر کھرے اترنے کی دعا مانگی تھی۔

(معاشرے کے کچھ تلخ ترین مگر سچ پر مبنی حقائق)

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آج برسوں کے بعد بیسمنٹ میں وہ سپر ایٹ اکھٹے ہوئے تھے۔پاشا ابراہیم، سوہم خان اور کبیر نے یہاں کی میٹنگز اٹینڈ کرنا برسوں پہلے چھوڑ دیں تھیں مگر اب کچھ تو ایسا ہوا تھا کہ وہ اپنے بچوں کے پاس موجود تھے۔

آج پاشا ابراہیم ، سوہم خان کافی دنوں کے بعد کہیں سے وائیٹ پیلس آئے تھے۔حتی کے ان کے ساتھ سمیع خان بھی کافی برسوں کے بعد وائیٹ پیلس آیا تھا۔اور حسبِ معمول پاشا ابراہیم کے دائیں طرف بیٹھا تھا۔

چھ سال بیلجیئم میں گزارنے کے بعد اب شفا اور آریان بھی وائیٹ پیلس میں ہی موجود تھے۔اسی لئے آریان بھی اس میٹنگ کا ایک اہم حصہ تھا۔آج کافی عرصے کے بعد سمیع خان کو وائیٹ پیلس میں دیکھ کر آریان۔کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

آج اس میٹنگ میں چار نڈر ،بے خوف ایکسکیوشنرز کا اضافی ہوا تھا جو اس میٹنگ میں موجود تھے۔

احان ، فلزہ اور علیزے سکون سے مگر قدرے پرسوچ سے انداز میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔جبکہ ارشن ماہ بیر حفیظ کے انگ انگ سے بے چینی و بے قراری چھل رہی تھی۔

وہ لال انگارا آنکھیں لیے چیئر پر بیٹھا خواہ مخواہ منقش لکڑی کی ٹیبل اپنے ناخن سے کھرچ رہا تھا۔پنکی منی اور ان کی کچھ خاص شاگردیں بھی موجود تھیں۔

ماہ بیر اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور پروجیکٹر آن کیا۔اب پروجیکٹر کی روشنی میں ایک خاص مقام کے مناظر چل رہے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ خیل حویلی ہے،، حویلی نہیں ہر قسم کے جرائم کا اڈہ ہے،، دہشتگردی،، قتل و غارتگری،، جسم فروشی شراب نوشی،، مختلف قسم کے ڈرگز کا کالے دھندے کا بازار گرم کر رکھا ہے انھوں نے برسوں سے اور بڑی خاموشی سے،، یہ برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ اب ہم ان تک پہنچ پائے ہیں،، اور ویسے بھی کچھ گھر کے بھیدیوں نے اب تک ان کو چھپنے میں مدد دے رکھی تھی،، مگر اب ان کا کھٹا چٹھا ہمارے سامنے ہے،، ان کا ساتھ دینے والا سیف تھا جو اپنے خاندان کے ساتھ ایک عرصے سے منظر سے غائب ہے،، ہمارے بہت سارے راز دشمن کے پاس چلے گئے جس سے وہ کافی عرصے سے فائدے اٹھاتا ہم سے چھپا رہا،، مگر یہ اب ہم سے ہر گز نہیں چھپ سکتے،، اس حویلی کے مکینوں کی جڑیں اس بادشاہ سے ملتی ہیں جسے ہم برسوں پہلے ختم کر چکے تھے،، ہمارے خلاف اب تک جتنی بھی سازشیں ہوئیں، جتنی بھی،، دیا کے اغوا سے لے کر بچوں پر قاتلانہ حملہ کروانے تک،،، امن کا برباد کرنے سے لے کر علیزے کو گولی لگنے تک ہر سازش یہیں سے رچائی گئی ہے،،

ماہ بیر حفیظ سنجیدگی سے سب کو تفصیلات سے آگاہ کیے گیا۔وہ سب سانس روکے اسے سن رہے تھے۔

یہ خیل حویلی سے ملحقہ درگاہ ہے،، جہاں ہماری دیا کو انھوں نے قید کر رکھا ہے،، قرآن سے شادی کروا کر،، (نعوذباللہ) پیرنی بنا کر،، یہاں ڈرگز کا کالا دھندہ عروج پر ہے،، درگاہ میں بانٹے جانے والے تبرک میں یہ ڈرگز کی ملاوٹ کرتے ہیں اور اسی کو ہتھیار بنا کر مطلب تبرک کے نام پر ہی یہ ڈرگز بڑی دیدہ دلیری سے ادھر ادھر سپلائی ہوتی ہیں اور کوئی پوچھتا نہیں،،، درگاہ کی خاصیت تو دیکھیں،، یہاں پر کسی کوٹھے میں اپنا نیا نیا کام شروع کرنے والی طوائف سب سے پہلے اسی درگاہ کے عرس پر اپنا رقص پیش کرتی ہیں،، اور

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ان سو کالڈ رنگین مزاج پیروں کے سامنے پہلا رقص پیش کرنے کو وہ دعا لینا سمجھ لیتی ہے،، مضحکہ خیز،، چلو یہ پیر تو اپنے کالے دھندوں کی دکان چمکانے کو یہ پیری فقیری کا ناٹک کرتے ہیں مگر یہ عام لوگ آخر جہالت کی کونسی انتہا پر کھڑے ہیں جو ان کے ان شیطانی کاموں کو معتبر سمجھتے ہیں،، ربش،،

ماہ بیر پھر سانس لینے کو رکا۔یہ سب ناقابل یقین تھا۔تبھی وہ سب دھواں دھواں چہرے لیے یہ سب سن رہے تھے۔اب آگے ایشان نے اپنی رپورٹ پیش کرتے پروجیکٹر کی سکرین پر انھیں کچھ مکروہ چہرے دکھائے تھے۔

یہ خان شمشان خیل ہے،، یہ ان کا ساتھ دینے والی خواجہ سرا مہارانی،،، یہ مہارانی بھی ہم سے نفرت کرتی ہے کہ ہماری وجہ سے اس کا جسم فروشی کا دھندہ چوپٹ ہو چکا تھا،، اتنے عرصے سے جو خواجہ سراؤں کو زندہ جلا دینے کے واقعات پیش آ رہے تھے وہ یہی سر انجام دیتی رہی ہے وہ ایسے کہ وائٹ پیلس کی جانب رخ کرنے والے خواجہ سرا کو وہ زندہ جلاتی رہی ہے،،

ایشان نے اپنی بات مکمل کی۔اب جبران نے پروجیکٹر پر ایک چہرہ دکھایا تھا۔

یہ حشمت راؤ ہے،، جو خان شمشان خیل کا دایاں بازو ہے،، سیاست میں ہونے کی وجہ سے بڑی آسانی سے دشمن ملک کے را کے آفیسر شیکھر پرتاب کو پاکستان بلاتا رہا ہے،، اس کی ہسٹری بھی کافی ہولناک اور جہالت سے بھری پڑی ہے،، جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ یہ کہ اس کے اکلوتے بیٹے کے ہاں اوپر نیچے مردہ اولادیں پیدا ہوئیں،، پھر اس کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جو خوش قسمتی سے زندہ تھی،، مگر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسے بے حد پر اسرار سانس کی بیماری تھی،، کہ بہت اچانک اس کا سانس بند ہو جاتا تھا ،، اور وہ بچی موت کے دہانے پر پہنچ جاتی تھی،،، تب اس نے اپنے اس سو کالڈ پیر خان شمشان خیل کے کہنے پر جہالت اور توہم پرستی کی انتہا کرتے ہوئے ہر سال غریب معصوم بچیوں کی بلی دینا شروع کر دی،،، اگر اب حشمت راؤ کی پوتی کی عمر لگ بھگ پچیس یا چھبیس سال ہو گی تو اس کا مطلب یہ جاہل شیطان پچیس سے چھبیس بچیوں کو قربان کرتے موت کی نیند سلا چکا ہے،،،

یہ سب سنتے ان سب نے پہلو بدلے تھے۔

کیا جہالت تھی کیا ظلم تھا۔ظلم کی انتہا۔یا جہالت کا نیکسٹ لیول۔وہ اب دم بخود سے یہ سب سنے گئے۔

تو اب تک برسوں سے ہر سال ایک خاص مقام سے ایک معصوم بچی کی لاش ملتی ہے تو ان سب کا زمہ دار وہ یہ ظالم فرعون ہے،،،

احان نے پہلو بدلا۔

بلکل،،، ان کے ساتھی جو برسوں پہلے اس سکول میں ہوا وہ پرنسپل جلال اوڈھو اور وہ استاد کی کھال میں چھپا بھیڑیا علی وزیر اس حادثے کے بعد سے اس ملک سے روپوش ہیں،، ایک اور مین ساتھی بھی ہے ان کا شیر خان ،، جس کی تصویر ابھی حاصل نہیں ہو سکی ہے،،مگر وہ جلد ہی حاصل کر لی جائے گا،، اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑ کر کیسے پھینکنا ہے،،،

جبران اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پاشا ابراہیم کی بھاری رعب دار آواز آج بیسمنٹ کو کافی عرصے کے بعد سننے کو ملی تھی۔

میرے خیال میں ہمارا جو سب سے پہلا اور مین ٹارگٹ ہونا چاہیے وہ دیا کو وہاں سے نکالنے کا ہو،، کیونکہ اتنے عرصے تو انھوں نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا،، اب جب انھوں نے خود سے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اسے وہاں سے نکال کو دکھاؤ تو مجھے خدشہ ہے وہ اسے کوئی نقصان نا پہنچا دیں،، تو میرا سب سے پہلا آرڈر یہی ہے کہ دیا کو وہاں سے نکالنے میں اپنی جان لگا دو،، جیسے سب سے پہلے انھوں نے دیا کے زریعے ہمیں توڑا تھا،، بلکل ویسے ہی دیا کے زریعے ہی پہلی ہار ان کے مقدر میں لکھ دو،، اس کے بعد ہو گا ان کی عبرتناک سزا کا آغاز،،،

پاشا ابراہیم نے طیش و اشتعال میں جلتے یہ الفاظ ادا کیے تھے۔

یہاں پر میں کچھ کہنا چاہوں گا بڑے پاپا،، ارشن جو دھواں دھواں چہرہ لیے بیٹھا تھا پاشا ابراہیم کی جانب عاجزی سے دیکھا۔

جہاں انھوں نے دیا کو چھپا کر رکھا ہے وہاں دنیا کا ورلڈ کلاس سکیورٹی سسٹم ہے،، لیزرز،، سی سی ٹی وی کیمرا ز،، میڈیا،، مائیکروسافٹ فٹ کیے گئے ہیں،، ایسے میں دیا تک پہنچنا انھون نے اپنی دانست میں تقریبا ناممکن بنا دیا ہے، اس سکیورٹی سسٹم کو توڑنے کے لیے ہمیں ورلڈ کلاس ہیکرز کی ضرورت ہے جو کہ امن آریان پاشا ہے اور دنیا کے بہترین مائیکرو سافٹ ایکسپرٹ کی ضرورت ہے جو کہ خضر جبران کبیر ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن بول کر خاموش ہوا تھا۔بیسمنٹ میں پن ڈراپ سائلنس چھا گئی تھی۔سب کی نگاہیں بے اختیار ہی پاشا ابراہیم کی جانب اٹھیں تھیں۔

جبکہ علیزے نے بری طرح پہلو بدلا تھا۔

جو مرضی کرو ،، مگر مجھے دیا ارشن ماہ بیر اگلے کچھ دنوں میں دشمن کے چنگل سے بازیاب یہاں وائیٹ پیلس میں چاہیے،،، میٹنگ برخواست کی جاتی ہے،،،

پاشا ابراہیم اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔وہ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے۔پاشا ، سوہم خان اور کبیر وہاں سے نکلے۔

ارشن نے سکھ کا سانس لیا تھا مطلب کے گھما پھرا کر ہی سہی بڑے پاپا نے اسے یہاں آنے کی اجازت دے دی تھی۔برسوں بعد آریان اور سمیع خان سکون سے کھل کر مسکرائے تھے۔

چھوٹے پاپا اب بھی آپ اس نالائق کا اتا پتا بتائیں گے کہ اب بھی نخرے کرنے ہیں آپ نے،، احان نے آریان کو پیار بھری گھوری سے نوازا تو وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔

وہ نہیں آئے گا احان،، بہت مشکل ہے،، وہ شاید نا آئے،،، آریان پھر افسردہ ہوا تھا۔

ہم خود اسے لینے جانے والے ہیں چھوٹے پاپا ،، آپ فکر ناں کریں،، وہ کیا اس کا تو باپ بھی آئے گا،،، فلزہ جلدی جلدی میں بول گئی۔

اوپس،،، سوری،، فلزہ نے کہا تو آج کافی عرصے بعد آریان کھل کر ہنسا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اوکے چلو میرے ساتھ،، وہ سب جانے لگے۔مگر علیزے کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔فلزہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

ہیلو میڈم،، بیلجیئم تو نہیں پہنچ گئیں خیالوں میں،، فلزہ نے اسے چھیڑا۔وہ پاؤں پٹختی اٹھی تھی اور وہاں سے غائب ہی ہو گئی۔فلزہ نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔

احان اور ارشن تین دن لگا کر ویسٹ افریقہ پہنچے تھے۔جنگ کا پہلا اصول یہی ہوتا کہ اپنے سپاہی اور پنے خاص ہتھیار اکھٹے کیے جاتے ہیں۔دشمن کا سر کچلنے کے لیے پوری تیاری اور پوری طاقت سے حملہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ دوبارا اپنا باغی سر نا اٹھا سکے۔آریان نے انھیں اس کا ایڈریس دیا تھا جو جنونی خود سے ہی انتقام لینے کے چکر میں نگر نگر کی خاک چھاننا پھر رہا تھا۔

وہ اس علاقے میں پہنچ چکے تھے جہاں کے مشہور ہسپتال میں وہ جنرل سرجن اور سپائن سرجن کی ڈیوٹی سر انجام دے رہا تھا۔

عجیب پسماندہ سا علاقہ تھا۔ویسٹ افریقہ یعنی دنیا کا آخری کونہ۔

احان نے ارشن کی جانب دیکھا۔دونوں مغرور سی چال چل رہے تھے اور وہاں کی ہر نگاہ ان خوبرو مردانہ وجاہت کے شہکار مضبوط مردوں پر آ کر ٹھہر سی رہی تھی۔حبشی مرد و خواتین بڑے شوق سے انھیں دیکھ رہیں تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ سب کو نظر انداز کرتے ایک بڑے سے ہاسپٹل میں داخل ہوتے چلے گئے۔انھیں معلوم تھا کہ انھیں کہاں جانا ہے۔وہ ایک کیبن کے سامنے آ کر رکے تھے۔

ارشن نے احان کی جانب لیس کا اشارا کیا۔اور دونوں جی کڑا کر کے اندر داخل ہو گئے۔

وہ سفید اوورآل پہنے گلے میں اسٹیتھو سکوپ لٹکائے مشہور زمانہ جنرل سرجن جو شاندار مگر سوگوار سا ایک فائل پر جھکا تھا۔ڈور کھلنے کی آہٹ پر سامنے دیکھا تو اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا۔سالہا سال بیت گئے اپنے ماضی اپنے اصل سے بھاگتے۔مگر executionersنے اسے ڈھونڈ ہی نکالا۔

امن،،،،، ارشن کے لبوں سے اس کا نام برآمد ہوا۔

آپ لوگ یہاں کیوں آئے بھائی،،، جایئے یہاں سے،،، وہ دھواں دھواں چہرہ لئے بولا تھا۔چیئر سے اٹھ کر ان کی جانب سے پیٹھ موڑ کر کھڑکی پر کھڑا ہو گیا۔اور وہ جو اسے سینے میں بھینچ لینا چاہتے تھے۔اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

امن،، ہمیں ضرورت ہے تمھاری،،، اس ملک کو ،، آریان پاپا اور شفا مما کو،،، وائٹ پیلس کو ضرورت ہے تمھاری،،، ایک بہت اہم مشن آن پڑا ہے، یار، ہمیں ایک ورلڈ کلاس ہیکر کی ضرورت ہے،، اور وہ تم ہو ڈیم اٹ،، سمجھنے کی کوشش کرو،،

ارشن نے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے کہا تھا۔مگر وہ جانتا تھا اس نے سامنے والے کے تار تار جسم کے تمام بخیے ادھیڑ ڈالے ہیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میرا وائٹ پیلس سے کوئی تعلق نہیں،، امن نے سرد بے لچک لہجے میں کہا۔

تو وائٹ پیلس کی پل پل کی کیوں خبر رکھتے ہو امن آریان پاشا،،، انکار تو کرنا ہی مت،،، اپنا لیپ ٹاپ کھول کر دکھاو نہیں تو،،،

ارشن آج اس کے ساتھ کوئی نرمی نہیں برتنا چاہتا تھا۔مگر ان کی موجودگی اور ان کے الفاظ سے امن کے جسم کا سارا لہو نچڑ کر اس کے چہرے پر دکھائی دے رہا تھا جیسے۔

برسوں پہلے چھوڑا میں نے وہ اب،، میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں،، جایئے آپ لوگ یہاں سے،، امن اب بھی ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا تھا۔

ایک executionerکچھ بھی ہو سکتا ہے مگر اتنا بزدل نہیں ہو سکتا کہ اپنے ڈر کا اپنے گناہوں کا سامنا کرنے کی بجائے ،، یوں دنیا کے کسی کونے میں منہ چھپا کر بیٹھ جائے،،

ارشن نے دانت پیس کر کہا تھا۔وہ اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ رہا تھا۔

اور ایک executionerسب کچھ ہو سکتا ہے مگر ایک ریپیسٹ نہیں ہو سکتا،، اسی لئے میں ایکسکیوشنر نہیں ایک ریپسٹ ہوں،،، جائیں چلے جائیں یہاں سے اکیلا چھوڑ دیں مجھے،،،

وہ دھاڑا تھا۔اور ٹیبل کی تمام چیزیں زمین بوس کیں تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن تم کب سمجھو گے اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں تھا وہ سب،،،،،

احان نے اسے سینے سے لگانا چاہا۔اس کی اذیت دکھ درد گھٹ گھٹ کر جینا، دگرگوں حالت،، زخمی روح کون نہیں سمجھتا تھا ان میں سے۔

وہ سب قصور نہیں تھا میرا گناہ تھا،، اور بعض گناہوں کی معافی نہیں ہوا کرتی،، وہ بھگتنے پڑتے ہیں آپ کو،، آخری سانس تک،، اور مرنے کے بعد،،

وہ خود سے کتنی نفرت کرتا تھا خود بھی نہیں جانتا تھا۔

امن "جزا "ٹرسٹ تم نے اسی کے نام سے بنایا ہے ناں،،،

ارشن نے اطمینان سے پیپر ویٹ گھماتے ایک مرتبہ پھر اس پر پٹرول پھینکا۔

اس نے لال انگارا نم زخمی سی نگاہ احان پر ڈالی۔اور اپنے لب کاٹنے لگا۔

میں نہیں جانتا آپ لوگوں کو ،، مجھے کہیں نہیں جانا،، آپ لوگ جا سکتے ہیں یہاں سے،،،

وہ چلایا تھا۔اور اپنا سامان کانپتے ہاتھوں سے سمیٹ کر باہر جانے لگا۔

سنا ہے برسوں سے تم اپنے جلادوں والے طریقے سے کسی کو ڈھونڈ رہے ہو امن آریان پاشا،، اگر میں کہوں کہ میرے ہاتھ میں اس "جزا" کا ایڈریس موجود ہے تو تب بھی تم ہمیں پہچاننے سے انکار کرو گے،،،؟

ارشن نے دار چینی چباتے اطمینان سے کہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جبکہ امن اپنی جگہ پر پتھر کا بن چکا تھا۔

پھر احان اسے دیا کے متعلق سب بتاتا چلا گیا۔اپنے مشن کے بارے میں۔اپنے دشمنوں کے بارے میں۔یہ بھی کہ یہی وہ لوگ ہیں جو امن آریان پاشا کی بربادی کے زمہ دار ہیں۔کیونکہ وہ پرنسپل اور وہ ٹیچر عمرو محض مہرے تھے جبکہ اصل کھلاڑی تو یہ لوگ تو جو ان کی زندگیوں سے کھیل گئے تھے۔وہ سنتا گیا خاموشی سے سنجیدگی سے۔

اب ہمارے ساتھ چلنا ہے کہ نہیں،، ویسے بھی وہاں چلو گے تو اسے سنبھال پاؤ گے جو اب تک تقریباً نیم پاگل ہو چکی ہے،،،

ارشن نے اسے پھر گھورا تھا۔اس سب کے بعد امن آریان پاشا کے پاس انکار کی گنجائش موجود ہی کہاں تھی۔احان اور ارشن وہاں سے نکلے تھے تو وہ چپ چاپ ان کے پیچھے ہو لیا تھا۔

وہ اپنے لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا تھا جب ایک ضروری میل آئی تھی اسے۔خضر گہرا مسکرایا تھا۔واپس لوٹنے کو بولا گیا تھا۔ایم بی بی ایس تو مکمل کر ہی چکا تھا۔واپس جا کر مزید تعلیم کے ساتھ پریکٹس جاری کرنی تھی۔

مگر واپس لوٹنے سے پہلے اسے ایک تصویر اور اتا پتا بھی بھیجا گیا تھا جسے جہنم واصل کر کے ہی لوٹنا تھا اسے۔ابھی واپس لوٹنے کی تیاری بھی تو کرنی تھی سو جلدی سے بھیجے گئے پتے پر روانہ ہوا تھا۔

بیلجئیم کے ایک مشہور کلب میں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کہ اس کلب کو اٹھا کر کسی نے اوندھا کیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب وہ کلب میں ان جہنمیوں کو جہنم واصل کر کے خون سے سنی ہتھوڑی لیے بلیک پینٹ بلیک ہڈی میں منہ پر بلیک رومال باندھے کلب کے بیسمنٹ میں لاؤنج کے بیچ و بیچ اطمینان سے کھڑا تھا۔

اتنے میں مزید غنڈے چیونٹیوں کی صورت رینگ کر اس مقام پر پہنچے تھے۔اور اس پر چاروں جانب سے گھیرا تنگ کر لیا۔

وہ منہ سے خباثت ٹپکاتا اب اپنے غنڈوں کی بھیڑ میں بزدلوں کی طرح شیطانی مسکراہٹ لیے اس کے سامنے آیا تھا۔جو اس ہڈی والے کا مین ٹارگٹ تھا۔

لو جی یہ سپر ہیرو ہتھوڑی لیے ہم جیسوں کا صفایا کرنے یہاں بھی آن دھمکا،، خود کو سپر ہیرو تھور سمجھتے ہو کیا،،؟ تھور ہو،،؟

وہ طنزیہ لہجے میں خباثت سے بولا۔

نہیں بچپن سے ہی نِنجا ہتھوڑی کہتے ہیں مجھے،،،

کالے پراسرار رومال کے پیچھے سے اطمینان بھری آواز آئی۔

وہ اس پر پل پڑے تھے۔مگر وہ بجلی کی تیزی سے ان کے ہاتھ سے چکنی مچھلی کی طرح پھسل چکا تھا۔کچھ ہی دیر میں وہ اپنے ٹارگٹ کو بھی موت کی نیند سلا چکا تھا۔اور اب اس کلب سے تیزی سے باہر نکلا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مما،، وہ چیخ مارتی لاونج میں داخل ہوئی اور سارا کے گلے میں جھول گئی تھی۔برسوں بعد پاکستان کی سرزمین پر پاؤں رکھا تھا۔بلکہ حشمت راؤ بذات خود اسے لندن سے لینے گئے تھے اور اپنے ساتھ واپس لے کر آئے تھے۔

میری بچی،، سارا نے چٹا چٹ اس کا منہ چوم ڈالا۔

مما یہ راؤ مینشن اتنا کیوں سجا ہوا ہے،، کیا ہو رہا ہے یہاں کوئی فنکشن ہے کیا،؟

آساوری شاہ نے تجسس سے دلہن کی طرح آرٹیفیشل پلس قدرتی پھولوں اور لائٹنگ سے دلہن کی طرح سجے راؤ مینشن کو حیرت و استعجاب سے دیکھا۔

ہاں بیٹا،، تمھارے دادا نے تمھاری شادی طے کر دی ہے،، اور یہ تیاری اسی خوشی میں کی گئی ہے،،

سارا نے بیٹی کے سر پر بم پھوڑا۔

واٹ،،، یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ مما،، آساوری کے پیروں تلے سے زمین سرکی تھی۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں بیٹا،،ان کے دوست ہیں خان شمشان خیل ان کے چھوٹے بیٹے سے شادی ہے تمھاری،، وہ بھی آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد،،

سارا نے کہا تھا وہ اپنی جگہ ساکت و جامد سی رہ گئی۔

وہ جو چڑیا کی طرح چہچہاتی آئی تھی۔اب ڈنر کے ٹیبل پر سب نے ہی غیر معمولی خاموشی محسوس کی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ آساوری شاہ کی خاموشی تھی۔

یا کسی بڑے طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی کچھ سمجھ نا آئی۔

نوررررررررر،،، میرے پاس آو،، ابھی کہ ابھی،،

وہ بھاگ رہی تھی۔ مسلسل بھاگ رہی تھی اور وہ ہمیشہ کی طرح اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ آج تو بھاگتے بھاگتے اس کے بہت قریب چلا آیا تھا۔

نور،،،،،،،،،،

وہ چلایا۔ اور پیچھے سے آ کر اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

وہ حلق کے بل چلائی تھی۔

نورِ پاک ایک ہلکی سی چیخ مار کر اس بھیانک خواب سے بیدار ہوئی تھی۔

استغفرُللہ،،،،

استغفرُللہ،،،

استغفرُللہ،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ مسلسل پڑھے گئی۔ہو بھی تو فجر کا وقت رہا تھا۔اور پھر ایسا خواب جب وہ کم بخت اس کی جان کو آ گیا تھا۔

وہ خود بڑی ہوئی تھی مگر خواب میں وہی چھوٹی بچی تھی جو مسلسل اس کے دسترس سے بھاگتی رہتی۔اور وہ پاگلوں کی طرح اسے پکارتا اس کے پیچھے بھاگتا رہتا۔ایک سفید محل نما گھر میں بھی وہ اکثر خواب میں گھومتی رہتی تھی۔جس میں کافی سارے لوگ ہوتے تھے۔مگر سب سے زیادہ وہ دکھائی دیتا جو اس کے پیچھے بھاگتا تھا۔

نور پاک نے اٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے پانی پیا تھا۔زندگی میں دوسری کوئی پریشانی نہیں تھی بس یہ خواب آنا اگر بند ہو جاتے۔وہ ہیولہ اس کا پیچھا کرنا بند کر دیتا۔

وہ اذان ہونے تک آیت الکرسی کا ورد کرتی رہی تھی۔

پھر یونہی سر جھٹک کر وضو کرنے چل دی۔

رات کے تقریباً دس بجے تھے۔گھر میں کافی گہری خاموشی تھی۔عائشہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔وہ بہت بے چین تھی اور داشاب کو دیکھنے سٹور روم میں جا رہی تھی۔

اسے لگا تھا وہ اتنے سالوں میں علاج سے ٹھیک ہو جائے گا۔مگر جانے کیوں اب دن با دن اس کی طبیعت بگڑ رہی تھی۔اب تو اس کی اتنی حالت خراب ہو گئی تھی کہ عائشہ کے مما بابا نے اسے سٹور روم میں رکھا ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

عائشہ نے کافی احتجاج کیا۔مگر انھوں نے اس کی آیک نا سنی تھی۔وہ دبے قدموں باہر نکلی تھی۔سٹور روم جاتے وقت پہلے اس کے مما بابا کا کمرہ ہی آتا تھا جسے اس نے کراس کر کے پھر آگے جانا تھا۔

وہ دبے قدموں وہاں سے گزر جانا چاہتی تھی جب کمرے کی کھڑکی کے قریب سے گزرتے اپنے بابا کا عجیب اور غیر معمولی لہجہ سن کر قدم وہیں ٹھٹھک کر جم گئے تھے۔

برسوں پہلے اس انصار خان کی پراپرٹی کے لیے میں نے اسے اور اس کی بیوی کو موت کی نیند سلا دیا،،، دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا تھا،، اگر میں نے بزنس کے لیے پیسے مانگ لیے تو اکڑ گیا،، کیا ہوا جو دے دیتا پیسے،، کیا ہوا جو مجھ سے دو تین بار پیسے ڈوب گئے،، مگر نہیں وہ تو اپنے آپ کو بزنس میں تیس مارخاں سمجھنے لگا تھا،،، پھر میں نے ہی ان دونوں میاں بیوی کو زہر دے کر مار ڈالا،، مگر اتفاق سے اس کا وہ بیٹا داشاب بچ گیا،،، یہ بھی میرے لیے اچھا ہی ہوا،،، کہ اس انصار نے ساری پراپرٹی داشاب کے نام لگا رکھی تھی،،، خود تو جہنم واصل ہو گیا مگر پھر بھی اپنی وصیت سے مجھے جی جان سے جلا گیا،، وصیت میں تھا کہ اٹھائیس سال کا ہونے سے پہلے پہلے وہ یہ پراپرٹی کسی اور کو ٹرانسفر نہیں کر سکتا،،،

شیر خان کی پھنکارتی آواز کمرے میں گونجی تھی۔اور نسیمہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

جناب ضرورت کے وقت بیوی کی عقل بھی کام آ ہی جاتی ہے،،، تب ہمارے راستے کا سب سے بڑا کانٹا یہ داشاب انصار خان تھا،، جو اگر جوان ہو جاتا اور ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا تب ہماری ساری محنت بیکار ہو جاتی،، پھر میں نے ہی مشورہ دیا تھا اسے آہستہ آہستہ پاگل بنانے کا،، ہم مختلف ادوایات سے اسے پاگل

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کرتے رہے،،، اٹھائیس سال سے پہلے تو اسے مار ہی نہیں سکتے تھے،، تبھی اب تک زندہ ہے کمبخت پاگل،، پتہ نہیں آپ کی بیٹی پر کونسی ہمدردی کا بھوت سوار ہے جو اس کی جان ہی نہیں چھوڑتی،،

نسیمہ نے جھنجھلا کر کہا تھا۔

میری بیٹی بہت ہی نرم دل اور حساس ہے،، اسی لئے اسے اس داشاب سے ہمدردی ہے،، اسی کی فکر اور ہمدردی کی بدولت ہی تو آج تک شک نہیں ہوا کسی کو ہم پر،،

شیر خان نے فخر سے کہا تھا۔نسیمہ بیگم کچھ سوچ میں پڑ گئی۔

اب ایک ہفتے کے بعد وہ پاگل اٹھائیس کا ہونے والا ہے،، ہم اس سے پیپرز پر انگوٹھا لیں گے،،، اور بعد میں وہ مرے گا،، پھر تو عائشہ کافی ہنگامہ کرے گی،، صدمے سے کچھ ہو نا جائے میری حساس دل بچی کو،،،

نسیمہ بیگم کو الگ ہی فجر لاحق تھی۔(اپنی بچی کے لئے اتنی فکر اور ان قصائیوں کو دوسرے کے بچے کو جو زبح کرنے کی باتیں کر رہے تھے ان سے دل نا دہلا)

کیا خیال ہے اسے کہیں بھیج نا دیں،،،

شیر خان نے نسیمہ بیگم کی جانب دیکھا۔

کسی کو شک نا ہو جائے عائشہ کے جانے سے،،

نسیمہ بیگم ایک اور پوائنٹ زیر غور لائیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں یہ تو ہے،،،۔شیر خان کی سوچتی سی آواز ابھری

وہ مزید سن نا پائی۔اس سے زیادہ کچھ سن بھی نہیں سکتی تھی۔اپنے ہی ماں باپ کا اتنا بھیانک اور ہولناک روپ دیکھنے سے پہلے وہ مر کیوں نہیں گئی تھی۔۔اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر سختی سے رکھتی بھاگ کر وہ واپس اپنے کمرے میں آ کر بند ہوئی تھی۔

کان یوں سائیں سائیں کر رہے تھے جیسے کانوں میں پگھلا ہؤا سیسہ انڈیلا گیا تھا۔وہ خوف کے مارے کمفرٹر میں چھپ گئی تھی۔

تو یہ حقیقت تھی عائشہ شیر خان کی۔کہ وہ تو درندہ صفت حیوانوں کی اولاد تھی۔اس باپ کی بیٹی جس نے دولت کی لالچ کی خاطر اپنے سگے بھائی بھابھی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔اپنے سگے خون کو پاگل بنا کر اب یوں حقارت سے اسے پاگل پاگل بول رہے تھے جیسے اس میں اس ک قصور ہے۔وہ ان قاتل، احسان فراموش ،بے حس درندہ صفت لوگوں کی اولاد نہیں ہو سکتی تھی۔

یہی ارمان کھائے چلا جا رہا تھا۔

وہ بلک بلک کر روئی تھی۔

مگر کچھ یاد آنے پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

وہ لوگ بول رہے تھے کہ ہفتے کے بعد اٹھائیس کا ہونے پر داشاب کا خون کرنے والے ہیں۔اس کی پراپرٹی ہضم کرنے والے ہیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں مم،، میں یہ نہیں ہونے دوں گی،، کبھی نہیں،،، مم،، مجھے داشاب کو بچانا ہو گا ،، کک کسی بھی قیمت پر، کچھ بھی کر کے،، مجھے بزدلی نہیں دکھانی،، مجھے ہمت کرنی ہو گی،، کیا کروں،،؟

وہ بیڈ سے نیچے اتر کر روتی ہوئی اب ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔

پولیس،،،؟؟؟؟

اونہہہہہہہ،،،، کون اعتبار کرے گا میرا؟ نا کوئی ثبوت نا گواہ۔برسوں بیت گئے چچا چچی کو فوت ہوئے۔اور اس بات کا بھی کیا ثبوت ہے کہ یہ لوگ داشاب کو پاگل بناتے رہیں ہیں۔الٹا یہ جان جائیں گے کہ میں سب جان گئیں ہوں تو مجھے قید کر کے با آسانی اپنا کام سر انجام دے سکتے ہیں۔

نہیں نہیں،،،

وہ خود ہی اپنا آئیڈیا رد کر گئی۔

تو پھر؟؟؟

سوچ سوچ کے دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔مگر الجھن کو سلجھانے کا سرا ہاتھ نا لگا پایا۔

فلزہ،،،

یک دم زہن میں جھماکا ہوا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

چار پانچ سال سے اس سے رابطہ نا تھا۔وہ کتنی اچھی دوست تھی عائشہ اور داشاب کی۔اس کا اس قدر خیال رکھتی تھی۔داشاب اس سے کافی مانوس ہو گیا تھا۔مگر پھر وہ بلی گئی۔داشاب اسے اکثر کافی مس کرتا تھا۔

پھر وہ شاید بیرون ملک چلی گئی تھی۔

عائشہ کو یاد تھا۔وہ اکثر عائشہ سے کہا کرتی تھی کہ وہ اپنے پاپا کی طرح آئی ایس آئی ایجنٹ بنے گی۔بہادر اور نڈر تو شروع سے ہی تھی۔

ہاں مجھے اس کی ہیلپ لینی چاہیے،، اس کے پاپا ویسے بھی اتنے بڑے آفیسر ہیں،، وہ میری مدد کریں گے،، فلزہ کے علاوہ تو کوئی مجھ پر اعتبار تک نا کرے گا،،،

عائشہ اس کی بہت خاص دوست تھی اسی لیے صرف اسے ہی اس نے اپنے پاس موجود اپنا موبائل نمبر دیا ہوا تھا۔عائشہ نے فلزہ کے اصرار پر وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ نمبر کسی کو نہیں دے گی۔اور واقعی اس نے کسی کو دیا بھی نہیں تھا۔

وہ جلدی سے اپنی بکس ریک میں موجود ڈرارز تک گئی۔انھیں جلدی سے الٹ پلٹ کر دیکھا۔وہ نمبر اس نے اپنی پرانی ڈائری میں بہت چھپا کر سنبھال کر رکھا تھا۔

کچھ ہی دیر کی کوشش کے بعد وہ ڈائری اس کے ہاتھ میں تھی۔اس نے بھاگ کر دروازا اچھے سے لاک کیا۔اور کانپتے ہاتھوں سے وہ نمبر ڈائل کیا۔نمبر رسیو نہیں کیا جا رہا تھا۔

مگر وہ مسلسل کوشش کرتی رہی۔پھر ایک بیل ایسی تھی جس پر نمبر رسیو کر لیا گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہیلو،،، فلزہ کی مدھم سریلی آواز سنائی تھی تو وہ اس کر رو پڑی۔

ہیلو کون ،،؟ کون ہے ادھر،،، فلزہ بھی ادھر حیران ہوئی تھی۔

فل،،،،،،زہ،،،،،، وہ اتنا ہی بول پائی۔۔

عائشہ،،، اٹس یو،،، کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو،،؟ انکل آنٹی کہاں ہیں،،؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا،،؟ تم ٹھیک تو ہو،،؟ داشاب تو ٹھیک ہے ناں،،؟ کیا ہوا؟

ادھر بھی گھبراہٹ میں کئی سوال ایک ساتھ پوچھے گئے تھے۔

فلزہ،،، اسی پارک میں کل دن میں، میں تمھارا انتظار کروں گی،، اگر میری پرابلم سننا چاہتی ہو تو ضرور آنا میں ویٹ کروں گی،، ابھی فون پر کچھ نہیں بتا سکتی،،،

عائشہ نے سسکیوں کے دوران اسے دھیمی آواز میں بتایا اور جلدی سے فون رکھ کر موبائل سوئچ آف کر دیا۔

ہمت کی اور بیڈ پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔وہ جانتی تھی کل فلزہ ضرور اور ہر قیمت پر وہاں آئے گی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

برسوں بعد پاکستان کی سرزمین پر پاؤں رکھے تھے۔امن کو کافی عجیب بھی لگ رہا تھا۔مگر ائیر پورٹ سے نکلتے ہوئے وہ خاموش ہی رہا۔

بلیک و وائیٹ امتزاج کے ٹو پیس میں اونچے لمبے سرو قد کے ساتھ ماتھے پر سیاہ بال بکھرائے وہ ضرورت سے زیادہ ہی صوبر، ہینڈسم اور خوبرو لگ رہا تھا۔چمکتے چہرے کی پاکیزگی بھری چمک میں اتنی کشش تھی کہ دیکھنے والے نگاہ ہٹا نہیں پا رہے تھے۔

اس کے بلکل پیچھے بابر اس کا لگیج گھسیٹتا چلا آ رہا تھا۔

وہ ائیر پورٹ سے باہر نکل کر اپنی گاڑیوں کی جانب بڑھے تھے۔ارشن اور احان گاڑی تک گئے اور اس کے ڈور کھولے مگر امن چند قدم کے فاصلے پر پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اطمینان سے ادھر ہی کھڑا رہا۔

ارشن نے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا۔

کیا ہوا امن چلو،،،

ائم سوری بھائی،،، میں آپ کے کہنے پر یہاں تک تو آ گیا مگر وائیٹ پیلس ابھی نہیں آؤں گا،،، مجھے کچھ وقت چاہیے،،،

امن نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

لیکن،،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

احان نے کچھ کہنا چاہا۔

اٹس اوکے،، احان رہنے دو،، اسے واقعی کچھ وقت چاہیے ہو گا،، مگر تم رہو گے کہاں،،؟

ارشن نے احان کو روک کر امن کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

میں جزا ٹرسٹ میں اپنے اپارٹمنٹ میں رہوں گا ابھی،،، میرا ڈرائیور آتا ہی ہو گا ،،

اس نے نگاہیں چراتے اپنے فون میں کچھ نادیدہ چیز ڈھونڈتے کہا۔

ہمیں کچھ عرصہ پہلے ہی پتہ چلا،، جب جزا ٹرسٹ ہاسپٹل کے چرچے پورے پاکستان میں دور دراز علاقوں تک پھیل گئے چھ سال پہلے وہ قائم ہوا۔یہ تمھاری ایفرٹ تھی کہ سرجن بننے سے پہلے صرف ایم بی بی ایس کی تعلیم کے دوران ہی تم نے اس کی بنیاد رکھوائی،، وہاں ان تمام لڑکیوں کی فزیکلی اور مینٹلی ٹریمنٹ، سرجریز، دیکھ بھال کہ جاتی ہے جو ریپ وکٹم ہوں،،، یا کسی بھی قسم کے مظالم کا شکار ہوں،، حتی کے اسی ہاسپٹل میں بنے اپارٹمنٹس میں وہ رہتی ہیں،، کھل کر جیتی ہیں،، تعلیم حاصل کرتی ہوں،، ان کی ہر طرح کی تربیت کی جاتی ہے،، اور ان میں بچے بچیاں بھی شامل ہیں،، خواجہ سرا بھی،، ان ٹین ایج لڑکوں کے لئے بھی ایک ڈیپارٹمنٹ ہے جو ڈرگز یا اس قسم کے غلط رستوں پر چل نکلے ہوں اور سدھرنا چاہتے ہوں،، ان کے لیے کاؤنسلنگ، اسلامی تعلیمات کے ساتھ ہیلتھی یوگا ، ورزش پوزیٹو ہیلتھ ٹریٹمنٹ، حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق انھیں ٹریٹ کیا جانا،، یہ سب بہت بہت انسپائرنگ ہے امن،،، ہم وزٹ کر کے آئے تھے،، اور ہمیں تم پر ناز ہے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن نے آج کھل کر اسے سراہا تھا۔امن کے لب زرا سا پھیلے (مگر اسے مسکراہٹ ہر گز نہیں کہا جا سکتا تھا) زرا سا سر ہلا کر اس نے وہ تعریف یوں وصول کی جیسے کہ ارشن نے کہا ہو کہ امن تم نے سکول کا ہوم ورک بہت اچھا کیا۔

تم جانتے ہوں امن،، بڑے پاپا بھی وہاں وزٹ کر کے آئے تھے،،

ارشن نے کہا تھا مگر اب کی بار اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر حیرت سے اسے ضرور دیکھا تھا۔

آخر باپ باپ ٹھہرا۔

(وہ جو ورلڈ کلاس ہیکر تھا اسے ہاسپٹل اور اس سے متعلق ڈیپارٹمنٹس کی پل پل کی خبر تھی یہ بھی پتہ تھا کہ ارشن لوگ وہاں وزٹ کرنے آئے تھے مگر اسے پاشا ابراہیم کے وزٹ کی کیوں خبر نا ہو سکی۔وہ شاید اس لئے کہ ان کے باپ دادا آج بھی ان سے ایک قدم آگے ہی تھے شاید)

خیر چھوڑو،، تم جاؤ ہم چلتے ہیں،، ارشن بول کر گاڑی میں بیٹھنے لگا۔امن نے ارشن کی پیٹھ کو بری طرح گھوری سے نوازا۔

بھائی،،، اس نے دانت پیس کر پکارا۔

ہاں،،، ارشن انجان بنتا پھر پیچھے مڑا۔امن جزبز سا اسے دیکھے گیا۔

آپ مجھے کوئی اڈریس دینے والے تھے،، وہ جبڑے بھینچ کر بول ہی گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن مبہم سا مسکرایا تھا۔

پھر پینٹ کی پاکٹ سے ایک چٹ نکال کر اسے تھمائی۔جو کہ امن نے اپنے ہاتھ میں کسی قیمتی متاع کی طرح تھام کر یوں مٹھی بند کی جیسے وہ چٹ خود ہی اس کے ہاتھ سے نکل کر کھو جائے گی۔

ارشن بائے کا اشارہ کرتا گاڑی میں بیٹھا۔ان کی گاڑیاں نکلنے تک وہ جانے کیسے سانس روکے ضبط کیے کھڑا رہا۔مگر ان کے نکلتے ہی اس نے تیزی سے میکانیکی انداز میں وہ چٹ کھول کر دیکھی۔مگر چٹ کھولتے اس کا دل ایک مرتبہ تو جیسے تھم سا گیا تھا۔

وہ دم بخود سا اس چٹ کو دیکھے گیا۔

جزا ٹرسٹ ہاسپٹل اپارٹمنٹ نمبر فائیو۔

مطلب وہ عرصے سے وہیں تھی۔اسی کے ہاسپٹل میں اسی کے اپارٹمنٹ میں۔

اور پاشا ابراہیم جانتا تھا کہ پوتا پوری دنیا چھان مارے گا مگر اپنے ہی ہاسپٹل کی لڑکیوں اور سٹوڈنٹس کی لسٹ کبھی چیک نہیں کرے گا۔

خوب بہت خوب۔

مطلب یہاں پر بھی دادا دس قدم آگے ہی نکلا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس نے ایک لمبی سی سانس کھینچ کر ایک پرسکون سانس اپنے اندر اترتی محسوس کی۔اور چٹ اپنی پینٹ کی پاکٹ میں رکھی۔

مگر کوئی خیال آتے ہی وہ پھر بے چین ہوا تھا۔

کیا آگے یہ سب اتنا ہی آسان تھا اس کے لیے؟

اس کا ڈرائیور آ چکا تھا۔وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھا۔اور اپنا لیپ ٹاپ کھول کر تیزی سے ہاسپٹل کی سٹوڈنٹس کی لسٹ چیک کی۔

معجزا امن آریان پاشا،،، لسٹ میں نام جگمگا رہا تھا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے اپارٹمنٹ کے کیمرے ایکٹیو کیے۔جنھیں اب سے پہلے ایکٹو کرنے کا اسے خیال تک نا آیا تھا۔

مٹھی کی پشت اپنے ہونٹوں پر رکھے کہ وہ برسوں بعد سکرین پر اپنی متاعِ جاں کو دیکھے گیا۔

سمیع خان ہاتھوں میں ڈھیر سارے شاپر لیے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے تھے۔وہ ان کی آواز سن کر لائیٹ فیروزی سے لباس میں اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔نازک سا وجود دوپٹہ اسکارف کی صورت گلے میں پہنے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

گھنے ڈارک براؤن بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے وہ نازک سی گڑیا لگتی تھی۔سرخ و سفید رنگت میں زردیاں گھلیں ہوئیں تھیں۔اور چاکلیٹ براؤن آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی تھی۔

بابا،، آپ آ گئے،،، کتنی مرتبہ کہا مجھے ایسے چھوڑ کر مت جایا کریں،،،

وہ کسی روندو بچے کی طرح رونے والا منہ بنا کر بولی۔مگر آ کر سمیع خان کے گلے سے بھی جھول گئی تھی۔

سمیع خان مسکرایا۔

ضروری کام تھا گڑیا،،

سمیع خان نے شفقت بھرے انداز میں بیٹی کا ماتھا چوما۔

کیا لائے،، وہ ان شاپنگ بیگز کو حیرت سے دیکھے گئی۔

تمھاری بڑی ماں نے تمھارے لیے بھیجی ہیں یہ سب چیزیں،، سمیع خان کہتے صوفے پر بیٹھ گیا۔معجزا بھاگ کر ان کے لیے پانی کا گلاس لے کر آئی۔

بابا ،، بڑے پاپا اور بڑی ماں نہیں آئے کافی دنوں سے،، وہ شاپنگ بیگ ایک ایک کر کے کھولتے دیکھتی ان سے پوچھ بیٹھی۔

وہ وائیٹ پیلس میں ہیں،، سمیع خان نے اطمینان سے جواب دیا۔مگر یہ نام سن کر معجزا کے چہرے پر ایک سایہ سا ضرور لہرایا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ بیگ میں موجود چیزیں حیرت سے دیکھے گئی۔نئے خوبصورت کپڑے، جیولری، میک اپ کا سامان، نئے جوتے ،،

یہ سب کیا ہے بابا،،؟

معجزا نے نفیس جیولری کے باکس کی جانب اشارہ کیا۔بھلا اس نے کبھی بھی کب استعمال کی تھیں یہ چیزیں؟

مجھے کیا پتہ ،، لڑکیوں کی چیزیں ہیں،، تم جانو،، سمیع خان گڑبڑایا۔پھر اس کا دھیان بٹانے کو یونہی بولے۔

بچے باہر تمھیں بلا رہے تھے جاؤ بات سن لو ان کی، یہ سب رنگیلی سنبھال لے گی،، سمیع خان نے اس سے کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے اٹھ گئی۔

سمیع خان نے اسے بے بسی سے دیکھا۔

ہیومن فوبیا تو اسے اب بھی تھا۔لاکھ ٹریٹمنٹ کے باجود وہ بس اس قابل ہوئی تھی کہ اس اپارٹمنٹ سے باہر ہاسپٹل کی حدود کے اندر اندر اپارٹمنٹس کے سامنے بنے گارڈن تک چلی جاتی تھی۔بس عرصہ دراز سے ہاسپٹل کے ہی تین چار مخصوص بچے تھے جن سے وہ مانوس ہو پائی تھی۔اور ان سے کھیل لیتی تھی۔

بیس سال کی ہونے کے باوجود ابھی ایف اے میں تھی کیوں کہ وہ جسمانی اور دماغی لحاظ سے بہت کمزور تھی۔

وہ گراؤنڈ میں آئی تو بچے اپنے ہاتھوں میں کچھ لیے بیٹھے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیا کر رہے ہو تم لوگ،،؟ اس نے پوچھا۔

جزا آپی آپ کے پاس موبائل فون ہے ناں،،؟ چھوٹی سی ردا نے اسے سے پوچھا۔

یس ہے،،، مگر میرا نام جزا نے معجزا ہے،، وہ بگڑی۔

مگر وہ معصوم غائب دماغ تھی جسے یہ خیال تک نا آیا کہ اس کو یہاں اس نام سے کوئی نہیں پکارتا تھا۔سب معجزا ہی بولتے تھے۔

اوکے اوکے، معجزا آپی،، پلیز اس کی تصویر کھینچ کر واٹس ایپ کے اس نمبر پر سینڈ کر دو،، پھر ہمیں پرائز ملنے کا چانس ملے گا،،

ان سب نے اپنی ننھی ننھی مٹھیاں اس کے سامنے کھولیں۔جن میں گولڈن سا گول جانا پہچانا سا بسکٹ تھا۔

یہ کیا ہے،،؟ معجزا نے پوچھا۔

یہ گولڈن کوکو مو ہے ،، ردا نے اطمینان سے جواب۔دیا۔مگر معجزا کا چہرہ ضرور سفید پڑ گیا تھا۔تب نگاہ بینچ پر رکھے اس پورے ڈبے پر پڑی۔

ی،،، یہ کون لایا،،

اس نے جلدی سے ان کے ہاتھوں پر ہاتھ مار کر وہ گولڈن بسکٹ نیچے پھینک دیئے۔اور وہ ڈبہ بھی کسی اچھوت کی طرح پرے پھینک دیا۔بچے حیرت سے اسے دیکھے گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ ماسک مین لے کر آیا ہمارے لئے،، وہ بولا کہ یہاں کا نیو ڈاکٹر ہے ،، اس نے یہ ہمیں دیا،، آپ نے کیوں پھینکا جزا آپی،،

ردا نے ناراض ہوئی۔

مگر معجزا نے متوحش سے اپنے قدم پیچھے لیے تھے۔اور پھر تیزی سے اپارٹمنٹ بھاگ گئی۔

انھیں کیا ہوا،،؟ ردا نے حیرت سے کہا۔

پتہ نہیں،، فری نے کندھے اچکائے۔

پانچ دن ہو گئے تھے وہ کان منہ لپٹ کر اپنے کمرے میں بند تھی۔کسی نے اس لیے نہیں چھیڑا کہ کہیں شادی کے موقع پر اس کی طبیعت نا بگڑ جاتی۔

اب بھی آساوری شاہ اپنے کمرے میں تھی جب سارا اس کے لیے کھانا لیے اندر داخل ہوئی۔

سارا کے منہ سے چیخیں برآمد ہوئیں تھیں۔کیونکہ وہ زمین پر اوندھے منہ پڑی تھی۔

سارا کے شور پر حشمت اور بلند بخت بھی کمرے میں چلے آئے۔

جانے کب سے اس کی طبیعت خراب ہوئی تھی اور زیادہ دیر سانس بند ہونے سے اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسے فورا ہاسپٹل لے جایا گیا تھا۔بہت مشکل سے اس کی جان بچی تھی۔

حشمت راؤ جلتے توے پر بیٹھ چکا تھا۔تبھی اپنے آدمیوں کو مخصوص اشارہ کیا تھا۔

آج دو دن کے بعد آساوری شاہ کا پھر صدقہ اتارا گیا تھا۔آج تو اس کی شادی تھی۔تو پھر آج کیوں نا اس کے نام پر بلی تھی جاتی۔پورے راؤ مینشن کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔

وہ جیسے پتھر کی ہو چکی تھی۔کیونکہ کافی احتجاج کے باوجود اب کی بار حشمت راؤ نے اس کی ایک نہیں سنی تھی۔

اور جیسے اساوری شاہ کو سجایا گیا تھا۔وہ سفید کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔

احان ارشن کے ساتھ ہی بیسمنٹ میں تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔

یس ایس پی،،،،

سر آج اسی جگہ سے پھر ایک لڑکی کی لاش ملی ہے،،، ایس پی ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

واٹ،،، احان چلایا۔ارشن چونکا۔

یس سر بلکل سیم کنڈیشن،، سیم جگہ ،، مارنے کا وہی دردناک طریقہ،،،

اوکے رپورٹ تیار کرو،،، اس کیس کا بھی بہت جلد حل نکالوں گا،، احان نے سرسراتے لہجے میں کہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن نے اسے بغور دیکھا۔

تبھی اس کے فون پر کچھ ایس ایم ایس اور ایم ایم ایس آئے تھے۔احان نے فون کھول کر دیکھا اور تلخی سے مسکرایا۔

دیکھو زرا دوسروں سے زندگی چھین کر معصوم جانوں کی لاشوں پر وہ شیطان اپنی پوتی کی خوشیوں کی بنیاد رکھ رہا ہے،، مضحکہ خیز،،، شادی ہے آج اس کی پوتی کی،، اور اس کی شادی کا صدقہ اتارنے کے لئے آج پھر ایک معصوم کی جان گئی،،،

ارشن کو بھی افسوس ہوا۔تب دونوں اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوئے تھے۔

سنا تھا کہ executioners(جلاد) نا کسی کے ساتھ ناانصافی کرتے تھے نا کسی بے گناہ کی جان لیتے تھے۔

مگر،،،،،،،،،،،،

مگر وہ جونئیر گرین مونسٹر تھا۔

احان ماہر خان ،انڈر ورلڈ کی دنیا کے لیے اس سے زیادہ بے رحم سفاک کولڈ بلڈڈ کوئی نہیں تھا۔

جس نے جلادوں کے تمام اصول توڑے تھے۔

اپنے اصول خود بنائے تھے۔اپنا راستہ خود بنایا تھے۔اس کا کام کرنے کا اپنا انداز اپنا طریقہ تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور وہ ایسا تب سے ہوا تھا جب سے اس کے ہاتھوں ایک بے گناہ نازک سی جان گئی تھی۔۔راتوں کے اندھیرے کا مسافر بنا بھٹکتا پھرتا تھا۔

آج بھی رات کے گیارہ بجے وہ مخصوص براؤن ہڈی پہنے منہ پر رومال باندھے اپنی گن فلی لوڈڈ کرتا وائٹ پیلس کے بیسمنٹ سے باہر نکلا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی اور زن سے گاڑی بھگائی۔رومال نیچے کر کے لبوں میں سگریٹ دبا کر سلگایا۔ فون رنگ ہوا تو ائیر پوٹ کان سے لگا کر فون یس کیا۔

"وہ گرین مونسٹر جو ایک بے گناہ کا خون کرنے کے بعد راتوں کو آج تک کبھی چین سے سو نہیں پایا آج پھر وہ بڑی بے رحمی اور سفاکی سے ایک بے قصور، معصوم اور بے گناہ لڑکی کی جان لینے چلا ہے، مضحکہ خیز،،،

ائیر پوٹ میں سے ارشن کی آواز گونجی۔

آحان ماہر خان کی سبز کائی نما آنکھوں میں تو پہلے ہی وحشت، درندگی اور سفاکیت تھی وہ سب کچھ یاد کرنے کے بعد آنکھوں میں خون بھی اتر آیا۔اب جب وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔

"ہر سال اس معصوم، بے گناہ بے قصور لڑکی کو زندہ رکھنے کے لئے کئی معصوم لڑکیوں کو موت کی نیند سونا پڑتا ہے، بتاؤ ارشن وہ لڑکیاں جو اس امیر زادی کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں ان کے بارے میں کیا کہو گے ان کو کس بات کی سزا ملتی ہے، ان کا کیا گناہ ہوتا ہے، تو آج یہ جلاد اس فساد کی جڑ کو ہی ختم کرنے جا رہا ہے،، نا بچے گی وہ نواب زادی اور نا ہو گا اس کی وجہ سے یہ خون خرابہ،، آج اس کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

باپ دادا کے ظلم کی اس داستان کا دی اینڈ ہونے والا ہے آج اس خبیث شیطان کی اپنی لاڈلی کو بچانے کی سب شیطانی تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی،،

احان نے بول کر ائیر پوٹ اتار کر ڈیش بورڈ پر پھینکا تھا۔اپنا رومال درست کیا۔

جلد ہی منزل پر بھی پہنچ گیا۔شہر کا سب سے مشہور اور بڑا میرج ہال تھا۔اور سکیورٹی اتنی ٹائٹ جیسے کسی چیف منسٹر کی شادی ہو۔

مگر وہ جلاد تھا۔جو تمام سکیورٹی کے ٹھینگا دکھا کر اب سٹیج کے دائیں طرف کھڑا تھا۔

بقول اس گرین مونسٹر کے وہ فساد کی جڑ اس ہاف وائٹ سرخ نگینے جڑے عروسی لباس میں سٹیج پر اپنے دلہے کے سامنے کھڑی تھی۔ہونٹوں تک جالی دار نقاب تھا۔شادی کی رسمیں شروع ہونے والی تھیں۔اور ابھی نکاح بھی ہونا تھا۔

احان ٹھیک برائیڈل کے پیچھے کھڑا تھا۔اگر اسکا رخ احان کی جانب ہوتا تو وہ سب سے پہلے اس کی شہہ رگ اڑاتا۔

اس نے پینٹ سے گن نکالی۔کچھ سکیورٹی گارڈز اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر اس کی جانب لپکے۔احان نے اپنی گن کا رخ برائیڈل کی جانب کیا اور بڑے سکون سے دو فائر اس کی کمر میں داغے تھے۔وہ ایک دلخراش چیخ کے بعد اوندھے منہ سٹیج پر گری تھی۔

اب ایک ایک کر کے گارڈز کی شہہ رگوں کی دھجیاں اڑ رہی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جلاد تھا جو سب انتظام پہلے ہی کر کے یہاں گھسا تھا۔ہال میں اچانک آگ بھڑک اٹھی تھی۔بھگدڑ مچ چکی تھی۔ہزاروں کی تعداد میں لوگ ادھر ادھر بھاگتے ایک دوسرے کو کچلتے اپنی جان بچانے کے چکر میں تھے۔

سکیورٹی گارڈز کو راستے سے ہٹانے کے بعد وہ گرین مونسٹر بڑے اطمینان سے دوبارہ گن لوڈ کرتے سٹیج پر آیا تھا۔

اگر تو وہ زندہ تھی تو یقینا اب ایک فائر سے وہ اس کی شہہ رگ ہی اڑانے والا تھا۔سٹیج پر اس کے قریب کھڑے اب احان نے اپنے بوٹ کی نوک اس کے پیٹ پہ رکھ کر ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کیا تھا۔

اور اس کا چہرہ دیکھ احان کے سر پر سات آسمان گرے تھے۔

ایک سیکنڈ لگا تھا وہ اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر گرا تھا اور اس نازک سی جان کو کمر سے تھام کر اپنے بازو پر گرایا۔

اساوری،،،،،،، احان نے دیوانہ وار اسے پکارا اور اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

ایسے کیسے ممکن تھا کہ وہ لڑکی جو آج سے کئی برس پہلے اس کے ہاتھوں سے غلطی سے ماری گئی تھی۔وہ خوش قسمتی سے زندہ ہو۔

تو کیا احان نے پھر سے اس سے اس کی زندگی چھین لی تھی یا اس کی موت اس گرین مونسٹر کے ہاتھوں لکھی گئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اساوری،،،،،،،، احان کی دھاڑ پورے ہال میں گونجی۔

حال میں ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا۔اس بھگدڑ میں ایک حشمت راؤ تھا جو سٹیج تک پہنچا تھا۔اور اس سبز آنکھوں والے مخصوص دشمن کو پہچان کر، اس کے بازوؤں میں آساوری کو دیکھ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔

اے چھوڑو میری بچی کو،،، حشمت راؤ چلایا تھا۔تب احان نے نرمی سے آساوری کا سر مخملی کارپٹ پر رکھا۔

حشمت راؤ بمشکل احان کے سر تک پہنچا تھا۔احان نے کھڑے ہو کر حشمت راؤ کا گریبان پکڑا تھا۔ان خون رنگ میں رنگی آنکھوں کو دیکھ کر حمشت راؤ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔

لے جا رہا ہوں کہ لوں گا،، لیکن آئندہ اگر کسی معصوم جان کی بلی دینے کا سوچا بھی تو تمھاری پوتی کے اتنے ہی ٹکڑے کر کے تمھیں بھیجوں گا جتنی تم آج تک بلیاں دے چکے ہو پاگل بڈھے،،،

یہ بول کر احان نے اسے پیچھے دکھا دیا اور اپنی پوری طاقت سے اس کے سینے پر بھاری بوٹ جڑا تھا۔حشمت راؤ سوکھی لکڑی کی طرح اچھل کر سٹیج سے دور کا کر گرا تھا۔

دھوئیں کے مرغولے اٹھے تھے۔حشمت راؤ زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔تب شمشان خیل اور اس کے آدمی اور گارڈز وہاں پہنچے اور پورے ہال میں پھیل چکے تھے۔

پورے ہال کو گھیر لو وہ بچ کے نہیں جانا چاہیے،،وہ آیا تو زندہ ہے مگر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خان شمشان خیل چلا رہا تھا۔اسکی اتنی مجال کہ وہ ان کی اتنی سکیورٹی اور بھرے ہال میں آ کر یوں ان کے سینوں پر چڑھ آئے۔

آگ بجھی ،دھوئیں کے مرغولے چھٹے تو پتا چلا وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی ان کو ٹھینگا دکھا کر وہاں سے جا چکا ہے۔نا صرف خود چلا گیا بلکہ ان سب کی دکھتی رگ کو دباتے ان کی کمزوری بھی ساتھ لے گیا تھا۔

گارڈز ہر سو پھیل گئے تھے۔ایمبولینس،فائر برگیڈ ، پولیس،، میڈیا،، پر کوئی وہاں پہنچ چکا تھا۔مگر حشمت راؤ جانتا تھا خان شمشان کے گارڈز اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں۔سانپ نکل گیا وہ اب صرف لکیر پیٹ رہے ہیں۔

سمیع خان اس کے سرہانے بیٹھا اس کے بال سہلا رہا تھا۔۔رات کے گیارہ بج چکے تھے۔وہ کچھ دیر میں ہی گہری نیند سو گئی۔تب وہ اٹھ کر اس کا کمرہ لاک کرتا باہر آ گیا۔اپنا فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

یس سمیع بابا،، امن آریان پاشا کی عقیدت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

امن بابا اپارٹمنٹ میں آ جاؤ ،، وہ سو گئی ہے،،

سمیع خان نے دھیمے سے کہا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جی،،

امن نے کہا اور فون رکھا۔ہاسپٹل سے ایک دو اور کام نمٹا کر وہ اپارٹمنٹ کے لیے نکلا۔ہاسپٹل کے بڑے اور طویل ہال سے نکلتے ہر نگاہ اس ہاسپٹل کے ینگ سے مالک پر ٹکی ہوئی تھی۔اپنی ساتھی کولیگ سے بات کرتے وہ ان کی جانب نہیں دیکھتا تھا ہمیشہ اپنے فون کو سکرول کرتے بات کیا کرتا تھا۔

اب بھی وہ سامنے دیکھتے باہر نکلا تھا۔

اپارٹمنٹ داخل ہوا تو سامنے سمیع خان اسی کا انتظار کر رہے تھے۔وہ اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا تھا۔سمیع خان نے ہی آگے بڑھ کر اس لمبے چوڑے جواں سالہ مرد کو گلے سے لگایا۔

کیسے ہو امن بابا،، سمیع خان نے اسے بغور دیکھا۔

ٹھیک ہوں آپ سنائیں،،

وہ ان سے نگاہیں نہیں ملا رہا تھا۔اپنے فون میں جانے کیا تلاشنے لگ پڑا۔

میں بھی بلکل ٹھیک آپ کھانا کھاؤ گے،، سمیع خان نے پوچھا۔

جی نہیں سمیع بابا میں نے کینٹین سے ہلکا پھلکا کھا لیا تھا،، آپ تکلف مت کیجئے،، آرام کریں،، میں بھی آرام کروں گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب اس کی حسرت بھری نگاہیں ایک دروازے پر ٹکی ہوئیں تھیں۔ سمیع خان اسے دیکھے گیا۔امن نے سمیع بابا کو اپنی جانب دیکھتے پایا تو نگاہیں چرا کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

سمیع خان نے سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔

تقریباً آدھی رات کا وقت تھا۔ سمیع خان بے چین سا تھا۔نیند بھی نہیں آ رہی تھی تب وہ باہر لاؤنج سے ملحقہ اوپن کچن میں آیا۔امن کے کمرے کی لائٹ جلتی دیکھ وہ حیران ہوا تھا۔

اب سمیع خان جو اپنے لئے سبز چائے بنانے آیا تھا ایک مگ امن کا بھی بنا ڈالا۔

چھوٹی ٹرے میں دونوں کپ رکھے وہ امن کے کمرے تک آیا۔دروازے کو پش کیا تو وہ کھلتا چلا گیا۔(دروازا اس لیے کھلا تھا کہ امن کچھ دیر پہلے ہی کچن سے اپنے لئے پانی کے کر آیا تھا)

اندر داخل ہوا تو حیرت سے ایک روح پرور منظر دیکھا۔وہ شاید تہجد ادا کر چکا تھا اور اب جائے نماز پر بیٹھ کر سورت یوسف کی تلاوت کر رہا تھا۔دھیمی سی آواز بہت خوبصورت اور مسرور کن تھی۔

آہٹ پر امن نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔ سمیع خان نے اس کی کشادہ پیشانی پر وہ گہرا محراب دیکھا اور روح تک سرشار ہوا۔

امن گڑبڑایا تھا۔دھیمے سے جائے نماز سے اٹھا اور سر سے ٹوپی اتار کر دونوں چیزیں اپنی الماری میں رکھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں جاگ رہا تھا،، تمھارے کمرے کی لائٹ آن دیکھی تو سوچا جاگ رہے ہو گے،، میں اپنے لیے قہوہ بنا رہا تھا تو سوچا تمھارے لیے بھی بنا لوں،،

سمیع خان نے کہتے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

آیئے بیٹھیں،، آپ نے تکلف کیا،، مجھے بول دیا ہوتا مل کر بناتے،،،

امن نے سادگی سے کہا۔

سمیع خان صوفے پر بیٹھ گیا۔

ابھی ابھی تم زبانی تلاوت کر رہے تھے امن بابا،،، تم حافظِ قران ہو،،،

سمیع خان کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

جی بابا،، وہ سر جھکا کر بولا اور قہوے کا اپنا کپ تھام لیا۔بہت شکریہ آپ کا بہت ضرورت محسوس ہو رہی تھی اس چیز کی میں ابھی اپنے لیے کافی بنانے ہی والا تھا،،،

امن نے بات برائے بات کی۔

دونوں اب چپ چاپ اپنی اپنی گرین ٹی پی رہے تھے۔آخر سمیع خان نے ہی بات کا آغاز کیا۔

صبح آپ لوگ کوئٹہ کے لیے نکلو گے،،،

جی،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کون کون جا رہا ہے،،،

میں،، ارشن احان بھائی اور خضر،، فلزہ آپی کی کسی دوست کا مسئلہ ہو گیا وہ ان کے پاس جائیں گی،، اور علیزے آپی کو ہاسپٹل میں کچھ کام ہے،،

امن نے تفصیل بتائی۔

پھر واپس آ کر؟ سمیع خان جانے کیا پوچھنا چاہتا تھا۔مگر وہ یہ ضرور چاہتا تھا کہ رخصتی کی بات پہلے امن کرے۔

اور یہ کہنا ہی تو امن کے لیے اذیت ناک امر تھا۔

بابا،، آخر ہمت کر کے پکار ہی لیا۔

جی بولو امن بابا،،،

واپسی پر میں رخصتی چاہتا ہوں،،، آہستگی سے یہ کہتے امن کا دل کانوں میں بجا تھا۔

تمھاری امانت ہے بیٹا،، جب چاہو لے لو،، سمیع خان نے اطمینان سے کہا۔تو امن نے سکون سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ پھر کافی دیر بیٹھے ادھر ادھر کی ہلکی پھلکی گفتگو کرتے رہے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی ابھی ابھی فلزہ بتا کر گئی کہ خضر پہنچنے ہی والا ہے پھر ان لوگوں نے اور پنکی لوگوں نے کوئٹہ کے لیے نکلنا ہے۔

علیزے کے تو پہلے ہی قدموں کے نیچے سے زمین سرکی ہوئی تھی۔یہ تو سوچا ہی نہیں تھا کہ پورے پانچ سال بعد پھر سے یہ سب کچھ جھیلنا پڑے گا۔کہ تبھی فون پر میسج رنگ ہوا تھا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے میسج کھول کر دیکھا۔اس لیڈی ایکسکیوشنر کو دنیا کی کوئی چیز نہیں ڈراتی تھی۔مگر اس پاگل آدمی کا پاگل پن اس کے لئے نائٹ میئر بن چکا تھا۔جو ہر روز اسے مختلف نمبرز سے میسجز کر کے پل پل یاد دلاتا تھا کہ وہ صرف اس کی ہے۔وہ کافی نمبر بلاک کر کرتی مگر وہ ہر مرتبہ اسے نئے سرے سے حیران کر جاتا تھا۔

میسج اوپن کیا سات آسمان سر پر گرے۔اس کے سب سے بڑے ڈر کی تصدیق بھی ہوگئی۔چمکتے وال پیپر پہ جو میسج جگمگا رہا تھا وہ علیزے کے ہوش اڑانے کو کافی تھا۔

ملے تو باندھ کر رکھیں گے اُس کو

ارادہ باندھ کر، بیٹھے ہوئے ہیں

جونئر جے کے

لوٹ رہا ہے تم سے تمھی کو چرانے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسے ابھی اور اسی وقت وائٹ پیلس سے نکلنا تھا۔وک ہاسپٹل جا سکتی تھی۔وہ بھاگ کر اندر گئی۔اور اپنا ضروری سامان سمیٹا۔کسی کو بتائے بغیر بیگ کندھے میں ڈالا اور پورچ سے اپنی گاڑی لے کر نکلی تھی۔

کیا اس شخص کی اتنی دہشت تھی کہ علیزے کے ہاتھ پیر پھلا دے۔

راستے میں بہت اچانک اس کی گاڑی خراب ہوئی تھی۔اس نے بے بسی پہ سٹئیرنگ پر مکا مارا۔پھر جانے ایسا کیا ہوا تھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔جس گاڑی میں وہ بیٹھی تھی اسے کوئی اور ہی کنٹرول کیے ہوئے تھا۔

وہ خضر تھا جو اب اپنی بائیک سے اتر کر گاڑی تک آیا۔اسے ڈرائیونگ سیٹ سے دوسری سیٹ پر شفٹ کیا۔ایک گہری نگاہ اسے دیکھتے گاڑی ڈرائیو کی تھی۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ اس گھر میں تھے جو کبیر نے الگ سے ان کے لیے یہاں خفیہ طور پر خریدا تھا۔وہ لوگ اسے بھی ابراہیم ہاؤس ہی پکارتے تھے۔گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور باہر نکل کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر اندر لے ایا۔

اندر لا کر پھولوں سے سجی مسہری کے بیچ و بیچ اسے لٹا دیا۔اور شرارتا ایک تار سے اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے خود گاڑی سے اپنا موبائل فون لینے وہ باہر نکلا تھا جو علیزے کو اٹھاتے غلطی سے اس کی پاکٹ سے گر گیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے کو ہوش آیا تو شدت سے خواہش ہوئی کہ کاش وہ ہمیشہ کے لیے اپنے ہوش گنوا دے۔کیونکہ وعدے کے مطابق اس جلاد نے سیدھا اسے اپنی سیج پر ہی پہنچایا تھا۔وہ ابراہیم ہاؤس کا کمرا تھا جسے علیزا اچھے سے پہچان گئی تھی۔سرخ گلابوں اور موتیے کے پھولوں سے بنی گئی مسہری کے بیچ و بیچ بٹھایا گیا تھا۔دونوں پیر باندھے ہوئے تھے اور ہاتھ بھی۔اس نے بارہا دانتوں سے وہ پلاسٹک کی رسی کھولنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئی۔

علیزے کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔کہ بھاری بوٹوں کی دھمک کمرے کی جانب آتی سنائی دے رہی تھی۔ علیزے سخت مزاحمت کرتی دم سادھ گئی تھی۔

جب وہ ڈور کھول کر اندر آیا۔

جو گیا تھا وہ ایک ٹین ایج لڑکا تھا مگر اب جو علیزے کے سامنے کھڑا تھا وہ ایک بھرپور جواں سالہ مردانہ وجاہت کا شہکار خوبرو اونچا لمبا طاقتور مرد تھا۔

ڈارک گرے ٹو پیس میں وہ خوبرو جلاد اب پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے کچھ چباتا بیڈ کے قریب آ رہا تھا۔

کہاں جانے کی تیاری تھی مسز خضر جبران کبیر،،، جبکہ آج وہ وعدہ توڑنے کی جرات اس دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی تھی،، آپ بھی نہیں ،،،

اس نے میٹھا سا طنز کیا۔علیزے کے تلوؤں پر لگی تھی اور سر پر بجھی تھی۔

خضر مجھے چھونے کی جرات بھی مت کرنا ،،، نہیں تو میں جان لے لوں گی تمھاری،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بندھے ہوئے ہاتھ پیر چلاتی وہ غرائی تھی۔

خضر گہرا مسکرایا۔پھر بہت اچانک اس کے منہ پر ٹیپ لگائی تھی۔اس کے بندھے ہوئے بازوؤں کا ہار اپنے گلے میں پہنایا۔اور کمر سے تھام کر شدت سے اسے خود سے لگایا تھا۔

اففففففففففف، بولتی بہت ہیں آپ،، اور کافی آگے کا سوچ لیتی ہیں مسز،، میں نے تو سیج پر پہنچانے کی بات کی تھی اس سے آگے تو کچھ کہا بھی نہیں تھا،، یہ آپ خود سے ہی کیا کیا اخذ کر کے بیٹھی ہیں،، آپ کو نہیں پتہ بندہ خاصا شریف ہے،، مطلب آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کو چھو لوں،، ہمممم،،؟

وہ مسکراتے اس کے ناک سے اپنی ناک رب کرتے معنی خیزی سے حسب معمول اس سر تا پا سلگا گیا تھا۔ مگر اس کی سانسوں کی دار چینی مہک ملی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر اس کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے جگمگائے تھے۔وہ اس سے دور بھاگنا چاہتی تھی کیونکہ اس قربت اتنی جان لیوا تھی کہ وہ برداشت ہی نہیں کر پاتی تھی۔

اممممم،،، علیزے مچلی۔

خضر نے اس کے ٹیپ لگے لبوں پر ہلکے سے اپنے لب رکھے اور پیچھے ہٹ کر دلچسپی سے اس کا لال ٹماٹر اور غصیلا چہرہ دیکھا۔

علیزے اسے بری طرح گھورے گئی۔

ایسے موقع پر آنکھیں بند کرتے ہیں مسز مینرز سیکھ لیجئے،، کام آئیں گے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جو اسے سر تا پا سلگا کر گیا تھا آج پھر تپانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔وہ بری طرح مچل رہی تھی۔

واللہ،،،سنبھال لیجئے مجھے ،، نہیں تو ہم بہک چلے،،،

وہ صاف اسے چڑا رہا تھا۔ہلکے سے اس کے ہونٹوں سے ٹیپ کھینچی۔

خضر میں تمھارے دانت توڑ دوں گی،،،

وہ اس کے کان کے قریب چلائی۔

اسی لئے میں ڈیڈ سے بول رہا تھا کہ ڈینٹس بن جاتا ہوں،، کیونکہ آپ کے ساتھ رہ کر تو ہمیشہ مجھے اپنے دانت ٹوٹنے کا خدشہ لاحق رہے گا،،،

اس نے برا سا منہ بنایا۔اور ایک جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔

چھوڑو مجھے،،،

وہ بھوکی شیرنی بنی چلائی۔

رائٹ چھوڑنا ہی پڑے گا کوئٹہ جانا ہے ناں،،، ایک تو یہ ارشن اور احان بھائی قیدو کہیں کے،، آتے ساتھ ہی اپنے ساتھ گھسیٹیں گے،، کیا ہو جاتا جو بچے کو ایک دن اپنی بیگم کے ساتھ سپینڈ کرنے کو دے دیتے،،،

وہ سخت جھلایا ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شرافت سے زرا سا فاصلہ بنا کر اس کے ہاتھ پیر کھول دیئے۔وہ تیزی سے بیڈ سے اترنے لگی جب بہت اچانک اس کی کلائی خضر کے ہاتھ کی شدت بھری گرفت میں آئی تھی۔

آتا ہوں واپس،، پھر یہیں سے کنٹنیو کریں گے،،، موہ شرارت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

مت آنا،، وہیں رہ جانا،، میری طرف سے جاؤ بھاڑ میں،،،

وہ درشتگی سے بولتی اپنی کلائی چھڑا گئی۔خضر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔دل میں کچھ چھن سے ٹوٹا۔ مگر ہونٹوں پر وہی دلفریب مسکان سجائے رکھی۔جو وہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھی اور اسے سب سے منفرد بناتی تھی۔

کیا آپ کو واقعی میرے لوٹنے نا لوٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا،، وہ اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا سرگوشی نما بوجھل آواز میں بولا تھا۔علیزے نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

لو،،،، میں بھی کیا پوچھ رہا ہوں،، فرق کیوں نہیں پڑے گا ،، میں واپس نا آیا تو میرے علاوہ ساری زندگی یہ آپ کی سڑی کالی توری جیسی شکل کون برداشت کرے گا،،،

وہ بول دانتوں تلے لب دبا کر بولا تھا اور علیزے جو سمجھ رہی تھی کہ وہ پھر کوئی بے باک بات کرے گا۔ اس کی بات پر پوری آنکھیں کھل گئیں۔

خضر قہقہ لگا کر باہر بھاگا تھا۔علیزے نے دانت پیسے اور تیزی سے ٹیبل پر پڑا پیپر ویٹ اٹھا کر اس کی کمر کا نشانہ لیا جو بدقسمتی سے سیدھا اس کے بم پر جا کر لگا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے کی آنکھیں بہت کو ابل پڑیں۔وہ ٹھٹھک کر اپنی قیمتی چیز سہلاتا رک کر واپس مڑا۔اور زمین سے پیپر ویٹ اٹھایا۔

میں اس کا سیم بدلا لوں گا،،، آنکھ کے بدلے آنکھ،، کان کے بدلے کان اور،،،،،،،،،،،،

علیزے نے دھاڑ سے دروازا بند کیا تھا۔دروازے سے ٹیک لگا کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی جو دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔۔شرمندگی کے مارے پورا جسم سرخ پڑ چکا تھا۔

باہر اس کے قہقہے دور جاتے سنائی دے رہے تھے اور علیزے کا دل کیا وہ جا کر کہیں چھپ جائے۔

کویٹہ کے ایک غیر گنجان آبادی میں بظاہر گتے کی فیکٹری میں وہ اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے۔

احان ، ارشن، امن اور خضر ایک نقشے کو بغور دیکھ کر اس پر تبصرہ کر رہے تھے جو کہ آج یہاں پہنچنے پر انھیں مہیا کیا گیا تھا۔وہ ہر طرح ہر باریک چیز کا معائنہ کر رہے تھے۔

تبھی احان ان سے مخاطب ہوا تھا۔

ان کا وہی کوئی خواجہ سراؤں کا میلہ ویلا ہے جہاں پر مہارانی کے انڈر کام کرنے والی خواجہ سرا نئی نئی اپنے پروفیشن میں قدم رکھے گی تو سب سے پہلے پیر صاحب اس کے رقص کے درشن کریں گے،،

احان کا لہجہ طنزیہ تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مطلب کل کے دن دور دراز علاقوں سے خواجہ سرا آئیں گے اس فنکشن میں شامل ہونے،، اور نور پاک بی بی سے دعا بھی لیں گے،،،

احان کا لہجہ معنی خیز تھا۔

پھر تو ہمارا کام آسان ہو سکتا ہے مطلب کے پنکی دادو لوگ وہاں جائیں گے،، ایک تو لائیو کیمراز سے ہمیں اندر کی لوکیشن کی ایک ایک باریک چیز بھی سمجھ آ جائے گی اور یہ لوگ کوشش کریں گے کہ وہاں ہمارے دیئے گئے ڈیوائس بھی لگا دیں،،، میں ان کی جیولری میں ایسے یہ ڈیوائس فٹ کروں گا کہ ان کے باپ کو بھی پتا نہیں لگنے والا کہ یہ ٹیکنولوجی ڈیسوائسز ہیں یا جیولری،،

امن نے ایک باکس کھولتے اس میں سے کچھ ڈیوائس نکالے تھے۔

پنکی دادو لوگو کے ساتھ میں بھی جاؤں گا،،

ارشن نے بے چینی سے کہا۔

برسوں کا انتظار تھا۔تب جب علم

وہ تو وہ پنکی، رنگیلی اور منی اور ان کی شاگردیں بھی اس کے شوشے پر چونکیں تھیں۔

کیا مطلب تم جاؤ گے ،، اے میاں پاگل ہو گئے ہو،،، اس تیری پیرنی کے حجرے کی طرف تو وہ لوگ نر پرندہ نہیں جانے دیتے،، تم کہاں سے چلے جاؤگے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

منی نے چمک کر کہا تھا۔

میں آپ لوگوں کے ہی گیٹ اپ میں وہاں جانا چاہتا ہوں،،

اس نے اطمینان بھری آواز میں کہا تھا۔اور ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

مطلب جس جلاد نے اپنے جن ہاتھوں سے سینکڑوں لوگوں کے ہونٹ سی ڈالے تھے وہ اب انہی ہاتھوں سے کیا کچھ کرے گا۔

تیرا عشق نچاندا اے تے میں تاں نچدیا سائیاں

عشق تیرے وچ جوگ۔نڑ ھوئ دنیا دی پروا نہ کوئ

پیراں دے وچ بندھ لے گھنگرو ک۔نی منداں پائیاں

تیرا عشق نچاندا اے تے میں تاں نچدیا سائیاں

تنبے تے جد سر کوئ چھڑ دا

روپ آوۓ تیرے عشق دا گیڑ دا

ایسی اے تیرے عشق دی مستی

جو فکر ئلفے تے کھڑ دا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مین نیواں میرا مرشد اچا

اچیاں دے سنگ لائیاں

تیرا عشق نچاندا اے تے میں تاں نچدیا سائیاں

جڑیاں جد خصم نال تاراں

بھل گئیاں میں خود دیاں ساڑاں

لوکی مینو آکھڑ کنجری

جے تیرے لئ روپ شنگاراں

خیر چولی وچ دید دی پا دے

وے چھڈ دے تو بےپروائیاں

تیرا عشق نچاندا اے تے میں تاں نچدیا سائیاں

جدروں ویکھاں تو ھی دسدا

ھور کوئ مینو نظر نہ آوے

لوکی کیندے سادھو مستاں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جے کلی وچ بے کے گاوے

مست ملنگ جے ھو گ ئے نے

گلاں سچیاں آکھ سنڑیا

تیرا عشق نچاندا اے تے میں تاں نچدیا سائیاں

اگلے دن وہ لوگ وقت رہتے وہاں پہنچ گئے تھے۔انھوں نے یہ چھپانے کی بلکل ضرورت محسوس نہیں کی تھی کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔بے دھڑک بتایا تھا کہ سندھ سے آئے ہیں نور پاک بی بی سے دعا لینے آئے ہیں۔

ان میں سے ایک ایک کی اندر باہر سے چیکنگ کی گئی۔چیکنگ کرنے والی وہاں کی خواجہ سر ہی تھیں۔

یہ اس نے اپنا چہرہ گھونگھٹ میں کیوں چھپایا ہوا ہے،،،؟

وہاں کی پہرے دار خواجہ سرا نے مشکوک نگاہوں سے اس سرخ سبز اور پیلے رنگ کے لہنگے میں موجود اس وجود کو دیکھا۔

ارے کیوں فکر کرتی ہے مہارانی جی،، دراصل اس مسکین کا چہرہ ایک حادثے میں جل گیا تھا،، لوگ دیکھ کر منہ بگاڑتے ہیں،، اسی لئے ڈھانپ رکھا ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پنکی نے اطمینان سے کہا۔

دکھاؤ مجھے دیکھنا ہے اس کا چہرہ،،، پہرے دار نے کہا۔

پنکی نے اطمینان سے گھونگھٹ پلٹ دیا۔

اووں،، اونہوں،،، ڈھکو اسے ڈھکو،،، پہرے دار کا جی متلا گیا۔

(امن نے فیک سکن کا ایسا بھیانک میک اپ کیا تھا ارشن کی دائیں گال پر کہ اسے قے آتے آتے بچی۔)

دیکھ لیا،،؟ ارے میں نا کہتی تھی،، آپ کا ہی بھلا تھا اس میں،، وہ لوگ اطمینان سے درگاہ کے زنان خانے والی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔

فنکشن کافی سنسنی خیز رہا۔پیروں سے دعا لینے کے ڈھکوسلے کے پیچھے کیا کیا ڈھونگ رچایا گیا وہ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

پیسوں کی برسات کے ساتھ نئی نوخیز پور پور سجی خواجہ سرا کو کہاں کہاں ہاتھ لگایا جا رہا تھا۔یہ دیکھ وہ لوگ کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔

کافی دیر وہ تماشہ چلتا رہا۔اوت وہ لوگ صبر کا گھونٹ پی کر اسے دیکھنے کے لیے مجبور تھے۔

موجودہ حکومت میں اس طرح کے فنکشن الاؤ نہیں تھے۔

مگر پولیس آئی۔اور ان کی آنکھوں کے سامنے الٹا پیر جی سے معافی مانگ کر واپس چلی گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پھر بہت مشکل سے ان کی نور پاک بی بی سے دعا لینے کی باری آئی تھی۔

ایک نور کا ہالہ تھا۔جیسے چاند کی ٹھنڈی چاندنی

وہ پیروں تک سفید فراک پہنے،، سفید دوپٹے سے حجاب بنائے بڑی سی سفید چادر سے خود کو ڈھانپے ہوئے اس تخت پر بیٹھی تھی۔سفید تلے والے کھسے میں دودھیا پیر چاندی کی طرح دمک رہے تھے۔نورانی چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔اور سبز آنکھوں کی ٹھنڈی نورانی روشنی ارد گرد جیسے بچھی پڑی تھی۔

ایک خادمہ اس کے پاس آ کر جھکی تھی۔اور عقیدت سے اس کی چادر چومی

نور پاک بی بی،، سندھ سے عرس مبارک میں شامل ہونے کچھ خاص خواجہ سرا آئے ہیں،، اور آج آپ سے دعا لینا چاہتے ہیں،،،

ان کی مہمان نوازی اور خدمت میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے،، آپ لوگ ٹھہریں ہم پہلے انھیں ہی ملنا چاہیں گے،،،

ایک خوبصورت، میٹھی باریک دھیمی سی آواز نے ارد گرد پورے ماحول پر ایک نور سا طاری کیا۔

چلیں رشیدہ مائی ہم ساتھ آئیں گے،،،

نور پاک بی بی اپنی جگہ سے اٹھیں تھیں۔اس کے سامنے بیٹھی تمام خواتین اٹھ کر کھڑی ہوئیں تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دربار کا بہت بڑا احاطہ تھا۔اسی احاطے کے درمیان برگد کا وہ بڑا درخت جس کی چھاؤں میں وہ سب خواجہ سرا بیٹھے تھے۔

منی(منیب) نے ادھر ادھر دیکھا۔اور ایک معنی خیز نگاہ پاس لمبا سا گھونگھٹ اوڑھے بیٹھے اس وجود پر ڈالی۔ جو سرخ ویلوکنٹراسٹ کے لہنگے میں بے چین سا تھا۔

اگر کسی کو پتہ چل جائے میاں کے تم اس پیرنی کے چکر میں کیا کیا کرتے پھر رہے ہو تو سمجھ لینا جلادوں کی لٹیا ڈوب گئی ارشن ماہ بیر،،،،،

او کم آن پنکی دادو،، ان سے کہیں اپنا منہ اور مجھے چھیڑنا بند کریں،، پہلے ہی یہ کپڑے مجھے کاٹنے کو دوڑ رہے ہیں،،،

خالص مردانہ جھنجھلاہٹ بھری آواز سبز گھونگھٹ میں سے برآمد ہوئی تو پنکی نے منی کو بری طرح گھورا۔وہ دانتوں تلے لب دبا گئی۔اور لبوں پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

نور پاک بی بی برآمدے میں سے چلتی ان کی جانب دھیمے سروں میں بڑھ رہی تھی۔اس کی خادمائیں اس کے ساتھ ساتھ اور پیچھے چل رہیں تھیں۔ایک نور کا ہالہ تھا جو احاطہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔

یہاں جہاں وہ بیٹھے تھے اس پاک جگہ کسی مرد کا بھٹکنا ناممکنات میں سے ایک تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مگر کوئی کیا جانے کہ عشق پاؤں میں گھنگھرو پہنے دنیا کی تمام حدیں دیواریں پھلانگ کر درگاہ کے اس احاطے میں موجود تھا۔

چھیتی بوڑھیں وے طبیبا نئیں تاں میں مر گئیا

تیرے عشق نچایا کر تھیا تھیا

(بلھے شاہ)

السلام وعلیکم،،، نور پاک بی بی نے انھیں سلام کیا۔سب خواجہ سرا اس کی چادر کو باری باری چومنے لگے۔وہ سب کو اپنے ہاتھوں سے نذر و نیاز دینے لگی۔پنکی اور منی نے فرطِ جذبات میں اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

گھونگھٹ اوڑھے وہ ایک وجود پتھر کا بنا کھڑا گھونگھٹ میں سے مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔

ایس عشقے دی جھنگی وچ مور بولیندا

سانوں قبلہ تے کعبہ سوہنا یار دسیندا

سانوں گھائل کر کے فیر خبر نہ لئیا

تیرے عشق نچایا کر تھیا تھیا

وہ آہستگی سے چلتی اس گھونگھٹ میں چھپے وجود کے قریب آئی تھی۔ایک خوشبوؤں کا ریلہ ارشن کی نس نس میں سمایا۔نور پاک بی بی نے نیاز کی تھیلی آگے بڑھائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اس سرخ و پیلے لہنگے اور سبز لمبے گھونگھٹ میں اپنی جگہ جم چکا تھا۔اس نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تو نور پاک بی بی نے حیرت سے گھونگھٹ کی جانب دیکھا۔اس کی جھکی ہری نگاہیں اٹھیں اور ارشن کی جان نکال کر لے گئی۔

آج سامنے کھڑے وجود کے عشق نے اس کے پیروں میں گھنگھرو بھی بندھوائے تھے اور اسے سوہے(سرخ) اور ساوے(سبز) چولے بھی پہنوائے تھے۔

بُلھے شاہ نوں سدوو شاہ عنایت دے بوہے

جنے مینوں پوائے چولے ساوے تے سُوہے

جاں میں ماری سی اڈی مینوں مل گیا پیاا

تیرے عشق نچایا کر تھیا تھیا

منی زور سے کھنکھاری اور اس کی جگہ جلدی سے نیاز کی تھیلی تھام لی۔ارشن کی دیا مسکرا کر پلٹنے لگی جب اتنی ہی تیزی سے ارشن نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

نور پاک بی بی حیران سی مڑی۔

وہ اپنے گھٹنوں پر جھکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیا بات ہی مائی،،، کیا چاہیے آپ کو،، نور پاک بی بی نے نرمی سے اپنا دایاں ہاتھ اس گھونگھٹ والی مائی کے سر پر رکھا۔

ایک قیمتی چیز کھو گئی ہے اسے پانا ہے مجھے،، دعا دے دیں بی بی،،،

گھونگھٹ میں سے بھاری مردانہ آواز آئی تھی۔اور اس کا ہاتھ ایک سلگتے لمس کی گرفت میں آیا تھا۔نور پاک بی بی نے بے اختیار اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے جھٹکے سے کھینچا تھا۔بہت عجیب سا احساس تھا یہ کہ نور پاک بی بی نے گھبراہٹ میں اپنا ماتھا مسلا تھا۔

مل جائے گی آپ کو آپ کی چیز،، انشاءاللہ،، ہم خاص دعا کریں گے آپ کے لئے،،،

وہ کہتی اپنا ہاتھ رب کرتی وہاں سے سفید چاندنی بنی جا چکی تھی۔

ارشن اذیت کی انتہا سے ایک مرتبہ پھر گھونگھٹ کے پیچھے سے اسے خود سے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں میاں بیوی جب اس بات کا یقین کر چکے کہ بیٹی گھر سے اپنی دوست کے گھر جانے کا بول کر نکلی ہے تو دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

بہت معصوم بچی ہے میری،،، نسیمہ نے صدقے واری جانے والے انداز میں کہا۔

شیر خان بھی مسکرا دیا اور جلدی سے مخصوص فون سے ایک نمبر ملایا۔

تیسری رنگ پر فون اٹھا لیا گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بولو شیر خان،، مجھے امید ہے کہ تم نے بلکل ایسا ہی کیا ہو گا جیسے میں نے سمجھایا تھا،،

فون میں سے مہارانی کی شیطانی بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

جی جی ہم نے اپنی بیٹی کو جان بوجھ کر سب باتیں سنا دیں ہیں،، وہ اپنی اسی دوست سے ملنے گئی ہے جس کا نام اور اتا پتا آپ لوگوں نے بتایا تھا،، مگر مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے برسوں کے چھپے راز آپ لوگوں نے کیوں حکم دیا انھیں افشا کرنے کا،،وہ بھی ان آفیسرز کے سامنے،،، شیر خان پریشان ہوا۔

اسکا بھی ایک خاص مقصد ہے،، مہارانی تنک کر بولی۔

جی وہ تو ہو گیا ہے،، ہماری بچی کافی پریشان ہو گئی ہے،، اب آگے حکم کریں کیا کرنا ہے ہمیں،،،

شیر خان نے عقیدت بھرے لہجے میں پوچھا۔

آگے تمھاری بچی اس لڑکی سے مل کر اسے سب بتا دے گی،، مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ لڑکی سب سے پہلا کام داشاب انصار کو تمھارے سٹور روم سے باہر نکالنے کا کرے گی،، تم اصلی کی جگہ سٹور روم میں ہمارا آدمی پھینک دو،، مجھے امید ہے تم نے ہمارے آدمی کی اچھے سے ٹریننگ کی ہو گی اور اسے داشاب انصار سے متعلق ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بتائی ہو گی ،،، تو جب وہ لڑکی نقلی داشاب کو وہاں سے نکال کر لے جائے تم اصلی داشاب اور اپنی بیٹی کو یہاں سے غائب کر کے خود بھی انڈر گراؤنڈ ہو جانا،، وہ لڑکی یہی سمجھے گی کہ داشاب کی سچائی اسے بتانے کی سزا میں تم لوگ اپنی بیٹی کو لے کر غائب ہو گئے،،، اور پھر ہمارا آدمی جانے اور وہ لڑکی،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دوسری طرف اس اصلی والے کا علاج معالجہ کروا کر تم لوگ معافی تلافی کا ناٹک کر کے اپنی بیٹی کی نظر میں بھی اونچے بن جاؤ گے،، اس لڑکے کی جائیداد کی تم لوگوں کو ضرورت ہی نہیں پڑے گی،،خان شمشان خیل تمھیں اتنا نوازے گا کہ سوچ ہے تم لوگوں کی،، تمھارا کام بس اتنا ہی ہے،،

ٹھیک ہے سمجھ گیا،،،

پھر وہ شیطان تادیر آپس میں مزید شیطانی منصوبے بناتے رہے تھے۔

صبح معجزا فجر پڑھنے کر سوئی تو کافی لیٹ اٹھی۔

پھر ناشتہ کرنے کے بعد اسے خیال آیا ضروری ٹیسٹ ہے۔

بابا،،، وہ انھیں پکارتی باہر آ گئی۔

جی بابا کی جان،،،؟

وہ کچن سے نکلے تھے۔

مجھے میری انگلش کی بک نہیں مل رہی،،؟

بکس ریک میں رکھی تھی میں نے،، سمیع خان نے کچن سے آواز دی۔مگر بے دھیانی میں وہ کوئی گڑبڑ کر بیٹھے تھے شاید۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ سن کر اپنے کمرے سے سامنے والے کمرے میں آئی۔جس کی الماری بکس ریک کے استعمال کی جاتی تھی۔ وہ اس کمرے میں آئی۔مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کمرے کا پورا کا پورا حلیہ ہی بدل دیا گیا ہے۔ ویسے بھی کمرے میں داخل ہوتے ایک کلون کی خوشبو اس کی سانسوں سے ٹکرائی تھی تو تب بھی اسے عجیب لگا تھا۔

وہ حیرت زدہ سی اب کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی تھی۔جو سب سے زیادہ حیرت کی بات تھی وہ یہ کہ بیڈ کی سائیڈ ڈرار پر اس کی تصویر ایک چھوٹے سے فریم میں جگمگا رہی تھی۔وہ گارڈن میں بینچ پر بیٹھی تھی شاید۔

یہ تصویر کب بنوائی میں نے۔

(ادھر کوئی اپنے لیپ ٹاپ میں دھڑکتے دل کے ساتھ یہ منظر دیکھے گیا)

بابا،،، اس نے آواز دی۔سمیع خان گھبرایا سا اندر آیا تھا۔

بابا اس کمرے میں کوئی رہتا ہے،،؟ اس نے آگے بڑھ کر ڈریسنگ الماری کے پٹ کھول دیئے۔سمیع خان کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں۔

شاید بڑے پاپا آئے ہیں،، کیونکہ خوشبو تو انہیں کی جیسی ہے اس کمرے میں،،، مگر یہ کپڑے ان کے نہیں لگتے،،،

وہ پھر ایک مرتبہ الجھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بابا یہ تصویر میں نے کب بنوائی؟ اس نے آگے بڑھ کر فریم اٹھایا۔

اووووووو تو بڑے پاپا کوئی سرپرائز دینا چاہتے ہیں مجھے،،، مگر انھیں نہیں معلوم کہ ان کے سرپرائز کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے،،

اس کا چہرہ چمک گیا۔کیونکہ اکثر پہلے بھی پاشا ابراہیم اچانک آ کر اور اس کے گفٹس لا کر اسے حیران کیا کرتا تھا۔

سمیع خان سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا۔امن نے کہا تھا وہ خود جب مناسب سمجھے گا اس کے اسامنے آ جائے گا۔

بک ملی؟ سمیع خان نے اس کا دھیان کمرے سے اور کمرے والے سے ہٹانا چاہا۔مگر اب اس کی نگاہیں بکس ریک پر پڑی جائے نماز، تسبیح اور قرآن شریف پر تھی۔بکس ریک میں قرآن مجید کے مختلف زبانوں کی متراجم کتابیں بھی پڑیں تھیں۔

لو یہ سامنے رکھی ہے کتاب،،، سمیع خان نے اسے متوجہ کیا۔اور بہانے سے اس کا بازو تھامے باہر نکل آئے۔

فلزہ بلیک پینٹ کے اوپر بلیک لونگ جیکٹ پہنے اپنی ہیوی بائیک سے اتر کر اس پارک میں داخل ہوئی تھی جہاں عائشہ نے اسے بلایا تھا۔وہ مخصوص تیز چال چلتی پارک میں آئی اور ادھر ادھر دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ کہیں نہیں تھی۔

عائشہ نے کہا تھا اگر وہ وقت تک نا پہنچ پائے تو فلزہ اس کا انتظار کرے۔وہ کافی دیر اس کا ویٹ کرتی رہی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اسے تیزی سے گارڈن میں آتی دکھائی دی۔

فلزہ نے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔وہ بھاگ کر آئی اور اس کے گلے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔فلزہ نے اس کی پیٹھ رب کی۔اندازہ تو رات کو ہی ہو چکا تھا کہ کوئی بات ہے جو وہ یوں اپ سیٹ تھی۔

فلزہ نے اسے رونے دیا۔

فلزہ یو نو واٹ،، اس سب کے وہ زمہ دار ہیں،، داشاب کی اس حالت کے وہ زمہ دار ہیں،، یہ سب انھوں نے کیا،، میں کتنی بڑی بے وقوف تھی جو یہ سمجھتی رہی کہ وہ لوگ داشاب کا علاج کروا رہے ہیں،،

وہ روتی رہی۔

عائشہ ڈیٹیل بتاؤ کون لوگ،، کیا ہوا ،، مجھے بتاؤ،،

پھر عائشہ اسے سب بتاتی چلی گئی۔جو اس نے سنا سب کچھ۔

یہ سب سن کر فلزہ بھی ایک مرتبہ تو سناٹے میں آئی تھی۔

ہمیں سب سے پہلے داشاب کو وہاں سے باہر نکلنا ہے،، فلزہ نے اس سے کہا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں تم سے یہی کہنے آئی تھی فلزہ اسے بچا لو،، وہ۔لوگ مار ڈالیں گے اسے ،، پلیز اسے بچا لو،، چچا کی وصیت میں یہ بھی شامل ہے کہ داشاب کے بیمار ہونے کی صورت میں اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کی تمام جائیداد آٹو میٹکلی اس کی بیوی کے نام پر ٹرانسفر ہو جائے گی،،، فلزہ کیا ایسا ممکن نہیں کہ وقتی طور پر تم اس سے نکاح کرو ،، پراپرٹی تمھارے نام ہو جائے تو داشاب کے سر سے موت کا سایہ ٹل جائے گا،،، ہم پھر ڈنکے کی چوٹ پر میرے پیرنٹس کے کو ان ہی کی چال میں شکست دے سکتے ہیں،،

عائشہ پھر رو دی۔اور اس سے بہت بڑی مدد مانگ بیٹھی۔فلزہ گڑبڑائی تھی۔

تو یہ نکاح تو تمھارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے ناں عائشہ،،، فلزہ کے کہنے پر عائشہ تلخی سے مسکرائی۔

ایسے تو میرے ماں باپ کا کام اور بھی آسان ہو جائے گا،، جائیداد بھی ہاتھ لگ جائے گی اور داشاب کو راستے سے ہٹانے میں بھی بہت آسانی ہو گی،، میں بہت بزدل ہوں فلزہ کاش اس کی حفاظت کر سکتی،،

وہ بھیگے لہجے میں بولی تھی۔

ٹھیک ہے میں کچھ سوچتی ہوں،،اگر داشاب کی سکیورٹی اور حفاظت کے لیے ٹمپریری طور پر یہ کرنا ناگزیر ہوا تو میں یہ بھی کر گزروں گی،، بلکہ اپنے ڈیڈ سے مشورہ کر کے تمھیں میسج کر دوں گی،، میرے ہوتے ہوئے داشاب کو کچھ نہیں ہو گا،، تم فکر مت کرو،، تمھارے پیرینٹس کو ان کی کیے کی سزا ضرور ملے گی،، اب گھر جاؤ،، نارمل بہیو کرو،، آج رات میں اسے وہاں سے باہر نکال لاؤں گی،، مجھ پر بھروسہ رکھو،، رائٹ

فلزہ نے اس کی پیٹھ رب کرتے اسے بھرپور تسلی دی۔عائشہ ایک مرتبہ پھر فلزہ کے گلے لگی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں چلتی ہوں،، عائشہ نے اس بائے کیا اور پھر تیزی سے پارک سے نکل گئی۔

فلزہ اطمینان سے اپنی بائیک تک آئی تھی۔

علیزے جس کا تعلق فارماکولوجی ڈیپارٹمنٹ سے تھا اپنے ڈیڈ ایشان کے ساتھ وہ اب فارمیسی کی چینکنگ میں مصروف تھی جب فون رنگ ہوا اس کی بد قسمتی تھی شاید کے وہ بنا دیکھے اپنے ڈیڈ کے سامنے فون یس کر کے کان کو لگا بیٹھی تھی۔

یس،،،،، ڈاکٹر علیزے اسپینکنگ،،،؟ ہوو؟؟؟

آپ کا نجا ہتھوڑی ہوں،، کوئی ایسی نجا تکنیک بتا دیں مسز کہ میں کس اور ہگ بولوں اور آپ کو ہو جائے،،

علیزے نے بھونچکا سا ہو کر فون کو گھورا۔ایشان اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔اسے فون کان کو لگانا پڑا۔

پلیز بتایئے کیا تکلیف ہے آپ کو،، میں میڈیسن لکھ دیتی ہوں،، وہ حتی الامکان لہجے کو ہموار کر کے بولی۔

ہائے اللہ کہاں پھنس گیا ڈاکٹرنی کے چکر میں،، میں فیلنگ بتاتا ہوں وہ میڈیسن لکھ دیتی ہے،،

خضر نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا تھا۔

سر آپ کی پرابلم کیا ہے آخر،، وہ دانت پیس کر بولی تھی۔

بیمار ہوں ،، ڈاکٹر امن آریان نے آپ سے بات کرنے کی کمی بتائی ہے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دانت نکالتے بولا تھا۔

ایشان تب نرس کے بلانے پر ایمرجنسی چلا گیا تھا۔

خضر جہان کبیر اگر نہیں چاہتے کہ میں فون میں گھس کر تمھارا منہ توڑ دوں تو شرافت سے فون رکھ دو،،

اب وہ غرائی تھی۔خضر مسکرایا۔شعر پڑھ کر اسے مزید سلگایا۔

"وقت افطار جو ہونٹوں سے لگے

ایسے پانی سے بھی عزیز ہو تم"

"پانچ سال پہلے تم نے مجھ سے نکاح کر کے بہت بڑی غلطی کی تھی خضر جہان کبیر،، یقین کرو تمھیں اس رشتے سے کوئی خوشی حاصل نہیں ہونے والی ہے،، کیونکہ میرے دل میں تمھارے لیے رتی برابر بھی کوئی گنجائش نہیں ہے،،

وہ بے بسی سے اپنے لب کچل کر بولی تھی۔

"مانا غلطی ہوئی ہم سے عشق کیا ہے

نصیحت چھوڑیے، ساتھ دیجیے دعا کیجیے"

خضر کے الفاظ مبہم سے تھے۔وہ فون رکھ چکا تھا۔مگر وہ اپنی جگہ پر جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ابھی تو دل کی قیادت میں پاؤں نکلے ہیں

تلاش عشق رکے تو کہیں قیام کروں

فقیر عشق ہوں کشکول دل میں حسرت ہے

گداگری کا محاصل بھی تیرے نام کروں

مرے جنون کو صحرا ہی جھیل سکتا ہے

کہیں جو شہر میں نکلوں تو قتل عام کروں

ارشن لال انگارا آنکھوں پر بازو رکھے اس پلنگ پر نیم دراز تھا۔

وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس سے پھر سے دور چلی گئی تھی۔اور وہ تماشہ دیکھتا رہ گیا۔اور یہ بات اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔

وہ اس کی جانب لپکا تھا۔اگر پنکی اور منی اسے نا دبوچتے تو ارشن ماہ بیر کچھ کر بیٹھتا۔وہ دشمن جو اپنی جانب متوجہ کر بیٹھتا۔وہ کیسے واپس آیا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔

اپنے کندھے پر ایک لمس محسوس ہوا تو ارشن نے وحشت بھری نگاہوں سے بازو ہٹا کر دیکھا۔

کافی برو،،، احان نے کافی کا مگ اسے تھمایا۔

تھینکس،، اسنے آہستگی سے کہہ کر مگ تھام لیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جہاں اتنے برس اتنا انتظار کیا ہے وہاں کچھ دن اور سہی،،،

احان نے اسے تسلی دینا چاہی۔وہ پھیکا سا مسکرایا تھا۔

اور تم خود؟؟؟ اتنے برسوں بعد دیکھ کر صبر نہیں ہوا ، دشمن کی بیٹی کو گھر ہی اٹھا لائے،، اور تم تو مارنے گئے تھے ناں اسے،، تو کیا ہوا،،؟ تم نے جان بوجھ کر اس کے پہلو میں صرف سکن میں گولیاں چلائیں،، تم جانتے تھے وہ جو کوئی بھی ہے بچ جائے گی اسے کچھ نہیں ہو گا،، تم بس حشمت راؤ کو اس تکلیف کا احساس دلانا چاہتے تھے کہ وہ جان سکے کہ اولاد کا غم کیا ہوتا ہے،، تم بس وہاں اپنا غم وغصہ نکال کر واپس آنے والے تھے،،، مگر اسے دیکھ کر تم اسے اپنے ساتھ اٹھا لائے،، کیوں احان؟؟؟

ارشن نے کہا تو احان ماہر خان نے پہلو بدلا۔

ایسا کچھ نہیں بھائی،، میری اب بھی وہی اٹینشن ہے کہ اس کی بیٹی کے لیے دشمن کو پل پل تڑپاؤں،، تاکہ اسے احساس ہو کہ دوسروں کی اولاد کے ساتھ برا کرنے کا انجام اپنی اولاد سے دور ہونا بھی ہو سکتا ہے،،،

احان نے کسی اور جانب دیکھتے کہا۔

رئیلی،،،؟ تم جب اسے لے کر سیکرٹ ہاسپٹل پہنچے تو میں نے کسی کو ایشان پاپا کو کہتے سنا تھا کہ وہ کچھ بھی کریں اور اسے بچا لیں،،، اور جب تک تم لوٹتے نہیں اس کی کوئی جھلک بھی نا دیکھ پائے،، تم نے اس کا خیال رکھنے کی بھی تائید کی تھی چھوٹے پاپا کو،،، تم جب اسے لائے تو ڈرائیونگ کے دوران شاید روئے تھے، اور تمھیں پتہ ہے احان کے ایک جلاد کو دنیا کی کونسی طاقت رلا سکتی ہے،،؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن کی بات پر احان گڑبڑایا تھا۔

آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے،، وہ جھنجھلایا اور اپنا مگ لے کر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

امن اور خضر درگاہ سے ملحقہ حجرے کی سکیورٹی سسٹم دیکھ حیران ہو رہے تھے۔

اب ظاہر ہے دشمن نے جلادوں کو اس کا اتا پتا بتایا تھا تو اپنے سکیورٹی سسٹم پر گھمنڈ کر کے ہی بتایا تھا۔

پنکی اور منی لوگ واپس لوٹ چکے تھے کیونکہ ان کا کام پورا ہو چکا تھا۔اگر وہ زیادہ لوگ یہاں رکتے تو لوگوں کی نگاہوں میں آ جاتے۔

پھر امن نے ارشن کو پوری طرح سمجھایا کہ اسے کیا کرنا ہے؟ اور پوری طرح اس کا گیٹ اپ بھی بدل دیا۔
آج خضر اور ارشن وہاں پر جانے والے تھے۔

احان اور امن نے انھیں کور کرنا تھا۔۔

وہ درگاہ کی رہائش کی طرف بنے سب سے بڑے حجرے کی بیرونی دیوار کے پاس کھڑا تھا۔ائیر پوڈ میں اسے انسٹرکشن دی جا رہی تھیں۔

"حجرے کے بارہ دروازے ہیں جو کہ اس وقت بند ہیں۔جو اب اس وقت اندر ہیں وہ باہر نہیں نکل سکتے اور کوئی غیر متعلقہ شخص کا اندر جانا تقریباً تقریباً ناممکن ہے،، حجرے کے ہر دروازے میں مائیکروسافٹ چپ فٹ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کی گئی ہیں،،جو اس قدر حساس ہے کہ انسانی باڈی کے ٹمپریچر کو فوراً کیچ کر سکتی ہے،، الارم بجے گا ،، وہاں موجود گارڈز باہر نکلیں گے اور بغیر دیکھے کے سامنے کون ہے اندھا دھند فائرنگ کر دیں گے،،

پھر اب یار،،؟ سوفٹ ویئر کریش کرو یا میڈیا بریک ڈاؤن،،،؟ تم کس مرض کی دعا ہو امن آریان پاشا،،، ارشن ماہ بیر جھنجھلا کر کہا تھا جو اب اس وقت مکمل ایک پٹھان دیہاتی کی شکل میں وہاں بظاہر اپنی سائیکل کی چین ٹھیک کر رہا تھا۔

ان چپس کے سگنلز مکمل طور پر کوڈ میں ہیں،،، ان کو ہیک کرنا ناممکن ہے،

امن نے سنجیدگی سے کہا تھا۔مگر سامنے ارشن تھا جو آج جنون کی جانے کونسی انتہا پر کھڑا تھا۔

آج دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی امن،،، ارشن نے سرسراتے لہجے میں کہا تھا۔

پھر صرف درگاہ کے اندر جا کر دکھا دیں،،، اس سے آگے میں سنبھال لوں گا،،، امن کی آواز ائیر پوڈ سے ابھری تھی۔

ارشن کھڑا ہوا۔چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔اور سامنے کھڑے خضر کی جانب دیکھا۔

کیا؟؟؟؟؟؟؟ دیکھیں یہاں اندر کوئی نہیں جا سکتا اس وقت،، کوئی بھی نہیں بھائی،، کاش میں آپ کی کچھ مدد کر سکتا،،،

خضر نے اپنا پہلو بچانا چاہا نے۔اور غصے سے اس خبطی کو گھورا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فکر مت کرو تم ہی اندر لے کر جاؤ گے،،، ارشن نے اطمینان سے کہا۔خضر ٹھٹھک گیا۔

کیا مطلب بھائی،،، آئیبرو اچکایا۔

ارشن کے ایک زور دار مکے سے وہ بیہوش ہو کر زمین بوس ہوا تھا۔

ارشن نے اسے کندھے پر لادا۔

ارے کوئی ہے کوئی تو مدد کرو میرے بھائی کو چڑیل چمبڑ گئی ہے اور غش پر غش پڑ رہے ہیں،، زنانہ آوازیں نکال رہا ہے،،،،

ارشن کی دہائیاں آسمان چھونے لگیں۔

وہ درگاہ کے سامنے شور مچاتا چلا آیا تھا۔وہاں موجود پہرے داروں نے جلدی سے دروازا کھول دیا کہ ایسے مریض کسی بھی وقت اندر جا سکتے تھے۔

مجاور اسے لے کر اندر گئے۔انھیں درگاہ کے مردان خانے میں پہنچا دیا گیا۔جہاں خان زوار خیل پیر کی گدی پر شان سے براجمان تھا۔

ارشن نے جان بوجھ کر عقیدت سے اس کے ہاتھ اور پگڑی کا بوسہ لیا۔

مریض کو یہیں چھوڑ کر تم مہمان سرائے میں آرام کرو،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

انھوں نے حکم دیا تو ارشن وہاں سے نکل آیا۔مہمان سرائے آ کر واش روم جانے کے بہانے ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوا تھا۔

ارشن حجرے کے اندر داخل ہوا تھا۔سب سے نظر بچا کر امن کی انسٹرکشن کو فالو کرتا وہ دروازوں کی ان چپ پر مقناطیس رکھ ان کا سوفٹ ویئر اڑاتا چلا گیا۔

نور غسل کر کے باہر آئی تھی جب بیرونی دروازے سے اسے اپنی خاص خادمہ کی چیخ و پکار کی آواز سنائی دی۔

کون ہو تم؟؟؟ یہاں کوئی مرد اندر داخل نہیں ہو سکتا،، چلے جاؤ یہاں سے،، جاؤ،،

وہ پورا زور لگا کر چلائی تھی۔اور نور کے چہرے پر یہ سن کر ہوائیاں اڑیں تھیں۔خادمہ کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔شاید اسے مار دیا گیا تھا۔نور نے لپک کر چادر اٹھا کر اوڑھی تھی۔

کوئی حجرے کے اندر داخل ہوا تھا۔نور نے اس کے دیکھنے سے پہلے اپنے چہرے پر نقاب کی صورت ہاتھ میں چادر بھر کر ناک تک رکھی تھی۔

کک کون،،ہیں آپ،،، آور آپ کی جرات کیسے ہوئی حجرے کے اندر آنے کی،، ہم کہہ رہیں رک جایئے ادھر ہی،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میٹھی سریلی آواز غم و غصّے سے بھری بھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پھول نچھاور کر رہی ہے۔ارشن اس کے روبرو تھا۔اور برسوں بعد بے قرار دل کو قرار آ رہا تھا۔

سفید ڈھیلے ڈھالے سے شلوار قمیض میں بے ترتیب سی چادر لیے۔بھیگی کمر سے نیچے پانی ٹپکاتی سنہری زلفیں،،

وہ اس کی سبز سہمی آنکھوں میں دیکھتا قدم قدم آگے بڑھ رہا تھا۔

وہ ٹھیک اس کے سامنے کھڑا اس کی گہری جھیل سی سبز آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔اور وہ سہم کر اب دیوار سے لگی ہوئی تھی۔ارشن کا دل کیا اسے سینے میں بھینچ لے مگر اس کی سہمی ہرنی سی آنکھیں اسے ایسا کرنے سے روک رہیں تھیں۔اور اس مجبوری کی وجہ سے ارشن کے دل میں کیا کیا طوفان اٹھ رہے تھے یہ تو وہی جانتا تھا۔

سامنے کھڑا نازک وجود وہ تھا جو نا ہوتے ہوئے بھی برسوں اسے خود میں سانس لیتا محسوس ہوتا تھا۔اس کی رگوں میں خون بن کر دوڑتا تھا۔

آپ کے بعد ہر گھڑی ہم نے

آپ کے ساتھ ہی گزاری ہے

کک،، کون ہیں آپ،،

وہ سر تا پا لرز رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تمھارا بدقسمت شوہر ہوں دیا،، جس کے نکاح میں آنے کے اگلے دن ہی تمھیں مجھ سے چھین لیا گیا،،

وہ سکون سے اس کے ارد گرد دیوار پر ہاتھ رکھے اب بھیگے سے لہجے میں اسے اپنی بدقسمتی کی داستان سنا رہا تھا۔

چ،،، چلے جائیں یہاں سے،،، وہ بمشکل ہی بول پائی تھی۔

چلا جاؤں گا،، مگر اپنی بیوی اپنے ساتھ لے کر،،

آ،،،،آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے،،، ہم وہ نہیں ہیں جسے آپ،،،،،،،،

شٹ اپ دیا ارشن ماہ بیر،،، نہیں تو گدی میں سے زبان کھینچ لوں گا میں تمھاری،،،

ارشن وہ کام تو کر نہیں رہا تھا جس کے لیے دل میں طوفان اٹھ رہے تھے اسی لئے غصے سے پاگل ہوتا اس کے ماتھے کی رگیں پھول چکیں تھیں۔تب خود پر سے اختیار کھوتے اس نے بے قرار ہو کر اس کے گداز بازو اپنے ہاتھوں کی شدت بھری گرفت میں لیے تھے۔

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔وہ اب پوری طرح لٹھے کی طرح سفید پڑ چکی تھی۔

ارشن نے اس کے ناک پر ایک رومال رکھا تھا۔وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر اس کی بانہوں میں جھول گئی۔

ارشن نے اسے پوری شدت سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

تبھی ائیر پوٹ میں سے امن کی گھبرائی ہوئی آواز گونجی ،، تو وہ بری طرح چونکا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بھائی دشمن کو جانے کیسے؟ پر پتہ چل گیا،، وہ بہت بڑی تعداد میں درگاہ کو گھیرے میں لے کر آپ کی طرف بڑھ رہے ہیں،، آپی کو فی الحال چھوڑیں ادھر ہی،،، اور نکلیں وہاں سے،،،

امن گھبرائی ہوئی آواز میں چلایا تھا۔

ناممکن امن میں کسی قیمت پر بھی اب اسے یہاں نہیں چھوڑوں گا،،،

ارشن بھی چلایا تھا۔

بھائی خضر کی جان خطرے میں ہے،، اس سرائے میں فائرنگ ہو رہی ہے،، وہ دیا آپی کو تو کچھ نہیں کر سکتے مگر خضر کو ضرور جان سے مار دیں گے،،

امن کی آواز جیسے کسی کھائی سے آئی تھی۔اور باہر سے چیخ و پکار اور فائرنگ کی آوازیں آنے لگی۔

امن نے اپنی وحشت بھری لال انگارا آنکھوں سے اپنی بانہوں میں موجود اپنی زندگی کو دیکھتے بری طرح لب کچلے۔

آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر اس ظالم لڑکی کے سنہری بالوں میں جذب ہوا۔وہ نرمی سے اسے بیڈ پر لٹا کر آستین سے اپنی آنکھیں صاف کرتا تیزی سے باہر نکلا تھا۔

وہ بجلی کی سی رفتار سے وہاں گارڈز کی لاشیں بجھاتا خضر تک پہنچا تھا۔جو کہ نڈھال سا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر تمھیں گولی لگی ہے،،، ارشن چلایا۔

احان اور امن باہر سے فائرنگ کرتے اندر داخل ہو چکے تھے۔

انھوں نے چہروں پر مخصوص ماسک پہنے تھے۔پھر درگاہ میں دھوئیں کے مرغولے اٹھے جو کہ ٹیئر گیس تھی۔وہ انھی دھوئیں کے مرغولوں کے درمیان سے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

وہ اس فیکٹری کے بیسمنٹ میں واپس آ چکے تھے۔

خضر لہولہان کمر لیے اوندھا لیٹا تھا اور امن کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

گولی کمر کو چھو کر گزری تھی۔

تبھی چپ چاپ ارشن اور احان لہو چھلکاتے چہرے لیے وہاں کھڑے تھے۔ارشن کا فون بار بار رنگ ہو رہا تھا۔جسے وہ اگنور کر رہا تھا۔

مگر جب فون مسلسل رنگ ہوتا رہا تو احان نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈال کر اسے فون رسیو کرنے کو کہا تھا۔

وہ فون لے کر اپنے کمرے میں گیا تھا۔فون رسیو کر کے کان کو لگایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن تم ٹھیک تو ہو،،،؟ اٹس اوکے یار،، ایک دفع کی ناکامی کبھی بھی ایکسکیوشنرز کے حوصلے پست نہیں کر سکتی،،، مجھے انفارمیشن ملی ہے کہ خضر زخمی ہوا ہے،، زیادہ تو نہیں لگی اسے،،؟ ائیر پیس میں سے ماہ بیر راسم حفیظ کی آواز گونجی۔

جواب میں وہ کچھ بول نہیں پایا تھا۔بیڈ پر دل و روح سے نڈھال وہ اوندھے منہ گرا تھا۔آگ لگا دیتے ہیں و آنسو جو آنکھوں سے نہیں چھلکتے مگر بھڑکتا لاوا بن کر دل وجان کو گھائل ضرور کر دیتے ہیں۔

ارشن،،،، ماہ بیر نے اسے پکارا۔

ارشن،،،، تم رو رہے ہو،،،؟ ماہ بیر کو دھچکا سا لگا تھا۔برسوں سے بیٹے کی وحشتوں تنہائیوں کا تو پورا وائیٹ پیلس گواہ تھا۔اب پھر ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ یوں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔

ارشن،،،، ؟؟

ڈیڈ کتنا برداشت کروں،،،؟؟ اب بس ہو چکی ہے میری،، اب اور برداشت نہیں کر پاؤں گا،،، اور جانتے ہیں اس نے مجھ سے کیا کہا،،، وہ مجھ سے پوچھ رہی تھی کون ہیں آپ،،،؟؟ وہ میری دسترس میں میرے قریب آ کر آ کر پھر مجھ سے دور ہو گئی ڈیڈ،، میں کیا کروں مجھے سکون نہیں آ رہا،،،

وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔

ارشن،،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماہ بیر نے پہلو بدلا۔

ویٹ،، ہم ا رہے ہیں،،، ہمارے آنے سے پہلے اب کوئی پیش رفت نہیں کرو گے تم لوگ ،،

یہ بول کر ماہ بیر نے فون رکھا تھا۔

ارشن نے فون رکھا اور اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا۔درد رگوں میں خون بن کر بہنے لگا تھا۔

باہر امن نے خضر کے زخم مہارت سے سٹچ کر کے ڈریسنگ کر دی تھی۔چند گھنٹوں میں ہی وہ آرام کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔امن نے اسے منع کیا مگر وہ ارشن کے پاس چلا آیا تھا۔

وہ وحشت بھرا چہرہ لیے اب اپنے کمرے میں صوفے پر بیٹھا تھا۔

بھائی کیوں کیا آپ نے ایسا،،،؟ خضر کافی ناراض تھا۔تبھی روہانسا ہوا۔

اس کی ٹوٹی بکھری حالت سے اپنا آپ مجرم سا لگنے لگا۔اس کے ساتھ ہی احان اور امن کمرے میں داخل ہوئے۔

جانے دو یار،،، ابھی شاید میرے ضبط کو مزید آزمایا جا رہا ہے،،،

وہ پھیکی سی مسکراہٹ لیے بولا۔مگر اس مسکراہٹ نے اس کی آنکھوں کا ساتھ ہر گز نہیں دیا تھا۔

ڈیڈ لوگ آ رہے ہیں یہاں،، ارشن نے انھیں بتایا۔

بڑے پاپا لوگ بھی،،؟ احان نے پوچھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن نے پہلو بدلا۔

ہاں شاید،،،

وہ تینوں اس کے پاس ہی بیٹھ کر اس کا دھیان بٹانے کی ناکام سی کوشش کرنے لگے تھے۔

رات کے تقریباً ایک بجے کا وقت تھا۔چہار سو گہرا سناٹا اور تاریکی تھی۔دو ہیولہ شیر ولا کی پچھلی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے تھے۔

انھوں نے یہاں آنے سے پہلے ساری سکیورٹی چیک کی تھی۔صرف سامنے والے گیٹ پر دو گارڈ موجود تھے۔گھر کی پچھلی جانب کوئی گیٹ یا دروازا تھا ہی نہیں تبھی پیچھے کوئی سکیورٹی نہیں تھی۔

وہ اب اندھیرے میں پودوں کی اوٹ میں گھر کی جانب بڑھ رہے تھے۔

فلزہ نے اپنے ڈیڈ ماہر خان کو اوکے کا سگنل دیا تھا۔سٹور روم کی چابی اس کی پاکٹ میں تھی جو کہ عائشہ نے اسے دی تھی۔اور عائشہ نے کہا تھا کہ وہ اپنے ماما بابا کو کھانے میں سلیپنگ پلز دے دے گی تو ان کی جانب سے بھی کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔وہ بھی احتیاط اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے گے۔

وہ دبے قدموں آگے بڑھے۔عائشہ نے ہی بتایا تھا کہ سٹور روم کے آس پاس کوئی سکیورٹی کیمرا نہیں ہے۔ مگر پھر بھی وہ پوری طرح چیکنگ کر کہ ہی یہاں آئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سٹور روم کے دروازے تک پہنچ کر وہ رکے تھے۔فلزہ نے لاک کھولا۔ماہر خان نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔کہ اگر اندر موجود داشاب جاگ رہا ہوا تو انجان شخص کو اپنے سامنے دیکھ کر پینک نا ہو جائے کہ فلزہ کو تو پھر بھی وہ جانتا ہی تھا۔

فلزہ اندر داخل ہوئی۔ایک چھوٹے سے پلنگ پر وہ بیٹھا ایک دھاگے سے جانے کیا کیا چیزیں بنا رہا تھا۔

آہٹ پر دروازے کی جانب دیکھا۔

فلزہ نے جلدی سے اپنا ماسک ریموو کیا۔

کون،،، کک،،کون ہے وہاں،،،؟

داشو،،، اٹس می،،، تمھاری فرینڈ فلزہ،،، فلزہ نے نرمی سے کہا۔اسے وہ بہت بیمار اور کمزور سا لگ رہا تھا۔فلزہ کو بے حد افسوس ہوا۔

مگر وہ منہ بسور گیا۔

میں ناراض ہوں فالسہ سے،، آئی ڈونٹ وانٹ ٹاک ٹو یو،،، ایک تو بڑے پاپا اور بڑی ماں نے مجھے یہاں بند کیا ہوا ہے،، وہ مجھے بہت پریشان کرتے ہیں،، مارتے ہیں،، ڈانٹتے ہیں،،، میرا کوئی فرینڈ نہیں،، عاشی بھی نہیں آئی،، داشو کو کھانا بھی نہیں دیا کسی نے،،،آئی ہیٹ آل آف یو،،، یو نو واٹ فالسہ مجھے بھوک لگی ہے تو نیند بھی نہیں آ رہی،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس کی آواز اور لہجے میں بے بسی کرب اور درد تھا۔کچھ رونے والی شکل بنائی ہوئی تھی۔فلزہ کا دل کٹ کر رہ گیا۔

میں تمھاری فرینڈ تمھیں یہاں سے نکالنے ہی آئی ہوں داشو،، پلیز کم ود می،،، پھر کوئی تمھیں کچھ نہیں کہے گا،،، کوئی تمھیں پریشان نہیں کرے گا ، تمھاری فرینڈ تمھیں پروٹیکٹ کرے گی،، تمھیں ہر وہ چیز دے گی جو تمھیں چاہیے ہو گی،، چاکلیٹ بھی،، آئی پرامس،،،

فلزہ نے مسکرا کر کہتے اس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھایا جو کہ اس نے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد تھام بھی لیا۔

سچی،،،،؟

مچی،،، فلزہ نے اطمینان سے کہا۔

اب ہم یہاں سے میرے دوسرے فرینڈ کے ساتھ بڑے پاپا اور بڑی ماما سے چھپ کر بھاگ جائیں گے رائٹ،، پھر پوری طرح پروٹیکٹ ہو کر ان کے سامنے آئیں گے،، پھر وہ داشو کو کچھ بھی نہیں کہہ پائیں گے،، رائٹ

فلزہ نے تصدیق چاہی۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ اسے لئے چپکے سے باہر نکلی۔

فلزہ نے اپنے ڈیڈ کو اوکے کا سگنل دیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماہر خان نے انھیں کور کیا۔اور ان دونوں نے اسے دیوار پھلانگنے میں مدد کی۔وہ اسے وہاں سے نکلنے میں کامیاب رہے۔

وہ اسے لیے ابراہیم ہاؤس آئے تھے۔سب سے پہلے اسے فلزہ نے کھانا کھلایا تھا۔وہ کھانا کھا کر ایسا نیند میں ڈوبا کہ جلد گہری نیند سو گیا۔

پرنسز،، مجھے نکلنا ہو گا،، تم اس کا خیال رکھنا اور اس کی پروٹیکشن کے لیے جو بن پڑے کر گزرنا،، میری پرمیشن ہے تمھیں،، مجھے افسوس ہے کہ یہ تمھارا بچپن کا دوست ہے اور ہم اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر پائے،، اور اس اسے کے ان سو کالڈ رشتہ داروں کا منہ بند کر کے اس کے سہی سے علاج کے لئے اگر وقتی طور پر کچھ بھی کرنا پڑے تو کر لینا ،، اوکے

یس ڈیڈ،، آپ فکر مت کریں۔آئی ول ہینڈل آل دس،، وہ ان کے گلے لگی۔

ماہر نے اس کی کنپٹی پر پیار کیا۔

ڈیڈ علیزے بھی جا رہی ہے آپ لوگوں کے ساتھ،،

یس چاہے جتنی مرضی کٹھور بن جائے،، ہے تو وہی علیزے جو بچپن میں خضر کی ایک پکار کی منتظر رہتی تھی، اب بھی کسی اور چیز کا بہانہ بنا کر ساتھ جا رہی ہے،، مگر سچ تو یہ ہے کہ جب سے خضر کے زخمی ہونے کی خبر ملی ہے تب سے بے چین ہے، اسے آج تک اپنی ہی فیلینگز سمجھ نہیں آئی کہ وہ چاہتی کیا ہے،،،

ماہر مسکرایا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فلزہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

ماہر خان چلا گیا۔وہ بیڈ کے قریب آئی اور اس کے اوپر اچھے سے کمفرٹر پھیلایا۔

وہ اب اطمینان سے ساتھ والے کمرے میں گئی تھی۔اور پھر جلدی ہی پرسکون ہو کر گہری نیند سو گئی۔

رات تین تہائی سے بھی زیادہ گزر کر جب اور زیادہ گہری ہوئی تو ایک سیاہ ہیولہ اپنی نیلی آنکھوں سے اس پورے گھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔تب وہ اپنے ساتھ والے کمرے کو بڑی مہارت سے ان لاک کرتا اس میں داخل ہوا تھا۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب آیا تھا۔

جو وجود بیڈ پر اس وقت گہری نیند میں تھا جاگتے میں تو پوری آفت کی پڑیا تھی لیکن اب وہ اس نیلی آنکھوں والے کو ایک چھوٹی سی نازک سی گڑیا ہی لگی تھی جو عجیب بے ڈھنگے طریقے سے سوئی ہوئی تھی۔اس کا ایک بازو بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔سنہری بال بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔

وہ زمین پر خاموشی سے بیٹھا اب بغور فلزہ کا چہرہ دیکھنے میں مصروف تھا۔وہ جاگتے ہوئے جتنی جھانسی کی رانی تھی تو سوتے ہوئے اتنی نازک کیسے لگ سکتی تھی۔سفید بے داغ۔رنگت اور جس چیز نے اسے بری طرح اپنی جانب متوجہ کیا تھا وہ تھے اس کے گلابی بھرے بھرے نازک گداز لب۔

اس ہیولے نے اپنی دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اس کے نچلے ہونٹ پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اسے یوں لگا جیسے اسنے کسی مخمل کا چھوا تھا۔

اب وہ اطمینان سے وہاں بیٹھا اس کا موبائل چیک کر رہا تھا۔

اس کے فنگر پرنٹ کی وجہ سے وہ با آسانی فون ان لاک کر چکا تھا تبھی اب اطمینان سے بیٹھا فون کا ایک ایک فنکشن چیک کر رہا تھا۔

مگر یہ محنت بیکار گئی تھی۔فون میں اسے کچھ بھی غیر معمولی نہیں ملا۔بس نمبر تھے جنھیں وہ اپنے فون میں سیو کرتا گیا۔

مگر وہ جانتا تھا انھیں بھی سیو کرنا بیکار ہے کیونکہ وہ ایسے پرائیویٹ نمبرز ہیں جن پر کچھ خاص کوڈ لگے ہیں۔ جن کو ہیک کرنا یا توڑنا ان کے بس کی بات نہیں۔

وہ اپنا کام کر کے بڑی دیر میں وہاں سے اٹھا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی اسے نے دھیمے سے دروازا کھولا۔

معجزا کو پھر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔کیونکہ سامنے ہی اس کی چھوٹی سی دوست پھر سے سرخ گلابوں کا بڑا سا بوکے لئے کھڑی تھی۔آج تیسرا دن تھا بچوں کی جانب سے اسے بار بار یہ پھول دیئے جا رہے تھے۔۔

واؤ،، یہ پھر کہاں سے ملے،،؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

گارڈ انکل نے دیئے کہ آپ کو دے دوں،،

ردا نے سمجھداری سے بتایا۔معجزا کو تجسس تو ہوا مگر اب کون باہر نکلتا اور انکل سے پوچھتا کہ یہ کس نے بھیجے۔

وہ ردا کے ساتھ باتیں کرتی اس بوکے کو اپنے کمرے میں لائی تھی۔پورا گھر پھولوں اور ان کی خوشبو سے جیسے بھر سا گیا تھا۔

وہ اب ایک دھیمی مسکراہٹ سے وہ پھول لاونج کے واس میں لگا رہی تھی۔

امن آریان پاشا نے اپنے لیپ ٹاپ میں وہ دھیمی سی مسکراہٹ دیکھ اپنے دل و روح میں سکون اترتا محسوس کیا تھا۔تبھی سکون سے آنکھیں موندیں تھیں۔

آئی ہو گی کسی کو ہجر میں موت

مجھ کو تو نیند بھی نہیں آتی

اس معصوم سی جان کے عشق نے امن کے دل کا خون نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔

اس نے دھیمے سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو چھوا تھا۔امن نے فورا ہاتھ پیچھے ہٹا کر اپنے لب بری طرح کچلے۔تبھی اپنے پیچھے آہٹ پر امن نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ارشن نے اس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔اور ایک نگاہ لیپ ٹاپ میں موجود اس کمزور سے وجود کو دیکھا۔۔امن نے دھیمے سے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا امن،،،

یہ کہتے ارشن کو اپنی خود کی آواز اجنبی سی لگی۔

بھائی آپ جانتے ہیں وہ مجھ سے، میرے وجود سے کتنی نفرت کرتی ہے،،،

امن نے دھیمے سے اپنا کرب بیان کیا تھا۔

مجھے یقین ہے ایک نا ایک دن تمھارے عشق کے سامنے اس کی نفرت کو گھٹنے ٹیک دینے پڑیں گے،،،

ارشن نے بچپن کی عادت کے مطابق ماتھے سے اس کے بال بکھرائے مگر آج ماتھے پر وہ نشان دیکھ ارشن گہرا مسکرایا تھا۔

خضر، احان ارشن جو پہلے کوئی کوئی نماز ادا کرتے تھے اب امن کے ساتھ پانچ وقت کی نماز ادا کر رہے تھے۔رات کو بھی اس کے کمرے سے تلاوت کی آواز آتی جسے سن کر اتنا سکون ملتا کہ جلد ہی بہت میٹھی نیند آ جاتی تھی۔انھیں بھی ابھی پتا چلا تھا کہ وہ حافظ قرآن ہے۔

جیسے آپ کی برداشت ختم ہو چکی ہے بلکل ویسے ہی بھائی،، مجھے لگتا ہے کہ میری بھی اب بس ہو چکی ہے،،

وہ اپنا سر ہاتھوں میں لے کر ٹیبل پر جھکا تھا۔ارشن نے اس کی کمر سہلائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہم واپس جاتے ہی سمیع انکل سے رخصتی لیں گے،،، ارشن کا لہجہ حتمی تھا۔

وہ جلدی سے اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔رات کو اس کا خیال رکھنے اور اس کے پاس رہنے کی ڈیوٹی علیزے کی ہی تھی۔مگر اب اسے نکلنا تھا۔اسی لئے یہاں کسی اور کی ڈیوٹی لگا کر وہ جانے لگی تھی۔

بیڈ پر پڑے وجود میں جنبش ہوئی تھی۔اور آج تین دن کے بعد اساوری شاہ کی آنکھیں اس پراسرار سے کمرے میں کھلیں تھیں۔

وہ کافی دیر خالی الزہنی کے ساتھ پڑی کمرے کی چھت کو گھورتی رہی۔پھر اسے سب یاد آتا چلا گیا۔

اس کی شادی ہو رہی تھی۔اور اس شادی سے ناخوش اذیت کی انتہا سے وہ ایک ایک پل میں کئی کئی موت مر رہی تھی۔پھر سب حال میں موجود تھے۔خان شمشان خیل کے حکم پر وہ نکاح سے پہلے اسے اس کے ہاتھ میں دم کی ہوئی انگوٹھی پہنانے والا تھا۔

پھر سامنے قد آور شیشوں میں اس نے اپنے پیچھے نقاب میں وہ سبز آنکھیں بڑی بے یقینی سے دیکھیں تھیں۔اور پھر اس شخص نے اس پر فائر کر دیا۔

آساوری شاہ بے چین ہو کر بستر سے اٹھ بیٹھی۔علیزے نے اطمینان سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

اور آساوری شاہ اپنے سامنے علیزے ایشان کو دیکھ نئے سرے سے حیران ہوئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کک،،کون ہو تم لوگ،، اور مجھے یہاں کک کیوں لائے،، وہ ابھی ابھی کچھ ٹھیک ہوئی تھی اسی لیے لہجہ کپکپا گیا۔

علیزے نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

علیزے میں کچھ پوچھ رہی ہوں؟ وہ جھنجھلا کر بولی اور کچھ یاد آنے پر بے تحاشا چونکی۔

علیزے وہ احان تھا ناں ،، جس نے مجھ پر گولی،،،

غم وغصے کی انتہا سے اس نے اپنے لب کاٹے۔

اگر مجھے مار ڈالنا چاہتے تھے تو بچایا کیوں،، وہ چلائی۔

کاش میں تمھیں زہر کا انجیکشن لگا سکتی،، اب چپ چاپ اپنی جگہ پر لیٹی رہو آساوری شاہ نہیں تو زہر کا انجیکشن لگا دوں گی،،

علیزے غرائی تھی۔

لگا دو،، اور ویسے بھی تم لوگوں کا اور کام ہی کیا ہے؟ دہشت گرد، درندے اور قاتل ہو تم لوگ،، وہ پھر چلائی اور بستر سے اٹھنے لگی تھی مگر ایک درد کی لہر پورے جسم میں دوڑ گئی۔

آہہہہہہہہہہہہ،،،،،، وہ کراہ کر رہ گئی۔

اس کی بات علیزے کے تو تلوؤں پر لگی سر پر بجھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تمھارے باپ دادا سے تو کم خونی اور درندے ہیں ہم لوگ،، اسوقت تمھاری عمر کیا ہے؟ آساوری شاہ ،، تمھیں ایک پر اسرار بیماری ہے ناں،، اس بیماری کو دور کرنے کے لئے جتنی تمھاری عمر ہے اتنی ہی تمھارا وہ سنکی بڈھا دادا تمھارے نام کے صدقے اتارتے ہوئے اتنی ہی بچیوں کی بلیاں دے چکا ہے،، تم جانتی ہو تمھاری زندگی کو بچانے کی خاطر کتنے قتل ہوئے ہیں؟

علیزے نے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی تھی۔اسے سنا کر اپنی چیزیں سمیٹ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔آساوری شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

تت،،،تم،، جھوٹ بول رہی ہو،، جھ،،،، جھوٹے ہو تم لوگ،،،وہ پینک ہوئی اور اسی گولڈن سفید لباس میں دھیمے سے چلتی وہ جگہ ٹٹولی جہاں سے ابھی ابھی علیزے نکل کر گئی تھی۔مگر اب تو وہاں بس دیوار کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔

نکالو مجھے یہاں سے،،، وہ چیخی۔جانے دو،،،

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اگلے دن تک وہ سپر ایٹ اپنے بچوں کے پاس موجود تھے۔ان سب کے اور خاص کر پاشا ابراہیم کے وہاں آنے سے پہلے ہی امن وہاں سے نکل گیا تھا۔وہ ابھی ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔یہ ناراضگی تھی یا نگاہیں چرانا تھا پاشا ابراہیم سمجھ نہیں پایا۔

مگر یہاں پہنچ کر جب پتا چلا کہ وہ یہاں سے چلا گیا تو پاشا ابراہیم کو دھچکا ضرور لگا تھا۔

وہ میٹنگ روم میں موجود تھے اور ارشن انھیں بتا رہا تھا کہ انھوں نے کیا غلطی کی تھی۔

امن نے بتایا تھا کہ دیا کے روم کے دروازے پر فیس سکینر فٹ تھا۔اس کے کمرے کے اندر کچھ مخصوص لوگ ہی جا سکتے ہوں گے۔جن کے فیس سسٹم میں سیف ہوں گے۔جب میں اندر گیا تو تب ان لوگوں کو علم ہو گیا ہو گا،،

وہ اب دشمنوں کو شہہ مات دینے کے لیے کل کے لیے لائحہ عمل ترتیب دینے لگے تھے۔دیر رات تک یہ میٹنگ جاری رہی۔

علیزے یہاں تک آ تو گئی تھی مگر اس کے سامنے جا کر اس کا حال احوال پوچھنے کی بلکل حماقت نہیں کی تھی وہ جانتی تھی اگر اس نے ایسا کیا تو وہ کہیں نئی خوش فہمیوں کا شکار نا ہو جائے تبھی اس نے اس کا سامنا کرنے کی بلکل ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ادھر وہ لاشعور میں منتظر ہی رہا کہ وہ ظالم آئے اور اس کا حال پوچھے۔مگر اس نے نہیں آنا تھا نا آئی اور خضر کا دل کیا وہ پوری دنیا کو جلا کر بھسم کر دیا۔سینے میں عجیب وحشت و طوفان اٹھنے لگا تھا۔تبھی بڑے خطرناک تیور لیے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

تقریبا آدھی رات کا وقت تھا۔بے چینی سی تھی جانے وہ یہاں کیوں آ گئی تھی۔علیزے اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی اپنی عجیب سی کیفیت پر بری طرح جھنجلائی۔اس نے بائیں طرف کروٹ لی۔مگر جلد ہی اندھیرے میں اپنے پیچھے کسی وجود کی موجودگی کا احساس ہوا۔کوئی آ کر اس کے پشت کے بہت قریب بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔علیزے خوفزدہ ہوئی تھی مگر بلکل ظاہر نا ہونے دیا۔

اور عجیب بات تو یہ تھی کہ وہ اس کی آہٹ سے ہی پہچان گئی تھی کہ وہ ہے کون۔۔

اتنی زخمی حالت میں بھی سکون نہیں ہے تمھیں،،

علیزے نے اسے جھڑکا۔مگر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہلنے کی جرات نہیں کی تھی۔زرا بھی ہلتی تو جانتی تھی اس کے سینے سے ٹکرا جائے گی۔

خلع لینے کا حق تو میں نے دیا نہیں آپ کو،، ڈائیورس میں آپ کو دوں گا نہیں،، اسی لئے شاید آپ دن رات اپنے بیوہ ہونے کی دعائیں مانگتی رہتی ہیں اسی لئے موت میرے سر پر منڈلا رہی ہے،، ہے ناں علیزے،،،

وہ بڑے سکون سے بول گیا تھا اور علیزے کا دل کیا اس کی بکواسیات پر اس کا منہ نوچ لے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بکواس،،، فضول میں بھونکنا بند کرو خضر،،

وہ غرائی۔خضر مسکرایا اور تبھی زرا سا جھک کر پچھلے گہرے سے گلے پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے۔اس کے گرد اپنا بازو حمائل کیا۔

بھونکنا بند کر دیتا ہوں،، کاٹنے کی اجازت دے دیں،،،

وہ بے حد شرارتی لہجے میں بولا تھا۔علیزے سانس تک روک گئی تھی۔

وہ تلملا کر جھٹکے سے اس کی جانب مڑی اور اس کا گریبان پکڑا۔اور یہیں شاید وہ فاش غلطی کر گئی تھی۔

تمھاری عافیت اسی میں ہے خضر کہ تم یہاں سے چلے جاؤ،،،

اس کا غصیلا لہجہ تھا۔لیکن آج تو اس نرم و پولائیٹ سے رہنے والے خضر جبران کا بھی دماغ پوری طرح گھوما ہوا تھا۔تبھی اس کی کلائیاں دبوچ کر بیڈ سے لگائیں تھیں۔اور خود کسی گھٹا کی طرح اس پر چھا گیا۔

اور آج آپ کی عافیت اسی میں ہے مسز کہ مجھے اپنی مرضی سے زرا سا سکون حاصل کرنے دیں،، اگر میں نے اپنی مرضی کی تو وہ آپ برداشت نا کر سکیں شاید،،،

وہ اس کے چہرے کے قریب اس قدر سرسراتے لہجے میں بولا تھا کہ علیزے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔

ایک سلگتا سا جان لیوا لمس علیزے کو اپنے دئیں کندھے سے ہوتا چہرے تک آتا محسوس ہوا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر،،، وہ چلائی اور بری طرح کسمسائی تھی۔خضر نے اس کی پرواہ کیے بغیر اس کے ایک ایک دلکش نقش کو چوما تھا۔تب خضر نے خود پر سے اختیار کھوتے اس کو گداز لبوں کو نرمی سے چھوا تھا۔

اس کے کسرتی جسم کے وزن سے علیزے سانس تک نہیں لے پا رہی تھی۔

خضر پیچھے ہٹو،،، وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ بولی۔اس کا بھیگا سا لہجہ محسوس کر کے وہ شرافت سے پیچھے ہٹا تھا۔

جاؤ یہاں سے،، علیزے پھر ملتجی لہجے میں بولی۔

آپ اتنی ظالم اور بے حس کیوں ہیں علیزے،،؟ وہ شکوہ کر بیٹھا تھا۔

کیوں؟ ابھی سے تھک گئے؟ ابھی سے اکتا گئے خضر جہان کبیر،،،؟ وہ میٹھا سا طنز کر بیٹھی۔

نہیں، اس محبت کی راہ پر تو آپ ہمیشہ مجھے ثابت قدم پائیں گی علیزے،، آزمائش شرط ہے،، مگر ایک برسوں کے تجھے ہارے مسافر کو نشان منزل بھی تو معلوم ہونا چاہیے،،

وہ بھی کہاں کم تھا علیزے خضر کی بولتی بند کرنا اسے اچھے سے آتا تھا۔

خضر بحث مت کرو اور جاؤ یہاں سے،،، علیزے جھنجھلائی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیوں میں آپ کو چٹکیاں کاٹ رہا ہوں سو جائیں آپ،، وہ لاپروائی سے بولا تھا مگر اندھیرے میں سچ مچ گستاخی کرتے اس نے اس کی ویسٹ پہ چٹکی کاٹی تو وہ بلبلا اٹھی۔تب علیزے نے اپنی پوری طاقت سے اپنی کہنی اس کے سینے پر جڑ دی تھی۔

وہ بھی بلبلا اٹھا۔ابھی زخم تازہ تو تھے۔اس کی منہ سے سسکی سی نکلی تو علیزے بھی گھبرا گئی۔تیزی سے اٹھ کر لائٹ جلائی اور اس پر جھکی۔جس کا چہرہ شدتِ برداشت سے سرخ پڑ چکا تھا۔

خضر،، تم ٹھیک تو ہو ناں،، علیزے نے پوچھا تو وہ تلخی سے مسکرا دیا۔

میرے ٹھیک ہونے نا ہونے سے آپ کو فرق پڑتا ہے علیزے؟ وہ اٹھ کر جانے لگا تھا۔سفید ٹی شرٹ کی کمر پر خون کے دھبے واضح تھے۔علیزے نے اس کا بازو پکڑا۔

وہ ٹھٹھک کر رکا تھا۔

ادھر لیٹو،،،

وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے اسے آرڈر دے گئی۔

کوئی ضرورت نہیں اس کی آرام کریں آپ،، وہ سنجیدگی سے بولا۔

شٹ اپ،،،

وہ تپی۔اور زبردستی اسے اوندھے منہ بیڈ پر لٹایا۔زرا سی شرٹ اوپر اٹھا کر اب وہ فرسٹ ایڈ باکس لائی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

واؤ میرا قاتل میرا دلدار ٹھہرا،،، ویسے آپ بھی خوب ہیں علیزے جینے بھی نہیں دیتیں اور مرنے بھی ،، کوئی ایک کام تو کرنے دیں اپنے اس عاشق کو،،، خود ہی زخم دیتی ہیں خود ہی مرحم لگاتی ہیں،،

علیزے نے مہارت سے اس کی ڈریسنگ چینج کی۔اور اس کی ایک سو بیس کی رفتار سے چلتی زبان سے تنگ آ کر چپکے سے ایک انجیکشن اس کے بازو میں ٹھوک دیا۔

وہ جلد ہی بڑبڑاتا گہری نیند میں چلا گیا۔علیزے نے سکھ کا سانس لیا۔اور چیزیں سمیٹ کر جا کر دوسرے کمرے میں لیٹ گئی۔

سمیع خان اس کے سرہانے بیٹھا اس کا بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا۔

بابا آج آپ مجھے اتنی جلدی کیوں سلا رہے ہیں،،، وہ جھنجھلائی۔کیونکہ اسے آج ابھی بلکل نیند نہیں آ رہی تھی۔

کیونکہ صبح میری شہزادی نے اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے اسی لئے،،،

بابا ٹیسٹ بہت مشکل ہے،، مجھے نہیں پڑھنا وڑھنا،،، وہ جھلائی۔

کیوں نہیں پڑھنا،، تمھاری ماں کا خواب تھا تم ڈاکٹر بنو،، اپنی ماں کی خواہش پوری نہیں کرو گی،،، ؟

وہ تو ٹھیک ہے پر بابا،، پڑے پاپا نہیں آئے اتنے دنوں سے،، مجھے ان کے پاس جانا ہے،، اور بڑی ماں بھی نہیں آئیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آ جائیں گی،، بہت جلد آئیں گی،،

سمیع خان نے اسے لاڈ سے کہا۔معجزا نے آنکھیں بند کر لیں۔کافی دیر وہ اسے تھپکتے رہے۔پھر چپکے سے اس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ان کے جاتے ہی وہ فورا اٹھ بیٹھی۔اپنا فون اٹھایا اور اس میں وڈیو گیم کھیلنے لگی۔

باہر آہٹ ہوئی تھی۔اپارٹمنٹ کا بیرونی دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا تھا۔

بڑے پاپا آئے ہیں،،، ان کے سرپرائز کی تو میں بینڈ بجا دوں گی،،،

وہ سر خوشی میں اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر کر باہر کی جانب لپکی تھی۔

وہ سامنے بھی نہیں پر دکھائی دیتا ہے

مجھے وہ چپ میں بھی اکثر سنائی دیتا ہے

میں اس سے مانگنے جاتا ہوں وصل کے لمحے

وہ میری بات کو سن کر ! جدائی دیتا ہے

رات کی خاموشی اور تنہائی میں امن خاموشی سے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔اندر زیرو پاور کی روشنی میں ملگجا آسا اندھیرا تھا۔وہ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اپنے کمرے کا ڈور کھول کر اندر داخل ہوا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کمرے میں بھی ملگجا سا اندھیرا تھا۔زیرو پاور کی نیلی روشنی میں وہ کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا ہوا۔اسی کے بھیجے ہوئے تازہ گلابوں کی مہک سانسوں میں اتری۔مگر وہ آنکھیں موندے لمبی سی سانس کھینچ کر ان مہکتے پھولوں سے جدا ایک نازک سے وجود کی مہک اپنی سانسوں میں اتار لینا چاہتا تھا۔

اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔اسے لگا سمیع خان ہے۔مگر

بڑے پاپا،،، آپ آ گئے،،،

وہ سر خوشی میں کہتی تیزی سے اس تک پہنچی تھی۔اور پیچھے سے کہنی سے اس کا بازو تھاما۔

امن اپنی سانس تک روک گیا تھا۔

جیسے صدیوں کے بعد وقت، حالات، لمحے وہ پل تھم سے گئے تھے۔اس کا نرم گداز ہتھیلیوں کا مخملیں لمس اپنے بازو پر محسوس کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

وہ جلاد جو ظالموں کے سینے چاک کر کے ان کا سینے سے ان کے دل نکال لیا کرتا تھا۔اب سانس روکے کھڑا اس کا رات کے اندھیرے اور تنہائی میں اگر اسے اپنے اتنے پاس دیکھ لیتی اس کا وہی رد عمل سوچ بری طرح خوفزدہ ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تبھی وہ نرمی سے اس سے بازو چھڑا کر واش روم میں بند ہوا تھا۔معجزا نے حیرت و صدمے سے یہ نظارا دیکھا۔

بب،،،،،،بڑے پاپا،، آپ ناراض ہیں مجھ سے،،، وہ بوکھلائی تھی اور آواز خود بخود بلند ہو کر بھیگ گئی۔

سمیع خان کو اپنے کمرے میں یہ آوازیں سنائیں دیں تو وہ تیزی سے امن کے کمرے میں معجزا کے پاس آیا تھا۔سمیع خان نے کمرے میں آ کر سب سے پہلے لائٹ جلائی تھی۔

کیا ہوا پرنسز،، یہاں کیوں آئی ہو اور تم تو سو گئی تھیں ناں،،،

بابا بڑے پاپا آئیں ہیں،، وہ ابھی یہیں تھے،، میں نے خود دیکھا،، میں نے بات کرنے کی کوشش کی،، مگر وہ مجھ سے بات کیے بغیر واش روم چلے گئے،، وہ ناراض ہیں مجھ سے،،

وہ روہانسی ہوئی۔

امن واش روم کے دروازے کے پیچھے کھڑا سانس روکے اس کی آواز سنے گیا۔

کوئی نہیں ہے یہاں ،، کوئی نہیں آیا،، تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،، چلو یہاں سے،،،

سمیع خان بوکھلایا تھا۔

بابا آپ کو اب بھی لگتا ہے میں پاگل ہوں ،، میں نے خود انھیں دیکھا یہاں،، ان کا بازو بھی پکڑا،، مگر وہ واش روم چلے گئے،، مجھ سے بات نہیں کی،، وہ ناراض ہیں کیا مجھ سے،، لیکن اب تو میں نے کچھ نہیں کیا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ آخر رو ہی پڑی۔

معجزا کوئی نہیں ہے چلو یہاں سے،،

سمیع خان نے اس کا بازو تھام کر اسے باہر لے جانا چاہا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔

امن نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔ابھی نہیں تو کبھی نہیں کہ مترادف وہ بہت اچانک دروازا کھول کر باہر آیا تھا۔

آسلام علیکم سمیع انکل،،

اس نے دھیمے سے کہا۔سمیع خان دم سادھ گیا۔اور وہ سامنے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تیزی سے سفید پڑ گئی تھی۔

امن کو اس کی آنکھوں میں خوف و ہراس عجیب سی دہشت کے سائے لہراتے دکھائی دیئے تو وہ اپنے جبڑے بھینچ گیا تھا۔

دھڑام کی آواز آئی تھی۔اور وہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے بہت اچانک ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین بوس ہو گئ تھی۔

سمیع خان پھر بوکھلا گیا اور تیزی سے اس کے اوپر جھکا۔

Sshhhhhhhiiiiiiitttttttt,,,,

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن بھی لمبے ڈنگ بھرتا اس کے پاس آ کر دو زانو بیٹھا اب بری طرح اپنے لب کاٹ رہا تھا۔

معجزا،،

سمیع خان نے اس کا سر گود میں رکھا اور چہرہ نرمی سے تھپتھپایا۔

معجزا،،،،،،،

سمیع خان نے اسے پھر پکارا۔ سمیع خان نے عجیب سی نگاہوں سے امن کو دیکھا جس نے نا آگے بڑھ کر اسے تھاما تھا۔اور ان اب اس کا چیک اپ کر رہا تھا۔کیا وہ اسے چھونے سے ڈر رہا تھا۔

جزاااا،،،،،،

امن کے لب کپکپائے۔مگر اتنا بڑا ڈاکٹر ہونے کے باوجود اس نے خود میں اتنی ہمت نا پائی کہ ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی کلائی تھام کر اسے چیک ہی کر لے۔

امن نے اپنا فون نکال کر جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا جو کہ آدھی بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

ڈاکٹر انعم کو میرے اپارٹمنٹ بھیجیں،،، ایک جملہ بول کر وہ فون رکھ چکا تھا۔

بابا اسے اس کے روم میں لے جائیں،، ڈاکٹر آ رہی ہیں،،

امن نے اپنے فون میں کچھ تلاشتے کہا تھا۔ سمیع خان نے آہستگی سے سر ہلایا اور اپنی کمزور سی گڑیا کو اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور اسے اس کے کمرے میں لے گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن وہاں سے اٹھ نہیں پایا تھا۔بلکہ آہستگی سے کارپٹ پر اس جگہ کو چھوا جہاں ابھی ابھی وہ موجود تھی۔

پہلے عشق اپنے سانچے میں ڈھالے گا تجھے

پھر نوچے گا

چبائے گا

اور مار

ڈالے گا

تجھے

شدت برداشت کی حد تھی کہ امن آریان پاشا نے اپنی پھولی ہوئی کنپٹیاں سہلاتے گہرے گہرے سانس بھرے تھے۔

اگلے دن گیارہ بجے کا وقت تھا۔وہ ہاسپٹل کے بہت خاص میٹنگ روم میں موجود تھ۔بیلجیم اور پاکستان کے مشہور اور قابل ترین سائکولوجیسٹ ،،، سائکائٹرسٹ ، ماہرین موجود تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سربراہی چیئر پر وہ سنجیدگی سے ماتھے پر بال بکھرائے حسب معمول اپنے موبائل میں کچھ تلاش کررہا تھا۔ تنے سے صوبر سنجیدگی بھرے خوبرو نقوش،، مقناطیسیت لیے وجاہت سے بھر پور شخصیت ایک اونچا لمبا خوبرو مرد۔جو کسی کو بھی اپنی جانب راغب کر لینے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا۔

باقی ڈاکٹرز ایک کیس ہسٹری بڑی باریک بینی اور غور سے چیک کر رہے تھے۔

امن آریان پاشا نے کسی سے کچھ چھپانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔یہاں وہ لوگ موجود تھے جو پاکستان اور بیلجیم میں دونوں جگہ اسے اچھے سے جانتے تھے۔

خاص کر ڈاکٹر انعم صالح۔جو بیلجیئم میں امام مسجد محمد صالح صاحب کی اکلوتی صاحبزادی تھی۔

وہ ڈاکٹر صالح کے گھر آنے جانے لگا تب پتہ چلا کہ ان کی بیگم اس دنیا میں نہیں ہیں اور ان کی ایک ہی اکلوتی بیٹی ہے جو کہ تب ایک میڈیکل سٹوڈنٹ ہی تھی۔

وہ سالوں میں محمد صالح صاحب سے مسلسل ٹچ میں رہا تھا۔محمد صالح صاحب امن کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ خود اپنے منہ سے اپنی صاحبزادی کے لیے اس سے رشتے کی بات کی تب امن نے ان سے کچھ بھی چھپانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی اور یہ بھی کہا کہ وہ شادی شدہ ہے۔اس کا آئندہ زندگی کا کیا مقصد ہے۔وہ کون ہے اور آئندہ زندگی میں کیا کیا کرنے والا ہے۔

محمد صالح صاحب اور بھی زیادہ انسپائر ہوئے تھے اس سے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور اب انھوں نے ماہر نسواں انعم صالح کو قوم کی خدمت کے لیے پاکستان امن کے ہاسپٹل جزا ٹرسٹ میں ہی بھیجا تھا۔۔

وہ امن کے آنے سے پہلے ہی یہاں اپنی خدمات پیش کر رہی تھی۔

ڈاکٹر انعم صالح کی آنکھوں میں سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر جو لو دیتے جزبوں کے دیئے جلتے تھے اس سے تو اب اکثر لوگ واقف ہونے لگے تھے۔

مگر وہ پتھر تھا۔

سب جانتے تھے۔

وہ اس معاملے میں چٹانوں سے بھی زیادہ سخت بے حس اور پتھر مزاج تھا۔۔یا شاید برسوں کی محنت کے بعد اس نے خود کو ایسا بنایا تھا۔تاکہ اس کے عشق کی راہ میں چلتے اس کی راہ میں کوئی حائل نا ہو سکے۔

ڈاکٹر سلمان جاوید نے گلا کھنکار کر امن کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔اس نے سر کو ہلکی سی جنبش دے کر کیری آن کا اشارہ دیا۔

ان رپورٹس کو وضاحت سے بیان کیا جائے تو ڈاکٹر امن،، ہم سب جس نتیجہ پر پہنچے ہیں ڈاکٹر انعم آپ کو ڈیٹیل بتائیں گی،،

جی ڈاکٹر انعم بولیں میں سن رہا ہوں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن نے اپنے موبائل کی جانب دیکھتے ڈاکٹر انعم کو مخاطب کیا تھا۔

ڈاکٹر امن،، بات دراصل یہ کہ دراصل پیشنٹ نے کبھی خود کو ہیومن فوبیا سے نجات دلانے کی کوشش ہی نہیں کی،،، مطلب وہ خود ہی نہیں چاہتیں کہ ان کا یہ فوبیا ٹھیک ہو،، وہ خود کو ہمیشہ اسی میس میں خود کو قید رکھنا چاہتی ہیں،، یہ ایسا ہے جیسے ایک کبوتر بلی کو اپنے قریب آتے دیکھ یہ تصور کر لیتا ہے کہ وہ شاید بچ جائے اس کی آنکھیں بند ہیں تو وہ خود کو سیو محسوس کرتا ہے،، پر مصیبت کا سامنا نہیں کرتا،، وہ خود کو اپنے آس فوبیا میں قید کیے ہوئے ہیں جس سے نکلنا ہی نہیں چاہتی،، جان بوجھ کر وہ انجان بنتی وہ واقع بلکل بھول جانا چاہتی ہیں،، پیشنٹ نے ان برسوں میں اپنی جانب سے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی ان کے سامنے اس بات کر زکر تک نا کرے،، پیشنٹ نے اپنے دل و دماغ کے آس پاس اپنی الگ ہی دنیا بنا لی ہے جس میں وہ اور ان کے بابا ،، بڑے پاپا یا بڑی ماں کے ساتھ اپنی باقی کی بھی زندگی گزار دینا چاہتی ہیں،،،

ڈاکٹر انعم بول کر خاموش ہوئیں تھیں۔امن نے ایک گہری سانس کھینچی۔

اور پیشنٹ کا میڈیسنز کے علاوہ حتمی علاج؟؟؟

امن بمشکل بولا پایا۔

پیشنٹ کو اپنی زندگی کے سب سے بڑے ڈر کا سامنا کرنا پڑے گا،، مطلب انھیں آپ کا سامنا کرنا ہو گا،، انھیں وہ واقع یاد دلا کر اس میس سے نکل کر اس واقع کے ڈر کا سامنا کرنا ہو گا،، ڈر و خوف کو دور کر کے کسی طرح پیشنٹ اپنے اندر اتنی ول پاور پیدا کرے چاہے وہ غم وغصہ ہو یا طیش و اشتعال جس سے وہ کوئی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رد عمل ظاہر کرے،، اپنا غصہ دکھائے،، ڈرنے کی بجائے ری ایکٹ کرے،، تب ان کی مینٹل اور فزیکل ہیلتھ میں امپروومنٹ ہو گی،،

ڈاکٹر سلمان جاوید نے کہتے اس کا دھواں دھواں چہرہ دیکھا تھا۔

ہم جانتے ہیں ڈاکٹر امن یہ آپ کے لیے بھی پل صراط پر چلنے کے مترادف مشکل ، پیچیدہ تکلیف دہ عمل ہو گا،، جیسے کہ خود اس واقع کو یاد کرنا یا پیشنٹ کو یاد کروانا ،، مگر یقین رکھیں ان کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی اپنے اس ڈر کا سامنا کرنا پڑے گا تبھی آپ پیشنٹ کے ساتھ ایک نارمل ازدواجی زندگی گزار پائیں گے نہیں تو پیشنٹ کے والد سے لی گئی رپورٹ کے مطابق کل رات جو ہوا ،، اور اتنے بڑے جرنل سرجن ہونے کے باجود آپ اپنی ہی بیوی کو چھونے سے خوفزدہ ہوتے کترا رہے تھے یہ ایک نارمل بات ہر گز نہیں ہے،، آپ کو تو ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے سب سے پہلے پیشنٹ کو ٹریٹمنٹ دینی چاہیے تھی،، مگر آپ ایسا کچھ نہیں کر پائے،، اگر پیشنٹ کی نفرت کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں تو وہ بھی کرنا پڑے گا،، انھیں اپنے اندر کا غم وغصہ باہر نکالنے کے لیے اکسانا پڑے گا ،، تبھی وہ نارمل ہو سکتیں ہیں،،

ڈاکٹر سلمان جاوید نے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی تھی۔امن نے ماتھا رب کرتے پہلو بدلا۔ڈاکٹر ہاشم نے اب گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

آپ ان سے بات کرنے کی کوشش کریں،، باربار ان کے سامنے آئیں،، ایک مریضہ اور چھوٹی بچی کی طرح اب انھیں اپنے بابا کی انگلی چھوڑنی پڑے گی،، آپ کو انھیں اپنے اور ان کے بیچ اس رشتے کی اہمیت سمجھانا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پڑے گی،، یہ اگلا مرحلہ ہے،، مگر بہت ضروری ہے،، انھیں یہ باور کروانا لازم ہے کہ اب وہ اپنے بابا کی نہیں پرائی ہو چکی ہے مطلب کسی کی امانت ہے،، کسی کی زندگی کا ایک حصہ،،

ڈاکٹرز اور بھی بہت کچھ بتا رہے تھے۔اور امن خاموشی سے سنے گیا۔

فی الحال تو اس کے خود کے دماغ نے کام کرنا جیسے چھوڑ دیا تھا۔کاش کے اس تکلیف سے راحت کا کوئی سرا ہاتھ آ جاتا۔

جی میں آتا ہے کسی روز اکیلا پا کر

میں تجھے قتل کروں پھر ترے ماتم میں رہوں

معجزا کی آہیں اور سسکیاں پورے پورے اپارٹمنٹ میں گونج رہیں تھیں۔رات انعم نے اسے سکون آور انجیکشن دیا تھا شاید۔

تبھی وہ اب دن کے ایک بجے نیند سے کافی تھی۔مگر پھر سب یاد آتے ہی وہ اب سمیع خان کی گود میں سر دیئے بلک بلک کر رو رہی تھی۔

امن جس وقت اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اس کی سسکیاں سنتے ہوئے اس کمرے کی جانب آیا تھا۔مگر پھر اپنا نام سن کر وہ ٹھٹھک کر کھڑکی کی پاس رکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سمیع خان سرد وسپاٹ چہرہ لیے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا۔

بابا ،، مجھے بڑے پاپا سے بات کرنی ہے،، ان کا نمبر ملا کر دیں ابھی اسی وقت ،، وہ اٹھ کر بیٹھی تھی اور اب سہمی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ کر بابا سے بولا۔

سمیع خان اسکی جانب دیکھے گیا۔

معجزا امن بابا رخصتی چاہتا ہے،،،

جملہ تھا یا پگھلا ہوا سیسہ جو سمیع خان اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔وہ بے یقینی سے منہ کھولے آنسوؤں سے تر چہرہ سرخ سوجی آنکھوں سے انھیں دیکھے گئی۔

اور بابا میں اس درندے کی موت چاہتی ہوں،،، وہ چلائی تھی۔

(باہر کھڑے ایک شخص کے عنابی لبوں پر کافی برسوں کے بعد اس کے عشق کی اس فرمائش پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔وہ تو خود دل میں شہادت کی تمنا لیے گھومتا تھا۔اور اب محبت کی پہلی فرمائش بھی دل کے نہاں خانوں میں جیسے محفوظ کر کے رکھ لی)

سمیع خان کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

معجزا منہ سنبھال کر بات کرو سہاگ ہے وہ تمھارا،،

سمیع خان نے سنجیدگی سے اسے ٹوک دیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بربادی ہے وہ میری بابا،، برباد تو پہلے ہی ہوں،،اب بیوہ بھی ہو جاؤں تو شاید سکون مل جائے،،

اس نے اپنے بال نوچے۔

بابا مجھے بڑے پاپا سے بات کرنی ہے،، ابھی کے ابھی،، انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میرے پاس ہمارے گھر میں کوئی نہیں آئے گا،،

وہ سسک پڑی۔

انھوں نے ہمارے گھر کا وعدہ کیا تھا کہ کوئی نہیں آئے گا،، امن بابا کو اپنے ہی گھر میں داخل نا ہونے کا وعدہ نہیں کیا تھا،، اور پچھلے کچھ برسوں سے تم۔جس گھر میں رہ رہی ہو معجزا وہ امن بابا کا گھر ہے،،

سمیع خان نے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی۔اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔آج کیا کیا انکشافات ہونے والے تھے اسکی نازک جان پر۔وہ صدمے سے گنگ اب رو بھی نہیں پا رہی تھی۔

میں نے تمھاری رخصتی دے دی ہے تمھارے شوہر کو،، اسی لئے ہی اس کے گھر میں موجود ہو تم،، کب تک یہ بوجھ اپنے کندھوں پر لاد کر پھروں گا بھلا،، شادی تو کر ہی دی ہے،، اب اپنا گھر گھر ہستی سنبھالو،،

سمیع خان نے اذیت سے رٹے رٹائے جملے ادا کیے جو کہ رات ڈاکٹر انعم نے اسے سکھائے تھے۔

معجزا نے بے یقینی کی انتہا سے اپنے بابا کو دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم اب ادھر ہی رہو گی اپنے شوہر کے گھر ،، مجھے وائیٹ پیلس میں جا کر اپنی انیکسی میں رہ کر اپنی ڈیوٹی سنبھالنی ہے،، اب تم جانو اور تمھاری گھر گر ہستی،،

سمیع خان نے نگاہیں چراتے زرا بے حسی سے کہا تھا۔

آ،، آپ،،، مم،، میرے ،، ساتھ ا،،،ایسا نن،،،، نہیں کر،،، سکتے،،

معجزا کا سانس اٹکنے لگا تھا۔لہجہ میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

میں ایسا کوئی ظلم نہیں کر رہا جو تم اتنی بے یقین ہو،، بس اب اپنے ناتواں کاندھوں سے اپنا بوجھ اتار رہا ہوں،، سچ کہتے ہیں لوگ بیٹیوں کا بوجھ کندھے جھکا دیتا ہے،، اچھا میں اپنی پیکنگ کرنے جا رہا ہے

وہ لاپروائی سے بولے تھے۔

معجزا تڑپ کر بیڈ سے اترتی ان کے قریب آئی تھی۔مگر وہ نگاہیں چراتے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔معجزا اپنی جگہ پر ساکت رہ گئی تھی۔

پھر وہ لاکھ روئی، چیخی چلائی،، احتجاج کیا،، ایڑھیاں رگڑیں۔مگر سمیع خان اسے اس کے کمرے میں چھوڑ دل پر پہاڑ جتنا پتھر رکھے چلا گیا۔

اس کے لیے، اس کی آئندہ زندگی کے سکون اور خوشیوں کے لیے سمیع خان کو یہ قدم اٹھانا اشد ضروری تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ چیخ چیخ کر اپنا گلا بٹھا بیٹھی تھی۔رنگیلی نے اس کے کمرے میں جانے کی کوشش کی۔مگر وہ کمرہ لاک کیے کمرے میں بند ہو گئی اور رات گئے تھے باہر نا نکلی تھی۔

گلی میں رات بھر پھرتا ہے کوئی

گلے میں نیند کا، تعویز ڈالے

وہ سیاہ پینٹ سیاہ جیکٹ پر سیاہ ہڈی سر پر پہنے پراسرار سا شخص جزا ٹرسٹ ہاسپٹل کے سامنے بنے وسیع عریض گارڈن کے پار رہائشی ایریے میں رات کے اندھیرے میں ایک اپارٹمنٹ کے باہر اس کی دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے کھڑا تھا۔

سالوں سے اذیت اور درد رگوں میں خون کے ساتھ ساتھ دوڑتا تھا۔اب تو اس اذیت کے ساتھ رہنے کی اتنی عادت ہو چکی تھی کہ جس پل وہ یہ درد محسوس نہیں کرتا تھا تو اس کا عشق برا منا جاتا تھا۔اس پل بس زندگی کی سب سے بڑی حسرت اور خواہش دل میں انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھی۔

کاش وہ حادثہ نا ہوا ہوتا۔

کاش۔

کاش اسے یہ زندگی کبھی ایسا موقع دیتی کہ وہ اپنے ماتھے سے ایک ریپیسٹ ہونے کا بدنما داغ ہٹا پاتا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ستم در ستم تو یہ وہ جس کا مجرم تھا عشق نے امن کی روح کو اسی کے در کا بھکاری بنا دیا تھا۔امن کی ہر آتی جاتی سانس میں وہ بسی تھی۔اس کی روح میں معلق ہو گئی تھی۔اس کی رگوں میں پرو دی گئی تھی۔

کاش امن آریان نے خود کو زندہ رکھ کر اسے ان اذیتوں سے نجات دلانے کی قسم نا کھائی ہوتی تو کب کا خود کو سزا دے کر اپنا وجود ختم کر چکا ہوتا۔

امن آریان نے اپنی وحشت زدہ آنکھیں کھول کر اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔اسے ارشن اور احان بھائی کے کہنے پہ اس کے سامنے نہیں آنا چاہیے تھے۔

امن جانتا تھا وہ اس کو اپنے آس پاس پاتے ہی اس کو اذیتیں دینے کے لیے اس کی روح کو کچوکے لگانے کے لیے خود کو ناقابل برداشت اذیتیں پہنچائے گی۔ہوا بھی تو یہی تھا۔۔۔

اس نے ایک گہری سرد سی سانس اپنے اندر کھینچی۔اور ڈرتے ڈرتے خود کو گھسیٹتا اس اپارٹمنٹ کے اندر لایا۔ وہ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا جب ملگجے سے اندھیرے میں ایک نازک گداز سا وجود غلطی سے اس سے ٹکرایا۔

امن اپنی سانس تک روک گیا تھا۔اذیت کی انتہا سے اپنے لب بری طرح کچلے۔ٹکرانے والی کرنٹ کھا کر اس سے دور ہٹی اور بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

امن نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔اب وہ یقیناً اس کا لمس خود پر محسوس ہونے کے جرم کی پاداش میں شاید اپنی اس کوتاہی پر خود کی کھال ہی کھینچ لے گی۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن تیزی سے واپس باہر نکلا تھا۔اور جا کر انیکسی کا دروازا دھڑ دھڑایا۔اندر سے رنگیلی آنکھیں ملتی باہر آئی۔

کیا ہوا خیرت ہے،، امن کا ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھ رنگیلی کو کچھ انہونی ہونے کا احساس ہوا۔

فوراً اندر جاؤ اور اسے دیکھو جا کر،، وہ کچھ کر نا بیٹھے،،، اس نے لب بھینچتے کہا۔

رنگیلی اندر بھاگی۔اور اس کے کمرے کا ڈور جو وہ لاک کر چکی تھی اطمینان سے کھولا(کہ جانتی تھی اس گھر کا سارا سسٹم امن آریان کے انڈر کنٹرول ہے۔)

کمرا خالی تھا۔واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔وہ بھاگ کر واش روم میں گھسی تو وہ منفی ڈگری کے اس ٹھنڈے موسم میں ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے گیلے کپڑوں میں فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔

یا وحشت یہ لڑکی،،

رنگیلی نے اس کا ٹھنڈ سے نیلا پڑتا وجود بازوؤں میں بھرا۔

کیا ہوا رنگیلی؟؟؟وہ،،،،،وہ ٹھیک ہے ناں،،

روم کے باہر سے امن کی وحشت بھری آواز سنائی دی تھی۔

فون رنگ ہوا اپنے لیپ ٹاپ پر کال کرتے اس نے فون رسیو کیا تھا۔

یس ڈیڈ،،، فلزہ نے مصروف سے انداز میں کہا۔

فلزہ فورا کوئٹہ پہنچو،، ہمیں تمھاری ضرورت ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اوکے ڈیڈ،، میں پہنچ جاؤں گی،، میں بھی آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی تھی،،

ہاں پوچھو،،

ڈیڈ داشاب کے پاپا کی ول کے مطابق اگر داشاب ٹوینٹی ایٹ کا ہونے سے پہلے بیمار ہو جاتا ہے یا اسے کچھ بھی ہو جاتا ہے تو اس کی پراپرٹی آٹومیٹکلی اس کے وائف کے نام ہو جائے گی،، اس کے ڈیڈ شاید اس کی شادی عائشہ سے کروانے والے تھے،، اور جانتے تھے عائشہ اس کا بہت خیال رکھے گی،، تمٹ اب یہ سب ہو گیا تو عائشہ نے کہا مجھے اس کی حفاظت کے لیے وقتی طور پر داشاب سے پیپر میرج کرنی پڑے گی،،،

وہ بول کر خاموش ہوئی تھی۔ماہر نے کچھ سوچا۔

پرنسز،، بعض دفع ہمیں اپنے مقاصد حاصل کرنے کو بہت کچھ ایسا کرنا پڑتا ہے جو ہم نہیں کرنا چاہتے ،، وہ اتنا بڑا فیصلہ ہوتا ہے کہ ہماری زندگی تک متاثر کر سکتا ہے،، لیکن اگر اس کی ہیلپ کرنے کا سوچ ہی لیا ہے تو میں پرمیشن دیتا ہوں،، وقتی طور پر وہ پیپر ہمیں چاہیں،، شیر ولا گھسنے کے لیے وہ پیپرز چاہیے ہوں گے،، میں اپنے کچھ دوست بھیجتا ہوں،، تم وہاں سے نمٹا کر فورا یہاں پہنچو،،

یس ڈیڈ،،

فلزہ نے سکون سے کہا۔وہ جو اتنا بڑا فیصلہ لیتے ہچکچا رہی تھی اب سکون سے فون رکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ فریش ہو کر تیار ہو رہی تھی۔ایمرجنسی کال تھی اس کے ڈیڈ ماہر خان نے اسے ارجنٹلی کوئٹہ بلایا تھا۔جب داشاب اپنا ٹوائے پکڑے اسکے پاس آیا تھا۔

عائشہ کو فون کر کے اس نے تسلی دے دی تھی کہ وہ سہی سلامت اس کے پاس ہے۔

عائشہ نے بتایا تھا کہ شیر خان اور ان کی بیگم نے خوب واویلا اور ہنگامہ مچا رکھا ہے گھر میں۔اور اسے ڈھونڈا جا رہا ہے۔

وہ صوفے پر بیٹھی اپنے شو لیس بند کر رہی تھی۔

فالسہ،،، وئیر آر یو گوئنگ،،،

میرا نام فالسہ نہیں فلزہ ہے،،،،

اوکے فضہ،،،،

وہ پھر بھی اس کے نام میں سے ایک لفظ حزف کر ہی گیا۔

فلزہ بھئی،،،

اوکے میں فِضی بولوں گا،، بہت مشکل نیم ہے،، مجھ سے نہیں بولا جاتا،،،

وہ جھلا کر بولتا اب بغور اس کی تیاری دیکھ رہا تھا۔جو گہرا مسکرا رہی تھی۔

داشو تم ریڈی ہو ناں،، جو میں نے ریمبر کروایا وہ یاد ہے ناں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فلزہ نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

یس،، یاد ہے،، ہم جس انکل کے پاس جائیں گے،، انھوں نے کچھ بھی کہنا ہے تو میں نے یس بولنا ہے،،،

اس نے رٹا رٹایا جواب دیا۔

گڈ،،، اس کے بعد میں کہیں جاؤں گی اور ہو سکتا ہے کل واپس آؤں ،، تب تک تمھارا خیال ایک آنٹی رکھیں گی،، داشو کوئی بھی ضد نہیں کرے گا ان کے ساتھ رائٹ،،،

رائٹ،، وہ بکرے کی طرح سر ہلا گیا۔

وہ اسے لئے اس کے بابا کی ول کے مطابق میرج رجسٹرار آفس آئی تھی۔وہ اس گھر میں داخل ہوئے بغیر داشاب کے ماں باپ کو انصاف نہیں دلا سکتی تھی۔شیر خان اور اس کی بیوی کے راز شیر ولا میں ہی دفن تھے جو اسے اکھاڑنے تھے۔اسی لئے اس کے گھر میں کسی حق سے داخل ہونے کے لیے اسے اس نکاح نامے کے پیپر کی اشد ضرورت تھی۔تاکہ وہ یہ پیپر ان کے منہ پر مارے اور شیر ولا میں داخل ہو سکے۔

لینزز کے پیچھے دو نیلی آنکھوں نے وہ آفس چونک کر دیکھا تھا۔ایسا کچھ ہو گا دادا نے یہ تو بتایا ہی نہیں تھا۔نا کسی اور نے تو۔۔؟ اس کے خود کے پلین میں بھی ایسا کچھ تو کہیں نہیں طے کیا گیا تھا۔تو،،،،؟؟

فضی مجھے واش روم جانا ہے،، وہ اندر جاتے جاتے اچانک بولا۔

افففف،،، کتنے غلط وقت پر آیا ہے داشو تمھارا واش روم،،، فلزہ نے منہ بنایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور اس جینٹس ٹوئلٹ میں لے کر گئی۔

وہ احتیاط باہر ہی کھڑی ہوئی تھی۔

اندر دو نیلی نگاہیں اپنی پینٹ کی سکریٹ پاکٹ میں سے فون نکال کر جلدی جلدی ایک نمبر ڈائل کر رہیں تھیں۔

مگر ایک نمبر

دوسرا

تیسرا

کوئی بھی نہیں لگا تو اس کا غصہ اور اشتعال سوا نیزے پر پہنچا تھا۔

داشوو ہری اپ،،،، باہر سے فلزہ کی جھنجھلائی آواز آئی۔

اس نے بہت کوشش کی اپنے بڑوں سے بات کرنے کی مگر آج اس کے ستارے گردش میں تھے۔وہ اٹلی سے یہ جھنجھٹ پالنے تو نہیں آیا تھا۔

اور دنیا گواہ تھی۔پورا یورپ۔بچپن میں اتنی محرومیاں دیکھیں تھیں۔لوگوں نے اتنا کچھ اس سے چھینا تھا کہ اب اس کی یہ فطرت بن چکی تھی کہ جو چیز اس کی دسترس میں آ جاتی۔بھول کر بھی اس کی ہو جاتی وہ اسے توڑ پھوڑ کر برباد تو کر دیتا تھا مگر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

چھوڑتا نہیں تھا۔

جو چیز اس کی ہو جائے تو وہ بس اسی کی ہوتی۔اس پر کسی اور کا اختیار پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔

پوری طرح۔

تبھی وہ جھٹپٹا رہا تھا۔

داشو،،، سو گئے کیا اندر،،، فلزہ پھر جھلائی۔

اس کے ایک سرد سی سانس کھینچی۔اب جب چڑیا خود ہی ہمیشہ کے لیے اس کے پنجرے میں پھنس جانا چاہتی تھی تو وہ کیا کر سکتا تھا۔

اب چپ چاپ اسے فولو کرنے کے علاوہ اس کے پاس کوئی آپشن ہی نہیں تھا۔

وہ باہر آیا۔فلزہ نے اسے گھورا۔

اتنی دیر لگاتے ہیں،،، وہ بے تکا سوال پوچھ بیٹھی۔

میں تو اتنی ہی لگاتا ہوں،، وہ جھنجھلا کر بولا۔

فلزہ نے اپنے ڈیڈ ماہر خان کو پوری صورتحال بتائی تھی تو ماہر خان نے ہی اپنے چند ساتھیوں کو یہ کاروائی سر انجام دینے کو اس کے پاس گواہان کے طور پر بھیجا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اندر گئے تھے۔جند منٹوں میں ہی تمام کاغذی کاروائی طے پا چکی تھی۔آدھے پون گھنٹے میں وہ فلزہ ماہر خان سے فلزہ داشاب انصار خان بن چکی تھی۔

وہ اسے لئے باہر آئی تھی۔

باہر گاڑی میں منی موجود تھی۔

داشو تم ان آنٹی کے ساتھ گھر جاؤ،، مجھے جانا ہے کہیں،، کل کو ملتے ہیں،،

نو،، فضی نے بتایا ہی نہیں یہ کونسی گیم تھی،، مجھے اب جاننا ہے اور فضی کے پاس ہی رہنا ہے،،، وہ ضدی ہوا۔

اگر داشو نے فضی کی بات نا مانی تو فضی کٹی ہو جائے گی،، اور داشو کے لیے چاکلیٹ بھی نہیں لائے گی،،

فلزہ نے بھی تھوڑی سختی کی۔

اس نے منہ پھلا لیا تھا۔مگر اس کے اشارہ کرنے منہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔فلزہ کو ہنسی آئی۔

ایڈیٹ،،

دیکھتے ہی دیکھتے وہ سڑی شکل کے ساتھ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ بھی تیزی سے وہاں سے نکلی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حالانکہ اس کا تعاقب کیا جا رہا تھا۔مگر چند ہی لمحوں میں وہ ایسی نگاہوں سے اوجھل ہوئی کہ تعاقب کرنے والے اپنا سا منہ لے کر بیٹھ گئے۔

خیل حویلی کی طویل و عریض بیسمنٹ میں خان شمشان خیل فاتحانہ سی مسکان چہرے پر سجائے فرعونیت سے بیٹھا تھا۔

دیکھا منہ کی کھانی پڑی ان ٹٹ پنجیوں کو،، میں انھیں کوئی چیلنج دوں گا،، اور ایسے ہی ان کی بیٹی کو یہاں سے جانے دوں گا تو یہ ان کی سب سے بڑی بھول ہے،،، وہ خباثت سے ہنسا۔

مگر مائی باپ میری پوتی،، مجھے ہر قیمت پر واپس چاہیے ،، وہ تو نہیں آئی نا واپس،،

آ جائے گی وہ بھی،، ان کی دوسری بیٹی بھی ہمارے نشانے پر ہے اسے قابو کر کے بہت جلد ہم تمھاری پوتی کو بھی بازیاب کروا لیں گے،،،

مگر وہ اسے کچھ کر ناں دیں،،، حشمت راؤ تلملایا۔

ارے نہیں کرتے یہ ہمارا کام ہے کچھ کرنے کروانے کا ،،ان کا نہیں،، اسی لئے بے فکر رہو،،،

مگر آج تو حویلی میں بڑا خاص دن ہے ناں ،،تو میں تو کہتی ہوں سکیورٹی بڑھا دو سائیں،،، یہ ن ہو وہ لوگ پھر حملہ کر دیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مہارانی اپنا آدھا جلا ہوا بھدا چہرہ لیے مشورہ دینے لگی۔

تم لوگ کیا سمجھتے ہو نہیں بڑھائی ہو گی،، وہ کل کے بچے تو کیا ان کے باپ دادا بھی یہ سکیورٹی توڑ نہیں سکتے،،

وہ گھمنڈی لہجے میں بولا تھا۔

پھر آہستگی سے چلتا حویلی کے اندر آیا۔ایک خاص ملازمہ نے اسے حجرے میں حاجن بیگم کے بلاوے کا پیغام دیا تھا۔وہ جلدی سے حجرے کی جانب گیا۔

وہ ڈری سہمی حاجن اماں کی گود میں سر دیئے لیٹی ہوئی تھی۔تین دن ہو گئے بخار میں پھنک رہی تھی اور یہ اس خوف کا نتیجہ تھا جو اس کے خواب سے نکل کر اس کے سامنے چلا آیا تھا۔

خان شمشان خیل حجرے میں داخل ہوا تو وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور بلک بلک کر رو دی۔

خان شمشان خیل اس تک آیا تھا بیڈ پر بیٹھ کر اس خود سے لگایا۔

میری بچی کچھ نہیں ہوا،، نا کچھ ہو گا،، کوئی تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،،،

بابا ہمیں حجرے میں نہیں رہنا،، کوئی پھر سے آ جائے گا،، ہمیں حویلی میں رہنا ہے اماں کے ساتھ،، ہم یہاں نہیں رہیں گے،، ہمیں ڈر لگتا ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ایسے کیسے نہیں رہنا،، میں کہہ رہا ہوں ناں کوئی نہیں آئے گا،، اور اگر نور پاک بی بی ڈر گئی تو لوگ تمھارے تعویذات پر کیسے یقین کریں گے،، ویسے بھی پاک کلام سے شادی کے بعد تم حویلی یا کسی گھر میں نہیں رہ سکتیں،،

خان شمشان خیل بگڑ گیا تھا۔بھلا حجرے میں روز کی بنیاد پر جو لاکھوں روپوں کا چڑھاوا (ہدیہ) ملتا تھا اسے کیسے گنوا دیتے۔

اماں سمجھائیں ناں بابا کو،، ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے،،، وہ بہت بری طرح سہمی ہوئی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا،، تسلی رکھو،،، خان شمشان خیل نے اسے تسلیاں دینا چاہیں۔

آج خیل حویلی میں ایک خاص دن تھا۔خان شمشان خیل کی سالگرہ کا دن تھا۔

درگاہ میں غیر معمولی ہلچل سی تھی۔یہ وقت خان زوار خیل کے نزر و نیاز تقسیم کرنے کا تھا۔ہر سال ہی خان شمشان خیل میں آج کے دن بڑے پیمانے پر نشر و نیاز تقسیم کی جاتی تھی۔

اس کے علاوہ ہر روز انہی کے چینل کے لوگ نزر و نیاز تقسیم کرنے خاص (ڈھکوسلہ) عمل لائیو اپنے چینل پر دکھاتے تھے جو پورے ملک میں مقبول اور مشہور زبان زد عام تھا کہ اس درگاہ پر اتنا عطا کیا جاتا ہے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اناج کا ٹرک درگاہ کے احاطے میں کھڑا تھا۔اور خان زوار خیل اب ٹرک کے پاس گارڈز کے بیچ و بیچ کھڑا کیمرے کو اپنی پرنور مسکراہٹ دکھا رہا تھا۔درگاہ میں آج پورے بلوچستان سے دور دراز علاقوں لوگ جوق در جوق یہاں آنے والے تھے۔اور خوب گھمسان کارن پڑنے والا تھا۔

اسی لیے آج کے دن نور پاک بی بی کو خاص پالکی میں بٹھا کر خیل حویلی لے جانے والا تھا۔خیل حویلی میں بھی دعوت خاص ہونے والی تھی۔

کافی گہما گہمی تھی۔

ایسے میں ایک پٹھان (ارشن) بہت زیادہ شور مچاتے ہوئے درگاہ میں اپنی دو بیگمات کے ساتھ داخل ہوا تھا۔جنھوں نے خود کو پوری طرح شٹل کاک(ٹوپی) برقعوں میں لپیٹا ہوا تھا۔وہ لوگ دور سے آئے تھے تو ان کے ہاتھ میں بیگ بھی تھے جنھیں پوری تسلی سے چیک کیا گیا تھا۔انھوں نے چہرے ڈھانپے رکھے تھے۔

مگر بہرحال زنان خانے کی خواجہ سرا گارڈز کو تو چہرے دکھانے ہی تھے ناں۔

علیزے نے سکون سے اپنا برقع ہٹا کر اپنا چہرہ دکھایا۔جبکہ فلزہ نے سکن ماسک پہن کر پوری طرح اپنی شکل بدل لی تھی۔تبھی اس نے بھی اپنی شکل دکھا دی۔

وہ اطمینان سے اندر داخل ہوئیں تھیں۔اندر جا کر وہ لوگ مہمان سرائے میں گئے تھے۔علیزے نے اپنا حلیہ برقرار رکھا مگر فلزہ کے ہاتھ تیزی سے چلے تھے اپنے چہرے سے وہ ماسک ہٹا کر اس نے اپنی بلیک پینٹ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شرٹ کے اوپر سے تیزی سے وہ پٹھانی کاسٹیوم اتار کر علیزے کو دیا اور بیگ میں سے وہ سفید لباس نکال کر زیب تن کیا۔

وہ مکمل پریکٹس کر کے آئی تھی۔ تبھی اب ہاتھ تیزی سے حجاب باندھ رہے تھے۔چہرہ میک اپ سے پاک شفاف تھا۔لیکن علیزے نے تھوڑا سا ردو بدل کیا تھا جس وہ اب بلکل کسی کی ڈوبلکیٹ لگ رہی تھی۔

بیگ میں سے تسبیح نکالو،،،

فلزہ نے تیزی سے کہا۔

کچھ ہی دیر میں نور پاک بی بی بلکل تیار تھی۔وہ اپنے ٹیب میں دیکھتی۔انہی خفیہ راہداریوں سے حجرے تک پہنچی تھی جہاں سے کسی کی نگاہوں میں آئے بغیر ارشن اندر گیا تھا۔وہ اب حجرے کے باہر اطمینان سے دھیمے قدموں سے چلتی حجرے کے دروازے تک آئی تھی۔اور وہیں کھڑی ہو گئی۔

تبھی قدموں کی آہٹ آئی۔اس کی خاص خادمہ تھی۔

نور پاک بی بی جی آپ تیار ہیں۔اس نے اکر فلزہ کی چادر چومی۔فلزہ نے حیرت سے پھیلی آنکھوں سے اس جاہل کو دیکھا۔

کچھ بھی،،،جاہل کہیں کی،، وہ دل میں جھنجھلائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جی تیار ہوں،،، چلیئے،،، وہ دھیمے سے بولی تھی۔اسے زیادہ بولنے کی غلطی نہیں کرنی تھی کہ آواز سے پکڑے جانے کا خدشہ لاحق تھا۔وہ خادمہ کے ساتھ چلتی اب اطمینان سے باہر نکل گئی تھی۔

درگاہ میں کے احاطے میں مردوں کی سائیڈ پر نزر و نیاز تقسیم کی جا رہی تھی۔عجیب طوفان بدتمیزی چل رہی تھی۔آٹا دال چاول کی بوریاں لوگ جھپٹ جھپٹ کر حاصل کرتے ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے تھے۔۔ایسے میں اناج کے ٹرک سے اتر کر ماہر خان ایشان اور جبران اطمینان سے درگاہ میں داخل ہوئے تھے۔

درگاہ کے خفیہ راستوں سے ان کی منزل خیل حویلی تھی۔وہ عام گارڈز کے یونیفارم میں تھے جو یہاں کے گارڈز کی تھیں۔

ادھر ایک ایک بندے پر کڑی نگاہ رکھی جا رہی تھی۔حویلی میں بھی انڈیا سے خاص مہمان پہنچ چکے تھے۔

وہ اپنے حجرے میں کب سے بلکل تیار بیٹھی تھی۔عجیب بات تو یہ تھی کہ اس کی خاص خادمہ اسے جو یہاں حجرے میں بھی اس کے ساتھ ہوتی اسے چلانے اب تک نہیں آئی تھی۔

اور اب تو کافی دیر ہو چکی تھی۔دل بے چین سے تھا۔خواب کی نوعیت بھی بدل گئی تھی۔اب وہ وحشت بھری دہشت ناک آنکھیں خواب میں بہت قریب آ کر ڈراتی تھیں۔جب سے وہ دہشت گرد اتنے قریب آ کر گیا تھا وہ چین کا سانس نہیں لے پائی تھی۔

خادمہ کیوں نہیں آئی اب تک۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہو سکتا ہے انھیں کوئی کام ہو۔آج ہنگامہ آرائی بھی تو اتنی زیادہ ہونے والی ہے کہ کسی کو فرصت ہی نہیں ملنی۔ہم خود ہی چلے جاتے ہیں،،،

وہ جھنجھلائی اور حجرے سے خود ہی باہر نکلی۔

وہ پیروں تک سفید فراک سفید چادر کے اوپر حجاب پہنے دھیمے قدموں سے چلتی حجرے سے باہر نکلی تھی۔ جب بجلی کی سی رفتار سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اسے دبوچ کر پلر کے پیچھے لے جایا گیا۔ارشن کے ایک مرتبہ پھر اسے بیہوش کیا تھا۔بانہوں میں اٹھا خفیہ راستوں سے مہمان سرائے لے کر آیا جہاں علیزے پہلے ہی ان لوگوں کی منتظر تھی۔

مجھے اس کا لباس تبدیل کرنا ہو گا،، علیزے نے کہا۔ارشن نے دروازے کی جانب چہرہ گھما لیا۔علیزے نے اس کا حجاب ریموو کیا۔پھر لباس تبدیل کر کے وہ کاسٹیوم پہنا دیا جو فلزہ پہن کر آئی تھی۔

وہی شٹل کاک برقع پہنا کر اسے مکمل طور پر ڈھانپ دیا۔

ڈن،،،

علیزے نے اوکے کا سگنل دیا۔ارشن نے اثبات میں سر ہلا کر دوبارا اسے تھاما۔

دل کانوں میں بج رہا تھا۔

منزل قریب تھی۔وہ اپنی زندگی کو اس عقوبت خانے سے نکالنے ہی والا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب غلطی کی زرا برابر بھی گنجائش نا تھی۔

ارشن اسے تھام کر باہر لایا۔تب باہر اناج لینے والی خواتین میں گھس کر علیزے نے ایک خاتون کو جان بوجھ کر دکھا دے دیا۔

پھر کیا تھا ایک ہنگامہ تھا جو وہاں مچ گیا تھا۔علیزے ان خواتین کے بیچ میں پھنس جاتی۔جب اسے کسی نے بازو سے دبوچ کر اس بھیڑ سے باہر نکالا تھا۔

خضر جو کے ایک دیہاتی کے گیٹ اپ میں تھا اسے کھینچ کر باہر نکلتا پھر بھیڑ میں غائب ہو گیا۔

او خوچے ہماری جورو کو لگ گئی ہے ،، یہ تو بیہوش ہو گیا ہے اب ہم کیا کرے گی،،،

ارشن کی دہائیاں آسمان چھونے لگی۔گارڈز اس کے پاس جمع ہونے لگے۔وہ اپنی بیہوش جورو کو لے کر زمین پر بیٹھا شور مچا رہا تھا۔

ماڑا نکلے یہاں سے ،، نور پاک بی بی کی دعا لے لی ہمارے لیے وہی بوت اے،، امیں اناج وناج کچھ نہیں چاہیے،، چلیئے سر تاج جی ہم چلتا اے ادھر سے ،، آپ پنرا باجی کو گود میں اٹھا لو،،،

علیزے نے بھی شور مچایا۔تبھی ارشن نے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔وہ لوگ باہر کی جانب جانے لگے۔

رکو،، گارڈز کی آواز پر انھیں رکنا پڑا۔

اپنی شکلیں دکھاؤ،،، وہ گارڈز بھی اپنی ہٹ کے پکے تھے شاید۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

او خوچے ام مرد لوگوں کو اپنی جورو کی شکل بلکل نئیں دکھائے گا،، نہیں تو ادھر خون ہو جائے گا خون،، ارشن غرایا۔

تب علیزے اور دیا کی شکلیں دیکھنے کو خواجہ سرا گارڈز کو بلایا گیا تھا۔ان کی شکلیں اس خواجہ سرا نے ہی دیکھیں جس نے داخل ہوتے وقت دیکھی تھیں۔علیزے نے اطمینان سے اپنی شکل دکھائی۔اور دیا کہ چہرے پر صد شکر کے اس نے وہی ماسک سیٹ کر دیا جو فلزہ نے پہن رکھا تھا۔

ارشن اسے بانہوں میں اٹھائے درگاہ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ نزاکت سے سر تا پیر سفید رنگ کے لباس میں اس دالان میں سے چلتی باہر نکلی تھی جہاں جگہ جگہ فیس سکینر لگے ہوئے تھے۔اور اب درگاہ کے احاطے میں خراماں خراماں چلی آ رہی تھی۔خواتین اس کی چادر چوم رہیں تھیں۔وہ دھیمے قدموں سے چلتی پالکی کے قریب آ کر خاموشی سے پالکی میں بیٹھ گئی تھی۔

درگاہ سے پالکی آج کے دن خیل حویلی بڑی عقیدت سے لے جائی جاتی تھی۔خیل حویلی کے زنان خانے میں پالکی رکھی گئی۔جس میں سے وہ نکل کر باہر آئی تھی اور اب اجنبی نگاہوں سے ان سب نمونوں کو دیکھ رہی تھی جو خاص انڈیا سے اس سے دعا لینے اور ہدایہ(لاکھوں روپوں کی ملکیت کے سونے کے زیورات) دینے آئے تھے۔

نورِ ایماں ،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اماں حاجن نے اسے تعجب سے دیکھا جس نے اب تک آگے لپک کر اماں حاجن کو سینے سے نہیں لگایا تھا۔

جی،،، اس نے کہا۔

اپنے مریدوں کو دعا دو،،، اماں حاجن اسے ٹوک گئیں۔وہ اطمینان سے چلتی سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

اماں حاجن ششدر سی اسے دیکھے گئیں جس نے اپنے تخت پر بیٹھنا تھا جا کر۔

اسے پیاس محسوس ہوئی تھی۔اس نے وہاں کھڑی خادمہ کی جانب اشارہ کیا۔

پانی پلاؤ مجھے،،، وہ بولی۔

اماں حاجن بے تحاشا چونکیں تھیں۔اسی وقت خان شمشان خیل وہاں داخل ہوا تھا اماں حاجن لپک کر ان تک پہنچیں۔

سائیں،، یہ ہماری نور ایماں نہیں ہے سائیں،،،،

اماں حاجن نے کپکپاتے کہا۔

فائنلی،،،

فلزہ کے منہ سے بر آمد ہوا۔سکون سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔ڈرامے کا ڈراپ سین تو ہوا۔کم از کم اس تنبو نما لباس سے جان تو چھوٹے گی۔

اے لڑکی کون ہو تم،،، نور پاک بی بی کہاں ہے،،؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خان شمشان خیل چلایا تھا۔فلزہ نے نفرت سے ان سب کو گھورا۔

گارڈز،،،،

وہ چلایا۔گارڈز چونٹیوں کی طرح کلبلاتے اس لاونج میں داخل ہوئے تھے۔

پکڑ لو اس بہروپیا کو،، خان شمشان خیل کے چلانے پر فلزہ استہزایہ سی ہنسی ہنس دی تھی۔

گارڈز اس کی جانب لپکے تھے۔فلزہ نے بجلی کی سی تیزی سے خود سے اتار کر اپنے اسی تنبو نما چادر اور حجاب میں ان گارڈز کو الجھایا تھا۔جھٹکے سے چادر کو کھینچا وہ گارڈز ہوا میں بل کھاتے بہت دور دور جا کر گرے تھے۔

وہ اتنی تیزی اور مہارت سے ان سے لڑ رہی تھی کہ انڈیا سے آئے وہ لوگ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔کیونکہ گارڈز جھٹکوں سے ادھر ادھر پٹخے جا رہے تھے۔

خان شمشان خیل کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

شاید اس بار وہ غلط جگہ الجھ بیٹھا تھا۔

پھر خیل حویلی میں زور دار دھماکے گونجے تھے۔

دھوئیں کے مرغولے اٹھے۔جب تک دھواں چھٹا ایکسیوشنرز خیل حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اپنی امانت لے کر انھیں ٹھینگا دکھا کر یہاں سے دھول اڑاتے جا چکے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ لوگ جو گارڈز کی صورت حویلی داخل ہو چکے تھے فلزہ کے اشارے کرنے کا انتظار کرنے لگے جوں ہی فلزہ نے اپنی واچ میں ایک بٹن پریس کیا ماہر خان کے اشارے پر انھوں نے وہاں چھوٹے موٹے دھماکے کیے تھے۔گارڈز کو راستے سے ہٹایا۔وہ اب فلزہ کے کہنے اندر تک چلے آئے تھے۔

ہوا میں آنسو گیس چھوڑتے وہ فلزہ کو لیے باہر نکلے تھے۔گارڈز ان کے تعاقب میں رہے۔مگر وہ لوگ باہر کا سارا سسٹم آریان اور ماہ بیر نے کنٹرول کر رکھا تھا۔تبھی وہ ان بو سونگھنے والے کتوں کو ڈاج دے کر وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔

وہ ایک کریکٹل مریض کی کامیاب سرجری کر کے اپنے گلوز ریموو کرتا آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا تھا۔

ڈاکٹر انعم اس کے پیچھے ہی باہر آئیں۔

ڈاکٹر آپ چیک کیے رکھنا مجھے کچھ ضروری کام ہے میں اپنے کیبن میں ہوں،،،

امن نے کہتے اپنے کیبن کی جانب قدم بڑھائے تھے۔وہ دیر تک اس کے قدموں کے نشان دیکھتی رہی۔

اس رات وہ اس کی محبت اس کا عشق دیکھ چکی تھی جسے پہلی مرتبہ کسی کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھا تھا۔نا چاہتے ہوئے بھی اس کمزور سے وجود کے لیے اس کے دل میں رشک اور جیلسی کے ابال بھی اٹھے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ ایسا کرنا کب چاہتی تھی۔

مگر محبت میں خود پر اختیار کب ہوتا ہے۔وہ مڑ کر واپس آپریشن تھیٹر میں گم ہو گئی۔

امن اپنے کیبن میں آیا تھا۔وہ ارشن کے ساتھ نا ہوتے ہوئے بھی اسی کے ساتھ تھا۔مطلب اسی نے ہی ان کو مکمل طور پر پھر سے گائیڈ کیا تھا۔

اپنے لیپ ٹاپ پر وکٹری کا سائن دیکھ کر وہ پرسکون ہوا تھا۔

اپنی چیئر سے ٹیک لگا کر لیپ ٹاپ کی سکرین اپارٹمنٹ سے کنیکٹ کی۔

اس رات وہ پوری طرح بھیگ کر نیلی پڑ گئی تھی۔رنگیلی نے تیزی سے اس کے کپڑے تبدیل کیے تھے تب وہ تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اور اس رات بلا جھجھک اس کی ٹریٹمنٹ کی تھی۔اسے انجیکشن لگایا۔اور جب تک اس کی سانس ہموار نہیں ہوا وہ اور رنگیلی اسی کے پاس رہے تھے۔

وہ ان دو تین دن میں تین چار مرتبہ خودکشی کی ناکام کوشش کر چکی تھی۔

وہ واقعی اپنے دور سے فرار چاہتی تھی۔

درد رگوں میں خون بن کر بہنے لگا تھا۔وہ دونوں ہی تکلیف میں تھے۔

ٹھیک ہے، ساتھ رہو میرے، مگر ایک سوال

تم کو وحشت سے حفاظت کی دعا آتی ہے؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اب بھی وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے اپنے کمرے سے ادھر ادھر دیکھ کر نکلی تھی اور رخ سیدھا کچن کی جانب تھا۔

امن نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں اور رنگیلی کو فون ملایا۔جو کہ پہلی بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

یس،،،،

وہ کچن میں جا رہی ہے،، جاؤ دیکھو کیا کرے گی،، امن نے اپنے لب کچلتا کہا۔

ٹھیک ہے،،، رنگیلی نے جلدی سے فون رکھا۔اور اپارٹمنٹ گئی۔

وہ کچن میں داخل ہوئی تھی اور اندر جا کر سارے چولہے آن کیے۔مگر جلائے نہیں تھے۔

امن جان گیا تھا وہ کیا کرنا چاہتی تھی۔رنگیلی کچن میں داخل ہوئی تھی چولہے بند کیے اور اسے باہر گھسیٹا۔وہ بلک بلک کر رونے لگی تھی اور احتجاج کر رہی تھی کہ اسے باہر نہیں جانا۔

امن نے لال انگارا سرخ آنکھوں سے یہ نظارا دیکھا۔اگر وہ تکلیف میں تھی تو امن آریان پاشا کونسا سکھ میں تھا۔۔

ابھی تو خود میں ہمت مجتمع کر رہا تھا۔اگر اس نے اپنی زندگی کو اس کے ڈر کا سامنا کروانا تھا تو خود بھی تو یہ ڈئیر کرنا تھا۔خود بھی تو اپنے ڈر کا سامنا کرنا تھا۔

مگر اب بس ہو چکی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تبھی ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔طیش و اشتعال انگیزی لیے اس کا رخ سیدھا پانے اپارٹمنٹ کی جانب تھا۔

سینے پہ کب سے ہاتھ ہے اور ہٹ نہیں رہا

میں ہجر کاٹتا ہوں مگر کٹ نہیں رہا

وہ گھر لوٹا تو اب اپنے کمرے میں وہ ایک برسوں پرانی رکھی کتاب کی ورق گردانی کرتے ایک سوکھا گلاب کا پھول سبز آنکھوں کے سامنے جھلملایا تو احان ماہر خان نے پہلو میں اٹھتے درد کی انتہا کی باعث اپنے جبڑے بھینچے تھے۔

یہ کتاب احان کی نہیں تھی۔یہ پھول بھی اس کا نہیں تھا۔جس کا تھا اسے کے ہجر میں برسوں سلگ سلگ کر اب تو تڑپتے دل کے ساتھ جینا سیکھ ہی لیا تھا۔

اسے لگا تھا اس نے اپنی محبت کی جان اپنے ہاتھوں سے لے لی۔وہ تو برسوں سے اس گلٹ میں جی رہا تھا۔یہ تکلیف اسے راتوں کو سونے کب دیتی تھی۔

مگر اب جب وہ سامنے آئی تھی تو دشمن کی بیٹی کے روپ میں۔دشمن بھی وہ جس نے پورے خاندان کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سہی کہا تھا ارشن نے وہ اسے تکلیف پہنچانے ہی تو گیا تھا۔مگر کیاں ہوا؟ کس مقصد سے گیا تھا۔دشمن کے بخیے ادھیڑنے۔مگر وہاں داخل ہوتے ہی ارادہ اچانک کیوں بدل لیا۔

اسے برسوں بعد اپنی نگاہوں کے سامنے ایسے پھر سے تکلیف پہنچا کر،، اسے مرتے دیکھ وہ ایک مرتبہ پھر پوری طرح بکھرا تھا۔

احان کے کہنے پہ اسے ہاسپٹل سے ملحقہ ایک سیکرٹ بلیک روم میں رکھا ہوا تھا۔

دماغ پوری طرح بلینک ہو چکا تھا جیسے۔سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفقود ہو چکی تھیں۔

وہ کوئٹہ جا کر وقتی طور پر یہ سب بھول گیا تھا مگر اب لوٹ کر نئے سرے سے تکلیف اور درد جاگ اٹھا تھا۔

وہ محض ایک جان لیوا دشمن کی بیٹی ہے۔جسے تڑپا تڑپا کر مارنا اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔

تو وہ اپنے مقصد سے اپنے فرض سے پیچھے کیسے ہٹ سکتا تھا۔

مردہ محبت کے لاشے اٹھا کر انھیں دل کے طاقچوں میں بند کر کے نہا خانوں میں گاڑھ دینا تھا۔اسے دشمن کے پورے خاندان سے نفرت کرنی تھی بس نفرت۔

سوکھا پھول اسی کتاب میں بند کر کے واپس وہیں رکھ دی جہاں سے اٹھائی تھی۔اور وحشت بھری نگاہوں سے ایک میسج ٹائپ کیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

راؤ مینشن میں موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔سارا نے رو رو کر پورا مینشن سر پر اٹھایا ہوا تھا۔بی پی تک شوٹ ہو چکا تھا۔حشمت راؤ خود جلتے توے پر بیٹھا تھا۔مگر آساوری کا کوئی سراغ یا سرا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔

اب بھی وہ اپنے آدمیوں پر چیخ چلا رہا تھا جب اس کا خاص آدمی افتاں وخیزاں وہاں بھاگا آیا۔

بڑے صاحب،، وہ،،، وہ ،،، چھوٹی مالکن،،،

اس کا سانس بری طرح پھسلا ہوا تھا وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

کیا،، اب بھونکو بھی کیا؟؟؟ چھوٹی مالکن مطلب آساوری کا کچھ پتہ چلا ہے کیا؟

حشمت راؤ چلایا۔

جج،، جی بڑے صاحب،، وہ بایر ایک گاڑی والے ایک پیکٹ پھینک کر گئے ہیں،،، جس پر آپ کا نام لکھا ہے،،

کونسا ،،؟ کدھر،،،؟ حشمت راؤ چونکا۔

یہ،،

ایک اور آدمی نے وہ پیکٹ لا کر حشمت راؤ کو تھمایا تھا۔اور وہ اتنا پاگل نہیں تھا کہ سب کے سامنے وہ پیکٹ کھولتا۔کیا پتہ دشمن نے اس پیکٹ میں اس کا کھٹہ چٹھہ کھول کر بھیجا ہو۔

حشمت راؤ تیزی سے اندر اپنے کمرے میں آیا تھا۔اور وہ پیکٹ کھول کر دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سیکنڈز میں حشمت راؤ کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔

اس ساری ہلچل کی خبر بلند بخت اور سارا تک بھی پہنچے تھے تبھی وہ ان کے پیچھے دیکھنے آئے تھے کہ آساوری کی کیا خبر آئی تھی۔

سارا تیورا کر زمین بوس ہوئی تھی۔بلند بخت نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے آساوری شاہ کے اس شادی کے سفید پلس ملٹی کلر والے جوڑے کو خون میں لت پت دیکھا تھا۔

حشمت راؤ اپنے سینے کو پکڑ کر وہیں بیٹھتا چلا گیا۔

بابا،،،

بلند بخت ہوش میں آیا۔کس کی جانب متوجہ ہوتا۔سارا یا اپنے باپ کی جانب۔

جلدی سے فون ملا کر ایمبولینس بلوائی تھی۔

تعجب کی بات ہے اپنے خون کے لیے اتنی تکلیف۔کہ حشمت راؤ جانتا وہ لوگ اسے کچھ نہیں کر سکتے یا کچھ نہیں کریں گے۔مگر پھر بھی اپنی پوتی کا شادی کے جوڑے کو ہی خون میں سنے دیکھ کر دل تھام لیا تھا۔

سارا کا پھر سے بی پی شوٹ کیا تھا۔اور حشمت راؤ کو ایک مائنر ہارٹ اٹیک آیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ بستر پر بیٹھی بھل بھل آنسو بہا رہی تھی۔آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا وہ یہاں قید تھی۔بس ایک کیبن میں سے کھانا پہنچ رہا تھا اس تک۔نا کوئی بندہ نا پرندہ۔پہلے دو چار دن تو آساوری شاہ نے بڑے حوصلے سے یہاں گزارے تھے مگر اب ہمت جواب دینے لگی تھی۔

زبان کو زنگ لگنے لگا تھا کوئی بات تک کرنے کو میسر نہیں تھا۔اب تو ڈر بھی لگنے لگا تھا۔اگر وہ یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے تو کون پوچھے گا۔کوئی بھی تو نہیں تھا یہاں۔علیزے نے بھی جا کر واپس خبر تک نا لی تھی۔

ایک دو مرتبہ سانس بھی اکھڑ چکا تھا۔اور اس صورت حال میں دو خواجہ سرا آتیں اور اسے 'سی پی اے پی' لگا دیتیں۔

اب پھر اس کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔چار پانچ دنوں کے بعد اس کا لباس تبدیل کروایا گیا تھا اب وہ سادہ سے بلیک شلوار قمیض اور دوپٹے میں تھی۔

وہ بری طرح چونکی تھی۔ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی تھی۔اور دیوار ہلی۔اتنے دنوں بعد اس عقوبت خانے سے باہر نکلنے کا ہلکہ سا رستہ دکھائی دیا تو وہ یہاں سے باہر نکلنے کا موقع ہر گز نہیں گنوانا چاہتی تھی تبھی وہ بغیر سوچے سمجھے اٹھی اور باہر کی۔جانب بھاگی۔

اس کمرے سے نکل کر ابھی چند قدم ہی آگے بڑھی تھی جب کسی چٹان نما چیز سے ٹکرائی اور نگاہوں کے سامنے چاند تارے ناچنے لگے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آساوری نے اپنا سر پکڑا تھا۔جبکہ احان سانس روکے اسے دیکھے گیا۔

آساوری شاہ نے بحال ہوتے حواس کے ساتھ نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا اور نگاہیں جھپکنا بھول ہی گئی۔

وہ دبخود سی ان سبز پانیوں میں ڈوب کر ابھرنا نہیں چاہتی تھی۔شاکڈ سٹیٹ میں اپنی جگہ پر ساکت اسے دیکھے گئی۔

میں نے جو کچھ بھی سوچا ہوا میں وہ وقت آنے پر کر جاؤں گی

تم مجھے زہر لگتے ہو میں کسی دن تمھیں پی کر مر جاؤں گی

احا،،،،،،،،،،ن،،،،، کپکپاتے لرزتے گلابی لبوں سے ادا ہوا۔

وہ سینکڈز میں نیلی پڑ گئی تھی۔طبیعت تو پہلے ہی خراب تھی اب بھی وہ سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر گرتی چلی گئی۔

آساوری،،،

وہ جو نفرت نفرت کی گردان کرتا یہاں تک آیا تھا۔اب زمین پر گھٹنوں کے بل جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔تیزی سے اسی روم میں لا کر بیڈ پر لٹایا۔آساوری شاہ نے بے تحاشا تڑپتے بازو سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی تھی۔تکلیف سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔وہ مسلسل بھیگی نگاہیں آحان کی نگاہوں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں گاڑھے ہوئے تھی جو چہرے پر دنیا جہان کی بے حسی اور سنجیدگی سجائے اس کی جانب دیکھنے سے پوری طرح گریز برتنے کی کوشش کر رہا تھا۔

احان نے اس کے منہ پر آکسیجن ماسک لگانا چاہا۔جو اس نے دوسرے ہاتھ سے جھٹک دیا۔

احان نے غصے سے اس کی جانب دیکھا جو تڑپ بھی رہی تھی اور اس سے مدد بھی نہیں لینا چاہتی تھی۔

احان نے ایک مرتبہ پھر اس کے منہ پر آکسیجن ماسک لگانا چاہا اس نے ایک مرتبہ پھر احان کا ہاتھ جھٹکنا چاہا جو کہ احان نے اپنے ایک ہاتھ سے دبوچ لیا۔احان نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں دبوچ کر بے حال ہوتی آساوری شاہ کے منہ پر ماسک لگایا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔احان جانتا تھا رونے سے اس کی طبیعت خراب ہو جایا کرتی تھی۔

وہ بار بار اپنی نگاہ کو بھٹکنے سے پوری طرح روکنے میں بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔تبھی بار بار گھوما پھرا کر آنکھیں اس کی روشن چمکدار بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں جھانکنے لگتیں۔

کچھ اس کے ہاتھوں میں جکڑے ان گداز ہاتھوں کے لمس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر رکھی تھی۔

آساوری بے تحاشا روتے اب خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑتی مزاحمت ترک کر گئی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس کی طبیعت کچھ بحال ہوئی تو احان نے اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔اور خود بھی بیڈ سے اٹھ کر دور ہو گیا۔

وہ کافی دیر لمبے لمبے سانس کھینچتی رہی تھی اور اس نے اس دوران ایک مرتبہ بھی احان سے اپنی نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔

احان کی سبز آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔وہ جو بھی یہاں ارادے باندھ کر آیا تھا سب بھربھری ریت کی دیوار ثابت ہوئے تھے۔

بھلا ایک وجود کا عشق امرت بن کر جب رگوں میں خون کی صورت برسوں دوڑتا ہو وہی عشق اب چند دنوں میں زہر کیسے بن سکتا تھا۔

اسے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھے۔

ایک بار،،، ایک بار مم،،، میری جان،،،،، لے کر ،،،، من،،،،، نہیں ،،،،، بھرا،،،،،، تھا ،،،،،، آپ کا،،،،،،جو،،،،، دوسری،بار،، بھی

،،،،مارنا،،،،،چاہتے،،،،،،،تھے،،،،،،اور،،،،،جب،،،،،مار،،،،،،،ہی،،،،،دیا،،،،،،تھا،،،،،،تو،،،بب،،بچانا،،،،،،کیوں،، ،،چاہتے،،،،ہیں،،،،،

وہ بے تحاشا روتی ہانپتی ہوئی سی اپنے ستمگر سے پوچھ بیٹھی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

(جانتی تھی پہلی مرتبہ اس کو احان کی گن سے نکلی ہوئی گولی نہیں لگی تھی۔مگر یونہی اس کو اذیت دینے کو بول بھی دیا۔ظالم شیطان حشمت راؤ کی پوتی جو تھی کچھ تو خون کا اثر آنا ہی تھا ناں)

اور واقعی اس کی بات سن کر احان ماہر خان کے جبڑے بھینچ گئے تھے۔

میری زندگی کا ہی یہی ہے آساوری شاہ،، تمھیں ایک درد ناک موت دینا،، تبھی تو لوٹ پھیر کر بار بار میرے نشانے پر آتی ہو تم،،،

وہ پھنکار کر بولا تھا۔آساوری شاہ کے رونے میں شدت آئی تھی۔

تو مم،،،،،،مار،،،،،،، کیوں،،،،،،،،، نہیں ،،،،،،،، دیتے،،،

وہ کراہ اٹھی۔

سوچ رہا ہوں کونسی طرز کی موت دوں تمھیں،،، جس میں زیادہ اذیت ہو،،،

وہ اطمینان سے بولا تھا۔

سہی ،،، بولتے ،،،، تھے ،،،،،، بابا،، ظالم ہو،،،،تم ،،،،لوگ،،،،، دہشتگرد،،، قاتل،،،،،،،، مجرم،،،،

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور ماسک اتار کر پرے پھینکا۔

احان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اور پیچھے سے اس کے بال مٹھی میں جکڑے۔آساوری نے سسکی سی بھرتے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو پکڑا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پہلی بات اپنے اس شیطان، غلیظ دادا کا نام آج کے بعد میرے سامنے لینے کی جرات بھی مت کرنا آساوری شاہ نہیں تو زبان کھینچ لوں گا میں تمھاری،، کیونکہ آج کے بعد ان لوگوں سے اب تمھارا کوئی تعلق نہیں رہے گا،،،اور دوسری بات منہ سنبھال کر بات کرو کسی سڑک چھاپ سے بات نہیں ڈی آئی جی ماہر خان خان سے بات کر رہی ہو تم،،،

وہ دھاڑا تھا۔اور آساوری شاہ بھیگی پلکوں سے اسے دیکھے گئی۔ابھی ابھی اس نے کہا کہ آساوری شاہ کا کسی سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اس کا کیا مطلب تھا۔

احان کی نگاہیں اس پر سے ہٹ نہیں رہیں تھیں۔آساوری کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

احان،،، مم،،،،مجھے،،،، جانے،،،، دیں،،،، وہ ملتجی لہجے میں بولی تھی۔

احان نے اپنے لب کچلے اور ایک جھٹکے سے اس چھوڑ کر باہر نکلنے لگا تب آساوری تڑپ کر اٹھی تھی اور اس کی جانب بھاگی۔بے تحاشا سہم کر احان کا بازو جکڑا تھا اس نے۔ایک چھوٹی سی بچی کی طرح جیسے وہ کسی تن تنہا مقام پر اسے بے آسرا بے یار و مددگار چھوڑ کر جا رہا ہو۔

احان ،،، میں یہاں،،،،،،، گھٹ،،، گھٹ،،، کر ،،،،،مر جاؤں

،،،،گی،،،جانے،،،دیں،،،،،مجھے،،،خدا،،،،،،،،،کے،،،لئے،،، میں

نے،،،،،،کک،،،کیا،،،بگاڑا،،،،،،،،،ہے،،،،،،،کسی،،،،،،کا،،، اگر کسی،،،،نے،،،

کچھ،،،،،کیا،،،،،ہے،،،،تو،،،اس،،،،میں،،،،،،میرا،،،،،،،، کیا،،قصور،،،،ہے احان،،، میں مر ،،،،جاؤں گی،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ بے تحاشا روتے بیٹھتی چلی گئی اور اس کے پاؤں کو لپٹی تھی۔احان کا دل کیا چیخ چیخ کر روئے۔شدت ضبط سے اب تو کنپٹیاں پھٹنے کو تھیں۔

مگر وہ اپنا پاؤں چھڑا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

آساوری کی آہیں سسکیاں،،اور چیخیں بڑی دیر تک وہ وہاں کھڑا سنتا رہا تھا۔

پھر وہ شاید بیہوش ہوئی ہوگی تبھی بلکل خاموشی چھا گئی۔احان کا دل کانوں میں بجنے لگا تھا۔تبھی اس نے بنٹی کو اشارہ کیا تھا۔۔وہ لوگ بھاگ کر اندر گئیں تھیں اور اسے سنبھالا۔

وہ بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے نکلا تھا۔

جب سے سمیع خان اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ ڈری سہمی سی اپنے کمرے میں دبکی ہوئی تھی۔رنگیلی اسے کمرے میں ہی کھانا کھلا کر جاتی جسے وہ بمشکل زہر مار کر لیتی۔

رو رو کر اب تو آنسو بھی خشک ہونے لگے تھے۔اس عقوبت خانے سے بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ بھی تو نظر نہیں آتا تھا۔وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

یا مر جانا چاہتی تھی۔

اپنی زندگی بے کار، ناکارہ اور فالتو لگنے لگی تھی۔وہ خود سے اپنی زندگی سے ہی بری طرح اکتا چکی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کاش کوئی اسے اس اذیت ناک زندگی سے نجات دے دیتا۔وہ اب بھی بیڈ پر چت لیٹی چت کو گھور رہی تھی۔

پیلا زرد رنگ۔آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے، بے رونق بجھی بجھی سی آنکھیں جن میں جینے کی امنگ ایک فیصد بھی نہیں رہی تھی۔ملگجے سے کپڑوں میں وہ برسوں کی مرضیہ لگتی تھی۔جب سے سمیع خان گیا تھا اس نے تو پڑھائی کرنے کی توفیق بھی نہیں کی تھی۔

وہ کیوں زندہ تھی اب تک۔؟ وہ کیوں آیا تھا اب؟ کیا پھر سے اس کی ذات کو روندنے۔یا پھر سے اس کی روح کے بخیے ادھیڑنے۔

معجزا سمیع خان کیوں ہے اس کی دسترس میں؟

میں اس درندے کے گھر میں کیوں ہوں؟

اور اگر اس نے پھر سے میرے ساتھ؟؟

ان سوالات نے پھر سے دماغ میں کھلبلی مچائی تو وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔

خشک آنکھوں میں وحشت سی تھی۔اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔جب نظر سٹائلش سی بلیک رنگ سیلنگ والی چھت کے بلیک پنکھے پر پڑی۔بیڈ سے نیچے اتر کر تیزی سے بیڈ شیٹ کھینچ کر چھوٹی ٹیبل بیڈ پر رکھ کر اس کے اوپر چڑھی۔شیٹ پنکھے پر پھینکی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لرزتے کانپتے ہاتھوں سے شیٹ کو باندھ کر اب وہ اس کا پھندا بنا رہی تھی جب کمرے کے باہر سے آتی ایک دھاڑ پر اسے یوں لگا اس کی روح ویسے ہی پرواز کر جائے گی۔وہ پوری کی پوری کانپ اٹھی تھی۔

معجزاااااااااااااااا،،،،،،،،

وہ چلایا تھا۔

وہ اپنی زندگی کے جس بھیانک دور سے گزر رہی امن نے احتیاط ایک کیمرہ اس کے کمرے میں بھی لگوا دیا تھا۔اور اب وہ ہاسپٹل سے آتے اس کی یہ کاروائیاں اپنے موبائل میں ملاحظہ کر رہا تھا۔

امن کے غصے اور طیش نے اپنی آخری حدوں کو چھوا تھا۔

(اور وہ شاید اسی بات کا تو انتظار کر رہا تھا)

تبھی تیزی سے اپارٹمنٹ میں داخل ہو کر اسے خلا کر پکار کر وارننگ دی تھی کہ وہ باز آ جائے۔اب اس کا رخ اس کے کمرے کی جانب تھا۔

معجزا نے حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر دیکھا ایک ہی کسٹمر میں ٹیبل سے نیچے اتر کر بیڈ سے نیچے اتری۔اپنے کمرے کی جانب آتی قدموں کی دھمک سن کر وہ بے تحاشا روئی تھی۔پھر تیزی سے واش روم کی جانب بھاگی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن کمرے میں داخل ہوا تو اسے واش روم میں بند ہوتے دیکھا۔امن نے تیزی سے اپنا ہاتھ بند ہوتے واش روم کے دروازے کے بیچ حائل کیا تھا۔

جب وہ اپنی طاقت لگا کر دروازہ کھول کر اس کے روبرو آیا تو معجزا کی دلخراش چیخیں اپارٹمنٹ میں گونجی تھیں۔امن نے اس کا بازو دبوچا اور اسے باہر لے کر آیا۔

کتنی کمال کی نفرت تھی اسے میری محبت سے شہزاد

اسنے اپنے ہاتھ جلا ڈالے مجھے اپنی لکیروں میں دیکھ کر

بسسسسسسس،،،،،،، بہت ہو گیا معجزا امن آریان پاشا،، اب بسسسسس،،

وہ دھاڑا تھا۔

امن نے اسے بازو سے دبوچ کر کمرے کے بیچ و بیچ لاکر فرش پر پھینکا تھا۔

معجزا سینکڈز میں خوف کے مارے سفید پڑ گئی تھی۔جیسے تاریخ نے خود کو دہرایا ہو۔وہ دن وہ وقت یاد آتے برسوں پرانے زخم کے ٹانکے کھچے اور ادھڑتے چلے گئے۔اس دن بھی تو ایسے ہی اس نے اسے زمین پر پٹخا تھا۔

وہ جو اوندھی گری تھی کانپتی ہوئی سیدھی ہوئی۔امن ایک گھٹنہ فرش پر ٹکا کر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔اپنی لال انگارا آنکھیں اس کی خوفزدہ چھم چھم برستی آنکھوں میں گاڑھ دی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

زیادہ شوق ہے مرنے کا،، مجھے بولو میں پورا کر دیتا ہوں،، یاد ہے ناں کیا حشر کیا تھا؟؟ بھول گئیں؟؟ یاد کرواؤں؟؟؟

معجزا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔کہاں تو اس کے سامنے آنے سے بھی کترا رہا تھا اور اب،،،؟

یہ؟؟؟

اسی لئے مرنا چاہتی ہو کہ میں قریب نا آؤں،، تو سنو،،، تمھاری خود کشی کی ایک اور چھوٹی سی کوشش تمھیں میرے کمرے میں پہنچا دے گی سمجھیں،،،

مرنا آسان لگتا ہے؟؟؟ بزدلی دکھانا آسان ہے؟؟ ہمت ہے تو سامنا کرو میرا،،، اور خود کو مجھ سے بچا کر دکھاؤ ڈیم اٹ،،،

وہ چلایا۔

وہ اب غم وغصے نفرت ، شدید طیش و اشتعال میں اسے گھورتی اپنے آنسو تو بھول ہی گئی تھی۔کپکپاتے نرم و گداز لب کچھ کہنے کی چاہ میں پھڑپھڑائے۔

جاؤ یہاں سے،،،،،

وہ ہمت کر کے چلائی تھی۔

جاؤووووووووؤ دفع ہو جاؤ،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ ایک مرتبہ پھر چلائی۔

امن اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھ آیا۔دھاڑ سے اپنے کمرے میں بند ہو کر بال مٹھیوں میں جکڑتا دروازے سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھا اب اس کی چیخیں اور پورے کمرے کو تہس نہس کرنا سن رہا تھا۔

مر جاؤ تم،، مر جاؤ،،،، شیطان،،، درندے تم مرتے کیوں نہیں،،، مجھے برباد کر کے دل نہیں بھرا تمھارا،،، اللہ کر کے مرو تم،، تمھیں کفن اور قبر بھی نصیب نا ہو،،،، نہیں مرتے تو مجھے مرنے دو،،، کیا بگاڑا ہے میں نے تمھارا،،، حیوان ،،مجھے مرنے دو،،، نجات چاہتی ہوں میں تم جیسے حیوان سے،،،، اس زندگی سے مجھے خدا کے لیے مرنے دو،،،

باباااااااااااااااا،،، بچاؤ مجھے ےےے

اور اس نے کیا کیا تھا ایک جھٹکے میں روح پر لگے زخم پھر سے ادھیڑ دیئے تھے۔

امن وحشت زدہ سا اس کی چیخیں سنے گیا۔

اس کے بعد وہ کافی دیر تک چیخ چیخ کر روتی رہی تھی۔

یا صرف اتنی ہی برداشت تھی۔

کہ امن کو اس کے زمین بوس ہونے کی آواز آئی تھی۔وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔تیزی سے اس کے کمرے میں آیا وہ ہوش و خرد سے بیگانہ زمین پر پڑی تھی۔

امن ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔اور آج لرزتے کانپتے ہاتھوں سے مگر بلا جھجھک اس نے اس کمر سے اٹھا کر اس کا سر اپنے سینے پر دل کے مقام پر رکھا تھا۔امن نے اس کی نبض چیک کی تھی۔جو کہ ابھی نارمل تھی۔زرد چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

امن نے نرمی سے اس کے بکھرے بالوں کو ہاتھ سے سمیٹا تھا۔

انتہائی کرب سے اپنی آنکھیں سختی سے میچیں۔

تیرا جسم تو نہیں ہے میری آرزو کی منزل

تیری روح تک رسائی میری روح چاہتی ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور حسرت تو یہی ہے کہ شہادت کی آرزو ہے مگر ابھی شاید اس میں وقت ہے،، اور تمھیں مرنے دے نہیں سکتا روحِ من کہ تم مر گئیں تو اگلی سانس تو تمھارے اس دیوانے کو بھی نہیں آئے گی،،،

امن کی سرگوشیاں درد میں ڈوبی ہوئیں تھیں۔اسے سینے سے لگا کر پسلیوں سے سر پٹختے دل کو زرا سا قرار آیا تھا۔۔مگر امن آریان پاشا کے آنسو اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔کاش وہ یہ درد کے ساز بھری سرگوشیاں سن پاتی تو شاید جان اسے خود پر یا اس دیوانے پر کچھ ترس آ جاتا۔کہ وہ اس کی سچائی جاننے کی کوشش کرتی۔

تیری مرضی اے ساڈے نال دکھ ہونڑ دی

ساڈی مرضی اے تیرے پیچھے ککھ ہونڑ دی

کاش میں تم سے معافی مانگ پاتا روحِ من،،، کاش تمھیں اپنا سینا چاک کر کے دکھا پاتا کہ تم میری روح میں کتنی گہرائیوں تک اتری ہوئی ہو،،،

امن نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ایک مرتبہ پھر پرسوز سی سرگوشی کی تھی۔

برباد تو وہ بھی تھا۔۔تبھی آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

امن نے آستین سے اپنے آنسو پونچھے۔اسے پھولوں سے بھی زیادہ نرمی سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔وہاں سے ٹیبل ہٹا کر کمرے کی حالت کچھ درست کی۔اور اسے سکون آور انجیکشن لگایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اپنا ہر کام چھوڑا چھاڑ آج یہیں صوفے پر بیٹھ کر اس کی پشت سے سر ٹکایا اور سامنے پڑا وہ کمزور سا وجود دیکھے گیا تھا۔

دیا کی آنکھ کھلی تھی۔اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں وہ کافی دیر یونہی لیٹی چھت کو گھورتی رہی تھی۔

آج بابا کا برتھ ڈے تھا وہ حویلی جانے والی تھی۔

پھر کیا ہوا تھا؟

یاد آتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ناکافی روشنی میں بھی وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ جہاں تھی نا وہ اس کا حجرہ تھا نا ہی حویلی کا کوئی کمرہ۔وہ سیکنڈز میں سہمی تھی۔

ادھر ادھر دیکھا وہ ایک سفید باریک جالی دار پردے کے پیچھے جہازی سائز گول بیڈ پر نیم دراز تھی۔

وہ بیڈ سے نیچے اترنے لگی تھی۔تب کانوں میں ایک سرسراتی بھاری گھمبیرتا سے بھرپور آواز سنائی دی اور وہ اپنی جگہ پر جم سی گئی۔

آپ کے پاؤں بہت حسین ہیں جانِ من،، انھیں زمین پر مت اتاریئے گا،، میلے ہو جائیں گے،،،

ارشن نے اسے چھیڑا۔مگر جانتا تھا اس ڈائلاگ کی اسے خاک سمجھ آئی ہوگی جسے اس شیطان نے اپنے مقاصد کے لیے دنیا اور دنیا داری سے کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جو سامنے صوفے پر بیٹھا کب سے اسے دیکھ رہا تھا اس کی تمام حرکات و سکنات دلچسپی سے آبزرور کر رہا تھا بیڈ سے نیچے اترنے پر بول بیٹھا۔

کک،، کون ہیں آپ،، ہم کہاں ہیں،،،

وہ سہمی ہوئی سی پوچھ بیٹھی۔

ہم آپ کے شوہر نامدار ہوتے ہیں محترمہ،، اور آپ اس وقت اپنے شوہر کے گھر اس کے بیڈ روم میں موجود ہیں،،

ارشن نے اسی کی طرز میں اطمینان سے جواب دیا۔

وہ بے تحاشا خوفزدہ ہوئی تھی۔

آ،،، آپ کک،،، کیا کریں گے ہمارے ساتھ،،،،

وہ سسک پڑی۔ارشن اس کی بے تکی بات پر گہرا مسکرایا تھا۔

فی الحال تو کچھ نہیں میری جان،، برسوں کے بعد ملی ہو ابھی تو آنکھوں کے سیر ہونے کی باری ہے دل کی من مرضیوں کی باری تو کافی بعد میں آئے گی،،

اس نے معنی خیزی سے کہتے اٹھ کر کھڑکی کے پردے پیچھے سرمائے تھے۔

آج برسوں کے بعد وہ کھل کر سانس لے پا رہا تھا اور یہ سکون اس نے اپنے اندر تک اترتا محسوس کیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہمیں چھوڑ دیجیے آپ کو خدا کا واسطہ،،، اس نے سہمی ہوئی سی سبز نگاہیں اٹھا کر اسے ملتجی لہجے میں کہا تھا۔

اس کی سسکی پر پل بھر میں ارشن کے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔جس کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔

یہ پہلی اور آخری بات اپنے دل و دماغ میں بٹھا لو دیا ارشن کہ اب تم یہاں سے ،، مجھ سے دور کہیں نہیں جاؤ گی،،، کہیں بھی نہیں،،

وہ دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب گیا تھا۔اور وہ اتنی ہی تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔

ہم کوئی دیا ویا نہیں ہیں،، ہم نور ایماں ہیں،، سمجھے آپ،،، ہمیں چھوڑ دیجیے،، یہی آپ کے لیے بہتر ہو گا،، اب کی بار وہ زرا سختی سے گویا ہوئی تھی۔ارشن اسے دیکھے گیا۔

دیکھو دیا، تم دیا ماہر خان ہو،، اور اب دیا ارشن،، میری منکوحہ،، برسوں پہلے ان لوگوں نے تمھیں کڈنیپ کیا،، وہ شیطان تمھیں ہم سے بہت دور لے گیا،،وہ اچھے لوگ نہیں،،،،،،

ہمیں کچھ نہیں سننا ،، ہمیں نہیں پتہ،، ہمیں چھوڑ دیجیے آپ،،،

وہ بھیگی آنکھیں لیے اسے تڑخ کر دیکھے گئی۔

ارشن نے ایک نظر اس کی جانب دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔کمرہ آٹو لاک ہوا تھا۔۔وہ روتی رہی اسے آوازیں دیتی پکارتی رہی۔ مگر ارشن باہر ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا۔

جاری ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_love_Saga s3 of BL

By #Wahiba_Fatima

Episode 23....

احان پولیس اسٹیشن سے اپنی جیپ میں گھر واپس آ رہا تھا۔ دل و دماغ میں اداس سے خیال آتے انھیں عجیب پراگندہ کر رہے تھے۔ وہ اپنے خیالات میں ہی گم تھا کہ

Sssssshhhhhhhiiiittttt,,,,,,

احان کو بریک لگانا پڑی۔

سڑک کنارے ایک بچہ زخمی حالت میں پڑا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ یہ کوئی ٹریپ بھی ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی بیہوش بچے کو دیکھ کر وہ گاڑی سے نیچے اتر آیا۔ ابھی بچے تک پہنچا ہی تھا دو طرف سے اس پر فائرنگ ہوئی تھی۔

وہ بجلی کی سی تیزی سے گاڑی کی اوٹ میں ہوا تھا۔ مگر تب تک ایک گولی اس کا پہلو چیرتی دوسری جانب نکل گئی تھی۔

بچہ اٹھ کر وہاں سے بھاگ کر سڑک کنارے درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو چکا تھا۔ احان نے اپنی گن نکال کر جوابی کاروائی کی تھی۔ اور اس کا نشانہ ان بے وقوفوں جیسا تو تھا نہیں۔

وہ دو شارپ شوٹر تھے جنھیں احان چند منٹوں میں ڈھیر کر چکا تھا۔ان میں سے ایک زندہ تھا اور درختوں کے جھنڈ میں میں زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔ احان لڑکھڑاتا مگر اطمینان سے چل کر اس تک پہنچا تھا۔

اسکے سینے پر اپنا پاؤں رکھا۔ اور کف لنک میں سے جانے کہاں سے اپنا اسکیلپل نکالا۔

صرف دو تک گنوں گا،، جس نے بھیجا ہے اس کا نام نہیں بتایا تو چونکہ تمھاری زبان ،،،میرے کسی کام کی نہیں ہو گی تو کاٹ دوں گا اسے

احان اس پر جھکا تھا۔ شوٹر جانتا تھا وہ جلاد ہے اور جو بول رہا ہے کر گزرے گا تبھی پوپٹ کی طرح اس کے گنتی شروع ہونے سے پہلے بول پڑا۔

حشمت راؤ نے بھیجا تھا ہمیں،،، اسے معلوم ہے اس کی بیٹی تمھارے پاس ہے،، وہ نہیں چھوڑے گا تمھیں،،،

آں،،، ہاں،،، پہلے اسے کہو بزدلوں کی طرح بچوں کا سہارا لینا بند کر کے مردوں کی طرح سامنا تو کر لو،، پھر ہی مجھے نا چھوڑنے کا خواب دیکھے،،،

احان اسے ایک ٹھوکر رسید کر کے واپس چلا آیا۔ فون رنگ ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا ارشن کا ہو گا تبھی گاڑی میں بیٹھتے یس کر کے کان کو لگایا۔

احان تم زخمی ہوئے ہو،،، ارشن چلایا۔

،،معمولی سا زخم ہے یار گہرا نہیں،، تم بس میری بہن کا خیال رکھو وہ اپ سیٹ ہو گی ہم جلد ملنے آئیں گے اس سے،، میں اپنا خیال خود رکھ لوں گا،،

اس نے بول کر فون رکھا۔

خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ وہ اب تیزی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ہاسپٹل سے وائیٹ پیلس زیادہ قریب تھا تو وہ پیلس ہی چلا آیا۔ کیونکہ اب اس سے ڈرائیونگ نہیں ہو پا رہی تھی۔

جیپ جھٹکے سے ڈرائیو وے پر رکی تھی۔ وہ لڑکھڑاتا گاڑی سے اترا تھا۔ علیزے جو کہ ہاسپٹل سے کسی کام سے گھر آئی تھی احان کی فیروزی خون میں لت پت شرٹ دیکھ کر اس کی جانب لپکی تھی۔

احان یہ کیا ہوا ہے تمھیں،، اس تک آ کر اس کا بازو پکڑا۔

گولی لگی ہے،، اندر سب دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے،، مجھے بیسمنٹ لے جاؤ ،،،علیزے

وہ سرخ چہرہ لیے جبڑے بھینچے درد کو برداشت کرنے کے چکر میں بار بار آنکھیں زور سے میچ رہا تھا۔

علیزے نے اس کا بازو اپنے کندھے پر رکھا اور پچھلی جانب کے ایک خفیہ راستے سے اسے بیسمنٹ لے کر آئی۔ اسے لا کر سامنے کاٹ پر لٹایا۔

،،،احان شرٹ اتارو

احان کو علیزے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو اس نے ہمت کر کے اٹھ کر شرٹ اتاری اور نڈھال سا کاٹ پر اوندھے منہ گر گیا۔

بیسمنٹ میں بھی میڈیکل کا سارا سامان موجود تھا۔ سب سے پہلے علیزے نے اس کے بازو پر پین ریلیف انجیکشن لگایا تھا۔

خضر جب سے لوٹا تھا وہ جزا ٹرسٹ میں امن کے پاس ہی رہ رہا تھا۔اسے علیزے کا رویہ بہت ہرٹ کر رہا تھا۔ وہ جزا ٹرسٹ سے امن کے کہنے پر وائیٹ پیلس آیا تھا۔امن سے پتہ چلا احان زخمی ہوا ہے امن نے اسے بھیجا تھا اسے دیکھنے۔ وہ اپنے ٹیب میں اسے دیکھتا بیسمنٹ آیا تھا۔ بیسمنٹ کی سیڑھیاں اترتے اس کے قدم وہیں جم گئے تھے۔

علیزے نے اس کی بنیان اوپر اٹھا کر اس کا زخم صاف کیا تھا۔ اور اب وہ خون روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

،،،یہ سب ہوا کیسے

احان کو علیزے کی بھیگی آواز سنائی دی۔

پریشان مت ہو علیزے،، میں بلکل ٹھیک ہوں،،، احمد کی نقاہت بھری آواز سنائی دی۔

بمشکل ہی خون رکھا اس نے اس کے زخم کانپتے ہاتھوں سے سٹیچ کیے تھے۔ احان آنکھیں موندے ضبط کیے لیٹا رہا۔

احان تم ٹھیک تو ہو،،علیزے نے جھک کر اس کا کندھا ہلا کر اسے پوچھا۔

،،ہمممم،،،،، ٹھیک ہوں،،، آرام کروں گا،، تم جاؤ یہاں سے

علیزے میڈیکل باکس سمیٹ کر پیچھے مڑی تھی۔ سامنے اسے سیڑھیوں پر ایستادہ دیکھ کر پل بھر میں ہونق ہوئی تھی۔ وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے سیڑھیوں پر کھڑا اسے ہی عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس وقت جو سب سے زیادہ ناقابلِ فہم اور ناقابلِ فراموش کوئی چیز تھی تو وہ تھیں خضر جبران کبیر کی شعلے لپکاتی نگاہیں۔ علیزے نے بے یقینی سے ان آنکھوں میں وہ بھڑکتے الاؤ دیکھے تھے۔ جو کم از علیزے کے لیے بلکل ناقابلِ برداشت ثابت ہورہے تھے۔ اسے لگا وہ اپنی نگاہوں سے ہی اسے سر تا پا جھلسا دے گا۔

خضر جبران کبیر جس کے دل میں اپنی محبت اپنے عشق کے لیے کبھی کوئی شک کی گنجائش نکل ہی نہیں سکتی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر دل پر عجیب سی بیزاری ضرور طاری

ہوئی تھی۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا تبھی وہ جھٹکے سے پیچھے مڑا اور اوپر کی جانب جا کر علیزے کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔

علیزے جو اپنی جگہ پر ساکت کھڑی تھی اس کے بغیر کچھ کہے واپس جانے پر پل بھر میں سفید پڑ گئی تھی۔

علیزے کے گلے میں پھندا سا اٹکا تھا۔ اگر وہ خضر جبران کبیر سے میں زرا برابر بھی دلچسپی نہیں رکھتی تھی تو اسے تو زرا سا بھی فرق ہی نہیں پڑنا چاہیے تھے۔ مگر خضر کی نگاہوں کے شعلے تو اس کے تلوؤں پر لگے اور سر پر بجھے تھے۔

ہاؤ ڈئیر ہی،،،؟

تبھی وہ تن فن کرتی اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔ وہ جو اپنی ڈریسنگ میں سر دیئے ایک ضروری کیس کی فائل تلاش کر رہا تھا دھاڑ کی آواز پر چونکا ضرور مگر مڑا نہیں۔

علیزے جارحانہ تیور لیے تیزی سے اس کی پشت تک آئی تھی۔ اپنے ہاتھ سے اس کا کالر دبوچ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے روبرو کیا تھا۔ خضر نے سنجیدگی سے غصہ سے تپا اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھا۔

تم،،، خضر جبران تم مجھ پر شک کر رہے ہو؟

خضر جبران کا آپ پر شک کرنے سے فرق پڑتا ہے آپ کو علیزے؟

وہ اطمینان سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

مجھے ہر اس شخص سے فرق پڑے گا جو میرے کردار پر شک کرے گا خضر،، وہ چلائی تھی۔ خضر اس کی جانب دیکھے گیا۔

علیزے فی الحال میں کم از کم آپ سے کسی قسم کی بحث نہیں چاہتا تو بہتر یہی ہے کہ آپ چلی جائیں یہاں سے،،، وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

کیوں؟ کیوں جاؤں،، نہیں جاؤں گی میں یہاں سے،،، تم مجھے ابھی کہ ابھی بتاؤ گے کہ تم مجھ پر شک کر رہے تھے،،؟ علیزے نے پھر سے اسے جھنجھوڑا تھا۔

میں نے کچھ کہا آپ سے علیزے،،،؟

وہ اب اسے خواہ مخواہ زچ کر رہی تھی۔

تم،،،،، یہ تمھاری آنکھیں خضر،، مجھے ان میں اپنے لیے شک نظر آیا،،، علیزے نے دانت پیستے اسے جھنجھوڑا تھا۔ وہ تلخیہ سا مسکرایا تھا۔ جس سے علیزے کو مزید پتنگے لگے۔

تعجب کی بات ہے ناں علیزے،، آپ کو میری ان آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ محبت تو نظر آتی نہیں،، یہ خود ساختہ شک بڑی جلدی نظر آ گیا تو ثابت ہوا کہ آپ ،،صرف میری آنکھوں میں صرف اپنی من مرضی کی فضول چیزیں دیکھنا چاہتی ہیں

خضر جبران بات مت گھماؤ میری بات کا سیدھا سیدھا جواب دو،،، وہ تڑخ کر بولی تھی اور اپنی آنکھوں میں آتی نمی کو بار بار پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ایسا کچھ نہیں ہے علیزے جایئے یہاں سے،، خضر نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹی تھی۔

تو اتنی دیر سے وہاں خاموشی کھڑے رہنا کا کیا مقصد تھا تمھارا خضر کیا دیکھنا چاہتے ،،،،تھے کہ میں کیا کر رہی ہوں،، تو بتاو کیا دیکھا کہ میں کیا کر رہی تھی،، کچھ غلط کر

،،،شٹ اپ علیزے

خضر دھاڑا تھا۔ اور اب کی بار اس کی کلائیاں دبوچ کر ایک جھٹکے سے اسے ڈریسنگ سے لگایا تھا۔

،،آپ اپنی لمٹ کراس کر رہی ہیں،، خواہ مخواہ بات کو بڑھا رہی ہیں

وہ کٹیلے لہجے میں بولا تھا۔

خضر مجھے تم سے ڈائیورس چاہیے،،، وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بلا جھجھک بول گئی۔ خضر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا تھا۔

،،اور مجھے جلد از جلد رخصتی چاہیے،، دیکھتے ہیں کون پہلے اپنی خواہش پوری کرے گا آپ کہ میں،، وہ اب گھمبیر لہجے میں کہتا اس کے قریب ہونے لگا تھا۔

بہت قریب۔

گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا تو علیزے نے غصے سے اسے دیکھا۔

،،،ہو گئے شروع؟ خضر دور ہٹو،،، موقع مل گیا ٹھرک جھاڑنے کا

آں ہاں ،، اور جو خود آپ اتنی دیر سے مجھ سے دست درازی کر رہیں تھیں وہ کیا تھا؟

،،میں تو صرف پوچھ رہی تھی

،،،واؤ،،،، آپ کریں تو وہ پوچھنا ہم کریں تو وہ ٹھرک،، کیا کہنے آپ کے مس کڑک

اب خضر جبران کی باری تھی اسے زچ کرنے کی تبھی اسے بھگو بھگو کر مار رہا تھا۔ مگر علیزے پھر پوری طرح تلملائی تھی۔ تبھی اس کا کالر بری طرح دبوچا۔

خضر جبران تم بات پوری طرح گھما چکے ہو،، تم نے مجھے اب تک نہیں بتایا کہ تم وہاں خاموشی سے کھڑے کیا دیکھنے کا شغل فرما رہے تھے،، اگر احان کو دیکھنے آئے تھے کیوں آگے نہیں بڑھے،، پھر جب میں نے دیکھ لیا تو کیوں چپ

،،،،،،،،،،،،،،چاپ

مسلسل بولتی علیزے کی بولتی خضر اپنے لبوں سے بند کر چکا تھا۔ اس کے لمس میں اس قدر شدت تھی کہ علیزے اس کی بانہوں میں مچل کر رہ گئی۔ بری طرح مزاحمت کرتے وہ اب اس کے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔ مگر اسے تو جیسے نا اثر تھا نا ہوش نا خبر۔

وہ مدہوشی اور بے خودی کے عالم میں پوری طرح اب اپنے ہوش جیسے گنوا بیٹھا تھا۔ اور علیزے اس کی اتنی جرات پر جھنجھنا کر رہ گئی۔

وہ پوری طرح سیراب ہو کر پیچھے ہٹا تھا۔ علیزے کے گلابی لب سرخ رنگ میں رنگ چکے تھے۔ وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

،،،،خضر تم

علیزے نے چلانا چاہا مگر اس نے تیزی سے اپنی شہادت کی انگلی سے اس کے ہونٹوں پر جمائی تھی۔ دوسرے سے اس کا جبڑا دبوچا تھا۔

اششششششششش،،،، جانتی ہیں علیزے،، پوری طرح میری ملکیت ہونے کے باجود آپ کی آنکھوں میں ان کے لیے یہ جو لپک ہے ناں یہ جزبے یہ مجھے کتنی تکلیف

دیتی ہے،، میرے سینے میں ایک بھانبھڑ سا جل اٹھتا ہے،، جانتا ہوں انسان کا خود پر اختیار نہیں ہوتا،، مگر خود کو اتنا بے اختیار بھی مت کیجئے کہ میں برداشت نا کر ،،سکوں،، مجھے اتنا آزمائیں جتنا کہ آپ میں بھی اس طوفان سے الجھنے کی طاقت ہے میرے اندر کے سوئے ہوئے جونئیر جے کے کو مت جگائیں وہ جاگ گیا تو جیسے آج سے پانچ سال پہلے آپ کو بلکل بے بس کر دیا تھا اب بھی آپ کو بے بس کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا،، یہ بات آپ جتنی جلد سمجھ لیں اتنا ہی آپ کے لیے ،،،بہتر ہو گا

اس نے قریب آ کر ایک مرتبہ پھر اس کے گداز لبوں کو اپنے ہونٹوں سے زرا سا چھوا تھا۔

اس کے پیچھے ڈریسنگ سے فائل اٹھائی اور اسے چھو کر جیسے پتھر کا بنا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

خان شمشان خیل اپنے آدمیوں پر چیخ چنگھاڑ رہا تھا۔ ایمرجنسی میٹنگ بلائی گئی تھی۔ اور اب وہ سب خیل حویلی کے بیسمنٹ میں سر جوڑے بیٹھے تھے۔

جلادوں نے ان کا کافی سے زیادہ نقصان کیا تھا۔ مہارانی تو اسی وقت سے پیچ وتاب کھا رہی تھی جب سے اس کا حسین وجمیل چہرہ)اس کی دانست (میں انھوں نے جلایا تھا۔

میٹنگ میں آج برسوں بعد علی وزیر سیف علی اور جلال اوڈھو بھی موجود تھے۔ سارے شیاطین ایک صف میں موجود تھے پھر سے اپنے شیطانی منصوبے بنانے کے لیے۔

،،مجھے نور ایماں چاہیے ہر قیمت پر،، وہ اڑنی آسانی سے ہم سے جیت نہیں سکتے حشمت راؤ کی پوتی کو لے اڑے،، نور ایماں کو لے اڑے،،نور پاک بی بی کو ملنے والے لاکھوں کروڑوں کے ہدیے کا نقصان ہو رہا ہے،، اتنی مشکل سے عوام سے چھپایا ہوا ہے کہ وہ بیمار ہے،، علاج چل رہا ہے اس کا،، یہ میری غلطی ہے کہ میں بھول کیسے گیا کہ اس کی ایک جڑواں بہن بھی ہے جو آسانی سے ہمیں بے وقوف بنا

سکتی ہے،، کیسے بھول گیا،، ہم نے ان کی جڑیں کھوکھلی کر دیں تھیں، لیکن اب اس سب سے زیادہ مجھے اس جڑواں لڑکی کو تباہ و برباد ہوتے دیکھنا ہے،، میری حویلی میں گھس کر مجھے آنکھیں دکھا کر گئی ہے،، اس کا انجام تو بہت بھانک چاہیے مجھے،، اپنے اس آدمی سے کہو جو اس کے پاس ہے کہ اس کی عریاں اور عزت کی نیلامی کی ویڈیو ،،،مجھے پورے پاکستان میں وائرل چاہیے

خان شمشان خیل اپنے منہ سے جھاگ اڑا رہا تھا۔

اور اگر عوام کو اس وائٹ پیلس پر چھوڑ دیا جائے کہ ان کی نور پک بی بی کو ان ،،لوگوں نے اغوا کر کے قید کر رکھا ہے تو عوام تو ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی

جلال اوڈھو نے نادر مشورہ پیش کیا۔۔

کیا بکواس ہے وہ سبز آنکھوں والا جلاد وہ سینکڑوں میں ثابت کر دے گا کہ وہ اس کی بیٹی ہے، ڈی این اے ٹیسٹ، اس کے بچپن کے ڈاکومنٹس وغیرہ اور ہم نے اسے ،،اغوا کیا تھا،، الٹا ہم پھنس جائیں گے،،، کافی بکواس مشورہ ہے یہ

خان شمشان خیل نے برا منایا۔

پھر ہمیں کچھ ایسا کرنا پڑے گا،، انھیں اتنا مجبور کرنا پڑے گا ،، وہ اتنا مجبور ہو جائیں ،،کہ خود ہی حشمت راؤ کی پوتی کو اور نور پاک کو ہمارے پاس چھوڑ کر جائیں

مہارانی نے خباثت سے کہا۔

،،اور وہ کیا ہو گا

خان شمشان خیل نے پوچھا تو وہ خباثت سے مسکرا دی۔

وہ کھانے کی ٹرے کمرے میں لے کر داخل ہوا تو وہ حسبِ معمول نماز پڑھ رہی تھی۔ اس نے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

دیا کھانا کھاو،،، ارشن نے کہا۔ اس نے ایک اچٹتی سی نگاہ کھانے کی ٹرے پر ڈالی اور اپنی دعا مشغول ہو گئی۔

وہ کافی دیر بیٹھا انتظار کرتا رہا حتٰی کہ آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ ارشن بغور اس کی دائیں جانب سے اس دیکھے گیا۔ وہ اس وقت اپنے مخصوص سر تا پا سفید لباس میں تھی کہ اس نے دوسرے رنگ کے کپڑے پہننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ مجبوراً فی الحال ارشن کو اسے یہی سفید لباس دینا پڑا۔

دیا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے،،، اس نے ایک مرتبہ پھر اسے مخاطب کیا۔

وہ طویل ترین دعا مانگ کر جائے نماز سے آخر اٹھ ہی گئی۔

،،ہمیں نہیں کھانا آپ کا یہ کھانا ،، لیں جائیں اسے یہاں سے

وہ سنجیدگی سے بولی تھی مگر ارشن کو جانے کیوں اس کا لہجہ حقارت بھرا لگا۔

،،دیا چپ چاپ ادھر آ کر کھانا کھا لو نہیں تو

نہیں تو کیا کریں گے آپ؟ کیا کر سکتے ہیں،،؟ سفید حجاب میں وہ بے خوف سی تڑخ کر بولی تھی۔

ارشن جھٹکے سے اٹھ کر پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اس کے روبرو آیا تھا۔

کیونکہ میں تم پر تمام اور بھی سارے حقوق محفوظ رکھتا ہوں تو جانتی ہو کیا کچھ کر سکتا ہوں،،،

کس حق کی بات کر رہے ہیں آپ،،، لہجہ سادہ مگر چبھتا ہوا سا تھا۔

ارشن نے کوٹ کی پاکٹ میں سے ایک پیپر نکالا تھا "اس حق کی بات کر رہا ہوں میں،، تمھارا اور میرا نکاح نامہ ہے یہ "ارشن نے اس کی جانب وہ پیپر بڑھایا جو کہ اس نے تھامنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔

بچپن کا یہ دھوکہ نامی کوئی وقعت نہیں رکھتا،،ابھی ہم اسے رد کر دیں تو اس کی حثیت ایک کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں رہے گی،، وہ سکون سے بولی۔

پھر تو تمھیں اسے کھول کر ضرور دیکھنا چاہیے کیونکہ اس میں آج سے دو دن پہلے کی ڈیٹ درج ہے جب میں تمھیں بڑی شان سے تمھارے اس سو کالڈ اماں بابا کی بارات ،،،نکال کر دھوم دھام سے رخصت کر کے لے کر آیا تھا

ارشن نے وہ کاغذ اس کے ہاتھ میں تھمایا جسے دیکھ کھول کر دیکھ وہ سانس تک روک گئی۔

اس پر تمھارے اصل نام کے ساتھ تمھارا فنگر پرنٹ ہے جان جو کبھی نہیں بدلتا جانتی ،،ہو ناں

وہ اب سکون سے کہتا اسے بے سکون کر گیا تھا۔

کچھ بھی کہہ لیں آپ ،، حقیقت تو بدل نہیں جائے گی ناں،، رہے گا تو یہ بچپن کا ہی نکاح،، جس کی اسلام میں کیا اہمیت ہے جانتے ہیں ناں آپ؟

دیا نے کہا تو وہ ہلکا سا تلخی لیے مسکرایا تھا۔

مجھے تو پتہ ہے مگر تب تمھارا اسلام تمھیں کیوں یاد نہیں رہتا ڈارلنگ جب تم خود کو قرآن پاک کی بیوی)نعوذباللہ (کہتی ہو،، جانتی ہو نا اللہ تعالیٰ نے خواتین کو پیغمبر اور نبی کیوں نہیں بنایا کیونکہ خواتین کے ایمان میں نقص)سات دنوں کی ناپاکی (ہوتا ہے،، جس کا مطلب تم اچھی طرح جانتی ہو تو کوئی جاہل کیسے کسی خاتون کی شادی ،،،قرآن پاک سے کروا سکتا ہے

ارشن کے ایک ایک لفظ پر اس ک چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔

بس کیجیے رہنے دیجئے،، مفاد پرست ہیں آپ لوگ،، اسلام کو اپنے ایمان کو بھی اپنے مفاد میں استعمال کرنا خوب آتا ہے آپ لوگوں کو،،جانتی ہوں میں آپ لوگوں کی ،،حقیقت اچھی طرح،، اسی لئے میرے سامنے تو یہ سچا بننے کا ڈھونگ کریں ہی مت

دہشتگرد ہیں آپ لوگ،، دنیا کا ہر حرام اور غلط کام کرنے والے،، قتل و غات منشیات فروش،، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اس گھر سے خواتین اور خواجہ سراؤں سے غلط کام کروانے والے،، آپ کو تکلیف یہ تھی کہ میں کیوں بچ نکلی آپ لوگوں کے ہاتھ سے،، کافی نقصان ہو جاتا ناں آپ نے لوگوں کو آپ کے اس کاروبار میں تو ،،،،لگا دی بازی سر دھڑ کی ہمیں اس جہنم اور غلیظ جگہ میں لانے کے لیے

اذیت، ملامت ، تہمتیں

زخم ناسور ہو جائیں تو سب چھوٹی

لگتی ہیں

وہ بے یقینی لئے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔ جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اتنے گھٹیا الزام لگا رہی تھی۔

کیا کہا تم نے ابھی ابھی زرا پھر سے کہنا،،، اسے اپنی سماعتوں پر شک گزرا تھا۔

ہم نے وہی کہا جو آپ نے سنا،، سچ کہا تھا بابا نے،، آپ لوگ اپنا مال کیوں بخشنے لگے،، اسی لئے ہمیں ضرور وہاں سے اٹھائیں گے اپنے گندے اور غلیظ عزائم کی تکمیل ،،کے لیے

،،،شٹ اپ دیا شٹ اپ

وہ اپنی پوری طاقت سے دھاڑا تھا۔

اب اگر ایک ایسا غلیظ الزام یا لفظ بھی مزید تمھاری زبان سے ادا ہوا تو میں گدی میں ،،،سے زبان کھینچ لوں گا تمھاری

کیوں سچ کڑوا لگ رہا ہے آپ کو یا برداشت نہیں ہو رہا،، یہی تو ہیں آپ لوگ،، یہی تو ہے آپ لوگوں کی حقیقت،، تو بتایئے کب اس کوٹھے)وائیٹ پیلس (پہ بولی لگنے ،،،،،والی ہے میری کب مجھے بیچنے والے

،،،،،،،،،،،،،،چٹاخ

ارشن کا ہاتھ اٹھا تھا اور دیا کی گال پر پانچوں انگلیوں کے نشانات چھوڑ گیا۔ اتنی شدت بھرے تھپڑ سے اس کا ہونٹ پھٹا تھا اور وہ اوندھی بیڈ پر گری بلک بلک کر روئی تھی۔

ارشن نے بے یقینی سے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر کمرے کی ہر چیز تہس نہس کی۔ پیپر ویٹ سے ڈریسنگ مرر دھماکے سے توڑا تھا۔ اور ان آوازوں سے اس کی چیخوں میں اضافہ ہی ہوا۔

پاگل ہو گئی ہو تم ،، کتنی غلاظت بھری ہے ان لوگوں نے تمھارے دماغ میں،،،کاش دیا تمھیں یہ بکواس کرنے سے پہلے زرا برابر بھی احساس ہوتا کہ جس جگہ کو تم اتنے گھٹیا لفظ سے پکار رہی ہو وہاں میری اور تمھاری مائیں رہتی ہیں،، ماں لفظ سمجھتی ہو کہ ،،نہیں ڈیم اٹ

وہ کاٹ کو لات مارتا اس کمرے سے بھیگا چہرہ لیے بھنچے جبڑے لیے نکلا تھا۔

مجھے لگا تھا تیرے بن

نہ جی سکوں گا

غلط لگا تھا

مجھے لگا تھا تیرے بن

رنگوں، پھولوں اور تتلیوں سے

موسم کی سبھی رتوں سے

امید، وفا، خوشیوں کا

ایمان میرا اٹھ چلے گا

غلط لگا تھا

میں اب بھی آہٹ کا منتظر ہوں

مجھے اب بھی محبت ہے

میرے کمرے کی الماری کے

ہر کونے میں کچھ باتوں سے

جڑی یادیں محفوظ ہیں

کہیں تصویر کی صورت

کہیں تحریر کی صورت

کہیں کوئی تحفہ ہے

کہیں لوٹی ہوئی دولت

میں نے سب کچھ سنبھالا ہے

ایک آس کی صورت

میرے دل میں باقی ہے

وفا کا رنگ بھی اور

خوشیوں کی تمنا بھی

مجھے اب بھی بھروسہ ہے

غم دنیا سے گھبرا کر

یا زندگی کے شور سے بچنے کو

ایک بار ہی سہی

مگر تم

دامن میرا ڈھونڈو گے

میرے سینے میں چھپ کر تم

سبھی پھر راز کھولو گے

مجھے تم سب بتاؤ گے

مجبوری بھی۔۔ ضرورت بھی

مجھے تم سب دکھاؤ گے

چاہت بھی۔۔ مجبوری بھی

میں اس پل مانگ لوں گا پھر

سکون تیرا

اڑان تیری

نصیب تیرا

پہچان تیری

تجھے پھر میں نہ ٹوکوں گا

تیرا رستہ نہ روکوں گا

محبت تجھ سے کی ہے تو

تجھے قید نہ رکھوں گا

میں تجھ سے پیار کرتا ہوں

تجھے آزاد کردوں گا

جاری ہے ۔۔۔

#Dark_Love_Saga by S3 BL

By #Wahiba_Fatima

Episode 24.....

رات گہری ہو چکی تھی۔ امن نے آج عشاء کی نماز بھی یہیں اسی کمرے میں ادا کی تھی۔ اور جزا امن آریان کسی کا چین، سکون اور قرار چھینے بے خبر بہت گہری نیند میں تھی۔

امن اس کے سرہانے بیٹھا۔ دھیرے سے ان چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ جو صرف اس کے شولڈرز سے چار انچ نیچے تک ہی لمبے تھے۔ سفید رنگت جن میں کبھی سرخیاں گھلی رہتی تھیں اب بلکل زرد پڑ چکا تھا۔ وہ شاید اپنا بلکل خیال نہیں رکھتی تھی تبھی اس کے بال اور سکن بہت رف تھے۔

امن کو اپنی ہی سوچ پر ہنسی آئی۔ بھلا وہ اپنا خیال رکھتی ہی کیوں۔

کس کے لیے؟

ملگجے اندھیرے میں وہ اس کے بہت قریب اسے دیکھے گیا۔ جی ہی نہیں بھرتا تھا۔ بلکہ دیدار کا جام پینے سے جیسے مزید تشنگی بڑھ جاتی تھی۔

وہ آہستگی سے اٹھا اور بیڈ کی پائنتی والی سائیڈ جا کر بیڈ پر چوڑائی کے رخ نیم دراز ہوا۔

بہت دیر لیٹے رہنے کے بعد کمفرٹر میں سے جھانکتے اس کے گداز سفید پاؤں کو ہاتھ سے تھاما۔ آج برسوں کے بعد کچھ سکون آیا تھا۔ وہ فجر تک وہیں لیٹا رہا اسی طرح اس کا پاؤں تھام کر۔ اذان ہوتے ہی وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ اور باہر نکلتا چلا گیا۔

نماز ادا کر کے سورت یاسین کی زبانی تلاوت کرتے وہ جم چلا گیا۔

بریک فاسٹ کے بعد وہ ہاسپٹل آیا تھا۔ کافی مصروفیت رہی اور اب تقریباً دس بجے وہ اپنے کیبن میں آیا تھا۔

وہ اٹھی ہوگی کہ نہیں۔ کیا ری ایکشن ہوگا؟ یہ سوچ سوچتے ہی اپنا لیپ ٹاپ کھول کر دیکھا۔ وہ اب بغور اس کی ہر حرکات و سکنات کو دیکھے گیا۔

صبح دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تھی۔ معجزا کافی دیر یونہی بیڈ پر لیٹی رہی۔ پھر کچھ یاد آنے پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ پورے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔ کوئی نہیں تھا۔ اس نے سکون کا سانس خارج کیا۔

حیرت انگیز طور پر اب وہ کافی زیادہ پرسکون تھی۔ اتنے دنوں سے بابا سے، بڑے پاپا سے ناراض تھی تو ان سے کال پر بھی بات تک نا کی تھی۔ اب اس نے فون اٹھایا تھا۔ اور سب سے پہلے بڑے پاپا کا نمبر ڈائل کیا جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

میری پرنسز کیسی ہے،،؟

چھوٹتے ہی پاشا ابراہیم نے مہربان سی آواز میں پوچھا تھا۔

اسلام وعلیکم بڑے پاپا،،، وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی۔

وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ،، پاشا ابراہیم نے پھر لاڈ سے کہا۔

،،،جیسی بھی ہوں،، اس سے آپ کو کیا

اس نے پھر جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔ پاشا ابراہیم مسکرایا۔

،،تو میری گڑیا ناراض ہے اپنے بڑے پاپا سے

پاشا ابراہیم نے اسے بات کرنے کے لیے اکسایا۔

میں بلکل بھی اور کبھی بھی بات نہیں کروں گی آپ سے بڑے پاپا،، آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے تھے،، اور اب یہاں کیوں رہنے دے رہے ہیں،، بابا کو کیوں اپنے پاس بلا لیا،، مجھے اکیلے یہاں کیوں چھوڑ دیا،، مجھے آپ کے پاس اور بڑی مما کے پاس ،،آنا ہے،، آپ لوگوں کے ساتھ رہنا ہے

وہ سسکی تو پاشا ابراہیم نے ایک سرد سی سانس بھری۔)وہ اٹکنے کی بجائے ان سے اتنی روانی سے بات کر پا رہی تھی تو یقیناً اس کا علاج شروع کر دیا گیا تھا۔ پاشا (ابراہیم کو کچھ تو سکون ملا

ٹھیک ہے ہم کل ملنے آئیں گے تم سے پھر بڑی مما اور شفا مما تمھارے پاس ہی ،،،رہیں گی،، ٹھیک ہے

،،،،مگر

اس نے کچھ کہنا چاہا۔

اگر مگر کچھ نہیں میری پرنسز بہت بریو ہے،، وہ ایک شیرنی بن کر اپنے ہر ڈر کا سامنا کرے گی،، اگر کوئی میری پرنسز کو پریشان کرے گا تو وہ اس کو اس کی نانی یاد دلا ،،دے گی،، کرے گی ناں

پاشا ابراہیم نے مزید اس کی ہمت بڑھائی۔ اس نے بکری کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔

یس بڑے پاپا،،، وہ بمشکل ہی مگر بول ہی گئی۔

اوکے پھر آج سے میری گڑیا صرف اپنی پڑھائی پر دھیان دے گی بس اور کچھ نہیں ،،سوچنا

،،،یس بڑے پاپا

،،،ٹھیک ہے میں فون رکھتا ہوں

لیکن آپ لوگ کل آ رہے ہیں ناں،،، اس نے کنفرم کرنا ضروری سمجھا۔

،،،بلکل پرامس میری گڑیا

،،،اوکے ٹیک کیئر بڑے پاپا

وہ بولی اور فون رکھ دیا۔ پھر کچھ سوچ کر سائیڈ ڈرار میں سے ہینڈ فری نکال کر فون کو اٹیچ کیے۔ ہینڈ فری کانوں میں ٹھونسی۔

موبائل فون میں ایک خاص آڈیو فولڈر کھول کر ایک آڈیو کو آن کیا۔ وہ دوپٹہ سر پر اوڑھ کر تکیے کے ساتھ نیم دراز ہوئی سکون سے آنکھیں موند گئی تھی۔

ہینڈ فری میں سے آنے والی مسرور کن بھاری مردانہ آواز سے اسے عشق تھا۔ وہ خوبصورت اور دل پر مسرور کن سا لرزا طاری کر دینے والی آواز اب بڑی خوبصورتی سے سورت رحمٰن کی تلاوت کر رہی تھی۔

تقریباً چار سے پانچ سالوں سے اس کی ہر صبح کا آغاز یہی آواز سن کر ہو رہا تھا۔ تبھی اسے اس آواز کی عادت ہو گئی تھی۔ یہ تلاوت کی آواز اس کی زندگی کا ایک حصہ بن چکی تھی۔ بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ یہ آواز اس کی روح میں بس چکی تھی۔۔ اس آواز میں کئی سورتوں کی تلاوت اس کے موبائل میں بابا نے جانے کہاں سے بھروا کر دی تھی۔ وہ اکثر بابا سے پوچھا کرتی تھی کہ اس کے قاری کا نام بتا دیں۔ وہ اسے دیکھنا چاہتی ہے۔ کئی دفع تو وہ ان سے یہ خواہش بھی ظاہر کر چکی تھی کہ وہ اس تلاوت والے قاری کو دیکھنا چاہتی ہے۔ اس سے ملنا چاہتی ہے۔ مگر وہ خود لاعلمی کا اظہار کر دیتے کہ انھیں نہیں معلوم اس کا۔

معجزا کو جانے کیوں محسوس ہوتا کہ انھیں معلوم ہے یا وہ محض اسے ٹال رہے ہیں۔

وہ سکون سے بیٹھی تلاوت سن رہی تھی۔

ادھر کسی نے جل بھن کر خونخوار نگاہوں سے اس ہینڈ فری کو دیکھا تھا۔ وہ کیا سن) رہی ہوگی۔ امن نے پہلو بدلا۔ اس ہینڈ فری سے عجیب وغریب قسم کی رقابت سی (محسوس ہوئی۔

ہلکی دستک دے کر رنگیلی اندر آئی۔ معجزا متوجہ ہوئی تھی۔ رنگیلی کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی۔

،،، معجزا بے بی ناشتہ کر لیں پلیز

رنگیلی نے ملتجی لہجہ اختیار کیا کہ سمیع خان کے جانے کے بعد وہ اسے جتنا زچ کر چکی تھی رنگیلی کو لگا اب بھی وہ لوہے کے چنے چبوا کر پھر چند نوالے زہر مار کرے گی۔

رنگیلی کو غش پڑنے والا ہو گیا جب وہ موبائل سائیڈ پر رکھ کر فریش ہونے چلی گئی۔

رنگیلی نے سکھ کا سانس لیا۔ کچھ دیر بعد وہ بھیگا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے رنگیلی کے پاس آئی۔ اور صوفے پر بیٹھ کر چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔

رنگیلی پر تو اس کایا پلٹ پر شادی مرگ جیسی کیفیت طاری ہونے لگی تھی مگر عافیت اسی میں تھی کہ خاموش رہتی سو چپ چاپ کاٹ پر بیٹھی رہی۔

رنگیلی مجھے آج اکیڈمی جانا ہے،، اور اس کے بعد مس فریال کے گھر رہنا ہے،، جب فون کروں گی تو لینے آ جانا،،،

اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے جزا بےبی،،،

رنگیلی کا دل جھومنے کو کر رہا تھا مگر بےبی کے منہ کے زاویے بگڑتے دیکھ پر سانس اٹکا۔

سنو میرا نام معجزا سمیع خان ہے،، کوئی جزا وزا نہیں،، سمجھیں،،،

وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔ ناشتہ کر چکی تھی سو اب فرصت سے رنگیلی کو گھورا۔

جی معجزا بےبی،،،، رنگیلی نے کہا)مگر کاش کہہ پاتی کہ یہاں جو لوگ تمھیں جانتے (ہیں بس ایک حوالے سے محض جزا امن آریان پاشا کے نام سے جانتے ہیں۔

اور سنو،،،

جی بےبی؟

اپنے اس جانور سر، سے کہنا کہ آئندہ میرے کمرے میں آنے کی اور قدم رکھنے کی ،،،ہمت بھی نا کرے نہیں تو منہ نوچ لوں گی میں اس کا

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں غرائی تھی۔ رنگیلی کو غش پڑنے والا ہو گیا۔

جبکہ اس کی اس گوہر افشانی پر وہ لیپ ٹاپ میں اسے دیکھتا آج برسوں بعد مسکرایا) ("تھا۔ یعنی کہ "ذات دی کوٹکرلی تے شطیراں نوں چھے

میں تیار ہو جاؤں پھر چلتے ہیں،، معجزا کہتے ہوئے اٹھی اور اپنا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا۔

امن نے فورا ادھر لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کیا تھا۔ ابھی نگاہوں کو کسی قسم کی گستاخی کی اجازت کب دے سکتا تھا۔ ہلکی سی مسکان لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اسی دشمن جاں کے بارے میں مسلسل سوچے گیا جس کی خوشبو اسے اپنی روح میں بسی محسوس ہوتی تھی۔

وہ براؤن کلر کا سادہ سا سوٹ پہنے تیار ہو کر دوپٹہ حجاب سٹائل میں لیے ہاسپٹل سے ملحقہ اکیڈمی میں کافی دنوں بعد آئی تھی۔ اور میڈم فریال سے اچھی خاصی ڈانٹ بھی

کھائی۔ اس نے پوری کوشش کی تھی اپنی پڑھائی پر فوکس کر کہ میڈم فریال کی شکایت دور کرنے کے لیے۔

معجزا میرے ساتھ جانا ہے،،، کئی مرتبہ کا پوچھا سوال انھوں نے آج پھر دہرایا۔ وہ کافی عرصے سے اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں جانے کا کہتی تھی اور یہ آفر وہ کافی عرصے سے اپنی بزدلی کی وجہ سے ٹھکرا رہی تھی۔

مگر آج اسے اثبات میں سر ہلاتے دیکھ میڈم فریال نے کھڑکی کے اس پار ماسک لگائے کھڑے امن آریان پاشا کو اوکے کا سگنل دیا۔ وہ سر ہلا کر اطمینان سے اپنے کیبن چلا گیا۔

اب مس فریال جانتی تھیں کہ انھیں آگے کیا کرنا ہے۔

وہ اسے اپنے ساتھ لے گئیں۔

کافی دیر تو وہ پڑھائی میں سر کھپاتی رہی پھر جب اس کے جانے کا وقت ہوا تو مس فریال اس کی جانب متوجہ ہوئیں تھیں۔

،،، معجزا

جی مس،،،، وہ پین سے اپنا سر رب کرتی مصروف سے انداز میں بولی۔

مجھے ایک فیور چاہیے تھی تم سے،،، مس فریال کی بات پر اس نے حیرت سے سر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا۔

جی مس کہیے،،، وہ تذبذب کا شکار لگ رہی تھی۔

دیکھو تم اس کے بعد سے اپارٹمنٹ میں فری ہی ہوتی ہو ،، میری اس کے بعد ڈیوٹی ٹین ایج گرلز جو بارہ سے تیرہ سال کے درمیان ان کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کی ہوتی ہے،، میں اس وقت تک بہت تھک جاتی ہوں تو کیا تم میری ہیلپر کے طور پر ،،،میری مدد کیا کرو گی

مس فریال نے جس لہجے میں اس سے پوچھا تو دم سادھ گئی۔

معجزا کا بھیڑ بھاڑ میں جانے کا سوچ کر ہی دم نکلنے لگا۔

لیکن مس،،، وہ بری طرح گھبرائی۔

،،،کوئی نہیں ہو گا بس چھوٹی چھوٹی بچیاں ہی تو ہوں گی بلکل تمھارے جیسی

انھوں نے پھر آس بھری آواز میں کہا۔

،،،ٹھیک ہے مس

وہ مریل سی آواز میں بولی تو مس فریال آسودگی سے مسکرائیں۔ یہ آج کا ان کا دیا گیا دن کا دوسرا ٹاسک مکمل ہوا تھا۔ اور معجزا امن آریان پاشا کا نارمل ہونے کی جانب دوسرا قدم کہ وہ لوگوں کے درمیان جائے گی تب ہی ٹھیک ہو پائے گی۔

وہ مس فریال کے ساتھ ڈری سہمی سی ادھر ادھر دیکھتی ہونقوں کی طرح جزا ٹرسٹ کے طویل وعریض اینجل)ٹین ایج گرلز (وارڈ میں داخل ہوئی تھی۔ یہ معجزا امن آریان نہیں جانتی تھی مگر جزا ٹرسٹ کا چپہ چپہ جانتا تھا کہ اس چھوٹی سی جان کی کیا اہمیت کیا پروٹوکول ہے یہاں۔

تبھی ہر کوئی اپنے کام میں مشغول رہا اس کی جانب توجہ نا دی تاکہ وہ بلکل خوفزدہ ہو اور اسے اپنے آس پاس کا ماحول فرینڈلی لگے۔

وہ مس فریال کے ساتھ وارڈ میں داخل ہوئی۔ مس فریال نے سب سے اس کا تعارف کروایا مگر وہ سب بچیاں اسے پہلے سے جانتیں تھیں۔ یہ معجزا کے لیے حیرت کی بات تھی۔ وہ اسے جزا آپی جزا آپی بول رہی تھیں۔

اور پھر آج کا دن معجزا کی زندگی کا پہلا کافی خوشگوار ترین دن رہا۔ پہلے وہ جھجھکتی رہی۔ پھر بچیوں کی باتوں نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اس نے ان بچیوں کو پڑھایا بھی، ان سے کھیلی بھی

کافی اچھا وقت گزرا تھا۔

مگر اپارٹمنٹ جانے کے خیال نے اسے پھر سے بے چین کیا تھا۔

اونہہہہہہ میں کونسا ڈرتی ہوں کسی سے۔ سر جھٹک کر اپنا ہر خیال پس پشت ڈالا۔۔ مس فریال کے ساتھ وہ واپس جانے کے لیے نکلی تھی۔

دو تین دن سے وہ اس کے ساتھ تھی اور اسے مینٹلی طور پر شیر خان اور اس کی بیوی کا سامنا کرنے کے لیے تیار کر رہی تھی۔

وہ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی تیزی سے کی پیڈ پر انگلیاں چلاتی کافی انہماک سے اپنا کام کر رہی تھی۔ منہ میں سنیمن چبا رہی تھی جس کی عادت اسے احان، ارشن اور خضر سے پڑی تھی۔ گلاسز بالوں میں اٹکائے۔ بلیک ٹراوزر پنک ٹی شرٹ میں براؤن بالوں کا اونچا سا جوڑا بنائے وہ ایک ورلڈ کلاس سکیورٹی سسٹم میں گھسی اسے ہیک کرنے کی کوشش میں تھی۔ سبز آنکھوں میں ذہانت کی چمک تھی۔ بالوں کی آوارہ لٹیں جوڑے سے جدا ہو کر ملیح خوبصورت چہرے پر جھول رہی تھیں۔۔ تبھی ایک بھونچال سا آیا تھا۔

زی،،،،، زی،،،،، وہ لاونج میں اپنے ٹوائز سے کھیلتا چلایا تھا۔ فلزہ نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔

اب کیا ہوا داشوو،،، اس نے بلند آواز میں پوچھا۔

یہ گیم بہت ہی بورنگ ہے زی،،،،، اس کی رونی آواز آئی۔

اففففففففففف،،، فلزہ نے اپنا ماتھا پیٹا۔ وہ اپنا کام کر چکی تھی۔ فون پر میسج کے ذریعے خضر کو اوکے کا سگنل بھیجا۔ اور لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتی اٹھی۔

وہ باہر آئی تو وہ کارٹونوں والی شکل بنائے منہ پھلائے بیٹھا ٹوائز کے بیچ خود بھی نمونہ ہی لگ رہا تھا۔

واٹ ہیپنڈ ناؤ،، اس نے قریب آ کر نرمی سے پوچھا۔

یہ سب گیمز بہت بورنگ ہیں،، داشوو کو زی کے ساتھ گیم کھیلنی ہے،، وہ منہ بنا کر بولا۔

کونسی گیم،،،؟ فلزہ کراہ اٹھی۔"

زی اتنا سارا ورک کرتی ہے ناں،، اس نے اپنی بانہیں پھیلا کر زی کے کام کا طول و" عرض بیان کیا۔ "تو داشو زی کی زیادہ پریشان نہیں کرے گا بس زی کے ساتھ ایک ،،ٹک ٹاک بنائے گا

اس کے نئے شوشے پر فلزہ کو غش پڑتے پڑتے بچا۔

اور داشو کو یہ ٹاک ٹاک کا آئیڈیا کہاں سے آیا،، وہ دانت پیس کر مگر نرم لہجے میں پوچھنے لگی۔

کل میں جب شیلا کے ساتھ پارک گیا تھا تو ادھر بوائز اور گرلز بنا رہے تھے ناں ،، تو ہم بھی بنائیں گے،، اسی سونگ پر جس پر وہ لوگ بنا رہے تھے،، کم آن زی موبائل نکالو،، وہ اب ضدی ہونے لگا تھا۔

کونسا سونگ تھا،، فلزہ نے سرد سانس کھینچ کر پوچھا۔"

تو تے تکدی وی نئیں

نگاہ رکھدی وی نئیں

نوی گڈی تینوں شو کر دا

ہو مڑ کے تے ویکھو سوہنیے

منڈا ہارن بلو کر دا

وہ لہرا لہرا کر گانا گانے لگا۔ فلزہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

یو ،،،،جیان بس کرو کے میرے کانوں کی پردوں کی بینڈ بجاؤ گے،، وہ دانتوں تلے" لب دبا کر بولی تھی۔ اور یہ حسین ترین منظر کسی نے اپنی نگاہوں کے زریعے اپنی روح میں اترتا محسوس کیا۔

واٹ،، زی،، میں اتنا گندا والا گاتا ہوں ،،جیان جتنا،، داشاب کو صدمہ ہی تو لگا۔

اچھا اب ڈرامے بازی بند کرو،، عاشی کی کال آئی ہے ہمیں خان ولا جانا ہے ابھی جا کر ،،،فریش ہو جاؤ میں اتنا لنچ کے لیے کچھ گرم کر لوں

مگر زی ٹک ٹاک،،،؟

،،وہ خان مینشن بنائیں گے

وہ جھنجھلا کر بولی۔ اور اس لیچڑ بندے سے جان چھڑائی۔ اب کی بار وہ چپ چاپ واش روم چلا گیا تھا۔

آج دو تین دن کے بعد اس نے داشاب کو شیر خان اور اس کی بیوی کا سامنا کرنے کے لیے پوری طرح مینٹلی پریپئر کیا تھا۔ وہ کچن میں جلدی سے لنچ کے لیے پیکڈ فوڈ گرم کر رہی تھی۔ وہ کھانا گرم کر کے اب اسکا انتظار کرنے لگی۔

کافی دیر انتظار کے بعد وہ پیر پٹختی اس کے واش روم تک آئی تھی۔

داشوو،،، یار کون لگاتا ہے باتھ روم میں اتنی دیر؟ آخر تم کرتے کیا رہتے ہو اتنی اتنی دیر باتھ روم میں،،؟

وہ باہر سے چلائی۔

اندر وہ جو باتھ روم میں ہر اینگل پر خفیہ کیمرے سیٹ کر رہا تھا بری طرح چونکا۔ اپنا کام ادھورا چھوڑ کر باقی سب چیزیں اپنی سیکریٹ پاکٹس میں چھپا کر پھر جلدی سے

شاور کھول کر اس کے نیچے کھڑا ہوا واش روم میں ہی ہینگ ہوئے اپنے کپڑوں میں سے سبز رنگ کی نیکر اور سرخ رنگ کی ٹی شرٹ پہن کر باہر نکل آیا۔

،،،افففف اووو زی میں باتھ ٹب میں اتنا انجوائے کر رہا تھا،، سب مزا خراب کر دیا

وہ جھنجھلا کر بولا اور اس کے قریب چلا آیا۔

فلزہ نے اس کو سر تا پا دیکھا۔

،،،،،،،،،،،،،،،،،،ہاہاہاہاہاہاہاہاہاہاہا

فلزہ پیٹ پکڑ کر ہنسے گئی۔ وہ اب مبہوت سا اس ہنسی کی جلترنگ میں کھو چکا تھا۔ سبز آنکھوں میں ہنسی سے آئی ہلکی نمی کی چمک ایک انتہائی دلکش نظارا پیش کر رہے تھے۔

زی ہوا کیا ہے،،،؟ وہ سنجیدگی سے پوچھ بیٹھا۔

داشو،،، تمھاری یہ گرین نیکر اور ریڈ ٹی شرٹ بی لائک چڈی پہن کر پھول کھلا ہے،،،،،ہاہاہاہاہاہاہاہاہا

فلزہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتی اب اس کی ٹی شرٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی جبکہ ہنستے ہوئے اس کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا۔ وہ ایک گداز وجود کی سانسوں میں اترتی مہک محسوس کر اپنا سانس تک روک گیا تھا۔

اور یہ اس سے بلکل بے اختیار سرزد ہونے والا عمل تھا کہ اس نے اپنے ہاتھ اس کی کمر پر رکھے تھے۔

فلزہ کی ہنسی تھمی تھی۔

یو آر آ بیڈ گرل،، تم داشو کا مزاق اڑا رہی تھیں رائٹ،،، داشو نے آئیبرو اچکائی۔

اور تم بہت ہی کیوٹ بوائے ہو،، اور مجھے اچھے لگنے لگے ہو،،، وہ اس کے گال بچوں کی طرح کھینچتے بولی۔

اس کی یہ قربت اس کے یہ لمس کسی کے دل اور جزبوں کو ایک عجیب سے احساسات سے دوچار کر رہے تھے۔

یو مین کہ داشو پہلے زی کو اچھا نہیں لگتا تھا،، وہ منہ بنا کر بولا۔ مگر اس کی نگاہوں میں جانے ایسا کیا ہوتا تھا کہ فلزہ چونک چونک جاتی۔

نہیں پہلے بھی اچھے لگتے تھے بٹ اب زیادہ اچھے لگنے لگے ہو،،، فلزہ نے اسے اپنے دل کی بات بتائی۔ تھی۔ کیونکہ واقعی وہ جانے کیوں اسے بہت اچھا لگنے لگا تھا بہت عزیز ہو گیا تھا۔

،،اور اب ایسا کیا ہوا ہے

اپنی دانست میں داشو نے سمجھداری سے پوچھا۔

،،،اب تم میرے ہبی بن گئے ہو ناں

وہ اب شرارتاً اس کی ناک کھینچ کر مزاق میں بولی تھی۔

مگر نہیں جانتی تھی کہ یہ مزاق یہ شرارت سامنے والے نے کتنی سیریس لی تھی۔ وہ اس کی جانب دیکھے گیا۔ ویسے بھی اس کے ہاتھ فلزہ کی کمر کی نرماہٹ محسوس کرنے میں مگن تھے۔ فلزہ نے زرا سے پاؤں اٹھا کر اس کی ناک پر اپنے لب رکھے۔

واٹ اس دس،،،؟

وہ پوچھ بیٹھا۔

،،،جو اچھا لگتا ہے اسے کِسی کر لیتے ہیں ناں

فلزہ نے اسے پتے کی بات بتائی۔

اچانک داشاب نے جھک کر اس لبوں پر ایک زور دار کس دی تھی۔ اور فورا پیچھے ہٹا۔ فلزہ کی آنکھیں حیرت و صدمہ سے پھیل گئیں۔

وہ زی بھی داشو کو بہت اچھی لگ رہی ہے ناں تو ایک کِسی داشو نے بھی زی کو دے

،،دی

وہ اطمینان سے اپنی کسی کی وضاحت دینے لگا۔

فلزہ فورا اس سے دور ہوئی تھی۔

چلو بھئی ہمیں نکلنا ہے،، میں ڈریس نکال دیتی ہوں چینج کر کے باہر آ جاؤ،، تمھارے بدلے تو بہت ڈینجرس ہیں،،، وہ جھنجھلا کر بولی۔ اور اپنے لب رب کرتی ڈریسنگ کی جانب گئی۔ جانے کیسا شدت بھرا لمس تھا کہ وہ اندر تک ہل چکی تھی۔ جبکہ وہ اب اطمینان سے کھڑا اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا اس کی بے چینی گہری نگاہوں سے آبزرور کیے گیا۔

وہ شیر خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اطمینان سے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اے لڑکی کون ہو تم،،؟ اس نے بھرپور ایکٹنگ کی۔

مسز داشاب انصار خان ہوں،،، فلزہ نے اطمینان سے کہا۔ عائشہ اور اس کی مما بھی وہیں موجود تھیں۔

داشاب اس کی پشت کے پیچھے تقریباً چھپ کر کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔

یہ سن کر شیر خان کو جیسے پتنگے لگے تھے۔

کیا بکواس کر رہی ہو لڑکی ہوش میں تو ہو،، اور کیا ثبوت ہے تمھارے پاس اس بات ،،،کا کہ تم داشاب انصار خان کی بیوی ہو

وہ چلائے تھے۔

فلزہ نے ایک پیپر ان کی جانب اچھالا۔

یہ نکاح نامہ ہے اور اب داشاب کے ڈیڈ کی ول کے مطابق میں اس کی لیگل وائف ہونے کے ساتھ ساتھ اس ساری پراپرٹی کی مالکن ہوں تو جتنا مجھ سے دھیمی آواز ،،،میں مخاطب ہوں گے آپ کے لیے اتنا ہی بہتر ہو گا

فلزہ صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جماتے کہا۔

اور اگر میں تمھارے خلاف کیس کر دوں کہ دولت کہ لالچ میں تم نے میرے بھتیجے ،،کو پھانس کر اس سے شادی کر لی تو کیا کرو گی

شیر خان کا لہجہ ہتک آمیز تھا۔

یہ تو آپ اپنی نیت اور ارادے بتا رہے ہیں ناں انکل،، ویسے پھر بھی آپ کی تسلی ،،کروا دیتی ہوں کہ میں کیا کروں گی،، داشو بتانا زرا کہ تم پولیس انکل کو کیا بولو گے

میں بولوں گا کہ بڑے پاپا اور بڑی مما مجھے پریشان کرتے تھے،، مجھے کھانا بھی نہیں ،،دیتے تھے،، اور سٹور روم میں بند کر کے رکھا تھا،، صرف زی نے میری ہیلپ کی ،،اور صرف زی میرا خیال رکھتی ہے

وہ جلدی سے اور تیزی سے بولا۔

شیر خان نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔

فلزہ نے کندھے اچکائے۔

یہ کیس تو میرے حق میں رہے گا انکل جی مگر کچھ لوگ اپنی خیر منائیں ،، کیونکہ کالے کرتوت اور کیے گئے گناہ کبھی نہیں چھپتے،، ایک نا ایک دن آپ کے گناہ آپ ،،کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں اور تب ہوتا ہے مکافات کا عمل شروع

فلزہ کا لہجہ معنی خیز تھا اس نے صاف شیر خان کو گڑبڑاتے نوٹ کیا تھا۔

وہ دونوں میاں بیوی تن فن کرتے وہاں سے جا چکے تھے۔

،،،فلزہ

عائشہ آ کر فلزہ سے لپٹی۔ تھینک یو سو مچ یار،، تم نے وہ کر دکھایا جو میں کرنے کی کبھی بھی ہمت نہیں کر سکتی تھی،، اور مجھے داشاب بھی پہلے سے کافی زیادہ صحت مند ،،لگ رہا ہے

عائشہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اور سر خوشی سے داشاب کی جانب دیکھا۔ یہ بات سن کر کوئی بری طرح گڑبڑایا تھا۔

یہ کہا کہہ رہی ہو بھلا تین چار دن میں صحت مند جادو سے ہو گیا میں اسے ایسے ہی ،،لے کر گئی تھی یہاں سے

فلزہ نے اس کے ماتھے پر چپت رسید کر کے کہا۔

اچھاااا،،، پھر لگتا ہی میں ہی اسے دیکھ کر کچھ زیادہ آکسائیٹڈ ہو گئی ہوں،، عائشہ مسکرائی۔

تبھی فلزہ کا فون رنگ ہوا تھا۔ وہ چونکی۔ فون پس کر کے کان کو لگایا۔

دو منٹ بات کر کے فون رکھ دیا۔

عائشہ مجھے جانا ہو گا،، فلزہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

،،کدھر

،،گھر

کیوں،،؟

ڈیڈ نے بلایا ہے،، دیا مل گئی ہے،، مگر وہ عجیب بیہو کر رہی ہے اسی لیے بابا اور ہم سب اسے ملنے جا رہے ہیں،، میں جلد واپس آؤں گی تم داشاب کا خیال رکھنا،، کوئی ،،گڑبڑ ہوئی تو بس آدھی بیل دے دینا میں سمجھ جاؤں گی

وہ اٹھ کر جانے لگی۔

زی کدھر،، وہ بے چین ہوا اور اس کا ہاتھ دبوچا۔

ضروری کام ہے داشو جانا پڑے گا،، بٹ آئی پرامس اب تمھیں کوئی کچھ نہیں کہے ،،گا،، رائٹ

فلزہ نے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اس کو نگاہوں سے اوجھل ہونے تک دیکھے گیا۔

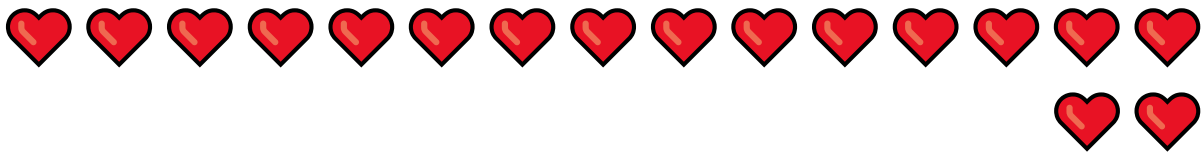

ارشن دھیمے قدموں سے چلتا اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ کل اس نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا جس کے لیے برسوں وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپا تھا۔ جسے پل پل دعاؤں میں اپنے لیے واپس مانگا تھا۔ ہر رات جگا گواہ تھا ہر چڑھتا دن کے ارشن ماہ بیر حفیظ کی محبت کو عروج ہی آیا تھا کبھی اس میں کمی نہیں ہوئی تھی۔

آپ کا من پسند شخص پوری کائنات میں آپ کے لیے زیادہ اہم ہوتا ہے کیونکہ پوری کائنات اسی کے گرد محو رقص ہوتی ہے۔ اور دیا تو ارشن کا سورج تھی اور ارشن ایک زمین کی مانند۔ کہ اپنے مدار کے گرد برسوں چکر لگاتا رہا مگر اپنے مدار سے کبھی ایک انچ بھی ادھر ادھر نا ہو پایا۔

اور کل وہ اس پر ہاتھ اٹھا گیا۔ ہاتھ ٹوٹ نہیں گیا ارشن ماہ بیر حفیظ کا۔ تبھی اب وہ ہاتھ پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا کہ وہ اس ہاتھ کو جانے کیا سزا دے چکا تھا۔

ارشن نے دیکھا وہ سو رہی تھی۔اس وقت تو وہ نہیں سوتی تھی۔ وہ اسے چیک کرنے جلدی سے بیڈ کے قریب آیا۔

انا کہتی ہے چھوڑ دے اسے

عشق کہتا اس پہ سب قربان

جاری ہے ۔

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_love_Saga S3 of Bloody Love

#Wahiba_Fatima

Episode 25.....

وہ بیڈ کے قریب آیا۔ وہ دائیں کروٹ لیٹی ہوئی تھی۔ ارشن کی خواہش تھی اس مختلف قسم کے رنگ پہنتے دیکھنے کی مگر وہ اس سفید سرد سے رنگ میں ہی خود کو قید کیے ہوئے تھی۔

وہ بیڈ پر اس کے قریب آہستگی سے بیٹھا۔ دائیں گال جو ارشن کے سامنے تھی۔ جتنی شدت سے طمانچہ پڑا تھا سرخ و نیلے نشان اب تک گال پر قائم اپنے ہونے کا ارشن کے جنون کا شکوہ کررہے تھے۔

ارشن نے نرمی سے ان نشانات کو چھوا تھا۔ اسے لگا تھا جب وہ اسے ڈھونڈ لے گا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

وہ اپنے اتنے برسوں کا انتظار کا بدلا اس سے سود سمیت واپس مانگے گا۔ اسے پور پور اپنی محبت کے سمندر میں ڈبو دے گا۔ اپنا جنون اپنی شدتیں اس پر نچھاور کرے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہو پایا تھا۔ وہ آج بھی ٹھیک وہیں اسی جگہ اسی مقام پر کھڑا تھا جہاں اسے ڈھونڈنے سے پہلے تھا۔ اس کی مثال صحراؤں میں صدیوں سے بھٹکے اس مسافر کی مانند تھی جس کی نگاہوں کے سامنے برسوں کے بعد ٹھنڈے میٹھے شیریں پانی کا چشمہ ہو اور وہ اس میں سے ایک گھونٹ بھی نا پی سکے۔

بلکہ وہ ظالم تو سرے سے اس نکاح کو ہی رد کر چکی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ ارشن کا اب اس پر کوئی اختیار نہیں تھا واقعی اس نکاح نامہ کی حیثیت ایک کاغذ کے ٹکڑے کے علاوہ کچھ نہیں رہی تھی۔

ارشن کی نگاہوں کا فوکس اب وہ گلابی لب تھے جن کا جام پینے کو وہ مر رہا تھا مگر وہ ظالم بے حس لڑکی اس کو بری طرح دھتکار رہی تھی۔ ارشن نے بلکل بے اختیار ہوتے نرمی سے جھک کر اس کی گال کو اپنے تشنہ ہونٹوں سے چھوا تھا۔ وہ مسلسل اس کے گلابی نرم و گداز گلاب کی پنکھڑی سے لبوں کو دیکھے گیا۔

ان لبوں کا لہو نا پی جاؤں

اپنی تشنہ لبی سے خطرہ ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ وہی لمحہ تھا جب دیا کی آنکھ ایک ان چاہے دہکتے لمس سے کھلی تھی۔ اپنے اس قدر قریب اسے دیکھ دیا کی جان نکل گئی تھی۔ وہ سہمی ہرنی سی نگاہوں سے اسے دیکھتی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اس سے دور کھسکی تھی۔

،،،یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،،؟ دور ہٹیے،،، ہمارے قریب آنے کی جرات بھی کیسے کی آپ نے وہ بھیگے لہجے میں غرائی تھی۔

میری ہمت اور جرات ابھی آپ نے دیکھی ہی کب ہے محترمہ،، دکھانے پر آ گیا،، تو آپ ،،،کہیں کی نہیں رہیں گی

ارشن نے بیڈ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے اس پر خفیف سا طنز کیا تھا۔

ہمیں آپ سے نفرت ہے،، آپ ہمارا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتے،، ہمیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے،، وہ بھرائی آواز میں چلائی۔

ہاں جیسے وہ پاگلوں کی طرح بچپن سے اس کے خوابوں میں اس کے پیچھے بھاگتا تھا اس کا نائٹ مئیر بن چکا تھا شاید تبھی اسے اس سے نفرت تھی۔

ارشن نے خشمگیں اور شکوے سے بھر پور نگاہ اس ظالم لڑکی پر ڈالی تھی۔

میری برداشت مت آزماؤ دیا،، میرے ضبط کی طنابیں ٹوٹنے والی ہیں یہ ٹوٹ گئیں تو بہت بڑا طوفان لائیں گی،، محبت میں اگر صبر آ جائے تو یہ محبوب کے لیے تشویش ناک بات ہے اسی ،،لیے دعا کرو کہ تمھارے قرب کی خواہش میں تڑپ تڑپ کر اس دیوانے کو صبر نا آ جائے

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن کے لہجے کہ اذیت آج تو سامنے والی نے بھی اپنے دل سے محسوس کی تھی تبھی کافی دیر تو کچھ بول ہی نہیں پائی۔

دیکھیے آپ سمجھنے کی کوشش کیجئے،، ہمارا اس جگہ سے کوئی تعلق نہیں،،، تھا بھی تو اب وہ پوری طرح ختم ہو چکا ہے،، ہم نور پاک بی بی ہیں،، لوگوں کو جینے کا سہارا دیتے ہیں ہم،، اب ہماری زندگی ہماری نہیں ہے اس پر،،،،

بلکل ٹھیک کہا تم نے دیا،، یہ زندگی اب تمھاری کب ہے یہ تو اس شیطان خان کی غلامی کی زندگی ہے جس میں تم اس کے لیے لاکھوں کروڑوں کے ہدیے ، زکوٰۃ اور فطرانہ کا ذریعہ ہو،،، خوب وصول کروا رہا ہے وہ تم سے،، تمھیں پتہ ہے اس جعلی درگاہ کی آڑ میں کیا کیا ہو رہا ہے وہاں،،،

ارشن کا لہجہ اب تلخ ترین تھا۔ دیا کا چہرہ دھواں دھواں ہوا۔

بس کیجئے آپ،،، آپ کو کوئی حق نہیں اس پاک جگہ کے بارے میں اتنا گندا بولنے کا،، آپ اپنی مرضی سے کچھ بھی غلط بول سکتے ہیں،، اگر ہم بولتے ہیں تو آپ ہاتھ اٹھاتے ہیں،، پھر کیوں برداشت نہیں ہوتا آپ سے،،

اس کا لہجہ جتاتا سا تھا جیسے شکوہ کیا ہو۔

ارشن تڑپ کر اس تک پہنچا تھا۔ اسے بازوؤں سے تھام کر اس کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ائم سوری دیا،، رائیلی ویری سوری،، پرامس کرتا ہوں آئندہ کے بعد تم پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں ،،گا

وہ زیادہ دیر ان آنکھوں میں دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔ ان خطرناک آنکھوں کی لپک اور جنون کون برداشت کرتا۔ اور نا ہی یہ لمس اس کے لیے قابل برداشت تھا۔

چھوڑیں ہمیں،،، وہ گھبرائی اور اپنا دوپٹہ اپنی مٹھیوں میں بری طرح جکڑا۔ ارشن نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکایا تھا۔

دیا پلیز،، خدا کے لیے رحم کرو اپنے ارشن پر،،، تمھیں اپنے ارشن پر رحم نہیں آتا یا تم بچپن سے ہی اتنی ہی بے رحم ہو میرے لیے،،، میں اب اور نہیں سہہ پاؤں گا،،، میں ٹوٹنے لگا ،،ہوں ڈیم اٹ،، ہارنے لگا ہوں،، میرے حوصلے جیسے پست ہونے لگے ہیں

،،،،چھوڑیں ہمیں

،،برسوں تمھیں محسوس کرنے کے لیے انتظار کیا،، اور انتظار نہیں کرنا چاہتا دیا،، آئی نیڈ یو

،،خدا کے لیے چھوڑ دیں ہمیں

وہ اس کی پاگل قربت میں مچلتی رو دینے کو تھی۔

میں تمھیں پور پور محسوس کرنا چاہتا ہوں دیا میں تمھارا قرب چاہتا ہوں،، تمھارے وجود کی ،،نرماہٹوں سے برسوں کی جدائی کی سختیوں کا درد بھلا دینا چاہتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ دیا نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس دور دھکیلنے کی نازک سی کوشش کی۔

،،،آپ پاگل ہو گئے ہیں،، ہم سے کیسی بیہودہ باتیں کر رہے ہیں چھوڑ دیں ہمیں

آخر کار وہ بری طرح رو دی۔ خود اسے بھی اپنے کندھے پر نمی سی محسوس ہوئی تھی جہاں پہ اس پاگل دیوانے نے اپنا سر ٹکایا ہوا تھا۔

،،دیا میں تمھیں ایسے پیار کرنا چاہتا ہوں کہ تمھارے جسم سے تمھاری روح میں گھل جاؤں

ارشن نے محض اسے سینے سے لگا رکھا تھا مگر دیا کو یوں لگا جیسے وہ اپنی شدتوں اور اپنے جنون سے اسے بے جان کر رہا ہے بھلا اس کی یہ جان لیوا قربت یہ لمس کب برداشت ہو رہا تھا اس سے؟

تبھی اپنی پوری طاقت لگا کر دیا نے اسے دور جھٹکا تھا اور متوحش سی کمرے کے بیرونی دروازے کی جانب بھاگی۔

وہ دروازا جو اس کی قسمت کی طرح بلکل جیسے جام ہو چکا تھا آج جانے کیسے مگر کھلتا چلا گیا۔ وہ سامنے سے آنے والی کسی ہستی سے بری طرح ٹکرائی تھی۔ فلزہ نے اس کا ڈرا سہما متوحش سا چہرہ حیرت سے دیکھا۔ وہ بھی پہلے تو فلزہ کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھے گئی پھر کچھ سمجھ کر اسی میں اپنی جائے پناہ تلاش کرتی اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے حیرت سے دیا کے ہچکولے کھاتے جسم کو دیکھا اس کے گرد بازو حمائل کیے پھر کمرے کے اندر پیٹھ کیے کھڑے اس شکستہ سے شخص کو دیکھا۔ اور ایک سرد سی آہ بھری۔

،،ہمیں بچا لیں ان سے،، ہمیں نہیں رہنا ان کے پاس،، یہ بہت گندے اور برے انسان ہیں ،،، ہمیں خدا کے لیے لے جایئے یہاں سے،، یہ ہمارے ساتھ

وہ بری طرح رو رہی تھی۔

اندر ارشن نے ضبط کی انتہا سے اپنے جبڑے اور مٹھیاں اس کی قدر سختی سے بھینچ رکھیں تھیں کہ اسے لگا اس کی کنپٹی کی رگیں پھٹ جائیں گی۔

فلزہ اسے سہارا دیئے باہر لائی تھی۔ یہ لوگ اس وقت ارشن کے ایک سیکرٹ اپارٹمنٹ میں تھے۔ تبھی وہاں ماہر خان، رواحہ اور احان داخل ہوئے تھے۔ رواحہ نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سفید لباس میں ملبوس اپنی معصوم بچی کو دیکھا۔ دیا بھی پھٹی پھٹی بھیگی نگاہوں سے ان سب کو سانس روکے دیکھے گئی۔)خون نے کھینچ ماری تھی۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں کوئی ایسی طاقت نہیں جو ماں باپ کی کشش اور محبت سے دل میں پڑنے والی تڑپ اور کھینچ کا مقابلہ کر سکے۔ اسے اس وقت خان شمشان خیل کی پڑھائی ہوئی تمام پٹیاں بھول چکیں تھیں جیسے۔ (وہ بے تاب ہو کر ماں کی جانب دو قدم بڑھی۔ رواحہ بھی لرزتے قدموں سے آگے بڑھی تھی۔ اپنے کلیجے کے ٹکڑے کی جدائی نے اس کے جسم سے جیسے تار کھینچ لی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رواحہ نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔ دیا بلک بلک کر روئی تھی۔ ماہر خان کی آنکھیں نم تھیں اس نے بھی دیا کو رواحہ سمیت اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

احان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ بڑی دیر بعد رواحہ اس سے جدا ہو پائی تھی۔

،،،،دیا

احان قریب آیا۔ دیا نے حیرت سے اپنا ہی ایک مردانہ عکس دیکھا تھا جیسے۔

،،،میری پیاری سی گڑیا

احان نے اس کا ماتھا عقیدت سے چوما تھا۔

،،بب،،،،بھائی،،، آ،،،،،،، آپ،،،، ہمارے،،،،،، بھائی،،،، ہیں،،،،،،ناں

اس نے روتے ہوئے پوچھا۔

احان نے اسے گلے سے لگا لیا۔

،،،میری چھوٹی سی گڑیا

احان نے اس کا سر سہلایا کیونکہ وہ رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔ اب وہ اسے لے کر لاونج کے صوفے پر ہی بیٹھ گئے تھے۔ وہ رواحہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔ رواحہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اس سے باتیں کیے گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سب آپس میں بزی ہوئے تو فلزہ اس کے کمرے میں آئی جو ہنوز اپنی جگہ پر وہیں بت بنا کھڑا وحشت بھری نگاہوں سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورے جا رہا تھا۔ فلزہ اس کے قریب آئی تھی۔

،،،،ارشن

فلزہ نے پکارا تو وہ پیچھے مڑا۔

فلزہ نے اس کا دھواں دھواں چہرہ ملاحظہ فرمایا۔

"،،جہاں اتنے برس انتظار کیا ہے وہاں کچھ دن اور سہی، تمھیں اسے ابھی سپیس دینی چاہیے میرا مطلب ہے کہ ابھی اسے ہم سب کو خاص کر تمھیں سمجھنے کے لیے وقت چاہیے،، تو ،،،تمھیں نہیں لگتا کہ تمھیں اس سے اس طرح زور زبردستی نہیں کرنی چاہیے

وہ کہاں لگی لپٹی رکھنے والی تھی جو دل میں تھا سیدھا بول بھی دیا۔

تمھیں کیا لگتا ہے میں کیا کر رہا تھا اس کے ساتھ،،؟ وہ خشمگیں تیکھے سے لہجے میں بولا تھا۔ مگر جب فلزہ اس کی جانب آئی برو اچکا کر دیکھے گئی تو وہ جھنجھلا اٹھا۔

"کچھ نہیں کیا میں نے،، نا ہی ابھی ایسا کچھ کرنے کا ارادہ ہے ہاں مگر تمھاری بے حس، پتھر دل، بے رحم بہن پاگل ضرور کر دے گی مجھے،، میں نکل رہا ہوں یہاں سے اسے وائیٹ پیلس ،،لے جانا آپ لوگ

وہ بے تاثر سرد سے لہجے میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔ وہ باہر ان لوگوں کے پاس آئی تھی۔ وہ سہمی ہوئی سی رواحہ کا دامن چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ لیکن جب ماہر خان نے کہا کہ وہ ان کے ساتھ جائے گی۔ تو وہ کم از کم اس عقوبت خانے سے جانے کے لیے جلدی سے تیار ہو گئی تھی۔ وہ لوگ اسے لئے وہاں سے نکلے تھے۔

وہ لوگ دیا کو لئے وائیٹ پیلس پہنچے تھے جہاں سب نے اس کا شاندار سا استقبال کیا تھا۔ سب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

احان کا موبائل رنگ ہوا تھا اس نے نمبر دیکھ کر فون یس کر کے کان کو لگایا۔ بنٹی کا تھا۔

احان ، اس لڑکی کی طبیعت صبح سے خراب تھی اور اب اس نے آدھے گھنٹے بھر سے خود کو باتھ روم میں بند کر رکھا ہے،، جبکہ باتھ روم سمیت تمام اپارٹمنٹ کا آٹو لاک صرف تمھیں ،،معلوم ہے،،، کوئی آواز بھی نہیں آ رہی،، مجھے ڈر ہے اسے کچھ ہو نا گیا ہو

واٹ،،،

اس کی دھاڑ پر اس کے پیچھے کھڑا ماہر خان بھی چونکا تھا۔ وہ اب شدید قسم کی اضطرابی کیفیت میں وہاں سے تیزی سے نکلا تھا۔ آج ماہر خان بھی اس کے پیچھے نکلا تھا۔

آساوری شاہ جو بے تاثر چہرہ لیے میرون سادہ سے سوٹ میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اسے احان نے ہاسپٹل سے اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ کروا دیا تھا۔ وہ جانتی تھی وہ باہر آتا تھا مگر اس دن کے بعد سے احان کی اس سے سامنا کرنے کی ہمت نا ہو پائی تھی۔

وہ آخر اس کے ساتھ کرنا کیا چاہتا تھا۔ اگر زندہ رکھنا چاہتا تو آزاد کر دیتا۔ اگر مارنا چاہتا تھا تو مار بھی نہیں رہا تھا۔ وہ عالم برزخ جیسی کسی درمیان کی دنیا میں لٹکائی گئی تھی جیسے۔

وہ بھی اب اس قید بھری زندگی سے اکتا گئی تھی۔ رو رو کر اس کی اکثر طبیعت خراب ہو جاتی۔ آج صبح سے اسے ہلکا بخار بھی تھا اور طبیعت بھی خراب تھی۔ اپنی قسمت یا اس سنگدل بے مہر شخص سے اپنی بے پناہ محبت آزمانا چاہتی تھی کہ کچھ سوچ کر بیڈ سے اٹھی۔ اگر وہ، اس کے سامنے نہیں آ رہا تھا تو یہ آساوری شاہ کی بھی ضد تھی کہ وہ اسے اپنے سامنے لا کھڑا کرے گی۔

وہ اٹھ کر واش روم میں بند ہوئی تھی۔ اور پھر وہ کافی دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اس کی طبیعت خراب ہونا شروع ہوئی تھی۔ وہ بے چین سی اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ اپنی اتنی بھیانک اور

CLASSIC URDU MATERIAL

قابلِ ترس موت کب سوچی تھی۔ وہ اب زور زور سے سانس بھرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ سینے میں درد کی ایک مخصوص لہر اٹھی۔

اس تکلیف دے موت سے ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بہتر تھا کہ وہ جلد ہی اپنی جان دے دے تبھی نیم گرم پانی سے بھرے باتھ میں گھس کر وہ پانی میں جان بوجھ کر ڈوبتی چلی گئی۔

وہ کافی تیز ڈرائیونگ کرتا اپارٹمنٹ تک پہنچا تھا۔ بار بار اپنا ماتھا سہلاتے خود کو ہمت دینے کی کوشش کی تھی آج اگر اس پاگل لڑکی نے خود کو نقصان پہنچایا ہوا تو اسے بڑی سخت سزا دینے والا تھا۔

وہ تیزی سے اپارٹمنٹ داخل ہوا تھا۔

سامنے ہی بنٹی کھڑی تھی۔

،،،کہاں ہے وہ

اپنے کمرے کے واش روم میں،،، بنٹی نے بتایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی جانتی تھی جب وہ خود بلائے گا اسے تب جانا ہو گا۔

بغیر وقت ضائع کیے احان تیزی سے کمرے کی دیوار میں پینٹنگ کے پیچھے چھپے بٹنز میں سے کچھ کوڈ ٹائپ کرنے لگا واش روم کا دروازا ان لاک ہوا تھا۔ وہ واش روم میں داخل ہوا تو

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک بھیانک نظارا اس کا منتظر تھا۔ احان کا کلیجہ منہ کو آیا تھا کہ وہ بے جان سی باتھ ٹب کی سطح پر لیٹی تھی۔ بس چند بلبلے تھے جو پانی میں اٹھ رہے تھے۔

احان نے آگے بڑھ کر ایک جست میں اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے پانی سے باہر نکالا تھا۔ باتھ ٹب کے کنارے لٹا کر اس کا پیٹ اور سینہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مخصوص طریقے سے دبایا تو کافی سارا پانی اس کے منہ سے باہر نکلا۔

،،،،، آساوری،،،،،،؟ پلیز آنکھیں کھولو

وہ اسے پکارے گیا۔ اسے خیال آیا وہ سانس کب لے رہی تھی۔ احان کو لگا آج اس کی بھی ہر آتی جاتی سانس ساکن ہو جائے گی۔

آساوری،،،، وہ پھر چلایا اور اسے پکڑ کر جھنجھوڑا۔ پھر اپنی پینٹ کی پاکٹ سے انہیلر نکال کر ہاتھ سے ٹھوڑی سے لب کھول کر لبوں سے انہیلر نکال کر اسے سانس دینے کی کوشش کی۔

،،، آساوری

کچھ بھی رد عمل نا ہوتے دیکھ احان کی سہی معنوں میں جان نکلی تھی۔ اس نے ہاتھوں سے اس کو سینے سے پھر پش کیا اور دوبارا انہیلر لبوں سے لگایا۔ اب بھی کچھ نہیں ہو پایا تھا۔ اب احان نے بغیر سوچے سمجھے اس کے نیم وا لبوں پر اپنے لب رکھ کر اپنی سانسیں اس کے سینے میں اتاریں تھیں۔ چند پل کا عمل تھا وہ ایک لمبی سی ہچکی بھر کر بری طرح لمبے لمبے سانس بھرنے لگی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زرا سی آنکھیں کھول کر اپنے اوپر تقریباً جھکے ہوئے احان ماہر خان کو دیکھا۔ تب اپنے ہونٹوں سے جڑے اس کے تلخ مگر مسیحائی کرتے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا تو وہ جی جان سے لرز گئی تھی۔

ہاں مگر وہ آساوری شاہ تھی تبھی بلکل بے اختیار ہوتے اس کے گداز لبوں نے احان کے (نچلے لب کو چھو کر محسوس کرنے ہلکی سی گستاخی ضرور کی تھی۔

احان دبخود سا اسے ہوش میں آتا دیکھ اور اس کی اس گستاخی پر بھونچکا تیزی سے پیچھے ہٹا تھا۔ وہ اس کی جرات و دلیری پر عش عش کر اٹھا۔

تب بھیگی پلکوں اور کپکپاتے لبوں سے وہ تلخیہ سا مسکرائی۔ جسے دیکھ احان جیسے غم وغصے سے پاگل ہوا تھا۔ اس کے بال مٹھی میں بری طرح جکڑے تھے۔

یہ کیا پاگل پن ہے آساوری شاہ،،، ؟ وہ دھاڑا۔

کچھ کہنے کہ چاہ میں آساوری شاہ کے گداز لب پھڑپھڑائے۔

آ،،،،،پ،،،،، س،ے،،،،،،ع،،،،،شق ،،،،،ہے،،،،ا،،،،حا،ن

وہ بمشکل ہی بول پائی۔ اور اس کے اگلے عمل نے احان کی سانس اس کے سینے میں الجھا دی تھیں۔ کہ وہ اس سے بے اختیار لپٹ کر اس کی کمر پر ہاتھ باندھ کر احان کی گردن میں منہ دیئے بلک بلک کر رونے لگی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ وہ دم بخود سا سانس روکے اسے محسوس کیے گیا۔ وہ نرم نازک گداز وجود جو اس کے روم روم میں بسا تھا۔ اب اس کی قربت نے اس کے دل کی دنیا کو تہہ و بالا سا کر دیا تھا۔

،،،، احا،،،،،،ن،،،، مم،،،میری،،،مشکل،،،،،، آسان،،،،،،کر دیں،،، یا،،،تو،،مجھے ،،،مرنے،،،،،،دیں،،،، یا،،،، آزاد،،، کر دیں،،، احان،،،، میں مر جاؤں گی،،، میں ،،،نے،،،،کچھ،،، نہیں،،، کیا

وہ اب ہچکیوں سے روتی اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی۔ احان نے بری طرح اپنے لب کچلے۔ جس سے برسوں محبت کی تھی اس سے اب نفرت کا پرچار کرنا بہت ہی اذیت ناک تھا۔ احان اسی لئے تو اس سے کترا رہا تھا تبھی تو یہاں کا رخ غلطی سے بھی نہیں کیا تھا کہ یہاں آکر وہ خود پر سے ہر اختیار کھوتا ہوا محسوس کرتا تھا۔۔ اسے ،اس کی خوشبو کو رگِ جاں میں اترتا محسوس کرتا تھا۔

ہم ہیں وہ دست سیاہ بخت کہ جن کو تعبیر

شوخ رنگوں کی تمنا میں فقط راکھ ملی

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے بھی تو اپنے خوابوں کی تعبیر کی صورت محبت کو جلا کر راکھ کرتے بس نفرت کرنا پڑ رہی تھی۔ وہ اسے نرمی سے اٹھا کر باہر لایا تھا۔

،،،،،بنٹی

احان نے آواز دی۔ وہ جلدی سے اندر چلی آئی۔ "اسے چینج کرواؤ میں ادھر باہر ہی ہوں ابھی،،، وہ سنجیدگی سے کہتا اسے صوفے پر لٹا کر باہر نکل گیا۔

وہ باہر آ کر شکستہ سا صوفے پر ڈھے کر اپنے چٹختے آعصاب کو پرسکون کرنے کو کنپٹیاں سہلانے لگا۔

وہ چونکا تھا۔ اپنی ٹینشن میں اس نے غور ہی نہیں کیا۔ سامنے ہی ماہر خان ہاتھ کی مٹھی بنا کر چن پر رکھے بیٹھا بغور بیٹے کی دگرگوں حالت دیکھ رہا تھا۔)تاریخ خود کو دہراتی ہے ایک مرتبہ اس نے بھی تو کسی کو یونہی بغیر کسی رشتے کے اپنے پاس قید کیا تھا مگر کیا ہوا؟ خود اس (قید کے بدلے عمر بھر کے لیے اپنی ہی سانسیں گروی رکھنی پڑیں

ڈیڈ،، آپ کب آئے،، خیریت؟ کوئی کام تھا،،؟

احان نے فوراً خود کو کمپوز کیا تھا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں احان ماہر خان کے تم نے اس بچی کو بغیر کسی رشتے کے اپنے پاس، اپنی دسترس میں، اپنے ہی کمرے میں کیوں رکھا ہوا ہے؟ ماہر خان کی سرسراتی آواز پر وہ بری

CLASSIC URDU MATERIAL

طرح گڑبڑایا تھا۔ بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی کے مترادف وہ اپنے باپ سے نگاہیں نہیں ملا رہا۔

،،،ڈیڈ یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں،، کیا آپ مجھے ایسا سمجھتے ہیں

احان نے بات کو گھمانے کو افسوس بھرا لہجہ اختیار کیا۔ مگر نہیں جانتا تھا سامنے اس کا باپ ہے۔

قصور بتاؤ مجھے اس بچی کا؟

وہ حشمت راؤ کی وہی ہوتی ہے ڈیڈ جس کی وجہ سے اتنے سارے قتل ہوئے اور معصوم ،،جانیں گئیں

احان نے اپنی دانست میں اسے یہاں رکھنے کی سب سے مناسب وجہ بتائی۔

وہ تو میں جانتا ہوں،،، مگر کیا یہ بات اس بچی کے علم میں ہے کہ اس کی وجہ سے اتنی ساری جانیں گئیں ہیں،، کیا اس بچی نے اپنے دادا سے کہا کہ مجھے بچانے کی خاطر آپ یہ توہم پرستی کا گندا خونی کھیل کھیلیں،،،؟

ماہر خان کی بات پر احان نے پہلو بدلا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نو ڈیڈ اس میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں،، بٹ آئی ہیٹ ہر،، میں اسے جان سے مار ڈالوں گا،، نا رہے گا بانس نا بجے گی بانسری،، یہ نا رہی تو کس کے صدقے اتارے گا اس کا وہ پاگل ،،،بڈھا دادا،، آئی ول کل ہر

احان پھنکار کر بولا تھا۔ ماہر خان اس کی بات پر گہرا مسکرایا تھا۔

آں ہاں،،، مار دینا چاہتے ہو تو مرنے دیتے،، ابھی پھر اپنی ہی سانسیں دے کر اسے بچایا کیوں؟ بنٹی نے بتایا مجھے، ابھی یہاں کیا ہوا؟

ماہر خان نے کہا تو پھر اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا۔

تم غلط ٹریک پر ہو برخوردار،، اسلام میں تو جہاد پر جاتے ہوئے کفار تک کی خواتین، بچوں اور ،،فصلوں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کی گئی ہے وہ تو پھر تمھاری پہلی اور آخری محبت ہے

ماہر خان کی بات پر احان سناٹوں کی زد میں آیا تھا۔ جو بات وہ خود سے بھی چھپاتا پھر رہا تھا کیا وہ اتنی عیاں کر بیٹھا تھا۔ کہ اس کو ڈیڈ تک کو پتا چل گیا۔

،،،،،،،،،ایسا

احان نے بولنا چاہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ نہیں ہے ڈیڈ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،،،،)ماہر خان نے اس کی بات بیچ میں ہی اچک لی۔" (یہ کارڈ تو تم میرے ساتھ کھیلنا ہی مت بیٹا جی،، باپ ہوں تمھارا،، بیٹے ہو تم میرے،، تمھارے دل کی کہانی تمھاری آنکھوں نے عیاں کر دی ہے،، اور ایک بات بتاؤں کوئی وقت تھا جب میں نے بھی تمھاری ماں کو ایسی ہی اپنی قید میں رکھا تھا،، پھر عمر بھر خود ،،کو رہائی نہیں ملی

ماہر خان نے سنجیدگی سے کہا۔

،،میں کیا کروں ڈیڈ،، یہ سب بہت تکلیف دہ ہے

احان نے اپنی شکست تسلیم کرتے اپنے ہاتھوں میں سر گرایا۔

،،نکاح کر لو اس سے

ماہر خان نے سکون سے اسکی تکلیف کا ہل پیش کیا تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ان کی جانب بے یقینی سے دیکھا۔

اتنے بے یقین کیوں ہو؟ کیا اسے یہاں سے جانے دے سکتے ہو،،؟

ماہر خان نے اس سے ایک سوال پوچھا جس کا اس نے اطمینان سے نفی میں ہی جواب دیا تھا۔

تو پھر میں تمھیں اس بات کی ہر گز اجازت نہیں دوں گا کہ تم اس بچی کو اپنے پاس بغیر رشتے ،،کے رکھ کر اس کی زندگی، عزت اور جزبات سے کھیلو،، یہ نکاح آج ابھی اور اسی وقت ہو گا رہی بات حشمت راؤ کی تو اس کے لیے سب سے بڑی اور دردناک سزا یہی ہو گی کہ اس کی

CLASSIC URDU MATERIAL

بچی اس کی دانست میں دشمن کی دسترس میں چلی گئی،، وہ جب اپنی ہی اکلوتی بچی سے ہر اختیار ،،کھو دے گا تو اس کو اصلی شکست ہو گی

ماہر خان نے سکون سے اس کی ہر پریشانی کا حل پیش کیا۔ احان نے پرسکون ہو کر اثبات میں سر ہلایا۔

آساوری نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔ آکسیجن ماسک منہ پر تھا۔ سامنے نگاہ اٹھی تو وہ بے مہر شخص سبز آنکھوں میں سرد مہری کی رمک لیے سامنے صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ جمائے ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر رکھے بیٹھا سکون سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

آساوری نے سارا غصہ اس آکسیجن ماسک پر اتارا جسے اتار کر پرے پھینکا تھا۔

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اپنا لباس دیکھا جو چینج کیا گیا تھا۔ اسے زرا بھی حیرت نہیں ہوئی تھی جانتی تھی یہ بنٹی نے کیا ہو گا۔

،،نکاح کرو گی مجھ سے آساوری شاہ

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی تو آساوری بلکل دم سادھ گئی تھی۔ دل کانوں میں بجنے لگا تھا۔ برسوں سے جس شخص کو چاہا، تہجد میں راتوں کو مانگا، جس کے لیے تڑپی ایڑھیاں رگڑیں، جس کے ساتھ کا خواب دن رات پل پل آنکھوں نے سجایا وہ حقیقت کا روپ دھار کر یوں ایک دن اس کے سامنے چلا آئے گا اسے اپنی قسمت اپنے نصیب پر زرا اعتبار نا آیا۔

چپکے سے بازو پر چٹکی بھر کر دیکھی واقعی وہ سچ میں اسے اپنا نام اپنا سب کچھ دینے کی بات کر رہا تھا۔ مسرور سی اپنی قسمت پر نازاں ہوئی۔ لیکن نخرہ دکھانا بھی تو بنتا تھا ناں۔۔

مجھے فی الحال آزادای چاہیے آپ سے،، پھر اگر آپ کی ایسی کوئی خواہش ہوئی تو میرے ماں ،،،باپ سے بات کیجئے گا،، یوں بزدلوں کی طرح چھپ کر نکاح نہیں کروں گی میں

آساوری شاہ نے اپنی دانست میں کرارا جواب دیا تھا اسے۔

تو تم مجھ سے ابھی نکاح نہیں کرو گی،،،؟

،،،نہیں

کیوں اب آساوری شاہ کا عشق کہاں جا سویا ہے جس کا دعویٰ ابھی کچھ دیر پہلے وہ کر رہی ،، تھی

احان کا لہجہ مزاق اڑاتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،آپ کے کان بجے ہوں گے،، میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا

وہ بڑی ڈھٹائی سے اپنی بات سے مکر گئی تھی احان اس کی دیدہ دلیری پر عش عش کر اٹھا۔

پھر بغیر کسی رشتے کے اپنے لبوں کی بے اختیاری کو زرا کنٹرول میں ہی رکھا ہوتا آساوری شاہ ،،،جو تمھیں ابھی کچھ دیر پہلے تک رسوا کر چکے ہیں

احان نے اطمینان سے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تو وہ سر تا پا سرخ پڑ گئی تھی۔ اسی لئے زبان تالو سے چپک چکی تھی۔ وہ نگاہیں جھکا گئی تھی۔ اب اس سے نگاہیں ملانے کے قابل کب رہی تھی۔ یہ اندازہ جو نہیں تھا کہ وہ یوں اس کی بے باکی کی کہانی اسے واپس لوٹا دے گا۔

اب یہ تو طے ہے کہ تم کبھی واپس نہیں لوٹ سکتیں آساوری شاہ،، میری دسترس میں ہی رہو گی،، نکاح کرو گی تو تمھیں اپنے گھر لے جاؤں گا،، نہیں کرو گی تو شاید تمھیں بغیر کسی رشتے کے میرے ساتھ یہیں قید میں رہنے میں دلچسپی ہے شاید،، باہر جو ابھی میرے ڈیڈ نے نکاح کا بندوبست کیا ہے تو انھیں جا کر منع کر دیتا ہوں،، اور یاد رکھنا آساوری شاہ اس نکاح کی آفر ،، صرف آج ابھی اسی وقت کے لیے ویلڈ ہے تمھارے لیے،، پھر عمر بھر اس قید میں رہنا ،،اب کی بار گیا تو میں واپس نہیں لوٹوں گا آساوری شاہ یاد رکھنا

وہ اپنی بات مکمل کر کے اٹھ کر باہر جانے والا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،ااحا،،،،،،ن،،،، مم،،، مجھے ،،، منظور ہے

وہ شرم و حیا سے سرخ پڑی انگلیاں چٹخاتی بمشکل بول پائی۔

اتنی دیر میں ماہر خان اندر آیا تھا۔ آساوری شاہ نے جلدی سے اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھا۔

،،،سب کچھ ریڈی ہے احان ،، بچی کو چادر اوڑھا کر باہر لاؤ

یس ڈیڈ ہم آ رہے ہیں،، احان نے اطمینان سے جواب دیا۔

ماہر خان باہر گیا۔ تبھی بنٹی دانت نکالتی ہاتھ میں چادر تھامے اندر داخل ہوئی۔ بنٹی نے چادر آساوری کے سر پر اوڑھا دی۔ احان نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑا اور اسے باہر لایا۔

باہر وہ اس کے قریب ہی صوفے پر بیٹھا تھا۔ آساوری کا دل بند ہوا جا رہا تھا۔ اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔

چند پلوں میں وہ اپنے تمام حقوق احان ماہر خان کو اپنی دل کی مکمل رضامندی سے سونپ چکی تھی۔ اور اب اس سے نگاہیں اوپر اٹھانا محال لگ رہا تھا۔

،،ڈیڈ اسے وائیٹ پیلس لے جایئے گا،، ضروری کال آئی ہے مجھے تھانے جانا ہو گا

CLASSIC URDU MATERIAL

،وہ سنجیدگی سے کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ ایک دم سے ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔ رشتہ جزبات، احساسات، دل میں جزبوں کا طوفان سا اٹھا تھا۔ یہاں رہتا تو بے اختیار ہی ہونا تھا اسی لیے اس نے آج کے دن آساوری شاہ کی سہولت کے لیے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی۔ کہ وہ ہر گز اسے یہ تاثر نہیں دینا چاہتا تھا کہ جانے کتنا ترسا ہوا تھا۔

لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی جب وہ وہاں سے نکلا تھا۔

آساوری کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔

!کیا خبر کل تجھے بھی ہو جائے۔

! عشق والوں کی خیر مانگا کر

تقریباً دو ہفتے ہو چکے تھے وہ اب سہولت سے مس فریال کے ساتھ پورے ہاسپٹل میں گھوم پھر لیا کرتی تھی۔ اپنے بڑے پاپا سے بہت سخت قسم کی ناراض تھی وعدے کے مطابق وہ لوگ اگلے دن نہیں آئے تھے وہ انتظار ہی کرتی رہی مگر اس کا انتظار انتظار ہی رہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر پاشا ابراہیم اسے فون کرتا رہا مگر اس نے سخت قسم کی ناراضگی کی وجہ سے ایک مرتبہ بھی فون اٹھانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔

نہیں جانتی تھی یہی تو پاشا ابراہیم چاہتا تھا کہ وہ اکیلی اپنی ساری پرابلمز کو فیس کرے۔ امن اس کے سامنے تقریباً نا آنے کے برابر ہی آیا تھا۔

آج بھی اس نے کافی سارا وقت اینجل وارڈ میں گزارا تھا۔ وہ اب رنگیلی کے بغیر یہاں آنے جانے لگی تھی اب بھی مس فریال کو گڈ بائے بول کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب جا رہی تھی۔

جزا ٹرسٹ کا یہ طویل و عریض کوریڈور تھا جس میں سے وہ گزر رہی تھی۔ مگر ایک جگہ ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔

وہ ایک کیبن تھا جہاں سے اس کی پسندیدہ تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ وہ کھڑی پہلے غور سے سنے گئی کہ آیا یہ وہی آواز ہے بھی کہ نہیں۔ وہ دھیمے سے چلتی اس دروازے کے قریب آئی تھی۔

،،،یہ تو وہی آواز ہے

اسے اپنی زندگی کی خوشگوار ترین حیرت ہوئی۔ وہ بے یقین تھی کہ واقعی کیا وہ یہ آواز اتنے قریب سے سن رہی ہے۔ تب سرخوشی میں وہ اس کیبن کا دروازا کھولتی چلی گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 26

ڈاکٹر انعم صالح اپنے کیبن میں آنکھیں موندے چھوٹے سے بوفر میں وہ تلاوت کی روح پرور اور مسرور کن آواز سن رہی تھی۔ اسے عشق تھا اس آواز سے۔ اس آواز والے سے۔ اس کی جھکی فون میں کچھ تلاش کرتی گہری پراسرار مگر حزن وملال اپنے اندر گہرائیوں میں سمائے ان خاص بہت خاص نگاہوں سے۔

خاص کر اس کے نام سے۔ جس کے نام کے سب لفظ اس کے نام میں تھے۔ وہ اکثر بڑی دلجمعی سے مگر بے دھیانی میں سب سے چھپ کر اپنے ڈاکومنٹس، اپنی فائلز پر یہ نام لکھا کرتی تھی۔

Aman

Anam

اسی کی یاد کے جگنو سفر کی شام میں ہیں

کہ جس کے نام کے سب لفظ میرے نام میں ہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی تو یہ انتہائی بچکانہ حرکت مگر محبت کے معاملے میں انسان کب میچور ہونا چاہتا ہے۔ ہر وہ بچکانہ حرکت بھی محبوب ہوتی ہو جو روحِ من سے منسوب ہو۔

وہ آنکھیں موندے انہماک سے تلاوت سن رہی تھی جب ہلکی آہٹ پر آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا۔ اندر آنے والی ہستی کو دیکھ کر جو وہ محسوس کرتی تھی ہر گز ایسا نہیں چاہتی تھی مگر جب دل اسے دیکھ کر پسلیوں سے سر پٹختا تھا تب رقابت کے درد کی لہریں روح تک کو محسوس ہوتی تھیں۔ اور ستم تو یہ تھا کہ وہ جانتی بھی تھی کہ اس کا محبوب شخص سامنے کھڑی ہستی کا نام اپنی ہر آتی جاتی سانس میں پرویا کرتا تھا۔ پھر ستم در ستم یہ کہ اسے اتنا پروٹوکول حاصل تھا کہ وہ پورے ہاسپٹل میں جہاں مرضی چاہتی آ جا سکتی تھی۔

)آخر یہ جزائرسٹ جو تھا(

تبھی اب وہ بغیر اجازت اس کے کیبن میں چلی آئی تھی۔ سادہ سے براؤن سوٹ میں آنکھیں ہر وقت ہرنی کی طرح سہمی ہوئی سی رہتیں۔ وہ مرجھائی ہوئی بھی مکمل حسن کا پیکر لگتی تھی۔ امن آریان کا اس کے لیے عشق یہاں کسی سے ڈھکا چھپا تو تھا نہیں۔ سب جانتے تھے وہ اپنی چھوٹی کمزور سی جان کی مٹھی میں جزائرسٹ کے اونر امن آریان پاشا کی سانسیں قید کیے پھرتی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

معجزا جو تلاوت کی آواز سن کر اندر آئی تھی۔ ہونق سی بنی اپنی بڑی بڑی چاکلیٹ براؤن آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھے گئی۔ تھوڑا آگے آئی تو ڈاکٹر انعم اسے ہی سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

اسلام و علیکم،،، معجزا نے بمشکل سلام کیا۔

وعلیکم السلام،، کہیے کوئی کام تھا معجزا آپ کو،،، ڈاکٹر انعم نے نرمی سے کہا۔

)باہر امن جو یہاں سے گزر کر ایمرجنسی جا رہا تھا ڈاکٹر انعم کے کیبن سے معجزا کی آواز سن کر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر دروازے سے زرا سا اندر چلا آیا(

وہ یہ جو تلاوت آپ سن رہیں تھیں ڈاکٹر،، یہ میں بھی بہت شوق سے سنتی ہوں،، مجھے لگا شاید،،، خیر،، کیا آپ اس کے قاری کا نام جانتی ہیں،،،

معجزا نے پوچھا تو ڈاکٹر انعم نے پہلو بدلا۔ جبکہ پیچھے کھڑا امن اب اپنی سانس تک روک گیا تھا۔ پھر ڈاکٹر انعم کی نگاہ معجزا کے پیچھے اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔

امن نظر بچا کر وہاں سے واپس جانا چاہتا تھا تاکہ وہ اسے دیکھ کر ڈر نا جائے مگر انعم کی آواز پر ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ڈاکٹر امن،،، آیئے،، معجزا اس تلاوت کے قاری کا نام پوچھ رہی ہیں،، کیا آپ کو معلوم ہے،،؟ اگر آپ کو معلوم ہے تو آپ انھیں بتادیں،،،

انعم نے زخمی سے لہجے میں کہا تھا۔ امن اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکا اور ایک بے تحاشا غصیلی نگاہ ڈاکٹر انعم پر ڈالی۔ حالانکہ وہ آنکھ کے اشارے سے اسے منع کر چکا تھا کہ معجزا کو کچھ نا بتائے۔

معجزا اس کی موجودگی محسوس کر کہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھی۔ بلکہ ڈاکٹر انعم نے اس کے چہرے پر خوف و نفرت کے سائے لہراتے دیکھے۔

شٹ اپ ڈاکٹر انعم،، آپ فری ہو کر یہاں کیوں بیٹھی ہیں،، اپنی ڈیوٹی پر دھیان دیجئے اور جا کر وارڈ نمبر فور کا راؤنڈ لگا کر آیئے،،،

امن نے سرد و سپاٹ اور بے تاثر آواز میں اسے بری طرح جھڑکا اور بالا ہی بالا اپنی بات میں اسے بہت کچھ باور بھی کروادیا۔ ڈاکٹر انعم کی آنکھیں فوراً نم ہوئیں تھیں۔ وہ اپنی چیزیں اٹھا کر جھٹکے سے اٹھیں اور وہاں سے نکلتی چلیں گئیں۔ جبکہ وہ ہونق سی بنی احمقوں کی طرح وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

امن نے اس کی پشت کو دیکھا۔ اور نگاہیں چرائیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں چھڑک دیتا ہوں نمک اُن پر
زخم ہوتے نہیں رفو مجھ سے

معجز اپلٹی نہیں تھی بلکہ اس کے وہاں سے جانے کا انتظار کرنے لگی۔ امن وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ جانے کیوں مگر امن کے قدموں نے چلنے سے انکار کر دیا تھا۔
ہونہہ،،، ظالم،، جانور کہیں کا،،، سب کو رلانا ہی آتا ہے،،، معجز ادل میں بول کر جھنجھلائی۔ ڈاکٹر انعم کی آنکھوں کی نمی اس سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔ مگر یہ بات سر سے گزر گئی کہ اس نے ڈاکٹر انعم کو اتنی بری طرح ڈانٹا کیوں تھا۔ ابھی وہ اسے اس کہ مطلب کی بات بتانے والی تھیں شاید۔
معجز ا،،،،، امن نے جھجھکتے اسے پکارا تھا۔
جایئے یہاں سے،،، وہ غرائی۔

"کتاب عشق میں ہم تم کو
اپنے دل کا سکون لکھتے ہیں"

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

مبہم، بھاری گھمبیر سا لہجہ تھا۔ وہ بول کر رکا نہیں تھا۔ فوراً وہاں سے چلا گیا۔ معجزا سناٹوں کی زد میں آئی تھی۔ اس کی اتنی جرات پر وہ سلگ کر جھٹکے سے پیچھے مڑی تھی۔

ہو ششششہ،،، عشق یا ہوس؟؟؟؟

صرف دل میں ہی سوچ سکی۔

وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ معجزا نے فوراً وہاں سے نکل کر اپنے اپارٹمنٹ میں ہی آ کر دم لیا تھا۔

آج وائیٹ پیلس میں غیر معمولی سی ہلچل تھی۔ وہ برسوں بعد وائیٹ پیلس لوٹی تھی تو اسے زرا اسپیشل پروٹوکول دیا جا رہا تھا۔ وہ سب کے درمیان لاونج میں اپنے مخصوص سفید لباس میں بیٹھی تھی۔ اور ہر چیز پر جیسے غور و خوص کر رہی تھی۔ اسے جو جو بات اس جگہ کے بارے میں بتائی گئی تھی کیا وہ سچ تھا یا نہیں۔ وہ ان خواجہ سراؤں کو بھی غور سے دیکھ رہی تھی جو یہاں اس گھر کے افراد کی طرح ہی ان سے باتوں میں مگن تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے فلزہ چہک رہی تھیں۔ حتی کے آج تو خضر بھی سب کے ساتھ یہاں موجود تھا۔۔ منہ میٹھا کروایا جا رہا تھا۔ وہ رواحہ کے پہلو میں دبکی بیٹھی تھی۔ سب نے اس کا پرتپاک استقبال کیا تھا۔ حالانکہ سوہم خان بھی اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں میں در آنے والی نمی کو ان سب سے چھپا نہیں پایا تھا۔

ایک عرصے کے بعد جیسے وائیٹ پیلس میں خوشیوں کی چہکار گونجی تھی۔ مگر اب بھی جیسے کچھ کمی سی تھی کچھ ادھورا سا تھا۔

وہ خلا بھی جلدی سے پر ہو جائے گا انشاء اللہ۔ رحاب نے شفا کی سونی نگاہوں میں دیکھ کر دل سے دعا مانگی۔

وہ لوگ باتوں میں مگن تھے جب ماہر خان ایک نازک سی پیاری سی مگر کمزور سی لڑکی کے ساتھ وائیٹ پیلس کے لاونج میں داخل ہوا تھا۔ سب ان کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ آنے والی پر شوق نگاہوں سے وائیٹ پیلس کی ایک ایک چیز کا جائزہ لینے میں مشغول تھی۔

اگر اسے یہاں کوئی دیکھ کر بری طرح چونکا تھا تو وہ علیزے تھی۔ علیزے نے انتہائی ناگواری سے اسے سر تا پا دیکھا۔ ماہر اسے رواحہ کے پاس لایا تھا۔

بیٹا مما کو سلام کرو،،

ماہر خان نے مسکرا کر کہا تو رواحہ نے الجھی ہوئی نگاہوں سے انھیں دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بہو ہے تمھاری روح،،وہی بچی ہے جس کی خاطر اتنے سالوں سے تمھارا بیٹا شادی کے نام پر ہاتھ سے چکنی مچھلی کی طرح طرح پھسل جاتا تھا،،ابھی کچھ دیر پہلے نکاح کروایا میں نے ان دونوں کا،،

ماہر خان نے تفصیلات بتائیں۔

سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے۔ آج تو وائیٹ پیلس پر خوشیوں کی بہار اتری تھی۔

اس اناؤنسمنٹ پر خضر نے بغور علیزے کا دھواں دھواں ہوتا چہرہ ملاحظہ کیا تو ایک درد و تکلیف کی لہر رگ و جاں میں اتر آئی۔

وہ کال کے بہانے ایکسکیوز کرتی وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

واو بھئی آج کا دن تو بہت مبارک ہے وائیٹ پیلس کے لیے،،،

جبران نے مسکرا کر کہا۔

تو کیوں ناں اس دن کو کچھ اور مبارک بنایا جائے ڈیڈ،،کیونکہ مجھے رخصتی چاہیے تو اس کی بھی ڈیٹ شیٹ فائنل کر لیں ابھی،،

خضر کے شوشے پر تقریباً سب ہی ہنس دیئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

کچھ زیادہ ہی منہ پھٹ اور بد تمیز نہیں ہوتے جا رہے برخوردار،،، کبیر ابراہیم نے پوتے کو گھورا۔ تو خضر نے تھوڑا سا شرما کر دکھا دیا۔ حالانکہ اس کا دور دور تک اس لفظ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ کبیر ہنس دیا۔

تو ٹھیک ہے بھئی وائیٹ پیلس میں ایک چھوٹا سا فنکشن رکھ لیتے ہیں رخصتی کا،، کبیر نے ہی کہا تو خضر سر خوشی میں ان سے لپٹ گیا۔

اب یہ خوشخبری زرا میں اپنی بیگم کو بھی سنا دوں،،،

وہ ڈھٹائی سے کہتا سبکی معنی خیز دبی دبی ہنسی کو شان بے نیازی سے نظر انداز کر تا علیزے کے کمرے کی جانب چلا آیا۔

اس کے چہرے سے وہ مصنوعی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی جس کی جگہ کرب و اذیت نے لے لی۔ اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کرنی چاہی مگر وہ لاکڈ تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

لیکن باہر خضر جبران کبیر تھا۔ تبھی خاص کوڈ سے دروازا کھلتا چلا گیا۔ توقع کے عین مطابق وہ بیڈ کی دوسری جانب زمین پر بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ خضر نے ایک سرد سی آہ بھری۔ سینکڈز لگے تھے اس کا میٹر شارٹ ہوتے۔ تبھی وہ لمبے ڈگ بھرتا ایک ہی جست میں اس کے سر پر پہنچا تھا اسے بازو سے دبوچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔ علیزے جو اس اچانک پڑنے والی افتاد کے لیے بلکل تیار نہیں اچانک اسے اپنے سر پر دیکھ کر بوکھلائی تھی۔

مجھے ان آنسوؤں کی وجہ جاننی ہے علیزے،،،

تم میرے کمرے میں بغیر اجازت کے آئے کیسے خضر،، جاؤ یہاں سے،،

علیزے نے سادہ لہجے میں کہا تھا۔ اس کا یہ شکستہ لہجہ کب برداشت ہوا تھا خضر کو۔ وہ تو اسے ہمیشہ اسی روپ میں دیکھنا چاہتا تھا لڑتے جھگڑتے اس سے پنگے کرتے۔

آپ کیوں ہر بار اس طرح کی حرکتیں کر کے میرے اور اپنے رشتے کو سوالیہ نشان بنا دیتی ہیں علیزے بس کیوں نہیں کر دیتی،، آخر آپ چاہتی کیا ہیں،،،

خضر جبران نے اسے بازوؤں سے جکڑا ہوا تھا علیزے کو لگا اس کی بازوؤں کی ہڈیاں چیخ جائیں گی۔

خضر ڈونٹ ٹچ می،، چھوڑو مجھے،، وہ سرد سے لہجے میں غرائی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

کیوں،، کیوں ناٹچ کروں،، جب آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ اس چیز کا مکمل اختیار ہے مجھے،، اور کیا کیا کرنے کا اختیار ہے تو یہ اعتراض کیوں؟

خضر نے اس کی نم آنکھوں میں جھانک کر پوچھا تھا۔ اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے۔ وحشی سی قربت تھی اس کی کہ وہ اس کے حصار میں مچل کر رہ گئی۔

خضر،،،،،

بس کر دیں مس کڑک،،، اب بس کر دیں،، ہمارے رشتے کا مزاق بنا کر رکھ دیا ہے آپ نے،، اب بس کر دیں،،

تم نہیں جانتے
یکطرفہ محبت کا مزہ
یہ وہ محنت ہے
جو بیکار کیا کرتے ہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آج اس کے لہجے سمیت اس کے لمس میں اس قدر سختی تھی کہ علیزے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔ تب بغیر سوچے سمجھے علیزے نے اس کے سینے میں منہ دیا تھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ خضر کا پل بھر کو دل تھم سا گیا تھا جیسے۔ حیرت و اذیت کے ملے جلے تاثرات سے اس کے ہچکیاں کھاتے وجود کو دیکھے گیا۔

خضر کی پکڑ میں خود بخود نرمی آئی تھی۔ سکون سے آنکھیں موند کر اس کی گردن میں منہ دیا تھا۔ اب اس کی ہاتھ علیزے کی کمر کی نرماہٹ محسوس کر رہے تھے۔ خضر نے زبردستی اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکالا اور اس کے چہرے پر بکھرے وہ قیمتی موتی اپنے ہونٹوں سے چننے لگا۔

شب وصل بڑی گہری گزری
کچھ سکھ بانٹے تو، کچھ غم
سنائے گئے

خضر گستاخیاں اب بڑھنے لگیں تھیں۔ نگاہوں کا فوکس اب سرخ و گداز لب تھے۔ پھر اس نے دیر نہیں لگائی تھی اپنے دل کی آواز کو سنتے ہوئے ان نرم لبوں کی نرماہٹ کو اپنی سانسوں کی خوشبو میں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اتارا تھا۔علیزے کسمسائی مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔وہ دل و جان سے اپنی من مرضیاں کرنے میں مصروف تھا۔

علیزے نے مزاحمت کی مگر وہ اسے بخشنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا تبھی اس کی مزاحمت کی پرواہ نہیں کی تھی۔علیزے کی سانسیں تھمنے لگیں تو شاید اسے رحم آیا اور وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔

چیپ،،گھٹیا انسان پیچھے ہٹو،،،وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے درمیان غرا کر بولی تو وہ اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر گہرا مسکرایا۔

وہ اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

شوہر کی ضروریات کا خیال رکھا کریں مس کڑک،،،خضر نے اس کے پہلو میں چٹکی بھری تو وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

بھاڑ میں جائے ایسا چھچھورا،لوفر ٹھرکی شوہر،،

وہ اپنی ٹون میں واپس آئی۔اور اس کے سینے پر مکے برسائے۔

ہائے ے ے ے ے ے ے ے ے ے ے

"میری فکر اور وہ بھی ان کو؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اے دل__ ناداں جسٹ "شٹ اپ"

خضر نے آہ بھرتے کسی ٹرک کے پیچھے لکھا ہوا شعر پڑھا۔ وہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے لگی۔
تم کیوں آئے تھے یہاں،،؟علیزے چلمائی۔

""شونا میری جان ہو کیا؟؟
بنارس کا میٹھا پان ہو کیا؟""
خضر نے انتہائی لوفرانہ انداز میں شعر کہتے اس کے ہونٹ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے سے رب کیے تو وہ سچ مچ اس کے ٹھرکی پن سے گڑبڑا گئی۔
میں تو اپنے بنارس کے میٹھے پان کو چکھنے آیا تھا،، چکھ لیا،، شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا،،، مزا آگیا،،،
اس نے پھر عجیب سے لہجے میں کہا تو علیزے سر تا پیر سرخ پڑتی خوب تلملائی۔
خضر گیٹ لاسٹ فرام ہیر،،
میں تو نہیں جاؤں گا،، آپ نے جانا ہے تو چلی جائیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دھم سے بیڈ پر خوب پھیل کر لیٹ گیا۔ علیزے پہر پٹختی اپنے ہی کمرے سے دربدر ہوئی۔ تو وہ سرد سی آہ بھر کر رہ گیا۔ جو بتانے آیا تھا جان بوجھ کر نہیں بتایا تا کہ اسے کوئی احتجاج کرنے کا یا بچ نکلنے کا موقع یا راستہ نا مل پائے۔

فلزہ وائیٹ پیلس میں تھی جب اس کے فون پر میسج رنگ ہوا۔ اس نے اوپن کر کے دیکھا تو چونک گئی۔ عائشہ نے شاید جلدی جلدی میں کچھ ٹائپ کرنے کی کوشش کی تھی۔

فلزہ،، ایک بہت بڑا راز چھپایا گیا ہے ہم سے،، مما پاپا مجھے کہیں زبردستی لے جانا چاہتے ہیں،، save us،، اصلی

وہ اتنا ہی میسج ٹائپ کر پائی ہو گی۔ فلزہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ باہر نکلتے عائشہ کا نمبر ڈائل کیا جو آف جا رہا تھا۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور تیزی سے گاڑی بھگائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دل کانوں میں بج رہا تھا۔ کہیں داشاب کو انھوں نے کچھ کر نا دیا ہو کوئی نقصان نا پہنچا دیا ہو۔ نمبر کیوں آف جا رہا تھا عائشہ کا۔

عائشہ کا میسج اس نے اپنے ڈیڈ اور ارشن کو فارورڈ کیا تھا۔

شیر ولا کے لینڈ لائن نمبر ز بھی کوئی رسپو نہیں کر رہا تھا۔ وہ راستے بھر نمبر ڈائل کرتی رہی۔ جتنی تیزی سے ہو سکا گاڑی چلائی۔ تقریباً وائیٹ پیلس سے پون گھنٹے تک کا سفر تھا جو اس نے آدھے گھنٹے میں طے کیا۔

گاڑی جھٹکے سے ڈرائیوے پر رکی۔ گاڑی ڈرائیوے پر ہی چھوڑ کر وہ تیزی سے اندر بھاگی۔ پورا شیر ولا سائیں سائیں کر رہا تھا۔ مطلب اندر کوئی نہیں تھا۔ عائشہ کا فون لاونج میں چکنا چور ہوا پڑا تھا۔ چیزیں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں مطلب اسے زور زبردستی وہاں سے لے جایا گیا تھا۔

اس نے پورا شیر ولا گھوم پھر کر دیکھا عائشہ، شیر خان اور اس کی بیوی کہیں نہیں تھے۔ حتی کہ داشاب بھی غائب تھا۔ فلزہ کو لگا وہ اس معصوم سی جان کے بغیر بے جان ہو جائے گی۔ پتہ نہیں کیوں مگر اس کے لیے دل میں ایک الگ قسم کی کھینچ سی پڑنے لگی تھی۔

داشووووو،،،،

اس نے بے چین ہو کر پکارا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

داشاب،،،،،،،

وہ پاگلوں کی طرح ہر کمرا چیک کر رہی تھی۔ اب بس اوپر والا پورشن باقی تھا۔ وہ باہر لان میں آ کر اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگی جب ایک آواز نے اس کے بے جان ہوتے جسم میں زندگی پھونک دی۔

عاشی،،،زی،،،کوئی ہے،،مجھے باہر نکالو یہاں سے،،،

وہ داشاب کی آواز تھی جو مسلسل چلا رہا تھا شاید رو بھی رہا تھا۔

فلزہ نے بجلی کی سی تیزی سے جا کر دروازے کھولا تھا۔ وہ خود اسے دم بخود سی اپنے سامنے پا کر بہت بے اختیار ہوئی تھی تبھی جھٹکے سے بری طرح اس کے سینے سے لپٹ گئی۔

اففف داشو،،تم یقین نہیں کرو گے میں بہت ڈر گئی تھی،،

سامنے والا بھونچکا رہ گیا تھا۔ اس کے ساتھ بھی تو سب کچھ الٹ اور عجیب سا ہو رہا تھا۔

لاکھ کوشش کے باوجود اس کی سبز آنکھیں نم ہو ہی گئیں تھیں۔ جب دل پر پاؤں رکھا جائے تو کوئی لاکھ بہادر ہو آنکھیں نم ہو ہی جاتی تھیں۔ یا شاید وہ اپنی کشش سے فلزہ ماہر خان کو کمزور کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد فلزہ نے خود کو سنبھالا اور سیدھی ہوئی۔ اس کی جانب دیکھا تو وہ ناراض ہو کر منہ کے رنگ برنگے زاویے بنا رہا تھا۔ فلزہ مسکرا دی۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیاہوا؟

داشوو ناراض ہے زی سے،،،

او کے ناراضگی بر قرار رکھو بس یہ بتادو یہاں کیا ہوا تھا اور داشوو کو یہاں کس نے بند کیا،،؟عاشی کہاں ہے،،؟بس اتنا سا بتادو،،

فلزہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے نیچے لانے کے دوران نرمی سے پوچھنے لگی۔

میں اور عاشی ہم لڈو کھیل رہے تھے،،تب بڑے پاپا غصے میں آئے اور عاشی کو ڈانٹنے لگے،،،پھر بڑی ماں بھی عاشی کو ڈانٹنے لگیں،،وہ عاشی کو گھسیٹنے لگے،،اور بولا کہ ہمیں یہاں سے بھاگنا ہو گا نہیں تو وہ ہمیں جیل بھیج دے گی،،میں نے عاشی کو بچانے کی کوشش کی تو مجھے بھی مارا اور یہاں بند کر دیا،،اور پھر بڑے پاپا،،بڑی ممی عاشی کو لے کر چلے گئے ہوں گے،،

اس نے اٹک اٹک کر مگر ساری تفصیل بتا ہی دی۔(مگر اپنے پاس سے بیچ میں سے بہت کچھ حزف کر کے)

چلو کوئی بات نہیں ہم عاشی کو ڈھونڈ لیں گے،،تم فکر مت کرو،،،

وہ اسے لاونج میں لائی۔

میں تو زی سے کٹی ہوں اب بلکل بات نہیں کروں گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ بچوں کی طرح کندھے جھٹکتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ فلزہ نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔ پھر اس نے انیکسی سے میڈ کو بلا کر لاونج کی صاف صفائی کروائی۔

عاشی کس راز کی بات کر رہی تھی۔ اور اگر داشو یہاں ہے تو عاشی نے سیو اس کیوں بولا؟؟ اور اصلی کا کیا مطلب تھا۔

فلزہ اپنے دماغ میں تانے بانے بنتی بری طرح الجھ رہی تھی۔ اپنے ڈیڈ کو میسج پہ ساری سچویشن لکھ بھیجی۔ اب یہ دیکھنا تھا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔۔ بزدل جیل کے ڈر سے فرار ہو گئے کہ قاتلوں کی پول پٹی نا کھل جائے۔

فلزہ جھنجھلائی۔ پھر اس روٹھے روندو کا خیال آیا تو مسکراتی اس کے کمرے میں چلی آئی۔ وہ بیڈ کی پائنتی پر پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھا پاؤں جھلا رہا تھا۔

داشو کیوں ناراض ہے زی سے،،، فلزہ اس کے سامنے آئی اور ہاتھ باندھ کر اس سے پوچھا۔

سامنے والے نے اسے سر تا پا دیکھا۔ جینز کی ٹائٹس کے اوپر بیلو کلر کا گھٹنوں تک کا ٹاپ اور گلے میں بیلو ہی سکارف وہ پری پیکر عام دنوں سے کچھ بہت ہی زیادہ مختلف اور دلکش لگ رہی تھی۔

زی مجھے یہاں چھوڑ کر چلی گئی بڑے پاپا نے مجھے مارا بھی،، اب بھی زی چلی جائے،، داشو کو نہیں چاہیے،، کئی ہوں میں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر جھنجھلا کر بولا۔

تمھاری کٹی کی تو ایسی کی تیسی،،

فلزہ نے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا۔ وہ بوکھلایا مگر اس کے اوپر فلزہ جھکی اور کسی گہری گھٹا کی طرح چھا گئی۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے فلزہ کو دیکھے گیا۔ فلزہ نے اس کے گال کھینچے۔

تو اب بتاؤ سچی کرتے ہو کہ تمھیں پنش کروں؟

واٹ ڈو یو مین بائی پنش،، تم میری عزت لوٹنے والی ہو زی،،

اس نے صدمے سے پھیلی مشکوک آنکھوں سے سہم کر اسے دیکھا تو فلزہ اس کے سینے پر سر گرائے قہقہے لگا کر ہنستی چلی گئی۔

یہ تمھیں عزت لوٹنے والی بات کس نے بتائی تم نے ایسی گندی چیزیں کہاں سے سیکھیں،،

فلزہ نے ہنسی کے دوران آئی بروا چکا کر پوچھا۔

وہ مویز میں دیکھا تھا جب وہ ایسے بیڈ پر گرتے ہیں تو وہ ایسا ہی کرتے ہیں،، لیکن تم یہ گندے کام کیوں کر رہی ہو،، شرم نہیں آتی زی،، گندی کہیں کی پیچھے ہٹو،،

ارے میں تو پیدائشی بے شرم ہوں،، فلزہ نے اس کے گال پہ اپنے گداز لب رکھے۔ وہ سانس تک روک گیا۔ اور تمھاری عزت لوٹنے کا تو میرے پاس پرمٹ بھی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اس کی ہونق شکل دیکھتی ہنسے گئی۔

اوکے اوکے میں سچی ہوں،،اب پیچھے ہٹو،،اسکی حالت خراب ہو رہی تھی تبھی مسکین سی شکل بنا کر ہار مانی۔

تو تم نے مجھے بے شرم کہا تو ابھی میں کوئی بے شرمی کر کے ہی پیچھے ہٹوں گی،،

یہ کہتے ہی فلزہ نے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔ دو سیکنڈز کی دیر تھی وہ اس کی کمر کے گرد سختی سے بازو حمائل کر چکا تھا۔ فلزہ نے اس کی اس سختی پر حیرت سے اسے دیکھا۔

تم بہت بیڈ گرل ہو زی،،

وہ اپنی کیفیت سے جھنجھلا گیا اور اسے اپنے دائیں طرف بیڈ پر اتار کر اٹھ بیٹھا۔

اوکے سوری اب سچی ہی ہو ناں،،یہ پھر سے مناؤں،،، فلزہ نے مصروف سے انداز میں کہا وہ پیر پٹختا باہر نکل گیا۔

فلزہ دیر تک ہنسے گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رات گہری تھی اس کے بوٹوں کی بھاری دھمک رات کے سناٹے کو چیرتی دور تک سنائی دے رہی تھی۔
وہ لاونج میں داخل ہو کر اپنے کمرے میں آیا۔
ارشن کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ ضبط کا پیمانہ چھلکنے لگا تھا۔ برداشت کی طنابیں ٹوٹنے لگیں تھیں۔

ہمارے بعد نہ آئے گا اُسے چاہت میں ایسا سکون
وہ زمانے سے کہتا پھرے گا مجھے چاہو اُس پاگل کی طرح

وہ کمرے سے فوراً باہر نکل آیا تھا۔ اس کا رخ اپنی ماں کے کمرے کی جانب تھا۔ ہلکی دستک دے کر وہ اجازت ملنے پر اندر داخل ہوا تھا۔ فجر جو سامنے ہی اپنی تسبیحات میں مصروف تھی اس کی جانب دیکھا اور نگاہیں چرائیں۔
مما دیا کہاں ہے؟ وہ میرے روم میں کیوں نہیں ہے؟ اسے میرے روم میں بھیجیں،،
وہ کہہ کر جانے لگا جب فجر کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔
ارشن وہ رواحہ کے کمرے میں ہے اور وہاں سے کہیں بھی جانا نہیں چاہتی،، تمہیں اسے وقت دینا ہو گا،، اس نئے ماحول کو سمجھنے کے لیے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

فجر نے کہا تو وہ لال انگارا آنکھیں لیے ان کی جانب مڑا۔ مگر فجر نگاہیں چرا گئی۔ تب وہ پھر باہر آیا۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔ تب اس کے قدم خود بخود بڑی ماں کے کمرے کی جانب اٹھے تھے۔

دروازے پر کھڑے ہو کر ہلکی سی دستک دی۔ تب اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوا۔

دیا جو کہ مخصوص سفید لباس میں بیڈ پر نیم دراز تھی اس جن کو اندر آتے دیکھ جھٹکے سے اٹھ کر سیدھی ہوئی تھی۔ رواحہ جو کہ ابھی ابھی واش روم سے باہر آئی تھی ارشن کو دیا کو گھورتے دیکھ ایک سرد سی سانس کھینچی۔۔

آسلام علیکم بڑی ماں،، مجھے دیا سے اکیلے میں کچھ ضروری بات کرنی ہے،، کیا آپ مجھے اجازت دے سکتی ہیں،،؟

ارشن کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ دیا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

امی جان ہم ان سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے،، دیا نے جلدی سے رواحہ کی جانب دیکھ کر کہا۔ رواحہ نے ارشن کی جانب دیکھا مگر وہ ہنوز وہیں جما کھڑا رہا۔ تو رواحہ دیا کی جانب متوجہ ہوئی۔

دیا بیٹا ایسا نہیں بولتے،، شوہر ہے وہ تمہارا،، بس دو منٹ بات سن لو،، مجھے منی دادو سے کچھ کام ہے،، رواحہ کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

دیا کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں۔

اپنے کمرے میں آؤ دیا،، میں تمھیں سپیس دوں گا،، وقت دوں گا مجھے سمجھنے کا،، مگر ابھی صرف تم اپنے کمرے میں آجاؤ بس،،

ارشن نے لگی لپٹی رکھے بغیر ڈائریکٹ بے تاثر لہجے میں مطلب کی بات کی تو دیا کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔

ہہہ،،،،، ہم،،، کک،،، کوشش کریں گے،، مگر ابھی کہیں نن،، نہیں جانا چاہتے،،،

اس نے ڈر کر مگر زرا بے حسی سے کہا۔ ارشن نے زخمی سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

دیا تم چاہتی ہو میں تم سے زور زبردستی کروں؟

اب کی بار اس کہ لہجے میں عجیب سی تپش اور غراہٹ تھی وہ سچ مچ ڈر گئی تھی۔

ہم نن نہیں آئیں گے،، اس نے ہمت کر کے جواب دے ہی دیا۔ ارشن آگے بڑھا تھا۔ وہ سہم کر پیچھے ہٹی مگر بے سود۔ ارشن نے اس کی کلائی دبوچی۔ اور اسے بیڈ سے نیچے اتارا۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ،، چھوڑیں ہمیں،، کہیں نہیں جانا ہمیں،، وہ اب رونے لگی تھی۔ وہ اسے کمرے سے باہر لایا۔ رواحہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

امی جان روکیں انھیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دیاان کی جانب دیکھ کر مچلی۔ اس کی گریہ زاری پر فجر، آروشے اور مفرا بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آئیں تھیں۔ پنکی نے بھی نکل کر اسے سر پھرے کو گھورا۔

ارشن،،

رواحہ نے کچھ کہنا چاہا۔

خدا کے لیے بڑی ماں،، میں کچھ کر بیٹھوں گا،، ہٹ جائیں آپ سب لوگ میرے راستے سے،،

اس نے نگاہیں جھکا کر مگر اس قدر سخت لہجے میں کہا تھا کہ پھر کوئی کچھ بول نہیں پایا تھا۔ وہ اسے زبردستی تقریباً گھسیٹتا اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔ لاکر دروازہ لاک کیا اور نرمی سے اس کی کلائی چھوڑ دی۔ دیا کو اپنی کلائی پر جلن محسوس ہوئی تھی۔

وہ سسک پڑی۔

ارشن نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں تھیں۔

دیا رونا بند کرو،،

سرسراتے لہجے میں کہتے اس نے اسے وارن کیا تھا۔

مگر اس کے رونے میں مزید شدت آتی دیکھ اس نے پھر اس کا بازو پکڑا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بے وجہ ہی اپنے قیمتی آنسو ویسٹ کر رہی ہو میری جان،، پھر ایسا کرتا ہوں قریب آتا ہوں تمھارے،، تو رونے کی اور یہ آنسو بہانے کی ایک سولڈ ریزن تو مل جائے گا تمھیں،،

ارشن کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔ دیا نے اس کی دھمکی پر اپنے منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔ تب ارشن نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔

جاؤ لیٹ جاؤ دیا صبح تمھیں فجر کے لیے جاگنا ہے،، اس نے سادہ سے لہجے میں کہا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔ ارشن ڈریسنگ روم گیا۔ واپس آیا تو اس نے سادہ سا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ آ کر صوفے پر نیم دراز ہوا اپنا بازو اپنی آنکھوں پر ٹکا لیا۔

دیا نے ایک نظر اس بے حس ظالم جن پر ڈالی۔ کافی دیر وہیں کھڑی رہی۔ پھر اپنی ٹانگیں بھی جیسے شل ہونے لگیں تھیں۔

کافی دیر بعد جب اسے لگا کہ شاید وہ سو گیا ہے تو اس نے دھیمے سے قدم اٹھائے اور چپکے سے باہر جانے کی کوشش کی۔ کافی دیر تک بغیر آواز کیے وہ اس دروازے سے اپنی چھوٹی سی جان بچتی رہی مگر وہ دروازہ بھی اپنے مالک کی طرح بے حس اور ڈھیٹ تھا جو کھل کر نا دیا۔

وہ جو بند آنکھوں سے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ یونہی سکون سے لیٹا رہا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

آخر دیا کو ہی ہار ماننی پڑی۔ انھیں دبے قدموں سے وہ بیڈ تک آئی تھی۔ تذبذب کا شکار وہ بیڈ پر بیٹھی۔ مگر وہاں دراز ہونے کی ہمت خود میں نہیں پا رہی تھی کہ اس کا اس بیڈ پر لیٹتے ہوئے ہی اس جنونی انسان کے لمس کی خوشبو محسوس ہوتے وہ بہت زیادہ گھبرا رہی تھی۔ یقیناً یہاں وہ لیٹتا ہے۔ اسے سوچ کر ہی جھرجھری سی محسوس ہو رہی تھی۔

کیا کروں،،،

اب تو کافی نیند بھی آنے لگی تھی۔ وہ بار بار نیند سے جمائی لے رہی تھی۔ تب ہمت کر کے تکیہ پائنتی والی سائیڈ پر بیڈ کی چوڑائی کے رخ رکھا۔ پورا بیڈ چھوڑ کر سر تا پیر کمفرٹر اوڑھ کر سمٹ کر لیٹ گئی۔ کچھ ہی دیر بے چینی سے کروٹ بدلنے کے بعد آخر نیند کی دیوی مہربان ہو ہی گئی۔

ارشن نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے دیکھا۔ اس کی احتیاطی تدابیر پر کھل کر مسکرایا۔ صوفے سے اٹھا اور جیسے وہ سو رہی تھی اس سے کچھ فاصلہ رکھ کر بلکل ویسے ہی لیٹ کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔

جاری ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 27

چھوڑو مجھے،، جانے دو،، خدا کے لیے مجھے جانے دو،، مجھے چھوڑ دو،، میں نے کیا کیا ہے،، خدا کے لیے،،،

نسوانی دلدوز چیخ و پکار تھی جو اس وقت اس بیسمنٹ میں گونج رہی تھی۔

وہ سارے شیطان حشمت راؤ کے ایک بہت ہی زیادہ خفیہ اڈے پر اس وقت بیسمنٹ میں وجود تھے۔

حشمت راؤ بظاہر اپنے گھر میں تھا۔ مگر آج خفیہ طریقے سے چھپتا چھپاتا اپنے بنگلے سے شمشان خیل کے بلانے پر یہاں پہنچا تھا۔

خان شمشان خیل، مہارانی، حشمت راؤ جلال اوڈھو سب موجود تھے۔ بیسمنٹ کے ایک کمرے میں اس اٹھارہ سالہ لڑکی کو قید کیا گیا تھا۔ جہاں سے اس کی چیخ و پکار پورے بیسمنٹ میں گونج رہی تھی۔

اب ان جلادوں کو پتا چلے گا کہ ہم سے الجھنے کا انجام کیا ہو سکتا ہے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

حشمت راؤ غرایا تھا۔ اور اپنے پانچ آدمیوں کو اشارہ کیا وہ پانچوں اس کمرے میں گھس گئے جہاں سے دردناک آوازیں سنائی دے رہیں تھیں۔ اب ان درندوں کے اس کمرے میں گھسنے پر وہ دردناک چیخیں جیسے آسمان چیر رہیں تھیں۔

اتنی دیر میں کچھ غنڈے ایک خواجہ سرا پندرہ سالہ بچی کو بالوں سے گھسیٹتے ان شیطانوں اور درندوں تک لائے تھے۔

مہارانی اس نے حویلی سے بھاگنے کی کوشش کی،، یہ کہتی ہمارا کام نہیں کرے گی ناہی جسم فروشی کرے گی،،

آیک سانڈ نما آدمی نے اس آوزاری کرتی نازک جان کو گدی سے پکڑ کر ان کے قدموں میں پھینکا۔

تب مہارانی نے اپنے پیچھے ٹیبل پر پڑی ایک گیلن اٹھائی تھی اور اس میں موجود پیٹرول اس پر چھڑکنے لگی۔

وہ بھی چیخ رہی تھی چلا رہی تھی اور لپک لپک کر مہارانی کے پیروں میں گرتی رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔

مگر اس نے اسے پاؤں سے ٹھوکر رسید کر کے دور پھینکتے ہوئے ماچس کی تیلی جلا کر اسے آگ دکھا دی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اب وہ لوگ مکروہ قہقہے لگاتے اس جلتے ادھر ادھر بھاگتے تڑپتے وجود کے منظر کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ اندر کمرے سے چیخیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔

جاؤ ہماری جانب سے یہ دو تحفے اس نوٹ کے ساتھ ان جلادوں کے پاس پھینک آؤ،،، اور کہو کہ جب تک میری پوتی اور نور پاک بی بی واپس نہیں کرتے ہر ہفتے انھیں سندھ میں کہیں نا کہیں سے ایسے تحفے ملتے رہیں گے،، اگر اتنا ہی دم خم ہے تو روک کر دکھائیں،،،

حشمت راؤ نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیے تھا وہ دونوں وہ نیم مردہ لہولہان ادھڑی ہوئے وجود بوریوں میں ڈال کر باہر لے گئے۔ پیچھے وہ فرعونیت میں ڈوبے طاقت کے نشے میں چور انسانیت کے نام پہ دھبے وہ درندے دشمن کا ردعمل سوچ کر اپنی نئی پلاننگ میں مصروف ہو گئے۔

وہ سکندی سے اپنے بیڈ پر لیٹی منہ کے مختلف زاویے بنا رہی تھی۔ آج ہفتہ ہو گیا تھا وہ پورے وائیٹ پیلس میں بولائی بولائی پھرتی تھی۔ وہ ہری بلا اسے یہاں بھیج کر خود جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ دل تو کرتا تھا وہ سامنے آئے اور آ ساوری احان ماہر خان اسے کچا چبا جائے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس سے تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی تھی نکاح کی مبارک تو اسے کیا دیتا الٹا فون کر کے اس بے حس بے مہر آدمی نے اس کی خیریت تک نہیں پوچھی تھی۔ اور اس بات کی اسے بے تحاشا تپ چڑھی ہوئی تھی۔ زہن میں ایک کوندا سا لپکا تھا اگر وہ سکون میں نہیں تھی تو اس کو بھی سکون میں کیوں رہنے دیتی بھلا۔ تبھی ایک ہی چھلانگ میں بیڈ سے اتر کر باہر آئی تھی۔ باہر حسب معمول وہی چہل پہل تھی جو وہ اتنے دنوں سے دیکھ رہی تھی وہ سیدھا اپنی سویٹ اینڈ انوسنٹ سی ساسو ماں کے کمرے میں آئی تھی۔ ہلکی دستک دے کر وہ اندر داخل ہوئی تو وہ ظہر کی نماز ادا کر رہیں تھی۔

وہ وہیں ان کے قریب صوفے پر بیٹھ کر نماز مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ رواحہ سلام پھیر کر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

کیا بات ہے بیٹا،، خیریت ہے ناں،، طبیعت تو ٹھیک ہے ناں،،؟

رواحہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

جی مام،، ٹھیک ہوں وہ ایکچوئلی مجھے آپ کو فون چاہیے تھا،، آپ لوگ جانے کیسے لینڈ لائن سے فون کر لیتے ہیں جبکہ میں فون کرنے کی کوشش کرتی ہوں تو فون آن ہی نہیں ہوتا،، آپ مجھے اپنا موبائل فون دے دیں مجھے احان سے ضروری بات کرنی ہے،،،

روانی سے پٹر پٹر بات کرتے ہوئے احان کے نام پر اس کی نگاہیں ضرور جھکی تھیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رواحہ نے مسکراتے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔

تھینکس مام،، لاکڈ ہے،،

آساوری کے پوچھنے پر رواحہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

وہ رواحہ کا گال چومتی بیڈ سے موبائل اٹھاتی اپنے کمرے میں بھاگ آئی۔

کمرے میں داخل ہو کر دروازلاک کیا۔ ایک پراسرار سی مسکراہٹ لبوں پر دوڑ گئی۔ جلدی سے موبائل کھول کر اس کا واٹس ایپ نمبر نکالا۔

انگلیوں نے بے اختیار پروفائل پک کو چھوا تھا۔ فوٹو میں پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا جانے کیا چبا رہا تھا۔ منہ چلاتے ہوئے کسی نے پک لے لی تھی۔ سبز آنکھوں میں وہی سنجیدگی اور سرد سا تاثر تھا۔ اس کی سانسوں میں سے کوئی دلفریب خوشبو آیا کرتی تھی وہ جانے کس چیز کی تھی۔

سبز راکشس کہیں کا،، آساوری کو اس کی سبز سرد آنکھوں میں دیکھ جھرجھری سی آئی۔ تب اسے ایک اور نام دے ڈالا۔

نمبر کھول کر دیکھا تو ساسوماں جی نے میسجز ٹائپ کرنے کی بجائے اپنے لاڈلے کو کافی سارے سویٹ سے وائس نوٹ بھیجے ہوئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پھر اسے نظر انداز کر کے بے حد شرارت سے ایک وائس نوٹ ریکارڈ کرنے لگی۔

وہ اپنے آفس میں تھا اور منہ میں سنیمن چباتا کافی انہماک سے ایک فائل چیک کرنے میں مصروف تھا جب ایس پی ارحم اجازت لے کر اندر داخل ہوا۔

سر آپ نے چیک کر لی فائل،،؟اس جگہ پر مکمل نظر رکھی جا رہی ہے،،؟مگر اب تک تو کچھ نہیں ہوا ہے،،

ایس پی ارحم نے گفتگو کا آغاز کیا۔

یہ طوفان سے آنے کے پہلے کی بھی خاموشی ہو سکتی ہے ارحم،،وہ شیطان ضرور کچھ بڑا پلین کر رہے ہیں،، نظر رکھنا،،

جی سر،،

اتنی دیر میں ایک کانسٹیبل اندر آیا اور اس کی ٹیبل پر کافی کا مگ رکھ کر گیا۔ جو کہ ایک ہاتھ سے اس نے اٹھا کر اپنے لبوں کو لگایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

سر حشمت راؤ دو دن پہلے ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوا ہے مگر اس پر مکمل نظر رکھی ہوئی ہے،، بس اب وہ کوئی غلطی کرے پھر اس کی گردن دبوچنے میں آسانی ہو گی،،

ہمممم،، اور ایسا کرو،،،

احان ابھی کچھ کہتا کہ اس کے فون پر واٹس ایپ کے میسج کی رنگ ہوئی تھی۔ وہ فون کی جانب متوجہ ہوا۔ فائل بند کر کے ایک ہاتھ سے فون اٹھا کر دیکھا۔ ماں کا وائس نوٹ دیکھ کر وہ متجسس ہوا اور ہر بار کی طرح اب بھی ہر کام چھوڑ کر اس نے واٹس ایپ اوپن کر کے اپنی مما کے وائس نوٹ کی ریکارڈنگ آن کی۔ اور کافی کا مگ لبوں سے لگایا۔ احان کی سبز آنکھیں صدمے اور حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ ارحم کاڈی آئی جی آحان ماہر خان کا چہرہ دیکھ کر ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا۔ نسوانی باریک سی آواز تھی وائس نوٹ میں کوئی لہک لہک کر گا رہا تھا۔

جانِ میری جانِ من،،،،،

بسپن (بچپن) کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے

جیسا میرا پیار ہے، جان تجھے کیا ہے،،،

بسپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

جانِ میری جانِ من،،،،،،

بسپن کا پیار میرا بھول نہیں جانا رے،،،

احان کو اچھو لگ گیا تھا۔ کافی کا مگ فوراً ٹیبل پر رکھ کر گڑبڑا کر وہ وائس بند کرنے کی کوشش کی مگر آج پہلی مرتبہ وائس ایپ کے آٹو ٹیکسٹ وائس آن ہونے کے فیچر پر منہ بھر کر لعنت بھیجی۔

میرے بسپن کے پیار،،میرے سرتاج،،میرے مجازی خدا،،

Uuuuuuummmmmmmmaaaaaaahhhhhhh

احان کا خود کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا آج بسپن کے پیار نے جونیئر آفیسر کے سامنے اتنا خوار جو کیا تھا کہ وہ کراہ کر رہ گیا۔

وائس نوٹ بند کر دیا تھا اس نے۔ ایس پی ارحم نیچے چہرہ کیے ہنسی دبانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا اور احان کو کچھ سوجھ نہیں رہا تھا۔ ارحم کی ہنسی چھوٹ ہی گئی۔

سوری سر،،ڈونٹ مائنڈ،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارحم نے گڑبڑا کر معافی مانگی۔

یہ لیں فائل،، یو مے گو ناؤ،، احان نے کہا۔ ارحم جلدی سے فائل لے کر باہر چلا گیا۔ احان نے لمبے لمبے سانس بھر کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی اور فون اٹھا کر فورا نمبر ڈائل کیا۔ آساوری احان ماہر خان کی عافیت ہی تھی جو اس عفریت کا فون اٹھانے کی ہمت نہیں کی تھی۔ ہاں کال کٹ کر کے خود ہی قبر میں لیٹ جانے والا سٹیکر ضرور بھیجا تھا۔ احان کو مزید پتنگے لگے۔

ابھی وہ دوبارا نمبر ڈائل کرتا جب ایس پی ارحم بہت گھبراہٹ میں اندر داخل ہوا تھا۔

سر اٹس ایمرجنسی ہمیں فورا نکلنا ہے۔ ارحم نے کہا تو وہ تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔

صبح دیا کی آنکھ فجر کے وقت کھلی تھی مگر وہ کمرے میں موجود نہیں تھا تو سکون ہی رہا۔ اس کے بعد کا دوپہر تک کا وقت سکون سے ہی گزرا۔ ظہر کی آذان ہوئی وہ نہا کر باہر نکلی تھی۔ سادہ سے سفید شلوار قمیض میں وہ تولیے سے بال رگڑتی بے اختیار ہی باہر نکل آئی تھی۔ مگر پھر سامنے دیکھ کر اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ارشن اپنی الماری میں منہ دیئے کھڑا تھا۔ جب نظر ایک جانب اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کافی نازک اور دلکش سراپا تھا اس کا کہ وہ نظر ہٹا نہیں پایا۔ دیا نے گڑبڑا کر اپنی چادر اٹھا کر اوڑھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ارشن کے لیے اتنی بے یقینی اور اجنبیت تھی کہ ارشن حیران رہ گیا۔ تب وہ فائل لے کر باہر نکلتا چلا گیا۔

باہر لان میں ہی آ کر وہ رکا تھا۔ گہرے سانس بھر کر اندر کی گھٹن کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ آ کر باہر سفید کرسی پر بیٹھ گیا۔

دیا غصے سے بل کھاتی اسے سنانے کے لیے اس کے پیچھے ہی باہر نکلی تھی مگر اندر کھڑکی پر ہی کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

ارشن کا موڈ بہت ہی زیادہ خراب تھا۔ وہ جانتا تھا وہ اندر کھڑکی سے اسے دیکھ رہی ہے۔ مگر اس پر جیسے اب خود بخود بے حسی سی طاری ہونے لگی تھی۔

تبھی وہ لان میں کین کی کرسی پر غیر معمولی سنجیدگی خود پر طاری کیے بیٹھا تھا کہ کان میں ہلکی سی خارش ہوئی۔ اس نے کان کھجایا۔

مگر پھر گدگدی ہوئی۔ وہ بظاہر اگنور کر گیا۔

پھر خارش ہوئی۔ ارشن نے بہت اچانک پیچھے کھڑے وجود کی گردن اپنے بازو میں دبوچی تھی۔

آ۔۔۔

اچھابھائی ایک مرتبہ چھوڑدواب نہیں کروں گی،،اوبخش دے مینوں جلاد کی اولاد،،، منٹی کی دہائیاں آسمان چھونے لگیں۔

ارشن نے سنجیدگی سے اسے چھوڑدیا۔(اندر دیا کو بہت کچھ گھٹیاسوچ کر یہ منظر دیکھ کر اس آدمی سے گھن محسوس ہوئی تھی۔ (

ہاسپٹل سے کب آئیں،،

ارشن نے پوچھا۔

آج ہی،،وہ اس کی لاڈلی اس کے سامنے آئی۔(وہ چند برس کا تھاجب فجر نے ایک مردہ بچی کو پیدا کیا تھاتب سے وہ اس کی بہن بن کر اس کی زندگی میں آئی تھی۔ کوڑے سے اٹھائی گئی اس خواجہ سرا بچی کو پنکی نے فجر کی گود میں ڈال دیا تھاجسے جگہ جگہ سے کتوں نے بھنبھوڑ کر کھانے کی کوشش کی ہوئی تھی۔ وہ تو وہ قسمت والی تھی کہ ماہ بیر حفیظ کی نگاہ اس پر پڑ گئی تھی۔۔وہ حسین تھی۔ بہت حسین۔اور اس کی صنف(خواجہ سرا) میں اتنا حسین ہونا شاید ایک بہت بڑا جرم تھا۔ کہ دنیا کی نظر میں محض وہ ایک گوشت کا سامان تھی(

ویسے ہنی مون کیسا رہا بھائی،، منٹی نے دانت نکوسے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اگر مجھ سے یہ اپنے دانت نہیں تڑوانے تو انھیں اندر کرواور یہاں سے دفع ہو جاؤ پیناماہ بیر حفیظ،،،وہ غرایا۔

میں تو ہر گز نہیں جاؤں گی،،

وہ ڈھیٹوں کی طرح چیئر کے ہینڈل پر بیٹھ کر اس کے بازو سے جھول گئی۔

یونی کیسی جارہی ہے،،،

ارشن نے سنجیدگی سے پوچھا۔اسے پیچھے ہٹانے کی زرا بھی کوشش نہیں کی۔کیوں کرتا؟کس لئے؟ وہ جانتا تھا وہ دیکھ رہی ہے۔تو دیکھتی رہے۔بچپن سے اس کے دماغ میں غلاظت بھری گئی تھی تو اس غلاظت سے وہ اپنا خون سے بھی بڑھ کر رشتہ کس خوشی میں میلا ہونے دیتا۔وہ یہ غلاظت اپنے پاس رکھے۔کاش یہ پار سا دوسروں کو گناہوں میں ڈوبا تصور کرنا بند کر دیتے۔

زبردست،،،بنٹی چہکی۔مگر آنکھوں میں اداسی سی تھی۔

حبیب کون ہے،،،؟

ارشن کے ایک دم سے پوچھنے پر وہ بری طرح گڑبڑائی تھی۔مگر اب پہلو تہی کرنا ناممکن تھا اگر وہ پوچھ رہا تھا تو مطلب اسے سب کچھ پتا تھا۔

کلاس فیلو ہے میرا،،مجھے پسند کرتا ہے،،وہ جھجھکتی بول گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

تمھارے بارے میں اسے سب پتہ ہے؟

ارشن کے ایک اور سوال پر اس کے گلے میں پھندا سا اٹکا تھا۔

جی،،پہلو بدل کر مختصر جواب دیا۔

اللہ پاک نصیب اچھے کرے،،ارشن نے دل سے دعا دی۔

وہ پیدائشی انپوٹنٹ ہے اور کبھی اولاد پیدا نہیں کر سکتا،،صرف اس لیے تم میں دلچسپی لے رہا ہے جا واقعی سیریس ہے،،

ارشن نے آج کھل کر بات کرنا مناسب سمجھا تھا۔جانتا تھا کافی معیوب باتیں ہیں۔مگر اگر ایسی باتیں گھر والے اپنوں سے شئیر نا کریں تو بہت تباہی مچتی ہے۔

وہ جب سے مجھ سے ملا ہے ہم نے کوئی بھی بات ایک دوسرے سے نہیں چھپائی،نا میں نے نا اس نے،، مگر اس کے گھر والے،،دھمکی تک دے چکے ہیں کہ اس نے اپنے نامرد ہونے والی بات اگر خاندان میں کسی کو بتائی تو وہ غیرت کے نام پر اسے بھی قتل کر دیں گے،،اور میری حقیقت تو ابھی انھیں معلوم ہی نہیں صرف حبیب جانتا ہے،،

بنٹی نے کافی تحمل سے ارشن کو سب بتا دیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کافی پاگل کے بچے ہیں،،، عمر بھر اپنی اس سو کالڈ غیرت کے نام پر درندگی کریں گے،، حبیب سے زبردستی شادی کر کے کسی معصوم بچی کی زندگی تباہ کریں گے،، اپنا نقلی خاندان اور وراثت کو آگے بڑھانے کے چکر میں اس بچی کو جانے کس کس کے سامنے پیش کریں گے،، مگر بے غیرت اور بزدل کبھی حقیقت تسلیم کرنے کی جرات نہیں کریں گے،،

ارشن جلنے کڑھنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

آپ کیوں اتنی ٹینشن لے رہے ہیں،، پہلے ہی جلے کٹے بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں ناں جس کا کوئی نہیں اس کا تو خدا ہے یارو،، چلیں آئیں اور میر ابھا بھی سے انٹرو کروائیں،،

ہنٹی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کرسی سے زبردستی کھینچ کر اٹھایا۔

مجھے کوئی کام ہے ہنٹی،، مجھے جانے دو اور جا کر خود ہی یہ نیک کام کر لو،،

ارشن جھنجھلایا۔

کوئی نہیں،، آپ ہی چلیں،، اس نے ارشن کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بنٹی اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لائی تھی۔ سامنے ہی وہ چادر اوڑھے کھڑی تھی۔ وہ لوگ اندر آئے تو دیا نے کچھ اس انداز میں ان دونوں کو دیکھا تھا کہ ایک مرتبہ تو بنٹی بھی اس کے سامنے ٹھٹھک کر رکی تھی۔ ارشن نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

دیا اس کے سامنے کھڑی اسے انتہائی نفرت و حقارت سے گھور رہی تھی۔ ارشن نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے انتہائی پستی دیکھی۔

ویسے کمال ہیں آپ،، آپ کی ہر جسمانی و نفسانی خواہش و ضرورت پوری ہو تو رہی ہے،، اس کے باوجود ہمیں بھی یہاں قید کر رکھا ہے،، شاید یہ لوگ کم پڑ گئے ہوں گے آپ کے لیے،، تو ہمیں بھی اپنی پوری جان لگا کر ڈھونڈ نکالا،، مگر یہ سب دیکھ کر ایک ہی بات کہنا چاہیں گے کہ ہم اپنا وجود زندہ جلا لیں گے مگر کبھی خود کو آپ جیسے گھٹیا انسان کے سپرد نہیں کریں گے،،

ارشن کا سانس تک رک گیا تھا۔ بنٹی نے بڑے میکانکی انداز میں ارشن سے اپنا ہاتھ یوں چھڑایا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔ یا غلاظت یا کوئی بہت گندی اور بری چیز۔

ہاں وہ پارسا اسے یہی تو سمجھ اور بول رہی تھی۔

یہ دنیا کیوں ان کا رشتہ مشکوک بنا دیتی ہے کیوں۔ کیا اگر کوئی خواجہ سرا کسی مرد کے پاس بیٹھا ہے تو اس کا صرف ایک ہی مطلب ہے کہ ان میں کوئی ایسا ویسا تعلق ہو گا۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بنٹی تیزی سے لاونج پار کر کے بیسمنٹ میں گم ہوئی تھی۔

جبکہ ارشن پھٹی پھٹی نگاہوں سے بے یقینی سے اسے دیکھے گیا۔ ابھی وہ کچھ کہنے کے قبل ہوتا کہ فون کی مخصوص بیل پر اس نے فون اٹھا کر کان کو لگایا تھا سامنے سے جو سننے کو ملا تھا ارشن کی آنکھیں لہو رنگ میں نہا گئیں تھیں۔

فون رکھ کر اس نے دیا کو بالوں سے دبوچا تھا۔

وہ گھبرائی۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ،، بچ برداشت نہیں ہوا تو ماریں گے،، چھوڑیں ہمیں،،

وہ چلائی۔ مگر ارشن اسے یونہی دبوچے باہر لے کر آیا تھا۔ گاڑی کا دروازا کھول کر اسے گاڑی میں دھکیلا۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ پاگل ہو گئیں ہیں ہمیں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا چھوڑیں ہمیں،، وہ چلائے گئی۔

ارشن نے خاموشی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی اور زن سے گاڑی آگے بڑھائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فلزہ ابھی ابھی باہر سے خان ولا واپس آئی تھی۔ داشاب اپنے کھیل میں مصروف تھا تو وہ فریش ہونے واش روم چلی گئی۔

باہر فون چنگھاڑ رہا تھا۔ مخصوص بیل تھی تبھی وہ گڑبڑائی تھی جلدی سے شاور لیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیگ پر کپڑے ہی موجود نہیں تھے۔ وہ شاید انھیں باہر بھول آئی تھی۔ فلزہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

Sssssshhiiiiiiiiitttttttttt

اب باہر تو جانا ہی تھا۔ تبھی اس نے میرون باتھ ٹاول پہنا جو کہ پنڈلیوں تک تھا۔ وہ باہر آئی۔ بھیگی سنہری زلفیں کمر پر آبشار کی طرح پھیلی ہوئیں تھیں۔ وہ بیڈ پر پڑے فون کی جانب بڑھی۔

وہ جو اپنا ٹوائے لیے اندر داخل ہو رہا تھا ٹھٹھک کر وہی رکا۔ ایٹیٹنگ تو بھول ہی گئی اب اپنی آنکھوں کے بلکل سامنے اس حشر کے سامان کو یک ٹک گھورے گیا۔

او کے،،،

او کے،،،

میں بس نکل ہی رہی ہوں،،،ہاں ابھی میل کر دیتی ہوں،،،وہ بہت تیزی سے ڈریسنگ کی جانب بڑھی تھی۔ ایک نظر دروازے کی جانب دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

داشو پلیز زکم ہئر ایک فیور دے دو یار،،،

فلزہ نے مصروف سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔ وہ قدم قدم چلتا آگے بڑھا۔

)اسے اپنے ٹوائے کی جانب متوجہ ہو جانا چاہیے تھا مگر وہ ایسا کر نہیں پا رہا اور زندگی میں پہلی مرتبہ وہ بے اختیار ہوا تھا(

ادھر بیٹھو داشو،، فلزہ نے اسے ڈریسنگ کے پاس پڑے صوفے پر بٹھایا۔ وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی ہوتی تو اس کی آنکھوں کے یہ تیور دیکھ کر مر ہی جاتی۔

یہ ہیئر ڈرائیر سے میرے بال اس دن کی طرح ڈرائی کر دو فرینڈ،،، زی کو ایک ارجنٹ کام ہے نا تو مجھے جانا ہے،، میں میل کرتی ہوں تم میرے بال ڈرائی کرو،،

فلزہ نے ہیئر ڈرائر کا سوئچ بورڈ میں لگایا اور ڈرائیر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ خود اس کے گھٹنوں پر ٹک گئی۔ اور فون میں بزی ہو گئی۔

وہ سانس تک روک گیا تھا۔

چلو اب یہ رنگ برنگے منہ بعد میں بنانا داشو ہری اپ،،، وہ جھلائی۔ وہ چپ چاپ اس کے بال ڈرائی کرنے لگا تھا۔ بالوں میں سے شیمپو کی بھینی مہک اس کے اعصاب شل کر چکی تھی۔ اپنی دسترس میں موجود وہ بھیگا نرم نازک گداز وجود اسے پوری طرح بہکا چکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

مگر پھر بھی وہ اس کی اس قدر قربت میں مدہوش اس کے بال ڈرائی کرتا رہا۔

تھینک یو سو مچ داشو،، میں آتے وقت اپنے فرینڈ کے لیے چاکلیٹ لاؤں گی،،

فلزہ نے حسب معمول تھینکس بولنے کے لیے پیچھے مڑ کر اس کی ناک پر اپنے گداز لب رکھے۔

داشاب کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

وہ اٹھی۔ مگر ڈریسنگ سے ڈرائیر اٹھاتے باڈی سپرے نیچے گرا تھا۔ اور فلزہ کا پاؤں اس پر پڑتے ہی وہ بری طرح لڑکھڑائی۔ تب بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اس نے اس کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹا تھا۔

فلزہ کے پیٹ پر اس کے ہاتھ کی اتنی مضبوط اور چٹانی گرفت تھی کہ فلزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

اس کی مضبوطی پر

اتنی سختی پر۔

اس نے فلزہ کو سیدھا کیا تھا فلزہ دم بخود سی الجھ کر پیچھے مڑی تھی۔

ارے اندھی ہو گیا۔ زی ابھی گر پڑتیں،، اور تمھارا یہ منہ سوج کر آلو جیسا بن جاتا،، وہ تو شکر ہے داشو نے تمہیں کیچ کر لیا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ گڑبڑا کر اپنے بھیس بدلے چولے میں واپس آیا تھا۔ فلزہ ابھی اس پر اور غور کرتی کہ پھر فون بج اٹھا۔ اب کی باہر کال ارشن کی تھی۔ اس نے کال رسیو کی اور جو سامنے سے سننے کو ملا فلزہ کو لگا اس کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی ہے۔

میں ابھی آتی ہوں،، ہاں ہاں ابھی آ رہی ہوں،، فلزہ نے بول کر فون رکھا اور کپڑے لے کر واش روم بھاگی۔

وہ چینج کر کے باہر آئی تھی۔

زی پھر کہیں جا رہی ہے،، مجھے بات ہی نہیں کرنی زی سے،،

اس نے منہ بنایا۔

بہت ضروری ہے زی کا باہر جانا داشو بے بی،، تم اپنا خیال رکھنا اور شیلا آنٹی کو تنگ مت کرنا او کے،، او کے،،

اس نے حامی بھری تو فلزہ تیزی سے باہر نکلی تھی۔

اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی وہ اعلان کرتا کہ سونے لگا ہے اپنے کمرے میں چلا آیا۔

پھر شیر والا سے ایک نیلی آنکھوں والا نقاب پوش بھی بڑے خفیہ انداز میں باہر نکلا تھا۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ اگلے دن کی بات تھی جب وہ رات لیٹ نائٹ اپارٹمنٹ پہنچا تھا۔ اپارٹمنٹ میں گہری خاموشی تھی۔ وہ کینٹین سے ہلکا پھلکا کچھ کھا کر آیا تھا۔ تبھی واپس آ کر فریش ہوا۔ ہلکا پھلکا ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے کر وہ چپکے سے اپنی فنگر پرنٹ سے لاک کھولتا اس دوسرے کمرے میں چلا آیا تھا۔

رات گہری تھی اور وہ آج ڈر کے مارے وہ جاگ رہی تھی۔ ابھی کل ہی تو اسے محسوس ہوا تھا کہ جیسے وہ رات کو اس کے کمرے میں آتا تھا۔ یہ خیال ہی معجزا کی جان نکالنے کو کافی تھا۔ کل وہ سو کر اٹھی تو اسے اپنے کمرے میں آس پاس ایک اجنبی سی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔ مگر جب اندازہ ہو کہ یہ خوشبو کا کی ہے تو اس کی جان پر بن آئی تھی تبھی وہ آج جاگ رہی تھی۔

وہ دبے قدموں روز کی طرح اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جہاں اس کی کل کائنات تھی۔ زندگی بھر کی جمع پونجی۔ متاع کل۔ یا شاید اس کی روٹھی زندگی۔

آہستگی سے اندر آیا اور بہت دھیمے سے بیڈ کی پائنتی پر ٹک گیا۔

آدھی رات کا وقت ملگجے اندھیرے میں وہ سانس روک کر کمفرٹر مٹھیوں میں دبوچے کروٹ لیے آج اس وقت کا انتظار کر رہی تھی۔ جب اسے اپنے ڈر کا سامنا کرنا تھا۔ خوف سے چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

گیا کیونکہ اپنے پیروں کے پاس دھیمی سے آہٹ محسوس ہوئی اور وہ شاید روز کی طرح اس کو سوتا سمجھ کر اس کا پاؤں اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کے پیروں میں نیم دراز ہوا تھا۔

معجزا جھٹکے سے اٹھی اور پیچھے کی جانب کھسکتی چلی گئی۔ جبکہ امن بے تحاشا چونک کر دھڑکتے دل کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ بے بسی سے خوف سے تھر تھر کانپتے اس وجود کو دیکھا جو اس کی جانب دیکھے بغیر اسے ہاتھ کے اشارے سے دروازے کی جانب انگلی کرتی وہاں سے چلے جانے کو بول رہی تھی۔

پلیز مجھ سے ڈرو مت کوکو مو،، پر امس کرتا ہوں تمھیں ہرٹ نہیں کروں گا،،

اس نے دھیمے سے التجا کرتے آج برسوں کے بعد اسے اس نام سے پکارا تھا۔ خود بیڈ سے اٹھ کر دور دیوار سے ٹیک لگالی۔ سادہ سے حلیے میں بال حسب معمول ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

جائیں یہاں سے چلے جائیں،،، دور رہیں مجھ سے،،

معجزا چیخ کر بولی تھی اور اس سے منہ موڑ لیا۔

امن نے ایک نظر اس کی بے رخی دیکھی۔

مجھے تم سے عشق ہے جزا،، میری ہر آتی جاتی سانس میں تم بسی ہو،، تم ہی بتاؤ کیسے دور رہوں تم سے،،

امن نے آنکھیں موند کر ایک جزب کے عالم میں کہا اور وہاں سے باہر چلا آیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

یہ رات دونوں پر بہت بھاری تھی۔ معجزا خوف کے مارے سو نہیں پائی تھی جبکہ وہ تو صدا کا تھا ہی بے خواب۔

صبح وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی ہی نہیں۔ امن ہاسپٹل چلا گیا۔ مگر وہاں بھی بے چینی ہی رہی۔ تقریباً عصر کے وقت وہ یونہی اسے دیکھنے اپارٹمنٹ چکا آیا تھا۔

معجزا کہاں ہے رنگیلی،،

آتے ساتھ ہی رنگیلی سے پوچھا۔ تبھی وہ ہاسپٹل جانے کے لیے بلکل تیار کمرے سے باہر نکلی تھی۔

امن نے اسے دیکھا مگر وہ اس کی جانب دیکھے بغیر تیزی سے باہر نکل گئی۔ امن نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور اس کے پیچھے ہی اپارٹمنٹ سے باہر نکل آیا تھا۔ امن نے ادھر ادھر دیکھا وہ کہیں نہیں تھی۔ یقیناً اس کی نگاہوں کے حصار سے بھی چھپنے کو تیزی سے ہاسپٹل بھاگ گئی ہو گی۔

امن کا فون رنگ ہوا۔ احان کا تھا۔ اس نے یس کر کے کان کو لگایا۔

امن ہم ایک بہت ہی سیریس پیشنٹ ہاسپٹل لا رہے ہیں گینگ ریپ کیس ہے،، تیار رہو،، اور معجزا کو ہاسپٹل مت جانے دینا آج اگر وہ وہاں ہے بھی تو اسے وہاں سے ہٹا دو،، اور آج عام ٹریفک بھی ہٹا دو ہاسپٹل سے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

احان کہتے فون رکھ چکا تھا۔ امن کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گا۔ وہ تیزی سے ہاسپٹل کی جانب بھاگا تھا۔

معجزا آج میڈم فریال کے پاس جانے سے پہلے ڈاکٹر انعم کے کیبن کی جانب چلی آئی تھی۔ مگر وہاں سے پتہ چلا کہ ڈاکٹر انعم ایمرجنسی وارڈ کی جانب گئیں ہیں تو وہ ان کے پیچھے ادھر ہی چلی آئی۔

وہ ایمرجنسی وارڈ تک پہنچی تھی جب ہر طرف ایمرجنسی سائرن بج رہے تھے۔

اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے تبھی وہ ادھر ہی ایک بینچ کے پیچھے چھپ گئی۔ ایمرجنسی کے قریب جیسے بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ افراتفری سی پھیل گئی تھی۔

تبھی وہاں احان اور کچھ ڈاکٹرز سٹریچر پر ایک لڑکی کا ادھڑا ہوا برہنہ وجود جو کہ صرف سفید کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا لے کر داخل ہوئے تھے۔ وہ سفید کپڑا لہولہان ہو کر اس کے برہنہ وجود سے چپکا ہوا تھا۔ وہاں فلزہ بھی آچکی تھی اور اس کے پیچھے ہی ڈاکٹرز ایک جلے کٹے وجود کو سٹریچر پر گھسیٹ کر اندر لا رہے تھے۔ امن بھی موجود تھا۔ مگر اسے اس کو بھی ڈھونڈنا تھا اور یہاں سے دور رکھنا تھا۔ یہ کام اس نے رنگیلی کو سونپا تھا۔ کیونکہ خود اب اس کا آپریشن تھیٹر میں جانا ضروری تھا۔ اب تو وہاں خضر اور علیزے بھی آچکے تھے۔

ارشن دیا کو گھسیٹتے ہوئے وہاں ایمرجنسی میں لے کر آیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

یہ دیکھو،، دیا بیگم یہ دیکھو،،

ارشن نے سٹریچر کے ساتھ ساتھ چلتے ان ادھڑے دو وجود سے کپڑا ہٹا ہٹا کر دیا کو ان کی حالت دکھائی تھی۔ اور ایک ہاتھ سے اسے گدی سے دبوچ رکھا تھا۔ دیا نے وہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بھینچیں تھیں۔

یہ ان کا حال ان تمھارے پارساؤں نے کیا ہے اب آنکھیں کیوں بند کر رہی ہو دیکھو ان ادھڑی نیم جان لاشوں کو،،

وہ غرایا تھا۔

ہمیں نہیں دیکھنا کچھ بھی چھوڑ دیجئے ہمیں،، وہ ان بھیانک مناظر کی تاب نالاتے پھوٹ پھوٹ کر روتی اس سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔

دونوں پیشنٹس کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا۔

مجسم خوف و دہشت سے سفید پڑتی بینچ کے پیچھے سے نکل کر کوریڈور کے ایک جانب بھاگ گئی۔

دیا وہیں ایمرجنسی کے باہر کھڑی بھل بھل آنسو بہا رہی تھی۔ جبکہ فلزہ اور ارشن باقی سب بھاگ دوڑ میں لگے ہوئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

دو تین گھنٹے لگے تھے۔ جلا ہوا وجود جانبر دنا ہو سکا اور دنیاوی ہر اذیت و تکلیف سے آزاد ہو کر آخری سفر کو روانہ ہو گیا جبکہ ریپ وکٹم کو بمشکل مگر بچا لیا گیا تھا۔

امن اسے دیکھنے آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔ مگر رنگیلی کے وہ چند الفاظ اس کے سر پر جزائرسٹ کی چھت گرا گئے تھے۔

میں نے ہر جگہ ڈھونڈا اسے،، اپارٹمنٹ بھی گئی،، ہاسپٹل کا بھی ایک ایک چپا چھان مارا مگر وہ کہیں نہیں ہے،،

رنگیلی کے کہنے کی دیر تھی وہ خود ہر طرف اسے تلاش کرنے کے لیے بھاگا تھا۔

جزا،،،،،،ویئر آر یو ڈیم اٹ،،،

وہ پاگلوں کی طرح اسے ہاسپٹل میں ڈھونڈھتا پھر رہا تھا۔ دیوانوں کی طرح اسے پکار رہا تھا۔ آج ہاسپٹل میں جو بھی اس کے سامنے ہوا تھا وہ معجزا امن آریان کو پھر سے دس سال پیچھے اس سیاہ دن کے بدہیت تاریکیوں میں دھکیل گیا تھا۔

معجزا،،،،،،،،،،،،کہاں ہو،،،؟

ایک آخری امید مس فریال کا کیبن تھا جہاں وہ اب آیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن دھاڑ سے دروازا کھول کر مس فریال کے کیبن میں داخل ہوا تھا۔ آنکھوں میں بے پناہ سرخی اور وحشت تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو کھڑکی سے آتی روشنی سے ٹیبل کے نیچے چھپی معجز اکا ہلکا سا سایہ اسے دکھائی دیا۔

وہ بغیر چپل اور بغیر دوپٹے کے یہاں ہاتھوں میں چہرا چھپائے اپنی سسکیاں دباتی خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

امن نے بری طرح اپنے لب دانتوں سے کچلے۔ وہ اسے دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا سکھا گیا تھا مگر خود آخر ایسا کیا کرتا؟ آخر ایسے کونسے اسباب پیدا کرتا؟ کہ وہ امن آریان پاشا سے خوفزدہ ہونا بند کر دیتی۔

وہ ٹیبل کے قریب آیا اور زمین پر بیٹھا۔

معجز،،،،،،،

نرمی سے پکارا۔ مگر وہ متوحش سی خوف سے جیسے پاگل ہو گئی تھی۔ تبھی پیچھے جگہ نا ہونے کے باوجود اور ٹیبل میں گھسنے کی کوشش کی۔ نتیجتاً سر بری طرح ٹیبل سے ٹکرا کر پھوٹا تھا۔

دو،،،دور،،، قریب،،،، مم،،،،،،،مت،،، آنا،،،

وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مبجرا،،،اتنے دنوں سے میں یہاں ہوں میں نے کچھ کہا ہے تمھیں،،؟کچھ نہیں کہوں گا،،، تمھیں چوٹ لگ رہی ہے پلیز باہر آؤ،،،

امن نے بے بسی کی انتہا سے ملتجی لہجے میں کہا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھانا چاہا۔

نن،، نہیں،،

وہ چلائی تھی۔ چھونا مت،،،،

وہ بری طرح روئی اور پیچھے کھسکنے کی کوشش کی۔ ٹیبل زوردار دھکے لگنے سے ہلا تھا اور اس پر پڑا واس زمین پر گر کر چکنا چور ہوا۔ اور بھی چیزیں زمین بوس ہوئیں۔

امن نے بغیر کچھ بھی سوچے سمجھے پہلے اسے یہاں سے نکالنا بہتر سمجھا۔ اسی لئے اس کا بازو تھاما۔ کیونکہ اب اسے ان چیزوں سے بری طرح چوٹ لگ رہی تھی۔

مگر وہ مزید خوفزدہ ہوئی تھی۔

چھوڑو مجھے،،،،،،قریب مت آؤ،،،،،،،دور ہٹو،،،،،،

وہ چلاتی بری طرح ہینگ ہوئی۔ امن سے اپنا آپ چھڑا کر ٹیبل کی دوسری سائیڈ سے باہر نکلنے کے چکر میں واس کے ٹکڑوں سے اپنے بازو اور پاؤں بری طرح لہولہان کر چکی تھی۔ اور یہ دیکھ کر امن کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

معجزا،،،،،،،،

وہ دھاڑا۔ ادھر وہ اس کی دھاڑ سن کر وہ متوحش سی جیسے ہوش و حواس سے بیگانہ لہولہان زخمی پیروں سے بھاگنے کی کوشش میں زمین بوس ہوئی تھی۔ سر چھوٹے ٹیبل کے کونے سے ٹکرایا۔ خون کی ایک لکیر گال تک آئی۔

امن نے قریب آکر زمین پر جھک کر اسے تھامنا چاہا وہ پھر بری طرح چیختی چلاتی مچھلی بنی تڑپتی اس کے ہاتھ پیچھے جھٹک رہی تھی۔

تم زخمی ہو جزا،،، مجھے دیکھنے دو،، کچھ نہیں کر رہا میں،،،

امن نے ایک مرتبہ پھر اس پتھر کے نازک بت سے اپنا سر پھوڑا مگر وہ ہنوز پیچھے کھسکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے جزا تم سنتی کیوں نہیں،،، کچھ نہیں کر رہا کالم ڈاؤن،،، وہ چلایا۔ مگر اثر ندارد۔

امن کی برداشت بھی یہیں تک تھی۔ آخر پینٹ سے اپنی بیلٹ نکال کر اس کے پیر سینکڈز میں باندھے تھے۔ اپنے اسٹیتھو سکوپ سے اس کے بازو باندھ کر سیکرٹ پاکٹ سے انجیکشن نکالا۔ وہ اب بھی بری طرح مچل رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

معجزا کو اپنے بازو میں کچھ چبھتا محسوس ہوا۔ چند سیکنڈز کا کھیل تھا۔ وہ زخمی بیہوش ہو کر اس کا سر زمین پر گرتا جب دو مہربان سی بانہوں نے اسے تھام کر اپنے سینے میں بھینچا۔

وہ تیزی سے اسے اٹھا کر اپنے کیبن میں لایا تھا۔ وحشت زدہ لال انگارا آنکھوں سے باریک بینی سے اس کے ہر زخم کی خود ڈریسنگ کی۔ سر پر ڈریسنگ کرتے شدت ضبط ہاتھوں سے چھوٹا اور وہ رو دیا تھا۔

ڈریسنگ ہو چکی تو اس نے نرمی سے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ پھر آج اس کے آنسو معجزا کے بکھرے بالوں میں جذب ہوئے تھے۔

اپنا فون نکال کر اس نے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔ جو کہ آدھی بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

ارشن بھائی،،،!! مجھے علی وزیر اور اس کا سارا خاندان چاہیے،،،

اس کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ ارشن کی خود کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

مل جائے گا وعدہ کرتا ہوں،،

ارشن نے کہا امن کچھ بھی کہے بغیر فون رکھ گیا تھا۔

پھر اس کی جانب متوجہ ہوا جسے وہ چاہتا تھا پھولوں سے بھی تکلیف نا پہنچے اور وہ ہر بار خود کو اور امن آریان پاشا کو کانٹوں پر گھسیٹ لیتی تھی۔ اور آج کے دن جتنا قہر برپا ہو چکا تھا وہ آج پھر ان کی کمر توڑ گیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جاری ہے

CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 28.....

عشق دا کھیڈ نا کھیڈیں سجناں ہَر جانڑاں تو ہَر جانڑاں

پیار وچ زندگی لبھدی نا ہی مَر جانڑاں تو مَر جانڑاں

ارشن سرد و سپاٹ تاثرات اور لال انگارا آنکھیں لیے لیے ویٹنگ روم داخل ہوا تھا جہاں وہ بیٹھی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ جانے کون اسے کھینچ کر ایمرجنسی کے باہر سے یہاں بٹھا کر گیا تھا۔ شاید یہ کام رنگیلی نے کیا تھا۔ ارشن اس کا جھکا سر دیکھے گیا۔

، دل میں اب کوئی تمنا باقی نہیں رہی تھی۔ اس کے آج کے الفاظ، رویے نگاہوں کے تاثر الزامات اور غلیظ سوچ نے ارشن کے سینے میں دھڑکتے دل کو خاموش کر دیا تھا جیسے بلکل ساکت، مردہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ہر جزبات سے عاری۔

دل مر جانڑے نوں کِی ہویا سجنا

کدے وی نی اج جناں رویا سجنا

سوچاں تے خیالاں وچ دن لنگدے

سکھ میری زندگی دا کھویا سجنا

تبھی وہ آگے بڑھا تھا ایک مرتبہ پھر اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچا اور اپنے ساتھ لے کر گھسیٹنے لگا۔ وہ پھر بوکھلائی تھی۔ مگر پھر اسے خود کو گھسیٹتے دیکھ دیا نے بھی اپنی پوری طاقت لگا کر اپنی کلائی چھڑائی تھی۔

چھوڑیں ہمیں،، کس بات کی سزا دے رہے ہیں آپ ہمیں،، آخر کیا کیا ہے ہم نے،، اور یہ کچھ جو آپ ہمیں یہاں دکھانے لائیں ہیں ہمیں کیا پتہ کس نے کیا ہے؟ کسی پر الزام لگانے ،،،سے کچھ نہیں ہوتا،، ثبوت کیا ہے آپ کے پاس کہ یہ حویلی والوں نے کیا ہے

دیا چلائی تھی۔

بسا ہوا تھا جو دل میں اتر گیا کب کا

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارا،،، چاہنے والا،،، تو مر گیا کب کا

ارشن اس کی جانب بے تاثر نگاہوں سے دیکھے گیا۔ پھر کچھ بھی کہے بغیر ایک مرتبہ پھر اس کی کلائی دبوچی۔

ہاسپٹل کی پارکنگ میں لا کر اسے گاڑی میں دھکیلا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جھٹکے سے گاڑی بھگائی۔ دیا نے رونا بند کر دیا اور خالی خالی نگاہوں سے اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔ گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ کئی مرتبہ دیا کا کلیجہ منہ کو آیا کہ اسے لگا وہ گاڑی جان بوجھ کر کسی ٹرک میں دے

مارے گا۔ شکر کا کلمہ تب ادا کیا جب گاڑی جھٹکے سے وائیٹ پیلس کے ڈرائیو وے پر رکی تھی۔ وہ کچھ بھی کہے سنے بغیر سپاٹ چہرہ لیے اس کا گاڑی سے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔ دیا نے اپنے لب دانتوں تلے کچلے۔ اور خاموشی سے گاڑی سے نیچے اتر گئی۔ وہ سہی طرح اتری بھی نہیں تھی کہ گاڑی کا انجن سٹارٹ ہوا اور وہ تیزی سے ریورس ہوئی۔ دیا گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ گاڑی دھول اڑاتی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ جن میں وفاؤں اور جزبوں کا ایک جہان سا آباد تھا ان نگاہوں کو ایسے سرد و بے تاثر دیکھ دیا کو جھرجھری سی محسوس ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یا بہت کچھ غلط ہو جانے کا احساس ہوا تھا۔ وہ مردہ قدموں سے دھیمے سے چلتی اندر چلی آئی۔

اس کے کمرے کا دروازا ہلکے سے ناک ہوا تو وہ بیزار سی شکل بنا کر اٹھی۔ دروازا کھولا تو سامنے رواحہ تھی۔

جی مما،،، فورا تمیز کا مظاہرہ کیا۔

بیٹا احان کو فون آیا تھا،، بلایا ہے اس نے تمھیں،، باہر گاڑی تیار کھڑی ہے،، تم جلدی سے ،،تیار ہو جاؤ،، وہ انتظار کر رہا ہے تمھارا

الفاظ تھے کہ زلزلہ آساوری احان خان کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ کئی پل تو دھڑکنوں کو سنبھلنے میں لگ گئے۔)مطلب فرسٹ آفیشل ڈیٹ ود بسپن کا پیار۔ اووووووو دل میں لڈو (پھوٹے۔

جج،، جی مما میں ہوتی ہوں تیار،، اس نے بمشکل کہا رواحہ نے مسکرا کر دروازہ بند کر دیا۔ تیزی سے ڈریسنگ کی جانب آئی۔ ابھی شاپنگ کب کی تھی ہاں مگر ڈریسنگ میں نئے برانڈڈ کپڑوں کا انبار لگا ہوا تھا ان میں سے ہی ایک فیروزی رنگ کی شارٹ فراک اور پاجامہ سلیکٹ

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا۔ جلدی سے واش روم جا کر چینج کر کے آئی۔ فیروزی فراک پر پنک کڑھائی میں اس فراک میں وہ کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔

فیروزے کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہن کر گلابی لبوں پر پنک گلوز لگا لیا۔

لاکھ کانفیڈینٹ سہی مگر دل بہت ہی زیادہ تیز دھڑک رہا تھا۔ وہ فیروزی بڑا سا دوپٹہ سر پر اوڑھے باہر نکلی تھی۔

ارے واہ پہلی بچی ہے جو اتنی جلدی تیار ہو گئی،، رواحہ اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔ وہ مسکرا کر سر جھکا گئی۔ رواحہ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لئے باہر لائی۔ ڈرائیو وے پر ایک گاڑی کھڑی تھی۔ وہ گاڑی تک آئے۔ آساوری کانپ گئی۔ دور دور سے ہنسی مزاق ایک طرف اور اس ہرے راکشس کے روبرو ہو کر بہادری دکھانا ایک طرف۔ وہ بری طرح گھبرائی تھی۔

مام آپ بھی ساتھ چلیں،،، وہ اڑ گئی۔

لو،،، ارے میں کیوں جاؤں ،، تمھیں بلایا ہے تم جاؤ،، رواحہ اس کے سر پر ایک چپت رسید کر کے واپس چلی گئی۔ناچار اسے گاڑی میں بیٹھنا ہی پڑا۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ اور وہ شدید نروس ہو کر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

مگر یہ گھبراہٹ اس وقت شدید پریشانی میں بدلی تھی جب گاڑی ایک ہاسپٹل کے طویل و عریض ڈرائیو وے پر دوڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،ویٹ آ منٹ،،، تم لوگ مجھے ہاسپٹل کیوں لائے ہو،، وہ ٹھیک تو ہیں ناں

آساوری گھبرا کر گارڈز پر چلائی تھی۔ یہ ہو کیا رہا تھا۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو رواحہ مما اتنے اطمینان سے اسے ناں بھیجتی مگر اب سوال یہ تھا کہ احان نے اسے ہاسپٹل کیوں بلایا تھا۔

سر بلکل ٹھیک ہیں میڈم آپ گاڑی سے نیچے اتریں،، گارڈ نے با ادب گاڑی کا دروازا کھولا۔

،،،نو،، پہلے تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھے ہاسپٹل کیوں لائے ہو،،احان کہاں ہیں

آساوری نیچے اترنے کو تیار نہیں تھی۔

،،، کیونکہ سر ادھر ہی ہیں،، اور

،،واٹ،،،، یہ کہا بکواس ہے وہ ٹھیک تو ہیں ناں

اس نے پوری بات سننا ضروری نہیں سمجھا تھا اور ایک ہی چھلانگ میں نیچے اتری۔

کہاں ہیں احان،،،؟

چلیں،،، گارڈ اسے ساتھ لے کر تیز تیز چلنے لگا۔ ہاسپٹل کے گراؤنڈ سے ہو کر وہ لاگو ہاسپٹل کے پیچھے بنے وارڈز سے گزر کر اندر گئے تھے سامنے ہی بڑا سا مورگ)مردہ خانہ (لکھا ہوا تھا۔ آساوری کے قدم پھر لڑکھڑائے۔

،،،یہ کدھر لاؤ ہو تم لوگ مجھے،، نہیں تم لوگ مجھے بتاؤ یہاں کوئی مزاق چل رہا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھر گارڈز پر بھڑکی تھی۔

میڈم اندر چلیں پلیز،،، گارڈز بھی اب تیز مصالحہ میڈم سے عاجز آ چکے تھے۔

اگر تو احان اس سے اپنی شرارت کا بدلا لینے والا تھا تو یہ بہت ہی زیادہ برا مزاق تھا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

سامنے ہی کچھ پولیس والوں کے ساتھ وہ انتہائی سنجیدہ شکل لیے اپنی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ آساوری کی جان میں جان آئی وہ بھاگ کر اس کے قریب گئی تھی۔ پھر اس کچھ بھی نہیں سوجھا تھا تبھی گھبرا کر دھیرے سے اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔

،،،،،،احان آپ ٹھیک تو ہیں ناں،، میں بہت ڈر گئی تھی،، اور آپ کو

آساوری کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب احان نے اسے کھینچ کر خود سے الگ کیا۔اس نے حیرت سے سر اٹھا کر اس کی ان بے تاثر سرد نگاہوں میں دیکھا۔

،،،،احان

احان ایک چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔ آساوری کو مزید حیرت ہوئی۔

،،،یہ جو سٹریچر پر باڈی پڑی ہے اس پر سے کپڑا ہٹا کر دیکھو آساوری شاہ

احان کی سرد اور اجنبی سی آواز مورگ میں گونجی تو اتنی ٹھنڈک میں بھی آساوری شاہ کو پسینے چھوٹ گئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں،،؟ کیا ہوا ہے،،؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی،،؟

،،،جتنا کہا ہے اتنا کرو آساوری شاہ

،،،،،مگر کیو

،،،،،ڈو اٹ

احان کی دھاڑ پر وہ اپنی جگہ سے ایک فٹ پیچھے اچھلی تھی۔ آساوری اب سہی معنوں میں پریشان ہوئی تھی لرزتے قدم اس باڈی تک لائی سفید کپڑا تھا۔ اور آساوری کی سانس پھول رہی تھی۔

پورا جسم کانپ گیا۔ لرزتے ہاتھوں سے کپڑا زرا سا سرکایا تو ایک چیخ مار کر واپس ڈال دیا۔ احان تلخیہ مسکرایا۔

،،، ی،،، یہ کیا،، یہ آحان

وہ ہانپتی کانپتی روہانسی ہوئی اور اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ احان اب اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور اس کی کلائی پکڑی۔ وہ اب بے آواز آنسو بہاتی ہوئی اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔ وہ مورگ سے خفیہ راستوں سے اسے آئی سی یو تک لایا تھا۔ آئی سو یو کے اندر لا کر اسے سبز کپڑوں کے پردوں کے درمیان ایک بیڈ کے قریب دھکیلا۔

،،اب زرا اس کا کپڑا ہٹا کر دیکھو آساوری شاہ

CLASSIC URDU MATERIAL

لل،،، لیکن،،،، وہ رو دی۔

آئی سیڈ،، ڈو اٹ،،، وہ پھر غرایا تھا۔

آساوری نے کانپتے ہوئے اس لڑکی کے نیم جان جسم سے وہ کپڑا ہٹایا اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبائیں۔ وہ تیزی سے باہر بھاگی تھی اب تو اس ظالم سے بھی دور بھاگنے کو دل چاہ رہا تھا کہ وہ وائٹ پیلس ہی ٹھیک نہیں تھی۔۔ بلکہ خواہ مخواہ وہ ظالم اسے پریشان اور ہراساں کیوں کر رہا تھا آخر؟

احان نے اس کی کلائی پھر دبوچی تھی۔ اور اسے لئے پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوا۔

،،یہ سب کیا ہے اور کیوں دکھا رہے ہیں آپ یہ سب مجھے

وہ سسکی۔

یہ تمھارے اس پاگل جانور درندے بڈھے دادا نے کیا ہے ہمیں دھمکانے کے لیے،،جان بوجھ کر،،

احان نے سرد سے لہجے میں کہا تو آساوری نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے،،، آساوری کا لہجہ اب کی بار کافی مضبوط تھا۔ تب احان نے ایک چٹ اپنی پاکٹ سے نکال کر اس کے منہ پر پھینکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جب وہ لوگ پولیس اسٹیشن سے نکل کر شہر کے ایک گنجان آباد علاقے میں گئے تو وہاں انھیں دو بوریوں میں جو دیکھنے کو ملا وہ دیکھ کر اتنے مضبوط اعصاب کے مالک احان ماہر خان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر ان بوریوں پر جو چٹ لگی ہوئی تھی اس نے مزید ان کا دماغ گھما ڈالا تھا۔

اگر آساوری شاہ اور نور پاک بی بی کو جہاں سے اٹھا کر لے گئے تھے جلد از جلد خود""
""شرافت سے وہیں چھوڑ کر نا گئے تو اس طرح کے تحفے بار بار ملتے رہیں گے تم لوگوں کو

احان نے چٹ اپنے پاس سنبھال کر رکھ لی پھر اس جگہ سے وہ لوگ انھیں جزا ٹرسٹ میں ہی لے کر آئے تھے جہاں ان کے سب بڑے اور جونیئرز اکھٹے ہو گئے تھے۔ یہ بہت اذیت ناک تھا۔

وہ احان ماہر خان تھا جو اتنے ظلم و بربریت کے جواب اسی ظلم و بربریت سے دینا چاہتا تھا جسے دیکھ کر دشمن کے بھی یونہی رونگٹے کھڑے ہو جائیں جیسے کہ ان کے ہوئے تھے۔ وہ غور سے لال انگارا آنکھیں لیے آساوری شاہ کے تاثرات دیکھے گیا۔۔

یہ کسی دشمن کی کوئی سازش ہوگی،، آپ کو ،، ہم سب کو گمراہ کرنے کے لیے،، دیکھیں احان ،،ایسی کوئی بات نہیں،،، آپ سمجھنے کی کوشش کریں

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے قریب آ کر اس کا بازو تھاما تھا۔ مگر اتنی ہی تیزی سے اسنے اس کے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔

یہ تو تم بول رہی ہو آساوری شاہ،، مگر حقیقت دراصل یہ کہ وہ پاگل اتنی اتنا ہی جانور اور ،،درندہ ہے،، وہ قصائی جو اپنے مفاد کے لیے کسی کو بھی زبح کر سکتا ہے

وہ چلایا تھا اور آساوری کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کی گال پر رواں ہوئے۔

،،،احان اگر ایسا ہے بھی تو بتایئے اس میں میرا کیا قصور ہے

وہ بے بسی سے بولی تھی۔

تب احان نے اسے وہاں پڑے ایک پرانے سے ہاسپٹل بیڈ پر پھینکا تھا جس پر وہ اوندھے منہ گری تھی جا کر۔

قصور تو ان کا بھی نہیں تھا جنھیں جانوروں سے بھی بری طرح ادھیڑا گیا ہے،،، اور اب میں ،، بھی تمھارا وہی حشر کروں گا ایک تحفہ میں بھی حشمت راؤ کو بھیجوں گا

وہ دھاڑا تھا اور قریب آ کر اس کا دوپٹہ نوچ کر دور پھینکا اور اس کا جبڑا دبوچا تھا۔ وہ روئی روئی آنکھوں سے تلخیہ مسکرائی تھی۔

اگر میرے ساتھ وہی سب کرنے سے ان لاشوں کو انصاف ملے گا تو کر گزریں احان ،، مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی،، لیکن بقول آپ کے میرا تو راؤ خاندان سے کوئی تعلق ہی

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں ہے میں تو اب آپ کی عزت ہوں ناں،، تو اگر آپ اپنی ہی عزت کو روندنا چاہتے ہیں تو ،،،جو ہوتا ہے آپ سے آپ وہ کر گزریں

وہ پیچھے مڑ کر اس کے گریبان کو جھنجھوڑ کر بولی تھی۔ احان کا غم وغصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا تبھی احان نے پھر اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے تھے۔

کاش آساوری شاہ ،، کاش ،،، ان کے جیسے کام کرنے کے لیے ہم ان کے جتنے لیول تک گر ،،سکتے،، اتنے ہی جانور اور درندے بن سکتے،، کاش ہم سے ہو پاتا یہ

احان نے ایک ہاتھ سے اس کا گلا دبوچ رکھا تھا۔ آساوری کوئی مزاحمت نہیں کر رہی تھی بس لال روئی ہوئی آنکھوں سے اس ستمگر کو دیکھے گئی جو لمحہ بہ لمحہ اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتا جا رہا تھا۔

وہ اس کے گلے کی ہڈیاں چٹخا ہی ڈالتا جب دھاڑ سے دروازا کھول کر خضر وہاں داخل ہوا تھا۔

یہ کیا پاگل پن ہے بھائی چھوڑیں بھابھی کو،،، یہ کر کیا رہے ہیں آپ ،،اگر بڑے پاپا کو پتہ چل گیا تو جانتے ہیں ناں آپ کتنے ناراض ہوں گے وہ،، چھوڑیں انھیں،، بہو ہیں یہ اب وائیٹ ،، پیلس کی

خضر نے احان کی گرفت سے تیزی سے اسے چھڑوایا تھا۔

آساوری بیہوش ہو کر زمین بوس ہو گئی تھی۔ احان تب بھی جیسے پتھر کا بنا کھڑا رہا۔ اپنے ہاتھوں سے وہ برہنہ جلے کٹے ادھڑے نیم جان لاشے اٹھائے تھے اسے صبر نہیں آ رہا تھا یا

CLASSIC URDU MATERIAL

سکون نہیں آ رہا تھا تبھی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ خضر نے نیچے جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا تھا۔ اور اسے باہر لایا۔

وہ اسے جنرل وارڈ میں لایا تھا جب سامنے سے علیزے آتی دکھائی دی۔ خضر کے بازوؤں میں آساوری کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکی تھی۔ خضر نے آساوری کو بیڈ پر لٹایا اور ڈاکٹر انعم کو آواز دی۔ علیزے قدم قدم چلتے ان کے قریب آئی تھی۔

،،، تمھاری کسر تھی اسے بازوؤں میں اٹھانے کی

خفیف سا طنز تھا مگر خضر فی الحال سمجھ نا پایا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔

کیا مطلب ،، ؟ وہ علیزے کی جانب پلٹا۔

کچھ نہیں،، علیزے نے سر جھٹکا۔ کیا ہوا ہے اسے،،؟ وہ نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھی۔

،،احان بھائی نے اپنا سارا غم وغصہ نکال دیا بیچاری بھابھی پر

خضر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

تمھیں بڑی فکر ہو رہی ہے اپنی بھابھی کی،،؟ وہ پھر جلے بھنے انداز میں بولی۔ خضر نے بغور اسے دیکھا اور گہرا مسکرایا۔

جبیں کی دھول جگر کی جلن چھپائے گا

CLASSIC URDU MATERIAL

شروعِ عشق ہے ،،،،،،،،،وہ فطرتاً چھپائے گا

خضر کے شعر پر وہ بری طرح گڑبڑائی تھی۔

کک کیا مطلب ہے تمھارا،، خونخوار گھوری سے خود سے پانچ سال چھوٹا ہونے کے باعث اپنی دانست میں علیزے نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔

،،کچھ نہیں

خضر نے موقع کی مناسبت سے اس مزید چھیڑنے سے گریذ ہی کیا۔ کہ اس کا خود کا دل بہت بوجھل اور اداس تھا۔ ڈاکٹر انعم اساوری کو چیک کر رہی تھی۔ اس کی سانس مدھم تھی۔ تب اسے آکسیجن لگائی گئی تھی۔ پورے ہاسپٹل پر عجیب سی اداسی طاری تھی۔

رات کی تاریکی میں نمی کی ملاوٹ تھی جیسے۔ بہت گہری اداس اور تاریک سی رات تھی ۔ رات کے تقریباً ایک بجے تھے۔ وہ پاشا ابراہیم کی گود میں سر رکھے جانے کونسے غیر مرئی نقطے کو

CLASSIC URDU MATERIAL

گھورے جا رہی تھی۔ پاس ہی رحاب قرآن پاک کی تلاوت کر کے اس کے اوپر پھونکے ماری جا رہی تھی۔ آج تو شفا بھی اسی اپارٹمنٹ میں موجود تھی۔ جبکہ آریان ہاسپٹل میں امن کے پاس ہی تھا۔

وہ لوگ آج ہی دن میں اپارٹمنٹ میں آئے تھے۔ اور اب وہ معجزا کے کمرے میں تھے۔ آج دن میں اسے پھر کافی عرصے کے بعد وہ بھیانک مناظر دیکھ کر پینک اٹیک آیا تھا۔ مگر اب وہ طوفان گزر جانے کے بعد کے سمندر کی طرح پرسکون تھی۔ اسے نہیں پتہ تھا وہ اپارٹمنٹ کیسے پہنچی تھی۔

امن اسے اپارٹمنٹ لایا تھا۔ مگر پاشا ابراہیم کے یہاں آنے کی خبر سن کر واپس ہاسپٹل چلا گیا تھا۔

پاشا ابراہیم دھیمے سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

وہ آپس میں کوئی بات نہیں کر پا رہے تھے۔ کچھ کہنے کو بچا ہی نہیں تھا جیسے۔ اسی لئے کمرے میں چار افراد ہونے کے باوجود خاموشی تھی۔ تبھی معجزا کا فون رنگ ہوا تھا۔ اس نے دھیمے سے اٹھ کر فون چیک کیا۔ مس فریال کا تھا۔ اس نے یس کر کے کان کو لگایا۔

جی میم،،، دھیمے سے ان سے فون کرنے کا مدعا پوچھا۔

معجزا بیٹا،، مجھے معلوم ہے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں،، مگر سونیا کو بہت تیز بخار ہے آج آپ دن میں یہاں اینجل وارڈ میں نہیں آ پائیں،، مگر اب سونیا آپ کو بہت یاد کر رہی ہے ایک

CLASSIC URDU MATERIAL

ہی ضد لگا رکھی ہے کہ معجزا آپی سے ہی میڈیسن لینی ہے تب سونا ہے،، اگر آپ کو کوئی پریشانی نہیں تو صرف پانچ منٹ کے لیے آپ کسی کے ساتھ یہاں آ سکتی ہیں،، اگر کہتی ہیں تو ،،،میں آپ کو لینے آ جاتی ہوں

مس فریال کی ملتجی آواز پر وہ پل بھر کو خاموش ہوئی مگر پھر شرمندہ بھی ہوئی۔ فون میں سے آواز باہر تک گونجی سو سب نے ہی سن لیا کہ آخر بات کیا ہے۔ دراصل یہ اس کے سائکولوجی سیشن کا ایک حصہ تھا کہ اس طرح کے پینک اٹیک کے بعد کیا وہ اپارٹمنٹ سے باہر نکل پائے گی یا نہیں۔؟

،،اٹس اوکے میم،، میں ٹھیک ہوں ،، اور آپ کو آنے کی بلکل ضرورت نہیں میں آ جاتی ہوں

معجزا نے بول کر فون رکھا۔

پرنسز میں چھوڑ کر آؤں ،،؟ پاشا ابراہیم نے اسے کہا۔

نہیں بڑے پاپا میں چلی جاؤں گی،، اسنے سکون سے جواب دیا۔

،،،،مگر تمھاری طبیعت

اب میں بلکل ٹھیک ہوں پاپا،،، اسنے کندھوں پر شال اوڑھتے کہا۔ اور سکون سے موبائل لیے باہر نکل گئی۔ اسے سکون کی تلاش تھی۔ چین و قرار کی جو اسے کہیں مل نہیں رہا تھا۔ شاید ہاسپٹل مل جائے تبھی جانے کہاں سے آئی تھی اتنی ہمت اس میں کہ وہ رات کے اس پہر اپارٹمنٹ سے باہر نکل آئی۔ گراؤنڈ کراس کر کے وہ ہاسپٹل کا کوریڈور پار کر گئی۔ اینجل وارڈ

CLASSIC URDU MATERIAL

میں آ کر سونیا کے ناز نخرے اٹھائے۔ جو تھیلوسیمیا کی مریضہ تھی۔۔ کافی دیر اس کے پاس بیٹھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہی۔ وہ جب گہری نیند سو گئی تو مس فریال کے پاس آئی جن کی آج نائٹ ڈیوٹی تھی یہاں پر۔

بہت شکریہ معجزا آپ کا،، نہیں تو میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی،، مس فریال نے مسکرا کر کہا تو خواہ مخواہ شرمندہ ہو گئی۔

،،میں چلتی ہوں

وہ دھیمے سے کہتی باہر نکلی۔ اپنے موبائل میں ہینڈ فری سیٹ کرتے وہ کوریڈور کراس کر رہی تھی۔ موبائل کے وائس فولڈر میں سے وہ مخصوص فولڈر تلاشنے لگی۔ مگر اس کی ضرورت نہیں پڑی تھی کہ ہاسپٹل کے بیچ و بیچ بنی گلاسز کی دیواروں کی بنی چھوٹی سی مسجد کی جانب سے وہ یہ آواز مدھم والیوم میں ہی سہی مگر وہ سن سکتی تھی۔

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ قدم خود بخود اور بے اختیاری دائیں طرف کے کوریڈور کی جانب بڑھے۔ وہ جوں جوں آگے بڑھ رہی تھی آواز کا والیوم تیز ہوتا جا رہا تھا۔ سورت توبہ کی تلاوت کی جا رہی تھی۔ وہی دل پر لرزا طاری کرتی، روح کو سکون بخشتی، رقت بھری پُر اثر آواز تھی۔ معجزا ایک ٹرانس کی کیفیت میں آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ جیسے قدم خود بخود کھنچے چلے جا رہے ہوں۔ دل کی دھڑکن تیز ترین ہوتی جا رہی تھی۔ وہ مسجد کے باہر اب اندر ملگجی سی روشنی میں گلاس وال سے اس شخص کی دائیں طرف کی ہلکی سی جھلک دیکھ

CLASSIC URDU MATERIAL

سکتی تھی۔ ایک چھوٹا سا پلر تھا جس سے اس نے ٹیک لگائی ہوئی تھی بلیک مردانہ شال کندھوں پر پھیلی ہوئی تھی۔ سفید نماز والی ٹوپی سر پر پہنی ہوئی تھی۔

وہ بڑا سا گلاس ڈور دھکیل کر بلا خوف وخطر مسجد کے اندر داخل ہو گئی تھی۔

امن جو کہ آنکھیں موندے پورے جزب سے تلاوت میں مشغول تھا)سکون کی تلاش تھی (اسی لیے امن کی جگہ آریان ڈیوٹی پر تھا اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ یہاں آن بیٹھا تھا۔ دروازا کھلنے کی آہٹ پر آنکھیں کھولیں مگر تلاوت جاری رکھی۔

معجزا اندر داخل ہو کر وہیں گلاس وال سے ٹیک لگا کر بیٹھ کر تلاوت سننے لگی۔

امن کو جب خوشبو سے محسوس ہوا کہ اس کے پیچھے مسجد میں کون آ کر بیٹھا ہے تو وہ پھر بے چین ہوا۔ مگر تلاوت جاری رکھی۔

قربان جائے بندہ اس رب تعالیٰ کے رحم پر ،اس کے غفور الرحیم ہونے پر اس کے رحمٰن الرحیم ہونے پر جو انسان کے عیب تو بڑی رازداری سے چھپا لیتا ہے۔ انسان کے گناہ اور عیب اس کے چہرے سے عیاں تک نہیں ہونے دیتا چھپا لیتا ہے، دھو دیتا ہے، توبہ کے پانی سے پاک صاف کر دیتا ہے ناصرف خود پردہ پوشی اختیار کرتا ہے بلکہ اپنے بندوں کو بھی دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے،،، ہاں مگر انسان کی نیکیوں کی نشانی محراب کی صورت ضرور اس کے چہرے سے ظاہر کر دیتا ہے۔

مسجد میں بیٹھا وہ شخص اس بات کی زندہ مثال تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سورت کی تلاوت مکمل ہو چکی تھی۔ معجزا جو آنکھیں موند کر وہ تلاوت آج لائیو سن رہی تھی اس کے خاموش ہونے پر چونک گئی۔

امن دھیمے سے اٹھا اور اس کی جانب پشت کیے ہی مسجد کے دوسری جانب کے ڈور کی جانب قدم بڑھایا۔

،،،بات سنیں،، کون ہیں آپ،، آپ حافظ قرآن ہیں؟ مجھے آپ کی آواز بہت اچھی لگتی ہے ،،کیا مجھے آپ اپنا نام بتا سکتے ہیں

معجزا فوری اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ کہ وہ دنیا میں کسی سے بھی ڈر سکتی تھی مگر اس آواز اور اس آواز والے سے نہیں۔ امن ٹھٹھک کر رکا۔

،،،جایئے آپ یہاں سے محترمہ،، نہیں تو خوفزدہ ہو جائیں گی آپ مجھ سے

امن نے دھیمی سرگوشی میں بے بسی سے لب بھینچے کہا تھا۔ معجزا نے نا سمجھی سے اس اجنبی کی پشت کو دیکھا۔

نہیں آپ جتنے نیک ہیں اور آپ کی تلاوت کی آواز میں جتنی پاکیزگی ہے میں کبھی آپ سے ،،،خوفزدہ ہو ہی نہیں سکتی

معجزا نے کہا اور تیزی سے خود چل کر اس کے سامنے آئی تھی۔ معجزا اپنی جگہ پر ساکت رہ گئی۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو اس کی ٹوپی کو اس کے ماتھے پر بنے اس محراب کو دیکھے گئی جو اس نے نگاہیں چرائے اپنی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا دوسری جانب دیکھ

CLASSIC URDU MATERIAL

رہا۔ حیرت کی بات تھی وہ اب اسے دیکھ کر بھی خوفزدہ نہیں ہو پا رہی تھی۔ بس بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

آپ ،، آپ نے کوئی ریکارڈنگ چلا رکھی تھی کیا ایسا ہی ہو گا ہے ناں؟

وہ قریب آ کر اس کا گریبان جھنجھوڑ کر بولی تھی۔ امن نے اس کی جانب دیکھنے سے گریز کیا۔

،،،لیو اٹ جزا

امن نے اس کی کلائیوں سے تھام کر اسے دور ہٹایا۔

،،نہیں مجھے اس آواز کی حقیقت جاننی ہے ابھی اور اسی وقت

وہ پھر چلائی تھی۔ قبول کرنا بہت مشکل تھا مگر اسے حقیقت جاننی تھی سو اس سے الجھتی رہی۔

امن نے بے بسی سے اپنے لب بھینچے۔ تب اس نے بڑے سکون سے اس کے سامنے سورت مزمل کی تلاوت کی تھی۔ معجزا اس کی جانب دیکھے گئی اور وہ آواز سنے گئی۔ امن نے تلاوت مکمل کی اور خاموشی سے اس کی جانب ایک نظر دیکھا۔

،،،آؤ جزا تمھیں اپارٹمنٹ چھوڑ دوں

اس نے دھیمے سے کہا اور جا کر باہر پھر اس کی جانب پشت کیے کھڑا ہو گیا۔ معجزا خاموشی سے باہر نکلی۔ امن اس کے آگے خاموشی سے چلنے لگا۔ اور وہ اس کے پیچھے وقتاً فوقتاً ایک الجھی

CLASSIC URDU MATERIAL

نگاہ سے اس کی پشت کو گھور لیتی۔ آج وہ پہلی بار اس کی ہمقدم تھی۔ کاریڈور سے نکل کر وہ نیم تاریک گراؤنڈ میں نکل آئے۔

،،،،، جزا

امن نے پکارا۔ اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

آج،، ابھی،، مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا؟

وہ جانے کیا پوچھنا چاہتا تھا۔

،،،میرا نام معجزا سمیع خان ہے

اور تو کچھ نہیں سوجھا اب اسے زیادہ خوش فہمی میں بھی مبتلا نہیں کر سکتی تھی سو تلملا کر بولی۔ امن کا دل کیا وہ کھل کر مسکرائے۔ مگر باقی خواہشات کی طرح یہ خواہش بھی اپنے دل کے نہا خانوں میں دبا لی۔

چاند کی ٹھنڈی چاندنی چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے میں سرد ہوا کے جھونکے جسم سے ٹکراتے عجیب ماحول پیدا کر رہے تھے۔ وہ گراؤنڈ میں رکھے ایک بینچ کے قریب سے گزرے۔ ایک سیاہ موٹا تازہ بلا بینچ سے نکل کر اچانک پھدکتا دور بھاگا تو معجزا بری طرح خوفزدہ ہوئی تب دو قدم کا فاصلہ بھی بھاگ کر طے کر کے اس کی شال مٹھیوں میں دبوچی تھی۔

امن چونکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اٹس اوکے بلی تھی،،، امن نے اسے تسلی دینا چاہی۔

،، مجھے پتہ ہے

معجزا نے اس کی شال چھوڑتے جھڑکنے والے انداز میں کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔

اپارٹمنٹ کے اندر پاشا ابراہیم جو کہ معجزا کا انتظار کر رہا تھا خوشگوار حیرت سے لاونج کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھا۔

وہ دونوں اپارٹمنٹ کے دروازے تک آ کر رکے تھے۔ امن نے دروازے کا لاک اس کے لیے کھولا۔ وہ اندر داخل ہو گئی ۔ وہ لاشعور میں یہ تصور کیے بیٹھی تھی کہ شاید وہ بھی اندر آئے گا تبھی معجزا اپنے پیچھے دروازا لاک کیے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

پاشا ابراہیم تیزی سے جان بوجھ کر دروازے تک آیا تھا مگر وہ اتنی ہی تیزی سے واپس لوٹ گیا۔ پاشا نے ابراہیم نے اس کی لمبی چوڑی پشت کو دیکھا۔ وہ کیوں ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا یہ بات پاشا ابراہیم کی سمجھ سے بالا تر تھی۔ وہ حافظ قرآن تھا نمازی پرہیزگار اور قابل ڈاکٹر تھا اور اب تو معجزا بھی ٹھیک ہونے لگی تھی تو وہ پاشا ابراہیم کے سامنے کیوں نہیں آنا چاہتا تھا۔

پاشا کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ وہ جلدی سے کمرے میں چلا آیا۔

معجزا اپنے کمرے میں آ کر بند ہوئی تھی۔ اپنے بستر پر لیٹ کر ایک مرتبہ پھر فون میں ریکارڈنگ آن کی اور ہنڈ فری لگا کر وہ تلاوت سنتے سنتے سو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga s3 of BL

By #Wahiba_Fatima

Episode 29.....

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کے تقریباً دو بج چکے تھے اور وہ اپنے بیڈ پر بیٹھی اپنی گود میں دھرے اپنے سفید خالی ہاتھ دیکھ رہی تھی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

ارشن جب اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا تو وہ بلک بلک کر روتی اندر آئی تھی۔ تب وہ خواجہ سرا جسے سب یہاں پنکی دادو بولتے تھے انھوں نے رواحہ اور اس کو اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ پہلے اس سے تلاوت سنی۔ پھر اچانک کہا کہ چلو تمھارے بچپن کی مویز دیکھتے ہیں۔ تب وہ ان کے ساتھ بیٹھی اپنے بچپن کی تمام ویڈیوز دیکھتی رہی تھی۔

ہر ویڈیو، ہر کلپ میں اگر وہ کسی کے ساتھ دکھ رہی تھی تو وہ وہی تھا۔ اس کے متعلق بہت ساری باتیں تھیں جو پنکی دادو اسے بتاتیں رہیں تھیں۔ وہ بے یقینی سے دیکھتی گئی۔ انھوں نے اسے بنٹی کے بارے میں بتایا کہ اسے کوڑے پر سے اٹھا کر لایا گیا تھا۔ ان دنوں ارشن کی مردہ بہن پیدا ہوئی تو وہ بہت رویا تھا۔ مگر پھر بنٹی کے آ جانے سے وہ بہل گیا تھا۔ پھر وہ اسے اپنی سگی بہنوں سے بھی بڑھ کر ماننے لگا۔ اور وائیٹ پیلس کا ان خواجہ سراؤں سے رشتے اسی نوعیت کے تھے۔ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں جیسے۔ وہ کہتی رہیں۔

وہ خاموشی سے دم سادھ کر سنتی گئی۔

زہن میں عجیب جھماکے سے ہوئے۔ شاید وائیٹ پیلس میں کئی تبدیلیاں کر کے اسے رینوویٹ کروایا گیا تھا۔ کہ ویڈیوز میں جو طویل ترین لان نظر آ رہا تھا اس میں اب کافی ساری تبدیلیاں کی گئیں تھیں۔

اور یہ جو ویڈیوز میں گراؤنڈ نظر آ رہا تھا وہ تو کافی جانا پہچانا تھا اس میں تو بارہا اس نے خود کو خوابوں میں کھیلتے ، بھاگتے ، دوڑتے دیکھا تھا۔

یہ وہی تو گراؤنڈ تھا جس میں وہ اندھا دھند بھاگتی تھی اور وہ دیوانہ وار اس کے پیچھے بھاگتا تھا۔ اسے آوازیں دیتا تھا۔ اپنی جانب پکارتا تھا۔ ہیولے واضح ہونے لگے۔ زہن

CLASSIC URDU MATERIAL

سے دھند چھٹ گئی اور سب یاد آنے لگا۔ ہاں وہ اسی گروانڈ میں تو کھیلتی تھی اور یہ سب چہرے جانے پہچانے تھے۔

وہ بھی تو جانا پہچانا تھا۔

اب اسے نیند نہیں آ رہی تھی ۔ سوچ سوچ کے دماغ ماؤف ہوا جا رہا تھا اور دھیان کے پردے پر بس ایک شبیہہ ہی لہرا رہی تھی۔ کیا تھا وہ شخص؟

ہاں وہ تو بچپن سے ایسا ہی تھا۔ اس کے لیے اتنا ہی شدت پسند۔ اتنا ہی پاگل ۔ اتنا ہی جنونی۔ وہ سہی کہتا تھا ارشن نے اسے اپنی روح میں بسایا تھا تبھی تو وہ جسموں سے جدا ہو کر بھی دیا سے جدا نہیں ہو پایا تھا۔ ارشن کا اس کے خوابوں میں آ کر اسے یوں پکارنا ہی یہ بات ثابت کرتا تھا کہ اس کی روح اس کی روح کو پکارتی تھی۔

وہ آج جانے کیوں مگر بلا جھجھک اس بیڈ پر بیٹھی تھی۔ کل سے اسے یہ تو گٹ فیلنگ آ ہی رہی تھی کہ شاید بہت کچھ غلط ہو چکا ہے مگر اب پنکی دادو کی باتیں سن کر وہ مزید شرمندہ ہوئی تھی۔

تبھی آہٹ پر وہ چونک گئی اور دل تیزی سے دھڑکا۔ دروازا کھلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ جو اتنی رات کو تھکا ہارا واپس آیا تھا اسے اپنے کمرے میں اور بیڈ پر بیٹھے دیکھ چونکا تھا۔ مگر چہرہ کسی بھی قسم کے احساس سے عاری ہی تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی اسے مخاطب کیے بغیر ڈریسنگ کی جانب بڑھا۔ اپنا آرام دہ سوٹ نکال کر واش روم گیا۔وہ کافی دیر کے بعد باہر آیا تھا اسے سٹل ادھر ہی جمے بیٹھے دیکھ اس کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

تم جا سکتی ہو اس کمرے سے،، کوئی زور زبردستی یا پابندی نہیں ہے،، جاؤ اپنے جیسے ،،،پرہیز گاروں میں رہو جا کر

ارشن نے بے لچک لہجے میں کہا تو وہ جو انتظار کر رہی تھی کہ وہ اس سے مخاطب ہو اس کی اس بات پر سناٹوں کی زد میں آئی تھی۔ جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔

یہ الفاظ اگر وہ ویڈیوز دیکھنے سے پہلے وہ اس کے منہ سے سنتی تو یقیناً بہت خوشی محسوس کرتے ہوئے اس کمرے سے بھاگ جاتی مگر اب ان الفاظ کو سن کر عجیب خالی پن کا احساس ہوا تھا تبھی وہ اس کی جانب حیرت سے دیکھے گئی۔

،،،آئی سیڈ گیٹ لاسٹ دیا

وہ دھاڑا تو وہ اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی مگر اپنی جگہ سے ہلی پھر بھی نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں،، کیوں جائیں ہم یہاں سے،، آپ نے کیا ہمارے وجود کا تماشا بنا رکھا ہے کہ جب جی چاہا زبردستی ہمیں گھسیٹ کر اپنے کمرے میں لے آئے اور جب جی چاہا ہمیں نکال کر باہر پھینک دیا،، آخر آپ چاہتے کیا ہیں،،،؟

وہ بھیگے لہجے میں اونچی آواز میں بولی تھی۔ جانے کیوں بے تحاشا غصہ آ رہا تھا اس کی ان باتوں سے ۔ خاص کر کمرے سے باہر نکل جانے والی بات سے۔

ائم سوری محترمہ وہ بھی میری غلطی تھی کہ میں آپ کو اپنی دیا سمجھ بیٹھا،، مجھے یہ قبول کر لینا چاہیے تھا کہ وہ برسوں پہلے اسی سکول حادثے میں ہمیشہ کے لیے مجھ سے ،، بچھڑ گئی،، مگر میں ہی پاگل بنا اسے ڈھونڈتا رہا،، اور آپ میں اسے تلاش کرتا رہا مگر اب مجھے یہ احساس ہو چکا ہے کہ آپ میری دیا نہیں ہیں،،سچ کہا تھا آپ نے مجھے کوئی غلط فہمی ہوئی تھی،، آپ تو وہ تھیں ہی نہیں جس کہ مجھے تلاش تھی،،، نا ہی ہو ،،،سکتی ہیں،، اگر ہوتیں تو ،، خیر جانے دیں

وہ پیچھے مڑ کر اپنی الماری سے کچھ پیپر لایا تھا۔

یہ بچپن کا نکاح تو آپ رد کر چکی ہیں ناں تو ان کاغذ کے ٹکڑوں کی کوئی حیثیت" ،، نہیں رہی

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے ان کاغذات کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہوا میں اچھالے۔ وہ بے یقینی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

میں کون ہوتا ہوں آپ کو ایک اجنبی اور غیر کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رکنے پر مجبور کرنے کی جرات کرنے والا،،اس سے پہلے آپ میرے قرب کی وجہ سے خود کو ،،،آگ لگائیں اسی لئے میں ہی بول رہا ہوں کہ آپ جائیں یہاں سے

وہ بے تاثر چہرے سے اپنے موبائل میں جانے کیا دیکھتا بولے گیا۔ دیا اپنی جگہ پر ساکت ہو چکی تھی۔ اور متحیر سی اسے دیکھے گئی۔ ارشن نے آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تو دیا کو جھرجھری سی آ گئی۔ ان آنکھوں کی پتلیاں جیسے ساکت تھیں۔ بے جان ، بے حس، بے تاثر اور مردہ سی۔۔

تمھیں معلوم ہے جاناں

کہ تم بھی ایک قاتل ہو

میرے اندر کا ہنستا ہوا انسان

تم نے مار ڈالا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا بغیر اپنی جگہ سے ہلے نم آنکھوں سے ادھر ہی کھڑی اپنی انگلیاں چٹخانے لگی۔ ارشن اس کی جانب بڑھا تھا۔ دیا کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔ تب اس نے دیا کا بازو پکڑا تھا۔ دیا نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی ارشن نے اسے کمرے سے باہر نکال کر کمرہ لاک کر لیا تھا۔ اب پھر دیا اس بند دروازے کے قریب کھڑی اپنی جگہ پر منجمد ہوئی تھی۔ بہت کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہوا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپا کر رو دی۔ فجر جو سامنے کھڑی تھی اذیت سے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔

آخر تھا تو ماہ بیر حفیظ کا خون اب اپنی ہر اذیت ، ہر تکلیف کا بدلا سود سمیت واپس لے گا۔

فجر نے سرد سی آہ بھری۔ تب وہ آگے بڑھی اور دیا کا بازو پکڑ کر اسے رواحہ کے کمرے میں لے گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،،،،گمنام ہے کوئی

،،،،،،،بدنام ہے کوئی

کس کو پتا؟ کون ہے وہ؟

،،،،،،،انجان ہے کوئی

رات کے اندھیرے میں وہ نیلی آنکھوں والا سیاہ نقاب پوش حیدر آباد کے مضافاتی علاقے میں موجود ایک کچی بستی میں داخل ہوا تھا۔ اتنے برسوں میں تمام شہر ترقی کی منازل طے کرتا کہاں سے کہاں پہنچ چکا تھا مگر اس بستی کی حالت جوں کی توں خستہ حال ہی تھی۔ وہ نیلی پینٹ اور نیلی ہی ہڈی میں منہ پر سیاہ ماسک لگائے اس بستی کے ایک ٹوٹے پھوٹے گھر کی جانب رواں دواں تھا۔

برسوں بعد اس لکڑی کے سوراخوں والے دروازے کے سامنے کھڑا وہ بے تاثر نگاہوں سے اس دروازے کی جانب دیکھ ہی رہا تھا دفعتاً وہاں ایک بزرگ آدمی نے اسے آواز دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

او بھائی کون ہو تم،، چلے جاؤ یہاں،، اگر اس گھر میں جانے کی سوچ رہے ہو تو ہر گز مت جانا،، آسیب زدہ ہے یہ مکان ،، جب سے اس گھر کے مالک مکان کی ادھڑی ہوئی لاش اس گھر میں دیکھی گئی تھی اور اسی رات اس کے بیوی اور بچہ غائب ہوئے ،،،،تب سے اس گھر میں داخل ہونے کی جرات کوئی نہیں کر سکا ہے

بابا جی نے اس کی انفارمیشن میں اضافہ کیا۔

کیوں کیا ہوا تھا بابا تفصیل سے بتائیں،،،؟ سیاہ نقاب میں سے بھاری آواز آئی۔

ارے کیا بتاؤں ،، سنا ہے اس آدمی کو پیٹ چاک کر کے چڑیلوں نے اس کا کلیجہ چبا لیا تھا،، اور جنات اس کی بیوی بچے کو بھی اٹھا کر لے گئے،، مطلب وہ بلکل غائب ہو گئے کہ دوبارا کسی نے انھیں دیکھا ہی نہیں،، توبہ توبہ وہ آدمی کیا نام تھا اس کا ہاں سہیل یہیں گل سڑ کر فنا ہوا،، اسے تو ایسا آسیب چمٹا کہ قبر تک نا نصیب ہونے دی ،،،لوگوں نے تو کیا حتی کہ پولیس نے بھی اس گھر کا رخ تک نا کیا

یہ سن کر اس نقاب پوش کے چہرے پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

ہاں کتنا سچ بول رہا تھا وہ بزرگ کہ اس آدمی کے گناہوں کا آسیب اس کی جان کو ایسا چمٹا کہ قبر تک نا نصیب ہوئی۔ بزرگ توبہ توبہ کرتا اسے اندر نا جانے کی نصیحتیں کرتا وہاں سے چلا گیا مگر وہ اطمینان سے وہ بوسیدہ دروازا کھول کر اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دروازہ ایک بھیانک چرچراہٹ سے کھلا تھا۔ صحن مٹی دھول ، سوکھے پتوں سے اٹا پڑا تھا چھوٹے سی چاردیواری کے بیچ آج بھی وہ لکڑی کا چولہا یونہی بنا ہوا تھا اور اس چولہے کہ پاس وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ دیکھنے والوں اور ہر صاحب عقل کے لیے ایک عبرت کا نشان تھا کہ جب آپ کے گناہوں کا بوجھ دھرتی بھی اپنے آپ میں سما نا سکے تو آپ کی لاش کو نا زمین قبول کرتی ہے نا ہی اسے قبر نصیب ہوتی ہے۔ سامنے پڑے ڈھانچے کو اس نے بغور دیکھا تب اسے اپنے کانوں میں کچھ آوازیں سنائی دیں جو برسوں سے اس کے کانوں میں گونجتی رہی تھیں۔

تو پھر بتا حرام زادی،، کہ کہاں رکھے ہیں پیسے نہیں تو آج ساری چمڑی ادھیڑ دوں گا ،،،تیری

اے سن،، آج میں نے جوئے میں تجھے ہار دیا ہے،، تو آج رات تونے اس آدمی کو ،،،خوش کرنا ہے،، زیادہ ڈرامہ کیا تو زندہ جلا ڈالوں گا سمجھی

یہ مکان تبھی آسیب زدہ تھا کہ ایک شیطان نما درندے کے گناہ آج تک اس کے درودیوار پر پہلے دن سے نقش تھے۔ ساحر نے اپنے چہرے سے ماسک ہٹایا۔ اور

CLASSIC URDU MATERIAL

اطمینان سے ان دو کمروں میں سے ایک میں گیا۔ وہاں پر آتش دان کے پیچھے چھپی خفیہ سی جگہ پر پڑی ایک صندوقچی کو کھول کر اس میں سے ایک پوٹلی نکالی۔ وہ پوٹلی اپنی پینٹ کی پاکٹ میں رکھی اور اسی اطمینان سے چلتا باہر آیا۔ یہ پوٹلی حاصل کرنا اس کے لیے کتنی ضروری تھی یہ تو وہی جانتا تھا۔

ایک نظر پھر اس ڈھانچے کو دیکھا۔ دل کیا کہ کم از کم اب اس ڈھانچے کے باقیات ہی ایک گڑھا کھود کر اس میں دفنا دے۔

مگر برس ہا برس گزر گئے اس نے دل کی سننی چھوڑ دی تھی۔ تبھی وہ صحن عبور کر گیا تھا۔ وہ اس گھر سے نکلا تو بستی والوں نے اپنے خستہ حال مکانوں کی کھڑکیوں دروازوں سے اس انگریز بابو کو اس آسیب زدہ مکان سے نکلتے دیکھا۔

،،ارے یہ کون ہے

بستی میں کھلبلی مچی گئی۔

ارے ہوتے ہیں یہ انگریز سٹکے ہوئے،، اس طرح کی جگہوں کے بارے میں انھیں بڑا ،،،تجسس ہوتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

مختلف سرگوشیوں کے بیچ وہ اپنی گاڑی تک پہنچا تھا۔ تب اس کے سیاہ نقاب پوش گارڈ نے اس کے لیے گاڑی کا دروازا کھولا۔

برسوں پہلے وہ اپنی ماں کے ساتھ اس بستی میں سے نکلا تھا۔ تب ایک معصوم نے اپنی معصومیت اور بچپن اسی بستی میں ہی ہیں پیچھے چھوڑ دی تھی شاید انسانیت بھی۔

تبھی وہ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ جا ملا تھا۔

بیس سال کی عمر تک ہی وہ انڈر ورلڈ میں اپنا ایک خاص نام اور مقام بنا چکا تھا۔ شہر کے مشہور ترین جرائم پیشہ شخص نے اسے اپنا خاص آدمی بنا لیا ایک وقت ایسا آیا کہ ایک بہت بڑے قتل و غارتگری کے حادثے کے بعد اسے اپنے دادا کے ساتھ انڈر گراؤنڈ ہونے کے لیے ملک سے فرار ہونا پڑا۔ اس کے بعد سے اس نے اپنی طاقت میں بے پناہ اضافہ کیا۔ اب وہ اتنا طاقتور اور اثر رسوخ لیے ہوئے تھا کہ یورپ میں حیوان نام سے ہی بڑے بڑے غنڈے کانپ اٹھتے تھے۔ مطلب انڈر گراؤنڈ میں اس ،کا کوئی نام نہیں تھا بس اسے حیوان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ بے رحم سفاک، قاتل بے حس۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گیا تھا گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ تقریبا پون گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ شیر ولا کے بیک سائیڈ کی گلی میں تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے لیے گاڑی کا دروازا کھولا گیا۔

تم لوگ جاؤ یہاں سے،،، پر اسرار آواز میں کہا۔

،،سر کوئی خاص حکم

،،،نو

،،سر میڈم ابھی سامنے سے گھر میں داخل ہوئیں ہیں،، وہ آپ کو دیکھ ناں لیں یہاں ایک گارڈ نے کہا تو ان آنکھوں کے نیلگوں گہرے سمندر میں جیسے ایک چمک سی ابھری۔

،،آج میڈم کا بھی دم خم چیک کر لیتے ہیں

سکون سے کہتے وہ بھاگ کر دیوار تک آیا اور ایک ہی جست میں دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ برسوں سے ایک جملہ کانوں کی باز گشت بن گیا تھا جو اسے ہر روز رات کو سننے کو ملتا تھا۔ سالوں اسے ہر روز رات کو ایک سبق پڑھایا جاتا تھا۔ حفاظت۔ حفاظت اور بس حفاظت۔ کانوں میں ایک میٹھی سی باریک سی آواز گونجی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر،، تم اپنے باپ جیسے شوہر کبھی مت بننا ،، میں چاہتی ہوں جب تمھاری شادی ہو تو تم اپنی بیوی کی اس طرح حفاظت کرو کہ کوئی اس کا بال تک نا باکا کر پائے،،، کوئی ،،اس کے آنچل تک کو ہاتھ نا لگا پائے

ماں مجھ جیسا انسان شادی، گھر بار خاندان، بچے پیدا کرنے کے لیے نہیں بنا،، مجھے ،،نہیں کرنی ناں شادی وادی

جھنجھلائی آواز سنائی دیتی۔

آئے ہائے،، چندرا،،، کیوں نہیں کرنی شادی،، اچھا سنو ناں میری بہو سب سے انوکھی ہوگی،، بہت مختلف،، بلکل الگ،، اچھا سنو ناں ساحر،، اللہ کرے جب کبھی ایسا ہوا کہ تمھاری شادی ہو جائے تو تب قسم ہے تمھیں میری،، میرے سر پر ہاتھ رکھ ،،،کر قسم کھاؤ کہ تم اس پر آنچ بھی نہیں آنے دو گے

اچھا ناں میں قسم کھاتا ہوں کہ ایسا ہی کروں گا جیسے آپ روز مجھے سں بق پڑھاتی ،،ہیں مگر مجھے پتہ ہے وہ وقت کبھی نہیں آئے گا

اطمینان سے کہا گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر کچھ دنوں پہلے ہی سب کچھ بدل گیا تھا۔ سب کچھ۔ وہ ایک مسٹری تھی۔ وہ اس کا خاندان۔ جس میں اسے دلچسپی پیدا ہونے لگی تھی وہ محض اس مسٹری کو سلجھانا چاہتا تھا۔ اس نے واش روم میں جا بجا کیمرے لگا رکھے تھے جس کی فوٹیج اس کے موبائل میں سیو ہو رہی تھی۔ مگر ابھی تک وہ اسے دیکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔

اس کے کام میں اگر کوئی رکاوٹ درپیش آ رہی تھی تو وہی حفاظت حفاظت کی گردان۔ وہ اکتا گیا تھا اپنی کیفیات سے۔

وہ پچھلی طرف کے بنے سٹور روم کی قدرے نچلی منزل کی چھت پر چیتے کی طرح پنجوں کے بل مہارت سے چڑھ گیا۔

فلزہ تھکی ہاری شیر والا میں داخل ہوئی تھی۔ بلیک جینز کی پینٹ کے اوپر میرون ٹاپ،،، میرون سکارف مہارت سے گلے میں باندھے براؤن بالوں کا اونچا سا جوڑا بنا رکھا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سامنے ہی لاونج میں شیلہ بیٹھی تھی۔

ہائے

،،ہائے فلزہ

داشو کہاں ہے،،؟

،،سو رہا ہے

،،رات کی میڈیسن لی اس نے

فلزہ نے کہتے مصروف سے انداز میں اپنا جوڑا دوبارا سیٹ کیا۔

،،،نہیں داشو بابو تو دوپہر سے اپنے کمرے میں بند سو رہا ہے اور باہر ہی نہیں نکلا

شیلا نے اطمینان سے کہا تو فلزہ نے حیرت و بے یقینی سے اسے گھورا۔

،،،تم بہت بڑی گدھی ہو شیلا

فلزہ چلائی۔ اور داشو کے کمرے کی جانب بھاگی۔ دروازا اندر سے لاکڈ تھا۔ اس نے اپنے فنگر پرنٹ سے دروازہ کھولا۔ داشو اپنے بستر پر یا واش روم میں موجود نہیں تھا۔ فلزہ کی جان لبوں پر آ گئی۔ اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا تب داشاب کی

CLASSIC URDU MATERIAL

بالکونی سے سٹور روم کی چھت پر اس نے ایک سیاہ ہیولہ دیکھا۔ جس نے بلیک ماسک پینا ہوا تھا۔

،،ہیے یو،،، کون ہو تم،،، ادھر ہی رکو

فلزہ اسے دیکھ کر چلائی۔ اور بالکونی سے بڑی مہارت سے دوسرے کمرے کی بالکونی پر کودی۔ وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی وہ نقاب پوش اپنے ہڈی کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے ادھر ہی سکون سے کھڑا ہو گیا۔ وہ دوسرے کمرے کی بالکونی سے سٹور روم کی چھت پر کودی اب ٹھیک اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ نیلی آنکھوں والا نقاب پوش اطمینان سے کھڑا اسے ہی نہارنے میں مصروف تھا۔

،،،کون ہو تم

فلزہ اسے دیکھ کر غرائی۔

،،بوجھو تو جانیں

لاپروائی سے کہا گیا۔ بھاری آواز میں سرگوشی کی گئی تھی تبھی آواز پہچانا ناممکن تھا۔ فلزہ نے متحیر سا ہو کر سامنے کھڑے بندے کا کونفیڈینس لیول چیک کیا۔

اس گھر میں گھسے کیسے تم،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے طیش کے عالم میں پوچھا۔

،،،وہ جو پچھلی دیوار ہے وہ پھلانگ کر اور اس روم کی چھت سے

تسلی بخش جواب آیا۔

،،فورا سے پہلے اپنا یہ ماسک ہٹاؤ،،، نہیں تو شکل بگاڑ دوں گی

فلزہ غرائی تھی اور اپنا سکیلپل ہاتھ میں تھام کر اپنی انگلیوں میں گھمایا۔

،،،نہیں ہٹاؤں گا،،، اب میری شکل بگاڑ کر دکھاؤ ہری ٹِڈی

وہ صاف اسے چڑا رہا تھا اپنے لمبے سرو قد کے سامنے اسے وہ سبز ٹِڈی دکھائی دی۔۔
اب فلزہ غصے سے اس کی جانب بھاگی تھی۔

،،،،،یو باسٹرڈ

فلزہ اپنی پوری طاقت سے اس کے سینے پر پاؤں مارتی جو کہ اس نے تیزی سے جھک کر وہ وار ضائع کیا تھا۔ فلزہ اب تیزی سے اس لڑ رہی تھی۔ مگر وہ پینٹ کی پاکٹس میں ہی ہاتھ دیئے بجلی کی سی تیزی سے اس کے وار روک رہا تھا۔ مگر فلزہ نے اس ڈاج دیا۔ تیز دھار اسکیلپل سے بازو سے بلو شرٹ کٹتی چلی گئی اور بازو پر ہلکا سا کٹ آ گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Sshhhhhhhiiiiiiittttttt

ماسک کے پیچھے سے سر دھنتے اس نے کہا۔

،،،کم آن ہری ٹِڈی،، کچھ اور بھی ٹرائی کرو

بازو سہلاتا وہ اسے مزید بھڑکا گیا کہ اس کے قد کو لے کر وہ کسی لڑکے کی نہیں سنتی تھی۔ سکول ، کالج یونیورسٹی سے لے کر بتھیرے لڑکوں کو اس کے قد کو لے کر ٹونٹ کی وجہ سے اچھی طرح کوٹ پِیٹ چکی تھی۔ تو اب کیوں سنتی۔؟

اب سامنے والے کے ہاتھ بھی ہڈی کی پاکٹ سے آزاد ہو چکے تھے۔ اسی لئے ساحر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اٹیک کرنے کو بولا۔ فلزہ پھر اس کی جانب بڑھی۔ فلزہ کے بجلی کی سی تیزی سے چلتے ہاتھ بہت اچانک اس کی گرفت میں آئے تھے۔ وہ انھیں اس کی کمر پر باندھ گیا۔

،،،اے چھوڑو مجھے

فلزہ اس کے کان میں چلائی تھی۔۔

،،،افففففففف یہ پھٹے ڈھول جیسی آواز

CLASSIC URDU MATERIAL

سامنے والے نے جان بوجھ کر اسے مزید بھڑکانے کو جھرجھری سے لی کہ اس کی آواز سن کر جانے کتنی اذیت ہوئی ہو۔۔ فلزہ تلملائی

تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،،، وہ اس کے پہلو میں زور دار طریقے سے اپنے گھٹنوں سے ضربیں لگا رہی تھی مگر اس ڈھیٹ کو کوئی اثر ہوتا تو تب ناں۔

،،،یقین کرو ٹِڈی،،، اس دنیا میں تمھیں چھونے کی جرات صرف میں ہی کر سکتا ہوں وہ اطمینان سے بولا۔

،،کون ہو تم،، چھوڑو،، نہیں تو

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی سامنے والے نے زرا سا جھک کر ماسک سمیت ہی اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔ فلزہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ساحر نے اس کے پیچھے سے اپنے آدمی کو ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔

،،،اس حیوان سے بچ کہ رہنا ہری ٹِڈی

کان میں سرگوشی کرتے اچانک اس نے فلزہ کو جان بوجھ کر خود سے دور اوندھے منہ پھینکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ سنبھل کر بہت تیزی سے اٹھی وہ پیچھے سے غائب ہو چکا تھا۔ پھر اس نے ایک ہیولہ چھت سے تیزی سے بھاگتا اور پچھلی جانب کی دیوار پھلانگتا دکھائی دیا۔)مگر فلزہ (نہیں جانتی تھی کہ وہ ساحر نہیں بلکہ اس کا آدمی تھا

فلزہ اس ہیولے کے پیچھے بھاگی۔ فلزہ نے بھی چھت پھلانگی اور دیوار۔ وہ باہر گلی تک دیکھنے گئی۔ مگر وہ دیوار پھلانگ کر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکا تھا۔

ادھر ساحر جو کہ ساتھ والے کمرے کی بالکونی پر کود کر چھپ گیا تھا تیزی سے دوسری بالکونی میں کود کر اپنے کمرے میں آیا۔ اتنا وقت کافی تھا داشو کے گیٹ اپ کے لیے۔ اپنے کپڑے اوپر سے اتار کر واش روم کے کبرڈ میں پھینکے نیچے سادہ بلیک شرٹ ٹراؤزر میں وہ ڈریسنگ میں کپڑوں کے پیچھے چھپ گیا اور جلدی سے ڈریسنگ میں ہی بیٹھے اپنے موبائل فون کے کیمرے میں دیکھ کر آنکھوں میں لینز فٹ کر لیے۔

فلزہ پوری گلی چھان کر اندر آئی تھی۔ اب وہ پورے شیر ولا میں داشاب کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہی تھی۔

،،،داشووووووووو

وہ چلا چلا کر اسے پکار رہی تھی۔ تب ایک بے جان ہوتے جسم میں زندگی کی رمق جگاتی کمزور آواز سنائی دی۔

،،،،،،،،،،زی

فلزہ آواز کی سمت بھاگی۔ جو اسی کے کمرے سے آ رہی تھی۔

،،،،،داشووووو

،،،،،زی

کدھر ہو یار؟ وہ اس کے کمرے میں آئی۔

،،ڈریسنگ میں

داشو نے جواب دیا تو اس نے جھٹکے سے الماری کھول دی۔

یہ کیا،،، ادھر کیا کر رہے ہو داشو،، تمھیں پتہ ہے میں کتنا پریشان ہو گئی تھی،، اور ،،میں کب سے تمھیں ڈھونڈ رہی ہوں اس وقت کیوں نہیں دی آواز

وہ اسے بازو سے تھام کر باہر نکالتی جھنجھلا کر بولی۔

وہ شیلا کی بچی،، مجھے چھوڑ کر مارکیٹ چلی گئی،، داشوو کو ڈر لگنے لگا تو داشوو ڈریسنگ ،،،میں چھپ گیا،، پھر مجھے ادھر نیند آ گئی،،، اور میں نے خود کو لاک بھی کر لیا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے برا سا منہ بنایا۔ فلزہ اس کی جانب دیکھے گئی۔

،،،اب کیا ہوا،، اپنی فراگ جیسی گرین گرین آئیز سے مجھے کیوں گھور رہی ہو

اس نے ائیبرو آچکا کر پوچھا۔

ہری ٹِڈی،، فلزہ کے دماغ میں ایک مرتبہ پھر اس لفظ کی بازگشت ہوئی تو جل بھن" کر کباب ہو گئی۔

ہاؤڈئیر ہی،،، فلزہ چلائی وہ رہ رہ کر غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

کیا ہوا زی؟ اس نے بغور اسے دیکھا

،،یہاں کوئی آیا تھا کیا داشو،،؟ تمھیں کسی نے کچھ کہا تو نہیں

وہ سر جھٹک کر اب پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

،،کوئی نہیں آیا،، کوئی ہے کیا یہاں زی

اس نے سہمی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔

،،،افففففففف کوئی نہیں ہے،، چلو لیٹو تم اتنی رات ہو چکی ہو،، چلو سو جاؤ

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے اس کا بازو تھام کر بیڈ پر لٹایا۔ اور اس پر کمفرٹر پھیلا دیا۔ وہ آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔ فلزہ اپنی کنپٹیاں سہلا رہی تھی۔ جب اسے لگا کہ داشاب سو گیا ہے)مگر محض اسے لگا جبکہ وہ جاگ رہا تھا (بہت بے چین ہو کر احان کو کال ملائی۔ وہ دھیمے لہجے میں بات کر رہی تھی۔

،،اسلام وعلیکم بھائی

وعلیکم السلام گڑیا ٹھیک تو ہو خیریت،،؟

نہیں خیریت نہیں ہے احان،، آج ایک بندا شیر والا میں گھس آیا تھا،، اس نے ،،،،مجھے

فلزہ کی زبان اٹک گئی یہ بھی نا بول سکی کہ وہ شتر بے مہار گھر میں گھس کر اسے) (چھو کر گیا

احان مجھے وہ بندہ چاہیے،، زندہ یا مردہ،، پتہ لگاؤ اس کا سی سی ٹی وی فوٹیج کچھ بھی ،،،کنگھالو،،، میں اسے وائیٹ پیلس کے کتوں کے آگے ڈال دوں گی

فلزہ ابھی تک سلگ رہی تھی تبھی اپنی کنپٹیوں کو سہلایا۔)وہ جو کمفرٹر میں منہ دے کر لیٹا ہوا تھا وہ گہرا مسکرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جی او شیرنی،، اتنی ہمت کہ حیوان کو کتوں کے آگے ڈالنے کی بات کر رہی تھی۔ یہ بات اسے مزا دے گئی۔ اب تو وائیٹ پیلس کی بھی یاترا ضروری ہو گئی تھی۔)

،،کیا ہوا گڑیا تم ٹھیک تو ہو

،،میں بلکل ٹھیک ہوں بھائی،، بس بہت زیادہ تھک گئی ہوں

اس نے اپنی کنپٹیاں سہلاتے کہا۔

،،اچھا آرام کرو ،، وہ جو کوئی بھی تھا ،،، میں دیکھ لوں گا اسے

احان نے اسے تسلی دی۔

اوکے،، کہتے اس نے فون رکھا۔ شدید تھکاوٹ اور ذہنی دباؤ کے بعد اب زرا سکون ملا تو وہ نیند سے بوجھل ہوتی پلکوں کو بند ہونے سے روک ہی نہیں پائی۔ اور اتنی بھی ہمت نا کر پائی کہ اٹھ کر اپنے کمرے میں ہی چلی جائے سو وہیں داشو کی پشت پر کمفرٹر زرا سا اپنے اوپر گرا کر لیٹ گئی۔ ابھی پرسکون ہو کر لیٹی ہی تھی کہ گہری نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

وہ جو آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔ کروٹ بدلی اور اپنا رخ اس کی جانب کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بغور اسے دیکھا۔ وہ حیوان جتنا سفاک اور بے رحم خوف کو کھروچ مارنے والوں کی کھال تک کھینچ لیا کرتا تھا۔ مگر آج اس نے اسے ایسے سزا دی تھی کہ اسے آہستگی سے چھو لیا تھا۔ اب بھی اس نے اس کی بند پلکوں کو اپنی شہادت کی انگلی سے چھوا۔ تب اس نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

،،تم نے حیوان کے دل کو چھیڑ کر غلطی کی ہری ٹِڈی

فلزہ نے کسمسا کر اس کی جانب اپنی پیٹھ کی تھی۔ وہ اسے چھیڑ گئی تھی۔ اس نے جھک کر ایک مرتبہ پھر پچھلے گہرے گلے پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ پھر وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ ایک اور ضروری کام نمٹانا تھا۔ سو اطمینان سے چلتا اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 30

مجھے تم عام رہنے دو
یونہی بے نام رہنے دو
ضرورت ہی نہیں کوئی
مجھے ماہتاب کہنے کی
سہانا خواب کہنے کی
کہ تھل میں آب کہنے کی
مجھے مغرور کر دیں گی
خودی سے چور کر دیں گی
تجھی سے دور کر دیں گی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تُمہاری شاعری غزلیں
مُجھے مجبور کر دیں گی
بگاڑو مت میری عادت
نگاہوں کو حیا کہہ کر
لبوں کو بے وفا کہہ کر
ہنسی کو اِک ادا کہہ کر
اداؤں کو قضا کہہ کر
مُجھے بدنام کرنے کی
ضرورت ہی نہیں کوئی
یونہی گُمنام رہنے دو
مُجھے تُم عام رہنے دو

ہاسپٹل میں ہوش میں آنے کے بعد آساوری پتھرائی ہوئی نگاہوں سے کافی دیر سفید سرد سی چھت کو گھورتی رہی تھی۔ پھر ماہر خان کے فون کرنے پر علیزے اسے لیے وائیٹ پیلس آ گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ماہر خان نے احان کو اس بے وقوفی پر خوب جھاڑ پلائی تھی۔ اور رواحہ کو بھی بیٹے کے کرتوت بتائے تو رواحہ سے اس کی الگ ہی کلاس لگی تھی۔

اسی لئے اب رواحہ اس معصوم بے قصور بیمار نازک سی گڑیا کو تسلی و تشفی دینے کے لیے اس کے کمرے میں بیڈ پر اس کا سر گود میں رکھے نرمی سے اس کے ریشمی بالوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھیر رہی تھی۔

وہ کافی دیر سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ پھر کچھ سوچ کر رواحہ کی جانب مڑی۔

مما اپنا فون تو دیں مجھے،،،

آساوری نے کہا تو رواحہ نے سائیڈ پر رکھا اپنا فون اسے پکڑا دیا۔ تب اس کی مخروطی انگلیوں نے جلدی سے کچھ ٹائپ کیا تھا۔

رات کے گیارہ سے بارہ بج چکے تھے وہ اپنے آفس میں ہی اپنی کرسی سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ آج وہ کسی اور سے نہیں بلکہ خود سے پوری طرح بیزار تھا۔ خاص کر اپنے اس غصے سے جسے وہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کنٹرول نہیں کر پاتا تھا اپنے شارٹ ہوئے میٹر سے، اپنے اشتعال انگیزی اور غضب سے جن کی وجہ سے آج وہ پھر بے قصور ہوتے ہوئے اس کے عتاب کا نشانہ بنی تھی۔

آج جو ہوا جو دشمنوں نے کیا اس نے احان ماہر خان کو دل و روح سے ہلا کر رکھ دیا۔ شاید ان کا مقصد ہی یہی تھا کہ یہ لوگ غم و غصے سے پاگل ہو جائیں اور کوئی ناکوئی غلطی کر بیٹھیں۔ اور وہی احان نے خود پر کنٹرول کھوتے ہوئے کر بھی دیا تھا۔ تبھی پہلے اسے اپنے ڈیڈ پھر مما سے کافی زیادہ ڈانٹ پڑی تھی۔

اب بھی وہ اپنی کنپٹیوں کو سہلا کر خود کو ریلیکس کر رہا تھا۔ کافی غلط کر دیا تھا اس نے۔ وہ کیوں ہر بار اس کی جان کے درپے ہو جاتا تھا۔ کیوں اس کی سانسیں چھیننے کی کوشش کرتا تھا جب معلوم تھا کہ اس کی ایک ایک سانس احان ماہر خان کی سانسوں کو جیسے آکسیجن بخشتیں ہیں۔ تو کیوں وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی ہی جان کو بے جان کرنے کی کوشش کرنے پر تلا رہتا۔ بار بار پہلو بدلتے اس کا بھیگا چہرہ اور بھیگی پلکیں تصور کے پردے پر لہرا کر اسے بے تحاشا بے چین و بے قرار کر دیتے۔ وہ اسی صورت حال میں تھا جب فون کی واٹس ایپ ٹیون رنگ ہوئی۔ مما کے نام کا نوٹیفکیشن دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا اس وقت مما اسے میسج نہیں کر سکتی ہیں۔۔

جلدی سے میسج کھول کر دیکھا تو پھر سے ماتھے پر بلوں کا جال آیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

میں تیرے سرد لہجے سے زرا بد دل نہیں ہوں
میرے دشمن تیرا یہ وار بھی کاری نہیں ہے

ہر بار مارنے کی کوشش میں ناکام ہو کر آپ تھکے نہیں۔ کوئی کاری سا وار کیجئے کہ ایک ہی مرتبہ آپ کی جان چھوٹ جائے اور میری بھی،، یوں بزدلوں کی طرح ادھ مرا کر کے نہیں چھوڑتے،،
کاش کوئی واٹس ایپ پہ مجھے موت ہی سینڈ کر سکتا،،

یہ میسج تھا جس نے اسے سر تا پا جھلسا ڈالا تھا۔ یا شاید دکھتی رگ تھی جو وہ یوں بلبلا اٹھا تھا۔ یا شاید اس کے عشق میں پور پور ڈوبی وہ نازک دل لڑکی یہ جانتی تھی کہ احان ماہر خان کی دکھتی رگ کونسی ہے اور وہ ہر مرتبہ وہی دبا دیا کرتی تھی وہ ایک ہی جھٹکے سے وہاں سے اٹھ کر تیزی سے باہر نکلا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آساوری نے اس میسج سینڈ کیا اور ادھر سے ڈلیٹ کر کے فون رواحہ کو تھما دیا۔ پھر وہ رواحہ کی گود میں منہ دیئے بری طرح رو دی تھی۔

مت رو بچی،، تمھاری طبیعت خراب ہو جائے گی،، وہ اور فلزہ تو یونہی بچپن سے ہی اپنے بابا کی طرح غصے کے بہت ہی تیز ہیں،، سب ٹھیک ہو جائے گا تم فکر مت کرو،،

رواحہ اسے تسلیاں دیتی رہیں اور تقریباً پون گھنٹہ اسے سلانے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کے رونے میں کمی آئی۔ دیر سے ہی سہی شاید دوا کے زیر اثر مگر وہ روتے روتے گہری نیند سو گئی تھی۔ رواحہ نے اس کا سر تکیے پر رکھا اسے کمفرٹر اچھے سے اوڑھا کر وہ کمرہ لاک کر کے باہر نکل گئی۔

باہر نکلی تو سامنے ہی وہ ہمیشہ کی طرح سڑیل سی شکل بنائے اندر آتا دکھائی دیا۔ رواحہ نے اسے گھوری سے نوازا تو وہ آئیں بائیں شائیں کرتا نگاہیں چرا گیا۔

اسلام و علیکم مما،،

وعلیکم السلام،، تم نے اچھا نہیں کیا احان،، کسی بے قصور کو سزا دینا کہاں کا انصاف ہے،، وہ جب سے ہسپتال سے آئی ہے روئے جا رہی ہے،، اب بڑی مشکل سے سوئی ہے،،

رواحہ نے پھر اس کی کلاس لی تو اس نے پہلو بدلا۔ کچھ اس کے بارے میں سن کر کانوں سے دھوئیں نکلنے شروع ہو گئے اوپر سے متضاد وہ میسج۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

مما مجھے کچھ کام ہے،،،وہ تقریباً اپنی جان بچاتا وہاں سے بیس منٹ اترا تھا۔

رات کے تقریباً ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔ وہ جو وائیٹ پیلس بیسمنٹ میں کچھ خاص کام سے آیا تھا۔ کچھ یاد آتے قدم خود بخود اوپر کی جانب اٹھے۔ وائٹ پیلس کے لاونج میں پہنچ کر احان کا رخ ایک کمرے کی جانب تھا۔

اس کی ہمت کو سلام تھا جو اسے اتنا سنگین میسج کرنے کی پھر سے غلطی کر بیٹھی تھی اب حساب کتاب برابر کرنا تو بنتا تھا ناں۔۔

وہ جس کمرے میں تھی اس کمرے کے چپے چپے کی خبر احان ماہر خان کو تھی۔ وہ ڈور اپنے فنگر پرنٹ سے ان لاک کرتا اطمینان سے اندر داخل ہوا تھا۔ سامنے ہی وہ بیڈ پر دائیں کروٹ لیے گہری نیند میں تھی۔

وہ ڈرپوک تھی تبھی کمرے کی لائٹ آن کر کے سوئی ہوئی تھی۔ احان قدم قدم چلتا بیڈ کے قریب آیا تھا۔ گردن ڈھلک کر تکیے سے زرا نیچے بیڈ پر پڑی تھی۔ گردن پر ابھی تک اس کی انگلیوں کے نیلے اور سرخ نشان تھے۔ احان کا دل ڈوب کر ابھرا۔

بیڈ پر پڑا وہ وجود اس کے لیے بہت قیمتی تھا کہ ایک عرصے اسے سانسوں کی مالا پر موتیوں کی طرح پرویا تھا۔ اور آج غم و غصے میں اپنے ہوش کھوتے ہوئے اس نے اسے جانے انجانے بہت تکلیف پہنچائی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی۔ نیند میں بھی وہ روٹھی روٹھی لگ رہی تھی کیونکہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان اب بھی چہرے پر موجود تھے۔

احان کافی دیر اسے دیکھتا رہا۔

ہر بار مارنے کی کوشش میں ناکام ہو کر آپ تھکے نہیں۔ کوئی کاری سا وار کیجئے کہ ایک ہی مرتبہ آپ کی جان چھوٹ جائے اور میری بھی،،یوں بزدلوں کی طرح ادھ مرا کر کے نہیں چھوڑتے،،

الفاظ نہیں کوڑے تھے جو اس کی محبت پر برسے تو وہ بلبلا اٹھا۔ ایک دم جزبات اور احساسات بدلے تھے۔ دل کسی بچے کی طرح ہمک ہمک کر ضد لگا رہا تھا کہ اس کا گداز وجود اپنی بانہوں میں بھر لے۔ ملکیت کا احساس سر چڑھ کر بولا تھا تبھی اس نے ہاتھ بڑھا کر کمرے کی لائٹ آف کی تھی۔ وہ اس کی پشت پر آ کر نیم دراز ہوا تھا۔ کافی دیر اس کی مہکتی ہوئی خوشبو کو سانسوں میں بسایا۔ پھر دھیمے سے اس کی پشت پر جھک کر کندھے پر ہاتھ رکھا اور اپنے سلگتے لب ان سرخ نشانات پر رکھے گویا خود کے دیئے گئے زخموں کی مسیحائی کی تمنا تھا۔ ہاتھ رینگتا ہوا کندھے سے کمر تک آیا تھا اور سانپ کی طرح اس کے پہلو سے لپٹ گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آساوری جو میڈیسن کے زیر اثر گہری نیند میں تھی مگر خود پر بھاری بوجھ اور جان لیوا لمس محسوس کر کے وہ بری طرح کسمسائی۔ جب گھنی مونچھوں اور ہلکی بڑھی شیو نے پہلے سے پڑی خراشوں پر جلن اور چبھن چھوڑی تو وہ گڑبڑا کر نیند سے بیدار ہوئی تھی۔۔

اتنی اچانک ایسے غیر متوقع طور پر یوں خود کے وجود کو اس ستمگر کی پناہوں میں محسوس کر کے اس کی جان لبوں پر آئی تھی۔

کک،، کون،،، کون ہے،،،

وہ بری طرح جھٹپٹائی مگر اس کی گرفت اس قدر پر شدت اور مضبوط تھی کہ وہ ہل بھی نہیں پائی۔

تمھیں کیا لگتا ہے آساوری شاہ تمھیں میرے علاوہ اور کون چھو سکتا ہے،،

خمار آلود مدہوشی بھرا لہجہ تھا۔ آساوری سر تا پا سلگ اٹھی تھی مگر گردن پر سفر کرتے اس کے دہکتے ہونٹوں نے اس کی زبان تالو سے چپکا دی تھی۔ آج دن میں جو اس نے اس سے ناروا سلوک رکھا تھا وہ اس سے بری طرح خفا تھی۔

دد،،دور،،،،،ہٹیں،، مم،، مجھ سے،،

وہ ہلکی آواز میں غرائی مگر لہجہ لڑکھڑا گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیوں ڈر گئیں،، خود ہی تو کہا تھا کاری وار کروں،، اب جان لینے کے لیے قریب تو آنا پڑے گا ناں،، کہ موت قریب محسوس کر کے ڈر گئیں آساوری شاہ،،

وہ اب بھی اپنے الفاظ سے اسے زخمی کرنے سے باز نہیں آیا تھا تبھی آساوری کی پلکیں بھیگ گئیں تھیں۔

نہیں میں نہیں ڈرتی آپ سے،، آپ لے لیں جان میری،،،

آساوری نے اکتا کر سسک کر کہا تو اس نے ایک ہی جھٹکے میں کندھے سے تھام کر اسے سیدھا کیا تھا اور کسی گہری گھٹا کی طرح اس پر چھا گیا۔ آساوری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اندھیرے میں کچھ دیکھ پانا مشکل ثابت ہو رہا تھا مگر وہ اس کے جان لیوا لمس اور پاگل سی قربت سے بہت ڈر گئی تھی۔

اپنے اوپر یوں محسوس کر کے اس کی روح فنا ہوئی تھی تب اس نے حلق کے بل چلانا چاہا مگر اس کی آواز کا گلا حلق میں ہی گھونٹ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے سلگتے لب اس کے نرم و گداز لبوں پر رکھ چکا تھا۔ آساوری مرنے والی ہو گئی تھی مگر احان کے لمس میں لحہ بہ لحہ شدت اور تیزی آئی تھی۔ اب وہ اپنی من مرضیاں کرتا سیر اب ہوتا رہا۔ آساوری نے بے تحاشا سہتے اس کے سینے پر مکے برسائے تھے۔ مگر اس پر اثر نا ہونے کے مترادف تھا بلکہ اس نے اس کی کلائیاں تھام کر انھیں تکیے سے لگاتے ایک ہاتھ سے جکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ کندھے سے نیچے کھسکائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

احان جانتا تھا وہ سانس نہیں لے پا رہی تبھی اس کے لبوں کو آزادی بخشتے وہ اس سے الگ ہوا تھا۔
آساوری نے ایک لمبی سی سسکی بھر کر سانس لی۔اس کی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔احان نے اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے تو آساوری کی سانس پھر اٹک گئی۔
ی،،،یہ،،،کک،،،،،کیا،،،،کر،،،،کیا،،کر،،رہے،،ہیں،،،،،،،،آپ،،،،
وہ بمشکل ہی بول پائی تھی اس کی غیر ہوتی حالت پر احان کو رحم آیا۔
جان لے رہا ہوں تمھاری،،مگر اپنے طریقے سے،،پسند نہیں آیا میرا طریقہ،،،
میرے بوسوں کو کیا سہو گی تم
میری عادت ہے،،،،،،کاٹ کھانے کی

احان دور ہٹیں مجھ سے،،میں سچ مچ مر جاؤں گی،،میں سب میں برداشت نہیں کر پا رہی،،
وہ روہانسی ہوئی چلائی سانسیں الگ بیوفائی کرتی دھوکہ دینے کو تیار تھیں۔۔
کیوں اب بچپن کے پیار کا پیار برداشت نہیں ہو رہا ہے میری جان سے،،،
احان نے اس کی کان کی لو کو دانتوں تلے دبایا تو آساوری کے منہ سے ہلکی سی چیخ بر آمد ہوئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس سے پہلے وہ اپنی سانس سینے میں اٹکا بیٹھتی احان نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر مخصوص جگہ سے نس دبائی تو وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر تکیے کی ایک جانب ڈھلک گئی۔

واقعی آسماوری شاہ ابھی جتنی نازک ہو اگر میرے جنون اور شدتوں کا سامنا کرو گی تو مر جاؤ گی،، اسی لئے مجھ سے جتنی دوری بنائے رکھو تمھارے لیے اتنا اچھا ہے،،، مجھ سے الجھو گی تو سچ مچ جان دے بیٹھو گی مجھے،،،

کان کی لو کو پھر سے چومتے جان لیوا سرگوشی میں اسے باور کروانا چاہا۔ احان اب تیزی سے دور ہوا تھا اس سے۔ محبت تو مزید گستاخیوں پر آمادہ کر رہی تھی مگر عشق کہتا تھا ابھی صبر کر۔ تبھی وہ اس پر کمفرٹر درست کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

آج ویک اینڈ تھا اور کافی خوشگوار دن تھا ایسا کم از کم امن کو لگا تھا۔ فجر کے بعد وہ دن چڑھے تک تلاوت کرتا رہا پھر جم جا کر اپارٹمنٹ واپس آیا فریش ہو کر اب باہر لاؤنج سے آنے والی آوازیں سن کر باہر چلا آیا تو ایک خوشگوار منظر دیکھنے کو ملا تھا۔ اوپن کچن کے پاس پڑے ڈائننگ ٹیبل کی چیئر زپر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

رحاب اور رنگیلی بیٹھے تھے اور شفا اور وہ کچن میں تھے۔(وہ جانتا تھا رات کسی ضروری کام کے سلسلے میں پاشا ابراہیم اور آریان وائیٹ پیلس واپس جا چکے تھے تبھی وہ اپارٹمنٹ واپس آیا تھا) سب خواتین لاؤنج میں تھی اور معجزا نے ایپرن باندھا ہوا تھا اور شفا کی ہدایت پر عمل کرتی سلیقے سے چھوٹے چھوٹے آلو کے پراٹھے بنا رہی تھی۔ چاکلیٹ براؤن کلر سادہ سے سوٹ میں سکارف گلے میں ڈالے بالوں کا آج اونچا سا جوڑا بنا رکھا تھا جس میں سے نکلتی آوارہ لٹیں گردن کو چومنے میں مصروف تھیں۔ امن جی بھر کر اس روح کے سکون کو دیکھے گیا۔ جو عام دنوں سے آج کچھ زیادہ تر و تازہ لگ رہی تھی۔

جسے زندگی ڈھونڈ رہی ہے
کیا یہ وہ مقام میرا ہے
یہاں چین سے بس رک جاؤں
کیوں دل مجھے یہ کہتا ہے
جزبات نئے سے ملے ہے
جانے کیا اثر یہ ہوا ہے
اک آس ملی پھر مجھ کو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

جو قبول کسی نے کیا ہے

کسی شاعر کی غزل، جو دے روح کو سکون کے پل

کوئی مجھ کو یوں ملا ہے، جیسے بنجارے کو گھر

میں موسم کا شہر، یا درد میں دوپہر

کوئی مجھ کو یوں ملا ہے، جیسے بنجارے کو گھر

جیسے کوئی کنارا، دیتا ہو سہارا

مجھے وہ ملا کسی موڑ پر

کوئی رات کا تارا، کرتا ہو اجالا

ویسے ہی روشن کرے وہ شہر،

درد میرے وہ بھلا ہی گیا

کچھ ایسا اثر ہوا،

جینا مجھ کو وہ پھر سے سکھا رہا

جیسے بارش کر دے درد، یا مرحم درد پر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی مجھ کو یوں ملا ہے، جیسے بنجارے کو گھر
میں موسم کا شہر، یا سرد میں دوپہر
کوئی مجھ کو یوں ملا ہے، جیسے بنجارے کو گھر

وہ اونچے لمبے سرو قد پر سفید ٹی شرٹ اور نیلے ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈھالے دھیمے قدموں سے باہر نکلا۔

ہائے بیوٹی فُل لیڈیز،، کیا ہو رہا ہے،،،

ڈائننگ ٹیبل کے قریب پہنچ کر اس نے با آواز سب کو ایک ساتھ مخاطب کیا تو نوٹ کیا پل بھر کو اس کے چلتے ہاتھ تھمے تھے۔ مگر وہ پھر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہوتی نظر آئی۔

آؤ امن،، آج کافی عرصے کے بعد تمھاری ماں کے ہاتھ کے پراٹھے کھانے کی فرمائش کی تھی مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ آج ہمیں ہماری چھوٹی بہو کے ہاتھ کا ذائقہ چکھنے کو ملے گا،، وہ تو شفا بنانے لگی تھی پراٹھے تو جزا نے کہا کہ آج وہ بنائے گی سب کے لیے ناشتہ،،

رحاب نے اس خوشگوار ہنگامے کی تفصیل بتائی تو امن کا خود کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

لیکن ڈاکٹر صاحب کہاں اتنا آئیلی اور ہیوی ناشتہ کریں گے تو کیا آپ کے لیے میں الگ سے ناشتہ بنا دوں،،،

رنگیلی نے دانت نکوستے اسے آفر دی تو آج پہلی مرتبہ امن کا دل کیا کہ اس کے تمام دانت توڑ کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دے۔ یہ خواہش دل میں دبالی مگر کسر پھر بھی پوری کر ہی لی کہ رنگیلی کے گٹے پر پڑنے والی اس کے بھاری جوگر کی زوردار

ضرب پر رنگیلی بلبلا اٹھی تھی۔۔

نہیں کبھی کبھار ڈائیٹ پلان سے کچھ ہٹ کر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں،، میں تو وہی بریک فاسٹ کروں گا جو سب کریں گے،،،

امن کے کہنے پر ریحاب مسکرادی۔

شفا اسے ہدایات دیتی رہی اور وہ پھر کوشش کرنے پر دو تین ٹیڑھے میڑھے پراٹھے بنانے کے بعد ایک ڈھنگ کا بنا جو سب سے پہلے ریحاب کو پیش کیا گیا۔ اور وہ ٹیڑھے میڑھے پراٹھے جب رنگیلی کو کھانے پڑے تو رنگ برنگے منہ بناتے اس کو اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائی پڑی کے سامنے بیٹھا جلاد جو اپنی خطرناک نگاہوں سے اسے وارننگ دے گیا تھا اب اس کی جرات نہیں تھی کہ وہ ان

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

پر اٹھوں کو کہیں سے کچا کہیں سے جلا ہوا بول سکتی اب اسے انھیں آنکھیں بند کر کے دنیا کی لذیذ ترین چیز کہنا اور ماننا تھا۔

اگلا پراٹھا شفا نے امن کے سامنے رکھا تو امن کو تو یوں لگا جیسے ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ لگ گئی تھی۔ وہ غور سے پراٹھے کو دیکھے گیا جو اس کے ہاتھوں سے بن کر اس تک پہنچا تھا۔

ہائے رے پراٹھے تیرے نصیب۔

اس نے بسمہ اللہ پڑھ کر پہلا نوالا توڑ کر منہ میں رکھا۔ واقعی کافی زائقے دار لگا۔ یا یوں تھا کہ پراٹھے کو عشق کا نمک لگا ہوا تھا تو اس نے لذیذ تو لگنا ہی تھا۔ وہ جو بہت لائٹ سا بریک فاسٹ لیتا تھا۔

مما میں ایک اور پراٹھا لوں گا،،،

شفا نے اسے کہتے سنا تو حیرت سے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا مگر وہ رغبت سے پراٹھا کھانے میں مصروف تھا۔

دادو آج جانے کیوں مگر اس ڈاکٹر کا موڈ بڑا شاعرانہ سا ہو رہا ہے تو کیا میں آپ کو ایک نظم سناؤں،،،

امن نے منہ چلاتے ریحاب کو مخاطب کیا تو شفا بھی دھیمے سے چلتی اس کے قریب آ گئی کہ اب معجزا کو اچھی خاصی پریکٹس ہو گئی تھی اور وہ دھیان سے بنا رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شفا نے دیکھا آج وہ جو بہت ہی کوئی ضروری بات کیا کرتا تھا اور زیادہ دیر خاموش ہی رہتا تھا آج بات بے بات، بات سے بات نکال رہا تھا۔

ارشاد،،، ارشاد،،، ہم ہمہ تن گوش ہیں ڈاکٹر صاحب،،، ریحاب نے نوالہ منہ میں رکھتے کہا۔

تو ارشاد ہے،،،

"معجزا"

امن کے اچانک کہنے پر وہ جو بیلن سے پیڑا بیلنے میں مصروف تھی اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ پورا وجود لرز گیا تھا۔ سب نے بہت اچانک اسی کی جانب دیکھا۔ مگر

"ارے دادو اپنی بہو کی جانب مت دیکھیں نظم کا عنوان ہے "معجزا،،،

امن نے سکون سے کہا تو ریحاب پھر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔ اب وہ کیا کہتا اس کی نظم تو کیا اس کی تو پوری زندگی کا عنوان "معجزا" ہی تھا۔

امن نے گلا کھنکار کر پھر بولنا شروع کیا۔

معجزا

میں کچی مٹی کا ننھا سا پودا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

تو آسمان کا چمکتا ستارہ،،

تیرا میرا ملاپ ممکن نہیں،،

مگر،

معجزے بھی تو اسی زمین پر ہوتے ہیں،،،

امن نے نظم مکمل کی۔اور چپکے سے اسے دیکھا جو اپنی جگہ پتھرائی سی کھڑی تھی۔

واہ بھئی بہت خوب،،بہت اچھی نظم تھی،،

شفا نے کہا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔یہاں کون اس نظم کا پس منظر نہیں جانتا تھا۔ریحاب شفا اور رنگیلی نے اپنے دل میں دل سے انھیں خوش و خرم اور ہنستے بستے ہوئے رہنے کی دعائیں دیں۔

معجزا جانتی تھی وہ کیا کہنا چاہتا تھا یا کیا التجا کر رہا تھا۔اس کا دھیان بٹا تھا اور توے پر پراٹھا ڈالتے گھی اچھل کر اس کے ہاتھ پر گرنے لگا۔

آہیییہ،،،وہ ہلکی سی چیخ مارتی اچھل کر پیچھے ہٹی۔امن تیزی سے اٹھ کر ایک ہی جست میں اسے تک پہنچا تھا۔

کیا ہوا،، آر یو آل رائٹ،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن نے بے تابی سے پوچھا۔ معجزا نے پہلو بدل کر اس کی جانب سے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ تب شفا کچن میں آئی تھی۔

معجزا تم ٹھیک ہو ناں،،،

شفا اس کے سامنے آئی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اچھا چلو ہٹو،، سب نے کھا لیے اب تمھارے لیے میں خود بناؤ گی،،

مما مجھے بھوک نہیں ہے،، اس نے آہستگی سے کہا۔ اب کیا کہتی اپنے ٹھیک پیچھے کھڑے آدمی کی اس عجیب سی نظم نے اسے پھر سے خوفزدہ کر دیا تھا۔

ایسے کیسے نہیں ہے،، صحت دیکھی ہے اپنی،، اب اگر مما کی ناراضگی نہیں جھیلنی تو چپ چاپ جا کر ٹیبل پر بیٹھ جاؤ،،،

جی مما،،

اس نے مریل سی آواز میں کہتے ذرا سا پیچھے مڑ کر دیکھا۔ امن وہاں سے ہٹ کر ٹیبل پر آ کر بیٹھا۔ معجزا بھی بے جان سے قدموں سے چلتی ریحاب کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی۔

کسی کا دل گردہ جگر معدہ ان جھکی نگاہوں کی پلکوں میں اٹکا ہوا تھا۔ امن اب گھونٹ گھونٹ چائے پیتا وقتاً فوقتاً ایک گہری نگاہ اس پر ڈال لیتا۔ جب سے اسے اس تلاوت کے قاری کا پتہ چلا تھا۔ وہ تب سے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

امن کی موجودگی اپنے آس پاس ہوتے ہوئے بھی سکون سے اپارٹمنٹ میں گھوم پھر رہی تھی۔ اور امن نے ہر تہجد میں یہ دعا مانگی تھی کہ وہ جو مسب الاسباب ہے وہ کوئی ایسا سبب پیدا فرمادے کہ وہ اس سے ڈرنا چھوڑ دے۔

یقیناً اس کی دعا قبولیت کا درجہ پا گئی تھی۔ کہ اسے پتہ بھی نہیں چلا اور اسی کی ہی آواز کو اس کے ڈر کے خاتمے کا سبب بنا دیا گیا۔ وہ تو شکرانہ بھی ادا کر چکا تھا۔

پڑھائی کیسی چل رہی ہے،،

ریحاب اب اس کے منہ میں نوالے ڈالتے ہوئے اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

بہت اچھی دادو،،

اس نے دھیمے سے جواب دیا۔

بہت اچھی بات ہے،، پڑھائی کے بعد کیا کرنے کا ارادہ ہے،،

کچھ بھی نہیں دادو،، پڑھائی بہت مشکل ہے،، مجھ سے نہیں پڑھا جاتا اتنا سارا،،

اس نے مسکین سی شکل بنائی تو امن چائے کے کپ پر جھکا دھیمے سے مسکرا دیا اور شفانے آسودگی سے برسوں بعد بیٹے کے چہرے پر یہ دھیمی سی مسکراہٹ دیکھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہاں تو ٹھیک ہے ناں،، مت پڑھنا، پہلے ہی اتنی کمزور ہو پڑھ پڑھ کر مزید تیلی بن جاؤ گی،،
رحاب نے سکون سے کہا تو شفا تڑپ گئی۔
مما یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ،، آپ کو پتہ ہے ناں فی زمانہ ایک لڑکی کی پڑھائی کتنی ضروری ہوتی ہے،،
شفا نے بیچ میں مداخلت کی۔
ارے چھوڑو بھی شفا،، جب بچی سے نہیں پڑھا جاتا تو رہنے دو،، اور اس نے کونسا نوکریاں کرنی ہیں،،
اور ویسے بھی ایک عرصہ گزر گیا وائیٹ پیلس میں کسی چھوٹے بچے کی کلکاری نہیں گونجی،، میرے تو
کان ترس گئے ہیں،، اب جلدی سے امن اور معجزا کا بچہ اس دنیا میں آئے اور میں اسے اپنی گود میں
کھلاؤں،،
رحاب نے بڑے سکون سے جان بوجھ کر کہا۔
امن اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا تھا۔ جبکہ معجزا کو لگا اس کے آس پاس چھوٹے موٹے بم دھماکے ہو رہے
ہیں۔
وہ تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔ امن نے شکایتی نگاہوں سے ریحاب کی جانب
دیکھا۔
سب ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رحاب نے پوتے کو تسلی دی۔ اور اٹھ کر اس کا ماتھا چوما۔

دودونہاؤ پوتو پھلو،،،،

ریحاب نے اسے مزید چھیڑا۔۔ تو وہ جھینپ گیا۔ اور چائے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ شفا نے سر خوشی میں اس کا ماتھا چوما۔ تب اس کا فون رنگ ہوا تو نمبر دیکھ کر اس نے عقیدت سے کال ریس کر کے کان کو لگائی۔

وعلیکم السلام،،ڈاکٹر محمد صالح صاحب،، جیسے میں کافی ہفتوں سے آپ کی اس کال کے انتظار میں تھا،، وہ باتیں کیے گیا۔

ارشن آج تقریباً ہفتے بعد وائیٹ پیلس واپس آیا تھا۔ اس نے اور احان نے اپنی پوری جان لگا دی تھی اس لڑکی اور زندہ جل کے مر جانے والے خواجہ سرا کے مجرموں کی گردن تک پہنچنے میں۔ اور وہ منزل کے بہت قریب بھی تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

وہ سنجیدگی سے لاونج میں داخل ہوا تو نہیں جانتا تھا کہ کوئی کہیں سے اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکا ہے۔وہ طویل ترین کوریڈور کراس کر کے بیسمنٹ میں غائب ہوا تھا۔

بیسمنٹ میں سامنے ہی اسے بنٹی کسی فائل پر جھکی دکھائی دی۔وہ پاگل یا بچہ نہیں تھا جو نوٹ نا کرتا کہ ایک ہفتہ گزر چکا تھا بنٹی اس سے کھنچی کھنچی رہتی تھی۔اور یہ بات اس کے لیے مزید غم وغصے کا باعث بنی ہوئی تھی۔

ارشن نے قریب آکر حسب معمول اس کی چوٹی کھینچی تھی۔

بھائی،،،

وہ جو بے دھیان بیٹھی تھی اچانک اس کاروائی پر بلبلاتی چیخی۔ارشن آج کافی دنوں بعد ہنس دیا۔

کیا ہو رہا ہے بل بتوڑی،،،

ارشن اپنی پہلے والی ٹون میں واپس آیا تھا۔

اسی فائل پر کام کر رہی تھی جو آپ نے دی تھی،،، بنٹی نے کہا۔

اچھا،، میں یہی فایل لینے آیا تھا،، تم احان کے اپارٹمنٹ چلو میرے ساتھ،، مل کر کچھ پوائنٹس ڈسکس کرتے ہیں،،

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا،، آپ جائیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

منٹی نے اپنا دامن بچایا۔

میں تمھارا منہ توڑ دوں گا بینا،، اگر تو یہ تم اس کی وجہ سے کر رہی ہو تو مت کرو،، کیونکہ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں تو وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے کیا نہیں یقین کرو مجھے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا ناہی میں اس سے کوئی تعلق رکھنا چاہتا ہوں،، لیکن اگر اس کی وجہ سے میرے باقی رشتوں پر آنچ بھی آئی تو میں اسے وہیں واپس پھینک آؤں گا جہاں سے اٹھا کر لایا تھا،،

ارشن کا لہجہ انتہائی سرد و سپاٹ تھا کہ ایک مرتبہ تو منٹی کی بھی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہو گئی۔ یہ کیا کر دیا تھا اس لڑکی نے کہ ایک جیتے جاگتے انسان کا چٹانوں جیسا پتھر اور سخت بناڈالا تھا۔

سنڈے کے دن تو بخش دیں،، چھٹی کرنے دیں،،

تم چلو زیادہ نخرے کرنے کی ضرورت نہیں احان ہمارا انتظار کر رہا ہو گا،،،

اچھا چلیں،،،

منٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہو لی۔

وہ لوگ لان کراس کر رہے تھے۔ تب ایک غیر معمولی نظارا دیکھا۔ کافی سارے خواجہ سرا بچے لان میں کارپٹ بچھائے بیٹھے تھے اور وہ ان کے درمیان بیٹھی انھیں قرآن شریف پڑھا رہی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

حیرت کی بات یہ تھی کہ آج وہ اس مخصوص سفید کفن میں ملبوس نہیں تھی بلکہ سادہ سا پنک کلر کا سوٹ میں تھی جس میں خود گلابی کھلتا گلاب لگ رہی تھی۔ دوپٹہ حجاب سٹائل میں لیا ہوا تھا۔

دیا نے سامنے دیکھا مگر اس نے ایک نظر اسے دیکھا تھا دیا کو ان آنکھوں میں حیرت کا عنصر مگر پھر فورا سرد مہری دکھائی دی۔ پھر وہ نگاہیں پھیر گیا تھا۔

یہاں کیوں جم گئی ہو چلو اب،،،

ارشن نے بنٹی کو جھڑکا۔ تو اس کے رکے قدم پھر چلنے کو تیار ہوئے۔

سنئیے،،، بینا،،، رکیئے،،،

ایک باریک سی آواز کی پکار پر دونوں اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رکے تھے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ کر ان کے قریب آئی تھی۔ وہ دونوں پیچھے مڑے۔ وہ بنٹی کی جانب متوجہ تھی۔

ہم آپ سے معافی مانگنا چاہتے تھے،، ہم نے آپ سے بہت بد سلوکی کی،، آپ کا جانے کیا کچھ بول دیا،، ہمیں معاف کر دیجیے،،

دیا نے نم لہجے میں کہا تو بنٹی نے حیرت سے اس کا یا پلٹ پر اسے دیکھا اور ایک چور نگاہ اس پر بھی ڈال لی جو بے تاثر چہرہ لیے کسی اور جانب دیکھ رہا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی بات نہیں،، ہمیں دیکھ کر اکثر لوگوں کو غلط فہمی ہو ہی جاتی ہے،، اس معاشرے میں ہماری اوقات جو بس اتنی ہی ہے یا حیثیت،، تو ایک غلط فہمی آپ کو بھی ہو گئی کوئی بات نہیں،،،

ناچاہتے ہوئے بنٹی کا لہجہ زرا تلخ ہو گیا تھا۔ اتنے دنوں سے اس ڈپریشن کے زیر اثر وہ ڈھنگ سے یونی بھی نہیں جا پائی تھی۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے ہم،،،،

چلو بنٹی یہاں سے ٹائم ویسٹ ہو رہا ہے ہمارا،،، ارشن نے درشتگی سے اس کی بات کاٹتے بنٹی سے کہا تھا۔

ویسے آپ نے مجھ سے زیادہ تو میرے بھائی کا دل دکھایا تو سب سے پہلے معافی تو آپ کو ان سے مانگنی چاہیے تھی،،،

بنٹی کے کہنے پر وہ دم سادھ گئی تھی۔ مگر ارشن نے بنٹی کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ وہ اکتا کر خود وہاں سے جانے لگا جب چند الفاظ نے اسے ٹھٹھک کر رک جانے پر مجبور کیا۔

وہ ہمارا اور ان کا آپس کا معملا ہے ہم مل کر خود اسے سلجھا لیں گے،، بس آپ ایک مرتبہ ہمیں معاف کر دیں،،

کوئی بات نہیں مجھے آپ سے کوئی گلا نہیں،،

ارشن نے بنٹی کو کہتے سنا پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ مگر امن کی فون کال پر اسے رک جانا پڑا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بنٹی چند قدم چل کر اس تک آئی تو ارشن نے بنٹی کو کچھ کہا۔

وہ واپس چل کر دیا تک آئی تھی جو بچوں کے قریب آ کر پھر ان کے درمیان بیٹھ گئی تھی۔

بھابھی آپ لاونج میں چلیئے،، آپ سے کچھ مہمان ملنے آئے ہیں،،

بنٹی نے اسے آ کر کہا تو دیا نے حیرت سے بنٹی کو دیکھا۔۔

ہم سے ملنے،، مم مگر کون ہیں،،

وہ گھبرا گئی۔

آپ چلیں تو سہی آج بچوں کو چھٹی دے دیں اور اندر لاونج میں چلیں،،

بنٹی نے کہا تو اس نے الجھن زدہ سی بچوں کو چھٹی دے دی۔ اور خود اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ ایک نظر پھر اس کی جانب دیکھا جو لاتعلق سا بنا لان کے پھولوں کی جانب دیکھتا جانے کیا دریافت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دیا نے وائیٹ پیلس میں غیر معمولی ہلچل سی ہوتی محسوس کی تھی۔ کیونکہ بڑی بڑی دو چار گاڑیاں وائیٹ پیلس کے ڈرائیوے پر آ کر کھڑی ہوئی تھیں۔ اور وہ جو کوئی بھی مہمان تھے اندر سے پنکی، پاشا ابراہیم، سوہم خان اور کبیر خود ان کے استقبال کے لئے باہر آئے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 31

ایشان اپنے کیبن میں بیٹھا کسی پیشنٹ کی فائل کھولے اس کی کیس ہسٹری چیک کر رہا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

کم ان،،

ایشان نے اجازت دی تو دروازے پر خضر کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔

آؤ خضر،،، کوئی کام تھا،،،

ایشان اس کی جانب متوجہ ہوا۔

نہیں چھوٹے پاپا خیریت تو بلکل بھی نہیں ہے،،،۔ خضر نے بے حد سنجیدگی سے ایشان کو کہا تو ایشان بے تحاشا چونکا تھا۔ خضر جو کہ وائیٹ پیلس سب سے زیادہ شرارتی اور چلبلا تھا ہر وقت ہنستا ہنساتا اس کے چہرہ پر اتنے سرد و سپاٹ تاثرات تھے کہ ایشان بھی کچھ لمحوں کے لیے تو پریشان ہی ہو گیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آؤ بیٹھو،، کیا بات کیا ہے بتاؤ مجھے،،،

ایشان نے فائل بند کی۔ خضر سامنے کرسی پر بیٹھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیپر بھی تھا۔

آپ سے ایک چھوٹا سا سوال پوچھنے کی گستاخی کرنا چاہتا ہوں چھوٹے پاپا،، مجھے آپ بتائیں کہ اس وقت آپ کی صاحبزادی پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے،،،

ایشان نے اس عجیب و غریب سوال پر خضر کی جانب حیرت سے دیکھا جس کے لہجہ میں ایک ان دیکھی تپش سی تھی مگر وہ ادب سے ٹیبل پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔

ظاہر ہے تمھارا یعنی اس کے شوہر کا اس پر سب سے زیادہ حق ہے،، اب ایک سوال میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تمہید باندھنے کا یا گھما پھرا کر بات کرنے کا کیا مقصد ہے خضر،، یار تکلف چھوڑو اور ٹو دی پوائنٹ بات کرو،، ہوا کیا ہے آخر،،؟

میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے علم میں لائے بغیر آپ نے اس چیز کی اجازت دے کیسے دی علیزے کو،،،

خضر نے وہ پیپر ایشان کے ہاتھ میں تھمایا جسے ایشان نے تھام کر بڑی تیزی سے کھول کر دیکھا۔ مگر اگلے لمحے ایشان کی آنکھیں حیرت سے پھیل چکیں تھیں اور خضر سمجھ گیا کہ اس کا اندازہ بلکل درست ہے کہ یقیناً اس بات کا علم ایشان کبیر کو بھی نہیں تھا۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اس پیپر پر میرے سائن موجود ہیں،، مگر یہ اس پیپر پر کیسے آئے مجھے علم نہیں،،یعنی یہ سائن نقلی ہیں،،اور مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا،،یہ مجھے ابھی پتہ چلا جس کے لیے میں علیزے کو کبھی معاف نہیں کروں گا،،،وہ میڈیسن کا ایک ڈوز لے چکی ہے باقی کے دو باقی ہیں،،مجھے اس سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ اپنے بڑوں کے ہوتے ہوئے اتنی غیر زمہ داری کا مظاہرہ کرے گی،،

سیکنڈز لگے تھے ایشان کے ماتھے کی رگیں پھولنے میں۔ سوچا نہیں تھا وہ جو اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات اس سے شئیر کرتی تھی اب یوں ایشان کبیر کے نقلی سائن لے کر اپنی پوری زندگی سے کھیل جائے گی۔

چھوٹے پاپا،، میں اب اس معاملے کو اپنے طریقے سے ہینڈل کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ ہینڈل کر بھی لوں گا،، مگر مجھے آج ہی بلکہ ابھی،اسی وقت رخصتی چاہیے،،،

خضر نے کہا تو ایشان نے خطرناک حد تک سنجیدگی لیے ہوئے چہرے کے ساتھ اپنا فون نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

اسلام و علیکم ڈیڈ،، خیریت،،،

علیزے کی مصروف سی آواز آئی۔

ہاں میرے کیبن میں آؤ،، ابھی اور اسی وقت،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یس ڈیڈ،،،

علیزے کا ماتھا ٹھنکا۔ مگر فون رکھ کر فوراً فارمیسی سے ایشان کے کیبن کی جانب نکلی۔ اتنی دیر میں خضر نے ارشن کو ایک چھوٹا سا میسج سینڈ کیا تھا جس پر او کے کی مہر لگا دی گئی۔ تقریباً پانچ منٹ میں وہ ایشان کے کیبن میں تھی۔ مگر وہاں خضر کی موجودگی اور ان دونوں کے چہرے کے اتنے عجیب تاثرات دیکھ کر وہ چونکی ضرور مگر نارمل رہی۔

خضر ایک نظر اسے دیکھا جو ٹی پنک پاجامے کے اوپر ٹی پنک شارٹ سی فراک میں ڈاکٹری کورٹ پہنے سکارف گلے میں باندھے منہ پر ماسک لگائے کافی فریش فریش سی لگنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یس ڈیڈ،،،

علیزے میں نے تمہیں تین منٹ کے لیے تمہاری جاب سے سسپینڈ کیا،، اور ابھی اور اسی وقت تمہارے شوہر کو تمہاری رخصتی دی،، خضر لے جاؤ اسے یہاں سے،،،

الفاظ تھے کہ بم دھماکے۔ علیزے اپنی جگہ پر جم سی گئی تھی۔

لیکن ڈیڈ،،،

وہ بلند آواز میں بولنے لگی جب اتنی ہی تیزی سے ایشان نے اس کی بات کاٹ دی۔ مگر وہ علیزے کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

خضر مجھے ایک سیریس پیشنٹ کی کیس ہسٹری چیک آؤٹ کرنی ہے،،اور بھی بہت سارے کام ہیں،،
اپنی بیوی کو لے جاؤ یہاں سے،،نائم نہیں میرے پاس بحث کا،،،
ایشان نے دانت پیس کر خضر سے کہا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔
ڈیڈ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ،، سسپینڈ،،میں نے کیا کیا ہے آخر،،،
وہ چلائی۔ ایشان نے خضر کو گھورا۔ وہ اٹھ کر علیزے کی جانب بڑھا۔
اے خبر دار،،دور ہٹو،،میں کہیں نہیں جاؤں گی،،ڈیڈ بتائیں مجھے ہوا کیا ہے،،
خضر لے جاؤ اسے یہاں سے،،میں شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا اس کی،،
ایشان دھاڑا۔علیزے جو ایشان کے قریب آئی تھی اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔ خضر نے اس کی کلائی دبوچی اور اسے لے کر باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ احتجاج کرتی رہی۔ ہاسپٹل تھا زیادہ شور تو نہیں مچا پائی مگر جیسے ہی خضر نے اسے اپنی گاڑی میں دھکیلا۔ وہ بلبلا اٹھی۔
خضر تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے،،،،ہمت کیسے ہوئی تمھاری مجھے یہاں لانے کی،،میں تمھاری جان لے لوں گی،،،کیا کہا تم نے ڈیڈ سے،،مجھے کیوں سسپینڈ کیا انھوں نے،،،
وہ خضر کے دست گریبان ہوئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر نے سنجیدگی سے اسے واپس گاڑی میں دھکیلا اور جلدی سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اس سے پہلے وہ روتی جھلاتی پھر گاڑی سے اترتی۔ خضر نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔ گاڑی اب ہائی وے پر رواں دواں تھی۔ اور وہ سسپینڈ کیے جانے اور اپنے ڈیڈ ایشان کی اس ناراضگی کی وجہ سے سسکتی رہی۔ اس نے بارہا خضر سے پوچھا کہ بات کیا ہے مگر وہ اپنے ہونٹوں پر خاموشی کے قفل لگائے بیٹھا تھا۔ مجال ہے جو بول کہ دیا ہو۔ بلکہ جان بوجھ کر اسے اگنور کر رہا تھا۔

خضر کی کوشش تھی کہ وہ اپنا غم و غصہ ضبط کر جائے جو کسی صورت کنٹرول میں رہنے کا نام نہیں لے رہا تھا تبھی وہ خاموش تھا بہت خاموش۔

مگر یہ خاموشی کسی بڑے طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتی تھی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ علیزے نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو ایک مرتبہ پھر خود کو ابراہیم ہاؤس کے باہر پایا۔

اتریے،،، سنجیدگی سے کہا گیا۔

نہیں مجھے یہاں نہیں جانا،، مجھے شرافت سے وائیٹ پیلس چھوڑ کر آؤ خضر،،،

وہ غرائی۔

دماغ خراب مت کیجیے علیزے،، اتریے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ اور گاڑی سے اترا۔ مگر علیزے ٹس سے مس نا ہوئی۔ خضر نے گاڑی کا دروازا کھولا۔

باہر آئیں گاڑی سے،،،

خضر نے کہا۔ علیزے نے تیزی سے گاڑی سٹارٹ کی اور دروازہ لاک کرنے کی کوشش کی جو کہ خضر نے آسانی سے ناکام بناتے ہوئے علیزے کو گاڑی سے باہر گھسیٹا۔ وہ اب جارحانہ تیور لیے اسے کلائی سے دبوچ کر اندر لایا اور لاونج میں دھکیل کر ڈور لاک کر کے واپس چلا آیا۔

علیزے جانتی تھی ابراہیم ہاؤس کا سکیورٹی سسٹم کوئی نہیں توڑ سکتا ہے۔ اس نے پرانے پاسورڈ لگانے کی کوشش کی مگر وہ تبدیل کر دیئے گئے تھے۔ اب اس کا یہاں سے جائے فرار ڈھونڈ پانا ناممکن تھا۔

یہ آج سے ہفتے بھر پہلے کی بات تھی جب ہاسپٹل میں ایک تھیلیسیمیا کی پیشنٹ آئی۔ وہ تیرہ چودہ سال کی چھوٹی سی بچی تھی۔ وہ سب ہاسپٹل میں موجود تھے۔ اور بچی کی جان بچانے کو خون کی اشد ضرورت تھی۔ تب بچی کا خون صرف علیزے کے خون او نیگٹو سے میچ کیا۔

اس وقت خضر ہاسپٹل میں موجود تھا مگر یہ بات علیزے کے علم میں نہیں تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بات تو تب بگڑی جب علیزے نے تمام ڈاکٹرز کے سامنے خون دینے سے صاف صاف منع کر دیا اور بہانہ یہ گھڑا کہ وہ کافی کمزوری محسوس کر رہی ہے۔ یہ بات خضر کے دل و دماغ میں آکٹوپس کی طرف چمٹ گئی تھی کہ ایک مرتی ہوئی مریضہ کو علیزے نے خون دینے سے انکار آخر کیوں کیا؟

کیونکہ وہ تو لیڈی ایکسکیوشنر تھی اگر بس چلتا تو اپنی سانسیں بھی کسی کو بچانے کی خاطر دان کر دیتی۔

اس کے بعد ہاسپٹل میں ہی دو تین دفع وہ چکرا کر گرتے گرتے بچی۔ اور جب ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کرنے کی کوشش کی تو وہ وہاں سے صاف آئیں بائیں شائیں کر کے بہانہ کر کے بھاگ نکلی۔

اب تو خضر کو یقین ہو چکا تھا کہ ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔ تب اس نے بڑی خاموشی سے رات کو اسے نیند میں سوتے ہوئے بیہوش کر کے اس کے خون کے سیمپل لیے تھے۔ پھر اس کا مکمل ٹیسٹ کروائے۔

اس کے سر پر یہ انکشاف بم بن کر گرا کہ علیزے کے خون میں کسی میڈیسن کی ڈرگ کے سیمپل موجود تھے۔

مزید انکوائری کرنے پر پتہ چلا کہ محترمہ نے کسی فارما انٹرنیشنل کمپنی کی میڈیکل ٹیم کو ایڈز جیسی خطرناک بیماری کے لیے بنائی گئی اینٹی ڈوٹ میڈیسن کو خود پر ٹیسٹ کرنے کے لیے خود کو ڈونیٹ کر دیا ہے۔ جانوروں پر تو وہ ٹیسٹ ہو چکے تھے اور میڈیسن کامیاب بھی ہو چکی تھی مگر وہ میڈیسن کسی انسان پر ابھی ٹیسٹ نہیں ہو پائی تھی۔ وہ میڈیسن اثر انداز ہوتا ہو۔ مگر اس کے بہت سارے سائیڈ افیکٹس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بھی ہو سکتے تھے۔ وہ جان سے جا سکتی تھی۔ اس ڈونیشن پیپر جس پر اس کے اور اس کے گارڈین کے سائن ہونے تھے اجازت نامے کے طور پر اس پر صاف صاف لکھا تھا کہ وہ اس ٹیسٹ سے جان سے بھی جا سکتی تھی۔ یا کسی اور سائیڈ ایفیکٹ کی صورت میں کبھی ماں نا بن پاتی۔ کوئی اور خون کی خرابی۔ یا سر کے سارے بال گر جاتے۔

یا ایسا کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ تین ڈوز میں سے وہ ایک ڈوز بغیر کسی کو بتائے، بغیر کسی کے علم میں لائے جعلی سائن کر کے بڑی آسانی سے لے چکی تھی۔

خضر نے علیزے کا سائن شدہ وہ ایگریمنٹ حاصل کر لیا تھا وہ پیپر اور اس کی میڈیکل رپورٹ جو کچھ دیر پہلے ایشان کو دکھائے تھے۔

ان کے ہاسپٹل کی فارماکولوجی ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ ہونے کی وجہ سے اتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت دینے پر ایشان نے اسے سسپینڈ کر دیا تھا۔ اور خضر نے زبردستی ہی سہی رخصتی لے ہی لی۔۔ اب اس نے اپنے طریقے سے اس کا مزاج درست کرنے کی ٹھان لی تھی۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ایشان نے ایک میڈیکل ٹیم خضر کے ساتھ ابراہیم ہاوس بھیجی تھی۔رات کے تقریباً دس بجے کا وقت تھا وہ اندر لاونج میں داخل ہوئے تو وہ جو سامنے صوفے پر گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھی تھی خضر کو اور جانے پہچانے چہروں کو اندر آتا دیکھ بری طرح چونکی۔

وہ لوگ اسی کے قریب آئے تھے۔ایک ڈاکٹر نے اپنی کٹ نکال کر ایک انجیکشن نکالا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے خضر،،،

علیزے چونکی تھی۔مگر اسے کچھ بھی کہنے اور سننے کا موقع دیئے بغیر خضر نے علیزے کو پکڑا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے خضر چھوڑو مجھے،،

وہ مچلی۔مگر خضر کی پکڑ میں اس قدر سختی تھی کہ وہ اس کے بازوؤں میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔ڈاکٹر نے علیزے کے بازو میں انجیکشن لگایا اور اوکے کا سگنل دیا۔خضر نے اثبات میں سر ہلا کر انھیں چلے جانے کی اجازت دی۔علیزے پھٹی پھٹی نگاہوں سے خضر کو دیکھے گئی جو اب کچن کی جانب گیا تھا۔اور پیکڈ فوڈ گرم کر کے ٹرے تیار کر کے لایا۔

خضر مجھے جانے دو یہاں سے نہیں تو آج میں تمھارا خون پی جاؤں گی،،،

خضر نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور علیزے نے آکر اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچی۔

پی جائیں،،اور ویسے بھی میں چاہتا ہوں کہ آج رات آپ میری شہ رگ جتنے قریب آجائیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

چہرہ بے تاثر تھا مگر لہجہ اس قدر معنی خیز اور سر سراتا سا تھا اوپر سے خضر کی شہادت کی انگلی نے اس کی کنپٹی سے لے کر گردن اور پھر دل کے مقام تک کا سفر کیا تو علیزے کرنٹ کھا کر اس سے دور ہٹی تھیں۔

مگر خضر نے اس کی کلائی دبوچ کر اسے صوفے پر بٹھایا تھا۔

کھانا کھائیں،،،

مجھے نہیں کھانا،،

لگتا ہے آپ میری قربت کے لیے کچھ زیادہ ہی مچل رہی ہیں تبھی آپ کو روم میں جانے کی جلدی ہے اور اسی لئے ہی شاید کھانا بھی اچھا نہیں لگ رہا،،،

ایک مرتبہ پھر خضر نے اسی لہجے میں ٹونٹ مار کر علیزے کو سر تا پا سلگا کر راکھ کیا تھا شاید۔

خضر اپنی حد میں رہو،،،

وہ چلائی۔

میری حدود آپ کے وجود کے پیر کے ناخن سے شروع ہو کر سر کے بالوں پر ختم ہوتی ہیں تو یقین رکھیں میں اپنی حدود میں ہی ہوں ان سے تجاوز کبھی نہیں کروں گا،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر نے پھر پیٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے سکون سے کہا تھا۔ صبح کی بھوکی پیاسی اس سے منہ ماری کر کر اور ہلکان ہوئی تو چپ چاپ ٹرے آگے کھسکائی۔ وہ بھی اس کے پاس بیٹھ گیا اور لاتعلق سا بنا خاموشی سے کھانا کھانے لگا تھا۔ کھانا کھا کر وہ کچن میں جا چکا تھا۔

علیزے کھانا کھا چکی تو ٹرے لے کر کچن میں گئی اور اب کی بار اس نے صلح جو لہجہ اختیار کیا تھا۔

خضر مجھے وائیٹ پیلس لے چلو مجھے ڈیڈ سے پوچھنا ہے کہ انھوں نے مجھے سسپینڈ کیوں کیا،،،

کافی پئیں گی،،

سوال گندم جواب چنا کے مترادف خضر نے اطمینان سے پوچھا۔

نہیں،،، تم مجھے وائٹ پیلس لے کر چلو ابھی اور اسی وقت مجھے ڈیڈ سے پوچھنا ہے،،وہ پھر چیخی۔

مجھ سے پوچھ لیں میں بتا دوں گا آپ کو،،، خضر نے کافی کا مگ ہاتھ میں تھاما۔

تم خضر،، تم ایسا کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ،، علیزے رونے لگی تھی۔ تب وہ اسے کلائی سے تھام کر اپنے کمرے میں لایا تھا۔ اور اس کمرے کا ماحول دیکھ کر علیزے کی سانس ساکت ہو گئی تھی۔ خضر اسے بیڈ پر بٹھا کر سامنے صوفے پر جا بیٹھا اور کافی پینے لگا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تازہ گلابوں سے لدا اچھندا وہ کمرا۔ فسوں خیز ماحول۔ بیڈ پر بکھری پتیاں کمرے میں جابجا رکھی سینٹڈ کینڈل۔ علیزے کو تو تلوؤں پر لگی سر پر بجھی۔ وہ غصے سے تنتناتی اٹھی تھی اور کمرے کی ہر چیز تہس نہس کرنے لگی۔

خضر اطمینان سے صوفے پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ رکھے گھونٹ گھونٹ کافی کے تلخ گھونٹ اپنے اندر انڈیل رہا تھا۔ جبکہ وہ چیختی چلاتی روتی سسکتی تازہ پھولوں سے سجائی گئی بیڈ و مسہری کو تہس نہس کرنے میں مصروف تھی۔۔ کاش کوئی ایسا اسم، کوئی تعویذ ہوتا جو اس پاگل لڑکی کا دل بدل دیتا۔

کوئی ایسا اسم اعظم پڑھ!!!

جو اشک بہادے سجدوں میں!!

اور جیسے تیرا دعویٰ ہے!!!

محبوب ہو میرے قدموں میں!!

پر عامل رک!! اک بات کہوں!!!..

یہ قدموں والی بات ہے کیا..؟؟؟

محبوب تو ہے سر آنکھوں پر!!!

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مجھ!! پتھر کی, اوقات ہے کیا.؟؟

خضر نے سرد سی آہ بھری۔ خضر کا یہ اطمینان برقرار رہتا اگر وہ شعلہ جوالا بنی اس کی جانب نا لپکتی۔ ہاتھ کی ایک ضرب سے کپ زمین پر گر کر چکنا چور ہوا تھا۔ اور اس نے بہت اچانک خضر کو گریبان سے گھسیٹ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی خضر جبران،،ہاؤ ڈیئر یو،،ہوئی کیسے ہمت تمھاری ڈیڈ سے رخصتی کے لیے بولنے کی،،مجھے ابراہیم ہاؤس کے اپنے اس بیڈ روم میں لا کر پھینکنے کی،، نہیں مانتی میں یہ رخصتی،،تو کیا؟ کیا کرو گے تم،،؟ہاں،،بلکہ مجھے ابھی کہ ابھی ڈائیورس،،،،

علیزے کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب سامنے والے شخص نے پچھلی گردن سے اس کے بال اس سختی سے اپنی مٹھی میں جکڑے کہ ایک مرتبہ تو علیزے بھی شاکڈ سٹیٹ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھیں گئی۔

جس کی سرد تاثرات اور پتھریلی نگاہوں نے اسے اپنی جگہ پر ساکت کیا تھا۔ علیزے جھٹپٹائی مگر وہ اسے یونہی بالوں سے کھینچ کر بیڈ کی سائیڈ دراز تک لایا تھا۔ اس میں سے ایک پیپر نکال کر اس کے سامنے لہرایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

علیزے کی نگاہ اس پیپر پر پڑی تو وہ سانس لینا بھول گئی تھی یوں اس کا راز کھل جائے گا کسے معلوم تھا۔

اب آپ مجھے بتائیں گی علیزے کہ یہ کیوں کیا آپ نے،، آپ کی جرات کیسے ہوئی یہ کرنے کی،،

وہ حلق کے بل چلایا تھا اور علیزے کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔ علیزے پل بھر میں جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی۔ کافی سکون سے خضر کا ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹایا تھا۔ خضر کے ہاتھ میں اس کا سائن شدہ پیپر اور میڈیکل رپورٹ تھی۔

میں نے وہی کیا خضر جو ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں،، میں نے وہی کیا جو ہم خود کو فراموش کر کے دوسروں کے لیے کرتے ہیں،،

شٹ اپ علیزے جسٹ شٹ اپ،،، یہ تو آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں کہ ہمارے بڑے جو کرتے آئے ہیں وہ سراسر دوسروں کے لئے ہوتا ہے مگر وہ اس سب میں خود کو یا خود سے جڑے رشتوں کو فراموش نہیں کرتے،، آپ کو کیا لگتا ہے آپ کے اس وجود پر صرف آپ کا حق ہے،، بلکل نہیں،،، آپ سے بھی زیادہ آپ کے وجود پر اب میرا حق ہے،، اور آپ یہ بات اچھی طرح جانتی ہیں،، پھر ہمت کیسے ہوئی چھوٹے پاپا کے نقلی سائن کر کے مجھ سے پوچھے بغیر اتنا بڑا اسٹیپ لینے کی،، اپنا پورا وجود ہی ڈونیٹ کرنے کی،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

خضر کے سرد تاثرات اور تلخ لہجہ ملکیت اور حق کی باتیں علیزے کو ہضم نہیں ہو رہیں تھیں۔ مگر اب وہ ہائپر نہیں ہو رہی تھی۔

سمجھنے کی کوشش کرو خضر اگر یہ میڈیسن کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ انسانیت کے لیے کتنا بڑا کام،،،،،،،،

شٹ اپ علیزے،، آپ یہ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہی کہ آپ کے وجود پر آپ کے علاوہ سب سے زیادہ حق آپ کے اپنوں کا ہے، میرا ہے اور سب باتیں ٹھیک،، وہ ٹھیک باتیں جائیں بھاڑ میں مگر میں آپ کو اپنی زندگی سے کھیلنے کی بلکل اجازت نہیں دوں گا،، بات یہیں پر ختم،،

نہیں بات یہاں ختم نہیں ہوئی خضر میں باقی کی بھی دو ڈوز لینے والی ہوں اور تم مجھے نہیں روکو گے،،،

علیزے نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

خضر کی برداشت کی ہر حد پار ہوئی تھی۔ تب اس نے آگے بڑھ کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے تھے اس گرفت میں اس قدر شدت اور سختی تھی کہ علیزے بوکھلا گئی تھی۔

وہ کہتے ہیں ناں علیزے کہ اگر دنیا کہ تمام اندھوں کو بینائی دے دی جائے پھر بھی اس دنیا پر دو اندھے رہ جائیں گے،، ایک آپ جنھیں میری محبت میرا عشق میرا جنون نظر نہیں آتا دوسرا میں خود اندھوں کا سردار جسے آپ کے سوا کچھ نظر نہیں آتا،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر کے شکستہ لہجہ بھیگ چکا تھا۔ اس کے کان میں کہتے اس کے لہجے میں نمی گھلی تھی خضر کے لبوں نے اس کی کان کی لو کو چھوا تو علیزے کی روح فنا ہوئی جیسے۔

خضر چھوڑو مجھے،،، اور اب یہ مت بولنا کہ تم نے یہ سب ڈیڈ کو بھی بتا دیا اسی لئے انھوں نے مجھے سسپینڈ کیا اور ڈانٹا،،،

علیزے نے بے بسی کے احساس سے اس کے کندھے پر مکے برسائے۔

میں ایسا کر چکا ہوں علیزے،،،

خضر کی کہنے پر علیزے کے آنسو خضر کے کندھے پر گرے تھے۔

تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا خضر آئی ہیٹ یو،،،

علیزے اس کی بانہوں میں مچلی اور سسکتی بولی۔

آپ کو نسا مجھے پھولوں کے ہار پہنا رہی ہیں علیزے بٹ سٹل آئی عشق یو،،،

خضر نے مزید اسے خود میں بھینچا بے بسی سے اپنے لب کچلتے ہوئے کہا۔

خضر ڈیڈ مجھ سے ناراض ہیں وہ مجھ سے بات نہیں کریں گے،،، وہ مزید رو دی۔ خضر نے اس کی پچھلی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا اور اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اور اگر ایسا ہو کہ میں آپ سے بات نا کروں علیزے اور آپ سے ناراض ہو کر آپ کو اپنی شکل تک نا دکھاؤں،، پھر؟؟؟

کیا تھا ان نگاہوں میں چاہت، جزبوں اور محبت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر جن میں علیزے ڈوب ڈوب گئی۔

پھر میں اپنے ہاتھوں سے تمھاری جان لے لوں گی خضر،،،

علیزے نے اس کا گریبان پکڑا اور غرا کر کہا تبھی وہ تلخیہ سا مسکرایا۔

وہ تو آپ لینے ہی والی تھیں علیزے اپنی جان سے کھیل کے،، اچھا ایک بات بتائیں کیا میری محبت، میرا وجود آپ کے لیے اتنا ہی ارزاں ہے کہ آپ نے اتنا بڑا فیصلہ لیتے ہوئے میرے بارے میں سوچا تک نہیں،، ایسا کیوں ہے علیزے؟ کیا میری محبت نے آپ کے پتھر دل پر زرا سا بھی اثر نہیں کیا،، کیا میرے جزبے آپ کے لیے کوئی حثیت کوئی اہمیت نہیں رکھتے،،، کیا میں آپ کے لیے کچھ نہیں ہوں ،، کیا میرے ہونے نا ہونے سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا،، میری محبت سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا،،؟؟

خضر آج اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھ رہا تھا۔ جزبوں سے چور بھاری بوجھل گھمبیر لہجہ علیزے کو کمزور بناتا چلا گیا۔ ایسے بھی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ کیسے بول سکتی تھی کہ وہ اس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کے لیے کچھ نہیں ہے۔اس کے ہونے نا ہونے سے علیزے کو فرق نہیں پڑتا تھا۔علیزے نے نگاہیں جھکائیں تھیں۔

خضر کو اس کے سوال کا جواب مل چکا تھا تبھی پھر دل کا مدعا کہنے کی ہمت کر پایا۔

یہ آپ کا وجود آپ کے لیے ارزاں ہو گا علیزے،، مگر مجھ سے پوچھیے اس کی قیمت،، میں بتاؤں کہ میرے لیے کتنی انمول، کتنی خاص، کتنی اہم اور ضروری ہیں آپ،، خود کو دان کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو یہ وجود اس محبت کو دان کیجئیے جسے آپ کے بغیر سانس تک نہیں آتا،، خود کو اس کے حوالے اس کے سپرد کیجئے ناں جو آپ کے بغیر ایک پل بھی زندہ نہیں رہنا چاہتا،،،

خضر کے بوجھل لہجے نے آج علیزے کو چاروں شانے چت کیا تھا۔ تبھی منہ سے تو کچھ نہیں بول پائی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے زبان تالو سے چپک گئی ہے مگر اس کے اگلے عمل نے خضر کی رگ وپے میں سرشاری سی بھر دی تھی کہ وہ خود سپردگی کے عالم میں اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔

خضر نے اسے خود میں بھینچا تھا۔کافی دیر اسے سینے سے لگائے محسوس کرنے کے بعد خضر نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور بیڈ پر لٹایا تھا۔خود اس کے قریب نیم دراز ہو کر اس پر پوری طرح جھکا۔خضر نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش اپنے لبوں سے محسوس کیا تھا۔علیزے آنکھیں بند کیے وہ شدت بھرے لمس خود پر محسوس کیے گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خضر نے ان نرم گلابی لبوں کو دیکھا جنھوں نے اس کے سینے میں ایک پیاس سی بھڑکا دی تھی۔ تبھی اس نے خود کو سیر اب کرنے کا ان لبوں پر نرمی سے اپنے لب رکھ کر انھیں اپنی شدت بھری دسترس میں لیا تھا۔علیزے نے اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچی تھی۔علیزے کی اتھل پتھل ہوتی سانس کے بیچ اس نے خضر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔

مگر بے سود،اب تو وہ خود بھی خود کو نہیں روک سکتا تھا تبھی خضر نے اس کی ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا کر انھیں بیڈ سے لگایا تھا۔ بھرپور طرح سے سیر اب ہو کر وہ خود ہی نرمی سے پیچھے ہٹا تو علیزے کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔

خضر پلیز،،،اس کے ہونٹ اپنی بیوٹی بون پر محسوس کر کے علیزے روہانسی ہوئی۔ مگر آج خضر اس کی سننے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔

رات بہت گہری اور پر سکون تھی۔رات کی بے رنگیوں میں دو محبت کرنے والے ایک دوسرے میں گم محبت کی معراج کو چھوتے ایک دوسرے کی ذات کی تکمیل کرنے میں مگن تھے۔

زی،،،اووووزی،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ صوفے کی پشت پر بیٹھا ایک ٹانگ پشت کی دائیں بائیں لٹکائے اسے ہورس بنائے حلق پھاڑ رہا تھا۔

فلزہ جسے آج اس نے پاستے کی فرمائش کر کے عجیب پنج میں ڈال دیا تھا برے برے منہ بناتی کچن سے باہر آئی۔

کیا بات ہے داشو کیوں شور مچا رہے ہو،،

فلزہ نے اسے گھورا۔

ہے یہ اپنی فروگ جیسی آئیز سے مجھے مت گھورو،،،

ہے یو داشو تم نے ابھی ایک اور بار بھی میری آنکھوں کو فروگ جیسی آئیز کہا تو دیکھنا،،وہ چیخ کر بولا۔

او کے رائٹ اب نہیں بولوں گا،،بٹ گرین پیرٹ تو بول سکتا ہوں ناں،،،

وہ لاپروائی سے کندھے آچکا کر بولا۔ فلزہ کو صدمہ ہی تو لگا۔

مطلب طوطا چشم۔

اس سے اچھا تو گرین فروگ ہی تھا داشو کے بچے،،،وہ دانت پیس کر بولی۔

ہیں،، کدھر ہیں داشو کے بچے،،داشاب نے صدمے سے ادھر ادھر دیکھا۔

زی تم کب پریگننٹ ہوئیں،، کب ہاسپٹل گئیں،، کب وہاں سے بے بی لے کر آئیں،، مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس نے روٹھا ہوا منہ بنا کر اپنی ہی ہانکی تو فلزہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ بول کر خود ہی شرم سے پانی پانی ہو گئی تبھی پیر پٹختی کچن میں واپس چلی گئی۔۔

کوئی معنی خیز سا بہت گہرا مسکرایا تھا۔ وہ جیسے تیسے پاستا بنا چکی تھی۔۔ وہ اس کے پیچھے ہی کچن میں آیا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ اس بے وقوف لڑکی نے اپنے سکارف سے پکڑ کر چولہے سے کوئی چیز اتاری ہو گی کیونکہ سکارف آگ پکڑ چکا تھا۔ اور اس نے وہ سکارف کا پلو یونہی اپنی پشت پر گرا لیا۔ داشاب نے تیزی سے آگے بڑھ کر بغیر کچھ سوچے سمجھے اپنی پوری طاقت سے اس کے گلے سے سکارف کھینچا تھا۔ وہ جو اپنے دھیان میں تھی یوں سکارف کھینچے جانے پر جھٹکے سے پیچھے مڑ کر شدت سے اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ خوشبوؤں میں رچے اس وجود نے کسی کے دل میں ہلچل سی مچائی تھی۔ دوسری طرف فلزہ کو پھر آج اس کی طاقت محسوس کر کے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

یہ دیکھو اندھی زی،،، آگ لگا لیتی ابھی،، اور جل کر یہ ناک پکوڑے جیسی ہو جاتی،،،

داشو نے پہلے اس کے سکارف کی جانب اشارہ کیا پھر اس کی چھوٹی سی ناک دبائی۔

اوہہ وہ مجھے پتہ ہی نہیں چلا،، وہ سکارف کی جانب متوجہ ہوئی۔ وہ سٹل اسے اپنی بانہوں کے حصار میں بھرے کھڑا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اسسسہہ،،،پاستا جل جائے گا داشو ہٹو پیچھے،،،وہ چیخی۔ جیسے تیسے وہ سبزیوں کا مکسچر کم کچومر زیادہ پلیٹ میں ڈالا۔

یہ لو داشو کے،،،،

فلزہ کی زبان پھر پھسلنی چاہی مگر وہ دانتوں تلے لب دبا گئی۔

یہ لو میں نے اتنی محنت سے بنایا ہے اب پورا کھانا ہو گا اسے،،،

فلزہ نے اسے ڈائننگ چیئر پر بٹھایا۔

باہر احان کی گاڑی شیر ولا میں داخل ہوئی تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر آیا تھا۔

کچن سے آتی آوازیں سن کر کچن میں ہی چلا آیا۔

اسلام و علیکم،،

وعلیکم السلام،،احان کب آئے،،

فلزہ اٹھ کر اس کے گلے لگی۔ کسی کو یہ نظارا ایک آنکھ نا بھایا تھا مگر آنے والا مرد فلزہ کا تقریباً ہم شکل تھا تو یہ سوچ کر تسلی ہوئی کہ وہ یقیناً فلزہ کا بھائی ہو سکتا ہے۔

زی یہ کون ہیں،،داشاب نے آنے والے کو سر تا پا دیکھا

داشو یہ میرے بھائی ہیں،،سے ہیلو،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہیلو،، اس نے سکون سے ہیلو بولا تو احان نے سر ہلا کر جواب دیا پھر اس کے مخصوص اشارے پر فلزہ نے ہیڈ فون نکال کر داشو کے فون سے اٹیچ کر کے داشاب کے کانوں پر لگائے۔

داشو تم یہ ویڈیوز دیکھ لو اوکے،، فلزہ نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ مگر فلزہ کے احان کی جانب متوجہ ہوتے ہی وہ فون کی وائس آف کر چکا تھا۔ اور بظاہر فون کی جانب متوجہ ہوا۔ فلزہ اسے چھوٹے چھوٹے چپچ پاستے کے کھلاتی رہی۔

احان ڈائننگ پر ہی اسکے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا۔

تعجب کی بات ہے فلزہ،، ہر طرح سے چیک کرنے کے بعد،، سی سی ٹی وی کیمرا،، گلی کے تمام کیمرا ز کی فوٹیج چیک کرنے کے بعد بھی کوئی کلو ہاتھ نہیں لگا کہ وہ بندہ کون تھا اور یہاں کیسے کہاں سے اور کیوں آیا،، جیسا حلیہ تم بتا رہی تھی اس حلیے کو بھی پورے ایریے میں سرچ کرنے کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہیں لگا،،

احان نے بتایا تو فلزہ سچ مچ پریشان ہوئی۔

احان اب،،

اب کچھ نہیں،، ہم اس گھر پر نظر رکھیں گے اور وہ جو کوئی بھی ہے اس کی تلاش جاری رکھیں گے،، تم ڈرنا مت،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

نہیں ڈر کون رہا ہے،، میں تو بس واشاب کے لیے فکر مند ہوں،، کہ اسے کوئی نقصان نا پہنچا دے،، فلزہ نے فکر مندی سے کہا تو احان نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا پھر کچھ سوچ کر فلزہ کی جانب دیکھا۔

فلزہ میں سوچ رہا تھا کہ اب تو شیر خان اور اس سب کا مسئلہ حل ہو چکا ہے اور یہ بھی ہر طرح سے پروٹیکٹ ہے تو تم کیوں اس بوجھ سے نجات حاصل نہیں کر لیتی،، میرے کہنے کا مطلب کے اس کی کیئر تو اب دوسری طرح میڈ وغیرہ بھی کر سکتی ہیں تو اس پیپر میرج کو ختم کیوں نہیں کر لیتیں،، احان نے کہا تو فلزہ کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر لہرایا جبکہ یہ سن کر وہاں بیٹھا ایک شخص بھی دم سادھ گیا تھا۔

ایکچوئلی احان اب یہ ناممکن ہے،،، فلزہ نے ٹیبل ناخن سے کھرچتے اس طرح کہا کہ احان چونک گیا۔ تمھیں پتہ ہے احان میں اس کے اپنے دل میں ایک سافٹ کارنر محسوس کرتی ہوں،، بلکہ میں پوری طرح ایکسیپٹ کرتی ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہے،، یہ محبت کس طرز کس نوعیت کی ہے یہ تو خود بھی نہیں جانتی،، چاہے کیئر کرنے کی ہے چاہے اس کی فکر میں گھلنے کی میری محبت بے غرض اور بے لوث ہے،، اور مجھے یہ بہت عزیز ہو گیا ہے اور ویسے بھی میں اپنے پروفیشن کے اس موڑ پر ہوں جہاں، فیملی خاندان، بچے،، عائلی زندگی بنانا میرے لیے ناممکن ہے،، نا ہی میں ان جھنجھٹوں میں پڑ سکتی ہوں نا پڑنا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

چاہتی ہوں،، اسے لئے میرے لیے یہی پرفیکٹ ہے،، میں اپنی جان لگادوں گی اسے نارمل کرنے کے لیے،، نا بھی ہوا تو میں پوری زندگی اس کے ساتھ ایسے گزارنے کے لیے بھی تیار ہوں،، اسی لئے میں وہ نکاح ختم نہیں کرنا چاہتی،،

فلزہ نے کہا تو احان اس کی جانب دیکھے گیا۔ کیا تھے یہ لوگ۔ اپنی زندگیوں کو دوسروں کے لیے دان کر دینے والے۔

جبکہ وہ جو موبائل میں مصروف تھا اس کی یہ باتیں سن کر سانس لینا تک بھول گیا۔

اوکے،، چلتا ہوں،، جیسی تمھاری مرضی فی الحال مجھے کام ہے یہ بحث پھر کبھی سہی،،

احان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ فلزہ پھر اس کی جانب متوجہ ہوئی جو موبائل کی آواز پھر آن کر چکا تھا۔

یہ اسی شام کی بات تھی۔ جب فلزہ اپنے لیپ ٹاپ پر مگن تھی اور باہر سے بہت اچانک فائرنگ کی آواز آئی۔ فلزہ چونکی ہوئی۔ تب تک بہت سارے قدموں کی دھمک اندر آتی سنائی دی۔ وہ جو بھی لوگ تھے انھیں ڈرانے کو ہوائی فائرنگ کر رہے تھے۔ فلزہ باہر لاؤنج کی جانب تیزی سے لپکی جہاں وہ اس وقت موجود ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ اندر تک گھسے چلے آئے تھے اور فائرنگ کر رہے تھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

فلزہ فائرنگ کی بوچھاڑ میں اسے بجلی کی سی تیزی سے صوفے کے پشت پر لائی تھی۔ کندھوں سے دبوچ کر اسے صوفے کی اوٹ میں بٹھایا تھا۔

"داشو میری بات غور سے سنو بے بی،،، تم یہاں سے باہر نہیں نکلو گے،، بلکل نہیں ہلو گے یہاں سے،، نا کوئی آواز نکالو گے رائٹ،،

فلزہ کے چہرے پر آج پہلی مرتبہ ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔ (اپنی خاطر تو بلکل نہیں بس اس کی خاطر جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا)

وہ تیزی سے اپنی پسٹل میں بلٹ فکس کر رہی تھی۔

سامنے والا اسے سنجیدگی سے بغور دیکھ رہا تھا۔ فلزہ سمجھی وہ کنفیوز ہے۔

دیکھو تم یہ ہیڈ فون لگا کر فنی ویڈیز دیکھو،، آئی ول ٹیک کیئر آف یو،، میں تمھیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گی،،

فلزہ کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ موبائل میں تیزی سے ویڈیوز لگا کر اس کے کانوں پر ہیڈ فون لگائے۔

وہ اب گن لے کر اکڑوں چلتی صوفے سے باہر نکلی تھی۔ آدمی چونٹیوں کی طرح رینگتے اندر آ رہا تھا۔ فلزہ کی گن سے نکلتی گولیوں کی بوچھاڑ سے جا بجا خون کے دھبے لگ رہے تھے۔ حملہ کرنے والے زیادہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھے۔ وہ اندر تک گھس آئے تھے۔ اور فلزہ پر بھاری پڑ رہے تھے۔ وہ کافی دیر مقابلہ کرتی رہی مگر وہ بہت زیادہ تعداد میں تھے۔

) کوئی پیچھے سے اپنی نیلی آنکھوں سے یہ منظر اطمینان سے دیکھ رہا تھا۔ اپنی پینٹ کی سیکرٹ پاکٹ سے اس نے ایک چھوٹی سی سٹک نکالی اور اپنے منہ میں دبا کر ایک زوردار پھونک ماری۔(

اس سے پہلے فائرنگ کی دوسری سائیڈ کی برسات فلزہ کا سینا چھلنی کرتی اسے پاؤں میں سوئی سی چبھتی محسوس ہوئی تھی۔ اس کا جسم جیسے پیرالائز ہوا تھا۔ وہ بیہوش ہو کر دھڑام سے زمین بوس ہوئی تھی۔

وہ صوفے کے پیچھے سے اطمینان سے نکل کر باہر آتا اپنے لبوں میں سگریٹ دباتا باہر نکلا تھا۔

آدمی اب قطار در قطار اس کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تھے۔ وہ ٹانگ سے چیئر کو ٹھوکر مارتا اسے ٹھیک فلزہ کے پاس رکھتا چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا تھا۔

میڈم مہارانی نے کہا ہے ہمیں یہ لڑکی آج ہی چاہیے بلکہ انھوں نے تو کہا ہے اسے بے لباس کر کے ہی ان کے پاس لے کر جانا ہے اور اس کی تمام ویڈیو کلپس بھی تو ساحر صاحب ہمیں اس کی ویڈیو کلپس دے دو،،،

ہممممم،،،،وہ سگریٹ پیتا سوچنے کی ایکٹنگ کرتا بلکل کوئی سائنو لگا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تم لوگوں کے سامنے پڑی ہے،، لے جاؤ،،، ساحر سکون سے بولا۔ ان کے سرغنہ نے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھا۔ ابھی وہ نیچے بے ادب پڑی اس لڑکی کو ہاتھ لگاتا جب فضا میں ایک فائرنگ کی آواز گونجی اور اس جھکے آدمی کا بھیجا اڑ کر ادھر ادھر بکھر ی گیا۔

ان کے سرغنہ نے خونخوار نگاہوں سے اس کرسی پر بیٹھے پاگل آدمی کو گھورا جس نے بے نیازی سے کندھے آچکا دیے جیسے کہنا چاہتا ہو ہمت ہے تو لے جاؤ۔

ایسا کیوں کیا تم نے ساحر،، مہارانی کا چیچہ چلایا۔

یہ اب دراصل میرا مال ہے تو اسے میرے علاوہ کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا،، ساحر نے شان بے نیازی سے کہا

اس غدار کے بھی بازو اور ٹانگیں توڑ دو اسے بھی مہارانی کے سامنے پیش کیا جائے گا،،

سرغنہ چلایا۔

اور سامنے والا گہرا پراسرار سا مسکرایا تھا۔ اس نے اس نے اس کرسی کے نیچے ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا تھا۔

پھر وہ ایک ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ سامنے والا بجلی کی سی رفتار سے باریک فلیکسیبل تلوار چلاتا اٹھا تھا اور بہت جلد وہاں لاشوں کا ڈھیر لگ چکا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے،،

اب انھوں نے فائرنگ کی تھی۔ مگر اس کے جوابی وار پر سب موت کی نیند سو چکے تھے۔ اب وہ اس سرغنہ کی جانب بڑھا تو جو اپنا دایاں ہاتھ کٹوا کر زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اس کے سینے پر پاؤں رکھ کر بوٹ سے مسلا۔

تمھیں زندہ چھوڑ رہا ہوں اس لئے کہ جا کر بول دینا اپنی میڈم سے،، جو چیز ساحر کی ہو اس پر کوئی دوسرا نظر ڈالے تو اس کی آنکھیں کچھ اور دیکھنے کے قابل نہیں رہتیں،،،

وہ بول کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ اپنی شرٹ میں لگا ایک بٹن پش کر کے اس نے ایک ہی ہاتھ اس کی نازک کمر میں ڈال کر اسے اپنے کندھے پر گرایا تھا۔

کچھ پراسرار سے نقاب پوش قطار در قطار وہاں جانے کہاں سے چلے آئے تھے۔

یہ گند یہاں سے صاف کرو،، اور ہمارا اٹلی جانے کا بندوبست کرو،،

یس سر،،،

وہ اطمینان سے لبوں میں سگریٹ دبائے اسے لئے اپنے کمرے میں چلا آیا۔

جاری ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 32.....

CLASSIC URDU MATERIAL

وائیٹ پیلس کے لان میں جھولے کی پشت سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ منہ میں سنیمن چبا کر اس کی تلخیاں اپنے اندر اتاریں۔ اس سنیمن کے ذائقے کی طرح اس کی زندگی بھی بہت تلخ ہو گئی تھی۔ چہرے پر حزن و ملال تھا۔ کل شام خضر نے اسے چند میسجز بھیجے تھے اور ابراہیم ہاؤس میں کچھ اسپیشل ارینج کرنے کو بولا تھا۔ اس

کے آدمی تقریباً آدھے گھنٹے کے اندر اندر وہ اسپیشل ارینجمنٹس کر آئے تھے۔ وہ خود وہاں نہیں گیا تھا۔ دل سے ہر خواہش مر چکی تھی جیسے۔

جب خواہشات مر جاتی ہیں تب صرف سمجھوتے رہ جاتے ہیں پھر آپ خوش ہو یا اداس کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی لئے اب اسے بھی کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اسے صبر آیا تھا دل سے ہر ارمان کا جنازہ بڑی سج دھج سے نکلا تھا۔ تبھی کسی بھی چیز کی تمنا باقی نہیں رہی تھی۔

وائیٹ پیلس میں آج غیر معمولی سی ہلچل تھی۔ پاشا ابراہیم ، سوہم خان اور کبیر کے ساتھ دیا وائٹ پیلس کے طویل وعریض لاونج میں داخل ہوئی تو دیا کی بڑی بڑی سبز نگاہیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

ایسا نہیں تھا کہ خیل حویلی میں ٹی وی موجود نہیں تھا۔ وہ بڑے بڑے اسلامی چینلز پر اسلام کے بڑے بڑے علماء اور سکالرز کے بیانات سنا کرتی تھی۔ اور آج وہ بڑی بڑی چار شخصیات وائیٹ پیلس میں اس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

سامنے موجود تھیں۔ ان میں ڈاکٹر محمد صالح ، ڈاکٹر محمد فاخر نائیک ، قاری محمد طیب، مولانا سید حفیظ شامل تھے۔

سوہم خان اس کا ہاتھ تھام کر ان کے سامنے لایا تھا۔ دیا پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ وہ گھبرائی ہوئی سی ان کے قریب آئی تو انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

جیتی رہو بیٹی،، بیٹھو یہاں سامنے بیٹھو،،، ڈاکٹر صالح نے بہت شیریں لہجے میں کہا تو وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔ دیا کو ان اتنی بڑی شخصیات کا وائیٹ پیلس میں آ کر اس سے ملنے کا مقصد ابھی تک سمجھ نہیں آیا تھا۔

کیا نام ہے تمھارا بیٹی،،،؟

ڈاکٹر فاخر نے میٹھے سے لہجے میں پوچھا۔

،،،نن،،،،،،،،،نورِ ایماں،،، میرا مطلب ہے دیا

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے بتایا۔ انھوں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

،،،ہمیں جانتی ہو بیٹی

ایک سوال پھر آیا تو دیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جو تمھیں تمھارا اصلی نام لگتا ہے وہ بتاؤ بیٹی جو تمھیں لگتا ہے تمھاری پہچان ہے،،

پھر سوال پوچھا گیا۔

،،،نور پاک بی بی

دیا نے نگاہیں جھکا لیں۔

تمھارا مذہب کیا ہے،،؟ جناب قاری طیب کی جانب سے کافی سخت سا سوال آیا تو وہ بلبلا کر رہ گئی۔

،،،اسلام

بلا جھجھک جواب دیا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم اپنی پہچان نور پاک بی بی بتاتی ہو جسے قرآن مجید کی نسبت سے تمھارا ،، نام رکھا گیا نعوذباللہ،، تم اپنے آپ کو قرآن مجید کی بیوی سمجھتی ہو ہمارے مزہب اسلام میں تو ایسا کچھ تصور بھی نہیں،، تو تم کونسے اسلام کی بات کر رہی ہو بیٹی،،؟ اگر خواتین میں سے کسی کو یہ درجہ ملتا تو انھیں پیغمبر یا رسول بھی بنا کر بھیجا جاتا،، مگر ان کے دین میں نقص ہے،،)سات دن کی ناپاکی (انھیں پیغمبر یا رسول نہیں بنایا گیا ہاں اپنے شوہر کی فرمانبرداری کے بعد اولاد پیدا کرنے کی عظمت پر جنت ان کے پیروں تلے بچھا دی گئی،،، تو جب کسی خاتون کو پیغمبر یا رسول نہیں بنایا گیا تو اس خاتون کو قرآن مجید کی بیوی کا درجہ کیسے مل سکتا ہے جبکہ آج سے صدیوں پہلے ہمارا دین مکمل ہو چکا ہے،، نا قرآن مجید میں نا حدیث میں کہیں بھی اس کفر و بدعت کی رسم کا ذکر نہیں ہے تو تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم قرآن مجید کی بیوی نور پاک بی بی ہو،،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک سوال، اور دیا میڈم چاروں شانے چت۔ آنکھیں پانیوں سے بھر آئیں اور وہ پٹھی پھٹی نگاہیں لیے اپنے خالی ہاتھوں کو گھورتی رہی تھی۔ اتنے بڑے علماء کرام اسے صاف صاف بتا رہے تھے کہ قرآن و حدیث میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے تو زندگی کے اتنے برس کیا اس نے پرہیز گاری کی زندگی گزارنے کی بجائے کفر و بدعت کی زندگی گزاری تھی؟

اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ" اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (اللہ کے بندے اور رسول ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

بس یہ ہے ہمارا مکمل اسلام، باقی ارکان اسلام تو آپ اچھی طرح جانتی ہوں گی،، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں،، ہمارا آسان ترین دین کلمے اور

CLASSIC URDU MATERIAL

اراکین پر ممکل ہے،، ہمیں ہمارے اولیاء کرام سے عقیدت و محبت سکھائی گئی ہے،، اس کے علاوہ باقی تمام چیزیں کفر و بدعت ہیں،، اللہ ،،تعالیٰ نے حوا کی بیٹی کو بہت عظمت و حرمت عطا کی ہے

پیغمبر اور رسول نا ہونے کے باوجود مرد کی جنت اس کے قدموں میں ،،رکھ دی،، اس سے بڑھ کر ایک خاتون کی شان اور کیا ہو سکتی ہے

محمد صالح میٹھے سے لہجے میں بولتے گئے اور دیا کے آنسو ٹپ ٹپ اس کے ہاتھوں پر گرتے رہے۔

بیٹی ابھی آپ نے بتایا آپ خود کو نورِ ایماں بول رہی تھی مگر آپ کے والدین نے تو آپ کا نام دیا رکھا ہے،، اور آپ کی اصل پہچان وہ ہے جو آپ کو آپ کے والدین نے عطا کی ہے،، تو اس لحاظ سے تو آپ دیا ،،ہی ہوئیں

محمد صالح صاحب نے اسے پھر سمجھایا۔ اب کی بار محمد حفیظ صاحب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بیٹی ہم نے سنا کہ آپ کا نکاح کافی برسوں پہلے ہو گیا تھا،، حوا کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے اسلام میں آپ کے اوپر آپ کے شوہر کے کیا حقوق ہیں وہ جانتی ہیں آپ؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ اگر روئے زمین پر کسی انسان کو کسی انسان کو سجدہ کرنے ،،کا حکم دیتا تو وہ حکم بیوی کے لیے ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے) "مستدرک حاکم (ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اگر "اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو کسی مخلوق کے لئے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے) "ترمذی(۔ کسی مخلوق پر کسی دوسری مخلوق کا زیادہ سے زیادہ حق بیان کرنے کے لئے اس سے زیادہ بلیغ اور مؤثر کوئی دوسرا عنوان نہیں ہوسکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

CLASSICURDUMATERIAL

حدیث میں بیوی پر شوہر کا حق بیان فرما کر اختیار فرمایا ہے،، اس حدیث کا مطلب اور مدعا یہی ہے کہ کسی کے نکاح میں آجانے اور اس کی بیوی بن جانے کے بعد عورت پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہوجاتا ہے،، اس لئے اسے چاہئے کہ اس کی فرمانبرداری اور رضا جوئی میں کوئی کمی نہ کرے ،اور ہمہ وقت اس کی خدمت کو عبادت سمجھے،، ہمارے سمجھانے کا یہ مقصد ہے عبادات اپنی جگہ مگر شوہر کا وہ مرتبہ ہے دین اسلام میں کہ اس کی مرضی اور خواہش کے بغیر یا اس کی نافرمانی کرتے ہوئے تو خاتون کو نفلی عبادت کرنے کا بھی حکم ،، نہیں ہے

محمد حفیظ صاحب بول کر خاموش ہوئے تھے۔ دیا مسلسل روئے جا رہی تھی۔

اور اب آتے ہیں اس قبیح عمل پر جو وہ لوگ اتنے برسوں تک آپ سے کرواتے رہے ہیں،،، ہمیں اس بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں کہ آپ

CLASSIC URDU MATERIAL

کس قسم کی نوعیت کا دم درود کرتی رہیں ہیں مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے اور کروانے والے کو دائرے اسلام سے خارج ہو جانے کی سخت وعید سنائی گئی ہے،،

ڈاکٹر فاخر نائیک صاحب کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ وہ لوگ جو جان بوجھ کر اس لیکچر کے دوران ادھر ادھر ہو گئے تھے سوہم خان نے آ کر اسے اپنے حصار میں لیا۔ سوہم اسے اب اس کے کمرے میں لے گیا تھا۔۔ تمام علماء کرام نے کافی وقت وائیٹ پیلس میں دیا کے ساتھ ہلکی پھلکی گفتگو کرتے ہوئے گزارا۔ شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

ان کے رخصت ہونے کے وقت پاشا ابراہیم خود انھیں وائیٹ پیلس کے باہر گیٹ تک چھوڑنے آئے۔

آپ لوگوں کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں اپنے اتنے قیمتی وقت سے نوازا،،

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا ابراہیم نے عقیدت سے ڈاکٹر صالح صاحب کا ہاتھ چوما۔

بلکل نہیں بلکہ یہ تو خوش قسمتی ہے ہماری کہ ہم اس نیک بچے کے خاندان سے ملے جس قاری کی تلاوت کی آواز ہمیں سات سمندر پار اس سرزمین تک کھینچ لائی،، اب ہم اسی سے ہی ملیں گے،، آپ امن کے دادا ہیں تو بہت خوش قسمت ہیں،، آپ کے پوتے نے پورے یورپ میں آپ کا نام روشن کیا ہے،، اور ویسے بھی جس نوعیت کے کام کی شروعات آپ نے پاکستان میں شروع کی ہے،، جس چیز کی بنیاد آپ نے ڈالی ہے وہ تو ہے ہی قابل تعریف،، لیکن اگر اسے آسمان کی بلندیوں تک پہنچایا ہے تو وہ آپ کا پوتا ہے،، جزا ٹرسٹ اس کی جیتی جاگتی مثال ہے،، ہمیں فخر ہے اس بچے پر جس کی تلاوت کی آواز ،،،پورے یورپ میں گونجتی ہے اور دلوں میں ایمان تازہ کر دیتی ہے

ڈاکٹر صالح صاحب کے ایک ایک قیمتی لفظ پر پاشا ابراہیم کا سینا چوڑا ہوا تھا۔ آنکھیں رشک و فخر کے احساس سے نم ہو گئیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،آپ لوگ جزا ٹرسٹ جا رہے ہیں

پاشا ابراہیم آج اس پوتے کے لیے تڑپ اٹھا جس نے ان کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔

،،جی ہم وہیں جا رہے ہیں،، بچے نے ایک کانفرنس منعقد کروائی ہے جس میں ہم شامل ہوں گے اس کی تلاوت سنیں گے،، اور پھر واپسی ،،،کے لیے رخت سفر باندھے گیں

ڈاکٹر فاخر کے کہنے پر پاشا ابراہیم کو دھچکا سا لگا۔ کیا وہ اتنا ناراض ہے کہ اس نے انھیں اس کانفرنس میں شمولیت اختیار کرنے کو کہا تک نہیں۔

،،،ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں

پاشا ابراہیم نے خود کو کہتے سنا۔ ڈاکٹر صالح صاحب مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا وہ لوگ کانفرنس کے لیے نکلے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے کی آنکھ تقریباً آدھی دوپہر کو کھلی تھی۔ اس کے پہلو سے لگا وہ شخص گہری نیند میں تھا۔ اور وہ جس حال میں جس کے حصار میں تھی سر تا پیر سرخ پڑتی آہستگی سے اس کا حصار توڑ کر واش روم گئی۔ خضر جبران کبیر بہت تیز رہا اس معاملے میں۔ پہلے سے ہی تمام انتظامات مکمل کر کے بیٹھا تھا جیسے پہلے ہی سوچ رکھا ہو کہ رخصتی ہونی ہی ہے تبھی علیزے کے بہت خوبصورت ڈریسز اور ہر چیز پہلے سے یہاں موجود تھی۔ وہ فریش ہو کر باہر آئی۔ میرون کلر کی مخملی)ویلوٹ(کی کرتی کے ساتھ ویلوٹ کا ہی ٹراؤزر پہنے وہ ڈریسنگ تک آئی۔ خضر ہنوز گہری نیند میں تھا۔ گیلے بالوں پر ٹاول باندھے وہ بیڈ کے قریب آئی اور اس کے سرہانے بیٹھی۔

،،،خضر،،، خضر،، اٹھو یار پلیز

علیزے نے اسے پکارا تو وہ جو گہری نیند میں تھا مندی مندی آنکھیں کھولیں۔ اور اس کی جانب کروٹ لی۔ جو پھر سے تازہ گلاب بنی مہکی کھِلی کھِلی سی اس کے قریب بیٹھی تھی۔ خضر نے کروٹ بدل کر اس کی گود میں سر رکھ لیا اور اس کے پہلو میں منہ چھپا دیا تو علیزے بری طرح بوکھلائی۔ کچھ رات کی خماری نیم وا آنکھوں میں سرخ ڈوروں نے اب تک ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

،،،خضر

،،،جی خضر کی جان

اس نے جس انداز سے کہا تو علیزے اچھی طرح سمجھ گئی کہ وہ جاگ گیا ہے اور یونہی اس کو تنگ کر رہا ہے تو علیزے نے اپنے ناخن اس کے کسرتی بازو میں گاڑھے۔ مگر وہ یوں لیٹا رہا جیسے اس پر پھول برسائے جا رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اچھی کوشش ہے،، ایک مرتبہ پھر کریں،، مزا آیا تھا،، اس نے اطمینان سے کہا تو علیزے کلس کر رہ گئی۔

،،،خضر

اس نے پھر جھلا کر پکارا۔

،،،ہمممم

پہلو سے آواز آئی۔

مجھے ہاسپٹل جانا ہے خضر،، ڈیڈ سے ملنا ہے،، وہ ناراض ہوں گے انھیں منانا ہے،، اور اپنا سسپینش بھی کینسل کروانا ہے،، خضر اٹھو اور مجھے ،،ہاسپٹل لے کر چلو،، پلیز

اس کی روہانسی سی آواز پر وہ شرٹ لیس گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ بیٹھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وصل کا دن اور اتنا مختصر

دن گِنے جاتے تھے اس دن کے لیے

خضر نے سرد آہ بھر کر شعر پڑھا تو علیزے متحیر سی اسے دیکھے گئی۔
اس آدمی نے ساری رات اسے پل بھر کو بھی سکون کا سانس نہیں لینے دیا اور ابھی وہ یہ پل مختصر بتا رہا تھا۔

،،تم خضر،، تم انتہائی فضول آدمی ہو

علیزے نے دانت پیس کر کہا تو وہ گہرا مسکرا دیا۔ ہاتھ بڑھا کر مہکے بھیگے بالوں سے ٹاول کھینچ لیا۔

،،،کیوں مجھ معصوم سے کیا خطا سرزد ہو گئی

اسے اپنے پر تپش حصار میں لیتے اس نے پھر گھمبیر لہجہ اختیار کیا۔

CLASSICURDUMATERIAL

بس بہت دیکھ لی تمھاری معصومیت،، اب جو میں کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو،،

وہ حسب معمول اب اسے گھورتی حکمیہ بولی تو خضر نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

اتنی مشقت کرنے سے آپ تھک گئیں ہوں گی تو آج کے دن آپ آرام کریں،، کل کو چلیں گے ہاسپٹل،،

اس نے شرارتی لہجہ اختیار کر کے اسے ٹالنا چاہا مگر علیزے کسی صورت نہیں بہل رہی تھی۔

نہیں مجھے آج ہی ڈیڈ سے ملنا ہے خضر،،

وہ روہانسی ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چھوٹے پاپا آپ سے بہت ناراض ہیں علیزے اور انھوں نے مجھے سختی سے کہا ہے کہ جب تک اس ڈوز کا اثر آپ کے جسم سے ختم نہیں ہو جاتا آپ کو یہاں سے باہر نکلنے ہی ناں دوں،،،

خضر نے اب کی بار رسانیت سے اسے سمجھایا تو وہ اپنے ڈیڈ کی ناراضگی کا سن پھر سے رو پڑی۔ خضر اس کے آنسو دیکھ تڑپ گیا۔ اور اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھینچا۔

آپ فکر مت کریں نا علیزے،، کچھ تو وقت دیجیۓ مجھے،، میں سب ٹھیک کر دوں گا،،،

خضر نے اس کی کمر سہلائی۔

خضر،، میں ڈیڈ کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی،،، وہ آنسو بہائے گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تو آپ کو کیا لگتا ہے چھوٹے پاپا سکون میں ہوں گے،، کتنی تکلیف پہنچائی علیزے آپ نے انھیں،، وہ کتنی تکلیف میں ہوں گے جانتی ہیں ناں ،،آپ

خضر کے کہنے کی دیر تھی اس کے رونے میں اضافہ ہی ہوا۔

،،،خضر پلیز مجھے ڈیڈ کے پاس لے جاؤ

اس نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ملتجی لہجہ اختیار کیا۔ خضر نے نرمی اور عقیدت سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ اور وہ قیمتی موتی اپنے لبوں سے چنے۔

علیزے آپ رونا بند کریں،، یہ آنسو آپ کے چہرے پر نہیں مجھے اپنے دل پر گرتے محسوس ہوتے ہیں،، تو آنسو بہانہ بند کیجئے،، میں کرتا ہوں چھوٹے پاپا سے بات،، اگر مزید انھیں ناراض نہیں کرنا تو اب آپ کو ان کی بات ماننی ہی پڑے گی،، ان کی پرمیشن کے بغیر آپ ادھر سے ،،،باہر نہیں نکلیں گی،، آئی بات سمجھ میں

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

چلیں اب اچھی بچی کی طرح اپنے شوہر کو مارننگ کس دیں،، غریب کی دعا لگے گی آپ کو،، اور آپ کے تمام مسائل چٹکیوں میں حل ہو جائیں ،،گے عامل بابا کی دعا سے

اسنے گردن اکڑا کر کہا تو روتے روتے علیزے کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔ خضر نے بغور وہ ہنسی کی جلترنگ سے اپنی روح میں کلیوں کو چٹختے محسوس کیا۔

جھڑا رنگ پتاسے دا

اوہی رنگ تیرے ہاسے دا

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر مسکرایا۔ اور شعر پڑھتے خمار آلود نگاہوں سے اسے تکتے اپنے انگوٹھے سے اس کا نچلا لب رب کیا۔

،،،مارننگ کس نہیں مارننگ مکے کی کمی ہے اس عامل بابا کو

وہ اس کے پہلو میں مکا رسید کرتی بولی تو اپنی جگہ سے اچھلا۔ مگر پھر بھی زبان کے جوہر دکھانے سے باز نہیں آیا۔

میرے من کے سنہری دھاگے

اے میری تابناک رُوح کے اہم جزو

میرے تخیل کی دھیمی

خوشبو میں تو اندر کہیں مہکتا ہے

تجھے کیا خبر اے عطرِ پاش

تیرے مسحور کن رویے کی پاداش میں

CLASSIC URDU MATERIAL

جانے کتنی دیر میری آنکھیں تجھے

دیکھنے کی چاہ میں سُلگتی رہتی ہیں

اے میرے تخیل کی خوشنما بہار

تُو میرے تخیل کیطرح میرے قریب رہا کر

تیرے ہونے سے میرے ہونے کا وجود قائم ہے

خضر نے جزب کے عالم میں نظم پڑھ کر اسے اپنا حال دل سنا ڈالا۔ علیزے نے نگاہیں جھکائیں اور یہ لہجہ یہ الفاظ ان الفاظ میں چھپا جنون پوری شدت سے محسوس کیا۔ اس کا لہجہ، لمس، قربت اور جنون نے علیزے کو بھی اس سے محبت کرنے پر اکسا دیا تھا۔ تبھی پہلی پیش قدمی کرتے اس نے اس کے گال پر اپنے لب رکھے تھے۔ خضر گہرا مسکرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے اس کا ایک ایک وجاہت بھرا نقش چوم لیا۔ وہ سکون سے بیٹھا یہ پیش قدمی قبول کیے گیا۔

مگر جب لبوں کی باری آئی تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگی مگر خضر نے اسے یہ گستاخی کرنے نہیں دی۔

ادھورا کام مکمل کریں مسز،، نہیں تو ناں آج آپ کہیں جا پائیں گی اور نا ،،میں یہاں سے ہل پاؤں گا

خضر نے اطمینان سے کہا تو علیزے کی گھبراہٹ میں اضافہ ہی ہوا۔

،،خضر تنگ مت کرو اور اٹھو پلیز

وہ روہانسی ہوئی۔

،،،بلکل نہیں مارننگ کس

وہ ڈھیٹ بنا۔ علیزے بری طرح جھنجھلائی۔ تب اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس نے نرمی سے ان عنابی لبوں کو چھوا اور فورا پیچھے ہٹی۔ مگر

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے اسے پیچھے ہٹنے نہیں دیا اور ایک مرتبہ پھر اس کی سانسوں پر دسترس حاصل کی۔

آ بیل مجھے مار کے مترادف علیزے اس کے قریب آ کر ہی پچھتائی تھی تب سیراب ہو کر وہ پیچھے ہٹا تھا۔

علیزے نے اس کے سینے پر مکے برسائے تو وہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

،،،اب اٹھو فریش ہو جاؤ

وہ تلملائی۔

میں تو فریش ہو کر ہی دوبارا لیٹا تھا مسز ،، اب اس سے پہلے میری دوبارا آپ پر نیت خراب ہو کچن میں جایئے کچھ کھانے پینے کا بندوبست کیجئے ،،میں اتنا چھوٹے پاپا سے بات کر لوں

وہ لاپروائی سے بولا تو علیزے کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔ جو اتنی دیر سے اسے بس پریشان کر رہا تھا مطلب وہ اس سب پہلے کا جاگا ہوا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

اور ابھی کچھ دیر پہلے ہی دوبارا آنکھ لگی ہو گی اس کی۔ علیزے نے اس کے گھنے بال مٹھی میں جکڑ کر کھینچے اور کچن میں بھاگ گئی۔

وہ پہلے تو بوکھلایا مگر پھر دل میں اس بات کا بھی بدلا لینے کا ارادہ کرتا ایشان کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔

مس فریال نے اسے فون کر کے بلایا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ ہلکا سا دروازہ کھول کر شفا اندر داخل ہوئی تو اسے سر تا پا دیکھا۔ عجیب پھیکا سا حلیہ تھا۔ ہاف وائیٹ سادہ سے ٹراؤزر شرٹ میں ہاف وائیٹ ہی دوپٹے کے اوپر بلیک شال۔ شفا اندر داخل ہوئی تھی۔

کیا کر رہی ہو معجزا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر فریال نے بلایا ہے مما،، ہاسپٹل جا رہی ہو،،، ہاتھوں پر لوشن لگاتے وہ مصروف سے انداز میں بولی۔

جو سمیع بابا نے کپڑے دیئے تھے رحاب مما نے بھیجے تھے وہ سب کدھر ،،ہیں معجزا

شفا اس کے قریب چلی آئی۔

وہ تو ڈریسنگ میں پڑے ہیں،، میں بابا سے ناراض ہو گئی تو وہ تو کھول کر ،،، بھی نہیں دیکھے

وہ نگاہیں جھکا کر شرمندہ سی بولی۔

اچھا مجھے بتاؤ کدھر ہیں،،؟ شفا نے آگے بڑھ کر اس کی ڈریسنگ کھولی۔ تو دیوار گیر ڈریسنگ کے ایک کونے میں وہ ڈھیر سارے شاپنگ بیگز پڑے تھے۔ شفا نے انھیں کھول کر دیکھا اور چھوٹتے ہی اس میں سے ایک سرخ رنگ کی فراک نکالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، معجزا جاؤ یہ پہن کر آؤ بیٹا

شفا نے اس کی جانب وہ ڈریس بڑھایا تو معجزا وحشت زدہ سی ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔

،،، مما مجھے یہ رنگ نہیں پسند،، مجھے وحشت ہوتی ہے اس رنگ سے

وہ لب بھینچ کر بولی۔

بیٹا سب رنگ اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں،، کوئی بھی برا یا وحشت زدہ نہیں ہوتا،، کتنی بری بات ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تخلیق شدہ چیز میں چاہے وہ ،،رنگ ہی کیوں نا ہو نقص نکالتے پھریں

شفا نے اسے سمجھایا تو اس نے چپ چاپ وہ فراک تھام لی۔ واش روم گئی اور وہ لباس زیب تن کر کے آئی۔

شارٹ سی فراک کے نیچے چست پاجامہ اور گلے پر سلور ہلکا سا کام، اس کے ساتھ کی سرخ شال پر سلور رنگ کی بہت خوبصورت لیس لگی ہوئی

CLASSIC URDU MATERIAL

تھی۔ وہ کنفیوز سی تھی۔ شفا نے دیکھا اس کے ڈریسنگ پر سنگھار نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ صرف لوشن، ہیئر برش پیٹرولیم جیلی کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ شفا نے افسوس سے سر ہلایا اور آخر انھیں شاپنگ بیگز کو ہی کھول کھال کے چیک کیا۔

صد شکر کہ کچھ تو سامان میسر آ ہی گیا۔

شفا نے اس کے سادہ شفاف چہرے پر کریم لگا کر چاکلیٹ براؤن بڑی بڑی آنکھوں میں ہلکا سا کاجل ڈالا۔ جب ہونٹوں کی باری آئی تو وہ مچل گئی۔

،،مما پلیز،، مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا

،،لگنے لگے گا انشاء اللہ،،، مجھے تو اپنی بہو کو بنے سنورے دیکھنا ہے ناں

شفا نے اس کے نا نا کہنے کے باجود ہلکا سا پنک گلوز اس کے لبوں پر سجا دیا۔ بس اتنی سی تیاری میں ہی وہ چاند اور چاکلیٹ مکس ٹکڑا لگ رہی

CLASSIC URDU MATERIAL

تھی۔ تیاری مکمل تھی وہ اس سادگی میں بھی آسمان سے اتری اپسرا لگ رہی تھی یا شاید شفا اسے اپنے بیٹے کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جلدی سے شال اوڑھ کر باہر نکلی۔ وہ کنفیوز سی تھی مگر پھر بھی جزا ٹرسٹ کا گراؤنڈ پار کر کے ہاسپٹل کے طویل وعریض ہال میں داخل ہوئی۔

سامنے سے ڈاکٹر انعم آتی دکھائی دیں تو اسے دیکھ کر اپنی جگہ پر قدم منجمد ہوئے تھے۔

ڈاکٹر انعم کیا آپ نے میم فریال کو کہیں دیکھا ہے،،؟ معجزا نے سامنے سے آتی ڈاکٹر انعم سے ہی پوچھ لیا مگر وہ تو ٹکٹکی باندھے آج اسے دیکھنے میں مصروف تھی

(یہ آج ہر کوئی اسے اس شخص کی نگاہوں سے کیوں دیکھ رہا تھا۔)

،،،وہ کانفرنس روم کی جانب گئی ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر انعم نے جان بوجھ کر اسے کانفرنس روم کی جانب بھیجا۔ ڈاکٹر انعم کی سوچ کے مطابق آج اس شخص کی محبت کو وہ کچھ دیکھنا ہی چاہیے جس کی وجہ سے سامنے کھڑی نازک دل لڑکی کے دل سے اس کا خوف ہمیشہ کے لیے جاتا رہے گا۔

،،بہت شکریہ

معجزا کہتی اپنی بکس اور نوٹ بکس لیے کانفرنس روم کی جانب گئی۔ کوریڈور سے گزرتے وہ بری طرح ٹھٹھکی تھی۔ وہ تلاوت کی روح پرور آواز تھی۔ وہ جانتی تھی یہ وہی ہے جو تلاوت کر رہا ہے۔ مگر اس کے قدم پھر بھی رکے نہیں تھے۔ وہ کانفرنس روم تک آئی تھی اور وہاں بڑی گلاس وال کے پار ایک عجیب اور حیرت انگیز نظارا دیکھنے کو ملا۔

وہ اسلام کے عظیم الشان علماء کرام اور سکالرز تھے جو ڈائس کے پاس پڑے ٹیبل کی چیئرز پر بیٹھے اس کی تلاوت آنکھیں بند کر کہ پوری وجدانیت سے سن رہے تھے۔ سورت محمد کی تلاوت کی جا رہی تھی۔ وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

چپکے سے کانفرنس روم میں داخل ہو کر کرسیوں کی سب سے پچھلی رو میں بیٹھ گئی۔ معجزا کی آنکھیں بھی خود بخود بند ہو گئیں تھیں۔ اور وہ لوگ تلاوت یوں سن رہے تھے جیسے ان کی زندگی کے آخری لمحات ہوں اور وہ یہ تلاوت اپنی روح میں بسا کر آخری رخت سفر باندھنا چاہتے تھے۔ پہلی رو میں بیٹھے پاشا ابراہیم کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ رقت آمیز تلاوت قرآن پاک تھی۔ سورت محمد مکمل ہوئی تو فضا سبحان اللہ ماشااللہ کی صدائوں سے مہک گئی۔

امن نے مسکرا کر اپنے استاد محترم جناب ڈاکٹر محمد صالح کی جانب دیکھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں سرخ و سفید رنگت مردانہ وجاہت کا شہکار نورانی چہرہ، اور سر پر آج گرے کلر کی جالی دار ٹوپی پہنے ہوئے وہ عام دنوں سے بہت بہت خاص لگ رہا تھا۔

ماتھے پر محراب بڑی شان سے ایستادہ اپنی پاکیزہ چھب دکھلا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب سب علماء کرام باری باری امن کے بارے میں کوئی نا کوئی دلچسپ بات یا واقع سنا رہے تھے۔ ڈاکٹر محمد صالح نے بتایا کہ وہ ان کا چہیتا طالب علم رہا ہے۔ ڈاکٹر فاخر نے بتایا کہ کس طرح علم کی تلاش میں وہ ان کے ساتھ ملکوں ملکوں پھرا سفر کیا۔۔ سب اس کے اخلاق و کردار اور پرہیز گاری سے متعلق تعریفوں میں رطب اللسان تھے۔

تب قاری محمد طیب نے امن کی جانب دیکھ کر اپنے مائیک میں کہا۔

یار دیر تو بہت ہو رہی ہے،، مگر کیا کریں خوبصورتی ہی اتنی ہے کہ دل نہیں بھرتا،، اب یہاں آئیں ہیں اور تمھاری آواز میں آذان نہیں سنیں،، ایسا تو ہو نہیں سکتا،، ایک بس میری فرمائش پر آذان سنا دو،، پھر ،،،بس رخصت لیں گے

اتنے میٹھے لہجے میں فرمائش کی گئی تھی کہ سب مسکرا دیئے امن نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلایا اور گلا کنکھار کر ایک نگاہ اپنے قارئین پر دوڑائی۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا جب پہلی رو میں پاشا ابراہیم پر نظر

CLASSIC URDU MATERIAL

پڑی اور انھیں کے پیچھے آخری قطار میں سر تقریباً بہت نیچے جھکائے اس معصوم وجود پر۔

امن کی اپنی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ تب بہت ہی زیادہ رقت آمیز لہجے میں اس نے اذان دینا شروع کی۔ ایسا روح پرور محفل تھی کہ سب کے رونگٹے سے کھڑے ہو گئے تھے اور سب کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔

اذان مکمل ہوئی۔ سب نے بے اختیار ماشاءاللہ کہا تھا۔ اور درود وسلام پڑھا۔

کانفرنس اختتام پزیر ہوئی۔ سب علماء کرام آپس میں خوش گفتاری میں مصروف تھے۔ آہستہ آہستہ سب ڈاکٹرز نرسز جنھوں نے کانفرنس میں شمولیت اختیار کی تھی واپس جانے لگے۔

معجزا جیسے اپنی سیٹ پر ہی ساکت ہو گئی تھی۔ حیرت در حیرت تھی۔ اگر صرف تلاوت کی بات ہوتی تو وہ اس دن سے اس بات کو جان بوجھ کر

CLASSIC URDU MATERIAL

قبول ہی نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ جو اس کا گناہ گار تھا وہ اتنا متقی و پرہیز گار ہو سکتا تھا کہ اس کی تلاوت کی آواز سے ہی وہ عشق کر بیٹھے۔ مگر اب جو آپنی آنکھوں سے دیکھا اور سنا تھا معجزا تو یوں گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔

پاشا ابراہیم اپنی جگہ سے اٹھا تو نظر سر جھکائے بیٹھی معجزا پر پڑی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر معجزا تک آیا تھا۔۔

گڑیا،، پاشا نے پکارا۔

بڑے پاپا،، وہ بوکھلائی تھی۔

تب پاشا نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر چھوٹے سے سٹیج کی جانب آیا۔

امن نے پاشا ابراہیم اور ان کے پیچھے آتی اس رگ جاں کو ملاحظہ کیا۔ جس کا رنگ و روپ آج اسے چاروں خانے چت کر گیا تھا۔ وہ جانتا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس سے ڈرتی ہے اسی لیے اپنی نگاہوں کو کنٹرول میں کیے رکھتا مگر آج اس پر سے نگاہیں ہٹانا امن آریان پاشا کو دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔

پاشا ابراہیم اسے لئے علماء کرام تک آئے جو سٹیج سے نیچے اتر کر اب واپسی کے لیے امن سے الوداعی کلمات ادا کر رہے تھے۔

اس سے ملیں ڈاکٹر صالح صاحب،، یہ آپ کے چہیتے شاگرد کی بیوی ،،ہے،، آپ کی بہو،،، دعا دے دیجئے کہ یہ ہمیشہ خوش رہے

پاشا ابرہیم نے کہا تو سب اس کی جانب متوجہ ہوئے جو حجاب سٹائل سرخ دوپٹہ لیے نگاہیں جھکائے پاشا ابراہیم کے پہلو میں کھڑی تھی۔ سب علماء نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور خوش رہنے کی دعا دی۔

بہت خوش قسمت ہو بیٹی جو اتنا پرہیز گار شوہر نصیب ہوا ہے،، تم تو روز ہی اس سے تلاوت سن لیتی ہو گی ہمیں دیکھو یہ موقع کبھی کبھار ہی ملتا

CLASSIC URDU MATERIAL

ہے،، ڈاکٹر صالح نے کہا تو معجزا نے پہلو بدلا۔ قاری طیب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

اللہ نصیب اچھے کرے،، نیک اولاد سے نوازے،، اور بیٹی ہر نماز میں ،،دعا مانگا کریں کہ آپ کے بچے بلکل اپنے والد جیسے بنیں

سب نے یک زبان ہو کر آمین کہا تھا۔ امن بلیک ڈنر سوٹ میں اپنی پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے اپنے بوٹ کو گھورے گیا۔

،،آیئے میں آپ کو باہر تک چھوڑ دوں

پاشا، سوہم خان اور کبیر ان کے ساتھ باہر کی جانب بڑھے۔ ۔

معجزا کو سمجھ نا آیا وہ کیا کرے۔ وہ وہیں کھڑی اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی رہی اس انتظار میں کہ شاید وہ وہاں سے خود چلا جائے۔ وہ کہاں جائے؟ آخر کہاں

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا اس دنیا کا کوئی ایسا کونہ کھدرا تھا جہاں پہ جا کر وہ اس ہولناک واقع کو بھول جاتی جس نے اس کی پوری زندگی برباد کر دی تھی۔ اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر ڈالا تھا۔ کاش کوئی ایسی جگہ ہوتی۔ اس کے گلے میں ایک پھندا سا اٹکا تھا۔ وہ خود کو دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر لینا چاہتی تھی۔

مگر اس دیوانے کی پھر نگاہیں بے اختیار ہوئیں تھیں۔ وہ اس دشمن جان کا دایاں رخ دیکھ سکتا تھا۔

،،،کوکومو،، کیا تم یہ دعا مانگو گی کہ ہمارے بچے

امن کی روانی سے چلتی زبان کو یک دم بریک لگی۔

،،میرا مطلب ہے کہ کوئی انسان میرا جیسا ہو"

امن اس کے گلابی ہاتھوں کی بے چین سی حرکت پر نگاہیں جمائے)

ہوئے سنجیدگی سے پوچھ بیٹھا۔ امن نے اس کی روح پر لگے ٹانکوں کا

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک سرا پکڑا اور تمام بخیے ادھیڑ ڈالے تھے۔ (معجزا کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی تھی۔ اب یہاں ٹھہر پانا عذاب تھا تبھی وہ وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔ مگر آنکھوں کے سامنے چھائی دھند کے باعث بے ترتیب ہوئی کرسیوں میں الجھ کر زمین پر گری۔ پاؤں کی چھوٹی انگلی پر اس شدت کی ٹھوکر لگی تھی کہ خون بہنے لگا تھا۔

،،،،،معجزا

امن نے بے چین ہو کر پکارا۔ بغیر سوچے سمجھے آج اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے زمین سے اٹھایا تھا۔

،،،،،چچ،، چھوڑ ہں مجھے

معجزا خوف سے سفید پڑ گئی۔ امن نے اذیت کی انتہا سے اپنے جبڑے بھینچ لیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ نہیں کر رہا ادھر پاس ہی ڈاکٹر انعم کا کیبن ہے ادھر چلو،، پاؤں پہ ،،چوٹ لگی ہے ڈریسنگ کر دوں

امن نے لب کچلتے بول دیا۔ معجزا نے اپنے بازو پر سے اس کا ہاتھ دور جھٹکا تھا۔

،،،میں خود چل سکتی ہوں

بھیگی آنکھیں،، ہلکا پھیلا کاجل،، سرد و سپاٹ بے تاثر چہرہ۔ امن دھیمے قدموں سے اس کے پیچھے چلنے لگا۔ آنکھیں نم اور لال انگارا تھیں۔ وہ لڑکھڑاتی کانفرنس روم سے باہر کوریڈور تک آئی تھی۔ درد برداشت کرنے کے چکر میں چہرہ لال بھبھوکا ہو چکا تھا۔ مگر کب تک۔

جب ضبط کی انتہا ہوئی تو دوبارا لڑکھڑا گئی۔ گرتے ہوئے دو مہربان بانہوں نے اس تھاما تھا۔ اب کی بار امن نے اپنے کان جیسے بند کر لیے تھے اور اسے بانہوں میں بھر لیا۔ ڈاکٹر انعم جو اپنے بابا کو رخصت کر

CLASSIC URDU MATERIAL

کے واپس اپنے کیبن آ رہیں تھیں سامنے ایک دلدوز منظر دیکھ کر نگاہیں پھیر لیں تھیں۔

،،،ڈاکٹر انعم کیبن میں آئیں

امن نے کہا اور اسے لے کر کیبن میں گیا۔ معجزا نے درد و خوف کی انتہا سے آنکھیں بھینچ لیں تھیں۔

امن نے کیبن میں لا کر اسے بیڈ پر نرمی سے لٹایا تھا۔

،،،کیا ہوا معجزا

ڈاکٹر انعم نے نرمی سے اس سے پوچھا جس کی بند آنکھوں سے روانی سے آنسو بہہ رہے تھے۔ امن نے کے بھنچے جبڑے اور لال انگارا آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ دونوں ہی روح کو گھائل کرتی اذیتوں کو جھیل رہے تھے۔

CLASSICURDUMATERIAL

معجزا بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ڈاکٹر انعم نے اس کے پیر کی چھوٹی انگلی کی احتیاط سے ڈریسنگ کی۔ اس کے آنسو تھمے تھے اور چہرے پر وہی سرد و سپاٹ سے تاثرات آ گئے تھے۔ ڈاکٹر انعم

،،لو ہو گیا،، بہادر بنو بےبی ڈول،،، اتنی سی چوٹ پر یوں روتے نہیں ہیں ،،تم تو بہت بریو گرل ہو میں نے سنا ہے

ڈاکٹر انعم نے اسے بہلانا چاہا۔

،،کس سے سنا آپ نے

وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولی تھی۔ نگاہیں اپنی انگلی پر مرکوز کر رکھیں تھیں۔ مگر وہ جانتی تھی وہ اس کے سر پر کھڑا اسے ہی دیکھ رہا ہے۔ معجزا کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔

،،اپنے فرینڈ امن سے

ڈاکٹر انعم نے پیچھے مڑ کر ہلکا سا اشارہ کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ آپ کے دوست ہیں تو زرا محتاط رہیے گا،، کیونکہ انھیں اپنی دوستی ،،،اور محبت بیٹوین شیٹس نبھانا زیادہ پسند ہے

معجزا کے الفاظ نہیں آگ تھے جنھوں نے امن کے تشخص کو جلا کر بھسم کیا تھا۔ ڈاکٹر انعم بھونچکا سی اس پاگل لڑکی کو دیکھے گئی۔ تضحیک و ذلت کے احساس سے امن دھواں دھواں چہرہ لیے اس کا دل کیا زمین میں گڑھی جائے۔ ڈاکٹر انعم کے ماتھے پر تیزی سے بل آئے تھے وہ اسے بہت سخت الفاظ کہتی مگر ڈاکٹر امن کے ہاتھ کے اشارے سے وہ تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔

امن قدم قدم چلتا سنگل بیڈ کے قریب آیا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھ بیڈ پر ٹکا کر وہ زرا سا جھکا تھا۔ معجزا نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔ امن نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

معجزا،،، یو نو واٹ،، میں اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت تم سے کرتا ہوں،، میں روز رات کو تمھارے بستر پر تمھارے قدموں میں لیٹتا

CLASSIC URDU MATERIAL

ہوں،، تو تم مجھے بتاؤ جزا کہ میں نے کتنی بار بیٹوین شیٹس تم سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے،،؟

امن کے بھیگا لہجہ درد کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

،،،ایک چیز مانگوں گی وہ دیں گے مجھے

معجزا نے آج پہلی بار اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کچھ کہا تھا۔ امن اپنی جگہ پر ساکت سا ہوا تھا۔

،،مانگو،، معجزا ،، میری جان حاضر ہے تمھارے لیے

،،مجھے آزادی چاہیے،، طلاق دے دیں مجھے آپ

معجزا نے بول کر جزا ٹرسٹ کی چھت امن آریان پاشا کے سر پر گرائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

#Wahiba_Fatima

Episode 33.....

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتا بے چین سا تھا۔ وقفے وقفے سے ایک گہری نگاہ بیڈ پر پڑے وجود پر ڈال لیتا۔ جلد بازی میں کافی ہیوی ڈور دے دی تھی۔ آخر ایمزون کے جنگلات سے لی گئی خطرناک جڑی بوٹی کی بنائی گئی بیہوشی کی ہیوی ترین ڈوز تھی۔ تبھی وہ تقریباً سولہ گھنٹے سے بیہوش تھی۔ وہ اپنے کافی سارے کام نمٹا کر واپس بھی آ چکا تھا۔ ایک چکر سسرال کے آس پاس بھی لگا آیا تھا۔

کافی مشکل ہوئی مگر وہ ساحر تھا ساحر۔ فلزہ داشاب انصار جیسی مسٹری کو حل کر کے ہی واپس آیا تھا۔ اور اب بے چینی سے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ کسمسائی تھی۔ وہ آہستگی سے چلتا بیڈ تک آیا۔ اس کے سرہانے بیٹھ کر اپنا ٹیڈی بئیر ہاتھ میں لے کر معصوم سی شکل بنا لی اور اب وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

گھنی مڑی ہوئی پلکوں کی جھالر گلابی گالوں پر سایہ فگن تھے۔ شنگرفی نرم لب آپس میں پیوست تھے۔ سبز جھیل جیسی آنکھوں پر پلکوں کا پردہ تھا۔ اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔

فلزہ کے سر میں درد کے دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اس نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔

،،،زی،،، اٹھو،،، کب سے سو رہی ہو،،، داشو بور ہو رہا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

داشاب تقریباً اس پر جھکا اس کے کندھے ہلائے۔ فلزہ نے پوری طرح آنکھیں کھولیں تو اس کو اپنے بہت قریب خود پر جھکے پایا۔

داشوو،،، تم ،،، تم ٹھیک تو ہو،، میں بیہوش کیسے ہوئی،، ان لوگوں نے تمھیں ،،نقصان تو نہیں پہنچایا

وہ اچانک سب کچھ یاد آ جانے پر اس کندھوں سے تھام کر اٹھ بیٹھی۔ اور اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی چکراتے ہوئے سر کو پکڑ کر بھاگ کر باہر نکلی۔ لاونج لان سارا شیر ولا گھوم پھر کر دیکھا۔ مگر کوئی بھی تو نہیں تھا۔ کوئی نام و نشان، تک نہیں تھا کل کی ہنگامہ آرائی کا۔ وہ حیران تھی۔ پھر سکیورٹی روم جا کر گارڈز سے پوچھ تاچھ کی مگر انھوں نے بتایا کہ رات وہ ایک زہریلی سی گیس کی وجہ سے بیہوش ہو گئے تھے اس کے بعد کا انھیں کچھ علم نہیں۔

فلزہ نے سکیورٹی کیمرے چیک کیے۔ رات کی ساری ریکارڈنگ تھی مگر اس ریکارڈنگ میں کچھ بھی تو نہیں تھا۔ فلزہ نے وہ تمام سکیورٹی سسٹم اٹھا کر زمین پر پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کسی کام کا سسٹم نہیں ہے یہ،، میں خود تمام سکیورٹی چینج کروں گی،، اور تم ،،لوگ بھی کسی کام کے نہیں ہو

وہ چلائی۔ اور بھاگ کر پھر کمرے تک آئی۔

،،داشو وہ خون خرابہ

وہ تو میں نے میڈ سے بول کر صاف کروا دیا،، اچھی فائٹ کی تم نے زی،، آئی ،،لائک اٹ،، بلکل کنگفو ماسٹرز کی طرح جیسے مووی میں ہوتی ہے

اس نے ٹیڈی بیئر کو ادھر ادھر لہرا کر کہا۔

اور وہ لوگ ،، داشو وہ لوگ کدھر گئے،،؟

فلزہ کو تسلی نہیں ہو پا رہی تھی۔ بے چینی سے سنہری بالوں میں ہاتھ پھیرا

،،،انھیں تو داشو نے بھگا دیا ڈشوم ڈشوم کر کے

ٹیڈی بئیر کو اپنے ہاتھوں میں گھماتا وہ اطمینان سے اس کے سامنے آ کر بولا تھا۔ اور اپنے ٹیڈی بئیر کو دو تین مکے رسید کیے۔

فلزہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اووووووو،، میلے)میرے (ننھے منے ڈاٹ کوم پہلے خود کو ڈیفینڈ کرنا تو سیکھ لو ،،،پھر ڈشوم ڈشوم بھی کر لینا

فلزہ نے ایک ہاتھ سے اس کی گال کھینچی۔ اور دوسرے سے اپنے موبائل میں تیزی سے ایک میسج ٹائپ کرنے لگی۔ سامنے والے نے اسے ایک نظر دیکھا۔ فلزہ کے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کرنے کی دیر تھی جب اس نے فلزہ کو دونوں بازوؤں سے جکڑ کر بیڈ پر گرایا۔ اور ایک گھٹنہ بیڈ پر ٹکا کر دوسرا اس کی ٹانگوں پر رکھا۔ بازو جکڑ کر بیڈ سے لگائے۔ فلزہ اس سے پہلے کچھ سمجھ پاتی اس نے اس پر بہت بری طرح قابو پایا تھا۔

،،ایسی ہی بات ہے زی تو اب خود کو داشوو سے چھڑا کر دکھاؤ

وہ اپنے ازلی لاپروائی والے لہجے میں اطمینان سے بولا۔ فلزہ کی آنکھیں حیرت سے باہر کو ابلنے والی ہو گئیں۔

،،آں،، ہاں

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے اپنی پوری طاقت لگائی۔ مگر اس کی گرفت ایسی سخت اور ماہرانہ قسم کی تھی فلزہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے۔

یہ تم نے کب اور کیسے سیکھا داشو،،؟ مطلب تم میڈیسن سے ٹھیک ہو رہے ،،ہو

فلزہ خوشگوار حیرت سے بولی۔

،، مووی سے،، مووی دیکھ کر سیکھا میں نے

وہ اطمینان سے بولا۔

،،اچھا پتا چل گیا کہ داشو بے بی اب بڑا ہو رہا ہے،،اب ہٹو میرے اوپر سے یو نو واٹ زی ،، میں نے مووی سے ایک اور چیز بھی سیکھی جو میں اب ٹرائی ،،کرنے والا ہوں

اس نے پھر اطمینان سے کہا۔

،،واٹ

فلزہ نے اسے مشکوک نگاہوں سے گھورا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کس کرنا میں تمھیں کس کرنے والا ہوں،، میں نے اچھے سے سیکھی ہے اب ،،میں ٹرائی کرنے جا رہا ہوں

اس نے سکون سے کہا تو فلزہ کو غش پڑنے والا ہو گیا۔ اس نے مزید گوہر افشانی کی۔

وہ وائف کو کرتے ہیں ناں کس،، اور تم میری وائف ہو تو میں تمھیں کس ،،،کروں گا

داشوو آر یو میڈ،،، یہ تم آج کل کس قسم کی موویز دیکھنے لگے ہو،، ہٹو اوپر ،،سے تمھارا مزاج تو درست کرتی ہوں میں

فلزہ دانت پیس کر بولی۔

اس میں میڈ ہونے والی کونسی بات ہے زی،، بلکہ ابھی تو میں ٹھیک ہو رہا ،،ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے اچھا خاصا برا منایا۔ اور جھک کر اس کی چن پر اپنے لب رکھے۔ فلزہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ پھر فلزہ نے ایک داؤ آزمایا اپنی ایک ٹانگ سمیٹ کر اس کے پہلو پر رکھی اور ایک جھٹکے سے خود کو اس کی گرفت سے چھڑایا۔

وہ بیڈ پر اس کے قریب ہی گرا تھا۔

،،زی تم نے مجھے دھکا دیا،، ہاؤ ڈئیر یو

وہ چلایا۔

فلزہ سیدھی ہو کر اب اس کے اوپر حاوی ہوئی تھی اور اس کا کالر اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔

،،،داشوو بے بی،، اپنی لمٹ میں رہو،، میں نے کوئی گستاخی کی ناں تو پچھتاؤ گے

فلزہ غرائی۔ وہ جو اپنا سانس تک روک گیا تھا۔ فلزہ اس کے اوپر سے فورا پیچھے ہٹی۔ اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

وہ ہنوز بیڈ پر لیٹا رہا تو فلزہ نے اسے غور سے دیکھا۔

،،کیا ہوا اٹھو،، اور باہر آؤ بھوک لگی ہے مجھے،، کچھ کھانا وانا کھاتے ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،گیٹ لاسٹ زی،، دفع ہو جاؤ یہاں سے ،، مجھ سے بات مت کرنا اب

وہ غصے سے چلایا اور اٹھ کر دھاڑ سے واش روم میں بند ہو گیا۔ حیرت در حیرت تھی فلزہ نے حیرانی سے واش روم کے بند دروازے کو دیکھا۔ آخر وہ چاہ کیا رہا تھا؟ آخر اتنی ناراضگی کس بات پر تھی؟؟ فلزہ پیر پٹختی واش روم کے دروازے تک آئی تھی۔ اور دروازا دھڑدھڑایا۔

داشوو،، واٹس رونگ ود یو،،، وہ جھنجھلائی۔

وہ جو دروازے سے ٹیک لگا کر اپنی کنپٹیاں سہلاتا اپنے نفس پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا اس کی آواز پر سلگ اٹھا۔ چاہتا تو اس کی طویل ترین بیہوشی کا فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ چاہتا تو اس کی مرضی ہوتی چاہے نہیں ہوتی بہت کچھ کر سکتا تھا مگر حیوان کے اپنے اصول اپنے ضوابط تھے۔

آج تک کافی لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارا تھا۔ مگر وہ لڑکیاں اس کے لیے ٹشو پیپر کے مترادف تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر یہ جو لڑکی دروازے کے پار کھڑی تھی وہ اس کے لاکھ نا چاہنے کے باوجود لاک جھٹپٹانے اور اس کی ذات کی نفی کرنے کے باوجود حیوان کی رگوں میں سلو پوائزن کی طرح اتری جا رہی تھی۔ چاہے نقلی نام پر ہی سہی وہ نکاح اس کے گلے کا پھندا بن گیا تھا۔ اور اس کے ماں کی بچپن سے پڑھائی پٹیاں حیوان کے پیروں کی زنجیریں تبھی تو وہ ان سے الجھ بیٹھا تھا جن کے لیے یہاں کام کرنے آیا تھا۔ خیر اس چیز کی تو اسے رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔

پرواہ تو اس کی ہو رہی تھی جو بار بار اس کے سینے میں کسی طوفان کی طرح جزبات ابھار دیا کرتی تھی۔ یہ اس کی فطرت بن چکی تھی کہ جو چیز اس کی دسترس میں آ جائے وہ بس اسی کی رہتی تھی۔ اپنی چیز کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھنے والے کی وہ آنکھیں نکال لیا کرتا تھا۔

فلزہ ماہر خان کی یہ فاش غلطی تھی جو اس نے اپنا آپ، اپنا وجود جان بوجھ کر اس کے نام لکھوایا تھا اوپر سے اسی کے سامنے اپنے دل کے جزبات کھول کر بیان بھی کر دیے تھے۔ اب وہ بس حیوان کی تھی اور وہ بہت جلد اسے اسے اس کی دنیا سے چرا کر دور بہت دور لے جانے والا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ خود پر قابو پاتا دروازا کھول کر باہر نکلا تھا۔

اور فلزہ کے قریب سے ہو کر بے تاثر چہرہ لیے باہر لاؤنج میں چلا گیا۔

فلزہ اس کے پیچھے لپکی۔

داشوو ،، واٹس رونگ ود یو بےبی ہوا کیا ہے،، وہ جھنجھلائی اور اس کا بازو پکڑنا چاہا۔

،،ڈونٹ کال می "بےبی

اسنے درشتگی سے کہتے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔ اور شیلا کی جانب متوجہ ہوا جو آج ہی وائیٹ پیلس سے یہاں آئی تھی۔

،،چلو شیلا،، پارک چلو

وہ شیلا سے کہتا لاونج پار کر گیا۔ فلزہ نے حیرت و تعجب سے منہ کھولے شیلا کی جانب دیکھا تو اس نے کندھے آچکا دیئے۔ اور باہر کی جانب اس کے پیچھے چل پڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کو اس کی ناراضگی نے اس قدر ہرٹ کیا کہ آج ناچاہتے ہوئے بھی اس کی جھیل سی آنکھیں پانی سے بھر گئیں تھیں۔ وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

معجزا کی یہ بات سن کر امن اپنی جگہ پر پتھر کا بن گیا تھا جیسے۔ تب پاشا ابراہیم عجلت اور بے چینی سے اس کیبن میں داخل ہوا تھا۔ امن نے ان کی جانب سے پیٹھ موڑ کر اپنی نم آنکھیں ان سے چھپائیں تھیں۔ جبکہ معجزا ان کی جانب دیکھ سسک پڑی۔

،،،کیا ہوا ہے معجزا،،؟ ڈاکٹر انعم نے بتایا کہ تمھیں چوٹ لگی ہے

پاشا اس کے قریب آیا تھا۔ اور پاشا کے پیچھے آریان نے بیٹے کی نم اور سرخ آنکھیں دیکھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بڑے پاپا چوٹ تو لگی ہے میرے جسم پر بھی اور میری روح بھی چھلنی چھلنی ،،،ہے،، ان سے کہیں مجھے ڈائیورس دیں،، ابھی اور اسی وقت

معجزا کی بات پر تو آج ایک مرتبہ پاشا ابراہیم اور آریان کی بھی سانس تھم سی گئی تھی۔ امن نے بری طرح آنکھیں بھینچ کر اپنے لب کچلے۔

گڑیا،، چلو میرے ساتھ اپارٹمنٹ چل کر بات کرتے ہیں،، امن اپارٹمنٹ ،،پہنچو، ادھر ہی بیٹھ کر بات کرتے ہیں

آخر کار برسوں بعد پاشا ابراہیم نے اسے خود سے مخاطب کیا تھا۔

پاشا ابراہیم نے ایک نظر پتھر بنے کھڑے اس شکستہ دل گھبرو جوان اپنے پوتے کی پشت کو دیکھا جو پیٹھ موڑے کھڑا ضبط کے جانے کونسے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔ پاشا ابراہیم نے اسے کسی بچی کی طرح اپنی گود میں اٹھایا اور باہر نکلا۔ گراؤنڈ سے گزرتے ہوئے پاشا ابراہیم نے نوٹ کیا وہ ان کے پیچھے ہی آ رہا تھا مگر اس کے قدموں کی رفتار کافی سست تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا ابراہیم اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو ریحاب اور شفا اسے اس حالت میں دیکھ کر گھبرا گئیں۔ مگر پاشا ابراہیم کے اشارا کرنے پر وہ دونوں خاموش رہیں۔

پاشا ابراہیم اسے اس کے کمرے میں لایا اور نرمی سے بیڈ پر بٹھایا۔ خود اس کے قریب بیٹھ کر اس کے سرد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے تھے۔ آریان بھی آ کر وہیں ایک کونے میں بیٹھ گیا تھا۔

کیا ہوا میری بچی کو،،؟ کیا چاہیے،،،؟

،،،بڑے پاپا مجھے بس ان سے طلاق چاہیے

وہ سسکتی بول گئی۔ ریحاب اور شفا کی سانس اٹکی تھی۔

،،وہ مر جائے گا گڑیا،، ایسے مت کہو

پاشا ابراہیم نے خود کو کہتے سنا۔

امن جو باہر اس کے کمرے تک آیا تھا دیوار سے ٹیک لگا کر شدت ضبط سے اپنی آنکھیں موند لیں۔ اس نے ایک مرتبہ پھر پاشا ابراہیم کے سامنے طلاق کی بات کر کے امن آریان کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے بے تحاشا سرخ بھیگی آنکھیں اور چہرہ لیے پاشا ابراہیم کی جانب دیکھا تھا۔

میری بات سنیں بڑے پاپا،، دیکھیں سمجھنے کی کوشش کریں،، وہ بہت اچھے ہو گئے ہیں، ہے ناں،، بہت نیک اور پرہیز گار،، اور آج تو اتنے بڑے بڑے علماء کرام نے بھی ان کی تعریف کی،، مگر میں وہ سب جو میرے ساتھ ہوا وہ نہیں بھول سکتی،، نا انھیں بھولنے دوں گی،، اسی لئے ہم کبھی خوش نہیں رہ پائیں گے،، میں انھیں کبھی خوش نہیں ہونے دوں گی،، میری بد بختی ہمیشہ ان کا پیچھا کرے گی،، میں ان کی زندگی سے دور چلی جاؤں گی تو وہ کسی اور کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار لیں گے،، مجھے اپنے وجود سے گھن آتی ہے،، مجھے لگتا ہے کہ میں کسی کے قابل نہیں،، وہ بہت نیک ہیں ان کے قابل تو بلکل نہیں،، میں گندگی میں لتھڑی ہوئی ہوں،، آپ میری بات سمجھ رہے ہیں ناں ،،بڑے پاپا

وہ بلک بلک کر روتی پاشا ابراہیم کو اپنی مجبوری بتا رہی تھی۔ امن کے چہرے پر ایک کرب ناک سی اذیت سے بھرپور مسکراہٹ مچلی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کوئی کاش اسے بتاتا کہ اس کے دور چلے جانے سے جب زندگی ہی باقی نہیں) رہے گی تو خوش رہنا کا کیا سوال تھا؟ ارے کوئی اس سے بھی تو پوچھتا کہ اس کا وجود اس کے لیے کیا ہے؟ وہ زیست کا حاصل تھی جو خود کو ارزاں کر رہی (تھی۔ وہ متاع کل تھی وہ تو انت الحیاۃ تھی

میں بس اتنا جانتا ہو کہ میرا کامل یقین ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایک نا ایک دن تم دونوں تم بہت خوش رہو گے تب تمھیں اس بات کا تدارک ہو گا کہ تم بھی اس کے بغیر نہیں رہ سکتی، بس اسی لئے میں تمھیں تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا گڑیا مگر آج تمھیں سب یاد کرنا پڑے گا،، کہ اس دن کیا ہوا تھا،،؟ تمھیں آج سب سننا پڑے گا،، سب جاننا پڑے گا،، پھر یہ سب سننے اور جاننے کے بعد جو تمھارا آخری فیصلہ ہو گا وہ مجھے منظور ہو گا،، اور امن آریان پاشا کو بھی ماننا پڑے گا،، اگر اس حادثے نے تم سے تمھارا سب کچھ چھین لیا تو بچا تو اس کے پاس بھی کچھ نہیں تھا،، وہ جو تمھارے ایک آنسو ،،سے پورا وائیٹ پیلس سر پر اٹھا لیا کرتا تھا وہ تمھیں تکلیف کیسے پہنچا سکتا تھا اسے بھڑکایا گیا تھا،، دنیا کی سب سے معتبر اور قابل اعتبار استاد جیسے پیشے کو

CLASSICURDU MATERIAL

گالی بنا دیا گیا تھا،، تمھیں یاد ہے تمھارے سکول میں ایک ٹیچر ہوا کرتا تھا علی ،،وزیر

پاشا ابراہیم بولے گیا۔

معجزہ بلک بلک کر آنسو بہاتی ان کے پہلو سے لگی بیٹھی تھی۔۔ پاشا ابراہیم کی باتوں سے وہ جو کچھ بھی یاد نہیں کرنا چاہتی اب ایک پرانا بہت حسین منظر دھندلا سا آنکھوں کے پردے پر لہرایا وہ آنسو بہاتی دور کہیں ماضی میں کھوئی تھی۔۔

وہ چھوٹا سا معصوم سا امن۔ اور اسکی کوکومو۔ ہر وقت ہاتھ میں ایک مضبوط) سا ہاتھ ہوتا تھا تو دنیا کے ہر ڈر کے باوجود تحفظ کا انوکھا سا احساس ہوتا تھا۔ صرف وہ اسکی کوکومو ہوا کرتے تھے اور وہ معصوم سی پیاری سی کئیر)محبت(جس کو اپنی کوکومو کی ایک تھوڑی سی دوری رو دینے والا کر دیتی تھی وہ۔سارا سارا دن انیکسی میں گزار دیتا تھا۔

اس دن سے ایک ہفتے پہلے کی بات جب معجزہ کو میتھس کا کویسچن نہیں ہوپا رہا تھا اور امن نے اسے مصنوعی ڈانٹا تھا وہ رو دی تھی امن کتنی بری طرح

CLASSIC URDU MATERIAL

گھبرایا تھا حتی وہ خود بھی رونے والا ہو گیا تھا کیسے تڑپا تھا وہ اسکے ایک آنسو پر۔

مگر ایسا کیا ہوا تھا اس دن اس حادثے نے سب تباہ کر دیا اسکے امن نے اسکی کوکومو چھین لی اذیتیں انکے مقدر کا حصہ بن گئیں۔

اس دن امن پورا دن انیکسی میں نہیں آیا تھا معجزہ اسکا انتظار کرتی رہی۔ بلکہ اس دن سکول میں ہوئی عجیب سی افراتفری کے بعد کوئی بھی وائیٹ پیلس یا انیکسی میں نہیں تھا سوائے فلزہ اور خضر کے۔۔ امن اپنے روم میں بند تھا۔ وہ بلکل بھی باہر نا نکلا اس دن وہ اس پورا دن اسکے پاس نا بھٹکا۔۔ بلکہ معجزہ خود اسکے کمرے تک آئی تھی۔۔ ہاں وہ فلزہ آپی کے پاس سے اٹھ کر انیکسی گئی تھی اور انیکسی سے امن کے کمرے کی جانب۔

یہ سب سوچتے ہوئے معجزہ کے سر میں درد کی لہر سی اٹھ رہی تھی اس کو دھندلا سا سب آنکھوں کے پردے میں لہراتا ہوا نظر آرہا تھا مگر صاف تھا کہ اس رات معجزہ سمیع خان خود امن آریان پاشا کہ کمرے میں گئ تھی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ تو دھاڑا تھا۔۔چلا چلا کر اسے وہاں سے جانے کا بولا اس نے تو منع کیا تھا کہ (وہ یہاں سے جائے وہ گندا ہے اس سے بات نا کرے مگر وہ باضد ہوئی تھی

پاشا ابراہیم نے جوں جوں اس دن کی باتیں اس کے سامنے دہرائیں وہ سر تا پیر سفید پڑ گئی تھی۔ ہاں اسے یاد آیا تھا زہن کے پردے پر مناظر جو دھندلے تھے وہ واضح ہونے لگے وہ خود اپنے پیروں سے چل کر بلکہ کھڑکی سے اسکے کمرے میں کودی تھی۔۔ اس نے تو اسے چلے جانے کا کہا تھا۔۔ وہ نشے میں تھا۔ اپنے حواسوں میں نہیں تھا مگر نشے میں بھی اس نے معجزا کو اپنے پاس آنے سے منع کیا تھا۔ معجزا کا جسم جیسے پرالائز ہوا تھا۔

وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی وحشت زدہ ہوئی تھی وہ سب کسی فلم کی طرح اپنے سامنے دوبارہ سوچ کر اسکے جسم سے جان نکلی تھی

اففف یہ ستم۔۔

!!!!!خدایا۔۔۔۔۔

پاشا ابراہیم اس کے کانوں میں تلخ ترین حقیقت پگھلے سیسے کی طرح انڈیل کر خاموش ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن اندر آؤ،، پاشا نے اسے بے قرار ہو کر پکارا۔

وہ جو باہر پھولی رگوں اور تنا چہرہ لیے کھڑا تھا۔ وہ جو امن تھا جو فتنے کا خاتمہ کیا کرتا ہے۔ چٹانوں جتنا مضبوط ہوتے ہوئے بھی بس ایک یہ نقطہء تھا جہاں آ کر وہ ٹوٹ جایا کرتا تھا۔ آنکھیں نم اور بے تحاشا سرخ تھیں۔

وہ اندر آیا تھا۔ معجزا ہاتھوں میں چہرے چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ وہ پاشا ابراہیم کے پاس زمین میں گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا اور بالآخر پاشا ابراہیم سے لپٹ کر بے آواز رو دیا۔

وہ پاشا ابراہیم جو چٹانوں جتنے مضبوط اعصاب کا مالک تھا آج برسوں بعد اپنے جگر کے ٹکڑے کو یوں ٹوٹتا ہوا دیکھ خود بھی رو دیا تھا۔ امن کی بھاری بوجھل بھیگی آواز کمرے میں گونجی تھی۔

بڑے پاپا اسے کہیں مجھے اپنے ہاتھوں سے سزا دے،، مجھے روندے ، اپنے پیروں تلے کچل دے،، چاہے جو مرضی کرے،، پر مجھے جدائی نا دے،، میں مر جاؤں گا،، میں اب تک صرف اسی لئے زندہ ہوں کہ اس کا انتظار ختم نا ہو،، مجھ سے یہ انتظار چھین لیا گیا تو میرے پاس کچھ بھی کھونے کو باقی نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

رہے گا،، بڑے پاپا اسے کہیں اسے کھو کر میرے پاس میری سانسیں باقی نہیں ،،رہیں گی تو کیسے جی پاؤں گا،، یہ میری متاع جاں ہے،، یہ میرا سب کچھ ہے ،،بڑے پاپا اسے کہیں میری جان مانگ لے مگر میں یہ نہیں دے سکتا اسے اسے کہیں میں زندگی بھر اس سے کچھ نہیں مانگوں گا،، کوئی ڈیمانڈ نہیں کروں گا،، یہ جیسے چاہے گی ویسے رہوں گا،، میں اس پر اپنا کوئی حق نہیں جتاؤں گا ،،،بس اسے کہیں یہ تعلق ختم کرنے کی بات نا کرے،، مجھ سے الگ نا ہو ،،

ٹوٹا پھوٹا شکستہ لہجہ تھا۔ آریان تڑپ کر ان دونوں کے قریب آیا تھا۔

معجزا پھٹی پھٹی آنکھیں اپنے پیروں پر جمائے یہ جان لیوا الفاظ سنے گئی۔ مزید کچھ سننے کی تاب نہیں تھی تبھی منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکیاں دباتی باہر بھاگ کر ریحاب کے کمرے بند ہوئی تھی۔

پاشا ابرہیم نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔ ریحاب اور شفا جو بے آواز بے تحاشا رو رہیں تھیں وہ بھی قریب آئیں تھیں۔ تب پاشا ابراہیم کے حصار میں وہ سب آئے تھے۔ سب رو رہے تھے۔ سب شکوے گلے ، درد اذیت برسوں کی کسک ان آنسوؤں میں دھل رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر یہ بن بادل بوجھل برسات آنے والے خوشگوار دنوں کی نوید لانے والی تھی۔

شاید۔

اگلا دن کافی بوجھل اور سست سا تھا۔ امن جس نے گئے رات تک اپنا وقت پھر پاشا ابراہیم کی گود میں سر رکھ کر گزارا تھا۔ وہ صبح صبح کسی ایمرجنسی کی وجہ سے ہاسپٹل جا چکا تھا۔

وہ ساری رات ڈھنگ سے نہیں سو پائی تھی۔

وہ سب بریک فاسٹ کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے جب وہ ملگجے سے حلیے میں شال کندھوں پر ڈالے باہر آئی۔

اسلام وعلیکم،، سب پر مشترکہ سلامتی بھیجی۔ اور وہ آ کر بریک فاسٹ کے لیے چپ چاپ پاشا کی پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب کی سانس سینے میں اٹکی ہوئی تھی اور کھوجتی نگاہیں معجزا کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں یہ جاننے کے لیے کہ آخر اس پتھر دل لڑکی نے ان کے موم جیسے بیٹے کی زندگی کے بارے میں آخر کیا فیصلہ کیا؟

وہ چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی تھی۔ پاشا ابراہیم کی نگاہیں وقتاً فوقتاً اس کا بھر پور جائزہ لے رہیں تھیں۔ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ اس نے کیا سوچا۔

مگر وہ تو کوئی بات ہی نہیں کر رہی تھی۔

آج کلاس لینے جانا ہے میری گڑیا نے،،؟

آخر پاشا ابراہیم نے ہی گلا کنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

،،جی بڑے پاپا

مختصر جواب دیا۔ اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ پاشا ابراہیم الجھ گیا۔

بڑے پاپا بابا کب آئیں گے،،؟ معجزا نے پوچھا تو پاشا نے حیرت سے اسے دیکھا جو سمیع خان کا فون تک نہیں سن رہی تھی اب اس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،میں فون کر دیتا ہوں آج ہی آ جائے گا

پاشا ابراہیم نے خوشگوار حیرت سے کہا۔ وہ بریک فاسٹ کر چکی تو کرسی پیچھے ہٹا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ پاشا نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

،،مجھے کلاس کے لیے تیاری کرنی ہے

دھیمے لہجے میں کہا اور نگاہیں چراتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ مگر پاشا اس کے پیچھے ہی اس کے کمرے میں چلا آیا۔

وہ جو ڈریسنگ میں سے اپنا سوٹ نکال رہی تھی پیچھے مڑی۔

،،،کوئی کام ہے بڑے پاپا

سادگی سے پوچھا۔

،،میری پرنسز نے بتایا نہیں کہ کیا فیصلہ لیا

پاشا نے پوچھا تو وہ پہلو بدل گئی۔ پاشا کی عقابی نگاہوں سے اس کی یہ بے چینی چھپی نہیں رہ پائی۔

میرا مطلب کہ کل رات جو تمھیں چاہیے تھا وہ اب بھی چاہیے،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا نے دھڑکتے دل سے پوچھ ہی لیا۔

مگر وہ آہستگی سے نفی میں سر ہلاتی پاشا ابراہیم کو زندگی کی سب سے بڑی خوشی دے گئی تھی۔ پاشا نے فرطِ جذبات میں آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما تھا۔ وہ سر جھکائیں نگاہیں سی چرا رہی تھی۔

،، جیتی رہو ، ہمیشہ خوش رہو

پاشا اسے دعائیں دیتا کمرے سے باہر نکل آیا۔ پاشا نے باہر نکل کر امن کو ایک مختصر سا میسج بھیج کر اسے اس کی زندگی کی نوید سنائی تھی۔۔

وہ رواحہ کے ساتھ کچن میں مصروف تھی۔ دھیان کر پردے پر بس دو سبز آنکھیں لہرا رہی تھیں۔ اس دن کے بعد وہ سبز راکشس پھر غائب تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور وہ آساوری شاہ ہی کیا جس کی جان کو سکون ا جائے۔ کھانا تیار ہو چکا تو رواحہ کی جانب مڑی۔

،،، مما مجھے اپنا موبائل تو دیں مجھے احان سے کچھ بات کرنی ہے

اس نے ڈائریکٹ مدعے کی بات کی۔

،،میرے کمرے میں پڑا ہے لے لو

رواحہ کے کہنے پر وہ لبوں پر شرارتی مسکراہٹ لیے رواحہ کے کمرے میں آئی فون اٹھایا اور اپنے کمرے میں گئی۔

اپنے حلیے پر نگاہ دوڑائی اور برا سا منہ بنایا۔ ڈریسنگ کھول کر دیکھا تو ایک ،وائیٹ پیروں تک کی فراک جس کے اوپر وائیٹ پرل جڑے ہوئے تھے شاندار سے لباس نے نگاہیں خیرہ کیں۔ جلدی سے ڈریس لے کر واش روم گئی اور لباس بدل کر باہر آئی۔ جس مقصد کے لیے فراک پہنی تھی تو وہ تو پیروں تک تھی اسی لیے بلیک ٹراوزر چینج کرنے کی توفیق ہی نہیں کی۔ ہاتھ تیزی

CLASSIC URDU MATERIAL

سے چل رہے تھے۔ ہلکا سا میک اپ کر کے حسن دو آتشہ کیا۔ سیاہ بالوں کی آبشار کمر پر پھیلائی۔

دوپٹہ نماز سٹائل اوڑھا۔ اور چوری چھپے کمرے سے باہر جھانکا۔ راستہ صاف تھا۔ وہ دبے قدموں باہر نکلی۔ لاونج چپکے سے کراس کر کے پچھلے کوریڈور سے وائیٹ پیلس کے پچھلی جانب کے لان میں نکل آئی۔ موسم بہت خوبصورت سا تھا۔ آسمان پر بادل تھے اور زرا تیز ہوا چل رہی تھی۔

پچھلے لان میں ایک چھوٹے سے آم کے درخت کے پاس آئی جس کی شاخوں سے موتیے کا پودے کی شاخیں لپٹی ہوئیں تھیں اور موتیے کی شاخوں پر کافی سفید رنگ کے پھول لدے پھندے تھے ۔

آساوری نے کین کی کرسی درخت کے قریب کھسکائی۔ دوپٹہ اتار کر کرسی پر رکھ دیا۔ کرسی پر فرنٹ کیمرا آن کر کے موبائل سیٹ کیا۔ خود چہرہ اوپر کر کے درخت کے تنے سے دائیں بائیں جھول کر اسے ہلایا تو موتیے کے پھولوں کی برسات اس کے چہرے پر ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویڈیو ریکارڈنگ ہو چکی تو دوپٹہ اٹھا کر واپس حجاب سٹائل میں اوڑھ لیا پھر موبائل اٹھایا۔ ویڈیو سلو موشن میں سیٹ کر کے اس کے اوپر گانا سیٹ کیا۔

دن وی نا لنگن ڈنگن مینوں کالیاں کالیاں راتاں

پل گئیاں او سجناں تینوں پیار دیاں ملاقاتوں

کوے دل بار بار

تو میرا پیار یار

سجن دلدار تو سن ایک وار

رات ساری تینوں ہن یاد کیوں کراں

اکھیاں دے اے اتھرو برباد کیوں کراں

روگ لا لیا ای دل نوں سونئیے

بن بن ڈگن موتی اتھرو سونئیے

CLASSIC URDU MATERIAL

گانا سیٹ کر کے وہیں پڑی کرسی پر نیم دراز ہو کر اس کا نمبر دیکھا جو آن لائن شو ہو رہا تھا۔ چہرے پر ایک شرمگیں مگر شریر سی مسکراہٹ تھی۔ فورا ویڈیو سینڈ کر دی۔ کچھ دیر تک سکرول ہوئی اور ویڈیو سین کی گئی۔

احان ٹھیک ماہر خان کے سامنے ٹیبل کے گرد بیٹھا لیپ ٹاپ میں یو ایس بی ڈرائیو لگا کر اسے فائل کے متعلق ڈیٹیل بتا رہا تھا۔ ارشن بھی موجود تھا فایل کے کچھ اہم پوائنٹس ڈسکس کیے جا رہے تھے جو بلکل تیار ہو چکی تھی۔ میٹنگ برخواست ہوئی۔ ارشن اور ماہر خان اٹھنے ہی والے تھے۔ جب ماہر خان کے پاس پڑا احان کا فون واٹس ایپ میسج ٹون رنگ ہوا۔ ماہر خان نے دیکھا تو مام لکھا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان کو فکر لاحق ہوئی کہ رواحہ نے کیوں اس وقت میسج کیا ہو گا۔ سب خیریت تو ہو گی نا اسی چکر میں اس نے میسج آن کر لیا تھا۔

ایک دو سیکنڈ پلے کر کے ماہر خان نے ویڈیو فورا بیک کی تھی۔

احان نے اپنے ڈیڈ کو آج پہلی مرتبہ گڑبڑاتے دیکھا تھا۔

بہت گھامڑ اور الو کے پٹھے ہو،، اپنی بیوی کو اب ایک عدد موبائل فون لے دو ،،تاکہ کوئی دوسرا اپنی بیوی کا میسج سمجھ کر کسی کا پرسنل میسج اوپن نا کر لے

ماہر خان نے کہتے موبائل اس کی جانب بڑھایا تو احان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ ڈالے۔ اس نے تیزی سے موبائل ماہر خان کے ہاتھوں سے لیا اور ائیر پوٹس کان سے لگا کر ویڈیو پلے کی کہ آساوری شاہ کا میسج وہ سپیکر پر ڈال کر اب سننے کا کبھی بھی رسک نہیں لینے والا تھا۔

احان نے ایک سرد سی آہ بھری۔ آساوری شاہ کے معاملے میں اس کے ستارے جانے کیوں گردش میں رہتے تھے کہ ہر مرتبہ عجیب خفت اٹھانی پڑتی تھی اب بھی وہ ماہر خان کی دھیمی چھیڑتی مسکراہٹ دیکھ جھینپ گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دونوں اٹھ کر جانے لگے جب وہ سنئیر گرین مونسٹر واپس مڑا۔

ویسے سونگ اور ڈریس کے معاملے میں میری بہو کی چوائس کا سینس بہت اچھا ہے مگر اپنا لائف پارٹنر چوز کرنے کے معاملے میں وہ کافی نان سینس نکلی،، بول کر ماہر خان نے دانتوں تلے لب دبایا۔

،،،ڈیڈ

احان چلایا۔ ماہر خان آنکھ ونک کرتا ارشن کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

احان کا بس نہیں چلا فون میں سے گھس کر اس پاگل ، خبطی لڑکی کے ہوش اپنے طریقے سے ٹھکانے لگا دے۔ اب جبکہ سب جا چکے تھے تو تسلی سے ویڈیو پھر سے پلے کی۔

ہوش اڑاتا سا منظر تھا۔ دوپٹے کے بغیر کندن بدن کے تمام قیامت خیز نشیب و فراز دعوت نظارا دے رہے تھے۔ زلفیں ہوا کے سنگ اٹھکیلیاں کرتی دل کو گدگدا گئیں۔ اور کتاب چہرے پر گرتے وہ پھول دل کی دھڑکنوں کو عجیب

CLASSIC URDU MATERIAL

سا تال بخش گئے۔ اس قدر خوبصورت نظارا تھا کہ لب خودبخود مسکرا دیئے تھے۔

مگر ابھی ابھی جو خفت اٹھائی تھی اس کا بدلہ بھی تو سود سمیت واپس لینا تھا تبھی جلدی سے ایک ویڈیو کلپ ڈانلوڈ کی اور آساوری شاہ جو دیدہ دل فرشِ راہ پر بچھائے اس کے میسج کی منتظر آن لائن تھی فورا سینڈ کر دی۔

آساوری جو دانتوں تلے لب دبائے آن لائن اس کی تعریف بھرے دو لفظوں کی یا کسی زو معنی جملے کی منتظر تھی ویڈیو کلپ رسیو ہونے پر کھل اٹھی۔

مگر پھر اس کا تمام جوش و خروش، اور جزبات پانی میں اٹھنے والے جھاگ کی طرح بیٹھتے چلے گئے اور وہ پوری طرح ٹھنڈی پڑ کر فون کو بے یقینی سے گھورنے لگی۔ جب سکرین پر پاکستان کے لیجنڈ اداکار مرحوم معین اختر فرما رہے تھے۔

توبہ توبہ توبہ

CLASSICURDUMATERIAL

سارا موڈ خراب کر دیا۔

اللہ معاف کرے۔ رین دو۔ بڑے منحوس لگ رہے ہو۔

آساوری شاہ غم وغصے سے بل کھا کر رہ گئی۔ اگر وہ راکشس سامنے ہوتا تو اس وقت بنا اس کی پرواہ کیے اس کے دست گریبان ہوتی اس کے بال تو پھاڑ ہی دیتی۔ تبھی کوٹنے پیٹنے والے غصیلے سٹیکر اسے سینڈ کیے۔

احان سکرین پر دیکھ کر مسکرایا۔ مطلب تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔ اس نے پھر میسج ٹائپ کیا۔

آساوری جو سمجھ رہی تھی اب وہ کوئی ڈھنگ کا میسج کرے گا۔ سکرین پر جگمگایا۔

،،یہ بھی سہی ہے کہ ویڈیو بنانے کے چکر میں درخت سے ولگیریٹی کرے جاؤ"

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری شاہ جل بھن کر کباب ہوئی تھی۔ حساب تو اسے بھی اچھے سے بے باک کرنا آتا تھا تبھی فورا ٹائپ کیا۔

"اب کیا کروں، اور کسی سے تو کرنے سے رہی، درخت ہی ملا تھا، آپ آ جائیں تو آپ سے کر لیتی ہوں

،،ولگیریٹی

اس کا ریپلائی پڑھ کر احان کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ وہ بے باک تو تھی۔ مگر اس قدر؟ احان نے پھر تیلی لگائی۔

"اس دن کیا ہوا تھا پھر،،؟ ابھی تو سانسیں قید کیں تھیں تو تمھارا دم نکل گیا،، اگر ولگیرٹی پر اتر آتا تو؟

CLASSIC URDU MATERIAL

میسج پڑھ کر آساوری کی ہتھیلیاں پسینے سے شرابور ہوئیں تھیں مگر ازلی ڈھٹائی عود کر آئی۔

"وہ دراصل اس دن مجھے پریکٹس نہیں تھی ناں،، اب ہو گئی ہے تو کر ہی لوں گی کچھ نا کچھ،،"

احان میسج پڑھ کر مسکرایا تھا۔ جانتا تھا محترمہ کچھ ڈھیٹ واقع ہوئی ہیں۔ جو یوں بڑھکیں مار رہی ہیں۔ ابھی سامنے آ جائے تو دم نکل جائے۔ تبھی ٹائپ کیا۔

"بصد شوق محترمہ،، خدمت کا موقع تو دیں،، صد فیصد گارنٹی ہے کہ مایوس نہیں ہوں گی،، بلکہ ایسا کرتا ہوں میں ابھی آپ کی خدمت میں پیش ہو جاتا ہوں پھر جتنی چاہے کر لیجیے گا ولگیرٹی،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے پڑھ کر لمبا سا سانس بھرا اور فورا آف لائن ہو گئی۔

احان گہرا مسکرایا تھا۔ جانتا جو تھا سامنے والی میں بس اتنا ہی دم خم ہے ۔

ادھر آساوری بوکھلا کر اندر بھاگی اور اپنے کمرے میں ہی آ کر سانس لیا تھا۔ بلکہ دروازا اچھے سے لاک کر کے بیڈ پر ڈھے گئی اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ پنگا تو لے لیا تھا مگر وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اس ہرے راکشس سے الجھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ تبھی اپنا ماتھا پیٹا کہ جانے کیوں ایسے خرافاتی کاموں میں اپنی جان جھونکتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 34.....

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا اپنے کمرے میں بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔ ابھی ابھی فون پر جو بابا نے اسے کہا تھا اس کے لیے وہ کرنا پل صراط پر چلنے کے مترادف تھا۔ دیا کے پاس موبائل فون تھا یہ بات وائیٹ پیلس میں اب تک کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب اسے پہلی دفع حجرے سے نکالنے کی کوشش کی گئی تھی تب خان شمشان خیل نے اماں حاجن کے زریعے اسے انسانی ہاتھ کی بڑی انگلی جتنی لمبائی والا موبائل فون دیا تھا۔ جس کا سسٹم اس قدر حساس تھا کہ اسے ٹریس

بلکل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تب اماں حاجن نے یہ موبائل اسے اس کی انڈر ڈریس میں خفیہ طریقے سے چھپانے کو بولا تھا۔ اور اس نے ایسا ہی کیا تھا۔

جب سے وہ یہاں آئی تھی اماں حاجن سے مکمل رابطے میں تھی۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی جن حقائق کا سامنا کیا تھا جو حقیقتیں اس پر آشکار ہوئیں تھیں وہ بری طرح الجھ گئی تھی۔ مگر اب سب صاف صاف دکھائی اور سنائی دینے لگا تھا۔ تبھی دھیرے دھیرے وہ بے مہر شخص خون بن کر رگوں میں اترنے لگا۔ وہ بدل گئی تھی۔ حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اسے تسلیم کر چکی تھی۔ اسی لئے اس نے صاف صاف اماں حاجن کو بتا دیا تھا کہ اب وہ واپس کبھی نہیں لوٹے گی۔

اس پر خان شمشان خیل کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے۔ تبھی وہ کئی دن سے اسے دھمکا رہا تھا۔ ارشن کی کرنٹ لوکیشن کی تصویریں بھیج بھیج کر یہ بولا جا رہا تھا وہ لوگ اسے جان سے مار ڈالیں گے۔ اب بھی فون پر میسج رنگ ہوئی تو وہ خوف سے سفید پڑ گئی تھی۔ کمرہ لاکڈ تھا۔ فون نکال کر دیکھا تو ارشن کی آج کی تصویر تھی ساتھ ایک جان لیوا دھمکی بھی۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فون پر خان شمشان خیل کا نمبر جگمگانے لگا تو اس نے اکتا کر فون یس کر کے کان کو لگایا۔

ہم آپ کی اور اپنی حقیقت جان چکے ہیں بابا، اور اسے تسلیم بھی کر چکے ہیں،، اب واپس کبھی نہیں لوٹیں گے،، آخر یہ بات آپ تسلیم کر کیوں نہیں لیتے،، آپ نے ساری زندگی ہمیں اپنے مکرو فریب کے جال میں پھانس کر رکھا، ہمیں جھوٹی کفرو بدعت کی زندگی جینے پر مجبور کر دیا، ہم کبھی آپ کو ،،معاف نہیں کریں گے،، ناں آپ کے پاس لوٹیں گے

وہ چلائی تھی۔

تو ٹھیک ہے وہ مرے گا آج ہی مرے گا،، لیکن اگر تم ایسا نہیں چاہتی اور اپنی آزادی چاہتی ہو،، اور یہ چاہتی ہو کہ میں اس وکیل کی جان چھوڑ دوں تو ابھی کہ ابھی اس کے کمرے میں جاؤ،، ایک نیلے رنگ کی فائل ہو گی ،،اس کے تمام صفحات کی تصویریں بنا کر مجھے بھیج دو تو میں تمھاری اور تمھارے ،،وکیل کی جان چھوڑ دوں گا،، پھر کبھی تم سے کچھ نہیں کہوں گا

،،ہم یہ غداری کبھی نہیں کریں گے اب اپنوں سے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بے بسی سے روتی ہوئی بولی۔

،،تو میں نے ایک ویڈیو بھیجی ہے وہ دیکھو،، وہ میرے شوٹر کے نشانے پر ہے ،،وہ فایل لے کر اس پیلس سے نکلے گا اور مارا جائے گا

آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے،، وہ چلائی۔

یہ پہلا اور آخری کام کر دو تو پھر کچھ نہیں کروں گا نہیں تو آج تمھارے اس وکیل کی زندگی کا آخری دن ہو گا،، بس یہ ایک کام ،، تم نے اتنا وقت ہمارے ساتھ ہماری بیٹی بن کر گزارا ہے تو اس کے صدقے ہی سہی اس کے بعد میں تمھارا پیچھا چھوڑ دوں گا،، خان شمشان خیل نے خباثت سے اسے اپنی باتوں کے جال میں پھنسایا۔

،،آپ،،،سچ کہہ رہے ہیں ناں

دیا تذبذب کا شکار تھی۔

،،تمھاری اماں حاجن کی قسم ،، بلکل ٹھیک کہہ رہا ہوں

،،ٹھیک ہے ہم کرتے ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے اکتا کر آر یا پار کرنے کا سوچا اور دبے قدموں اپنے کمرے سے نکل کر اس کے کمرے تک آئی۔ دروازا کھولنا کونسا مشکل تھا اسی کے ہی نام کا تو پاسورڈ تھا جسے وہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

ارشن اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ مگر اندر داخل ہو کر حیران ہوا تھا کہ وہ بیڈ کے سائیڈ ڈرار کے پاس پیروں تک کے فیروزی لباس میں کھڑی اسے اچانک اندر آتا دیکھ بری طرح گڑبڑائی تھی۔ اور اپنے ہاتھ اپنی کمر کے پیچھے چھپائے۔

کل کورٹ کی ہیئرنگ تھی اور وہ اپنے کمرے کی سائیڈ ڈرار میں رکھی فائل لینے بیسمنٹ سے اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اس فائل میں سارے ثبوت ،اور رپورٹس تھیں جسے اس کے ڈیڈ ماہ بیر نے اسے سنبھالنے کے لیے کہا تھا۔ بڑی

CLASSIC URDU MATERIAL

محنت کے بعد حشمت راؤ اور مہارانی کے خلاف ایف آئی آر کٹوا کر ان پر کیس کیا گیا تھا۔ کل ایک ہی پیشی اور تمام ثبوت دیئے جانے پر وہ شیطان عمر بھر کے لیے جیل کی سلاخوں کے پیچھے۔ وہ اب اسے اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

خواہشیں مر چُکیں، کوئی طلب باقی نہیں
!..تُم بھلے راہ میں اب، پھُول لِیے بیٹھی رہو

کیا ہو رہا ہے،، کیا کر رہی ہو تم یہاں،،؟

وہ بے تاثر چہرہ لیے اس سے چند قدم دور آ کر رکا تھا۔ ارشن نے نوٹ کیا اس کی آنکھیں سرخ پڑی ہوئیں تھیں مطلب وہ روئی تھی شاید۔

دیا نے ایک نظر اس کی سرد و سپاٹ نگاہوں میں دیکھا۔ اور نگاہیں جھکا لیں۔ ان نگاہوں میں جن میں ایک جنون اور لو دیتی عجیب بے کل سی وارفتگی

CLASSIC URDU MATERIAL

دکھائی دیتی تھی اب ان میں یوں اجنبیت تھی کہ دیا کہ دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔

میں نے پوچھا دیا کیا کر رہی تھیں تم یہاں اور اپنے ہاتھوں میں کیا چھپایا ہے،،؟

ارشن نے اب کی بار درشتگی سے پوچھا تھا۔ دیا کا دل اب خوف کے مارے کانوں میں بجنے لگا تھا۔ بس نگاہیں جھکا کر اپنے لب کاٹے گئی۔

،،میں نے کچھ پوچھا ہے ڈیم اٹ اب بولو گی کہ نہیں،، ہاتھ دکھاؤ اپنے

وہ دھاڑا۔ دیا اچھل کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔

بڑی پاک ہستی ہو ناں تم،، مجھے جیسے گناہ گار نے چھو لیا تو کہیں میری ناپاکی تمھارے وجود کو نا لگ جائے اسی لئے اب اس سے پہلے میں دست درازی ،،،کروں سیدھی طرح ہاتھ آگے بڑھا دو

وہ قدم قدم چلتا آگے بڑھا اور غصے سے غرایا۔ دیا نے آنسوؤں سے بھری شکوہ کناں نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ خود تو اس کی ایک بات اپنے دل سے

CLASSIC URDU MATERIAL

لگائے بیٹھا تھا اور وہ اسے ہر موقع پر سنا کر جی جان سے جلانے سے باز نہیں آتا تھا۔۔ اب وہ پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگی تھی۔)جیسے کہنا چاہتی ہو کر (لیں جو کرنا ہے میں نہیں دکھانے والی ہاتھ۔

ارشن نے ایک نظر اسے دیکھا پھر چیل کی طرح جھپٹ کر اس کا ہاتھ اپنے آگے بڑھایا جس میں ایک سفید کلر کا حجاب تھا۔

اس چھینا جھپٹی میں دیا نے فیرزوی ریشمی دوپٹہ جس کا حجاب باندھا ہوا تھا وہ یک دم کھل کر ارشن کے پیروں میں گرا تھا۔ خوشبوؤں کا ریلا تھا جو ارشن کی نس نس میں اترا۔ وہ اسے چھو کر دبخود پتھر کا ہو چکا تھا۔ پہلی دفع اس مخملی وجود کو یوں بے پردہ بے حجاب دیکھا تھا تو ہوش اڑا بیٹھا تھا شاید۔

دیا اس تمام صورتحال سے بری طرح گھبرائی تھی۔

ہ،،،،،،،ہم،،، اپنا ،،،،، حجاب ،،، لینے ،،، آئے،،،،، تھے،،،ی یہ ،،،، ادھر ،،ہی رہ ،، گیا ،، تھا،،،

لرزتے کپکپاتے مخملیں گلابی ہونٹوں سے بمشکل ادا ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن بے اختیار ہو چلا تھا۔ گہرا سانس بھرا اور اس کا بازو چھوڑ دیا۔

،،لے لیا،، اب فورا جاؤ یہاں سے

اس کے بلکل قریب وہ غرایا۔ دار چینی کی خوشبو سے بھرپور سلگتی سانسیں دیا کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئیں۔

،،ہمیں کک،،کچھ کہنا تھا آپ سے

وہ ہنوز اپنی جگہ پر جمی کھڑی تھی۔ نا دوپٹہ اٹھانے کی توفیق کی نا ہی ہاتھ میں پکڑا حجاب اوڑھنے کی زحمت۔

ارشن نے طیش و اشتعال میں اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچیں۔ تب ایک مرتبہ پھر اس کی جانب جارحانہ تیور لیے بڑھا اور اس کے گھنے سنہرے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی گردن سے مٹھی میں دبوچی۔

،،آخر چاہتی کیا ہو تم مجھے ایک ہی مرتبہ بتا دو

وہ بے بسی سے غرایا تھا۔

ہم،،،، مم،،، معافی،،،، مانگنا،،، چاہتے ،،، آہہہ

CLASSIC URDU MATERIAL

لرزتے ہوئے کہتے اس نے سسکی سی بھری۔ سبز آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر ارشن کے ہاتھ پر گرا۔ ارشن اس محسوس کرنے کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپا تھا۔

!!!!!!کاش وہ اس سے بول سکتا کاش

کہ اسے اس کی معافی نہیں وہ خود چاہیے تھی۔ اس کے احساسات، جزبات مردہ ہو چلے تھے۔ وہ اسے چھوئے اور اس کے ہر احساس کو زندگی بخش کر انھیں جگا دے۔ عجیب سی بیقراری تھی۔ رگ و پہ میں عجیب سی تڑپ جاگی تھی۔ تشنہ لبی نے روح میں شعلے سے بھڑکا دیئے تو وہ بے حد بے چین ہو کر ان مخمل سے نرم لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا تھا۔ ایک ہاتھ اس کے پہلو سے لپٹا اور ارشن نے پوری شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ دیا نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں تھیں۔ اور اس کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچی۔

وہ جو بڑی پاک ہستی سات پردوں میں چھپی پھرتی تھی۔ آج جب محرمِ دل اور محرمِ روح نے قریب آ کر چھوا تو رگ و جاں میں ایک بے چینی کی بجائے الٹا

CLASSIC URDU MATERIAL

سرور سا دوڑ گیا تھا۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ اس نے اس بیقرار قرب میں یہ سلگتا لمس پاتے زرا بھی مزاحمت نہیں کی تھی۔ نا اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ اسی لئے یہی بات ارشن کو مزید تقویت بخشتی اس کی ہمت بڑھا رہی تھی۔ کمرے کی معنی خیز خاموشی طوالت اختیار کرنے لگی۔ دیا کی سانس سینے میں الجھنے لگی۔ تبھی اس نے اس کی شرٹ کھینچی تھی۔

ارشن اپنے ہوش و حواس میں واپس لوٹا تھا تبھی بہت اچانک اسے خود سے دور کر کے بیڈ پر پھینکا تھا۔ وہ ٹوٹے کانچ کی طرح بیڈ پر بکھری تھی۔ ارشن نے اپنے بال مٹھیوں میں بھرے۔ اس بے قراری اور بے اختیاری بھرے عمل کے لیے آج اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا تبھی ایک نگاہ اس ہوش ربا وجود پر ڈالی اور فائل اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دیا شیٹ مٹھیوں میں دبوچے گہرے گہرے سانس بھرتی اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو قابو کرنے کی کوشش کرتی رہی۔

سفید حجاب میں لپٹا فون نکالا۔

،،،ہم غلط نہیں کر رہے،، یہ آخری کام اور ہر مصیبت سے نجات

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے نم آنکھوں سے موبائل کی جانب دیکھا۔ اور کھینچی گئی ساری تصاویر سینڈ کر دیں۔

یہ کام کر کے ایک مرتبہ پھر نڈھال سی تکیہ اٹھا کر اس میں منہ دے لیا۔ ابھی ابھی جو وہ اسے چھو کر معتبر کر کے گیا تھا وہ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔ اس کا جنون ، اسکی دیوانگی ناقابل فراموش تھی۔ ناقابلِ برداشت۔

اتنا تو وہ بھی جان چکی تھی کہ وہ اپنے اوپر چاہے ناریل کی طرح پتھر نما سخت خول چڑھا لے مگر اندر سے آج بھی اس کے لیے اتنا ہی نرم تھا جتنا کہ بچپن سے۔ تبھی اس کے سامنے نکاح نامے کا بول کر کورا کاغذ پھاڑ کر پھینکا تھا۔

بعد میں اس نے وہ کاغذ سمیٹ کر ایک ایک کر کے کھول کر دیکھا تھا وہ خالی کاغذ تھے۔ وہ اس کی طرف سے اتنا بے حس کبھی بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اپنی قیمتی متاع سے منسوب وہ کاغذ جسے چوم چاٹ کر برسوں سینے سے لگا کر رکھا یوں سیکنڈز میں پھاڑ کر پھینکنے کی جرات کر لیتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن اپنے کیبن میں تھا۔ اس کے خاص آدمیوں نے بہت ارجنٹ اسے ہاسپٹل کے بیسمنٹ میں بلایا تھا۔ وہ بیسمنٹ ہی جانا چاہتا تھا مگر ایک ایمرجنسی کیس کے سلسلے میں ڈاکٹر انعم نے اسے کیبن بلا لیا۔ وہ ڈاکٹر انعم کو پیشنٹ کے متعلق ضروری ہدایات دیتا اپنے کیبن سے نکلنا ہی چاہتا تھا جب موبائل فون پر میسج آیا۔ سرسری سی نگاہ فون پر ڈالی تو پاشا ابراہیم کا میسج دیکھ اس کا دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ فورا میسج کھول کر دیکھا۔ وہ مسیج نہیں تھا اسے اس کی زندگی کی نوید سنائی گئی تھی۔

اپنے بڑے پاپا کی طرف سے ایک نئ زندگی کی نئ شروعات کی مبارک باد قبول کرو ڈاکٹر،، تمھاری جزا نے اپنا فیصلہ واپس لے کر تمھارا ساتھ قبول کر لیا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک سرشاری سی رگوں میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔ باوضو تو تھا ہی اسی وقت قبلہ رخ جھک کر سجدہ شکر ادا کیا تھا۔ دل کی دھڑکنیں تیز تر ہو گئیں لبوں پر دھیمی سی مسکان کھلی تھی۔

ابھی یہ خوشی پوری طرح محسوس بھی نہیں کی تھی کہ دوبارا ایمر جنسی رنگ ٹون بجی۔ امن کو یاد آیا وہ بیسمنٹ جانے والا تھا۔ موبائل پاکٹ میں رکھتے وہ تیزی سے باہر نکلا۔ پچھلی طرف کے بنے خفیہ کوریڈور سے گزرتے وہ مورگ آیا تھا۔ مورگ میں بنے خفیہ کمرے کے اندر وہ اپنے فنگر پرنٹ سے ایک دروازہ کھولتا بہت پراسرار اور ڈراؤنی اندھیرے میں ڈوبی سیڑھیاں اتر کر نیچے اترا۔ سیڑھیاں اترتے وہ بری طرح چونکا کے اسے نسوانی سسکیاں سی سنائی دی تھیں۔ اس کی رگیں تن گئیں تھیں۔

وہ تیزی سے نیچے اترا۔ اس کے آدمی جو اس لڑکی کو چیئر پر بٹھائے الجھے ہوئے سے اس سے دور کھڑے تھے امن کو اب اپنے سامنے دیکھ الرٹ ہوئے۔ امن کے چہرے پر سیاہ ماسک تھا۔ وہ قریب آیا تو امن کے آدمی نے لڑکی سے قدرے فاصلے پر ایک چیئر سیٹ کی جس پر امن آکر بیٹھا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کہو بیٹا کیا بات ہے،، کیا مسئلہ ہے

امن نے نگاہیں زمین پر جمائے اس سے پوچھا۔ وہ سادہ سے سوٹ میں چادر سے مکمل طور پر خود کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ سسکیوں سے پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

،،مجھے انصاف چاہیے بھائی،، کوئی میری فریاد نہیں سنتا ،، کوئی میری بات سنتا سب نے میرے ساتھ ہوئے بربریت اور درندگی کے واقع پر چپ ہو جانے کو کہا،، حتی کے میرے ماں باپ نے بھی،، میں نے احتجاج کیا تو اب وہ مجھے جان سے مار دینے کے در پے ہو گئے ہیں،،میں جانتی ہوں وہ اپنا جرم چھپانے کو مجھے صفحہ ہستی سے مٹا ڈالیں گے،، اسی لئے میں وہاں سے بھاگ آئی،، میں بڑی مشکل سے یہاں تک آئی ہوں اور مجھے یقین ہے وہ درندے میرا پیچھا کر رہے ہوں گے،،،

اس نے ہچکیوں کے دوران بتایا۔

تفصیل سے بتاؤ بیٹا ہوا کیا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔

(سچی کہانی 2019 پنجاب)

میرا نام سمایا)فرضی نام (ہے میری ماں ایک اچھی عورت نہیں ہے،، انتہائی غربت کی وجہ سے وہ ج۔۔۔۔ فروشی جیسا کام کرتی ہے ،، اسی وجہ سے سب ہمیں بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں،، مگر میں ایک گھر میں کام کر کے حلال رزق کمانا اور کھانا چاہتی تھی،، پھر ایک دن یوں ہوا مالکوں کے گھر چوری ہوگئی،، چور سب کچھ لے گئے جانے کیوں میرا موبائل چھوڑ گئے،، اسی بات پر مالکوں نے مجھے پولیس کے حوالے کر دیا،، اتنا تو قانون میں بھی جانتی ہوں کہ ایک خاتون کو قانونی کاروائی مکمل ہونے تک تھانے میں نہیں رکھا جاتا خواتین کے ساتھ جیل بھیج دیا جاتا ہے،، مگر ان پولیس والوں نے مجھے تھانے ،،،،،،،میں رکھا،، اس پولیس سٹیشن میں ایک خفیہ کمرہ بنا رکھا تھا وہ

،،،،،،وہ

اس کے آگے بولتے ہوئے وہ جی جان سے لرز رہی تھی۔ امن کا چہرہ خطرناک حد تک تن چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ درندے انسپکٹر سے لے کر چوکیدار تک تین مہینے تک روز مجھے اس کمرے ،،،میں لے جاتے اور درندگی کا نشانہ بناتے رہے

امن کو لگا اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا گیا ہے۔ اس نے بے یقینی سے اپنے آدمیوں کو دیکھا جو پہلو بدل رہے تھے۔ یہ سب سن کر عجیب بے چینی سی ہو گئی تھی۔ وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

ہر ہفتے مجھے ان کی ایک لیڈی کونسٹیبل اپنے گھر لے جاتی،، جہاں مجھے سجا سنوار کر پھر ان درندوں کے لیے تیار کیا جاتا،، جب انسپیکٹر سے بھی بڑے آفیسر اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے آتے، اس دن تو مجھے نشہ آور چیز پلا کر بیہوش کر دیا جاتا تھا تاکہ میں ان کے چہرے ہی نا پہچان سکوں،، یہ وہ درندے تھے جو ہماری حفاظت کے لیے مقرر کیے گئے تھے،، یہ وہ ہیں جو ہماری حفاظت کے ،،،لیے ہیں

وہ بولتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اور امن سرد و سپاٹ چہرہ لیے بس ایک جانب دیکھے گیا۔پھر اس لڑکی کے منہ سے کچھ ایسے الفاظ ادا ہوئے کہ امن کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چلو مانا میں تو ایک مشہور زمانہ خراب عورت کی بیٹی ہوں اگر میرے ساتھ ایسا ہوا تو مجھے یا میرے خاندان کو کوئی فرق نہیں پڑنے والا،، بقول اس سماج کہ ،،میں تو ہوں ہی ایسی اور میری ماں مجھے کسی نا کسی کے ساتھ بیاہ ہی دے گی مگر سوچیں،، زرا سوچیں ان شریف گھرانے کی بچیوں کا جو کسی غلط فہمی کی ہی بنا پر ان درندوں کے ہاتھ لگتی ہوں گی تو ان کا تو پورا خاندان تباہ و برباد کرتے ہوں گے یہ لوگ،، یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے ،، یہ مسلمانوں کی ریاست ہے جہاں محافظ لٹیرے بن کر بیٹھے ہیں،، یہ مسلمان تو کیا،،؟ کیا انسان کہلانے کے بھی لائق ہیں۔

امن مزید سن نہیں پا رہا تھا۔ اسی لئے بس اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

تمھیں انصاف ضرور ملے گا بیٹا،، ہم اس کیس کو عدالت تک لے کر جائیں گے،، اگر وہاں سے بھی انصاف نہیں ملا تو میں خود اپنے طریقے سے انصاف ،،کر لوں گا ان لوگوں کا

امن نے سکون سے کہا۔ اور اپنے خاص آدمی بابر کی جانب متوجہ ہوا۔

،،،،،بچی کو انتہائی سکیورٹی میں رکھا جائے اور

CLASSIC URDU MATERIAL

ابھی امن بات ہی کر رہا تھا۔ جب بیسمنٹ میں ریڈ الرٹ جاری ہوا۔ امن نے فورا فون پر ایک نمبر ڈائل کیا۔

فون رسیو کیا گیا۔

واٹ ہیپنڈ یہ ہو کیا رہا ہے یہاں،،،؟

سر کچھ غیر متعلقہ غنڈے ہاسپٹل کی جانب بڑھ رہے ہیں،،وہ جو بچی آج ہاسپٹل آئی شاید وہ ٹریس ہو گئی ہے،، یہ لوگ اسی کا ہی پیچھا کرتے ہاسپٹل پہنچے ہیں،، آگے کیا آرڈرز ہیں آپ کے،،؟ انھیں ادھر باہر ہی مار گرائیں،،؟

امن کے ایک قابل سکیورٹی گارڈ نے تفصیل بتائی۔

بلکل نہیں،، باہر ابھی کسی قسم کا مقابلہ کر کے ان کے شیطان باپ دادا کو متوجہ نہیں کرنا،، یا انھیں اس بات کا موقع نہیں دینا کہ وہ ہم تک رسائی حاصل کر کے ہمارے بارے میں چھان بین کریں،، آنے دو اندر،، انھیں اندر سے غائب کرنا ہے،، اور باہر سے تمام نشان مٹا دینا کہ وہ یہاں تک آئے تھے،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

،،اوکے سر

امن نے فون رکھا اور اپنے موبائل میں دیکھا۔

وہ میرے پیچھے چلے آئے ہوں گے،،وہ کچھ بھی کر کے مجھے خاموش کرنے کی ،،کوشش کریں گے،، مجھے اب کوئی نہیں بچا سکتا

وہ پھر رو پڑی۔

،،کچھ نہیں ہو گا بیٹا،،، بابر بچی کو سکیور کرو،، آج سے یہ تمھاری زمہ داری ہے

امن نے بابر کو کہا جو بغور چادر میں لپٹے کمزور لرزتے وجود کے گلابی پیروں کو ،،دیکھ رہا تھا

امن کی آواز پر بری طرح گڑبڑایا۔ اور زاویہ نگاہ بدل لیا۔

امن فورا اپنے موبائل میں دیکھتے وہاں سے نکلا تھا۔ وہ لوگ تیزی سے ہاسپٹل کی جانب بڑھ رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

عجیب مچھلی بازار ہے۔ اسے حیرت ہوئی۔ سایا بلکل سچ بول رہی تھی۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یہ مسلمانوں کی سوکالڈ ریاست ہے جہاں محافظ لٹیرے بنے پھر رہے تھے۔امن کے کان اب تک سائیں سائیں کر رہے تھے۔

کیا یہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ ارے مسلمان تو بہت دور کی بات ہے۔ وہ تو یہ سوچ رہا تھا کہ کیا یہ لوگ انسان بھی تھے کہ ہلکاؤ ہوئے کتوں کو کسی نے تھانے میں اکھٹے ایک ساتھ بند کر دیا ہو گا۔

امن کے قدم اب تیز تر ہو گئے تھے۔ کہ وہ غنڈے ہاسپٹل جانے کی بجائے پچھلی جانب کے بنے اپارٹمنٹس کی جانب بڑھ رہے تھے۔

اس نے فون پر ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔

معجزا جو کہ کلاس لے کر ابھی ابھی اپارٹمنٹ لوٹی تھی بے دلی سے اپنے کمرے میں آئی۔ بڑے پاپا لوگ سب جا چکے تھے۔ بڑے پاپا نے کہا تھا کہ

CLASSIC URDU MATERIAL

کسی ایمرجنسی کی وجہ ایک کیس کی ہیرنگ کے لیے انھیں وائیٹ پیلس جانا پڑ رہا ہے۔۔ وہ پھر سے اکیلی ہو گئی تھی۔۔ ابھی ڈھنگ سے شال بھی نا اتاری تھی کہ فون رنگ ہوا۔ ان ناؤن نمبر دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔ مگر فون یس کر کے کان کو لگا لیا۔

یس کون،،؟ اس نے پوچھا۔

جزا ،،،امن بات کر رہا ہوں،، اپنے روم کو لاک کر لو اور اپنے روم سے بلکل ،،، بھی باہر مت نکلنا

امن بات کرتا بہت تیزی سے اپارٹمنٹ جزا ٹرسٹ کے پچھلی جانب سے گھوم کر اپارٹمنٹ کی پچھلی طرف سے آگے بڑھ رہا تھا۔

کک،،، کیوں،،،، کیا ہوا ہے؟ معجزا کی گھگھی بندھ گئی۔

،،کچھ نہیں،، فون مت رکھنا،، روم لاک کرو

معجزا نے اس کی ہدایت پر جلدی سے کمرا لاک کیا۔ تبھی ڈھیر سارے قدموں کی دھمک اسے سنائی دی تھی۔ وہ بہت خوفزدہ ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن بجلی کی سی رفتار سے پچھلی کھڑکی سے اس کے کمرے میں کودا تھا۔ اپارٹمنٹ میں بیرونی دروازے سے وہ کافی سارے غنڈے اندر آئے تھے اور ان کے جزا کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے وہ جو اپنے کمرے کے بیچ و بیچ ہونق بنی کھڑی تھی اس کی پشت سے اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کر دوسرا ہونٹوں پر جمائے اس کے ساتھ ڈریسنگ میں گم ہوتا چلا گیا۔

ڈریسنگ میں اب وہ اسے لیے دم سادھ کر کھڑا تھا۔ یہ اچانک ہونے والا وہ حملہ تھا جو بلکل غیر متوقع تھا اور حملہ کرنے والے شاید بلکل بے خبر تھے کہ وہ کن سے الجھ رہے ہیں۔

خوف کے مارے معجزا کا سارا خون نچڑ کر جیسے چہرے پر آ چکا تھا۔)کیونکہ برسوں پہلے اس کی آواز کا یونہی گلا گھونٹا گیا تھا (امن نے اس کے لبوں پر ہاتھ جمائے اس کی آواز کا گلا گھونٹ رکھا تھا۔ وہ بری طرح جھٹپٹائی تھی۔ اور امن کے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھے۔ وہ جو باہر کی جانب متوجہ تھا اچانک اس معصوم سے حملے سے اب دل و جان سے اس کی جانب متوجہ ہوا۔ امن کا دل کانوں میں دھڑکا تھا ایک تو وہ گداز لب اس کی دسترس میں تھے دوسرا جو

CLASSICURDUMATERIAL

اس کے پہلو سے ہاتھ لپیٹ رکھا تھا امن کی دل کی دھڑکن بری طرح بےترتیب ہوئی تھی۔ ہاتھ پر ناخنوں سے پڑی خراشوں سے میٹھی سی جلن ہوئی تو جانے کیوں وہ اتنی پریشان کن صورتحال میں بھی گہرا مسکرا دیا۔ وہ بری طرح ڈسٹریکٹ ہوا تھا جو توجہ وہ اسے باہر دینی چاہیے تھی وہ دل و جان سے اپنے سینے سے لگے اس نازک وجود کی جانب متوجہ تھا۔

ہولے ہولے سماں چلتا ہے

بادلوں کا ٹولہ چلتا ہے

صدیوں پرانی ہے یہ کہانی

دیکھو نیا باب چلتا ہے

بجھتا ہوا دیپ جلتا

چاند تارے ہیں جو سارے راہوں میں ہمارے

کہکشاؤں سے بات آئی ہے برسوں سے تم ہو ہمارے

CLASSIC URDU MATERIAL

جی لوں یہ سارے پیارے پیارے پل

پی لوں یہ خوشیوں کے سارے جل

فضاؤں نے کیے اشارے

ہاں ہوا میں باورا

ہاں ہوا میں باورا

امن نے دانتوں تلے لب دبا کر ڈریسنگ کا دروازا زرا سا کھول کر دیکھا۔ وہ لوگ واپس لاونج میں چلے گئے تھے۔ اس نے اس بے جان سے وجود کو ادھر ہی بٹھایا۔

،،ہیے کچھ نہیں ہو گا،، جزا تم ادھر ہی بیٹھو گی،، باہر بلکل نہیں آؤ گی،، سمجھی ،،،اپنی آنکھیں بند کرو

امن نے سرگوشیوں میں اسے سمجھایا۔ اس نے لرزتے کانپتے اچھے بچوں کی طرح اپنی آنکھیں زور سے بھینچیں تو امن کے لب ایک مرتبہ پھر مسکرائے

CLASSIC URDU MATERIAL

تھے۔ مگر وہ یہ بھی تو نہیں چاہتا تھا کہ اب جو وہ کرنے جا رہا تھا وہ غلطی سے بھی کہیں جزا نا دیکھ لے۔ وہ ڈریسنگ سے باہر نکلا اور ڈریسنگ کو باہر سے لاک کر دیا۔ اس نے اپنے چہرے پر بلیک ماسک لگایا تھا۔ اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں اسکیلپل گھماتا وہ اس کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

کمرے سے باہر نکلا تو وہ جو چھ سے آٹھ دیو ہیکل غنڈے ادھر ادھر گھستے پھر رہے تھے ایک نوجوان کو کمرے سے نکلتے دیکھ اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

اے کون ہو تم،،ہمیں کسی سے کوئی لینا دینا نہیں،،مگر ہمیں وہ لڑکی چاہیے جو یہاں پناہ لینے آئی ہے زندہ یا مردہ،، بتاؤ کتنے پیسے لو گے اسے ہمارے حوالے ،،کرنے کہ یا مرو گے،،، ہمیں بس وہ لڑکی چاہیے

ان میں سے ان کا باس چلایا تھا۔

اور مجھے تم سب کی جان چاہیے،، اب یہ تم لوگ ڈیسائیڈ کر لو کے کتنا پٹنے کہ ،،بعد دو گے

CLASSIC URDU MATERIAL

امن اطمینان سے آ کر صوفے پر بیٹھا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر ان کی جانب دیکھا۔

لگتا ہے اس تل بھر کے چھوکرے کا دماغ خراب ہو گیا ہے،، رشید اس کے ،،ہوش ٹھکانے لگاؤ زرا

باس پھر حلق کے بل چلایا تھا۔

رشید نامی ہٹا کٹا آدمی امن کی جانب لپکا۔ امن نے تیزی سے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔ اور قریب آئے رشید کی جانب رخ کر کے اپنی ٹانگ ہوا میں لہرائی۔ امن کے جوتے کی نوک سے نکلنے والے بلیڈ نے رشید کا پیٹ چاک کر دیا تھا۔ وہ کٹے بکرے کی طرح زمین پر پڑا تڑپتا نظر آیا۔ خون کی ایک ندی لاونج میں بہہ گئی تھی۔ سایا کا تمام غم وغصہ وہ ان شیطانوں کو ابدی نیند سلا کر ٹھنڈا کرنے والا تھا تبھی چار اور غنڈے اس کی جانب لپکے تھے۔ مگر اسے صوفے سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نا ہلاتے خود کی کٹی گردنیں لیے زمین پر پڑے تڑپتے رہے۔ ایک غنڈہ اس کی جانب لپکا تو امن کے ایک وار سے وہ اس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

قدموں میں زمین پر گرا تھا۔ امن نے اتنی ہی تیزی سے اس کا سینا چاک کیا تھا۔

باس کا ماتھا اب اپنے آدمیوں کا حشر دیکھ کر پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

،،تمھیں تو ہم دیکھ لیں گے،، اے بھاگو یہاں سے

وہ بزدل اپنے ایک ساتھی کی جانب دیکھ کر چلایا اور دونوں باہر کی جانب لپکے۔

امن کی سائلنسر لگی پسٹل کی گولی نے باس کے سر میں سوراخ کیا تھا اور آخری بچے شیطان کے دل میں۔

،،،باسٹرڈز

کہتے وہ صوفے سے اٹھا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔

ہاں بابر،،، اپنے ساتھی لے کر اپارٹمنٹ پہنچو،، یہ گند یہاں سے صاف کرواؤ ،،اور ان کے ڈیڈ باڈیز صفحہ ہستی سے مٹا دو ،،

بول کر فون رکھا۔ اچھی طرح اپنا جائزہ لیا کہ کہیں خون تو نہیں لگا۔ جوتوں پر لگا تھا ۔ ٹشو باکس سے ٹشو لے کر وہ خون صاف کیا اور اس کے کمرے میں آ

CLASSIC URDU MATERIAL

کر کمرہ اندر سے لاک کر لیا۔ ڈریسنگ کی جانب دیکھا جو اس نے باہر سے لاک کیا تھا۔ وہ فورا ڈریسنگ تک آیا تھا۔ ڈریسنگ کھولا تو وہ ہنوز کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے ایک کونے میں دبکی بیٹھی کانپ رہی تھی۔

،،جزا کم ود می

امن نے اس کی کلائی پکڑی تو اس نے اس کی آواز سن کر جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

کک،، کیا ہوا ہے،،،؟

اسنے سہم کر ادھر ادھر دیکھا۔

کچھ نہیں،، اپارٹمنٹ میں چور گھس آیا تھا،، امن نے شوشا چھوڑا۔

کیا!!!!!؟؟ وہ بری طرح خوفزدہ ہوئی۔

تمھیں میرے ساتھ چلنا ہو گا جزاا ،، جب تک میں اپارٹمنٹ کا سکیورٹی سسٹم ،،،اور مضبوط نا کروا لوں،، ہمیں یہاں سے جانا ہو گا

امن نے نرمی سے کہا۔ اور اس کے کندھوں پر شال ڈالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کک کدھر،،، مجھے سمیع بابا یا بڑے پاپا کے پاس جانا ہے

وہ بچوں کی طرح رو دی تو امن نے بے بسی سے اپنے لب کچلے۔

باہر سے پھر قدموں کی آواز آئی تو وہ مزید سہم گئی۔ مگر یہ تو امن جانتا تھا کہ یہ بابر لوگ ہیں۔ اب اس کے پاس مزید کوئی چارہ نہیں تھا تبھی۔

،،چلو یہاں سے

امن نے اسے کلائی سے تھام کر کھڑکی کی جانب جاتے یوں ظاہر کیا کہ ان پر دوبارا حملہ ہوا ہے مگر سچ تو یہ تھا کہ وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ اندر ہوا خون خرابہ وہ دیکھے۔ پورا لاونج خون آلود ہو چکا تھا یوں جیسے وہاں اونٹ کے اونٹ ذبح کیے گئے ہوں۔

اب معجزا اس کے ساتھ بھاگی تھی۔ وہ کھڑکی سے ہی اس کے ساتھ پچھلی جانب کودا تھا۔ اس کی کلائی نرمی سے تھام رکھی تھی۔ معجزا خوف سے سفید پڑ گئی تھی۔ امن نے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور وہاں سے گاڑی نکالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن ، احان ، ماہ بیر بھری عدالت میں بیٹھے بے یقینی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔

حشمت راؤ اور مہارانی ایک جاندار فاتحانہ مسکراہٹ سمیت با عزت بری ہو چکے تھے۔ اور انھیں اس کیس میں بری طرح شکست ہوئی تھی۔ تمام ثبوت کا ان کے پاس توڑ موجود تھا اور گواہ سرے سے غائب تھے۔ اس قدر بری شکست ہوئی تھی اور یہ شکست انتہائی غیر متوقع تھی۔

وہ جانتے تھے فائل کی انفارمیشن لیک ہوئی تھی۔ ماہ بیر نے ارشن کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

،،،دیا،، ڈیڈ،، یہ سب دیا نے کیا

CLASSIC URDU MATERIAL

کہتے ارشن کا دل کیا خون کے آنسو روئے۔ ماہ بیر نے بے یقینی سے ارشن کی جانب دیکھا۔ وہ عدالت سے باہر آئے تو وہ لوگ طنزیہ سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنی اپنی گاڑیوں کی جانب جاتے مہارانی پاشا ابراہیم کے سامنے آئی تھی۔

ارے کیا ہوا ڈارلنگ منہ تو مت لٹکاؤ،، ابھی تک تو تم لوگو کو عادت ہو جانی ،،چاہیے تھی اس شکست کی،، ویسے بڈھے ہو کر بھی اب تک بہت چکنے کو ،،کہیں دل نا آجائے مہارانی کا تم پر

Ummmmaaaaahhhhh

انتہائی گھٹیا انداز میں کہتے مہارانی نے اپنے میک زدہ چہرے سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر)نوالہ منہ میں ڈالنے والے سٹائل میں آپس میں جوڑ کر (اپنے لب رکھے۔

اور ایک مرتبہ پھر سرگوشی میں کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے ایک بات بتاؤں آج بھی تم لوگوں کے لیے ایک سرپرائز تیار رکھا ہوا ہے ہم لوگوں نے،، جاؤ جا کر ایک مرتبہ پھر کوشش کرنا،، کیس کر کے جیتنے ،،کی،، جاؤ چکنے

مہارانی نے پاشا کی گال پر چٹکی بھرنا چاہی تو پاشا نے بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہا۔ مہارانی نے مکروہ قہقہہ لگاتے پہلے ہی اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اور قہقہے لگاتے گاڑی میں بیٹھ کر وہ لوگ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

احان جو کہ انسپیکٹر سے بات کر رہا تھا آئی جی پی دانیال چل کر اس تک آئے تھے۔

سر،،، احان الرٹ ہوا۔

تمھیں پتہ ہے جوان،، اسوقت میری جیب میں تمھارے گھر کے سرچ وارنٹس ،،ہیں

آئی جی پی نے سنجیدگی سے کہا۔

،،واٹ،،؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں سر آپ،، میں نے کیا کیا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

احان کے ماتھے پر بل آئے۔

آفیسر تم پر حشمت راؤ کی پوتی کو اغواء کرنے،، جبس بے جا میں رکھنے اور تشدد کرنے کی ایف آئی آر کٹوائی گئی ہے،، حشمت راؤ نے پوری اسمبلی ہلا ڈالی ہے اسی لیے مجھے ایکشن لیتے ہوئے آج تمھارے گھر آ کر دیکھنا پڑے گا،، تم میرے قابل آفیسر ہو تو تمھیں پہلے ہی آگاہ کرنا مناسب سمجھا،، ہم ،،آج تمھارے گھر کی تلاشی کے لیے آنے والے ہیں تو بی کیئر فل

آفیسر دانیال کہتے اپنی گاڑی کی جانب چلے گئے جب کہ احان کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے۔

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

سنا ہے شیر کا جب پیٹ بھر جائے ، تو وہ حملہ نہیں کرتا

درختوں کی گھنی چھاؤں میں ، جا کر لیٹ جاتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

ہوا کے تیز جھونکے جب درختوں کو ہلاتے ہیں

تو مینا اپنے بچے چھوڑ کر ، کوے کے انڈوں کو پروں سے تھام لیتی ہے

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

سنا ہے گھونسلے سے کوئی بچہ گر پڑے تو سارا جنگل جاگ جاتا ہے

سنا ہے جب کسی ندی کے پانی میں ، بیا کے گھونسلے کا گندمی سایہ لرزتا ہے

تو ندی کی روپہلی مچھلیاں ، اس کو پڑوسی مان لیتی ہیں

کوئی طوفان آجائے ، کوئی پل ٹوٹ جائے

کسی لکڑی کے تختے پر ، گلہری، سانپ ، بکری اور چیتا ساتھ ہوتے ہیں

خداوندا ، جلیل و معتبر ، دانا و بینا منصف و اکبر

مرے اس شہر میں ، اب جنگلوں ہی کا کوئی قانون نافز کر

مرے اس شہر میں ، اب جنگلوں ہی کا کوئی قانون نافز کر

سنا ہے جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

احان، ارشن ، خضر اور وہ سپر ایٹ بے یقینی سے اپنے سامنے پڑی لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔ غم وغصے سے دل پھٹے جا رہے تھے۔

وہ جو شیطان نما درندہ صفت مہارانی کہہ کر گئی تھی کہ تم لوگوں کے لیے مزید تحفہ بھیجیں گیں وہ لوگ۔۔

تو انھوں نے ایک مرتبہ پھر ایک لڑکی اور ایک خواجہ سرا کی لاش انھیں بھیجی تھی۔ پہلے سے بھی زیادہ ابتر حالت میں کہ ایک مرتبہ تو انھیں دیکھ ایکسکیوشنرز کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ کیا لوگ انسان کہلانے کے بھی لائق تھے جو انسانیت کو مسلسل داغدار کرتے انسانیت کی دھجیاں بکھیر رہے تھے۔

غم وغصے سے برا حال تھا۔ طیش و اشتعال سے رگیں پھٹنے کو تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں تقریباً دو تین گھنٹے ایک خاص میٹنگ جاری رہی تھی۔ تب سمیع خان نے آ کر اطلاع دی تھی کہ وائیٹ پیلس میں حشمت راؤ آئی جی پی پنجاب کے ساتھ آنے والا ہے۔

،،آپ لوگ میٹنگ جاری رکھیں اسے میں ہینڈل کر لوں گا

احان نے کہا اور سمیع خان کے ساتھ لاونج سے طویل ترین ڈرائیو وے پر آ کر رکا۔

پولیس کی گاڑیاں وائیٹ پیلس کے گیٹ کے اندر داخل ہوئیں تھیں۔ گاڑیوں سے نکل کر حشمت راؤ اور آئی جی پی دانیال باہر اس کے سامنے آئے تھے۔

،،آفیسر ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے ساتھ پھر پور کو آپریٹ کرو گے

آئی جی پی نے کہا۔

،،شیور سر

،،،ان کا کہنا ہے کہ تم نے ان کی پوتی کو اغوا کیا

CLASSIC URDU MATERIAL

آفیسر دانیال نے بغور احان کو دیکھا۔ جو بھسم کرنے والے انداز میں حشمت راؤ کو گھور رہا تھا۔

رونگ،، اس نے مجھ سے اپنی مرضی سے کورٹ میرج کی ہے،، احان نے اطمینان سے کہا۔

،،یہ جھوٹ بول رہا ہے،،اسنے شادی حال سے میری پوتی کو اغوا کیا تھا حشمت راؤ چلایا۔

اینی پروف،، احان نے سکون سے کہا۔

پورا شہر گواہ ہے،، وہ چلایا۔

،،تو کوئی تو گواہ لے کر آنا تھا ناں ساتھ

احان ماہر خان وائیٹ پیلس کے ڈرائیو وے پر اپنی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا خونخوار نگاہوں سے سامنے کھڑے درندے کو گھور رہا تھا۔ اس کے سامنے کافی پولیس فورس اور آئی جی پی اویس ملک بڑی شان سے کھڑے اپنے قابل آفیسر کے غصہ و طیش کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کہاں ہے میری پوتی،، اسے کہیں چپ چاپ اسے میرے حوالے کر دے،،اس دو ٹکے کے پولیس والے نے میری پوتی کو زبردستی حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے،، پتہ نہیں کیسے کیسے تشدد کرتا ہوگا اس پر،، اسے کہیں میری پوتی میرے حوالے کرے،،،

حشمت راؤ نے منہ سے جھاگ اڑائی۔

یہ نہیں لا رہا اسے تو کوئی بات نہیں،، میں خود ڈھونڈ نکالتا ہوں،، آج میں اپنی بچی کو اس عقوبت خانے سے نکال کر ہی دم لوں گا،،،

یہ بول کر حشمت راؤ کے قدم آگے بڑھے تھے جب احان ماہر خان کی شعلے اگلتی آواز سنائی دی۔

pigs یہ میرا گھر ہے آئی جی پی سر اور بہت پاک جگہ ہے یہ اسی لئے یہاں الاؤ نہیں ہیں،، انھیں کہیں اپنے قدم یہیں روک لیں نہیں تو اس عمر میں ان کی ٹانگوں کی گارنٹی نہیں دوں گا آپ کو،،

CLASSIC URDU MATERIAL

اس ہتک پر حشمت راؤ کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا تھا۔ اندر سے بھاگ کر آتی آساوری شاہ احان کے ان الفاظ پر، اپنے لاڈلے دادا کے لیے اتنی نفرت و حقارت پر اپنی جگہ ساکت رہ گئی

،،دیکھ رہے ہیں آپ یہ لڑکا کس قدر بدتمیز اور بدزبان ہے

حشمت راؤ خود کو پگ کہے جانے پر چلایا۔

تمیز سے بات کریں ڈی آئی جی آحان ماہر خان اور ان کی پوتی ان کے حوالے ،،کر دیں

آئی جی پی اویس ملک نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

وہ اب صرف ان کی پوتی نہیں ہے سر میری بیوی ہے، بالغ ہے اپنی مرضی سے مجھ سے شادی کی ہے،، خود اپنی مرضی سے یہاں رہ رہی ہے،، ابھی ،،آپ کو اپنے منہ سے بھی بتا دے گی،، وہ یہاں سے کہیں نہیں جائے گی

وہ پیچھے مڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جاؤ بنٹی اپنی بھابھی کو باہر لے کر آؤ ،، مگر مکمل ڈھانپ کر ،، اگر یہاں موجود کسی غیر مرد نے اس کا ایک بال بھی دیکھا تو یہیں سب کے سامنے زندہ جلا ،،،دوں گا اسے

وہ پھنکارا۔ آساوری جو داخلی دروازے کے پیچھے کھڑی تھی اس کی یہ باتیں یہ لہجے سن کر دہل گئی تھی۔ وہ خود کو مکمل طور پر چادر سے ڈھانپے باہر آئی تھی۔ حشمت راؤ نے اس دیکھ کر اپنی بانہیں وا کیں۔ آساوری بے چین ہو کر ان کی طرف لپکی مگر بیچ راستے احان نے اس کی کلائی تھامی تھی۔

،،اے چھوڑو اسے

حشمت راؤ چلایا۔

آساوری بتاؤ انھیں حقیقت کیا ہے،،؟

سر میں نے احان سے اپنی مرضی سے یہ نکاح کیا ہے،، میں ان کی بیوی ہوں ،،اور اپنی مرضی سے یہاں رہ رہی ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری کے الفاظ نے احان کو معتبر کیا تھا تبھی وہ حشمت راؤ کا دھواں دھواں چہرہ دیکھ کر طنزیہ مسکرایا۔

آساوری بیٹا اگر یہ بات ہے پھر بھی میرے ساتھ چلو تمھاری ماں تمھیں بہت یاد کر رہی ہے ،، بیمار بھی ہے،، ہم تمام معاملات دیکھ کر راؤ مینشن سے ،،تمھیں شان سے اور عزت سے رخصت کریں گے

حشمت راؤ نے فورا پینترا بدلا۔ احان کے ماتھے پر بل آئے۔

یہ کہیں نہیں جائے گی،، وہ دھاڑا۔

نہیں احان،، اگر یہ میرا سسرال ہے تو وہ میرا میکہ مجھے اپنی مما سے ملنا ،،ہے،، آپ میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے،، مجھے بابا کے ساتھ جانا ہے

آساوری کی ملتجی بھیگی آواز پر اس کے ماتھے پر بل آئے تھے۔

آساوری تمھارا اب راؤ مینشن سے کم از کم کوئی تعلق نہیں ہے جسے ملنا ہے وہ ،،یہیں آ کر مل لے تم کہیں نہیں جاؤ گی

احان کا لہجہ بے تاثر اور سرد تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے، یہ تو قید میں رکھنے والی بات ہوئی احان ،،میں بابا کے ساتھ لازمی جاؤں گی اور آپ مجھے روک نہیں سکتے

وہ اپنے ازلی ہٹ دھرم اور ضدی لہجے میں گویا ہوئی اور اپنی کلائی چھڑا کر حشمت راؤ کی جانب بڑھی۔

آساوری احان ماہر خان اگر آج تمھارے قدموں نے یہ دہلیز پار کی تو واپسی ناممکن ہو گی،، یہاں سے تمام کشتیاں جلا کر جانا تاکہ واپسی کا کوئی سوال ہی ،،،پیدا نا ہو

احان کے سرد و سپاٹ لہجے نے اس کے قدم اپنی جگہ پر منجمد کیے تھے۔ مگر حشمت راؤ نے چالاکی سے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا اور ٹسوے بہانے لگا۔

پھر احان بے یقین نگاہوں سے ایک کلیجہ چھلنی کر دینے والا نظارا دیکھا جب وہ نم آنکھیں لیے حشمت راؤ کے ساتھ وائیٹ پیلس کی دہلیز پار کر گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 35.....

CLASSIC URDU MATERIAL

عائشہ دبے پاؤں اس بڑے سے ہٹ کے چاروں اطراف گھوم پھر کر دیکھ آئی تھی۔ مگر یہاں چاروں اطراف جیسے گھنا جنگل تھا۔ مگر یہاں سے باہر نکلنے کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا۔ وہ اپنی بے بسی پر جل کڑھ کر رہ گئی۔ اور واپس آ گئی۔ بے دھیانی میں اندر آتے وہ ایک چٹانی سے وجود سے ٹکرا گئی۔ اس سے پہلے وہ اپنی بے وقوفی

سے زمین بوس ہوتی کسی نے مضبوطی سے اسے تھام لیا تھا۔ سر اٹھا کر دیکھا تو وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

سنبھل کر عاشی اب گر پڑتیں،،، داشاب کی گرفت اس قدر مضبوط تھی کہ وہ بری طرح کنفیوز ہوئی۔ اسے لئے سنبھل کر اس کی گرفت سے اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے۔

،،،میرا ہاتھ چھوڑو داشو

وہ گھبرائی۔

،،چھوڑنے کے لیے تو نہیں پکڑا

اس نے معنی خیزی سے کہتے اسکے خوبصورت چہرے پر جھولتی لٹ اپنی انگلی سے کان کے پیچھے کی تو اس بے قرار لمس پر عائشہ کلس کر رہ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کیا مطلب ہے تمھارا

عائشہ نے آئیبرو اچکائی۔

مطلب کے ہمارے نکاح کے بعد اب وائف ہو تم میری، تو تمھارا ہاتھ تو مجھے ہمیشہ تھامے رکھنا ہے،، چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،، بلکہ بڑے پاپا اور بڑی مما نے تو رخصتی بھی اسی وقت دے دی تھی جب اپنی مرضی سے تمھیں میرے ساتھ پاکستان سے روانہ کیا تھا،، اب بس ہمارے اس رشتے کی نئ شروعات ہونا ،،باقی ہے،، تم راضی ہو تو وہ بھی کر لیں

اس کی گوہر افشانیوں پر عائشہ منہ کھولے اسے گھورے گئ۔ جس کا علاج ان جنگلوں میں جانے کس طریقے سے کیا جا رہا تھا کہ وہ کب بچے سے اتنا بڑا ہوا پتہ ہی نہیں چلا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

عائشہ کو غش تو تب پڑا جب اس نے جھک کر ہلکے سے اس کے نیم وا نچلے لب کو اپنے ہونٹوں سے عقیدت و نرمی سے چھو لیا۔ عائشہ بھونچکا سی اسے دیکھے گئی۔ مگر اس نے لاپروائی سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

چلو مما بلا رہی ہیں،، آج میرے ساتھ ساتھ وہ اپنی بہو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا چاہتی ہیں،،

وہ بات کرتا کرتا اسے لئے کچن میں چلا آیا۔ جہاں وہ سوبر سی گورجئیس لیڈی ہمیشہ کی طرح نرمی و محبت سے ان کی جانب دیکھ رہیں تھیں۔

آؤ بیٹا،، کھانا کھاؤ،،

CLASSIC URDU MATERIAL

عائشہ خاموشی سے داشاب کے ساتھ اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ وہ دونوں ماں بیٹے آپس میں باتوں میں مگن رہے۔ وہ آنٹی اسی مہربان سی مسکراہٹ کے ساتھ انھیں کھانا کھلاتی رہیں۔

وہ لوگ کھانا کھا چکے تو داشاب اپنی جگہ سے اٹھا۔

عاشی میری کافی کا مگ میرے روم میں لے آنا پلیز،، مجھے کچھ کام ،،ہے ، اپنے روم میں جا رہا ہوں

وہ بول کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ عائشہ نے پہلو بدلا۔ پھر آخر آج صبر کا پیمانہ لبریز ہو ہی گیا۔

آنٹی پلیز بتا دیجیے میرے ممی پاپا کدھر ہیں،،؟ آپ کون ہیں،،؟ ہمیں یہاں کیوں رکھا گیا ہے،،؟ ہم کہاں ہیں،،؟ داشاب سے آپ کا کیا رشتہ ہے،،؟ وہ تو میرے مرحوم چچا چچی کا بیٹا ہے جو کہ ،،وفات پا چکے ہیں،، تو وہ آپ کو مما کیوں بولتا ہے،، پلیز بتا دیں

CLASSIC URDU MATERIAL

عائشہ نے ان کا ہاتھ تھام کر انھیں منت بھرے لہجے میں پوچھا۔

فوزیہ نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔

چلو تمھیں ایک کہانی سناتی ہوں،، ایک لڑکی ہوا کرتی تھی جو اپنے شریف ماں باپ کی عزت اپنے پیروں تلے روندتے، نیلام کر کے ایک شخص کے ساتھ رات کی تاریکی میں بھاگ نکلی،، جس نے ماں باپ کا دل دکھایا اس نے کبھی سکھ نہیں پایا،، تو وہ شخص بروں سے بھی زیادہ برا نکلا،، شرابی، نشئی جواری،، وہ لڑکی غربت ،تنگ دستی کی چکی میں پستی حاملہ ہوئی تو چھپ چھپا کر چیک اپ کے بعد ،،اسے پتہ چلا کے اس کے ہاں تو جڑواں بیٹے پیدا ہونے والے ہیں دن رات اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے وہ خیر خیریت سے بچوں کی پیدائش کی دعائیں مانگنے لگی،، آخر وہ دن آ گیا،، اس کا شوہر اسے بہلا پھسلا کر ہسپتال لے گیا،، جہاں بچوں کی پیدائش ہوئی،، ادھر

CLASSICURDUMATERIAL

ہی ایک اور امیر کبیر جوڑا بچے کی پیدائش کے لیے آیا ہوا تھا،، ان کا بچہ مردہ پیدا ہوا تھا،، اس امیر شخص کی بیوی دل کی مریضہ تھی شاید،، مردہ بچے کا سنتی تو مر جاتی،، تب اس لڑکی کے شوہر نے اس امیر آدمی کو اس کا ایک بچہ فروخت کر دیا ہو گا،، کیونکہ اس کے بعد اس کے پاس کافی سارے پیسے آ گئے تھے،، اور اس زلیل انسان نے اپنی بیوی پر یہ ظاہر کیا کہ ان کے ہاں ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے حالانکہ وہ تو حقیقت جانتی تھی،، مگر کیا کرتی،صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی،، اسے بھی ایک آزمائش سمجھ کر ایک بیٹے کو لے کر گھر آ گئی،، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ کم از ایک بیٹا تو اس کے پاس ہے ،، جانتی ہو وہ لڑکی کون تھی،،؟

فوزیہ نے اس کی جانب دیکھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ میں تھی،، بچہ فروخت کرنے والا شخص میرا مرحوم شوہر سہیل تھا،، بچہ خریدنے والا شخص تمھارا چچا ہو گا،، شاید میری ہر آزمائش پوری ہو چکی ہے تبھی میرا وہ بیٹا جو میرے پاس ہے ساحر وہ پاکستان گیا، داشاب کو پہلی نظر میں دیکھتے ہی اس نے سب سے پہلا کام ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کا کیا تھا،، ساحر یہ دیکھ کر حیران ہوا تھا کہ ڈی این اے ٹیسٹ سو فیصد میچ کرتا تھا،، تب اس نے مجھے بتایا تو میں نے اسے تمام حقیقت بتا دی،، تمھارے والدین شاید کسی وجہ سے داشاب کی جان لینا چاہتے تھے،، اور ساحر کی عادت ہے وہ اپنی چیز پر کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کرتا تو اپنے سگے جڑواں بھائی کو کیسے مرنے دیتا،، جس دن تمھارے گھر میں ہنگامہ آرائی ہوئی اور تمھیں پتہ چلا کہ ساحر نقلی داشاب ہے تو تم نے کافی ہنگامہ مچایا،، تب ساحر کو پتہ چلا کہ تم داشاب کے لیے

CLASSICURDUMATERIAL

کس قدر مخلص ہو،، اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانے دیتی،، تو داشاب کے ساتھ تمھارا نکاح کروا کر اس نے تم دونوں کو میرے پاس بھیج دیا،، تمھارے ماں باپ ساحر کے پاس ہوں گے،، اور ساحر نے یقیناً تمھاری وجہ سے ان سے نرمی برتتے ہوئے انھیں زندہ چھوڑ دیا ہو گا،، نہیں تو اس کے بھائی کا یہ حشر کرنے والوں کو وہ زندہ زمین میں گاڑھ چکا ہوتا،، ماشاءاللہ جیسے ساحر نے داشاب کا علاج کروایا ہے نتیجہ تمھارے سامنے ہے کہ وہ اب مکمل صحت یاب ہو چکا ہے،، تم سب کچھ بھول کر اپنی زندگی کی نئ شروعات ،،کر سکتی ہو،، سب کچھ بھول جاؤ اللہ تعالیٰ سب بہتر کرے گا

،،نہیں آنٹی،، میں کچھ بھی نہیں بھول سکتی

عائشہ بے تحاشا بے چین ہو کر اپنی جگہ سے اٹھی تو فوزیہ بیگم حیران ہوئیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ آپ کا بیٹا ساحر ہے تو میری دوست کے پاس کیا کر رہا ہے ؟ وہ فلزہ ہے وہ لوگ پاکستان میں جنھیں انصاف نہیں ملتا ان کو انصاف دلاتے ہیں،،وہ لوگ بلا تفریق ہر کسی کی مدد کرتے ہیں،، آپ کے ،،بیٹے ساحر نے میری دوست کے ساتھ نکاح کیا ہے داشاب بن کر کیوں؟ اور کس مقصد کے تحت،،؟ وہ داشاب بن کر اب تک فلزہ ،،،،،،،،کے پاس کیوں ہے،،؟ اور

ایک منٹ ،، ایک منٹ،، تم نے ابھی کیا کہا؟

فوزیہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے۔

کیا،، عائشہ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی۔

تم نے ابھی کہا کہ ساحر نے داشاب بن کر تمھاری دوست سے نکاح کیا،، ایسا ہی کہا ناں تم نے،، اور کیا یہ سچ ہے،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

فوزیہ بیگم پر شادی مرگ جیسی کیفیت طاری ہوئی۔

جی ایسا ہی ہوا ہے میری دوست نے اسے داشاب سمجھ کر اس کی زندگی بچانے کی خاطر میرے کہنے پر اس سے نکاح کیا ہے،، اگر میری دوست کو کوئی نقصان پہنچا تو میں آپ سب کو اور اپنے آپ ،،کو کبھی معاف نہیں کروں گی

عائشہ روہانسی ہو کر رو ہی پڑی اور اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

فوزیہ جو خوشی سے پاگل ہو رہی تھی کچھ فکر مند بھی ہوئی مگر اب اس سے بات کرنا بھی ضروری تھا وہ ہٹ کے باہر کی جانب چل دی۔

عائشہ صوفے پر لیٹی سسک رہی تھی۔ کیا مصیبت تھی یہ تو وہ والا حساب ہو گیا تھا کہ آسمان سے گرے اور کھجور میں اٹکے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اگر مما پاپا کی طرف سے کچھ سکون آیا تھا تو وہ خود اس پراسرار اور عجیب جگہ پر پھنس گئی تھی فلزہ کی پریشانی تھی سو وہ الگ۔

اب کیا کرے۔ یہی سوچ سوچ کر دماغ ماؤف ہوا جا رہا تھا۔

،،،،،،،،عاشی،،،،،،، عاشی

جھنجھلاہٹ بھری آواز پر وہ گڑبڑائی۔ ایک اس محترم کے رنگ ڈھنگ اور تیور بھی تو پوری طرح بدل گئے تھے۔ آخر ڈاکٹرز اور گارڈز کی ایک فوج ہر وقت اسے جیسے ہاتھوں پر اٹھائے رکھتی تھی۔ اس کی اس قدر فزیکل اور مینٹل کیئر کی جا رہی تھی کہ اس نے بہت جلد ریکور کیا تھا۔

وہ دھڑلے سے کمرے کے اندر آیا تھا۔

،،،میں نے تمہیں کہا تھا کہ میرے لیے کافی لے کر روم میں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسے روتا دیکھ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر چونکا تھا۔

کیا ہوا عاشی،،؟ رو کیوں رہی ہو،،؟

وہ صوفے پر اس کے قریب آ کر بیٹھا تھا۔

،،کچھ نہیں،، اور تمھیں کیا میں روؤں یا ہنسوں

وہ جھلائی۔ داشاب گہرا مسکرایا۔

ساری زندگی تم اس فکر میں گھلتی رہیں کہ میں مسکراتا رہوں اور ٹھیک رہوں،، میرے لیے تو تم نے اپنے سگے والدین تک سے بغاوت کر دی تھی،، اب یہی زمہ داری میں نبھانا چاہتا ہوں کہ ساری زندگی تمھیں خوش رکھوں،، میرے دل میں تمھارے خلوص کے لیے اس قدر عزت اور چاہت ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں

،،،عائشہ

CLASSIC URDU MATERIAL

داشاب نے اس کا سرد ہاتھ اپنے حدت بھرے ہاتھ میں بھرتے بوجھل سے لہجے میں کہا تو عائشہ کا ماتھا پسینے سے تر ہو گیا۔

،،میں کافی لاتی ہوں

گھبرا کر نگاہیں چراتے اس نے اٹھ کر جانا چاہا۔ لیکن اس نے اس کا ہاتھ اپنی آہنی گرفت سے آزاد نہیں کیا۔

،،مجھے اب کافی نہیں پینی،، مجھے اب پنک ٹی پینی ہے

اس نے اس کے گلابی لبوں کی جانب دیکھتے معنی خیزی سے کہا تو عائشہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

،، دیکھو داشوو،، کوئی فضول گوئی نہیں میرے ساتھ،، تنگ مت کرو

،،چھوڑو میرا ہاتھ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کی جانب انگلی اٹھا کر وارننگ دینے والے انداز میں بولی تو وہ ہلکا سا قہقہ لگا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

تنگ تو ویسے کر سکتا ہوں،، ابھی نہیں بعد میں سہی،، چلو میری پیاری سی عاشی کا موڈ خوشگوار کرنے کے لیے ہم باہر لان میں چلتے ،،،ہیں

پھر اس کے اصرار کرنے پر وہ اس کے ساتھ کمرے سے باہر چلی گئی۔

گاڑی مصروف سی شاہراہوں پر رواں دواں تھی۔ وہ کھڑکی سے لگی بیٹھی بری طرح اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ امن اس کی بے چینی

CLASSIC URDU MATERIAL

نوٹ کرتا رہا۔ مگر ایک دل کی منہ زور خواہش تھی جو وہ چاہتا تھا کبھی تو پوری ہو۔ قبولیت کی گھڑی تھی شاید۔

ہم کہاں جا رہے ہیں،،؟

آخر کار معجزا نے اسے خود سے مخاطب کر ہی لیا۔

،،،فلزہ آپی کی طرف

امن نے مختصر سا جواب دیا۔ گاڑی ایک بہت ہی بڑے سے بنگلے کے پورچ میں رکی تھی۔ ان کے گاڑی کے پیچھے ہی فلزہ کی گاڑی آ کر پورچ میں رکی تھی۔

فلزہ جسے پہلے ہی ان کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی گاڑی سے اتر کر ان کی جانب آئی۔

،،اسلام وعلیکم،، کیسی ہیں آپی

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے امن کا ماتھا چوما۔

،،،بلکل فٹ،، تم کیسے ہو ہینڈسم ڈاکٹر

،،،زبردست

فلزہ انھیں ایک ساتھ دیکھ کر بے حد خوش تھی۔

،،تم کیسی ہو معجزا

،،میں بلکل ٹھیک آپی

چلو اندر چلو،،، فلزہ انھیں لے کر اندر آئی۔

،،ریلیکس ہو کر بیٹھو معجزا

فلزہ نے اسے کہا۔ اب امن اور فلزہ آپس میں اپنے کوڈ ورڈز میں باتیں کرنے لگے جو کم از کم معجزا کے تو سر پر سے گزر رہیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

انھوں نے کچھ دیر آرام کیا۔ فلزہ معجزا کو ایک روم میں چھوڑ گئی۔ جہاں وہ سکون سے لیٹ کر سو گئی۔ امن اور فلزہ سٹڈی میں چلے گئے اور آج کے کیس اور ان کے بنائے گئے اگلے بیک اپ پلین کے بارے میں سب ڈسکس کرتے رہے۔

رات کے دس بجے کا وقت تھا۔ پھر وہاں داشاب چلا آیا۔ جو کل سے ہی فلزہ سے سخت ناراض تھا۔ اب بھی منہ پھولا ہوا تھا۔ اسی لئے کل سے اپنے کمرے میں بند تھا۔

،،ہائے ایوری ون

اس نے سنجیدگی سے کہا۔

،،،،ہائے داشاب

امن نے اس سے ہاتھ ملایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نیلی آنکھوں نے بھسم کر دینے والے انداز میں اسے ایک جواں سالہ مرد کے ساتھ جڑ کر بیٹھے دیکھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتا میڈ نے کھانا لگانے کا بتایا۔

امن تم معجزا کو کھانے کے لیے بلا کر لاؤ میں کچن میں دیکھتی ،،ہوں

،،جی آپی،، میں آتا ہوں

اس کے منہ سے آپی سن کر ہی اس کے ماتھے کہ بل غائب ہوئے تھے۔ فلزہ نے اسے دیکھا۔ وہ اپنے ٹیڈی بیئر کی جانب متوجہ ہو گیا۔ فلزہ خاموشی سے کچن میں چلی گئی۔

امن کمرے میں آیا تو وہ فریش سی صوفے پر بیٹھی فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،جی بڑے پاپا،، میں ٹھیک ہوں مگر

شاید اس کی بات کاٹی گئی تھی وہ جھلائی۔

،اوکے

،،اوکے

اس نے فون رکھا۔ اور آہٹ پر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

،،،آپی کھانے پر بلا رہی ہیں

امن نے کہا تو وہ اٹھ کر اس کے پہلو سے گزرتی باہر چلی گئی۔

امن اس کے پیچھے آیا۔ وہ کچن میں ایک ساتھ داخل ہوئے تھے۔

فلزہ اور داشاب پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ امن بیٹھا۔ اب معجزا کنفیوز تھی کہ وہ کہاں بیٹھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا بات ہے معجزا بیٹھو،، امن کے ساتھ بیٹھو،، تم، دونوں ایک ،،دوسرے کے ساتھ ہی اچھے لگتے ہو

فلزہ نے کہا تو معجزا کو اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھنا پڑا۔

،،،یہ انوسنٹ سی فیری کون ہے امن

داشو نے اچانک پوچھا تو امن نے ایک محبت بھری نگاہ اپنے پہلو میں اس جھکے ہوئے سر پر ڈالی۔

،،یہ امن کی فیری ہے داشو،، اس کی وائف ہے

فلزہ نے داشاب کو مخاطب کیا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور سب کھانا کھانے لگے۔

کھانے کے بعد فلزہ معجزا سے کئی چھوٹی موٹی باتیں کرتی رہی۔ گرما گرم کافی پی کر فلزہ امن سے مخاطب ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم دونوں اب آرام کرو،، ویسے بھی تم بول رہے تھے تمھارے سر میں درد ہے تو جاؤ اپنے روم میں،، مجھے پتہ چلا کہ تم دونوں میں بہت کچھ بہتر ہو چکا ہے تو اب ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہیے،، اب جب کہ یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کی جانب قدم آگے بڑھانے چاہیں، اسی لئے ہی میں نے تم دونوں کا ،،ایک ہی روم سیٹ کروایا ہے

فلزہ کو لگی لپٹی رکھنا آتا ہی نہیں تھا۔ معجزا نے بری طرح پہلو بدلا تھا۔ امن نے فلزہ کی جانب ملتجی نگاہوں سے دیکھا۔

،،،،لیکن آپی

،، لیکن ویکن کچھ نہیں،،، جاؤ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ حکمیہ لہجے میں اسے گھورتی ہوئی بولی تو امن کو روم کی جانب قدم بڑھانے پڑے۔ فلزہ کی سخت گیر نگاہوں سے خائف وہ بھی دھیمے قدموں سے اس کے پیچھے چل دی۔

معجزا کمرے میں داخل ہوئی تو وہ دروازے پر ہی کھڑا تھا۔ معجزا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ڈور لاک کر گیا۔

امن نے ایک نظر اسے دیکھا جو خوف سے سہمی ہوئی بلکل سفید پڑ چکی تھی۔ پورا وجود ہلکے ہلکے لرز رہا تھا۔

،،تم یہاں پر سکون ہو کر لیٹ جاؤ جزا،، میں باہر بالکونی میں ہوں ،،تم چاہو تو اندر سے بالکونی والا ڈور لاک کر سکتی ہو

معجزا نے حیرت سے پھیلی ہوئی نگاہوں سے زرا سا مڑ کر اس کی پیٹھ کو دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے دھیمے سے کہا اور دروازہ کھول کر بالکونی میں نکل گیا۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے وہ باہر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور آنکھیں موند لیں۔

فلزہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ صوفے پر بیٹھا موبائل فون میں شاید گیم کھیل رہا تھا۔ وہ آ کر اس کے سر پر سوار ہوئی۔ وہ مسلسل اسے اگنور کر رہا تھا۔

اب بتاؤ گے یہ سڑے بینگن جیسا منہ کیوں بنا رکھا ہے۔ کیا ہوا ہے ،،؟ کیوں ناراض ہو،،

فلزہ اب بھی اس کا اٹیٹیوڈ دیکھ کر تلملائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کچھ نہیں ہے زی جاؤ اپنے روم میں،، مجھے ڈسٹرب مت کرو

وہ بیزار سے لہجے میں بولا تو فلزہ کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔

ٹھیک ہے،، جا رہی ہوں میں اپنے کام کے سلسلے میں،، جانے کتنے دن لگ جائیں،،، پتہ نہیں واپس آؤں بھی کہ نہیں تم رہو اپنے اس سو کالڈ موبائل کے ساتھ اور بعد میں ان دیواروں سے اپنا سر ،،،ٹکرانا

فلزہ کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی بلند ہوتی آخر میں بھرا گئی۔ وہ تن فن کرتی وہاں سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

جسے سنا کر آئی تھی وہ اس کے اس اعلان سے سر تا پا جھلس کر انگاروں پر لوٹ گیا تھا۔ تبھی دندناتا اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کمرے میں آیا تو وہ چھوٹے سے سفری بیگ میں اپنا سامان اور کچھ خاص قسم کے کپڑے رکھ رہی تھی۔ فلزہ دیکھ چکی تھی کہ وہ آ گیا ہے مگر اسے نظر انداز کیے بیگ میں کپڑے اور سامان رکھتی رہی۔

سامنے والا غم وغصے سے پاگل ہوا تھا جیسے تبھی آگے بڑھ کر وہ بیگ اٹھا کر ایک دھماکے سے دیوار سے دے مارا تھا۔)آج ڈر تھا (کہ کہیں اس طیش میں خود کو عیاں ہی نا کر بیٹھے

داشوو ،،، یہ کیا بی ہیوئیر ہے،،؟

فلزہ چلائی تھی۔

،،کس سے پوچھ کر جا رہی ہو زی مجھ سے پوچھا تم نے

اس کے یوں بری طرح دانت پیس کر پوچھے گئے جملے پر فلزہ ورطہ حیرت میں ڈوب گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پہلے میں کس سے پوچھ کر جاتی تھی،،؟

فلزہ نے اسے گھورا۔

پہلے میں ٹھیک نہیں تھا،، اب ٹھیک ہوں،، تو اب تم جہاں بھی جاؤ ،،گی مجھ سے پوچھ کر مجھے بتا کر جاؤ گی

دو ٹوک لہجہ تھا۔

فلزہ نے اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حیرت سے اپنی آنکھیں سکیڑیں۔

بحث مت کرو داشوو،، مجھے ضروری کام ہے،، اگر ضروری نا ہوتا تو ،،نہیں جاتی

فلزہ نے سنجیدگی سے کہتے اس کے قریب سے گزر کر بیگ اٹھانا چاہا جب اس نے کسی چیل کی طرح اس کا بازو دبوچا تھا۔ اور اسکی

CLASSIC URDU MATERIAL

اس قدر سخت گرفت پر فلزہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں کچھ گہرے راز تھے کچھ ایسے راز جنہیں وہ چھپائے بیٹھا تھا ان راز تک رسائی مشکل تھی آنکھوں میں پراسراریت اور محبت اور عشق اور نفرت کے ملے جلے جذبات تھے جسے وہ پہچان نہیں پا رہی تھی۔۔

داشو لیو می یہ کیا حرکت ہے تم دن با دن بدتمیز اور اپنی حد سے بڑھتے جا رہے ہو،،

اونہہ۔۔۔ !!نو زی ڈارلنگ نو پہلے میرا مائنڈ کچھ سیکھ نہیں پاتا تھا،، میں بچہ تھا مگر میری میڈیسن اور تمھاری بے تحاشا کیئر سے میں ٹھیک ہو رہا ہوں زی ، بلکہ ہو گیا ہوں تو اب مجھے تمھاری فکر ہوتی ہے،،

CLASSICURDUMATERIAL

اہاں۔۔ !!!داشو بےبی،،، مجھے خوشی ہے کہ تم ٹھیک ہو رہے ہو پر تم مجھے اپنا پابند نہیں کرسکتے کیونکہ مجھے پابند ہونا نہیں پسند،، ویسے بھی میری جاب ایسی ہے کہ مجھے جانا پڑتا ہے،، پلیز بےبی سمجھنے کی ،،کوشش کرو

ساحر کو تو اسکا یوں نزدیک ہونا سکون بخش رہا تھا متژاد اسکے نازک بدن کی خوشبو اس کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی وہ بری طرح ڈسٹریکٹ ہو رہا تھا جبھی اس کی کمر پر ایک دفعہ دوبارہ اپنی گرفت بڑھاتا اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے خطرناک انداز میں بولا۔

میں ہبی ہوں زی ڈارلنگ تمھارا اور تمھیں میرا پابند ہونا ہے ہر حال میں،، تم بھی یہ سمجھ لو۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ پر آج حیرت در حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے اتنی طاقت اور یہ سب الفاظ !انسان جیسے بھی بہتری کی طرف آتا ہے اسکا مائنڈ چینج ہوتا ہے تبدیلیاں ضرور آتی ہیں مگر اس قدر نہیں کہ وہ اتنا طاقت ور اور اتنا ذہنی طور پر تندرست ہو جائے کہ سب سمجھ آئے ہر رشتے کہ بنیاد سمجھ جائے۔۔

فلزہ اب ٹھٹکی تھی بری طرح ٹھٹکی تھی وہ ایکسیکوشنر تھی لیڈی ایکسیکوشنر وہ جو ایک اشارے سے ہزار باتیں سمجھ جاتی تھی وہ جو ہر وقت الرٹ رہتی تھی وہ جن کے باپ دادا اور وہ دنیا چلاتے تھے کیا انہین بدھو یا پاگل بنانا آسان تھا؟

مانا انسان محبت میں اندھا ہوکر کچھ بھی کر جاتا ہے ، نہیں پہچان پاتا ، پر سب کب تک چھپتا ہے۔ وہ الرٹ ہوچکی تھی اسے یاد آیا دیا کا اغوا ہونا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن اور معجزہ میں وہ سب ہونا پچھلا سب یاد کر کے اب وہ گھبرائی تھی مگر اس سب کا داشو سے کیا تعلق؟

اسے تو وہ بچپن سے جانتی تھی۔ یہی تو تھا جس کو بچپن سے اس نے اپنا دوست سمجھتا تھا۔ وہ کافی سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارتی تھی۔ وہ تو معصوم تھا۔ اس کی حرکتوں پر وہ ہنسا کرتی تھی۔ بہت انجوائے کیا کرتی تھی۔ وہ اکثر اسے پارک میں لے کر گھوما کرتی۔ اسے پروٹیکٹ کرتی۔ اس پر تو شک کیا جا ہی نہیں سکتا تھا۔

تو وہ کیا تھا جو وہ مس کر رہی تھی۔؟

اسے یاد آیا کچھ لوگ اس کے گھر میں گھسے تھے وہ بیہوش ہوگئی تھی تو کیا کہیں وہی اس دن والا دشمن کچھ بھی ہوسکتا تھا کچھ بھی اسکے چہرے پر فیس ماسک بھی تو ہوسکتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اگر انھوں نے داشو کو کہیں چھپا دیا ہو اور یہ وہی اس دن والا (ماسک مین ہو،؟

فلزہ گھبرائی تھی مگر فورا خود کو کمپوز کرتی اب زہانت سے مسکراتی اسکے چہرے کے قریب ہوکر اسکی چن کے نیچے ہاتھ رکھا تھا کہ اسے محسوس نا ہو۔۔ کان کی لو سے لے کر چن پہ ہوتے ہوئے شہادت کی نرم ملائم انگلی گردن تک گئی اور اس جان لیوا لمس نے اسکے جسم میں کرنٹ کی لہر دوڑا دی تھی۔

مگر وہ بھی حیوان تھا حیوان اسکی چلاکی سمجھ کر دل ہی دل میں (عش عش کر اٹھا

ایک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

CLASSICURDUMATERIAL

مگر وہی فلزہ نے سکھ کا سانس لیا فیس ماسک جیسی کوئی چیز بھی) اسکے چہرے پر نہیں تھی .صد فیصد یہ اس کا داشو تھا جو بہت عجیب (ہو رہا تھا

تو پھر یہ سب کیا تھا ایسا نہیں تھا وہ آرام سے بیٹھنے والی تھی اسکی طاقت اسکی باتوں نے اسے بری طرح ڈسٹریکٹ کیا تھا اب وہ آرام سے بیٹھنے والی نہیں تھی ساحر سمجھ گیا تھا وہ اسکی آنکھوں سے اسکے دل کا حال پڑھ گیا تھا جبھی اسکے انگلی پھرنے پر بچوں کی طرح دوبارہ کھکھلا دیا تھا۔۔

،،اہہہ زی کتنا مزہ آیا گدگدی ہوئی،، دوبارہ کرو

فلزہ نے اسے دیکھا ابھی کچھ دیر پہلے وہ کیا تھا اب کیا تھا وہ بری طرح الجھ گئ تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کرو نا زی اور اپنے داشوو کو کس بھی کرو پھر جہاں مرضی جاؤ،، پر ،،پرامس کرو جلدی آؤ گی

فلزہ نے واپس اسے اپنی ٹون میں آتے دیکھ سکھ کا سانس لیا تھا۔ بہرحال اسے جانا تھا۔ تبھی فلزہ نے اسکا گال چوما اور اسے کافی دیر تک سمجھاتی رہی۔ اس بیڈ پر لٹا کر کمفرٹر اس کے اوپر دیا۔اب وہ اس کے سونے کا انتظار کرنے لگی۔ کہ وہ سوئے اور وہ اپنے مشن پر روانہ ہو۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھنڈی ٹھار یخ بستہ ہواؤں کے بیچ امن بالکونی کی دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔

اندر وہ کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی۔ نیند آنکھوں سے میلوں دور تھی۔ بے چینی حد سے سوا تھی۔ آخر کار وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ شال کندھوں پر ڈالی۔ اور دھیمے قدموں سے چلتی کھڑکی تک آئی تھی۔

پھر اس نے اپنی پوری کوشش کی تھی کہ وہ بغیر آواز کے کھڑکی کھول لے۔

مگر باہر جلاد تھا جس کی قوت سماعت اس کی سوچ سے بھی زیادہ تیز تھی۔ کھڑکی پر اس کی موجودگی محسوس کر کے امن کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ یہ سزا بہت میٹھی تھی۔ پیاری تھی۔ ایک نشے کی طرح سرور بخشتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پیار ہے یا سزا

اے میرے دل بتا

ٹوٹتا کیوں نہیں درد کا سلسلہ

اس پیار میں ہوں کیسے کیسے امتحاں

یہ پیار لکھے کیسی کیسی داستاں

یا ربا دے دے کوئی جان بھی اگر

دلبر پہ ہو نہ دلبر پہ ہو نہ کوئی اثر

کیسا ہے سفر وفا کی منزل کا

نہ ہے کوئی حل دلوں کی مشکل کا

دھڑکن دھڑکن بکھری رنجشیں

سانسیں سانسیں ٹوٹی بندشیں

CLASSIC URDU MATERIAL

کہیں تو ہر لمحہ ہونٹوں پر فریاد ہے

کسی کی دنیا چاہت میں برباد ہے

یا ربا دے دے کوئی جان بھی اگر

دلبر پہ ہو نہ دلبر پہ ہو نہ کوئی اثر

معجزا نے کھڑکی کھولی تو ٹھنڈ کے احساس سے اس کے جسم میں ایک پھریری سی دوڑ گئی۔ اسے جھرجھری آئی تھی۔

کس قدر ملامت والا احساس تھا کہ وہ نرم گرم بستر پر سو جاتی اور اس کی وجہ سے کوئی ساری رات ٹھنڈ میں ٹھٹھرتا۔ اس کے ضمیر نے اس پر ملامت بھیجی۔ وہ بے چین ہو گئی۔)یہ کیا احساس تھا یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی (مگر اب نا چاہتے ہوئے بھی اس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

دھیان کی سوئیاں اسی پر اٹکی ہوئیں تھیں۔ وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگی۔

پھر جب کچھ بھی نہیں سوجھا تو جھٹکے سے بالکونی کا دروازا کھول کر دندناتی باہر آئی تھی۔ امن چونکا تھا۔ اور دھیمے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

،،آپ نے اس ٹھنڈ میں کیا میرے سر ہو کر مرنا ہے

بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔

)کاش وہ کہہ پاتا نہیں، بس صرف اور صرف تم پر مرنا ہے (امن کے دل کی کلی چٹخی تھی۔ آج وہ اسے خود سے مخاطب کر رہی تھی۔ مگر اسے اس کا بھی خیال تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مجھے کچھ نہیں ہو گا جزا،، تم کمفرٹیبل رہو اور بلا جھجھک جا کر سو جاؤ

،،

نرمی سے کہا گیا۔

بہت شکریہ،، مہربانی،، میں ایسے کمفرٹیبل ہو ہی نہیں سکتی،، آپ اندر آ سکتے ہیں،، وہ کہہ کر مڑی مگر جاتے جاتے پلٹی۔ "کیونکہ مجھے ،،،اپنی حفاظت کرنا آتی ہے

اس نے سرد سے لہجے میں کہا تھا۔ امن کے سینے میں چھن سے کوئی چیز ٹوٹی۔۔ وہ اب مردہ سے قدم اٹھاتا کمرے کے اندر آیا۔ بالکونی کا دروازہ لاک کیا۔پردے درست کیے۔ اور سنجیدہ سا کشادہ صوفے پر آ کر بیٹھا۔ معجزا بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھی خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے موبائل میں شاید کوئی گیم کھیل رہی تھی۔ امن نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنے لب بری طرح کچلے۔

CLASSICURDU MATERIAL

اک تیری نظر میں مسترد ___جو ٹھہرے ہم

پھر کسی کی نظر میں کمال ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

وہ چاہے دوبارا پیدا ہو کر بھی آ جاتا اس کا یہ جرم جرم ہی رہنا تھا۔

کوئی نہ سنے سسکتی آہوں کو

کوئی نہ دھرے تڑپتی بانہوں کو

آدھی آدھی پوری خواہشیں

ٹوٹی پھوٹی سب فرمائشیں

کہیں شک ہے کہیں نفرت کی دیوار ہے

کہیں جیت میں بھی شامل پل پل ہار ہے

یا ربا دے دے کوئی جان بھی اگر

دلبر پہ ہو نہ دلبر پہ ہو نہ کوئی اثر

CLASSIC URDU MATERIAL

امن صوفے پر نیم دراز ہو کر اپنی آنکھوں پر بازو رکھ چکا تھا۔ اس نے چور نگاہوں سے ذرا سا مڑ کر اسے دیکھا۔ نیند تو اب بھی نہیں آ رہی تھی۔ مگر اب پہلے سی بے چینی نہیں تھی۔ وہ اب گردن تک کمفرٹر تان کر لیٹ گئی۔ کچھ دیر کی کوشش کے بعد آخر نیند آ ہی گئی۔ بھاری سانس کی آواز سنائی دی تو امن نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے دیکھا۔ اب وہ فرصت سے اسے دیکھ کر سیر ہو سکتا تھا تبھی صوفے پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

میٹنگ اختتام پزیر ہو چکی تھی۔ آساوری کے چلے جانے کی خبر بھی سب کو معلوم پڑ چکی تھی۔ سب سے پہلے ارشن اپنی جگہ سے اٹھا

CLASSIC URDU MATERIAL

تھا۔ وہ بیسمنٹ کی سیڑھیاں چڑھ کر لاؤنج میں نکلا تو ماہ بیر اس کے پیچھے لپکا۔

،،ارشن،، یہ کسی اور کو کرنے دو

ماہ بیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

،،نو ڈیڈ،، ہر گز نہیں،، اسے مجھے جواب دینا ہی ہو گا

ارشن کی آنکھیں لہو چھلکا رہیں تھیں۔ وہ تیزی سے اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ جو وضو کر کے واش روم سے باہر نکلی تھی اسے اس تیور میں کمرے میں داخل ہوتے دیکھ بری طرح گڑبڑائی۔ وہ جانتی تھی وہ لوگ جان جائیں گے۔ مگر اتنی جلدی یہ سب اسے جھیلنا پڑے گا سوچا نہیں تھا۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے سر پر پہنچا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،موبائل فون دو

ارشن نے سرد و سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ چپ چاپ آگے بڑھی اور اپنے تکیے کے غلاف سے موبائل فون نکال کر اسکی جانب بڑھا دیا۔ غم وغصے سے جیسے وہ پاگل ہوا تھا اس پاگل لڑکی کی وجہ سے ایک اور بے قصور کی جان چلی گئی تھی۔ تبھی ایک جھٹکے سے اس کی گردن دبوچ کر اسے دیوار سے لگایا تھا۔

یاران بے بساط کہ ہر بازئ حیات

کھیلے بغیر ہار گئے مات ہو گئی

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن کی رگیں جیسے شدت ضبط سے پھٹ پڑیں۔ گردن پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا مگر وہ بغیر کوئی مزاحمت کیے بھیگی سبز جھیل سی شفاف آنکھوں میں پانی بھرے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کی نگاہوں میں آج اسے اپنے لیے صرف اور صرف نفرت دکھائی دی تھی۔

ایک سوال دیا،، جواب مجھے ہاں یا ناں میں چاہیے،، نہیں تو میں"
،،اپنے ان ہاتھوں سے تمھاری جان لینے سے دریغ نہیں کروں گا

وہ دھاڑا تھا۔ دیا کے آنسو تواتر سے اس کے بازو پر گرے۔

اس فائل کی انفارمیشن تم نے لیک کی،،؟ اس کی پکس بنا کر تم"
نے اس شیطان کو دیں،؟ہاں یا ناں،؟

جج،،جی،، وہ فائل ہم نے ہی چرائی،، اور اس کی انفارمیشن بھی ہم
،،،نے ہی لیک کی

CLASSICURDUMATERIAL

اس نے بے تاثر چہرے سے اپنا جرم آسانی سے قبول کیا۔ آنکھوں سے درد بہہ رہا تھا مگر چہرہ بے تاثر تھا۔

ارشن نے غم وغصے کی انتہا سے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ وہ غصے سے پاگل ہو چکا تھا تب لپک کر ٹیبل پر پڑا واس اٹھایا اور اسے لے کر دیا کی جانب لپکا۔

ایک درد ناک چیخ مار کر دیا نے اپنے ہاتھ اپنے لبوں پر رکھے تھے۔ جب اس نے اس کے بہت قریب دیوار پر وہ واس اپنی پوری طاقت سے پھوڑا تھا۔ دیا بری طرح چیخی تھی۔ مگر ارشن نے اسے بازو سے دبوچا اور کمرے سے باہر لے کر نکلتا چلا گیا۔

وہ چیختی رہی، چلاتی رہی، سب کو آوازیں دیتی رہی مگر کوئی بھی تو نہیں آیا تھا۔ وہ اسے لے کر نیچے بیسمنٹ میں اترا تھا۔ بیسمنٹ بھی بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ ارشن نے اس کی گردن کی رگ دبا کر

CLASSICURDUMATERIAL

اسے بیہوش کیا۔ اور لا کر گاڑی میں ڈالا۔ گاڑی تیزی سے بیسمنٹ کے رن وے سے ایک منزل کی جانب گامزن تھی۔

وہ ہنسی خوشی اپنے گھر واپس آئی تھی۔ سارا اور اپنے بابا سے مل کر بے تحاشا خوش ہوئی۔ مگر اس نے انھیں یہ بھی بتایا کہ احان ماہر سے نکاح اس نے اپنی مرضی سے کیا تھا۔ وہ اب سارا کی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ کہ باہر بہت ہلچل سی محسوس ہوئی۔

سارا اور آساوری حیران ہوئیں تھیں۔ کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔

باہر حشمت راؤ نے جان بوجھ کر بہت اچانک بیٹے کو بیرون ملک بھیج دیا تھا کہ ان کے کام میں کوئی مخل نا ہو۔ اچانک آساوری کے

CLASSIC URDU MATERIAL

کمرے میں ایک بیوٹیشن اور کافی ساری لڑکیاں ہاتھوں میں ڈھیر سارے شاپر پکڑے داخل ہوئیں تھیں۔ یہ لوگ حیران ہوئے۔ ابھی آساوری کچھ سمجھتی کہ کمرے میں حشمت راؤ داخل ہوا تھا۔

زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے،، اے بہو تیار کرواؤ اسے آج اس کا میرے دوست خان شمشان خیل کے بیٹے خان زوار،، خیل سے نکاح ہے،، حشمت راؤ نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں بابا آپ،، میرا نکاح احان سے ہو چکا ہے جو میں نے اپنی مرضی سے کیا ہے،، اور

آساوری کی بات پوری نہیں ہوئی تھی۔

وہ تم پر اس نے دباؤ ڈالا ہو گا،، اسی لئے تم نے کر لیا،، ویسے بھی ،،لڑکی کے ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا،،، میں نہیں مانتا یہ نکاح

CLASSIC URDU MATERIAL

حشمت راؤ نے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

آپ مانیں نا مانے مگر میں تو مانتی ہوں،، اور آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں نکاح پر نکاح کروں گی،، میں احان سے محبت کرتی ہوں،، اور اس پیلس میں بھی میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو آپ نے مجھے ان کے بارے میں بتائی تھی اس کا مطلب آپ ،،،،،،،،جھوٹے

،،،،،،،،چٹاخ

حشمت راؤ کے کرارے سے تھپڑ نے آساوری کے ہوش اڑائے تھے۔

بکواس بلکل نہیں جو بولا ہے وہ کرو،، آج یہ نکاح ہو گا تو مطلب ہو گا ،، اور کسی میں یہ ہمت نہیں کہ وہ میرے فیصلے کے خلاف جائے،،، اب جلدی سے تیار ہو جائے،، زرا چوں چراں کی تو

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، تمھاری ماں کو تمھاری آنکھوں کے سامنے زندہ گاڑھ دوں گا
،،،، سمجھیں

حشمت راؤ چلا گیا۔ مگر آساوری پر آج کئی جان لیوا انکشافات سامنے آئے تھے۔

اسے ہیلی کے ذریعے کوئٹہ لایا گیا تھا۔ پاشا نے فون پر مہارانی کو اطلاع دی تھی۔ کہ آساوری بھی واپس جا چکی ہے اور وہ نور پاک بی بی کو بھی واپس بھیج رہے ہیں تو وہ لوگ یہ خون خرابہ بند کر دیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مہارانی نے ان کا تمسخر اڑاتے مگر یہ یقین دہانی بھی کروائی تھی کہ اب کوئی خون خرابہ نہیں ہو گا۔ بس ایک بار نور پاک بی بی خیل حویلی پہنچ جائے۔

اب ارشن ہیلی سے اتر کر اسے گاڑی میں بٹھائے وعدے کے مطابق اکیلا نہتا خیل حویلی کی جانب رواں دواں تھا۔ جس کی اطلاع خان شمشان خیل کو کو دے دی گئی تھی۔

لائٹ ییلو کلر کے پیلے سے لباس میں وہ سر تا پیر خود بھی بلکل زرد پڑ گئی تھی۔ گود میں ہاتھ رکھے بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ گاڑی تیزی سے ہچکولے کھاتی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ سرد و سپاٹ چہرہ لیے تیزی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

آج دیا کی آہیں، سسکیاں،، آنسو اس پتھر بنے بیٹھے شخص پر کچھ بھی تو اثر نہیں کر رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہم آخری بار آپ سے کہہ رہے ہیں کہ ہم وضاحت دے سکتے ،،،ہیں

اس نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔ مگر اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تھا یوں بن گیا جیسے اس کے علاوہ گاڑی میں کوئی موجود ہی نہیں تھا۔

ایک بڑے سے دیوار گیر گیٹ کے سامنے جھٹکے سے وہ بی ایم ڈبلیو رکی تھی۔ ارشن نے ہارن دیا۔

میں معذرت خواہ ہوں آپ سے کہ نور پاک بی بی کہ میں نے" آپ کو آپ کے اصل سے جدا کر دیا،، اب آپ اطمینان سے اپنی زندگی میں واپس لوٹ سکتی ہیں،، آپ کو کوئی پریشان نہیں کرے گا،، اتنی پاک اور بڑی ہستی ہیں آپ تو امید ہے اپنے کسی مرید کی ،،چھوٹی سی خطا جیسے سمجھ کر ہمیں معاف کر دیں گی

CLASSICURDUMATERIAL

اتنی سرد اور ٹھنڈا ٹھار لہجہ تھا کہ دیا روح تک تڑپ گئی۔ مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی گیٹ کھول دیا گیا تھا۔ گاڑی ایک جھٹکے سے خیل حویلی کے ڈرائیو وے پر رکی۔ وہ لال انگارا آنکھیں لیے بغیر کچھ کہے دیا کے گاڑی سے نیچے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔

مگر وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

گیٹ لاسٹ،،، نیچے اترو،، اور میری نظروں کے سامنے سے دور ہو ،،جاؤ دیا

وہ درد سے بلبلاتا دھاڑا تھا۔ دیا پھر بھی ٹس سے مس نا ہوئی۔ آخر خان شمشان خیل گاڑی کی جانب لپکا۔ اور گاڑی کا دروازا کھول کر ایک فاتحانہ مسکراہٹ سمیت دیا کا بازو تھام کر اسے نیچے اتار کر اپنے گلے سے لگایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے سرد و بے تاثر چہرہ لیے گاڑی ریورس گیئر میں ڈالی۔ دھول اڑاتی گاڑی دیا کی نگاہوں سے جوں جوں دور ہوئی تو اسے یوں لگا جیسے یہ دھول اس کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔

جاری ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

##Dark_Love_Saga S3 hy Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 36.....

وہ بڑی دیر سے اماں حاجن کی گود میں سر رکھے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ اماں حاجن اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسے تسلیاں و تشفیاں دیتیں رہیں۔ خان شمشان خان کب سے غصے سے یہ میلو ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ خان شمشان خیل نے اماں حاجن کو مخصوص اشارہ کیا اور باہر نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اماں حاجن اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور اٹھ کر باہر جھانکا۔ اس بات کی تسلی کر لینے کے بعد کہ باہر کوئی نہیں ہے اماں حاجن نے کمرے کے تمام کھڑکیاں دروازے اچھے سے بند کر دیئے۔

دیا حیرت سے بھیگی سرخ آنکھیں لیے ان کی یہ حرکتیں دیکھتی رہی۔

اماں یہ کک،، کیا کر رہیں ہیں آپ،،؟

اماں حاجن دیا کے قریب آئیں تھیں۔

،،،،،،،،،،،،چٹاخ

ایک زناٹے دار تھپڑ نے دیا کے ہوش اڑا دیا تھے۔ تب اماں حاجن نے غیض و غضب کے عالم میں اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے بدبخت پاگل لڑکی،، ارے جب اس جہنم سے نکل ہی گئی تھی تو ادھر واپس کیوں آئیں،، جانتی بھی ہو یہ لوگ تمھارے ساتھ کیا ،،کرنے والے ہیں

اماں حاجن دھیمی آواز میں غرائی تو دیا نے حیرت سے پھٹی اور سہمی نگاہوں سے انھیں دیکھا۔

،،تمھارے جانے کے بعد ہی مجھے ان سب کی اصلیت کا پتہ چلا ارے تمھاری جگہ پر تو انھوں نے کب کی نقلی نور پاک بی بی بٹھا دی ہے یہ اعلان کر کے کہ جیسے تمھیں پری ہمارے پاس چھوڑ کر گئی تھی ویسے ہی اٹھا کر لے گئی، وہ نقلی نور پاک بی بی جو کالے تعویذ گنڈے کر کے لوگوں کے گھر تباہ کر رہی ہے،، گندے گندے عمل کرتی ہے،، ہدیے کے نام پر لوگوں سے لاکھوں روپے اینٹھتے ہیں یہ لوگ،،، دربار پر بھی نشے، چرس اور ہیروئن کے کالا

CLASSIC URDU MATERIAL

کاروبار چلتا ہے،،، ملک دشمن عناصر سے ملے ہوئے ہیں،، دولت کے لیے ہر حرام کام،، قتل و غارتگری سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور تم اپنوں کو چھوڑ کر یہاں چلے آئیں،، ارے تف ہے تمھاری ،،عقل پر

اماں حاجن چھم چھم آنسو بہاتیں اسے کوسے گئیں۔

آپ،، کک،،کو،،غلط،،،،،،،،،،،، غلط فہمی،،،، ہوئی،،،،، ہو گی ،،، اماں ایسا کک،،،کیسے ،،،ہو سکتا ،،، ہے،، ہم یقین،،، کیسے،،،،،، کریں،، ،،کہ بابا،،، ایسے ،،اور بھائی،،،،،

ارے بدبخت نا وہ تیرا باپ ہے نا وہ تیرے بھائی،، بھیڑیے ہیں بس بھیڑیئے جو تجھے نوچ کھانے کی تیاری کر رہے ہیں،، خان زمرد ،،،خیل کی رکھیل بنانے والے ہیں وہ لوگ تمھیں آج

CLASSIC URDU MATERIAL

اماں حاجن نے بے بسی سے دوہتڑوں سے اسے پیٹ ڈالا۔ وہ بلک بلک کر روئے گئی۔

اماں ،،، اماں ہمیں بچا لیں،،،، ہمیں ارشن کے پاس جانا ہے،، ہمیں ،،ان کے پاس جانا ہے اپنے شوہر کے پاس،،، بچا لیں اماں

وہ بری طرح خوفزدہ ہوتی رو دی۔)اور شاید بھول گئی تھی کہ جس شوہر کی دہائی دے رہی تھی اسے تو خود ہی اپنی بے وقوفی سے رد کر چکی تھی (تب دروازے پر دستک ہوئی تو دیا بری طرح سہمی تھی۔

اماں حاجن نے اسے تسلی دے کر دروازہ کھولا۔ دو دو لڑکیاں دندناتی اندر داخل ہوئیں تھیں۔

،،،ہمیں خان صاحب کی جانب سے حکم ہے بی بی جو تیار کرنا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

انھوں زبردستی دیا کو دبوچا تھا۔ دیا کی چیخیں خیل حویلی میں دب کر رہ گئیں۔

اسے زبردستی عجیب سا لباس پہنا کر تیار کیا گیا تھا۔ وہ روتی رہی بلکتی رہی مگر چند خواجہ سرا آئیں اور اسے گھسیٹ کر لے جا کر ایک خواب ناک سی خواب گاہ میں پھینک دیا گیا۔

دیا نے ہزار کوشش کی کہ وہ اس جہنم سے بچ نکلے مگر سب طریقے سب حربے بے سود ثابت ہو رہے تھے۔

کئی گھنٹے گزر جانے کے بعد خان زمرد خیل نشے میں دھت لڑکھڑاتا کمرے میں داخل ہوا تھا جسے دیکھ دیا کی سانس گلے میں ہی اٹک گئی۔

،،ہم آپ کی بہن ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے بے بسی سے سب سے پہلے اسے یاد کروانا چاہا۔

وہ مکروہ قہقہے لگا کر ہنستا چلا گیا۔ اتنا ہنسا کہ ذلت و بے توقیری کے احساس نے دیا کا ادھ مرا کر دیا تھا۔ پھر وہ اپنے منہ سے سچائی اور غلاظت بکتا چلا گیا۔

ارے چھوڑو بھی،، پہلے دن سے تم بابا کا دشمنوں سے بدلا لینے کا ذریعہ تھی،، پھر درگاہ کی کمائی کا ذریعہ رہی ، تم تو وہ کھلونہ جسے شروع دن سے بابا نے مجھے کھیلنے کے لیے دینے کا وعدہ کیا تھا،، اور آج بابا نے وہ وعدہ پورا کیا،، تم اب اس کے بعد سے میری رکھیل ،،بن کر رہو گی

وہ جانے کیا کیا غلاظت بکتا چلا جا رہا تھا اور دیا اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دبانے کی سعی کرتی رہی۔

پھر وہ درندہ صفت انسان اچانک اس پر جھپٹا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گہری رات کہ تاریکی میں خیل حویلی سے دور جی ٹی روڈ پر کھڑی بظاہر مسافر بس کے اندر وہ لوگ تیزی سے ہاتھ چلاتے اپنے مخصوص یونیفارم پہن رہے تھے۔ ان کے ایک لیپ ٹاپ میں خیل حویلی کے اندرونی مناظر لائیو چل رہے تھے۔ خاص کر ایک چپ کے زریعے ایک نازک سی جان کے۔ لیپ ٹاپ سے آتی آواز کے کچھ الفاظ نے وہاں کھڑے شخص کو بری طرح چونکایا تھا۔

وہ لمحہ بھر کو اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔ اماں ،،، اماں ہمیں بچا لیں،،، ہمیں ارشن کے پاس جانا ہے،، ہمیں ان کے پاس ،،جانا ہے اپنے شوہر کے پاس،،، بچا لیں اماں

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر وہ یونہی پتھریلے سے تاثر لیے پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا تھا۔

بس دھیمے سے آگے بڑھ رہی تھی۔ گاڑی خیل حویلی کی حدود میں داخل ہوئی تو اسے گیٹ کے باہر ہی کئی میٹر کی دوری پر روک لیا گیا۔

گارڈز بس کے اندر داخل ہوئے تھے جہاں تین حسین ترین دوشیزائیں علیزے فلزہ اور بینا اپنے چیلوں کے ساتھ گاڑی میں سوار تھیں۔

ڈرائیور)خضر (نے انھیں ایک خاص پاس دکھایا۔

آج رات کے جشن کے لیے خاص مال منگوایا ہے خان زمرد ،،صاحب نے،، اب اندر جانے دو گے کہ لگاؤں شکایت

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر رعب سے چلایا تو گارڈز خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے۔

اب بس خی حویلی کے اندر داخل ہوتی ایک مخصوص حصے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

خیل حویلی کی خاموش فضا بہت اچانک بم دھماکوں کی آواز سے گونج اٹھی تھی۔ ہر طرف تباہی بربادی مچا دی گئی تھی۔ دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے تھے۔ جانے کہاں سے اتنی فائرنگ ہوئی کہ خیل حویلی کے اندر کے تمام گارڈز جہنم واصل ہو چکے تھے۔ بم دھماکے اب بھی جاری تھی۔

خان شمشان خیل جو ساؤنڈ پروف بیسمنٹ میں شراب و شباب کے مزے لوٹ رہا تھا۔ حویلی پر آنے والی قیامت صغریٰ سے بے خبر رہا۔ اور یہی سب سے بڑی شکست ہونے والی تھی اس کے لیے کہ جلاد کسی چیل کی طرح جھپٹا مار کر اس کی ناک کے نیچے سے اس

CLASSIC URDU MATERIAL

کے شیطان صفت بیٹے کو جو کئی بچیوں کی زندگی اجاڑ چکا تھا جہنم رسید کرنے والے تھے۔

خان زمرد خیل کا نام پاشا ابراہیم کی ڈیڈ لسٹ میں آیا تھا۔ یہ سارا دیا کہ ذریعے منظم طریقے سے منتخب کیا گیا ایک خاص پلان تھا۔ یہ لوگ کچھ دیر کے لیے ان کا دھیان بھٹکانے والے تھے اور وہی ہوا تھا دشمن اپنی فتح کے نشے میں چور ان پر سے اپنی توجہ ہٹا چکے تھے۔

جیسے کہ واقعی جلاد ان کے ان ہتھکنڈوں سے ڈر گئے ہوں یا پیچھے ہٹ گئے ہوں۔ انھیں کیا لگا جلد اپنے گھر کی بہو بیٹیوں کو ان درندوں کے حوالے کریں گے؟)مضحکہ خیز(

CLASSICURDUMATERIAL

یہ لوگ پے در پے معصوم جانوں کو اتنی بے رحمی اور سفاکی سے مار رہے تھے آج جلاد اس سب کا ایک ہی جھٹکے میں حساب بے باک کرنے والے تھے۔

خان شمشان خیل کو وارننگ دینے کے لیے کہ وہ باز آجائے۔ ہٹ جائے۔ نہیں تو اس کا پورا خاندان)ماسوائے خواتین کے (جہنم واصل کر دیا جائے گا۔ وہ بھی چٹکیوں میں۔

اب تک تو یہ لوگ اس لیے بھی بچے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سوئیم خان کی دیا تھی۔ اور اس کے ساتھ ان کی پشت پناہی دشمن عناصر لوگ بھی کر رہے تھے۔۔

لیکن اب ان کے پاپوں کا گھڑا بھر چکا تھا۔ اوراب حساب کتاب کی باری تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بس جو حویلی داخل ہوئی تھی۔ اب اس کے اندر اور اس کے نیچے سے جلاد قطار در قطار باہر نکلے تھے

راون کی لنکا، غرور اور مظالم کو جلا کر خاکستر کرنے۔

وہ بس سے نکل کر چہار سو پھیل گئے تھے۔ اور حویلی کے اندر تک گھس گئے۔

فلزہ نے اماں حاجن کو بحفاظت ایک کمرے میں بند کر دیا اور انھیں سکون سے بتایا کہ وہ اپنی بہن کو یہاں سے لے جانے اور ان کے درندے بیٹے کو دنیا سے رخصت کرنے حویلی آئے ہیں۔ اماں حاجن اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھے گئیں۔ مگر فلزہ نے ان کے ہاتھ میں ایک یو ایس بی ڈرائیو تھمائی۔

اس میں آپ کے بیٹے کی تمام ویڈیوز موجود ہیں،، جس کا پسندیدہ مشغلہ شکار کھیلنے کے ساتھ ساتھ اس کی ویڈیو بنانا بھی ہوتا تھا،، یہ

CLASSIC URDU MATERIAL

دیکھ کر آپ کہیں گی کہ شکر ہے اس دھرتی پر سے ایک فرعون کا بوجھ اور کم ہو گیا،،

فلزہ یہ کہہ کر باہر نکل آئی اور کمرہ باہر سے لاک کر دیا۔

اب بس ایک شیطان کو جہنم پہنچانا تھا۔ دیا لوکیشن ٹریس کرتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ مخصوص خفیہ راہداریوں سے ہوتے ہوئے پچھلی جانب کے بنے کمروں میں سے دیا کی موجودگی کا پتہ چلا۔

یہ کمرا بھی ساؤنڈ پروف ہو گا کہ اسے اپنے ائیر پوڈ میں سے دیا کے چلانے کی آواز آ رہی تھی۔)بس اتنی ہی وجہ کافی تھی اس درندے کا سر کچلنے کے لیے (وقت ضائع کیے بغیر ہاتھ میں پکڑا ایک دستی بم اس نے دروازے کی جانب اچھالا خود جمپ لگا کر پلر

CLASSIC URDU MATERIAL

کے پیچھے چھپا۔ دروازے کے ایک دھماکے سے پرخچے اڑ گئے تھے

۔

وہ جو نشے میں دھت دیا کے بازو دبوچ کر کھڑا تھا اور چہرہ آگے کر کہ اس سے دست درازی کی کوشش کر رہا تھا چونک کر پیچھے مڑا تھا۔ ارشن کمرے میں داخل ہوا تو اپنا ماسک ریموو کیا تھا اس نے۔

وہ جو سات پردوں میں چھپی رہتی تھی۔ آج اس بیہودہ سے لباس میں ، دوپٹے کے بغیر وہ اس صورتحال میں محض اپنی ہی وجہ سے جب اس کے سامنے آئی تو دیا کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا وہ لپک کر اس تک گئی اور خود کو اس کے سینے میں چھپانا چاہا۔ وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اے کون ہو تم،، اسے میرے حوالے کرو

وہ درندہ غراتا دیا کی جانب لپکا۔ ارشن کے پاؤں کی ایک ہی ضرب جو کہ پوری طاقت سے اس کے سینے پر پڑی تھی وہ ایک ہی جھٹکے سے ایک دھماکے کے ساتھ کمرے کے سائیڈ پر پڑے ٹیبل پر جا کر گرا تھا۔

ارشن نے نرمی سے اسے سائیڈ پر کیا اور زمین پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اس کے گرد اچھی طرح لپیٹ دیا۔ اس دوران اس کی لہو چھلکاتی نگاہوں نے ایک مرتبہ بھی اس کے وجود کا احاطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ارشن اب خان زمرد پر پل پڑا تھا۔ جی بھر کر اس کی ہڈی پسلی توڑ دینے اور اسے لہو لہان کر دینے کے بعد اس کے ہاتھ میں چمکتے

CLASSICURDUMATERIAL

اسکیلپل کو دیکھ دیا رونا بھول گئی تھی۔ اب اس کا اسکیلپل والا ہاتھ زمرد کے نیم جان مچھلی کی طرح تڑپتے جسم پر رینگ رہا تھا۔

ارشن،، چھوڑ دیں، اسے جانے دیں،، یہ تو ہے ہی شیطان،، آپ اس کے خون میں اپنے ہاتھ کیوں رنگنا چاہتے ہیں،، آپ کیوں ،،،قانون ہاتھ میں لے رہے ہیں

وہ جیسے اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی۔ تبھی ارشن کا بازو جھنجھوڑ کر چیخ چلا رہی تھی۔

،،،شٹ اپ،،، پیچھے ہٹو

ارشن اس قدر اونچی آواز میں دھاڑا تھا کہ دیا سہم گئی۔ ارشن نے اس کا بازو دبوچا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم دیا،، تم نے کیا قسم کھا رکھی ہے،، میری ذات کی نفی کرنے ،،،کی،، مجھے غلط ثابت کرنے کی

وہ چلایا۔ اور پیچھے مڑ کر ایک ہی وار سے اس تڑپتے شخص کی شہہ رگ کاٹ ڈالی۔ خان زمرد خیل کی آدھی گردن کٹ کر ایک طرف لڑھکی تو دیا ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین بوس ہوئی تھی۔

ارشن نے اپنی پاکٹ سے ایک چٹ نکال کر خان زمرد پر پھینکی۔ اور دیا کو اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ لوگ جیسے طوفان مچاتے اندر تک داخل ہوئے تھے اب اتنے ہی سکون سے سب آ کر بس میں یوں سوار ہوئے جیسے بس کی سواری اور سیر کے لیے ہی تو نکلے تھے۔ بس خیل حویلی سے باہر نکلی اور جی ٹی روڈ سے جانے کہاں غائب ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات بہت گہری تھی۔ دن میں تو وہ کسی نا کسی طریقے سے طبیعت خراب کا بہانہ گڑھ کر بچ نکلی تھی۔ مگر اب جب دو تین گاڑیاں پورچ میں آ کر رہیں اور مولوی کے ساتھ خان زوار خیل، مولوی اور حشمت راؤ کو اندر داخل ہوتے دیکھ آساوری کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔

حشمت راؤ نے جان بوجھ کر دن میں کوئی کاروائی نا کی تاکہ احان ماہر خان کو کسی چیز کی بھنک تک نا لگے۔ اور اب وہ رات کو اپنے تمام پلان پر عمل کرنے والے تھے۔ ایک طرف خیل حویلی میں

CLASSIC URDU MATERIAL

جشن جاری تھا۔ تو دوسری طرف وہ شمشان خیل کی اجازت سے خان زوار خیل کو نکاح کے لیے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

سارا چھپتی چھپاتی اپنا فون ڈھونڈ کر کمرے میں آئی تھی۔ اور روم اندر سے لاک کیا۔

،،، مما

وقت نہیں ہے رونے دھونے کا احان کو فون کرو،، اور کہو تمھیں ا ،،کر لے کر جائے

سارا نے کہا تو آساوری نے جلدی سے اس کا نمبر ڈائل کیا۔

اپنے کمرے میں بند وہ راکنگ چیئر پر جھولتا بہت ڈسٹربڈ تھا۔ کثرت سگریٹ نوشی سے کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بابا ماہر خان اسے جان بوجھ کر یہاں چھوڑ کر گئے تھے۔ راؤ مینشن پر

CLASSIC URDU MATERIAL

بھی پوری طرح نظر رکھی گئی تھی۔)ماہر خان کے حکم کے مطابق اسے ہر حال میں آساوری کو راؤ مینشن سے نکالنا تھا۔ مگر اسے اتنا ہی تڑپا کر جتنا کہ اس کے جانے کے بعد وہ خود تڑپا تھا (۔

فون کافی دیر سے رنگ ہو رہا تھا۔ وہ یہ کال اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔ تبھی تقریباً گھنٹے بھر سے فون رنگ ہو رہا تھا مگر اس نے نظر انداز کیے رکھا۔ آخر جب یہ رنگ دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برسنے لگی تو لال انگارا آنکھیں لیے اس نے یہ کال اٹھائی۔ فون یس کر کے کان کو لگایا مگر طیش و اشتعال کی شدت سے بولا کچھ بھی نہیں۔

دوسری جانب بلیک گولڈن امتزاج کے دلہن والے لباس میں پور پور سجی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی حسب توقع بری طرح بلک بلک کر رو رہی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

احان ،،،،مجھے ،،،،، معاف،،،، کر دیں،،، میں آپ کے

پیروں میں،،، گر کر معافی،،،، بھی مانگ،،،،،،،

،،،لوں،،، گی،،، مگر،،،،،مجھے،،،اس،،، جہنم سے،،،،،،لے،،،جائیں

،،مجھے سب ،،،،، حقیقت ،،،کا علم ہو چکا ہے،،،، سب کچھ

سب،،،کچھ جانتے بوجھتے،،، بابا جان بوجھ کر میرا ابھی،،، خان،

زوار خیل سے،، نکاح پر نکاح ،،،،،،کروانے والے ہیں،،احان مجھے

بچا لیں،،، میں تو آپ کی ،،،،،عزت ہوں،،، ناں،،، آپ کی منکوحہ

،،ہوں،،، پلیز سیو می

اس کا یقیناً سانس اکھڑ رہا تھا۔ احان نے تحمل سے اس کی بات

سنی۔ شدت ضبط سے آنکھیں لہو چھلکا رہیں تھیں۔

کہا تھا ناں آساوری شاہ میرے گھر سے قدم باہر نکالا تو تمام کشتیاں

جلا کر جانا تاکہ واپسی ناممکن ہو جائے،، اور اب میری طرف سے

CLASSIC URDU MATERIAL

تم آزاد ہو ،، تم بے فکر ہو کر یہ نکاح کر سکتی ہو کیونکہ میں احان ،،،،ماہر خان اپنے پورے ہوش و حواس میں

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی)نا ہی اس کا اسے مکمل کرنے کا ارادہ تھا کہ یہ بات مکمل کر دیتا تو زندگی بھر کے لیے خود ادھورا (رہ جاتا

آساوری کی مما کی چیخ فضا میں بلند ہوئی تھی کیونکہ آساوری شاید زمین بوس ہوئی تھی۔ وہ فون کان سے لگائے ہی تیزی سے باہر نکلا تھا۔

سارا نے فون اٹھا کر اپنے کان کو لگایا تھا۔

تم احان بیٹے ہو ناں،، بیٹے تمھیں تمھاری ماں کا واسطہ اس ماں کی فریاد سن لو،، میری بچی کو بچا لو نہیں تو یہ مر جائے گی،، اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں مر جاؤں گی،، اس کا کوئی قصور نہیں بیٹے،، یہ

CLASSIC URDU MATERIAL

جانتی ہے کہ میں کافی سالوں سے ہارٹ پیشنٹ ہوں،، تو اسی لئے اپنی ماں کی تڑپ میں اس جہنم تک چلی آئی،، مگر اسے کیا معلوم تھا دادا کے نام پہ بھیڑیا بیٹھا ہے جو دولت کی خاطر اسے نکاح پر نکاح جیسے حرام عمل کو کرتے اسے ایک درندے کے حوالے کر ،،دے گا،، بیٹا تم سن رہے ہو ناں

سارا نے روتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

،،آنٹی آپ فکر مت کریں،، میں لینے آ رہا ہوں اسے

احان نے کہتے گاڑی میں بیٹھ کر دوسرے فون سے آئی جی پی اویس ملک کو میسج کیا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"آنٹی میرے ساتھی اور گارڈز وہاں اس گھر میں بھی موجود ہیں جو میرے ایک اشارے پر کسی کا بھی بھیجا اڑا سکتے ہیں،، آپ کی بیٹی اب میری عزت ہے اور میری زمہ داری ہے اور مجھے اپنی عزت

CLASSIC URDU MATERIAL

کی حفاظت کرنا آتی ہے، ریلیکس رہیں،، آپ کی طبیعت خراب نا ہو جائے،،اور اسے بھی کسی طرح ہوش میں لا کر یہ بتا دیں کہ میں آ ،،رہا ہوں

احان نے کہا تو سارا کی جان میں جان آئی۔

شکریہ بیٹے ،، بہت ہی شکریہ،، انتہائی کسی غیرت مند شریف ماں ،،باپ کے بیٹے ہو،، جو اپنی عزت کی قدر کرنا جانتے ہو

سارا نے کہا اور فون رکھ دیا۔

جلدی سے آساوری کے لبوں کے قریب انہیلر لے کر گئی۔ اور ایک ہاتھ سے ٹیبل پر پڑے جگ میں سے پانی نکال کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے پھینکے۔ وہ ہوش میں آئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سارا نے اسے کندھوں۔ سے تھام کر اٹھا کر بٹھایا وہ دوبارا چلا چلا کر رونا چاہتی تھی کہ سارا نے اسے زندگی کی نوید سنائی تھی۔

ان کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکی جب باہر سے دروازا دھڑ دھڑایا گیا۔

مما،، آساوری سہم گئی۔

ریلیکس رہو،، پینک مت ہو طبیعت خراب ہو جائے گی،، یہ آحان بیٹے نے ہی کہا ہے کہ تمھیں بتاؤں کہ وہ ا رہا ہے،، فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا،،، بس دادا سے منہ ماری کرنے کی بجائے انھیں ،، ،،،ایمو شنل باتیں کر کے الجھا کر تھوڑا وقت لو

سارا کی سرگوشی پر وہ سر ہلاتی زمین سے اٹھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بہو دروازا کھولو،، اگر میں نے تڑوا دیا تو اچھا نہیں ہو گا تم ماں بیٹی ،،،کے لیے

حشمت راؤ چلایا۔ سارا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ موبائل وہ پہلے ہی آف کر کے بیڈ کے نیچے پھینک چکی تھی۔ حشمت راؤ دندناتا اندر داخل ہوا تھا۔

کیا کر رہی تھیں تم دونوں،،، ہاں،،، ؟ حشمت راؤ چلایا۔

بابا،،، آساوری روتی ہوئی حشمت راؤ کے پاس آئی اور ان کا بازو تھاما۔

آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا،، آپ نے تو مجھ سے کبھی جھڑک کر ،،بات تک نہیں کی تھی آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا

وہ رو رہی تھی۔ اور حشمت راؤ جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم نے بھی تو کبھی اپنے بابا کو جھوٹا نہیں کہا تھا اور کل کہا،،۔
حشمت راؤ نے اسے خود سے لگایا۔ تو مزید آنسو بہانے لگی۔

احان جب پورے پروٹوکول کے ساتھ پوری پولیس فورس کے ساتھ راؤ مینشن میں دال ہوا تو کسی گارڈ یا کسی کتے کی جرآت نا ہوئی کہ وہ مزاحمت کر سکے۔ وہ لاونج میں داخل ہوئے تو حشمت راؤ اس کا بازو دبوچے زبردستی اسے سیڑھیوں سے نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ پولیس نے انھیں چاروں جانب سے گھیر لیا تھا۔

احان کو پتہ تھا کہ کوئی نا کوئی گڑبڑ ضرور ہوگی اسی لئے اس نے آئی جی پی اویس ملک کو پہلے ہی تمام صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو کہ پہلے سن کر حیران ہوئے۔ مگر اب اس کے ساتھ تھے۔

CLASSICURDUMATERIAL

یہ کیا ہو رہا ہے آئی جی پی ،، تم لوگوں کی ہمت بھی کیسے ہوئی ،،میرے مینشن میں گھسنے کی

حشمت راؤ یوں بھڑکا جیسے اس کی دم پر پاؤں آیا تھا۔ خان زوار خیل نے احان کو خون خوار نگاہوں سے دیکھا جو دوسری مرتبہ رنگ میں بھنگ ڈالنے چلا آیا تھا۔

شٹ اپ مسٹر حشمت راؤ،، آپ کے خلاف کمپلین ہے کہ آپ ڈی آئی جی آحان ماہر خان کی منکوحہ کا نکاح پر نکاح کروانا چاہتے ہیں،، اور میری نظروں میں یہ اس قدر بڑا جرم ہے کہ ڈی آئی جی آحان اپنی منکوحہ کو واپس لینے آئے ہیں اور کسی نے ان کے کام میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو میں شوٹ ایٹ دا سپوٹ کا ،،،آرڈر دے دوں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

آئی جی پی اویس ملک بھی بھڑکے تو حشمت راؤ سیکنڈز میں ٹھنڈا پڑ گیا۔

اب بچی کا ہاتھ چھوڑیں اور اسے خود فیصلہ کرنے دیں کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے،،

اویس ملک چلائے تو حشمت راؤ نے تڑپتی مچلتی آساوری کا بازو چھوڑ دیا۔ اور پھر سیکنڈز میں وہ بھاگ کر احان کے سینے سے لگی تھی۔

کہ کچھ لمحوں کے تو احان بھی اس کی اس بے باکی پر بوکھلا گیا۔ ماتھے پر بیشمار بل تھے مگر آئی جی پی کے سامنے شرافت کا مظاہرہ کرتے نرمی سے اسے خود سے الگ کر کے اپنی پشت پر چھپایا۔ نہیں تو بعید نہیں تھی کہ اسے خود سے دور پٹخ کر اس کے ہوش ٹھکانے لگا دیتا)

،،یہ آپ لوگ اچھا نہیں کر رہے ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

حشمت کی دم پر پاؤں آیا۔ ناک کے نیچے سے اس کی پرسنل پراپرٹی نکال کر لے جانے والا تھا تو وہ بلبلاتا کیوں نہیں۔

،،دیکھ لینا،، اپنے آفس میں ہی ہوتا ہوں میں

احان نے کہا اور وہ لوگ آساوری کو لیے باہر نکلتے چلے گئے۔

سارا نے سکھ کا سانس لیا۔

احان نے اسے اپنی گاڑی میں بٹھایا۔ آئی جی پی اویس ملک اور تمام فورس اسے آدھے رستے تک چھوڑنے آئے۔ مگر اس سے آگے احان نے یہ جاننے کے باجود کے ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے اویس ملک کو واپس جانے کا بول دیا۔ کہ وہ دشمن کے ساتھ اپنے طریقے سے نمٹنا چاہتا تھا۔ اویس ملک لوگ واپس چلے گئے۔ اب وہ اکیلے وائیٹ پیلس کی جانب جانے لگے۔ مگر بہت جلد ان کی گاڑی پر فائرنگ کی بوچھاڑ ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان اپنا سارا غم و غصّہ سٹئیرنگ پر اور اپنے تعاقب میں آنے والے ان کتوں پر نکال رہا تھا۔ جب وہ اس کے پہلو میں پور پور سجی دلہن بنی بیٹھی بلک بلک کر رہی تھی۔ بلیک پر گولڈن امتزاج کے کام پر ڈارک گولڈن جیولری میں وہ آسمان سے اتری کوئی نازک اندام اپسرا ہی لگ رہی تھی۔ مگر سوگوار۔

،،احان پلیز مجھے معاف کر دیں

بار بار ایک ہی گردان کیے جانے پر بھی اس کے ماتھے کی پھولی رگوں کی ہوا نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ان کے تعاقب میں آنے والے غنڈوں کی فائرنگ سے ان کی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہوا تھا شاید تبھی گاڑی ہچکولے کھانے لگی۔

وہ ایک ویران سی جگہ تھی۔ جہاں ابھی زیر تعمیر فلیٹس کے اثرات تھے۔ وہ مہارت سے گاڑی کو بریک لگاتے ایک عمارت تک لایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گاڑی روک کر اسے کلائی سے کھینچ کر نیچے اتارا۔ اور اسے لے کر کسی محفوظ مقام کی جانب بھاگا۔ بلڈنگ تعمیر کرنے کے لیے ایک ٹمپریری لفٹ بنائی گئی تھی جس میں وہ سوار ہو کر تقریباً پندرہ منزلہ عمارت کی دسویں منزل تک پہنچا تھا۔

اسے محفوظ جگہ پر چھپا کر اب وہ ان کتوں کو ٹھکانے لگانے نکلا تھا۔ فائرنگ کی بوچھاڑ تھی اور آساوری کا دم نکلا جا رہا تھا۔ طبیعت بری طرح خراب ہونا شروع ہوئی تھی اور یوں لگتا تھا اب دم نکلے گا کہ تب۔

کچھ دیر بعد ہی وہ غنڈوں کو ٹھکانے لگا کر سرد و سپاٹ چہرہ لیے اس تک پہنچا تھا۔

کہاں جانا ہے جلدی بتا دو تا کہ تمھیں آنٹی کو دیئے گئے وعدے ،،،کے مطابق محفوظ مقام تک پہنچا دوں

CLASSIC URDU MATERIAL

کافی سرد لہجہ تھا۔ آساوری رونا تو بھول ہی گئی تھی۔

احان مجھے ،،،،،وائیٹ پیلس جانا ہے،، آپ کے ساتھ ،، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے،، آپ کے ساتھ،،،،، آپ کے قریب،،،،،، آپ کی بن ،،کر ،،،،،، رہنے کے لیے

آساوری نے تڑپ کر قریب آ کر اس کی شرٹ مٹھی میں بھری تھی۔ وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ اس کی حالت سے صاف پتہ چل رہا تھا وہ بڑی مشکل سے سانس لے رہی ہے۔)ایک ہاتھ کی مٹھی میں تو اس کی زندگی قید تھی انہیلر کی شکل میں(۔ احان نے اس اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا۔

یہ تو اب تم نے ممکن نہیں رہنے دیا آساوری شاہ،، تم اب وائیٹ پیلس تو نہیں جا سکتی،، کیونکہ میں احان ماہر خان اپنے پورے ،،،ہوش

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک مرتبہ پھر آساوری نے اس کے الفاظ کو اس کے منہ سے چھین لیا تھا کیونکہ اس نے مٹھی میں پکڑا انہیلر دسویں منزل سے نیچے جانے کہاں پر اچھالا تھا۔

احان نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی یہ حرکت دیکھی۔

میں وائیٹ پیلس،،،،،، نہیں جا سکتی،،،،، تو قبر میں ،،،،، جانا پسند ،،،،، کروں گی،،،،، آپ کا فرض ،،،، پورا ہو گیا،،، آپ جا سکتے ہیں یہاں سے،،،،، جایئے،، آپ کے نام کے ساتھ،،، مرنا چاہتی ،،،ہوں،،، سکون سے،، جایئے

وہ سر تا پیر نیلی پڑتی لڑکھڑاتی پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔ اگر وہ ایموشن لیس گرین مونسٹر تھا تو سامنے بھی صدا کی ضدی اور اکھڑ آساوری شاہ تھی جو اس کی جدائی سے بہتر موت کو گلے لگانے کو ترجیح دے رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان غصے سے اس کی جانب لپکا تھا اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

،،،یہ کیا کیا پاگل لڑکی تم نے

احان غرایا۔ مگر بے سود۔ تب تک اس کی سانس گلے میں ہی اٹک چکی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر زمین پر گری احان نے اسے اپنے بازو کا سہارا دیا۔

اور یہی وہ لمحہ تھا یہ پل جب وہ ہری بلا ہو کر خود مرنے والا ہو جاتا تھا۔ اپنی زندگی کی زندگی کے ضیاع کے خوف سے احان کے جسم کا سارا لہو نچڑ کر جیسے چہرے پر آیا تھا۔ پھر بغیر سوچے سمجھے بغیر کچھ بھی سوچے وہ اس کے نازک لبوں پر جھکا تھا اور اس کے سینے میں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مسیحائی کا یہ انداز آساوری شاہ کو جی جان سے قبول تھا تبھی گہرے گہرے سانس بھرتی وہ اپنی کھوئی سانس ہموار کرنے لگی۔ اس کے عشق کی خماری کا طلسم تھا کہ اس کی سانس جلدی ہی بحال ہو گئی تھی۔ مگر وہ اب اس سے الگ کب ہونا چاہتی تھی۔ تبھی اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر کے وہ بہت ہی بے باکی سے اب اس کے عنابی ہونٹوں کو نرمی سے چوم رہی تھی۔ احان ششدر سا اس کی بے باکیاں اپنے ہونٹوں پر محسوس کیے گیا۔ عجیب فسوں کا لمحہ تھا جو وہ چاہتا تھا کبھی ختم نا ہو۔

مگر ابھی آساوری شاہ کی سزا ختم کب کئ تھی۔ تبھی اس جھٹکے سے خود سے الگ کیا۔ مگر آساوری نے آگے بڑھ کر پھر سے اس کا گریبان پکڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان اب اگر ایک اور مرتبہ آپ نے اپنے منہ سے یہ الفاظ نکالے تو میں اسی دسویں منزل سے کود کر اپنی جان دے دوں گی،،

احان نے اس کے ہاتھ پرے جھٹکے اور اسے بازو سے پکڑ کر پھر واپسی کی راہ لی۔ لفٹ سے نیچے اتر کر اسے دوبارا گاڑی میں دھکیلا۔ اور خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

آساوری کی طبیعت جیسے اب بھی بگڑی ہوئی تھی۔ تبھی سیٹ کی بیک سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ وہ جانتی تھی اسے بہت سخت قسم کا ناراض کر چکی ہے مگر وہ آساوری شاہ تھی اسے اپنی محبت اپنی زندگی کو منانا اچھے سے آتا تھا۔۔

پوری گاڑی میں فسوں خیز خاموشی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی جھٹکے سے وائیٹ پیلس کے پورچ میں رکی تھی۔ آساوری نے آنکھیں کھولیں۔ اور نیچے اترنے کی بجائے اس کا بے تاثر چہرہ دیکھنے لگی۔

،،احان

،،گیٹ آؤٹ آساوری شاہ

وہ غرایا۔ آساوری کے گلے میں ایک پھندا سا لگ گیا۔ اسی لئے وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی اندر کی جانب بھاگ گئی۔ احان نے تیزی سے گاڑی بیسمنٹ کے ڈرائیو وے کی جانب بڑھائی

امن اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگاتا فلزہ سے مکمل تفصیلات معلوم کر رہا تھا۔ کتنا کہا تھا کہ اسے بھی ساتھ لیں جائیں۔ مگر بڑے پاپا نے اسے منع کر دیا وہ چاہتے تھے وہ اپنا زیادہ وقت

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کے ساتھ گزارے۔ ویسے بھی جو ہاسپٹل میں بھی واقعات پیش آ رہے تھے تو احتیاط اسے یہیں رکنے کا بولا گیاں تھا۔ وہ معجزا کو لے کر صبح ہی اپارٹمنٹ چلا آیا تھا۔ کیونکہ اس نے کلاس لینی تھی۔ اور اپارٹمنٹ بھی صاف کر دیا گیا تھا۔

وہ کافی دیر سے اپنی بکس اور نوٹ بکس کے ساتھ گھل رہی تھی۔ میم فریال نے میتھ کا ٹیسٹ دیا تھا اور بولا تھا کہ جس کے کم مارکس آئے اسے پنشمنٹ ہو گی۔۔ معجزہ نے نوٹ بک بیڈ پر پھینک کر ماری تھی۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اور میم فریال ان دنوں کچھ زیادہ ہی سختی برت رہی تھیں۔۔ مطلب اب جب یہ ٹیسٹ سرے سے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا تو صبح میم سے پوری کلاس کے سامنے پنشمنٹ اور بے عزتی تو پکی تھی۔ وہ بے بسی سے اس ہونے والی بے عزتی کا سوچ کر رو ہی پڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن جو کہ بے چین سا تھا اسے ایک نظر دیکھنے کو موبائل میں ایک سکرین آن کی تو بے تحاشا چونکا۔

اب کیا ہوا ہے اتنی رات کو یہ کیوں رو رہی ہے، امن سخت متفکر ہوا تھا۔ اور ایسا ہو سکتا تھا کہ اب وہ اسے فضول میں آنسو بہانے دے۔ قدم خود بخود اس کے کمرے کے دروازے تک آ کر رکے تھے۔ ہلکے سے ڈور ناک کیا۔

اندر معجزا چونکی تھی۔ اس وقت اپارٹمنٹ میں تو معجزا اور اس کے علاوہ اور کوئی تھا بھی نہیں۔

،،کون

معجزا نے یونہی پوچھ لیا۔ حالانکہ جانتی تھی دروازے پر کون ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اسے دیکھا جو ٹی پنک فراک اور پاجامے میں پنک سکارف گلے میں پہنے بھیگا چہرہ لیے بیزار سی بیٹھی تھی۔

جزا واٹ ہیپنڈ؟ خیریت، رو کیوں رہی ہو،،، امن نے دھیمے سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں اتنی فکر تھی کہ وہ بے اختیار ہی اسے اپنا مسئلہ بتا گئی۔

،،میتھ کا ٹیسٹ ہے اور مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا

روتی بسورتی وہ اسے اپنا گھمبیر مسئلہ بتا گئی۔ امن نے ایک لمبی سرد سی سانس کھینچی۔

میں پڑھا دوں،،؟ امن نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔ معجزا نے بھیگی پلکیں اٹھا کر بے تاثر چہرہ لیے اسے دیکھا۔)بے عزتی اور پنشمنٹ

CLASSIC URDU MATERIAL

،سے بہتر تھا وہ چپ چاپ جی کڑا کر کے تیاری کر لے۔ (تبھی پین بک اور نوٹ بک اٹھا کر بیڈ سے اتری۔

امن کا دل جیسے کانوں میں دھڑکا تھا۔ ایک سرشاری سی رگ وپہ) میں دوڑ گئی۔ مگر چہرہ بے تاثر ہی رکھا۔ (امن پیچھے مڑا اور لاونج میں چلا آیا۔ لاونج میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی سکارف سر پر سیٹ کرتی اس کے ساتھ والے صوفے پر آ کر بیٹھی تھی۔

امن نے لاکھ چاہنے کے باوجود اس کی جانب دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اپنی تمام تر توجہ نوٹ بک پر رکھی۔

پھر صرف پانچ منٹ میں ہی امن نے اس کے سامنے ایسے کونسیپٹ کلئیر کیا کہ اس سے اگلے دس منٹ میں معجزا نے اسے دو تین سمز سولو کر کے دکھا دیئے تھے۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،گڈ،، ایسے ہی،، مزید کوشش کرو

امن نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے کہا۔ معجزا نے ایک نظر اسے دیکھا۔

رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔ تنہائی، خاموشی ، ہو کا عالم، اس) شخص کا عشق اس کی محبت اس کے سامنے تھی۔ تو اگر وہ اسے اس قدر چاہتا تھا تو اسے چاہتا)چھوتا (کیوں نہیں تھا۔؟ کس مٹی کا بنا تھا یہ شخص۔ اپنا فیصلہ واپس لینے کے بعد وہ تب سے اب تک اسی انتظار میں رہی کہ شاید وہ اپنی بات اپنے وعدے پہ قائم نا رہ پائے۔ اور تب وہ اسے جتائے کہ دیکھو یہ ہے تمھاری محبت۔

(اور یہ ہیں تمھارے کھوکھلے دعوے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اسنے کہا تھا وہ کوئی ڈیمانڈ نہیں کرے گا۔ کبھی کوئی حق نہیں جتائے گا۔ کیا کوئی کسی سے اس قدر بے لوث و بے غرض محبت کر سکتا تھا۔؟ شاید نہیں۔

وہ جانے کیوں؟ مگر مغرور سی ہونے لگی تھی۔ تبھی اب پاؤں صوفے کے اوپر کر کے پرسکون ہو کر بیٹھ گئی۔ اور اپنی نوٹ بک پر جھک گئی۔

امن بار بار اس کی خود پر نظر نوٹ کرتا رہا تھا۔ کچھ تیاری کر کے اب وہ نیند سے بے حال ہونے لگی تھی۔ تبھی بار بار جمائیاں اور چھوٹی موٹی قاتل انگڑائیاں لینے لگی تھی۔ امن کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ مگر مصیبت تو یہ تھی کہ وہ اس کی ان حرکتوں پر کھل کر مسکرا بھی نہیں سکتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اٹھ کر کہیں گیا تھا۔ معجزا نے ایک چور نگاہ اس پر ڈالی اور پھر نوٹ بک کی جانب متوجہ ہو گئی۔

وہ کچھ دیر بعد آیا تو اس کے ہاتھ میں بھانپ اڑاتے کافی کے دو مگ تھے۔ ایک مگ خاموشی سے اس کی جانب گہری نگاہ سے دیکھتے ہوئے بڑھایا۔ جو معجزا نے تھوڑی سی جھجھک کے بعد تھام لیا۔ کپ تھامتے معجزا کی مخروطی گلابی انگلیاں اس کی انگلیوں سے مس ہوئیں تو دونوں کرنٹ سا کھا کر چونکے تھے۔ معجزا فورا بک کی جانب متوجہ ہو گئی۔ اور امن اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ معجزا نے کپ ٹیبل پر رکھا۔ اور نوٹ بک اس کی جانب بڑھائی جو کہ اس نے نرمی سے تھام لی۔

،،،،نہیں،، ایسے نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھر اسے سمجھانے لگا۔ معجزا قریب ہوئی۔ اسے اچھی طرح سمجھا کر وہ پھر سکون سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور گھونٹ گھونٹ کافی پینے لگا۔ اس وجود کا آس پاس ہونا کس قدر دلنشین اور دلفریب احساس تھا۔ امن کو سکون رگوں میں خون کے ساتھ گردش کرتا محسوس ہوا۔

معجزا پھر نوٹ بک کی جانب متوجہ ہوئی۔یونہی نوٹ پر توجہ دیتے کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ دو تین سپ لے کر بے دھیانی میں کپ اپنے پاس صوفے پر ہی رکھ لیا۔

معجزا بری طرح سہمی تھی جب امن نے بہت اچانک اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ وہ جو اپنے دھیان میں ریلیکس ہو کر بیٹھی تھی بری طرح اس کے سینے سے ٹکرائی۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ

CLASSIC URDU MATERIAL

غم وغصے سے غراتے معجزا نے اس کے ہاتھ دور جھٹکے۔ امن نے نرمی سے اسے چھوڑ دیا۔ مگر اب بھی وہ اس کے اتنے قریب کھڑی تھی کہ اس کی سانسوں کی جلتی تپش امن کو اپنے سینے پر محسوس ہوئی۔

کچھ نہیں کر رہا،، نا ہی خود کو کچھ کرنے کا اہل سمجھتا ہوں،، بس ،،پیچھے مڑ کر دیکھو

امن نے نرمی سے کہا۔ معجزا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ گرما گرم کافی کا کپ صوفے پر الٹا پڑا تھا۔ اگر وہ اسے نا کھینچتا تو یقیناً معجزا کی ٹانگ جل جاتی۔ وہ شرمندگی سے سرخ پڑ گئی تھی۔

مجھے سمجھ آ گئی ہے،، میں کر لوں گی تیاری،، آپ کو نیند آئی ،،ہو گی،، آپ آرام کریں جا کر

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ نگاہیں چراتی بولی تھی۔ اب اس کے پاس بیٹھنا ناممکن تھا۔

امن نے اسے دیکھا۔ اب جبکہ اس نے بول دیا تھا کہ وہ جائے تو اسے جانا ہی تھا۔

،،اوکے،، بیسٹ آف لک

امن کہتے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔

وہ اسے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسے ایک عرصے سے نیند نہیں آتی۔ وہ ساری ساری رات نہیں سوتا۔ وہ بے خوابی کا شکار ہے۔ اور یہ نیند شاید امن کو اس کے بغیر نہیں آتی۔ وہ اندر اب تہجد ادا کر کے اپنی تلاوت شروع کر چکا تھا۔

امن اس قدر خوش الحانی میں مگن ہوا کہ آواز کب بلند ہوئی پتہ ہی نہیں چلا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا جو کافی حد تک تیاری کر چکی تھی۔ اور جسے ہر روز یہ آواز سن کر سونے کی عادت تھی۔ اب بھی وہ پاکیزگی میں ڈوبی روح کو پرسکون کرتی سورت بقرہ کی آواز سنائی دی تو کب نوٹ بک سینے سے لگائے صوفے پر ہی سو گئی پتہ ہی نہیں چلا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد امن نے یونہی دروازے سے جھانک کر باہر دیکھا۔ اسے لگا وہ اپنے کمرے میں چلی گئی ہو گی۔ مگر وہ تو وہیں صوفے سے ٹیک لگائے گہری نیند میں تھی۔ نوٹ بک سینے سے لگی ہوئی تھی اور ہاتھ میں پین بھی یونہی موجود تھا۔ امن باہر آیا تھا۔

،،،جزا

قریب آ کر پکارا۔ اور اس کے چہرے کے قریب چٹکی بجائی۔

مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،جزاااااا

قدرے بلند آواز میں پکارا۔ مگر اثر ندارد۔ وہ کچھ زیادہ ہی گہری نیند میں تھی۔

امن آگے بڑھا تھا۔ بلا جھجھک اس موم کی گڑیا کو اپنی بانہوں میں بھرا۔ اسے اس کے کمرے میں لا کر نرمی سے بیڈ پر اتارا۔ براؤن بالوں کی ایک آوارہ سی لٹ چہرے پر گری تھی جسے امن نے یوں گھورا جیسے ابھی اسے کچا کھا جائے گا۔ ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی سے لٹ پیچھے کرتے کان کے پیچھے اڑاس دی۔

پھر جب اپنی کیفیت سے پریشان ہوا تو جلدی سے اٹھا باہر گیا اس کی کتابیں اور نوٹ بکس بھی اٹھا کر اس کے کمرے کی ٹیبل پر رکھیں۔ اس کے اوپر کمفرٹر درست کیا۔ اور اپنی بے ترتیب دھڑکنوں پر قابو پاتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 37

وہ ایک لان تھا جہاں دادا ہوتی کی کھلکھلاہٹیں اپنے عروج پر تھیں۔ دادا نے اپنے چہرے کو بلائنڈ فولڈ کر رکھا تھا اور دس سالہ اکلوتی لاڈلی پوتی کھلکھلاتی ادھر ادھر بھاگ رہی تھی۔

"مونا دور مت جانا مائی پرنسز،، چوٹ نا لگ جائے،،

علی وزیر کا لہجہ انتہائی شیریں تھا کہ ایک اکلوتی پوتی میں اس کی جان اٹکی ہوئی تھی۔ وہ علی وزیر کے جگر کا ٹکڑا تھی۔ وہ دونوں مزید کھیل میں مصروف تھے اور دو آنکھیں یہ منظر انتہائی غور سے دیکھ رہیں تھیں۔

آخر دن رات میں ڈھل گئی۔ چہار سو گہرا ماوس کی رات سا اندھیرا پھیل گیا۔ اور علی وزیر مینشن میں بھی خاموشی چھا گئی ایسے میں ایک ہیولہ اس مینشن میں انتہائی اطمینان سے داخل ہوا۔ اپنی دانست میں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

یہ مینشن دنیا کی نگاہوں سے اوجھل انتہائی خفیہ طور پر بنایا گیا تھا جہاں کی سکیورٹی بھی فل پروف تھی۔ مگر اب وہ بیولہ انتہائی اطمینان سے ساری سکیورٹی کو ٹھینگا دیکھاتا پورے مینشن میں گھوم پھر کر آیا تھا۔ وہ اب مونا کے کمرے کے اندر کھڑا تھا۔ بچی انتہائی کیوٹ اور فرشتوں جیسی معصومیت لیے ہوئے تھی۔ وہ آگے بڑھا اور بچی کو بیہوش کیا۔

خاموشی سے بچی کو اٹھایا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دیا اپنے بابا ماہر خان کے سینے سے لگے کب سے آنسو بہائے جا رہی تھی۔ یہ لوگ ہیلی سے واپس آ چکے تھے اور اب ایک خاص شاہراسے وائیٹ پیلس واپس آ رہے تھے۔ اس گاڑی میں ماہر، ماہ میر جبران اور خضر موجود تھے۔ باقی سب پیچھے آنے والی باقی دو گاڑیوں میں تھے۔ وہ جب سے ہوش میں آئی تھی تب سے ماہر خان کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ اب تو یوں تھا جیسے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔

اب بس بھی کرو پرنسز،، اور کتنے آنسو بہاؤ گی،، اب بس،، بہت ہو گیا،، اب ایک بھی آنسو نا گرے تمھارا،،،

ماہر خان نے اسے پیار بھری ڈانٹ پلائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ہم نے بہت کچھ برا کر دیا ناں بابا،،،

وہ ہچکیوں کے دوران بولی۔

نہیں،،، جو ہونا تھا وہ ہو گیا،، اب انشاءاللہ کچھ بھی برا نہیں ہو گا،، سب اچھا اچھا ہو گا پرنسز،،،

ماہر خان نے اپنی پرنسز کی کمر سہلائی۔

لل،،، لیکن وہ ہمیں معاف نہیں کریں گے ناں،،

اسے بس اب اس کی پریشانی لاحق تھی جس کا جانے کتنی بار کتنی بری طرح دل توڑ بیٹھی تھی۔

وہ کون،،

ماہر خان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے جان بوجھ کر پوچھا۔

وہ،،،،،،،،،یہ،،،،،،،بابا،،،

وہ ہچکچاتی ہوئی بری طرح جھلائی۔

ارے، کبھی یہ کبھی وہ؟ آخر کون بھئی،،؟ جبران نے بھی اس کی بات بیچ میں کاٹی مگر ان سب نے مسکراہٹ دبا کر ہی رکھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ارشن،،،وہ ہم سے بہت خفا ہوں گے بابا،،، آپ جانتے ہیں ہم نے کیا کیا، کیا ان کے ساتھ،،، ہم نے اپنا ہی نکاح رد کر دیا،، اب ہم اپنی ہر غلطی سدھارنا چاہتے ہیں،، اور ہم وہ نکاح دوبارا کرنا چاہتے ہیں بابا،،

وہ بلک بلک کر روتی اپنی اصل پریشانی انتہائی معصومیت سے بیان کر گئی۔

وہاں بیٹھے ہر شخص کو اس کی بات نے انتہائی خوشگوار حیرت میں مبتلا کیا تھا۔ تب ماہر خان نے پاشا ابراہیم کو میسج کیا کہ وائیٹ پیلس میں نکاح کا بندوبست کیا جائے۔

اس کے یہ الفاظ من و عن ماہ بیر کے زریعے ارشن تک پہنچے تھے۔ اور ادھر دل نے تو پسلیوں سے سر پٹخا مگر بظاہر وہ ڈھیٹ بنا بے تاثر چہرہ لیے ہی بیٹھا رہا۔ یہ میسج تقریباً سب کو ایک خوشخبری کی طرح فارورڈ کیا گیا تھا۔ تب فلزہ کی رگ ظرافت پھڑکی۔

کیا بات ہے،، تو برسوں بعد ایک شدید سنگل کی سنی ہی گئی علیزے،، دلہن صاحبہ خود نکاح کے لیے بے تاب ہیں،،، تو تمھیں نہیں لگتا کہ کسی کو ابلے ہوئے آلو جیسا منہ بنانے کی بجائے ہمیں کچھ میٹھا کھلانا چاہیے،،؟

علیزے نے اپنی ہنسی دبائی تھی اور ارشن نے اپنے سنجیدہ چہرے پر تو لفٹ کا بورڈ لگائے رکھا۔

دلہے صاحب کی گردن میں تو ابھی سے سریا فٹ ہو گیا ہے،، پیلس پہنچ کر جانے کیا ہو گا؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

فلزہ پھر بولی تو اب کی بار ارشن کی سرد سی غراہٹ گاڑی میں گونجی تھی۔

جھوٹی گواہی دینے والوں کے ساتھ ساتھ مجھے لگتا ہے اب فضول کی بکواس کرنے والوں کے بھی ہونٹ سینا پڑا کریں گے،،

فلزہ نے یوں تاثرات دیئے جیسے کہنا چاہتی ہو میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ۔

دو چار دن بھنور کی طبیعت علیل ہے
دو چار دن کنارے کنارے چلیں گے ہم

اماں حاجن پر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی۔ خان شمشان خیل بپھرے سانڈ کی طرح چنگھاڑ رہا تھا۔ بیٹے کی ادھڑی لاش دیکھتے ہی وہ پاگل کتے کی طرح دشمن کی بو سونگھتا پھر رہا تھا۔ مگر حسب معمول کوئی سراغ ہاتھ نہیں آیا تھا ہاں دیا کہ غائب ہونے سے شک یقین میں بدل گیا کہ یہ کام ان کے سب سے بڑے جانی دشمنوں کا ہے۔

مہارانی، جلال اوڈھو،، سردار چانڈیو بھی یہیں موجود تھے اور خان شمشان خیل کا دھواں دھواں چہرہ دیکھے گئے۔ حشمت راؤ کی جانب سے بھی اطلاع مل چکی تھی کہ وہ جلاد اس کے ناک کے نیچے سے اس

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کی پوتی نکال کر لے گیا۔ اور حشمت راؤ کو ادھر کی خبر ملی تو وہ سب کچھ چھوڑا چھاڑ خیل حویلی کی جانب روانہ ہوا۔

ہر طرف تباہی بربادی تھی۔ آگ بجھا کر دھوئیں کے مرغولوں پر قابو پایا گیا۔ اب اس کے مزید گارڈ حویلی کا چپہ چپہ چھان رہے تھے۔ آخر خان زمرد کے کمرے سے ہی ایک چٹ ملی تھی جو اس کے آدمی نے خان شمشان خیل کو تھمائی۔ اس نے جلدی سے کھول کر دیکھی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

بڑا شوق ہے تم لوگوں کو ہمیں تحفہ بھیجنے کا۔ اب اگر جشن منا ہی رہے ہو تو ایک چھوٹا سا تحفہ ہماری جانب سے،، تمھارے بیٹے کی یہ لاش ہماری جانب سے آخری وار تنگ ہے تمہیں،، اب اگر مزید ایک بے گناہ کی بھی لاش گری تو بلکل اسی طرح گھر میں گھس کر باقی دو بیٹوں اور تم سب کے خاندانوں کو یونہی عبرتناک موت ماریں گے۔ تو سنبھل کر مزید ایک بھی لاش نہیں،، سمجھے

جلاد

وہ غصے سے بلکل پاگل ہو چکا تھا۔ جب اپنے گارڈز پر چلایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اے سنو،، مجھے ان جلادوں کی وہ دوسری بیٹی چاہیے زندہ یا مردہ،، اٹھالاؤ اسے،، وہ جو اٹلی سے بہروپیا آیا ہے اگر اس نے کوئی رکاوٹ پیدا کی تو اسے بھی گولیوں سے بھون دینا،، اور اگر ناکام واپس لوٹے تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں گا سمجھے،، اب دفاع ہو جاؤ،،

خان شمشان خیل نے اپنے منہ سے جھاگ اڑائی۔

تین گھنٹوں کی مسافت کے بعد وہ وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں پہنچ چکے تھے۔ جہاں آحان پہلے سے ہی ان سب کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔

احان نے دیا کو سینے سے لگایا۔

ہمیں معاف کر دیں بھائی،، ہم بہت برے ہیں،،

وہ پھر سسک پڑی۔ اپنا ہی وجود سب کا مجرم سا لگ رہا تھا۔ فلزہ نے اسے دیکھ ایک سرد آہ بھری۔

روندو کہیں کی،،

فلزہ منہ میں بڑبڑائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ ابھی سب سے مل ہی رہی تھی۔ کہ وہ سب کو پیچھے چھوڑ وہاں رکنے کی بجائے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔ ماہ بیر اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔ وہ جو آ کر صوفے پر گرا تھا اور پشت پر گردن ٹکا کر آنکھیں موندیں۔ ماہ بیر نے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اپنی سرخ آنکھیں کھول کر اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔

کیا ارادہ ہے شیر،،،؟؟

ماہ بیر نے بظاہر سنجیدگی سے پوچھا۔

میرے ارادے تو برسوں سے میرے منہ پر مارے گئے ہیں ڈیڈ،، اسی لئے ہی میں نے اب اس معاملے میں کوئی بھی ارادہ کر کے خوش فہمیاں پالنا کب کی چھوڑ دیں ہیں،،

کف لنکس فولڈ کرتے اس کا لہجہ کرب و اذیت میں ڈوبا ہوا تھا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا شیر،، اب بتاؤ کیا کرنا ہے، سب تیاری مکمل ہے،، بچی نکاح کی تجدید چاہتی ہے،، تم تیار ہو،،

ماہ بیر نے اسے بغور دیکھتے کہا مگر اس کے چہرے پر کوئی بھی تاثر یا خوشی کی رمق نا نظر آنے پر کافی مایوسی ہوئی۔ شاید وہ اس معاملے میں اپنی نامہرباں قسمت پر اب بھی بے یقین تھا۔

جیسا آپ لوگ کہیں گے ڈیڈ،، میں کر لوں گا،،

اس نے نگاہیں چراتے اپنا دامن بچایا۔ ماہ بیر نے سرد سی آہ بھری۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اچھا پھر احان کے کمرے میں جا کر تیار ہو جاؤ،،، تمھاری پنکی دادو یہ کمرہ ڈیکوریٹ کروانے والی ہیں،،
ماہ بیر یہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ ارشن نے کرب و اذیت کی انتہا سے آنکھیں زور سے بند کیں اور اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔ اب یہ تو طے تھا کہ وہ خود کو اس پر مسلط نہیں کرنے والا تھا ناہی اسے اب اس کی جانب سے کوئی خوش فہمی رہی تھی۔ ماہ بیر باہر آیا تو سامنے ہی سوہم خان اور پاشا ابر ہیم سے سامنا ہو گیا۔

کیا بات ہے بڑے پاپا آپ کچھ اداس لگ رہے ہیں،،،
ماہ بیر نے پاشا ابراہیم کا اترا ہوا چہرہ دیکھا۔
کچھ نہیں امن کو کال کی تھی کہ وائیٹ پیلس آجائے مگر اس نے منع کر دیا یہ بول کر کے جب معجزا وائیٹ پیلس میں آنے کے لیے تیار ہو جائے گی تب ہی وہ بھی وائیٹ پیلس آئے گا،،
سوہم نے کہا تو ان کے قریب آتے آریان کے چہرے پر ایک تاریک سایہ سا لہرایا تھا مگر وہ فوراً اپنے تاثرات چھپا گیا۔
چلیں بھئی دلہا صاحب بھی تیار ہیں،، تیاری مکمل ہے چلیں نیک کام میں دیر نہیں کرنا چاہیے،،
آریان نے بظاہر بشاشت بھرے لہجے میں کہا تو سب اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

خضر بلکل تیار آئینے کے سامنے کھڑا جیل سے اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔ اور کافی دیر سے علیزے کا انتظار کر رہا تھا(خواتین تو دیا کے کمرے میں ایسا گھسی تھیں کہ باہر نکلنے کا نام ہی نہیں لگ رہی تھیں۔) مگر اب کچھ ہی دیر بعد علیزے پوری طرح تیار کمرے میں داخل ہوئی تو وہ مبہوت رہ گیا۔ وہ پیچھے مڑا۔ علیزے اتراتی ہوئی گردن اکڑا کر اس تک آئی۔ آخر اپنی تیاری پر فل کانفیڈینس جو تھا کہ یہ تیاری اگلے بندے کو(اور خاص کر اس کو) چاروں شانے چت کر دینے والی ہے۔

سرخ پیروں تک میکسی پر ہلکا سا گولڈن کام سرخ ہی سکارف، ہلکا میک اپ،، گولڈن چھوٹی چھوٹی نفیس سی جیولری اور حسن کو دو آتشہ کرتی وہ سرخ لپ اسٹک۔

خضر نے کسی بھنورے کی طرح اس کے گرد چکر کاٹا۔ وہ مسکراتی رہی۔ خضر کے لب واؤ شیپ میں اے۔

واؤ،، ریڈ ڈریس،، ریڈ لپ اسٹک،،

خضر نے کچھ ایسے آہ بھر کر کہا کہ وہ سرشار سی ہو گئی مگر پھر اس کے اگلے الفاظ پر جھاگ کی طرح بیٹھ جانا پڑا۔

"قطعی ریڈ سلنڈر لگ رہی ہیں،،

خضر نے دانتوں تلے لب دبایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

واٹ،،،،،،،،،،،؟واٹ دا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علیزے چلائی۔

اے گالی نہیں،،

خضر نے کہتے اس کو اپنی بانہوں کے حصار بھرا۔علیزے کا بری طرح موڈ آف ہوا تھا تبھی منہ غبارے کی طرح پھول گیا۔مگر خضر کی کان میں کی گئی سرگوشی سے وہ بوکھلائی تھی۔

بوسۂ لب سے نہیں چلتا ہے کام؟
گالیوں کی یہ سزا اچھی نہیں،،،

اونہہ،،،مجھے کوئی شوق نہیں اپنی لپ اسٹک خراب کرواکر جوکر بننے کا،،اسی لئے منہ سنبھال کر بات کرو،،،

علیزے نے اس کے بال کھینچے۔

نہیں میں تولوں گا،،وہ بھی ڈھیٹ ابن ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

خضر اگر تم نے کوشش بھی کی تو میں بات نہیں کروں گی تم سے،،،اور فنکشن بھی اٹینڈ نہیں کروں گی۔

یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی۔

تو پھر یہ کس میں رات میں لوں گا،،اس نے بھی اطمینان سے فرمائش کی۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن اب شرافت سے باہر چلو،،علیزے نے فی الحال کے لیے اپنی جان چھڑائی۔وہ دونوں مسکراتے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر باہر آئے تھے۔باہر تنگ و بو کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا۔

احان بیسمنٹ سے اوپر کوریڈور سے گزر کر طویل ترین اور کشادہ لاونج میں آیا تو سامنے ہی وہ کھڑی نظر آئی جو شاید رواحہ کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔لباس اب تک بدلنے کی توفیق نہیں کی تھی۔احان کو سامنے دیکھ کر نگاہیں جھکا گئی۔

مگر احان کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔

"اپنے کمرے میں جاؤ آساوری شاہ،،اور اگر اپنے کمرے سے باہر قدم بھی نکالا تو تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا یا تمھیں شوٹ کر دوں گا" وہ غرایا تو آساوری کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئیں تھیں وہ پیچھے مڑ کر بھاگ کر اپنے کمرے میں غائب ہوئی تھی۔کمرے میں اپنے بیڈ پر اوندھے منہ گر کر وہ بے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آواز آنسو بہانے لگی اور اپنے کمرے سے نکلتے رواحہ نے بیٹے کی یہ گوہر افشانی خوب اچھی طرح سنی تھی۔

اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر اسے کچھ کہتی سب لاونج میں چلے آئے تھے۔ رواحہ سر جھٹکتی دیا کے کمرے میں گئی لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر رکے تھے۔ مگر منہ میں ماشاء اللہ بول کر فوراً نگاہ کا زاویہ بدلہ۔ پیلے،، شاکنگ پنک،، اور پیرٹ کلر کے امتزاج کے لہنگے، رواحہ کی خود کی گولڈ کی نفیس جیولری اور برائڈل میک اپ میں اس قدر حسین و خوبصورت لگ رہی تھی کہ نگاہ نہیں ٹھہر رہی تھی۔ لہنگے کے دوپٹے پر گوٹے کی لیس تھی۔ رواحہ نے آگے بڑھ کر اس کی نظر اتاری تھی۔ پنکی اور رواحہ اسے لئے باہر آئے۔ وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی دھڑکتے دل کے ساتھ باہر آئی۔

جہاں پر سب موجود تھے۔

وہ جو کرتی مضبوط اور چوڑے جسم پر سادہ سی سیاہ ٹی شرٹ پہنے لیے دیئے انداز میں بیٹھا تھا نگاہ ایک جانب اٹھی۔ تو دل نے کہا کہ آج پوری وجود قوت بصارت بن جائے۔ مگر اس کم بخت زلیل دل ہی سے تو اس کا جھگڑا تھا تبھی فوراً نگاہ پھیر لی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اسے لا کر ارشن کے پہلو میں بٹھایا گیا تھا۔ دیا کی سانس سینے میں اٹکی۔ قریب سے مخصوص مردانہ پرفیوم کی مسحور کن خوشبو سانسوں میں سمائی تو دل اچھل کر حلق میں آیا۔ مگر وہ تو ہاتھ کی مٹھی بنائے اسے اپنے ہونٹوں پر جمائے منہ میں حسب معمول کچھ چباتا بلکل بیگانہ اور لاپرواہ سا ہوا بیٹھا تھا۔

نکاح کی کاروائی کی شروعات ہوئی۔ ارشن کا پورا وجود جیسے قوت سماعت بن چکا تھا جب اس نے مولوی صاحب کے سامنے اپنی مترنم دھیمی سی آواز میں تین مرتبہ "قبول ہے" بول کر اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنے تمام جملہ حقوق ارشن کے نام کر دیئے۔ دل کم بخت پھر خوش فہم ہونے لگا۔ مگر اس نے بری طرح اپنا سر جھٹکا اور مولوی صاحب کی جانب متوجہ ہو گیا۔

لاونج میں مبارک باد کی صدا گونج اٹھی۔ فجر نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما اور دیا کی ڈھیروں ڈھیر بلائیں لے ڈالیں۔ ماہ بیر نے آگے بڑھ کر بیٹے کو سینے میں بھینچا۔ ماہ بیر نے دیکھا صرف ماں کو دکھانے کو اس کے چہرے پر ایک پھیکی سی مسکراہٹ تھی۔ بینا، علیزے اور فلزہ نے لاونج منٹوں لوگوں کے ساتھ مل کر ایک طوفان بدتمیزی سا برپا کر دیا تھا۔

ارشن کا فون رنگ ہوا تھا۔ اپنے ڈیڈ کو مخصوص اشارہ کر کے وہ فون پر بات کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وائیٹ پیلس میں موجود ہر کوئی ان اشاروں (کوئی بھی ایمرجنسی ہونا) سے آشنا تھا مگر سوائے دیا کہ اس نے اسے گھونگھٹ کے پیچھے سے جاتا دیکھ بری طرح پہلو بدلا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سب وہیں موجود تھے احان نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کی دھمکی کو مد نظر رکھتے وہ کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی تھی۔ احان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ مگر ابھی وہ اس کم بخت دل پر بڑا سا پتھر رکھنے والا تھا۔ بے چینی حد سے سوا ہوئی تو وہ یونہی لاؤنج سے باہر نکل آیا۔

احان سپاٹ سا چہرہ لیے باہر گارڈن میں بیٹھا تھا یہ وائٹ پیلس کا بیک یارڈ ہے جہاں پر سفید رنگی کرسیاں اور ٹیبل سیٹ رکھا گیا تھا جو امبریلا شیپ میں تھا احان باہر کرسی پر وحشت زدہ سا چہرہ اور تنی رگیں لیے بیٹھا تھا۔ جبکہ وہ معصوم سی شکل بنائے بھیگی پلکوں سے اپنی بچپن کی چاہت کو اوپر اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ آج وہ فیصلے میں اسے کیا بکواس کر آیا تھا کہ آساوری شاہ کو شوٹ کر دے گا۔ بکواس کر رہا تھا۔ وہ ہرگز اسے شوٹ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک مرتبہ بچپن میں اسے لگا تھا کہ آساوری شاہ کو اس کی وجہ سے چوٹ پہنچی ہے تو وہ کئی برس راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔ اس واقعے کے ڈراؤنے خواب اسے نیند میں ڈرایا کرے تھے۔ تو وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا۔ رگ و جان میں خون بن کر دوڑتی تھی وہ۔ اس کا صبیح چہرہ دل کو سکون پہنچاتا تھا۔ اس کا وہ حسین گداز سراپا آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث تھا۔ وہ خوبصورت آواز کانوں کا سرور تھی۔ اسکی سانس سے تو اسکی سانس چلتی تھی ابھی آج جو اس نے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جرات کی تھی کہ اپنے گلابی نرم لبوں سے اسکے لبوں کو چھوا اس کا پاکیزگی بھرا فسوں خیز لمس احان کے جسم میں ایک سرور سا اتار گیا تھا۔

اوپر کھڑی آساوری شاہ اسے دیکھ کر زخمی سا مسکرائی تھی نا اظہار کرتا ہے نا انکار کرتا ہے آخر یہ بندہ چاہتا کیا ہے؟

"مگر تم جو بھی چاہتے ہو احان ماہر خان وہ تمھیں معلوم ہو گا پر آج کوئی مجھ سے پوچھے میں کیا چاہتی ہوں تو میرا جواب ہر بار ہر بار ہر سمت صرف احان ماہر خان ہو گا احان ماہر خان کیونکہ یہ تو طے ہے کہ جتنی محبت اس دنیا میں، میں آساوری احان ماہر تم سے کرتی ہوں ناں اتنی محبت کوئی نہیں کرتا ہو گا اور اب میرا عقیدہ صرف تمھیں چاہنا ہے تم سے محبت کرنا، خود کو تمھارے عشق کے رنگ میں رنگ ڈالنا ہے، اور تم دیکھنا تمھارے اندر سے اس غم و غصے کو ختم کر کے میں نے تمھیں موم کی طرح پگھلا نا دیا تو میرا نام بھی آساوری احان ماہر خان نہیں،،،

وہ دل میں بڑبڑاتی پختہ ارادے باندھ رہی تھی۔ ناک سے غیر مرئی مکھی اڑاتی لاپرواہ سی مسکرائی۔

کیونکہ تاریخ گواہ تھی اگر وائٹ پیلس کے جلادوں کو کوئی موم کی طرح پگھلا سکتا ہے تو وہ ہے صرف انکا عشق۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

احان کے دل بے چین سا تھا اسے لگا تھا وہ سمجھ جائے گی کہ وہ غصے میں بول گیا ہے مگر اپنے کمرے سے باہر نا نکل کر اس نے اسے بے چین کر دیا تھا۔ احان نے جھٹکے سے ایک ضرب لگا کر ٹیبل کو گرایا تھا ٹیبل کر گر در کھیں کرسیاں اسکی ضرب لگنے سے زمین بوس ہوئی تھیں۔

جبکہ باہر رواحہ جو اسی کی تلاش میں باہر آئی تھی اپنے صاحب زادے کے کرتوت دیکھ کر لاونج کی دہلیز سے اچھلی تھی۔

اففف ہری بلا اسے کیا ہوا ہے اب،، مجال ہے کوئی ایک اولاد مجھ پر گئی ہو سوائے دیا کہ یہ دونوں آفتیں اپنے باپ پر چلی گئی ہیں مجال ہے کوئی ایک حرکت ماں سے آڈاپٹ کی ہو انہوں نے،،، اس کو دیکھ لو باپ کی طرح گرین مونسٹر بنا رہتا ہے،،

وہ جھنجھلاتی اسکے پاس چلی آئی جو سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھا تھا۔ تبھی کندھے پر بہت نرمی سے ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔۔

احان،،!!!

کندھے پر ایک مہربان سا لمس محسوس کر کے سر اٹھایا سامنے اپنی جنت کو کھڑا دیکھ غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔۔ آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا اگر اس دنیا میں کوئی چہرہ تھا تو وہ اسکی ماں کا ہی تھا جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا ہے وہاں کو دیکھ کر اسکے پہلو میں منہ چھپا گیا۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیاہوامیری ہری بلا کو،،؟؟

رواحہ نے شرارت سے اسے چھیڑااور اسکے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

مماآپ بھی یار پلیززز،،

اوکے ہری بلا نہیں تو سبز راکشس بول دوں،،؟

اب کی بار وہ کھل کر مسکرائی تھی کیونکہ جانتی تھی اسکی لاڈلی اور انوکھی بہو اسے سبز راکش ہی بلایا کرتی ہے۔۔

وہ ماں کے منہ سے الفاظ سن کر بے حد بوکھلا کر پیچھے ہٹااور ماں کو دیکھا جو چہرے پر مہربان مگر شریر سی مسکراہٹ لیے کھڑی تھی۔۔

اب انکا کیا قصور تھا بیچاری بے جان کرسیاں انہیں کیوں گرادیا،،

رواحہ نے اس کا دھیان بٹایا۔

کچھ نہیں مما،،بس ویسے ہی کچھ کیس ہیں جن کی ٹینشن ہے مجھے،،۔

اس نے سفید جھوٹ بولتے ماں کو ٹالنا چاہا۔

چل ہٹ بدمعاش،، جھوٹ مت بولو،،بتاؤ کیاہوامیرے پرنس کو،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ اسکے بال بکھیرتے ہوئی پوچھنے لگی جبکہ غصہ تو شدید تھا جو وہ آساوری کو یوں دھمکا رہا تھا رواحہ کو اسکا یہ انداز بلکل بھی پسند نا آیا یہ اسکی پرورش نا تھی۔۔

پتہ نہیں،، !!!

وہ اپنی ہی عجیب کیفیت سے پریشان تھا۔

احان میں تو بیسٹ فرینڈ ہوں تمھاری بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟ اور تم جانتے ہی ہو مجھے کہ ہمشہ تمھارے دل کی بات تمھاری آنکھوں سے پڑھ لیتی ہوں، اب بتاؤ،،؟

آپکی پاگل بہونے میرا دماغ خراب کر رکھا ہے ماما میں پاگل ہو جاوں گا،، یا وہ پاگل کر دے گی مجھے،،

وہ دانت پیس کر بولا۔

بکواس بند کرو اپنی احان ماہر خان،،

ماہر کی روح یا شیرنی بیدار ہوئی تھی شاید تبھی اپنے پرنس پر چلائی۔

مما،،،!!!

احان نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔ جبکہ رواحہ اسے تیز نظروں سے گھور رہی تھی وہ ماں کے ادب میں نگاہیں جھکا گیا بے شک یہ سب سے الگ غصیلے بھڑکتے شعلوں سے جلا دینے پھرتے تھے مگر اپنی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ماں باپ کی تربیت اور انکا احترام سب سے اول ترین درجہ پر رکھتے تھے۔ مجال ہے ان میں سے کوئی بھی ماں باپ کے آگے ایک لفظ بھی بول جائے۔

مما پلیز یار آپ بلکل پریشان ہوں،، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا مجھے وقت دیں،،

احان تمھاری ہمت کیسے ہوئی اسکے ساتھ یہ سلوک کرنے کی،، تم مجھے بتاؤ اسے علیحدگی کی دھمکیاں دیتے ہوئے تمھاری زبان کیوں نہیں لڑکھڑائی،، اور اب یہ سلوک یہ دھمکیاں،، میں تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا،، احان ماہر خان تم اسے مارو گے اس سے پہلے میں تمھارا منہ توڑ دوں گی،،،

مما،،،،،!!!

احان نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا جنھوں نے کل کی آئی ہوئی اپنی اس نک چڑھی بہو کے لیے بیٹے کو سائیڈ پر ہی لگا دیا تھا۔ وہ جیلسی میں جل بھن کر کباب ہوا۔

مما کیا آپ اس کل کی آئی لڑکی کے لیے،،

احان،،،!!!!!!

احان کے سارے الفاظ منہ میں رہ گئے جب دوبارہ رواحہ دھاڑی تھی۔۔

کل کی آئی لڑکی ہاں،،، تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ کل کی آئی وہ لڑکی تمھارے لیے اتنی کیوں ضروری ہے،، کیوں اس کے جانے سے انگاروں پر لوٹ گئے تھے،، کیوں اتنی تکلیف ہوئی تھی تمھیں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

رواحہ کے سوالات پر وہ چل سا ہو گیا۔

پاگل آدمی محبت میں محبت کی تکلیف دینے سے تمھیں راحت کیوں مل رہی ہے پھر،،اسے اکیلا کمرے میں بند کر کے کیا مل رہا ہے،،

میں نے اسے جسٹ وائٹ پیلس کی دہلیز پار کرنے سے روکا ہے کمرے تک محدود رہنے کو نہیں کہا،، جھوٹ نہیں بولو احان ماہر خان یہ تمھارے منہ کے الفاظ ہیں کہ اس کمرے سے باہر نکلی تو تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا،،

رواحہ نے پھر اسے ڈپٹا۔

احان نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماں کو دیکھا۔۔یہ بھی اپنے جلاد کی ظالم جلادنی ہی ہیں وہ محض سوچ ہی سکا۔

کیا میں جان سکتی ہوں کہ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟؟جب مرضی سے دونوں کا نکاح ہوا ہے،،، محبت کرتے ہو تو یہ سب کیا تماشہ ہے،،؟

مما وہ میرے کہنے منع کرنے کے باوجود اپنے اسے کتے دادا کے ساتھ اس دہلیز کو پار کر کے میری محبت کے میرے مان پر جو مجھے اس پر تھا میرے اعتماد پر طمانچہ مار کر گئی،،بہت غلط کیا مما اس نے،، وہ سرد لہجے میں بولا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

رواحہ نے اسے بازوؤں سے تھام کر اپنی جانب گھمایا اور اس کی۔ جانب دیکھا۔

احان اگر تم اسے اس کے ماں باپ سے دور کروگے تو بہت بڑا ظلم کروگے،، تمھیں کوئی حق نہیں اسے اس کے ماں باپ سے دور کرو دو،، وہ ایسے گھر میں پیدا ہوئی،، اس میں اس کا کیا قصور ہے،، وہ بے قصور ہے اور بتاو،، اس سب میں اس کی ماں کا کیا قصور ہے،،؟

مما میں نے اسے کسی سے ملنے سے نہیں روکا تھا۔ جلد یا بدیر میں اسے اس کے ماں باپ سے ملوا دیتا مگر وہ حشمت راؤ،، اسے جانتی ہیں ناں آپ وہ زلیل انسان جو ایسی اپنی پوتی جیسی ہزار لڑکیوں کو اپنی پاؤں تلے روند چکا ہے،، کئی معصوم بچیوں کی جان لے چکا ہے،، میں اس پر ایک سیکنڈ کا بھی اعتبار نہیں کرنا چاہتا تھا،، تو کیسے اسے آساوری سونپ دیتا،، اور میر اڈر میرے سامنے آ بھی گیا،، وہ رزیل شخص میری بیوی کا نکاح کروانے والا تھا کسی سے،، احان ماہر خان کی بیوی کا،،،

وہ اور بھی بہت کچھ بول رہا تھا عمر بھر کھڑی وہ یہ سن کر کانپ اٹھی تھی آنکھوں میں فورا سے نمی آئی تھی جو اسکے آئیڈیل تھے جو اسکا مان تھے جو اسکا غرور تھے آج ان کی سچائی جان کر وہ اندر سے ریزہ ریزہ ہوئی تھی۔ اپنوں کی حقیقت سے اندر سے توڑا تھا وہ اتنے سال ایک دھوکے کی زندگی جی رہی تھی۔ مگر اسے اگر کسی نے زندہ رکھا تھا جس نے اس کا مان عزت اور غرور قائم رکھا تھا وہ تھا نیچے بیٹھا شخص۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

چلو جو بھی ہوا احان اسے بھولنے کی کوشش کرو،، تمھاری اپنی سگی بہن کی مثال تمھارے سامنے ہے کہ جو اسے سکھایا گیا جو اس کے دماغ میں بھرا گیا اسے وہی سچ لگا،، آساوری نے تو پھر کئی برس اپنوں کے بیچ گزارے اپنے خاندان کے بیچ،، یہ سب اسے بھی نہیں معلوم تھا تو اگر دیا قصوروار نہیں تو آساوری بھی نہیں ہے،، تمھارے ڈیڈ تمھیں بلا رہے تم نے کھانا نہیں کھایا تو دیکھنے چلی آئی،، اب جلدی سے اندر آ کر کھانا کھالو،،

رواحہ بول کر رکی نہیں بلکہ اندر چلی گئی۔ جبکہ آساوری جو بالکونی سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اندر چلی گئی۔

احان اب سکون کا سانس خارج کرتا اندر کی۔ جانب گیا تھا۔

صبح معجزا کی جلد آنکھ کھل گئی۔ وہ جان لیوا انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھی۔ انگڑائی لیتے بازو فضا میں تھم سے گئے۔ اسے یاد آیا کل رات وہ صوفے پر ہی سو گئی تھی۔ پھر یہاں اپنے کمرے میں بیڈ پر کیسے آئی۔ اس سے آگے سوچتے اسے جھرجھری سی آئی تھی تبھی سر جھٹک کر اٹھی اور کپڑے لے کر واش روم میں بند ہو گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

فریش ہو کر باہر آئی تو اپارٹمنٹ میں کوئی نہیں تھا وہ شاید جا چکا تھا۔ معجزا نے بے اختیار ہی ادھر ادھر دیکھا۔

بیزار سی شکل بنائی۔ اب فریک فاسٹ کون بنائے اور کون کھائے۔ اسی لئے واپس اپنے کمرے میں جانے والی تھی جب کچن میں سے الارم کی آواز آئی۔ وہ متجسس سی ہو کر کچن میں گئی تو وہ ڈائننگ ٹیبل پر رکھا آلارم تھا جسے اس کے کلاس میں جانے کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے کا سیٹ کیا گیا تھا۔ ٹیبل پر گرم گرم بریک فاسٹ بالکل تیار تھا۔ معجزا حیران ہوئی تھی۔ وہ شاید ابھی کچھ دیر پہلے ہی یہاں سے نکلا تھا۔ اس نے اب خاموشی سے بریک فاسٹ کیا اور واپس کمرے میں آئی۔ سوچ کی سوئی بس ایک جگہ ہی اٹکی ہوئی تھی۔ وہ تیار ہو کر جلدی سے کلاس کے لیے نکلی۔

کلاس میں پہنچ کر مس فریال کو مارننگ وش کیا۔ ٹیسٹ ہوا ایک انوکھی ہی بات ہوئی تھی کہ آج ٹیسٹ میں سب سے اچھے مارکس اسی کے تھے۔ اور مس فریال کی تعریف سے معجزا کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ وہ اس قدر خوش تھی اس قدر خوش کہ انتہا نہیں۔ کلاس ختم ہوئی تو وہ مس فریال کے ساتھ ہی باہر نکلی۔

مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنا اچھا ٹیسٹ دو گی،، مس فریال نے مسکرا کر کہا۔

مجھے خود بھی نہیں تھی،،، وہ مسکرا کر بولی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

تو آخر ایک رات میں ایسا کیا ہو گیا کہ اتنی اچھی تیاری کر لی تم نے،،،

مس فریال نے جان بوجھ کر پوچھا تھا۔

کسی نے تیاری کروائی تھی میم،،

وہ ان کے پیچھے چلتی بتا رہی تھی۔

تب تو تمھیں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے،،اور ان کی جان ہی نہیں چھوڑنی چاہیے بلکل بھی،،جو اتنا اچھا پڑھا سکتے ہیں وہ آئندہ بھی ایسے ہی تمھیں اتنے بہترین طریقے سے گائیڈ کر سکتے ہیں،،

مس فریال نے اسے نادر مشورے سے نوازا۔

جی مس،،

بس فریال اینجل وارڈ کی جانب مڑ گئیں۔ معجزا جزائرسٹ کے ہال میں کھڑی کچھ سوچنے لگی۔

ہاں یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں۔اس کی گردن اکڑ گئی۔

وہ،،،،،،،،،،،،؟

اس پر تو بڑا رعب جما کر کہا جا سکتا تھا کہ معجزا کو اسی سے پڑھنا ہے۔کچھ سوچتے قدم خود بخود ایک راستے کی جانب گامزن ہو گئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بہت بڑے سے بلیک روم کے باہر وہ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے گلاس وال کے اس پار کھڑا گلاس وال کے اس پار اس چھوٹی سی بچی کو دیکھ رہا تھا جس کے سامنے ایک لیپ ٹاپ رکھا ہوا تھا۔ اور وہ لیپ ٹاپ میں کچھ دیکھ رہی تھی۔۔

پھر امن وہاں سے نکل کر اپنے کیبن تک آیا تھا اور اس وقت یہاں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی۔ امن نے اپنا موبائل فون پاکٹ سے نکال کر اس میں ایک منظر دیکھا۔ وہ منظر دیکھ اسے سکون ملا تھا۔ علی وزیر مینشن میں ایک کربلا برپا تھی۔ علی وزیر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ پولیس اس گھر کا چپہ چپہ چھان چکی تھی مگر کوئی سراغ ہاتھ نہیں لگا تھا۔ ابھی ابھی پولیس وہاں سے نکلی تھی اور امن کو اسی بات کا انتظار تھا۔ تب اس نے اپنے چہرے پر ماسک لگا کر علی وزیر کے نمبر پر ایک ویڈیو کال کی تھی۔

وہ جو جھکے کندھے لیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اپنے فون پر ایک ان ناؤن نمبر دیکھ بری طرح چونکا۔ یہ کال کڈنیپر کی بھی تو ہو سکتی تھی تبھی جلدی سے یس کر لی۔ کیمرے آن ہوا مگر سامنے اندھیرے کے سوا کچھ نظر نا آیا۔

کک کون کون ہے،،؟ مونا تمھارے پاس ہے ناں،،؟ جلدی بتاؤ مجھے کون ہو تم،،؟

علی وزیر چلایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن آریان پاشا یاد ہے علی وزیر،، تمھارا فیورٹ سٹوڈنٹ،، جس کے آئیڈیل ٹیچر تھے تم،،،

امن کی بھاری سرسراتی آواز فون میں سے سامنے والے کو سنائی دی تو علی وزیر کو یوں لگا جیسے وہ بے جان ہو جائے گا۔۔وہ کئی لمحوں تک کچھ بول نہیں پایا تھا نا ہی کچھ بولنے کے قابل تھا۔

اچھا موبائل سکرین پر دیکھو،،،

امن نے کہا تو علی وزیر نے کانپتے ہوئے موبائل کی جانب دیکھا۔

امن نے سکرین کو اب بلیک روم سے اٹیچ کیا تھا جہاں علی وزیر کی لاڈلی پوتی اس کے جگر کا ٹکڑا لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھی۔ کیمرے میں لیپ ٹاپ کی پشت پر صرف ایپل کا سائن نظر آرہا تھا اور ان کی پوتی کا خوفزدہ سرخ چہرہ۔ آج علی وزیر کا ایک گھناؤنا فعل اس کے منہ پر مارا گیا تھا۔

اچھا تمھیں کیا لگتا ہے مونا اس لیپ ٹاپ میں کیا دیکھ رہی ہو گی،،،

امن کی آواز پر وہ جو زلزلوں کی زد میں آچکا تھا۔ ایک دم ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا۔

نن،،، نہیں،، نہیں،، نہیں،، امن آریان پاشا وہ معصوم ہے وہ بے قصور ہے،، اگر بدلا لینا ہے تم مجھ سے لو،، میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو،، مگر اسے چھوڑ دو وہ ابھی دس سال کی معصوم بچی ہے،،،

علی وزیر گڑگڑایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

مجرا بھی صرف دس سال کی تھی،، وہ بھی معصوم تھی اور میں بھی،، ہم بھی تو معصوم اور بے قصور بچے تھے علی وزیر،، مگر تمھاری گندگی سے بھری اور گھناؤنی سازش کے بھینٹ چڑھ گئے،، مگر اب فکر مت کرو،، تمھاری آخرت سنوار رہا ہوں،، کیونکہ جلد یا بدیر انسان کے گھناؤنے گناہ اس کے منہ پر مارے جاتے ہیں تو تمھارے کالے کرتوتوں کی سزا تمھاری پوتی بھگتے گی،، تم اسی دنیا پر ایک عذاب بھگت کر مرو گے،، سوچو جب وہ بچی وہ ویڈیوز دیکھ کر جو تم مجھے دیکھاتے تھے کسی کے سامنے اپنا آپ پیش کرے گی،، کم عمری میں ہی کیا سے کیا بن جائے گی،، تو کیا ہو گا،،

امن نے موبائل فون پر دیکھا جہاں علی وزیر اپنے دل کے مقام کو مسلتا اوندھے منہ زمین پر گرا تھا۔

امن تلخیہ مسکرایا اور فون بند کر دیا۔ فون بند کر کے پاکٹ میں رکھا۔

وہ جو اس سے بات کرنے آئی تھی یہ سب دیکھ اور سن کر ٹانگیں کانپنے لگیں۔ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبانے لگی۔ امن کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تو ماتھے پر بیشمار بل آئے۔ آخر کس کی ہمت ہوئی تھی اس کے منع کرنے پر یہاں کا رخ کرنے کی؟ آگے بڑھ کر دیکھا تو سامنے اسے دیوار سے لگے تھر تھر کانپتے دیکھ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔

جاری ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 38.....

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،،،جزاااااااااااااااا

امن نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا اور اپنا جبڑا بھینچ کر اپنے کیبن کے اندر چلا آیا۔ اس نے اپنی کنپٹیوں کو سہلایا تھا۔ وہ جو باہر اپنی چیخیں دبانے کی کوشش کر رہی شعلہ جوالہ بنی کیبن کے اندر داخل ہوئی تھی۔ معجزا نے اپنے ہاتھ کی پشت اپنے ہونٹوں پر رکھ کر اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش کی۔ اندر داخل ہوئی تو وہ سرخ شعلوں سی بھڑکتی نگاہوں سمیت دونوں ہاتھ اپنے ٹیبل پر جمائے سر جھکائے کھڑا تھا۔ وہ سسکیاں دباتے آگے بڑھی تھی اور ہاتھ آگے بڑھا کر اسے گریبان سے دبوچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

،،،آ،،،،،،،،پ،،، ایسے،،،،،،،،؟ ایسے،،،،، کیسے،،، کر،،،، سکتے،،،،،، ہیں

وہ لہجے میں بے یقینی لیے بشکل ہی پوچھ پائی تھی۔ اس کا پورا وجود یوں کانپ رہا تھا جیسے زلزلوں کی زد میں تھا۔ امن نے کرب و اذیت سے اس کو تڑپتے دیکھا۔

آپ،،، ی،،، یہ چاہتے،،، ہیں،،، کہ،،، کوئی،، اور،، معصوم،، معجزا،،، بن ،،،جائے

ہنوز اس کا گریبان دبوچے آج وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال پوچھ رہی تھی۔ امن نے بے حد نرمی سے اس کے گرد اپنا بازو حمائل کیا تھا۔ شہادت کی انگلی اور ہاتھ کے انگوٹھے سے نرمی سے اس کی ٹھوڑی کو تھام کر آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اوپر اٹھایا۔

جزا میں بس ایک مرتبہ، ایک مرتبہ تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں،، کیا ،،،تمھیں اب بھی لگتا ہے کہ میں نے ایسا کچھ کیا ہوگا

اس کا سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی یقین سے بڑے ہی میکانکی انداز میں معجزا نے بچوں کی طرح فوراً نفی میں سر ہلایا۔ امن کو لگا اس کی زندگی

CLASSIC URDU MATERIAL

بھر کی ریاضت قبولیت کا مرحلہ طے پا گئی ہے۔ دل و جان میں ایک سرور و لطیف سا جزبہ سرائیت کر گیا تھا۔

،،تو پھر آؤ میرے ساتھ

امن نے نرمی سے اس کی کلائی تھامی تھی۔ اور خاموشی سے اسے لئے کچھ ایسی راہداریوں سے گزرنے لگا جہاں کا تصور بھی کبھی معجزا نے نہیں کیا ہوگا۔ وہ بس اس کے پیچھے کھنچی چلی جا رہی تھی اور ساتھ اس کی پشت کو دیکھے گئی۔ وہ اب اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ سیڑھیاں اتر کر زیر زمین اترے تھے۔

وہ اسے ہاتھ تھامے بڑی سی گلاس وال کے اس پار لیے کھڑا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سے مونا کی پشت نظر آ رہی تھی اور وہ لیپ ٹاپ میں کیا دیکھ رہی تھی واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ وہ کوئی ایسے اسلامی سبق آموز کارٹون کہانی تھی جس میں بچوں کو ہیون اور ہیل کا تصور سمجھایا جا رہا تھا۔)اور یقیناً جب وہ خوفزدہ ہو رہی تھی تب ہیل دکھایا جا رہا ہوگا اور عین اسی وقت امن نے وہ ویڈیو کال کی تھی۔ (گلاس وال کے اس پر

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کمرے میں اکیلی مونا نہیں تھی بلکہ فیری وارڈ کی تین چار بچیاں اور بھی تھی جو ایک دوسرے سے قدرے دور دور بیٹھی وہ لیکچر لے رہیں تھیں۔ مگر ویڈیو میں صرف مونا پر فوکس کیا گیا تھا۔

میرے دل میں جو قرآن مجید کا نور محفوظ ہے،، میں ایسا کسی بے گناہ معصوم کے ساتھ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا جزاا،، بس اپنے مجرم کو یہ احساس دلانا چاہتا تھا کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟

امن نے کرب آمیز لہجے میں کہا۔

معجزا مونا کا معصوم چہرہ دیکھ کر بے تحاشا روئے گئی۔ یہ ان کے اس دشمن کی بیٹی تھی جس نے ان دونوں کی زندگی برباد کر دی تھی اور آج ان دونوں میں ہی اتنی ہمت نا بن پڑی کہ اس معصوم جان کو اپنے انتقام کی بھینٹ چڑھا دیں۔

آج معجزا کا وہ سکول کا زمانہ سب یاد آیا تھا۔)اپنا ایک دوست بھی یاد آیا تھا۔ وہ دوست کافی معصوم اور پیارا تھا۔ بہت مخلص کیئر کرنے والا۔ اپنوں پر جان چھڑکنے والا۔ اس کی معمولی سی چوٹ پر تڑپنے والا۔ (کیسے وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

دونوں برباد ہوئے۔ کیسے ان کی پوری زندگی اس ایک آدمی کی گھناؤنی سوچ کی نزر ہو کر برباد ہوئی۔ کیسے انھوں نے تڑپ تڑپ کر اور سسک کر اپنی اب تک کی زندگی گزاری۔ یہ کیسی زندگی تھی جس میں وہ دونوں ڈھنگ سے مسکرا بھی نہیں پائے تھے۔ وہ جب سے واپس لوٹا تھا تب سے معجزا نے کبھی اس کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا ۔ وہ بھی تو اسی جیسا تھا۔ اگر اس واقعے سے وہ برباد ہوئی تھی۔ تو وہ کونسا آباد یا خوش تھا۔ وہ دونوں ایک جیسے ہی تو تھے۔)یا شاید ایک ہی تھے(

معجزا گلاس وال سے سر ٹکا کر بے تحاشا رو دی۔ آنکھوں سے ماضی کی تلخ ترین، اذیت ناک یادیں سیل رواں بن کر بہہ رہی تھیں۔ امن کی آنکھیں بھی نم تھیں۔ تب اس نے جھجھکتے ہاتھ بڑھا کر اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

روؤ مت معجزا،، پلیز ڈونٹ ڈو دس،، تکلیف ہوتی ہے مجھے ان آنسوؤں سے،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی آخری سانس

CLASSIC URDU MATERIAL

تک یہ کوشش کروں گا کہ کوئی بھی معصوم دوسری معجزا نا بن پائے،، آئی ،،،پرامس ٹو یو

امن نے جھجھکتے ہوئے اپنے ہاتھ سے اس کی گال سے ایک موتی چن لیا۔ پھر اس صدی کا سب سے عجیب واقع ہوا تھا۔ معجزا کے دل میں جانے کیا آیا کہ وہ اپنے بے تحاشا قریب کھڑے شخص کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ امن سانس تک لینا بھول گیا تھا۔ یوں محسوس ہوا جیسے اس نے اسے چھو کر پتھر کا بنا دیا ہو۔ امن نے اب کی بار بلا جھجھک مگر آہستگی سے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے تھے۔ اگر خوشبختی کی کوئی شکل تھی تو آج امن کو اپنی بانہوں میں بھری محسوس ہوئی۔ اس نے آنکھیں موند کر یہ قربت یہ لمس اس کا احساس اپنی روح میں اتارا تھا۔ معجزا کے آنسو اس کی شرٹ میں جذب ہوئے تھے۔ امن کے چہرے پر سکون تھا اور دل پکار رہا تھا۔

میں ایسی راہ پہ نکلا کہ میری خوش بختی

CLASSIC URDU MATERIAL

تمام عمر مری کھوج میں بھٹکتی رہی

روح من

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں ناں !جن کی نظر اتارنے کا دل کرتا ہے بلکل تمھارے جیسے ہوتے ہیں وہ لوگ

تمھیں پتا ہے تمھاری آنکھیں کتنی پیاری ہیں؟ اور تمھاری آواز تمھاری آواز ،،مجھے بے حد پسند ہے،، تمھارا وجود میری زندگی ہے،، زندگی کا حاصل ہے تمھیں دیکھ کر تمھاری مسکراہٹ کو دیکھ کر تمھاری آنکھوں کو دیکھ کر !!تمھارے صدقے جانے کو جی چاہتا ہے

روز وہ خواب میں آتے ہیں گلے ملنے کو

میں جو سوتا ہوں تو جاگ اٹھتی ہے قسمت میری

CLASSIC URDU MATERIAL

شاید امن کی گرفت میں سختی آئی تھی۔ تبھی معجزا جو بے آواز آنکھیں بند کیے آنسو بہا رہی تھی پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ معجزا کی آنکھیں اپنے ہی جرات بھرے اس عجیب اقدام پر حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی اسے حیرت سے دیکھے گئی۔ امن بھی چونکا تھا اور اس کے صبیح معصوم بے داغ چہرے کو دیکھا مگر اب کی بار جو اس کی نگاہوں میں لو دیتے جزبوں کی تپش تھی معجزا بہت بری طرح گھبرا کر کانوں تک سرخ پڑ گئی تھی۔ وہ نگاہیں جھکا کر وہاں سے واپسی کے لیے بھاگی تھی۔

،،،،معجزا

امن نے اسے پکارا۔ مگر وہ رکی نہیں تھی۔ معجزا نے شرم وحیاء سے سرخ پڑتے اپنی بے اختیاری و بے ساختگی پر اپنے لب بری طرح کچلے۔

مگر اسے کیا معلوم تھا کہ یہ منظر کسی نے کیمرے کی آنکھ سے دیکھا ہے اور یہ خوشخبری جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیل کر کم از کم امن کا جینا حرام کر دے گی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

(خضر آفت کی صورت میں)

وائیٹ پیلس میں سب کھانا کھانے میں مشغول تھے ارشن جو کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا اب پھر اندر داخل ہوا۔ دیا جو کہ سامنے بیٹھی اپنے بابا سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی اسے دیکھ کر نگاہیں جھکا گئی۔ ارشن نے جان بوجھ کر اس کی جانب دیکھا ہی نہیں اس لیے کہ کہیں دل کی بے اختیاری اب اسے پھر سے رسوا نا کر دے۔

اس نے احان کو اشارہ کیا تھا۔ اور احان نے خضر کو۔ لاونج میں موجود باقی سب لوگ چونکے تھے۔ مگر ارشن نے باقی سب کو تسلی دینے والے انداز میں اشارہ کیا۔

ارشن نے احان کے کان میں کچھ کہا تھا۔ احان کے ماتھے پر بلوں کا جال بچھا تھا۔

،،چلو باقی ڈسکشن اسی سے جا کر کریں گے

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے کہا تو ارشن نے اثبات میں سر ہلایا۔ خضر اور ارشن آپس میں بات کرتے باہر نکل گئے۔ وہ موبائل فون میں کچھ ڈائل کرتا باہر کی جانب نکلنے ہی والا تھا جب رواحہ نے اسے آواز دی۔

،،،،،احان

،،،،،یس مام

وہ پیچھے مڑا تو بے اختیار ہی اپنے لب بھینچ گیا۔

وہ جو شاید چینج کر چکی تھی اب سادا سے فیروزی سوٹ میں ملبوس تھی رواحہ اس کا ہاتھ تھامے اس تک پہنچی تھی۔

بہت دل دکھایا ہے تم نے میری بیٹی کا ،، بہت پریشان کیا ہے،، سوری بولو ،،اس سے

،،،واٹ،،، مما

احان نے شکایتی نگاہوں سے ماں کی جانب دیکھا۔)اور وہ معصومیت کا بھرپور مظاہرہ کرتی اپنا چہرہ جتنا مسکین بنا سکتی تھی بنا لیا(

CLASSIC URDU MATERIAL

میں کچھ نہیں جانتی سوری بولو،،، رواحہ نے کہا تو احان نے بے بسی سے اپنے لب کچلے۔

،،،سوری

احان کہہ کر رکا نہیں باہر نکل گیا۔ آساوری شاہ یاہو کا نعرہ لگاتے رواحہ کے گلے سے جھول گئی ۔ رواحہ کے چہرے پر زور دار قسم کی کس دے کر اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔

جھلی کہیں کی،،، رواحہ مسکراتے کچن کی جانب چلی گئی۔

احان بے تحاشا خطرناک تیور لیے اندر سے باہر نکلا تھا۔ بھاری بوٹوں کی آواز وائٹ پیلس کے لاونج سے ڈرائیو وے کی جانب جاتی سنائی دی تھی۔ سبز کئی جمی آنکھوں میں ایک ٹھہراؤ ایک سرد تاثر تھا جس سے سامنے والے تھر تھر کانپ اٹھتے تھے۔ ماتھے پر شکنوں کا جال وہ پسٹل ہولڈر درست کرتا باہر نکلا تھا جہاں گاڑی کے پاس خضر اور ارشن اس کا انتظار کر رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ان تک پہنچا تھا۔

وہ جو دھڑکتے دل کے ساتھ اسے جاتا دیکھ رہی تھی لپک کر اپنے کمرے میں موجود بالکونی میں آئی۔

اس نے بائے بائے کے اشارے سے پہلے احان کے پیچھے کھڑے گارڈ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ پہلے تو گارڈ بھونچکا سا اس پاگل میم صاحب کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھے گیا۔

آساوری احان خان نے گارڈ کو اشارہ کیا تھا کہ وہ اپنے صاحب کو اس کی جانب متوجہ کرے۔

گارڈ نے پسینے سے شرابور بچوں کی طرح زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔ اب اس ہری بلا سے کون اپنا تھوبڑا تڑوائے۔

آساوری کی جانب اب ارشن اور خضر متوجہ ہوئے تھے جبکہ احان کی اس کی جانب پیٹھ تھی۔ آساوری نے وہی اشارہ خضر کو کیا کہ احان کو اس کی جانب متوجہ کرے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب چلو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو خضر،،، اس ہری بلا کی سرسراتی آواز پر خضر چونکا تھا۔ جبکہ ارشن نے دانتوں تلے لب دبا لیا۔

،،،وہ بھیا آپ کو بھابھی بلا رہی ہیں

خضر نے مسکین سی شکل بنا کر کہا۔

واٹ،،، احان شاکڈ سٹیٹ میں پیچھے مڑا۔ تب آساوری نے اسے فلائنگ کس دی تھی۔

احان اس بے باکی پر بھونچکا سا اسے دیکھے گیا۔

خضر اور ارشن نے ہنسی دباتے پیٹھ موڑی تھی جبکہ گارڈز بھی سر جھکا گئے۔ صاف لگ رہا تھا وہ ہنس رہے ہیں۔

آپ کو بھابھی سے ملاقات کر کہ آنی چاہیے تھی بھائی،،، خضر نے کہتے دانتوں تلے لب دبایا۔

شٹ اپ خضر،،، وہ دھاڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ہنوز اطمینان سے اسے صاف چڑاتے ہوئے فلائنگ کسس دیئے جا رہی تھی۔

،،،واٹ دا ہیل،،، سلی ، سٹوپڈ،، میڈ گرل

احان اس کی بے باکی پر دانت پیستے اس کے ہوش ٹھکانے لگانے واپس مڑا تھا۔ وہ وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئی تھی۔

احان جب تک روم میں آیا وہ حفظ ماتقدم کے طور پر وہاں سے غائب ہو کر کہیں چھپ گئی تھی۔ احان نے روم اور روم سے باہر ہر جگہ اسے دیکھا مگر وہ کہیں نہیں تھی۔

،،،کیا ہوا ہے کسے ڈھونڈ رہے ہو احان

رواحہ کی آواز پر اس نے سرد سی آہ بھری۔

کسی کو نہیں مما،، وہ کہتا پھر سر جھٹکتا باہر نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات گئے تک منی کی شاگردوں نے وائیٹ پیلس میں اودھم چوکڑی مچا کے رکھی۔ دیا کو اس کے کمرے میں رواحہ اور فجر چھوڑ گئیں تھیں۔ دیا کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا رات کے گیارہ بجے تھے۔ پھر وہ بیٹھی کافی دیر تک انتظار کرتی رہی مگر وہ بے مہر شخص نا آیا۔ آج اس نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اس سے معافی مانگ لے گی۔ جیسے بھی بن پڑا جی کڑا کر کے اسے منا لے گی مگر وہ تو اسے سرے سے فراموش ہی کر بیٹھا تھا۔ اس کو نظر انداز کرتے اس کے وجود کی نفی کرتے وہ خود شاید اس سے اپنا بدلا لینے کو پیلس سے غائب ہی تھا۔ نیند آنکھوں سے روٹھ گئی تھی۔ رات کے دو بج چکے تھے اور اب تو اس پر بیٹھے بیٹھے نیند کی غنودگی چھپانے لگی تھی۔

رات کے دو بج چکے تھے۔ فجر کو معلوم تھا کہ کچھ گڑ بڑ ہے تبھی کمرے میں ادھر ادھر چکراتی پھر رہی تھی۔ ماہ بیر جو کہ اپنے لیپ ٹاپ میں بزی تھا ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فجر، وہ بچہ نہیں ہے،، کوئی زیادہ ضروری کام ہوگا تبھی باہر ہے،، نہیں تو ،،،اس وقت وہ اپنے کمرے میں موجود ہوتا

ماہ بیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

اور یہ بات تو آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں ماہ بیر کہ آپ کے بیٹے کو اپنی زندگی میں دیا سے زیادہ ضروری چیز یا کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا،، میں دیکھ رہی ہوں وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ ایسا کر رہا ہے،، شاید اس سے بدلا لینے کو،،، کیا آپ نہیں جانتے،،؟

فجر نے تلملا کر کہا۔

،،،میرا جواب تو تم نے اپنے سوال میں ہی دے دیا فجر

وہ لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتا اٹھا تھا۔ اور اس کے قریب آ کر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے۔

جب اچھی طرح جانتی ہو کہ میرے بیٹے کو دیا سے زیادہ کوئی امپورٹنٹ ہو ہی نہیں سکتا تو فکر کیوں کرتی ہو میری جان،، وقتی ناراضگیاں اور غلط

CLASSIC URDU MATERIAL

فہمیاں ہوتیں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والے خود ہی سلجھا ،،لیتے ہیں،، ڈونٹ وری سب ٹھیک ہو جائے گا

ماہ بیر نے فجر کا کندھا سہلا کر اسے تسلی دی۔

جی، سہی کہہ رہے ہیں آپ،، اچھا میں دیا کو دیکھ کر آتی ہوں کہیں پریشان ،،نا ہو

فجر نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

فجر اپنے کمرے سے نکل کر اس کے کمرے تک آئی۔ دروازا کھلا تھا۔ وہ دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی تو عجیب سی سبکی اور شرمندگی کا احساس ہوا۔ وہ بیچاری اب تک بیڈ کراؤن سے لگی بیٹھی اس کی منتظر نیند میں جھول رہی تھی۔

(گدھا، نالائق،، بیغیرت، فجر نے دل میں اس بے حس کو کوسا)

فجر بیڈ تک آئی تھی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا میری بچی،، تم چینج کر کے سو جاؤ ،، آرام کرو،، ارشن کا فون آیا تھا ،،اسے ایک بہت ضروری کام تھا تو وہ آج گھر نہیں آ پائے گا

فجر نے جھوٹ بولا کہ وہ .بیغیرت تو فون تک نہیں اٹھا رہا تھا۔

،،جی مما،،، ہم سو جاتے ہیں

اس نے اپنی سرخ آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے کہا۔ مگر یہ کرب آمیز نمی فجر کی زیرک نگاہوں سے چھپی نا رہ سکی تھی۔ بہر حال وہ دروازا لاک کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اس کم مائیگی اور زلت کے احساس سے دیا اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ غم وغصے کا ایک طوفان سینے میں اٹھا اور بیڈ سے اتر کر وہ بے تحاشا شاندار طریقے سے تیار کی گئی مسہری کے سرخ اور گلابی گلابی نوچ نوچ کر زمین پر پھینکنے لگی۔ اپنے خود کے وجود کا دوپٹہ اور جیولری بھی اس کے عتاب سے بچ نہیں پائی تھی۔ وہ بھی نوچ کر کمرے میں جا بجا پھینکی۔ تب غصے سے بلک بلک کر روتے ڈریسنگ کی تمام چیزیں زمین بوس کر کے اپنا غصہ نکالا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،ہمیں نفرت ہے آپ سے،،، اور آپ اسی قابل ہیں

وہ مسہری کے درمیان اوندھے منہ گر کر بے آواز آنسو بہانے لگی۔ محبت کے بے شمار دعوے کرنے والے نے آج اس کی کس قدر ناقدری کی تھی کہ وہ بلبلا کر رہ گئی۔۔ روتے روتے وہ کب گہری نیند میں گئی پتہ ہی نہیں چلا۔

امن ، خضر، ارشن اور احان جزا ٹرسٹ کے بیسمنٹ میں موجود اب سمایا کیس ڈسکس کر رہے تھے۔ کل مقدمہ دائر ہونے والا تھا۔ دشمن میں ایک کھلبلی سی مچ جانی تھی تو وہ لوگ احتیاط کے کچھ ضرور پوائنٹس ڈسکس کر رہے تھے۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ سب کچھ ڈسکس کرنے کے بعد وہ لوگ اب واپس جانے کے لیے اٹھے تھے۔

خضر جو کہ مونا والا سین اپنے موبائل کی سکرین پر دیکھ چکا تھا اور وہ سب کو سینڈ بھی کر چکا تھا اب مکمل سنجیدگی اوڑھے بیٹھے امن کی جانب بانہیں پھیلا کر کھڑا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اچھا اب جانے لگے ہیں یار تو بھائی کے گلے تو لگ جاؤ

خضر نے کہا تو امن ٹس سے مس نا ہوا تھا۔

میں نے کرونا کا ٹیسٹ کروایا ہے وو پوزیٹو بھی آ سکتا ہے تو مجھ سے چھ ،،فٹ کی دوری پر ہی رہو

امن نے بڑے سیریس انداز میں جھوٹ گڑھا تھا۔ تو وہ تینوں قہقہ لگا کر ہنس پڑے۔

کہیں اس کرونا کا نام جزا تو نہیں جو تم سے لپٹی تو تم خود دوسروں سے چھ ،،فٹ کے فاصلے پر رہنے والے ہو اب

خضر نے کھلے عام چھیڑا تو وہ بری طرح گڑبڑایا تھا اور اب مشکوک نگاہوں سے خضر کو دیکھا۔ یقیناً انھوں نے ادھر بھی نظر رکھی ہوئی تھی۔

خضر میں تمھاری آنکھیں نکال لوں گا،، امن نے کھڑے ہو کر اسے گدی سے پکڑا تھا۔ تو بلبلا اٹھا۔

،،ارے معجزا بھابھی آپ

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے اچانک کہا تو امن نے تیزی سے اس کی گردن چھوڑ دی اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔ وہ اسے چکما دے کر وہاں سے فرار ہو چکا تھا تب ارشن اور احان بھی وہاں سے اٹھ گئے تو وہ بھی اپنے اپارٹمنٹ چلا آیا۔

معجزا اپنے بیڈ پر لیٹی تقریباً دو گھنٹے سے کچھ سوچ رہی تھی۔ بکس اور نوٹ بکس ایک سائیڈ پر رکھی ہوئیں تھیں۔ عجیب کسلمندی سی تھی پڑھنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ مسلسل کسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے بہت اچانک اسے خیال آیا کہ وہ کافی دیر سے کس کے بارے میں سوچ رہی ہے تو گھبرا کر کروٹ بدلی اور آنکھیں بند کیں۔ مگر جب بند آنکھوں کے پردے پر بھی ایک سنجیدہ سا چہرہ دکھا تو گھبرا کر اٹھ ہی بیٹھی اور جلدی سے اپنی بکس اور نوٹ بکس شرافت سے کھول لیں مطلب یہ اپنی لایعنی سوچوں سے بچنے کے لیے راہ فرار اختیار کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کے تقریباً سوا گیارہ بجے کا وقت تھا۔ جب اسے باہر سے بیرونی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں گیا تھا کیونکہ اسے اس کے کمرے کے دروازے کی آواز آئی تھی۔۔ وہ کچھ سوچ کر اٹھی۔ اور بکس اور نوٹ بکس اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

اس کے کمرے کے دروازے تک آ کر رک گئی۔ وہ جو اپنا کوٹ اتار رہا تھا۔ کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر حیرت زدہ سا پیچھے مڑا۔ معجزا نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی۔ اندر وہ تیزی سے دروازے تک آیا اور اسے کھولتا چلا گیا۔ سامنے ہی وہ کھڑی اب فضول میں اپنا ماتھا مسلنے لگی تھی۔

امن نے اس کی جانب دیکھا تو وہ نگاہیں جھکا گئی۔

،،،،،وہ،،، مجھے،،،، پڑھنا،،، تھا

اس نے بلا جھجھک کہا تھا۔ امن نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

،،،اوکے باہر بیٹھو میں آتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا باہر آ کر صوفے پر بیٹھی۔ کچھ ہی دیر میں سادہ سیاہ ٹراؤزر ٹی شرٹ پہن کر باہر چلا آیا۔ پھر وہ کافی دیر تک اسے پڑھاتا رہا تھا۔ آج وہ اس کے ساتھ ایک ہی صوفے پر بیٹھی تھی۔ اور پوری توجہ سے جو وہ سمجھا رہا تھا سمجھے گئی۔ رات کا ایک بج گیا تو وہ پھر جمائیاں لینے لگی۔

بسسسس،،،، اب مجھے نیند آ رہی ہے،،، معجزا نے بس کرنے کا اعلان کیا تو مبہم سا مسکرایا۔

اوکے آرام کرو جا کر،، امن نے کہا تو اپنی کتابیں اور نوٹ بکس سمیٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ امن بھی سرشار سا اپنے کمرے میں چلا آیا۔ جلدی سے کمفرٹر میں گھس کر معجزا نے سونے کی تیاری کی۔

کچھ دیر بعد کی بات تھی ابھی ٹھیک طرح سے آنکھ نہیں لگی تھی کہ کھڑکی کی جانب سے کچھ سرگوشیوں کی آواز آنے لگی۔ معجزا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور ہراساں ہو کر غور سے سننے لگی کہ آیا کوئی ہے تو نہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کا وہم بلکل نہیں تھا۔ واقعی کھڑکی کی جانب سے سرگوشیوں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ سرگوشیاں بلند ہوتیں گئیں۔ وہ دو تین بھاری مردانہ آوازیں تھیں۔

پل لگا تھا اسے ایک جست لگا کر بیڈ سے اتری۔ بہت تیزی سے دروازے تک پہنچ کر کمرے سے باہر نکلی اور امن کے کمرے کی جانب لپکی۔ وہ جو معجزا کی وجہ سے اپنا دروازا کھلا ہی رکھتا تھا معجزا دروازا کھول کر سینکڈز میں اس تک پہنچی تھی۔ خوف سے سفید پڑی وہ پسینے سے شرابور تھی۔
امن جو کہ بکس ریک کے قریب کھڑا تھا چونک کر پلٹا۔ وہ قریب آ کر اس کے پیچھے چھپی تھی۔

امن ،، میرے کمرے کے باہر کھڑکی پر کوئی ہے،، میں نے خود آوازیں ،،، سنیں ہے

وہ کہنی کے اوپر سے اس کی ٹی شرٹ کا بازو دبوچ کر ہراساں سا چولی تھی۔

،،ریلیکس جزا،،، کوئی بھی نہیں ہے،، میں دیکھ کر آتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہا اور باہر جانے لگا تب وہ بے تحاشا سہمی تھی۔۔

اگر سچ مچ کوئی ہوا تو،، وہ لرز رہی تھی۔"

پھر بھی ڈرنگ کی کوئی بات نہیں جزا ،، ریلیکس،، میں ہوں ناں،، دیکھ کر ،،آتا ہوں

وہ کہتا نرمی سے اس کا بازو تھام کر اسے بیڈ پر بٹھاتا بہر نکل گیا۔ معجزا کے کمرے میں آ کر اپنا موبائل نکالا اور ایک نمبر ڈائل کیا جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔۔

یہ کیا بیہودہ مذاق ہے بھائی،،، آپ لوگ اسی لئے ہی اب تک یہاں ،،،بھٹکتی بدروحیں بنے گھوم رہے ہیں تاکہ اس معصوم کو ڈرا سکیں

امن نے اپنی دانست میں ان کو خوب لتاڑا تھا وہ جانتا تھا یہ لوگ جزا ٹرسٹ میں ہی ہیں مگر کس مقصد کے تحت؟ یہ اب سمجھ آیا۔ سامنے سے احان کی رعب دار آواز سنائی دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ابے جانے بھی دو،، تمھارا بڑا ہونے کی حیثیت سے آٹو میٹک رخصتی کروائی ہے میں نے،، یوں تو بچی تمھارے کمرے میں آتی نہیں،، اب خیال ،،رکھنا اس کا ،، وہ واقعی بہت زیادہ ڈر گئی ہے

امن بری طرح جھنجھلایا تھا۔

،،،مگر بھائی

اگر مگر کچھ نہیں،، وہ جتنا تمھارے قریب رہے گی،، اتنا ہی بہتر طور پر ،،تمھیں سمجھے گی،، اب فون رکھا اور جاؤ جا کر آرام کرو،، ہم جا رہے ہیں

احان نے دو ٹوک الفاظ میں کہا اور فون بند کر دیا۔

امن نے ایک سرد سی آہ بھری اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔ جہاں وہ اس کی جگہ پر کمفرٹر گردن تک تانے سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

کون تھا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

کوئی نہیں،، گارڈز تھے،، آپس میں باتیں کر رہے تھے،، میں نے ڈانٹا ہے،، اب تمھاری کھڑکی کے قریب نہیں آئیں گے،، تم جا کر آرام کر ،،سکتی ہو جزا

امن نے اسے تسلی دی مگر وہ ہنوز ادھر ہی جم کر بیٹھی رہی۔

،،نو ،، مم،، میں اب اس روم میں نہیں جاؤں گی

معجزا نے جانے سے صاف انکار کیا۔

،،اوکے پھر ریلیکس ہو کر سو جاؤ جزا،، میں ادھر ہی ہوں

امن نے الماری سے ایک اور کمبل نکالا اور صوفے پر بیٹھتے اسے کہا۔ وہ ادھر ہی بیڈ پر اب نیم دراز ہوئی تھی۔ مگر بے چین سی تھی۔ امن اس کی جانب متوجہ نا ہوتے ہوئے بھی اپنی تمام تر حسیات سے اس کی جانب متوجہ تھا۔

،،،،امن

ایک کمزور سی کانپتی آواز سنائی دی۔ تو امن الرٹ ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہمم،،، معجزا کیا بات ہے کچھ چاہیے؟ امن نے پوچھا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے،،، معجزا نے بے بسی سے کہا۔

،،ریلیکس رہو،، میں تلاوت کر رہا ہوں،، تم سونے کی کوشش کرو

امن نے کہا تو معجزا نے آنکھیں موند لیں۔ امن نے تلاوت شروع کی۔ ابھی سورت واقع آدھی بھی نہیں ہوئی تھی کہ اسے اس کی بھاری سانسوں کی آواز سنائی دی۔ وہ گہری نیند سو چکی تھی۔

امن نے آٹھ کر شکرانہ ادا کیا تھا۔ وہ اس لئے کہ آج وہ بغیر کسی جھجھک یا ڈر کے اس کے کمرے میں موجود تھی۔

باہر وہ تینوں ہی واپس جانے کے لیے نکلے تھے مگر خضر ابراہیم ہاؤس جانا چاہتا تھا۔ احان نےا پانے اپارٹمنٹ جانے سے پہلے ارشن کو سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ وائٹ پیلس چلا جائے۔ گئے رات تک سڑکوں کی خاک چھان کر وہ تھکا ہارا سا وائیٹ پیلس پہنچا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کا تیسرا پہر اپنے اختتام پر تھا جب ارشن بوجھل سے قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کا حشر نشر دیکھ اس کے لبوں نے ایک زخمی سی مسکراہٹ کو چھوا تھا۔ وہ جو برسوں سے یہ انتظار اور اکیلے پن کی اذیتیں برداشت کر رہا تھا میڈم کی ایک رات میں ہی بس ہو گئی تھی۔

سرخ اور پنک گلاب کے پھولوں کے لڑیاں نوچ کر زمین پر پھینکی ہوئیں تھیں۔ اپنی جیولری بھی اتار کر جا بجا پھینکی ہوئی تھی۔ ڈریسنگ کی چیزوں کا حشر نشر کرتے انھیں زمین بوس کیا گیا تھا۔ دیا نے اپنا سارا غم وغصہ کمرے کی چیزوں پر نکالا تھا۔

وہ لاکھ خود کو سمجھا کر یہاں تک گھسیٹ کر لایا تھا کہ اس کی جانب متوجہ نہیں ہونا مگر یہ آج کی بات تھوڑی تھی یہ تو برسوں پرانی بات تھی۔
ایک عجیب سی کشش تھی ایک مقناطیسیت جو ارشن ماہ بیر حفیظ کو اس کی جانب کھینچتی تھی تو وہ کچی ڈور سے بندھا کھنچا چلا جاتا تھا۔ محبت کی تشنہ لبی نے جان سولی پر لٹکا رکھی تھی۔ اور پھر بقول مولانا رومی کہ

،جس کو پیاس ہوتی ہے

CLASSICURDUMATERIAL

وہ مٹکے اور مشک پر نظر نہیں کرتا وہ پانی کو دیکھتا ہے

آج اس کی نگاہیں بھی تو اپنی انا اور ناراضگی کو بھلائے اسی محبت کے بچھڑ کی متلاشی تھیں۔ اور کچھ یوں بھی آج کی رات بہت خاص تھی سو ایک لپک سی تھی جس نے اس کے وجود سے ہر اختیار کھو دیا تھا تبھی وہ دھیمے قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا تھا۔

ناراضگی سے جھلاتے اس نے شاید بیڈ شیٹ کو بھی نوچنے کی کوشش کی تھی تبھی چاکلیٹ براؤن مخملیں شیٹ سلوٹ زدہ سی تھی۔ وہ بیڈ پر تقریباً اوندھی لیٹی تکیے کے گرد بازو لپیٹے ہوئے تھی۔ چہرہ تکیے پر تھا اور خوبصورت پرکشش چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے۔

زاویہ نگاہ اب بلکل بدل گیا تھا۔ دوپٹہ زمین پر پڑا اپنی نا قدری پر نوحہ کناں تھا۔ خود وہ تین رنگی لہنگے میں بیڈ پر تھی۔ چست شاکنگ پنک چولی کا پچھلا گلا کافی گہرا تھا جسے ڈوری کی مدد سے پشت پر سہارا دیا گیا تھا۔

ارشن کی مخمور نگاہیں اب اس کے کومل نازک مخملیں وجود کا احاطہ کر رہیں تھیں۔ سرخ آنکھوں کے ڈوروں میں ایک الگ سا سرور اور خمار جاگا

CLASSIC URDU MATERIAL

تھا تبھی اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا اپنی شرٹ اتار کر ایک جانب اچھالی تھی۔ اس کی پشت کے بہت قریب وہ نیم دراز ہوا تھا۔ وہ اب اس کی پشت پر جھکا کسی گھٹا کی طرح پورا کا پورا اس پر چھا گیا۔ کندھے پر ہاتھ کی مضبوط گرفت بنا کر اس نے اپنے لبوں سے وہ ڈوری کھینچ کر کھولی تھی۔ ارشن کے ہونٹوں نے اس کی پشت کی نرماہٹ محسوس کرنا شروع کی تھی۔ پیاس جنون بھری تھی تبھی لمس میں اس قدر شدت تھی کہ ارشن کو خود اپنے آپ سے خوف محسوس ہوا۔ جو خود کو بلکل بھی روک نہیں پا رہا تھا۔

دیا کو اپنے اوپر بوجھ کی وجہ سے اپنا دم سا گھٹتا ہوا لگا تو پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے وحشی شدت بھرے لمس اور خوشبو سے پتہ چلا وہ کمرے میں آ کر شہ رگ جتنے قریب چلا آیا ہے۔ مگر پھر ایک سلگتا لمس اپنی کمر پر سفر کرتا محسوس کر اپنی ذات کی نظر اندازی اور کم مائیگی کا دکھ پھر سے سینے میں طوفان اٹھانے لگا تو اس کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ادھر جب ارشن کو محسوس ہو گیا کہ وہ جاگ گئی ہے تو اپنی اذیتوں کا بدلہ لینے کا جنون سر پر سوار ہوا تو بلکل اچانک اس کے کندھے پر اپنے دانت گاڑھ دیئے۔

دیا مچلی تھی۔ مگر گرفت اتنی آہنی تھی کہ اس کی بانہوں میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ وہ باز نہیں آیا تھا۔ اور یونہی اپنا جنون اس پر اتارنے لگا۔ دیا نے سسکی سی بھری۔ تب اس نے زرا سا اوپر ہو کر ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

،،،،،،،،ار،،،،،،،،،،شن

اس کے نرم لب کپکپائے وہ اسے یوں شرٹ لیس اپنے اتنے قریب یہ جارحانہ تیور لیے دیکھ وہ بری طرح اس سے خوفزدہ ہوئی تھی۔ مگر وہ کچھ بھی کہے سنے بغیر اب اس کی گردن پر اپنا جنون دکھانے لگا۔ دیا کی آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔ اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب یہ شدت اور اس

CLASSICURDU MATERIAL

کا پاگل پن بھرا جنون ناقابل برداشت ہوا تو دیا پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ کیونکہ وہ شاید جان بوجھ کر اسے اذیت پہنچا رہا تھا۔

،،،،ارشن،،،،، آپ،،،،،،،،ہمیں،،،، اذیت،،،، پہنچا رہے،،،،ہیں

وہ گھٹی گھٹی بھیگی آواز میں بے بسی سے بولی۔

جو میں نے اتنے برسوں یہ اذیتیں برداشت کیں ہیں آئی سوئیر ان کے"
،،سامنے یہ تو کچھ بھی نہیں

اس کی کان کو لو کو دانتوں سے کاٹتے وہ گھمبیر سی سرگوشی تھی جس نے دیا کی جان نکال دی تھی۔

،،،تمھاری ہمت کیسے ہوئی دیا میرے کمرے کا یہ حشر کرنے کی

اب کی بار وہ اپنے ہاتھ سے اس کا جبڑا دبوچ کر دھیمی آواز میں غرایا تھا۔

اور آپ کی ہمت کیسے ہوئی یوں نظر انداز کر کے ہمیں چھوڑ کر جانے"
،،،کی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کے سینے پر مکے برسا کر روتے ہوئے پوچھ گئی تب ارشن نے اس کی کلائیاں دبوچ کر تکیے سے لگائیں تھیں۔

"تمھارے نازک اور پاک صاف وجود میں اتنی ہمت ہے کہ مجھ جیسے ،،گندے انسان کا جنون برداشت کر سکے

آج وہ پھر اسے اس کی پچھلی باتوں کا طعنہ دے چکا تھا جو شاید اس کی انا بھلا نہیں پا رہی تھی۔ دیا کی آنکھوں سے سیل رواں بہہ نکلا۔ وہ بھی تو سب کچھ بھلا کر اس کا ساتھ قبول کر چکی تھی تو یہ آخر کیوں نہیں بھلا رہا تھا۔

،،،،،،،آپ

ارشن نے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ کر اس سے اگلے الفاظ چن لیے تھے۔ عجیب پاگل پن اور شدت تھی کہ دیا کو لگا آج وہ یونہی اپنی شدتوں سے ہی اس کی جان لے لے گا۔ دیا مچلی۔ مگر اس کی گرفت آہنی تھی۔ اس کی اپنی پوری جان لگا کر مزاحمت کرنے کی کوشش بھی کارگر ثابت نا ہوئی تھی۔ دیا کی کلائیوں سے گلابی پیلی اور ہری چوڑیاں چکنا چور ہو کر بیڈ

CLASSIC URDU MATERIAL

پر بکھری تھیں۔ وہ تو موم سے بھی زیادہ نرم اور گلاب کی پنکھڑیوں سے بھی زیادہ نازک تھی تو اتنی وحشت کیسے برداشت کرتی۔ اس کے لب پر کٹ آیا تھا شاید تبھی ارشن کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس ہوا۔ دیا کا سانس مدھم ہوا اور وہ سر تا پا سرخ پڑ گئی تھی۔ ارشن کو خود سے بے تحاشا خوف محسوس ہوا تھا تبھی اس کو اپنی وحشت بھری گرفت سے آزاد کرتا پیچھے ہٹا تھا۔ دیا بری طرح کھانستی گہرے گہرے سانس بھر کر اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسیں بحال کرنے لگی۔ کلائیاں بھی چوڑیوں کی وجہ سے زخمی ہو چکیں تھیں۔ ارشن نے بے بسی سے اس کی کلائیوں پر خون کی ننھی ننھی بوندیں دیکھیں۔ تب اسے بازو سے کھینچ کر اپنے قریب ہی اٹھا کر بٹھایا تھا۔ وہ بری طرح رو دی تھی۔

"،،چھوڑیں ہمیں،، بہت برے ہیں آپ،، آپ ہمارے قابل ہی نہیں ہیں"

دیا نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔)دیا نے تو اسے اس کی بے حسی کی وجہ سے ایسا بولا تھا مگر دونوں کے بیچ غلط فہمیوں نے ان کے رشتے کو

CLASSIC URDU MATERIAL

دیمک کی طرح کھوکھلا کر دیا تھا تبھی وہ سمجھا کہ دیا نے پھر اسے اس کے کردار کے بارے میں بات کی (تو وہ زخمی سا مسکرا دیا۔

پھر تو میری جان تمھیں اس نکاح کی تجدید ہی نہیں کرنا چاہیے تھی،، اب تو مجبوراً اسی گندے اور برے انسان کے ساتھ اپنی پوری زندگی گزارنی ،،پڑے گی

وہ جبڑے بھینچ کر کہتا اٹھا تھا۔ سائیڈ ڈرار سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ تک لایا۔ مگر وہ روتی ہوئی پیچھے کھسک گئی۔ ارشن کا میٹر آج پوری طرح گھوم چکا تھا۔ اپنے جذبات پر قابو پانا نہیں آ رہا تھا مگر اس کے الفاظ سینہ چھلنی کر چکے تھے۔

تبھی ارشن نے بڑے جارحانہ تیور لیے اس کے پاؤں سے پکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔ وہ مزید سہم گئی تھی۔

،،یہ کیا کر رہے ہیں آپ،، دور رہیں ہم سے

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے کہتے اپنا پاؤں جھٹکا مگر اس نے بڑی سرعت سے اس کا بازو دبوچ کر باقی بچی کچھی چوڑیاں احتیاط سے نکالی تھیں۔ فرسٹ ایڈ باکس سے پائیوڈین لگی کاٹن نکال کر اس کی کلائی سے خون صاف کیا۔ دیا اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ جبکہ ارشن بھنچے ہوئے تاثرات اور سرخ آنکھیں لیے اس کی جانب دیکھے بغیر اپنا کام کیے گیا۔

تب مسجد میں اذان شروع ہوئی تھی۔

وہ دونوں کلائیاں صاف کر کے ان پر ڈریسنگ کرنے والا تھا کہ دیا بری طرح کسمسائی۔

چھوڑیں،، اذان ہو رہی ہے ،،ہمارے پاس ہمارا دوپٹہ بھی نہیں ہے اور ،،،ہمیں اب وضو کرنی ہے

دیا نے کہا تو وہ چاپ چاپ اٹھا اور فرش سے دوپٹہ اٹھا کر اس کے آگے بڑھایا جو کہ اس نے تھام کر اپنے سر پر اوڑھ لیا۔

،،،وضو کر کے آؤ،، میں ڈریسنگ کر دوں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔ دیا جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری۔

،،رہنے دیجئے ہمیں آپ کی ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں

کہتے ہوئے اس نے اپنا بھیگا چہرہ صاف کیا۔

تمھیں تو شاید میری ضرورت بھی نہیں ہے،، وہ تلخی سے گویا ہوا۔ "مگر

،،اب کیا کریں اسی برے آدمی کے ساتھ گزارا کرنا پڑے گا

دیا سر تا پیر سلگی تھی۔ تبھی اس بے حس آدمی کو نظر انداز کرتی ڈریسنگ کی جانب گئی۔ اپنا ڈریس لے کر واش روم گئی۔ پھر وہ اپنی بے بسی پر بری طرح رو دی تھی۔ اچانک ایک نئی افتاد آن پڑی تھی کہ چست چولی کی زپ نے کھلنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ اس بری طرح درمیان میں اٹکی تھی کے اس کے کافی دیر اس سے گھلنے کے بعد بھی کھل کر نا دی۔ اور ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اتنے جھگڑے کے بعد اب اس آدمی سے مدد لینے کی خواہاں رہتی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جو باہر اپنی کنپٹیاں سہلا کر خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب وہ کافی دیر باہر نا آئی بلکہ اس کی سکیوں کی آواز باہر تک آنے لگی تو ارشن کا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے۔

فلزہ سہی کہتی تھی اسے۔ روندو کہیں کی۔

وہ اٹھ کر واش روم کے دروازے تک گیا تھا۔

،،دیا واٹ ہیپنڈ،، اب کیا ہوا ہے

اب کی بار اس نے قدرے نرمی سے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔ اندر وہ بری طرح جھنجھلائی تھی۔

یہ ہماری ،،، یہ زپ اٹک گئی ہے،، کھل نہیں رہی،، اب کیا کریں ہم،،؟

مرتے کیا نا کرتے کے مترادف اس نے اسی پتھریلے شخص سے سر پھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

اوپن دا ڈور،، میں ہیلپ کر دیتا ہوں،،، اس کی سنجیدگی بھری آواز آئی تو وہ پھر گھبرائی۔ مگر اب رواحہ یا فجر کے انتظار میں یہیں کھڑی رہ کر نماز

CLASSIC URDU MATERIAL

تو قضا نہیں کر سکتی تھی تو جھجھکتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر داخل ہوا تھا۔

،،،آنکھیں بند کریں آپ

بھیگے لہجے میں کی گئی اس انوکھی منطق پر ارشن اس کی جانب دیکھ کر رہ گیا۔ مگر شرافت کا مظاہرہ کرتے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ دیا نے گھوم کر اس کی جانب اپنی پشت کی۔ ارشن نے ہاتھ آگے بڑھائے۔ دوپٹے کے نیچے سے اپنے ہاتھ اندر لے جا کر زپ ٹٹولی۔ ارشن نے اسے کھولنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بری طرح اٹکی ہوئی تھی۔ تب ارشن کے ایک ہی جھٹکے سے وہ ٹوٹ کر ہاتھ میں آ چکی تھی۔ شہادت کی انگلی زپ میں پھنسا کر اسے کھولتا چلا گیا۔

دیا کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ جھٹکے سے مڑی اور رخ اس کی جانب کیا جس نے آنکھیں کھول کر اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

ہاااااا،،، ی،،،، یہ تو توڑ دی ہے آپ نے،،، اس کے ہاتھ میں زپ کی مردہ لاش دیکھ کر وہ چلائی۔

CLASSICURDUMATERIAL

تو کیا تم اس لہنگے کو پھر سے پہننے کے لئے سنبھال کر رکھنے والی تھی،، اس کا لہجہ مزاق اڑاتا سا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی زپ ایک جانب اچھالی۔

تو کیا نہیں رکھنے والے تھے ہم ،، پنکی دادو نے کہا یہ لباس ہمارے سہاگ کی نشانی ہے،، جو کہ آپ نے خراب کر دیا،، اب وہ کتنا ناراض ہوں گی ،،ہم سے کہ ہم یہ لباس تک سنبھال نہیں پائے

وہ پھر سے رونے والے منہ بنانے لگی تھی۔

ارشن کا دل کیا اس کے شگوفوں پر عش عش کر اٹھے۔

پنکی دادو کو کہنا کہ یہ زپ سہاگ کے کام میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی تو سہاگ نے توڑ کر پھینک دی،، یقین کرو یہ سن کر وہ زیادہ خوش ہوں ،،گی

ارشن نے اطمینان سے کہا۔

کیا مطلب ہے آپ کا،،؟ وہ ناسمجھی سے بولی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ نہیں،، چینج کر لو،، کہیں سہاگ کی نشانی میرے ہاتھوں مزید نا خراب ،،ہو جائے تو تمھیں ہی برا لگے گا

وہ اپنی ہی ہانکنے میں مصروف تھا۔

باہر جایئے آپ،،، وہ جھنجھلائی۔ وہ ایک نظر اس حشر سامانی کی جانب دیکھتا باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کر کے وضو کر کے باہر آئی تھی۔

،،ادھر آؤ میں ڈریسنگ کر دوں

ارشن کا سر درد سے اب پھٹنے لگا تھا لال انگارا آنکھیں رت جگے کا غماز تھیں۔ مگر وہ اسے اپنے قریب بلا رہا تھا۔

رہنے دیجئے،، ٹھیک ہیں ہم،، اس نے آہستگی سے کہا۔ اور نگاہ پھیر لی۔ وہ اٹھا تھا اسے بازو سے تھام کر بیڈ تک لایا۔ اس بیڈ پر بٹھا کر اس کی کلائیوں کی ڈریسنگ کرنے لگا۔ دیا نے اس کی جانب دیکھا جس کے وجاہت بھرے نقوش اب بھی تنے ہوئے سے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سڑیل کہیں کے،، نیم چڑھے،، بے حس،، پتھر،، ظالم جلاد،، دل میں اسے کوستے ڈھیر سارے خطابات سے نواز دیا۔۔

،،،گالیاں دینے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے

ارشن نے بغیر اس کی جانب دیکھے کہا تو وہ اس ہٹلر سے دہل گئ تھی۔

کک کیا،، ہم نے کیا کہا؟ وہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

کچھ نہیں،،، وہ ڈریسنگ کر چکا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈریسنگ سے اپنا آرام دہ سوٹ نکال کر واش روم چلا گیا۔

دیا نے جائے نماز بچھائی اور نماز ادا کرنے لگی۔ وہ بھی وضو کر کے باہر نکل گیا۔

وہ نماز ادا کر کے واپس آیا تو وہ ہنوز دعا مانگ رہی تھی۔ ارشن آتے ساتھ ہی بیڈ پر ڈھے گیا۔ تکیے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں تھیں۔

وہ دعا مانگ کر اٹھی تو کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔ پورا کمرہ ایسا منظر پیش کر رہا تھا جیسے جانے کتنا جنگ و جدل مچایا گیا ہے کمرے میں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا کا دل چاہا اسے بولے کے وہ اٹھے تو وہ کمرے کی کچھ حالت بہتر کر دے۔ مگر اس اب اس سڑیل سے کون پنگا لیتا تبھی وہ بھی جھنجھلا کر بیڈ پر ہی سر سے لے کر پاؤں تک کمفرٹر تان کر ایک کونے میں نیم دراز ہو گئی۔ ارشن نے آنکھیں کھول کر حیرت سے اپنے پہلو میں دیکھا۔ مگر پھر سر جھٹک کر لیٹ ہی گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 39.....

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بڑے سکون سے شیر ولا داخل ہوا تھا۔ تبھی اس کا ایک خاص آدمی جانے کہاں سے بوتل کے جن کی طرح اس کے سامنے حاضر ہوا۔

،،،کوئی خاص بات

حیوان نے مختصر سے جملے میں اس کے آنے کا سبب پوچھا۔

بری خبر ہے سر،، خان شمشان خیل نے اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے میڈم کو اٹھانے کے لیے زندہ یا،،،،،،،،

وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا۔ جب ان نیلی آنکھوں میں جلا کر بھسم کر دینے والے شعلے بھڑکتے دیکھے۔

میڈم کہاں ہے،،؟

سر وہ ادھر ہی آ رہی ہیں اور اطلاع کے مطابق اب بھی ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے،،،

ہمممم،،

وہ لاؤنج میں صوفے تک آیا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھتے ہوئے اس شخص نے لمبا سا ہنکارا بھرا۔

سر پلان کیا ہے،، اس آدمی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کچھ نہیں،، دیکھتے ہیں تمھاری میڈم کا کتنا دماغ چلتا ہے،، تم لوگ میرے ہتھیار تیار رکھنا اور ہمیں کور کیے رکھنا،،

اوکے سر،، وہ کہہ کر چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بلیک لینزز کے پیچھے نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی ایک پراسراریت، گہرے راز، پوشیدہ جزبات۔ وہ سکون سے بیٹھ کر اب اپنے موبائل میں کچھ دیکھنے لگا۔

فلزہ وائیٹ پیلس سے شیر ولا کے لیے نکلی تھی۔ مگر بہت جلد احساس ہو گیا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس نے بارہا کوشش کی کہ تعاقب کرنے والوں کو چکما دے سکے مگر ناکامی ہوئی کیونکہ وہ ہر موڑ سے ایک نئے طریقے سے اسے فولو کر رہے تھے۔ گاڑی ہچکولے کھاتی شیر ولا داخل ہوئی۔ اس کے فون پر میسج رنگ ہوا تھا۔۔ مگر اس کے پاس کسی کا بھی میسج لینے کا وقت نہیں تھا۔ وہ تیز قدموں سے اندر داخل ہوئی تھی۔ سامنے ہی وہ سنجیدہ سا ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔

،،،اسلام وعلیکم، کیسے ہو داشوو

فلزہ نے اس کے پھولے ہوئے منہ کی جانب دیکھ کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،وعلیکم السلام،،، ائم فائن

داشوو ،، چلو یہاں سے،، ہم یہاں سیو نہیں ہیں،، کسی بھی وقت ہم ہر اٹیک ہو سکتا ہے،،، چلو

فلزہ نے جلدی سے اس کی مضبوط کلائی تھامی تھی اور اسے اپنی جگہ سے اٹھانا چاہا۔ مگر وہ اس سے ہل بھی نہیں رہا تھا۔

،،کوشش کر کے دیکھ لو زی مجھے اٹھانے کی

وہ لاپروائی سے کندھے آچکا کر بولا۔

داشوو،، میں مزاق نہیں کر رہی نا ہی یہاں کوئی گیم کھیل رہی ہوں،، اٹھو پلیز،،

فلزہ نے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے گھسیٹا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

،،یو نو واٹ زی،، داشوو تم سے کٹی ہے اور

CLASSIC URDU MATERIAL

اوکے اوکے فائن،، ائم سوری،، فلزہ نے اس کی بات بیچ میں ہی اچک لی۔
،،اب جیسے داشوو بولے گا زی ویسے ہی کرے گی،، اب خوش اور اٹھو"

فلزہ نے پھر اسے کھینچا۔

آر یو شیور،، اس نے آئیبرو آچکا کر پوچھا تھا۔ فلزہ نے اپنا سر پکڑا۔

شیور بابا شیور،،، فلزہ چلائی وہ رنگ برنگے منہ بناتا اس کے ساتھ اب گھسیٹتا چلا جا رہا تھا۔ وہ اسے پچھلی جانب سے پچھلے دروازے کی جانب لائی تھی۔ وہاں بیرونی طرف کھڑی دوسری گاڑی میں اسے فرنٹ پر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

وہ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اور وہ سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فلزہ نے تیزی سے وہاں سے گاڑی نکالی تھی۔ مگر جلد ہی پھر اسے اندازا ہو گیا کہ ان کا پھر سے تعاقب کیا جا رہا ہے۔ فلزہ نے گاڑی بہت تیز سپیڈ میں بھگائی تھی۔ اب جبکہ وہ شہر سے کچھ دور نکل آئے تھے تو ان پر حملہ کرتے ہوئے ان کی گاڑی پر فائرنگ کی جا رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

داشو زرا سا نیچے جھکو،، میری پاکٹ میں سے فون نکال کر کونٹیکٹ لسٹ کے ،،،پہلے نمبر پر بیل دو ابھی

فلزہ نے کہتے ڈرائیونگ پر فوکس کیا وہ بار بار پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہی تھی۔ داشو نے اس کی شرٹ کے پہلو میں بنی پاکٹ میں سے اس کا فون نکالا۔ فون کی کانٹیکٹ لسٹ نکالی مگر بیل دینے کی توفیق ہر گز نہیں کی تھی۔

ڈن،،، اس نے فلزہ کی جانب دیکھا چہرے پر خوف کا تاثر ہر گز نہیں تھا ایک جنون تھا کچھ کر گزرنے کا دشمن کو شہہ مات دینے کا۔ وہ اس کی جانب دیکھے گیا۔

،،،داشوو، واٹس رونگ ود یو نیچے جھکو

وہ دانت پیس کر بولی تھی۔

مگر وہ گولیوں کی بوچھاڑ کے درمیان جتنے اطمینان سے فلزہ کے پاس فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ببل گم چبا رہا تھا آج فلزہ سہی معنوں میں حیرت زدہ تھی۔ مگر کاش اس کے پاس زیادہ سوچنے سمجھنے کا وقت ہوتا۔ وہ بار بار اپنے تعاقب میں

CLASSIC URDU MATERIAL

آنے والی چار سے پانچ گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔ ایک یہ بات اچھی ہوئی تھی کہ وہ انھیں گھما پھرا کر شہر سے باہر غیر گنجان آباد علاقے میں لے آئی تھی۔ ان کی فائرنگ سے اب کسی بے گناہ کی جان جانے کا خدشہ نہیں تھا۔

داشو نیچے جھکو،،، وہ چلائی۔

کیوں گھبراتی ہو زی،، کچھ اور دور تک چلو،، پھر ان ڈوگیز کو مل کر اڑا دیں ،،،گے زی اور داشو ہے ناں

ببل گم چباتے اس کا اطمینان قابلِ دید تھا۔ فلزہ چڑ گئی۔

،،یہاں کوئی ہالی ووڈ سین نہیں چل رہا داشو تم سنتے کیوں نہیں ہو

وہ پھر بلند آواز میں چلائی۔ گاڑی اب سڑک سے اتر کر کچے راستے پر ہچکولے کھا رہی تھی یہ پرانی اور بوسیدہ ٹوٹی پھوٹی عمارات پر مشتمل ایک فیکٹری ایریا تھا۔ فلزہ گاڑی سنبھال نہیں پائی تھی جب گاڑی بری طرح پلٹ گئی۔ فلزہ کے سر میں چوٹ آئی تھی۔

،،،داشو تم ٹھیک ہو ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ اس کی ٹانگ سٹئیرنگ میں پھنس چکی تھی گاڑی پلٹ کر سیدھی ہو گئی۔ مگر وہ خود کو چھڑا نہیں پا رہی تھی۔ سر سے نکلنے والے خون کی لکیر گردن تک چلی گئی تھی۔

داشو،، تم بول کیوں نہیں رہے،، وہ چلائی۔ اور ادھر ادھر دیکھا۔ تعاقب میں آنے والی گاڑیاں بس چند سو میٹرز کی دوری پر تھیں۔ فلزہ نے بری طرح ہاتھ پیر چلائے۔ مگر پھر فلزہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی یا پتھر کی۔

کیونکہ اب جب وہ گاڑی کے پیچھے سے سامنے آیا تو اس کے منہ میں سگریٹ تھی۔ وہ کچھ گھسیٹتا سامنے لا رہا تھا۔ نیلی آنکھوں میں جیسے حیوانیت اتر آئی تھی۔ وہ جو گھسیٹ کر سامنے لایا تھا وہ ایک وزنی ترین راکٹ لانچرز تھا جو اب اس نے اپنے بازو پر سیٹ کیا تھا۔

تعاقب میں آنے والوں نے جب سامنے اپنی موت دیکھی تو بے وقوفوں اور بزدلوں کی طرح گاڑیاں ریورس کرنے کی کوشش کی۔ بزدلوں میں اتنی بھی عقل باقی نا رہی کہ فائرنگ ہی کر سکیں۔ مگر محض چند سینکڈز میں ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا تھا گاڑیوں کے پرخچے ہوا میں ذروں کی طرح ادھر ادھر بکھر

CLASSIC URDU MATERIAL

گئے تھے۔ اور اب وہ راکٹ لانچرز ایک جانب اچھال کر یونہی سگریٹ کا دھواں فضا میں اڑاتا فلزہ کی جانب چلا آ رہا تھا۔ فلزہ کے دماغ نے سینکڈز میں چلنا شروع کیا تھا۔ نم آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھ کر اپنی گن تلاش کرنی چاہی سب سے پہلے اپنے فون کو پکڑ کر اس نے ایک میسج بھیجا تھا۔ فلزہ نے دیکھا اب آس پاس تین سے چار گاڑیاں آ کر رہیں تھیں اور اس میں سے نکلنے والے سیاہ نقاب پوش نے انھیں کور کیا تھا۔ باقی جو بچے کچھے غنڈے تھے ان سے یہ نقاب پوش ہی نمٹ رہے تھے۔ دشمن دم دبا کر بھاگ چکا تھا اب وہ مغرور سی چال چلتا اسی کی جانب آ رہا تھا اور سیاہ نقاب پوش دور دور کھڑے ہو کر ان کا جیسے پہرہ دینے لگے تھے۔

جب تک فلزہ نے نیچے جھک کر اپنی گن اٹھائی وہ تب تک گاڑی کے قریب آ کر دروازہ کھول چکا تھا۔ فلزہ نے گن اس کے سینے پر دل کے مقام پر رکھی تھی۔ یہ جو کچھ بھی تھا اس کے لیے بے تحاشا ناقابلِ یقین اور صدمے کا باعث تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کون ہو تم،،، جلدی بولو،، نہیں تو میری گن سے نکلنے والی گولی سیکنڈز میں ،،،تمھارے دل میں سوراخ کر دے گی

فلزہ چلائی تھی۔

تمھاری نظروں کے وار سے اس دل میں تو پہلے سے ہی ایک سوراخ ہو چکا ،،ہے زی بےبی

خالص لوفرانہ انداز میں کہتے اس نے لمحے میں اس نے فلزہ کا گن والا ہاتھ تھاما تھا اور گاڑی کے اندر اس کے بہت قریب جھک کر اپنے ہاتھ کے ایک ہی وار سے اس کی ٹانگ آزاد کروائی تھی۔ اب وہ اس کے چہرے کے بہت قریب ہوا تھا۔

تمھاری آنکھیں نمی سے دھندلا رہی ہیں زی بےبی دیکھنا کہیں نشانہ خطا نا ہو" ،،،جائے

ساحر نے اس کی گال کو چھونا چاہا۔

،،غلط فہمی ہے تمھاری

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کے گھٹنے کے ایک ہی وار نے اس دو قدم پیچھے دھکیلا تھا فلزہ تیزی سے اس کی اوپر گن تانے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔)اب تک اگر فلزہ کے لیے کوئی مدد نہیں پہنچی تھی تو اس کا مطلب اس نے اس کے فون سے بیل (دی ہی نہیں تھی۔

،،کون ہو تم،، جلدی بتاؤ

فلزہ کی غراہٹ سے وہ گہرا مسکرایا تھا۔

،،جو کوئی بھی ہوں مگر تمھارے لیے ہمیشہ تمھارا داشوو ہی رہوں گا

لبوں میں سگریٹ دبا کر وہ اسے سلگاتا اطمینان سے بولا تھا۔ مگر فلزہ نے طیش کے عالم میں اس پر حملہ کیا تھا جو کہ وہ باآسانی روک رہا تھا۔

،،بتاؤ کون ہو تم،،، اور میرا داشاب کدھر ہے

وہ چلائی اب کی بار سامنے والے ہے ماتھے پر بیشمار بل آئے تھے۔ تبھی فلزہ کی ہوا میں چلتی کلائی پکڑ کر مروڑی اور اس کی پشت ایک جھٹکے سے اپنے سینے سے لگائی تھی۔ فلزہ کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارا داشاب نہیں ہے ہری ٹِڈی،، جو تمھارا ہے وہ تمھارے پاس ہے یعنی ،،میں،، باقی اس دنیا میں جسے بھی جانتی ہو سب کو بھول جاؤ

اس کے کان میں سرسراتی سرگوشی کی گئی تھی۔ فلزہ نے غصے سے پاگل ہوتے اپنی کہنی سے اس کا پہلو سینکا تھا۔ تیزی سے گھوم کر گن اس کی جانب کر کے وہ اس کی ٹانگ کا نشانہ لینے ہی والی تھی تب جانے کہاں سے ایک ٹوتھ سٹک جیسی لکڑی کی سوئی اس کے بازو میں آ کر چبھی تھی۔ فلزہ سینکڈز میں بیہوش ہو کر زمین بوس ہوتی جب سامنے والے نے لپک کر اسے بازوؤں میں بھرا۔

،،یو باسٹرڈ تم سے کس نے کہا تھا کہ اس پر حملہ کرو

وہ اپنے آدمی پر چلایا تھا۔ جو ایک طرف سے اب اس کی جانب آیا تھا۔

،،،سر یہ آپ پر گولی چلانے والی تھیں

نقاب کے پیچھے سے جھنجھلائی آواز آئی۔

،،،،تو چلانے دیتے تمھیں کیا تکلیف تھی،، زی

CLASSICURDUMATERIAL

اسے اپنے آدمی کی ان کے درمیان ہونے والی اس تو تکار میں مداخلت زرا بھی پسند نہیں آئی تھی تبھی اب وہ اس پر چلا رہا تھا اب اس کا چہرہ ہلکا سا تھپتھپایا۔

،،کونسی ڈوز دی ہے اسے

وہ دانت پیس کر بولتا اب اسے بانہوں میں بھر چکا تھا۔

،،زیادہ ہیوی نہیں ہے سر،، دو سے تین گھنٹوں میں ہوش آ جائے گا

ساحر نے سن کر سر جھٹکا۔ اور اسے لئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔ اسے گاڑی میں نرمی سے لٹا کر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور چپ چاپ وہاں سے گاڑی نکال لے گیا۔

وہ اسے لئے اپنے ایک خاص ٹھکانے پر آیا تھا اسے ایک کمرے میں لایا بیڈ پر لٹا کر اس کا ہاتھ ایک ہتھ کڑی سے بیڈ کراؤن سے باندھ دیا۔ وہ اب باہر آیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے آدمی اس کے آس پاس کھڑے تھے۔

کیا رپورٹ ہے،،؟

سر جیسے اور جہاں آپ جانا چاہتے ہیں وہاں کا بندوبست کرنے میں ابھی کچھ ،،وقت لگے گا

اس کے آدمی نے کہا تو وہ گہری سوچ میں بلا گیا۔

ہمممم،، طویل ہنکارا بھرا۔

،،،سسرال والے کدھر تک پہنچے

ساحر نے معنی خیزی سے کہا تھا۔

،،قریب ہی ہیں سر،، پہنچتے ہی ہوں گے

ٹھیک ہے میڈم کو میکے کی سر کر آنے دو،، پھر تو

اس کی بات مکمل نہیں ہو پائی تھی۔ اس کے کمرے کی کھڑکی کا شیشہ ایک دھماکے سے ٹوٹنے کی آواز آئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کی جیسے ہی آنکھ کھلی۔ خود کو کسی انجان جگہ پر پا کر وہ جھٹکے سے اٹھی۔ اسے جلدی از جلد یہاں سے نکلنا تھا۔ وہ اپنے ڈیڈ ماہر خان کو ایک خفیہ میسج تو دے ہی چکی تھی یقیناً اب وہ اس کی کھوج میں نکلے ہوئے ہوں گے۔ تو اتنی پریشانی کی بات بھی نہیں تھی۔ ویسے بھی اسکے لاکٹ میں ایسا ٹریکر تھا جس کی لوکیشن کا پتہ صرف اس کے اپنے ہی لگا سکتے تھے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی مگر جہاں لیٹی تھی وہاں سے اٹھ کر کھڑی نا ہو پائی۔ کہ ہاتھ ایک ہتھکڑی سے بیڈ کرواؤں سے باندھا ہوا تھا۔

مگر چند لمحے محض چند لمحے لگے تھے سیکھی گئی تکنیک کا استعمال کرتے اس چین سے آزاد ہونے میں۔ حیرت کی بات تھی کہ اس کا فون اس کے پاس پڑا تھا۔ اس نے اپنا فون نکال کر دیکھا۔ ان ناؤن نمبر سے کافی سارے وائس میسجز تھے۔ اس نے ایک میسج اوپن کر کے ہلکی آواز کے ساتھ فون اپنے کان سے لگایا۔ وہ عائشہ کی آواز تھی۔ اس نے پھر تحمل کا مظاہرہ کرتے وہ تمام وائس نوٹ سنے تھے اس میں جو جو عائشہ بتا رہی تھی وہ اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچنے کو کافی تھا۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ کوئی بھیس بدل کر اتنے

CLASSIC URDU MATERIAL

عرصے سے اس کے ساتھ تھا۔ وہ اتنا اندھا اعتبار کر گئی تھی کہ اسے بھنک تک نا لگی۔ اور سب سے بڑا سوال یہ کہ اتنا طاقتور، اتنا مکار چالاک شاطر جو کہ اس میدان کا پورا کھلاڑی تھا آخر یہ تھا کون؟ اب فلزہ کو یہ پتہ لگانا تھا۔

دل پر بہت ہی گہری چوٹ لگی تھی مگر وہ لیڈی ایکسکیوشنر تھی۔ جسے اپنے دل کے زخموں سے اٹھتے درد کو برداشت کرنا آتا تھا تبھی بڑے جارحانہ تیور لیے وہ بیڈ سے اٹھی تھی۔

بھاگ کر ڈور تک گئی جو لاک تھا۔ کسی بھی چیز کا انتظار کیے بغیر اپنی پوری طاقت لگا کر کاٹ اٹھا کر کھڑکی پر پھینکا تھا اور خود بھی کھڑکی پھلانگ گئی۔

وہ جو اس طویل وعریض ہال کے بیچ و بیچ رکھے گئے صوفوں میں سے سربراہی صوفے کے آرمز پر بازو رکھے۔ ایک مٹھی بند کر کے ہونٹوں پر رکھے۔ بے نیاز سا بیٹھا تھا۔ کھڑکی ٹوٹنے کی آواز پر گہرا مسکرایا۔ اسے اس کی یہی دلیری اور بے خوفی ہی تو اپیل کرتی تھی۔ یہی تو وجہ تھی کو وہ اس کی جانب پوری طرح متوجہ ہونے پر مجبور ہوا تھا۔ وہ یہاں بیٹھا اس کے ہوش میں آنے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر اس نے دیکھا اس کا آدمی ہوا میں اچھلتا لاونج کے کونے والے ٹیبل پر گرا تھا۔ ٹیبل چکنا چور ہوا۔

اس نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے مسکراتے اپنا سر دھنتے دوبارا اس طرف دیکھا جہاں اس کے آدمی بری طرح پٹ رہے تھے۔ تبھی اس کے ایک آدمی نے فلزہ کے پیچھے سے وار کرتے اس کے سر میں کچھ مارا تھا وہ لڑکھڑا کر چیخ مارتی زمین پر گری۔

یہ بات ساحر کو پسند نہیں آئی تھی۔ تبھی اپنی گن نکال کر اپنے ہی آدمی کی ٹانگ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا جس نے پیچھے سے وار کیا تھا۔ ساحر نے فائر کیا اور زمین پر پڑی فلزہ کی جانب دیکھتے آنکھ سے اشارہ کیا جیسے کہنا چاہتا ہو۔

،،،،،،،،کیری آن

فلزہ طیش کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور ایک مرتبہ پھر وہ اپنے آدمیوں کو پٹتے ہوئے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ اپنا سارا غم وغصہ اس کے آدمیوں پر ہی نکال دینا چاہتی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس کے آدمی جو اس

CLASSIC URDU MATERIAL

ہال میں موجود تھے زمین پر پڑے کراہ رہے تھے۔ باہر سے فائرنگ کی آواز آ رہی تھی مطلب بقول ساحر کے سسرال والے پہنچ چکے تھے۔

اب فلزہ اس کی جانب لپکی تھی اسے زندہ یا مردہ پکڑنے کی حسرت دل میں لیے وہ مارنے یا کرنے کو تیار تھی۔ مگر ہال میں دھوئیں کے مرغولے سے اٹھے تھے۔۔ ساحر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا وہ جو اس پر حملہ آور ہونے والی تھی ساحر ہلکا سا نیچے جھکا تھا اس کی دونوں کلائیاں مضبوطی سے اپنی شدت بھری گرفت میں جکڑ کر وہ کلائیاں اس نے اس کی کمر سے لگائیں تھیں۔ اسے گھما کر اپنے پیچھے بنی دیوار سے لگایا تھا اس کی ٹانگیں نا چل سکیں اسی لئے ساحر نے اپنا ایک گھٹنہ اسے کے دونوں گھٹنوں پر پوری طاقت سے رکھا تھا۔

اور پھر بہت اچانک وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی شدت بھری گرفت میں لے گیا تھا۔ اس پر تپش حدت بھرے اجنبی سے لمس پر فلزہ کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

وہ بری طرح مچلی مگر وہ اپنی حیوانیت بھری نیلی آنکھوں کو بند کیے قدرے نرمی سے خود کو سیراب کرنے میں یوں مصروف تھا جیسے کب سے اس پل کا

CLASSIC URDU MATERIAL

بے صبری سے انتظار کیا ہو۔ فلزہ بری طرح مچلی مگر خود کو اس جنون بھری گرفت سے آزاد نہیں کروا پائی۔ یہ ایک چھاپ تھی جو وہ آخری لمحات میں اس کے وجود پر چھوڑ کر جانا چاہتا تھا تاکہ اسے بار بار اس کے ہونے کا احساس ہو۔ وہ اس کے وجود پر اپنے جنون کی ایک کہانی رقم کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ بار بار اسے دہرائے اور حیوان کو زہن نشین کرتے ہوئے ازبر کر لے۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی ملکیت کے زہن سے وہ ایک پل کے لیے بھی محو ہو پائے۔

قدموں کی دھمک اندر آتی سنائی دی تھی تب وہ فلزہ کے لبوں کو آزادی بخشتا اس کے کان پر جھکا تھا۔

فی الحال میکے جاؤ ہری ٹڈی،، بہت جلد رخصتی لینے آؤں گا،، حیوان سٹائل میں،، میرے بارے میں جاننا ہے؟؟ کلو دے دیا ہے میری جان،، اب جان ،،لینا مجھے،، بہت جلد ملاقات ہو گی،، تمھیں اس دنیا سے چرا لے جاؤں گا

بول کر کان کی لو کو دانتوں سے کاٹا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آیہہہہ،،، فلزہ سسکی۔ مگر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے اوپر سے دباؤ بھی ہٹ چکا تھا۔ دم سا گھٹا تو وہ زمین پر گرتی چلی گئی۔

،،،پرنسز

ماہر خان کی آواز دھوئیں میں گونجی تھی۔

ڈیڈ،،،، گھٹی گھٹی سی آواز گلے سے نکلی۔ اب اپنے ڈیڈ کی آواز سن کر اس کی آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہے تھے۔

وہ بہت جلد اس تک پہنچ چکے تھے۔

،،پرنسز

ماہر خان نے اسے اٹھا کر بٹھایا۔

یو اوکے،، کیا ہوا تھا،، کس نے حملہ کیا تم پر،، یہاں کون لایا تمھیں،، دھوئیں میں ہم پر فائرنگ ہوئی مگر یوں لگتا تھا جیسے وہ لوگ ہمیں مارنا نہیں چاہتے محض ہمیں کچھ دیر روکنا چاہتے تھے،، پھر دھوئیں میں وہ سب لوگ غائب ہو ،،گئے،، شاید کسی خفیہ راستے سے،، کون تھے وہ لوگ،، مقصد کیا تھا ان کا

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔ ارشن احان بھی اب اندر پریشانی کے عالم میں اس تک آئے تھے۔ وہ ماہر خان کے گلے لگی تھی۔

ڈیڈ مجھے گھر جانا ہے فی الحال،، سر میں چوٹ لگی ہے،، ساری ڈیٹیل بعد میں ،،بتاؤں گی

فلزہ نے بھیگی آواز میں کہا مگر آنسوؤں پر بند باندھے رکھا۔

،،اوکے چلو

ماہر خان نے اپنی لاڈلی بیٹی کو سہارا دے کر اٹھایا

اور اسے وہاں سے لے کر نکلے۔

ایک ماہ بعد۔۔۔

مس فریال لیکچر دے رہیں تھیں۔ اور وہ اپنے سامنے نوٹ بک اور بک کھولے کسی اور جہان کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔ کافی دنوں سے ایک شخص سوچ کا محور تھا۔ بھوک پیاس جو پہلے ہی چڑیا جتنی تھی اب بلکل ہی جیسے اڑ چکی تھی۔ وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

خود سے بیگانہ اور مزید لاپرواہ ہو رہی تھی۔ اس کے خیالوں اس کی سوچوں پر وہ شخص آکٹوپس بن کر چمٹ گیا تھا جو کسی پل اس کے خیالات سے دور ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ اب بھی وہ اپنی نوٹ بک پر بس آڑھی ترچھی لکیروں سے ایک نام لکھنے میں مشغول تھی۔

،،معجزا،،، آپ کا دھیان کدھر ہے

مس فریال نے ماتھے پر بل ڈالے اس کی بے توجہی ملاحظہ کی۔ مگر وہ اب بھی ان کی جانب متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ تب مس فریال اس کے سر پر پہنچ گئیں تھیں۔

،،،واٹس رونگ ود یو معجزا

مس فریال اس کے کان کے قریب غرائیں تو وہ اپنے حواس میں واپس لوٹی گڑبڑا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

امن """کپکپاتے لب ہلے اور سوچوں کا محور بنا نام لبوں سے ادا ہو گیا مگر" صد شکر کے آواز نہیں نکلی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کیا؟ آپ نے کیا کہا مجھے سنائی نہیں دیا

،،ائم سوری مس،، وہ ایکچوئلی میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں

اپنی بے اختیاری پر حیرت سے دنگ صد شکر کے جلدی سے طبیعت خرابی کا بہانہ گڑھ دیا۔ مس فریال کے تنے نقوش کچھ ڈھیلے پڑے تھے۔

،،تو آپ کو آرام کرنا چاہیے تھا ناں،، رنگ بھی کیسا زرد ہے آپ کا

مس فریال نے متفکر لہجے میں کہا۔

،،میم کیا اب میں واپس جا سکتی ہوں مجھے اپنی میڈیسن لینی ہے

، کلاس میں بیٹھنے کا اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ آج اپنی سوچوں سے اپنے خیالات اور اپنے آپ سے ہی گھبرا گئی تھی۔

،،جی آپ جائیں،، آرام کریں،، مگر کل کے ٹیسٹ کی اچھے سے تیاری کیجئے گا

،،جی میم

اپنی چیزیں اپنے بیگ میں ٹھونسی۔ اور باہر نکلی۔ عجیب سی کیفیت تھی۔ لوٹ پھیر کے پھر اسی کو سوچنے لگی۔ جب جب اسے سوچتی تھی تب تب آپ رگ

CLASSIC URDU MATERIAL

و جاں میں ایک سرور سا طاری رہنے لگا تھا۔ اور اگر وہ اپنی ان سوچوں سے منحرف ہونے کی کوشش کرتی تو جیسے پاگل ہونے لگتی تھی۔ وہ جزا ٹرسٹ کے ہال میں سے گزری تھی۔ سب نے تک کر حسب معمول تعظیماً اسے سلام کیا تھا۔ اسے جزا ٹرسٹ میں مسز زامن بھی تو پکارا جانے لگا تھا۔

معجزا ٹھٹھک کر اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی کیونکہ غائب دماغی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپارٹمنٹ جانے کی بجائے ایمرجنسی کی طرف کانفرنس ہال میں چلی آئی تھی۔ تبھی جینز کی پینٹ کے اوپر فیروزی شرٹ کے اوپر وہ ڈاکٹری کورٹ چہرے پر ماسک لگائے کانفرنس روم کا دروازا کھولتا باہر نکلتا دکھائی دیا تھا۔ باہر نکلتے ہی اس کی نظر بلیک فراک بلیک پاجامے میں بلیک شال اوڑھے ہوئے حیران پریشان سی کھڑی اپنی زندگی کے معصوم چہرے پر پڑی۔)اور اگر وہ جان لیتا کہ آج کل اس کی زندگی کے دل ودماغ میں چل کیا رہا ہے تو خوشی (کے باعث شاید اپنی جان ہی دے دیتا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ قدم قدم چلتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا وہ جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی اس کے بڑھتے قدموں کے ساتھ ہی دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی گئی وہ نگاہیں جھکا گئی تھی۔

سونا سونا لمحہ لمحہ

میری راہیں تنہا تنہا

آکر مجھے تم تھام لو

منزل تیری دیکھے راستہ

مڑ کے ذرا اب دیکھ لو

ایسا ملن پھر ہو نا ہو

سب کچھ میرا تم ہی تو ہو

بے پناہ پیار ہے آجا

تیرا انتظار ہے آجا

CLASSIC URDU MATERIAL

سونا سونا لمحہ لمحہ

میری راہیں تنہا تنہا

وہ دو قدم کے فاصلے پر آ کر رکا تھا۔ چند ثانیے انتظار کرتا رہا کہ وہ کچھ بولے مگر وہ تو بیگ کندھے پر ڈالے بری طرح اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

جزاااا،،، آر یو آل رائٹ،، تم یہاں،،؟ آئی مین تم ٹھیک ہو ،، اور یہاں کیا کر رہی ہو،،،؟

امن نے پوچھا۔

،،،وہ مم،، میں،، میرا مطلب ہے کہ میں

اسے کوئی بات بنانا نہیں آئی تو اپنا ماتھا رب کرنے لگی۔

،،طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمھاری

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہتے ایک قدم کا فاصلہ بھی مٹایا تھا۔ اور ہاتھ کی درمیانی دو انگلیاں اس کے ماتھے پر رکھ کر ٹمپریچر چیک کرنا چاہی۔ وہ برف کی طرح ٹھنڈی پڑ چکی تھی اور ماتھے پر پسینے کے ننھے سے قطرے نمودار ہوئے۔

،،،جزاااااا،،،، کیا ہو رہا ہے تمھیں

اب وہ سہی معنوں میں بوکھلایا تھا۔

،،،کک،،کچھ نہیں،،، میں اپارٹمنٹ جا رہی ہوں

وہ کہتی لرزتی ہوئی اندھوں کی طرح پلٹی کے پیروں میں پڑی چیئر بھی نظر نہیں آئی تھی شاید۔

،،،آیہہہہ

کرسی میں الجھ کر منہ کے بل گرتی جب ایک مضبوط سا بازو اس کے گرد لپٹا تھا۔ امن نے اسے اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کے پہلو سے آلگی۔ حواسوں پر طاری ہوتی ایک مخصوص مردانہ کلون کی خوشبو نے اسے پوری طرح بدحواس کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یادوں کے دھاگوں میں ہم تم بندھے ہیں

ذرا ڈور تم تھام لو

بانہوں میں پھر سے پگھل جانے دو مجھ کو

پھر سے میرا نام لو

میں وہ شمع ہو جو روشن تمہیں کر کے

خود تو پگھل جاؤ گی

صبح کا سورج تمہارے لیے ہے

میں ہوں رات ڈھل جاؤ گی

ایسا ملن پھر ہو نا ہو

سب کچھ میرا تم ہی تو ہو

بے پناہ پیار ہے آجا

CLASSIC URDU MATERIAL

تیرا انتظار ہے آجا

سونا سونا لمحہ لمحہ

میری راہیں تنہا تنہا

آکر مجھے تم تھام لو

منزل تیری دیکھے راستہ

مڑ کے ذرا اب دیکھ لو

ایسا ملن پھر ہو نا ہو

سب کچھ میرا تم ہی تو ہو

امن نے اسے سہارا دے کر اپنے قدموں پر کھڑا کیا تھا۔ مگر وہ دل و دماغ سے کمزور جان بھلا اس میں کہاں اتنی سکت تھی کہ خود پر گزرنے والی اتنی متضاد کیفیات کو برداشت کرتی پھرتی۔ تبھی وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

،،،،، معجزا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپا تھا آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا۔

امن،،، غنودگی میں اس کے لب کپکپاتے ایک لفظ کی گردان کر رہے تھے۔

،،معجزا،، پلیز آنکھیں کھولو،، کیا ہوا ہے تمھیں

امن نے اسے کندھوں سے تھام کر جھنجھوڑا۔ اتنے میں ہی ڈاکٹر انعم کانفرنس روم سے باہر آئیں تھیں۔ ڈاکٹر انعم معجزا کو یوں بیہوش دیکھ کر پریشان ہوئی اور لپک کر قریب آئی تھی۔

،،ڈاکٹر امن کیا ہوا ہے اسے

آئی ڈونٹ نو،، مجھے بھی اندازہ نہیں،، صبح تک تو بلکل ٹھیک تھی،، بی پی چیک ،،کریں آپ

امن نے کہا تو ڈاکٹر انعم نے فوری اس کا بی پی چیک کیا۔

،،، بی پی تو کافی زیادہ لو ہے

ڈاکٹر انعم نے پریشانی سے کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈیم اٹ،،، بلکل لاپرواہ ہے اور کھانے پینے سے تو ویسے ہی جان جاتی ہے ،،میڈم کی

امن مزید پریشان ہوا۔

میں اپارٹمنٹ لے کر جا رہا ہوں اسے،، آپ باقی پیشنٹس کو دیکھ لیجئے گا،، اگر کوئی ایمرجنسی ہوئی تب ہی کال کیجئے گا،، نہیں تو آج میں دوبارا ہاسپٹل نہیں ،،آؤں گا

وہ اسے بازوؤں میں اٹھاتے ڈاکٹر انعم کو ہدایات دیتا گیا۔

اوکے آپ معجزا کا خیال رکھیں میں دیکھ لوں گی،، ڈاکٹر انعم نے کہا اور اسے راستہ دیا۔ امن اسے لئے اب دوسری جانب سے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھا۔

گھومتے سر کے ساتھ وہ ہوش میں واپس آئی تھی۔ مگر خود کو جس حصار میں جہاں پایا اس کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ پھر آنکھیں کھولنے کی جرات نہیں پڑی۔

،،، معجزا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اسے کسمساتے دیکھ پکارا۔ مگر اس نے آنکھیں موند کر رکھیں۔

اپارٹمنٹ پہنچ کر وہ اسے کمرے میں لایا اور نرمی سے بیڈ پر لٹایا تھا۔

،،،، معجزا

امن نے بے چینی سے اسے پکارا تھا۔ معجزا نے دھیمے سے آنکھیں کھولیں۔

،، صبح بریک فاسٹ کیا تھا تم نے

وہ پوچھ رہا تھا۔ اور اس کی زبان تالو سے چپکی ہوئی۔ مگر آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔ امن نے تاسف سے اسے دیکھا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے بریک فاسٹ کیوں نہیں کیا تھا،،؟

نا چاہتے ہوئے بھی امن کے لہجے میں ہلکی سی سختی در آئی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آتا تھا وہ کیوں خود سے اتنی لاپرواہ تھی۔ جب وہ کچھ نہیں بولی تو امن اٹھ کر کچن میں گیا تھا۔ معجزا کے دل کی دھڑکن پھر تیز ہونے لگی وہ بے چین سی ہو کر اٹھی۔ اور اپنی کنپٹیاں سہلانے لگی۔ وہ خوشبو پھر سے اس کے آس

CLASSIC URDU MATERIAL

پاس بکھر کر اسے اپنے حصار میں لینے لگی۔ معجزا نے بری طرح اپنے لب کاٹے۔

وہ کچھ دیر بعد روم میں داخل ہوا اور ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ ہاتھوں میں سوپ کا باؤل تھا۔ جو اس نے ہاسپٹل کی کینٹین سے منگوایا تھا۔ معجزا کی جان پر تو تب بنی جب وہ آ کر بلکل اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

،،یہ لو یہ پیو،، اور پورے کا پورا فنش کرو اسے

امن نے اسکے سامنے سوپ کا باؤل رکھا۔ اس نے ایک نظر اس شاندار سے شخص پر ڈالی جو اب اپنے موبائل میں جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

مجھے نہیں پینا یہ تو مریضوں والا ہے،، معجزا نے برا سا منہ بنایا۔ امن نے اس کے معصوم خوبصورت مگر زرد سے چہرے کی جانب دیکھا۔

جتنا تمھارا بی پی لو ہے اس وقت تو تم بھی ایک مریضہ ہی ہو لہذا بغیر کسی حجت ،،،کے پی لو اسے جزا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے سنجیدگی سے کہا تھا مگر وہ یونہی گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی گہرے گہرے سانس بھرتی رہی۔

،،،اوکے فائن

اب امن نے باؤل اٹھا کر اسے میں سے سوپ کا چمچ لے کر اس کے منہ کے آگے کیا تھا۔ جو کہ اب اس نے شرافت سے پی بھی لیا تھا۔ امن نے کوشش کی کہ وہ اسے ختم کر دے مگر چند چمچ ہی لے کر اس نے انکار میں سر ہلا دیا تھا۔

،،،پیٹ بھر گیا میرا

وہ روہانسی ہوئی۔ امن نے گہرا سانس لیا۔

اب بتاؤ مجھے کیا پریشانی ہے کوئی ٹینشن ہے کیا،،؟ امن نے پوچھا تو بیڈ پر ہاتھ کی انگلی سے آڑھی ترچھی لکیریں کھینچنے لگی۔

،،،ٹیسٹ ہے کل اور میری بلکل بھی تیاری نہیں

معجزا نے بات گڑھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،بس اتنی سی بات،،؟ تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے جزا میں تیاری کروا دوں گا،، اس کے علاوہ اور کچھ ؟

،،،نن،، نہیں کچھ بھی نہیں

معجزا نے گھبرا کر کہا۔ جیسے دل کا چور نگاہوں سے عیاں ہوا ہو۔

،،ٹھیک ہے ریسٹ کرو ریلیکس رہو،، ڈنر کے بعد ٹیسٹ کی تیاری کریں گے

امن نے یہی سمجھا کہ اس نے اپنا ٹیسٹ اپنے سر پر سوار کر رکھا ہے تبھی اسے تسلی دی۔ معجزا کمفرٹر کھول کر اس میں اپنا آپ چھپا گئی تھی۔ امن باؤل اٹھا کر باہر نکلا۔ معجزا نے کمفرٹر سے آیک آنکھ نکال کر اسے باہر جاتے دیکھا۔

شام کا وقت تھا کوئی ابراہیم ہاؤس کی بیرونی دیوار پھلانگ کر اندر کودا تھا۔ اس وقت ابراہیم ہاؤس کا تمام سکیورٹی سسٹم ہیک کیا گیا تھا اور خصوصاً سی سی ٹی وی کیمرے بند کیے گئے تھے۔ دیوار پھلانگنے والے کا پاؤں نیچے رکھے گملے سے

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹکرا دیا اور وہ ہیولہ درد سے بلبلا اٹھا۔ پاؤں پر گہری چوٹ آئی تھی۔ مگر وہ ہیولہ لنگڑاتا ہوا اندر کی جانب چل دیا۔

رات عشا کے بعد کا وقت تھا جب خضر کی گاڑی ابراہیم ہاؤس کے پورچ میں داخل ہوئی۔ وہ گاڑی سے اتر کر پھولوں کا بوکے لیے اندر داخل ہوا تو وہ سامنے ہی کچن میں کچھ پکانے میں مصروف نظر آئی۔ خضر نے پیچھے سے جا کر اسے اپنی بانہوں کے حصار میں بھرا تھا۔

وہ جو اس سے سخت قسم کی ناراض تھی تلملا کر وہ حصار توڑنا چاہا مگر حسب معمول یہ حصار توڑنا کم از کم اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

،،،اب بس بھی کریں علیزے اور کتنی طویل چلے گی یہ ناراضگی

وہ اس کے سامنے پھولوں کا بکے لہراتا اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

CLASSICURDUMATERIAL

یہی بات تو میں تم سے اور ڈیڈ سے پوچھنا چاہتی ہوں خضر کہ اب بس کریں اور کتنی سزا دیں گے مجھے میری چھوٹی سی غلطی کی،، اور کتنا قید میں رکھنا ہے ،،مجھے،، میری جاب ، میرا مستقبل کتنا داؤ پر لگانا ہے آخر

وہ جو بھری بیٹھی تھی آج خضر کے چھیڑ دینے سے سسک کر رو پڑی تھی۔ ایک ماہ تو ہو گیا تھا ابراہیم ہاؤس کی ان دیواروں میں قید تھی۔ اگر وائیٹ) پیلس بھی جانا ہوتا تو خضر کے ساتھ ہی جا سکتی تھی اس نے کتنا کہا کہ اسے پیلس میں ہی رہنا ہے مگر ایشان نے اسے اس کی بھی اجازت نہیں دی تھی اسے ابراہیم ہاؤس کی دیواروں میں ہی چنوا دیا گیا تھا جیسے۔ اور تو اور اس معاملے میں نا آروشے نے اس کی سنی تھی نا کبیر اور زمل نے اس کی فریاد (رسی کرتے اس کی طرف داری کی تھی۔۔

خضر اس کے آنسوؤں پر تڑپا تھا اسے اپنی جانب گھمایا۔

ہیے علیزے،، خبردار یار،،، کم از کم مجھے تو اس فیصلے کی سزا مت دیں جو نا میں ،،نے کیا ہے نا میرے اختیار میں ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر اپنے ہاتھوں سے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا تھا۔ مگر آج وہ کچھ زیادہ ہی آپ سیٹ دکھائی دے رہی تھی۔

اوکے موڈ ٹھیک کریں،، کل ہم پیلس شفٹ ہوں گے،، اور یہ آپ کے اس ہینڈسم سے ہبی کا وعدہ ہے آپ سے،، بشرطیکہ کے آپ مجھے ابھی کہ ابھی ،، مسکرا کر دکھائیں گی

خضر نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے کہا تو وہ واقعی کھل اٹھی تھی۔ مسٹرڈ کلر کی فراک اور پاجامے میں وہ دوپٹے سے بے نیاز بری طرح اس کا دل دھڑکا گئی تھی تبھی س نے قریب ہوتے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما تھا۔ علیزے بلش کر گئی تھی۔ موڈ کچھ خوشگوار ہوتا دکھائی دیا تو خضر کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

آپ جانتی ہیں آپ کس قدر حسین لگ رہی ہیں،، خضر کی سرگوشی پر وہ نگاہیں جھکا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارے حسن پہ غزل لکھنی ہے

،،،،،جاؤ شاباش زرا، منہ دھو کے آؤ

وہ جو پہلے فقرے پر گہری مسکرائی تھی دوسرے فقرے پر بری طرح جھنجھلا گئی اور اس کے سینے پر مکے برسائے۔

،،،یو تم اور اور تمھاری یہ گھٹیا شاعری اپنے پاس رکھو میں تو چلی

علیزے نے دانت پیس کر کہا۔

او،،، نو ،، نو ،، ابھی تو میری ارشن بھائی کے نکاح والی کس بھی پینڈنگ میں ،،پڑی ہوئی ہے میڈم،، کہاں کی تیاری ہے،، آج جان نہیں چھوٹنے والی میرے تھری ایکس ایل ہونٹوں کو زنگ لگ گیا ہے اتنے دنوں سے میں نے ،،کس جو نہیں کی

خضر کے شوشوں پر علیزے کی آنکھیں حیرت سے پھٹ کر باہر ابلنے کو تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہووووو،،، بہت ہی کوئی جھوٹے اور لوفر ٹھرکی قسم کے انسان ہو تم،، جھوٹ ،،بولتے ہوئے حیا تو نہیں آئی،، ہے ناں

علیزے نے اسے بری طرح گھوری سے نوازا جس کے لبوں پر ایک بے حد شریر سی مسکراہٹ تھی۔

توبہ توبہ لوفر اور ٹھرکی،،،؟ مجھ جیسا شریف انسان چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے ،،،سے نہیں ملے گا آپ کو مس کڑک

خضر نے مزید اسے آگ لگائی۔

ہونہہ،، کچھ زیادہ ہی شریف،، تم جیسے شریفوں کو تو کوئی چڑیل دکھ جائے اور بولے کہ میں چڑیل ہوں تو تم شریف آگے سے اسے ہی بولو گے کہ فیر چمبڑدی کیوں نئیں،،،؟

علیزے کے کہنے پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔

نہیں مجھے اب کسی اور چڑیل کے چمبڑنے کی کوئی تمنا کوئی حسرت نہیں ہے ،،،کیونکہ آل ریڈی

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ کر دانتوں تلے لب دبایا۔ علیزے کا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے۔

،،واٹ ڈو یو مین،، تمھارے کہنے کا مطلب کے آلریڈی تمھیں ایک چڑیل خضر میں منہ توڑ دوں گی تمھارا،، وہ چلاتی پھر اس کے سینے پر مکے برساتی رہی وہ قہقہے لگا کر ہنستا گیا۔

،،اوکے کھانا لگا دیں بہت بھوک لگی ہے

خضر اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا مسکراتے ہوئے بولا۔ اس نے کھانا لگایا دونوں نے کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران بھی وہ زبان کے جوہر دکھانے سے باز نہیں آیا تھا۔

کھانا کھا کر دونوں کمرے میں جانے لگے تب خضر کی نگاہ اس کے پاؤں پر پڑی تو وہ چونکا تھا۔

علیزے یہ آپ کے پاؤں پر کیا ہوا ہے یہ چوٹ کیسے لگی یہ ایک طرف سے ،،نیلا کیوں پڑا ہوا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے اسے بازو سے پکڑ کر بغور اس کے پیر کو دیکھتے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں کچن میں کام کرتے بے دھیانی میں بیلن پاؤں پر گر گیا تھا،، اسی ،،وجہ سے چوٹ لگ گئی

علیزے نے سکون سے کہا۔

،،مگر بیلن سے اتنی زیادہ چوٹ

وہ پریشان ہوا اور اسے بازوؤں میں بھرا۔

خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو،، کچھ زیادہ نہیں ہے،، علیزے نے اسے تسلی دی تو وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

،،آر یو شیور،، درد تو نہیں ہو رہا

بلکل نہیں،، وہ جو غور سے اس کے پاؤں کی جانب دیکھ رہا تھا علیزے نے جلدی سے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑتے کہا۔ وہ اسے لئے اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اور اسے بیڈ پر لٹایا۔

،،،مجھے یہ بیلن کے پاؤں پر گرنے کی چوٹ نہیں لگ رہی علیزے

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا تھا۔

تمھیں تو مجھے سوئی چبھنے کی چوٹ بھی معمولی نہیں لگے گی،، مجھے نیند آ رہی ہے خضر پلیز،،

وہ جھنجھلا کر بولی تو خضر اس کے قریب نیم دراز ہو گیا۔ علیزے نے اس کے کشادہ سینے پر سر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔ وہ بڑی دیر تک پرسوچ انداز میں اس کے ریشمی بالوں میں ہاتھ پھیرتا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

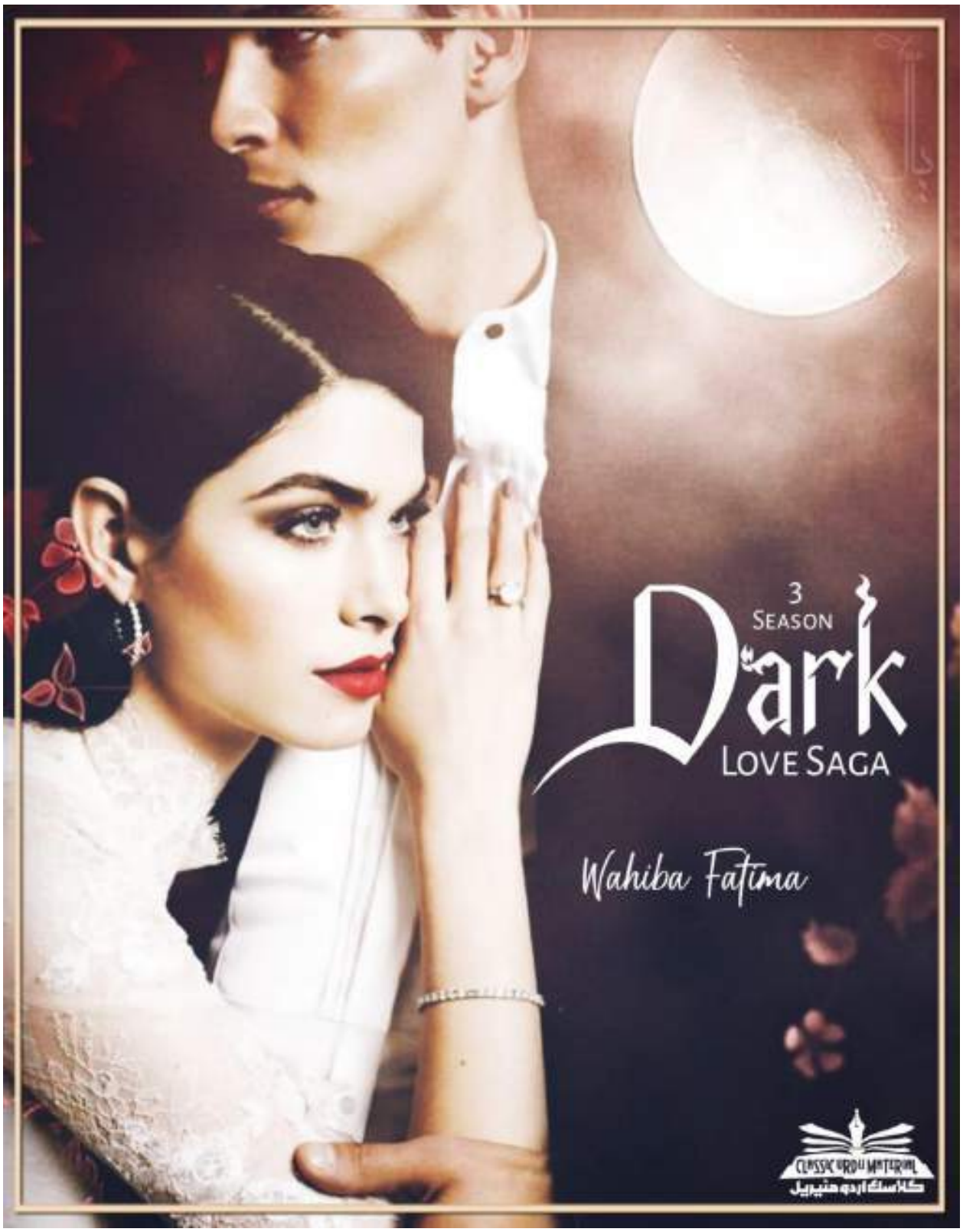
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission
📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 40.....

CLASSIC URDU MATERIAL

کچن سے آتی کھڑ پٹر کی آواز پر امن کچن کی جانب چلا آیا تھا۔ سادہ سے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں بھرپور مردانہ وجاہت کا شہکار وہ اب کچن میں داخل ہوا تھا۔ معجزا جو کہ موبائل فون میں دیکھ کر پاستا بنانے میں مگن تھی زرا سا پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔ اور پھر فورا رخ موڑ کر اپنے کام میں مگن ہو گئی۔)کہ وہ اس شخص (میں پھر الجھ کر اپنا بنا بنایا پاستا بلکل نہیں جلانا چاہتی تھی

موسم آج صبح سے ہی ابر آلود تھا بلکہ صبح سے ہلکی پھلکی بوندا باندی بھی ہو چکی تھی مگر اب باہر سہی بادل گرج رہے تھے۔ ٹھنڈی یخ بستہ ہوائیں کھڑکی سے اندر آ رہی تھیں۔

امن نے بغور اسے دیکھا جو اب ییلو کلر کی پرنٹڈ فراک سادہ سے ٹراؤزر میں سکارف گلے میں لیے مصروف سی تھی چاکلیٹ براؤن بالوں کی اونچی سی پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی۔ پونی میں سے شرارتی لٹیں نکل کر شفاف گردن پر بکھری ہوئیں تھیں ، امن کے دل کی دھڑکنیں بےترتیب ہوئیں تھیں۔ کچھ تو تھا جو بدل گیا تھا۔

کیا؟

ابھی یہ سمجھ سے بالاتر تھا۔

کیا ہو رہا ہے،،،؟ اس نے یونہی قدم آگے بڑھاتے پوچھ لیا۔

،،،وہ میں بور ہو رہی تھی تو سوچا کچھ بنا لوں

حسب معمول قریب آتی اس مسحورکن خوشبو سے وہ بری طرح ڈسٹریکٹ ہوئی تھی تبھی دھیمے سے جواب دیتے جو پین نیپکن سے پکڑنا تھا ڈائریکٹ ہاتھ سے پکڑ بیٹھی۔

،،،،آہمممم

معجزا کے چہرے سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،واٹ دا ہیل

اسے اس کی لاپروائی پر غصہ آیا تھا آگے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ کر سنک کی ٹیب کے نیچے کیا۔ اس دوران وہ پھر اس کے بے حد قریب چلا آیا تھا اور معجزا کی اسی قربت سے جان عذاب میں پھنس رہی تھی۔ امن کا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا اور دوسرے سے اس نے اس کی کلائی تھام رکھی تھی۔ معجزا کو اپنی پچھلی گردن پر اس کی سلگتی سانسوں کی تپش محسوس کر کے ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔

مم،، میں ٹھیک ہوں،،، گھبرا کر کہا۔

،،جزا تم اتنی لاپرواہ کیوں ہو یار،،، آج کل دھیان کدھر رہتا ہے تمھارا

امن نے اسے پیار بھری ڈانٹ پلائی اور اسے اپنی نرم گرفت سے آزاد کر دیا۔

کک،،، کہیں نہیں،،۔ وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔ پاستا بن گیا ہے آپ کھائیں ،،،گے

وہ پیچھے مڑے بغیر بولی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شیور،،، امن اس کی گھبراہٹ کو اس کا ڈر سمجھ کر چپ چاپ جا کر ڈائننگ ٹیبل کی چیئر پر بیٹھ گیا۔ اور شہادت کی انگلی سے ٹیبل پر آڑھی ترچھی لکیریں بنانے لگا۔

معجزا نے پاستا باؤل میں ڈال کر ٹیبل پر سرو کیا۔ اور خود بھی اس سے قدرے فاصلے پر بیٹھ گئی۔ دونوں کے درمیان اب خاموشی کی دبیز دیوار حائل تھی دونوں ہی اپنی اپنی پلیٹ پر جھکے ہوئے تھے۔

امن کا فون رنگ ہوا۔ یس کر کے سنا۔ ہاسپٹل میں کوئی ایمرجنسی آن پڑی تھی۔ اسے فوراً اٹھنا پڑا۔ معجزا چونکی۔

،،ہاسپٹل میں ایمرجنسی ہے،،،، مجھے جانا ہوگا

امن نے اسے بتایا اور فون لے کر باہر نکل گیا۔ معجزا بری طرح جھنجھلائی تھی۔ شاید وہ اسے پڑھانے کے متعلق بلکل بھول ہی گیا تھا اور اب ویسے بھی اکیلے کون کم بخت رہ سکتا تھا اسے اس کی عادت ہو چلی تھی)اور وہ بھی بہت بری والی(۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جا چکا تھا۔ معجزا کا دل بہت اچانک ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ پاستا بھی بے دلی سے فریزر میں رکھ دیا اور باہر نکل آئی۔ پھر وہ جلے پیر کی بلی کی مانند پورے اپارٹمنٹ میں چکراتی پھری مگر کسی لہذا قرار ہی نہیں آیا اور تو اور باہر بادل بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے گرجنا اور برسنا آج ہی ہے بس پھر کیا تھا وہ تن فن کرتی اپنے کمرے میں گئی شال اٹھا کر کندھوں پر ڈالی اور رات کے تقریباً دس بجے اپارٹمنٹ سے باہر نکل آئی۔ باہر بارش نہیں تھی مگر یخ ہواؤں کے تھپیڑوں نے اس کے دانت بجا ڈالے تھے۔

گراؤنڈ پار کر کے وہ ہاسپٹل کا ہال کراس کر کے اسی گلاس والی مسجد تک آئی۔ اب یہاں تک آ تو گئی تھی مگر اس سے آگے جانے کی ہمت ہی نا ہوئی۔ تبھی پیر پٹختی بیزار سی شکلیں بناتی ادھر ہی مسجد کے پاس رکھے ہوئے بینچ پر بیٹھ گئی۔

وہ جو آپریشن تھیٹر میں مصروف تھا فون پر ایک ضروری رنگ سنائی دی۔ ہاتھ سے گلوز نکال کر فون چیک کیا۔

،،سر ، میم ہاسپٹل میں مسجد کے قریب پریشان سی بیٹھی ہیں

میسج پڑھ کر وہ بری طرح چونکا تھا۔ سرجری تو کامیاب ہو ہی گئی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،ڈاکٹر کامران آپ دیکھ لیجیے گا،، مجھے اب جانا ہوگا

،،یس سر

ڈاکٹر کامران نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ فورا اپنے گلوز اور ماسک نکالتا ایمرجنسی سے باہر آیا تھا۔ اب اس کے قدم تیزی سے بیرونی کوریڈور کی جانب بڑھے تھے۔ سامنے ہی وہ پریشان حال سی بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

معجزا کو بھاری قدموں کی مخصوص دھمک قریب آتی سنائی دی تو دل اچھل کر حلق میں آیا۔ اب یہاں اس کے پیچھے آنے کا کیا بہانہ بنائے گا۔

صد شکر کے ایک آزمودہ بہانہ تو اس کی جیب میں ہر وقت موجود ہی تھا یہ (بھی غنیمت تھی

وہ قریب آیا تھا اور گھبرا کر اسے بازوؤں سے تھام کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔

معجزا،، کیا بات ہے،،؟ کیا ہوا،،؟ تم ٹھیک تو ہو ناں،،؟ یہاں کیوں آئی،،؟ مجھے فون کر دیا ہوتا،،؟ کیا ہوا ہے،،؟

وہ ایک ہی سانس میں کئی سوال کر گیا۔ معجزا نے ایک نظر اس کا رنگ اڑا چہرہ دیکھا اور نگاہیں جھکا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ مجھے ڈر لگ رہا تھا،، بادل بھی تو اتنا گرج رہے ہیں ناں اور ادھر میں اکیلی ،، تھی،، اسی لئے میں ادھر آ گئی

معجزا نے کن اکھیوں سے اپنے بازوؤں پر اس کے ہاتھ دیکھے دھیمے سے سکون سے اپنی زنبیل میں سے اپنا آزمودہ بہانہ نکال کر اس کے سامنے پیش کیا۔

امن جز بز ہوا)یہ سب احان اور ارشن لوگوں کی کارستانی تھی کہ اپارٹمنٹ میں انھوں نے رنگیلی کو بھی رہنے نہیں دیا تھا تاکہ معجزا اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز (کے لیے امن پر ڈیپنڈ کرے اور اسے سمجھے۔

اوو آئم سو سوری میری جان،، مجھے خیال رکھنا چاہیے تھا کہ اپارٹمنٹ میں تم" ،،،،اکیلی ہو،، اور تم نے ٹیسٹ کی بھی تیاری کرنی ہے

امن بے اختیار ہو کر اسے ایک خاص لفظ بول گیا مگر فورا احساس ہونے پر دانتوں تلے لب بھی دبا لیا۔ معجزا کا دل کانوں میں دھڑکا تھا۔

،،اوکے چلو

CLASSIC URDU MATERIAL

امن فورا ایک قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اور اس کے آگے ہو لیا۔ معجزا اب اس کے ایک قدم پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ ہال سے گزر کر باہر نکلے تو باہر ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ امن ٹھٹھک کر رکا تھا۔ مگر

رک کیوں گئے،،؟ چلیئے ہلکی بارش ہی ہے،، مجھے ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے،، زیادہ ،،لیٹ ہونے پر مجھے نیند آ جاتی ہے

معجزا نے ہی اس کی مشکل دور کی۔ وہ پھر دونوں چل پڑے۔ امن گراؤنڈ میں تیزی سے چل رہا تھا۔ معجزا نے اس کی پیٹھ کو دیکھا اور اپنے قدم جان بوجھ کر دھیمے کر لیے۔ ٹھنڈے ٹھار بارش کے قطروں نے پورے جسم میں سنسناہٹ سی ہوئی)وہ دیکھنا چاہتی تھی آزمانا چاہتی تھی کہ کیا اسے دیکھے بغیر بھی وہ دل و روح سے کیا اسی کی جانب متوجہ ہوتا ہے؟؟ کیا اسے دیکھے بغیر بھی وہ اس پر نگاہ رکھتا ہے،؟ یا صرف اسے ہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ ادھر ادھر متوجہ ہو کر بھی اس کی توجہ کا مرکز محض اسی کی ذات ہوتی ہے (پھر اس کی ساری غلط فہمی ایک سینکڈ میں دور ہوئی جب اس کے پیچھے مڑے بغیر معجزا کو اس کی تنبیہی آواز سنائی دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا اتنا دھیمے کیوں چل رہی ہو،،؟ جلدی چلو بھیگ جاؤ گی،، کتنی ٹھنڈ ہو رہی ،،ہے بیمار ہو جاؤ گی

لفظ لفظ فکر و محبت میں ڈوبا ہوا تھا معجزا نے جان بوجھ کر اپنی رفتار چیونٹی جتنی کر دی۔ امن نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر تعجب سے اسے دیکھا۔ ڈرائیو وے کی دھیمی اورنج لائٹ میں وہ جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

معجزا،،، امن نے پکارا اس نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تبھی بادلوں کو جوش آیا تھا اور بوندا باندی یکا یک موسلادھار بارش میں بدل گئی۔

Sssssshhhhhhhiiiitttttt,,,,,

،،،،بھاگو

امن نے کہا اور اس کی کلائی تھام کر تیزی سے بھاگا معجزا بھی اس کے ساتھ بھاگی تھی۔ اسے جانے کس بات پر ہنسی آ رہی تھی۔)شاید اسی لیے کہ وہ اپنے برسوں پرانے کہیں کھوئے ہوئے بچپن کے کچھ پل جینا چاہتی تھی اور اب بھرپور طریقے سے جینا چاہتی تھی تاکہ دل میں کوئی حسرت کوئی تشنگی نا رہے(۔ یہ ہنسی قہقہوں میں اس وقت بدلی جب عین اپارٹمنٹ کے دروازے کے قریب جا کر معجزا کا پاؤں رپٹ گیا اور وہ گراؤنڈ کی گھاس پر کمر کے بل گر پڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا

وہ قہقہے لگا کر ہنستی لوٹ پوٹ ہوتی تیزی سے بھیگ رہی تھی۔ امن نے حیرت و پریشانی سے اسے دیکھا۔

،،،معجزا،،، آر یو لوسٹ یور مائنڈ

امن نے اسے ڈپٹا۔ اور اسے کلائی سے تھام کر کھینچنے کی کوشش کی۔ مگر وہ ہنستی ہوئی اپنی کلائی چھڑانے لگی۔

،،،اوکے فائن

امن نے دانت پیسے اور آگے بڑھ کر اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔ وہ اب اس کی شرٹ کندھے سے دبوچ کر ہنس رہی تھی امن تیزی سے اسے لئے اندر داخل ہوا۔ امن نے دیکھا ہنسی کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں سے گرم سیال مادہ بھی تیزی سے بہہ رہا تھا۔ وہ ساری صورتحال سمجھ گیا تھا تبھی خاموشی سے اسے لیے اس کے کمرے میں آیا۔وہ تیزی سے ٹھنڈی اور نیلی پڑ گئی تھی۔ امن نے اسے اس کے واش روم لا کر بازوؤں سے نیچے اتارا۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی تھی۔ مگر امن کے بازوؤں کے حصار میں اب بھی پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،جزا سٹاپ اٹ

امن نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے ہاتھ ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچے۔ طوفانی رات میں بادلوں کی فرج چمک معنی خیز تنہائی میں عجیب قیامت خیز سا منظر تھا۔ اس کا سارا لباس گیلا ہو کر نازک گداز بدن سے چپک چکا تھا۔ شال باہر لاؤنج میں ہی گر گئی تھی۔ سکارف بھی اب بازوؤں میں جھول رہا تھا۔

طلب ہے تو، تو ہے نشہ

،غلام ہے دل یہ تیرا

،کھل کے زرا جی لوں تجھے

آجا میری سانسوں میں آ

،،مریض عشق ہوں میں کردے دعا

ہاتھ رکھ دے تو دل پہ زرا

امن نگاہیں چراتا باہر نکلا اور تیزی سے اس کے ڈریسنگ میں سے ایک ڈریس نکال کر لایا۔ واش روم کی پیگ پر اس کا ڈریس لٹکایا۔

،،جزا فورا چینج کرو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جو اب ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے کا شغل فرما رہی تھی ٹس سے مس نا ہوئی۔ تب امن نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر ایک جھٹکے سے اسے خود سے لگایا تھا اس اچانک افتاد پر اب جا کر اس کی ہنسی کو بریک لگی تھی اس نے امن کی سنجیدہ آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں جزبوں کا ایک جہان آباد تھا۔ کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں محبت، عزت، احترام، کیئر، فکر اس کے لیے پریشانی اور عشق کی خماری جو آج سر چڑھ کر بول رہی تھی۔

میں نے کہا فورا سے پہلے چینج کرو جزا،، ایک منٹ کی بھی دیری برداشت نہیں کروں گا،، دیر لگائی تو یہ کام میں خود کرنے میں زرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا،،،

غصے میں غراتے ہوئے اس نے اپنی دانست میں معجزا کو ڈرایا تھا۔ معجزا اب ہنستے ہنستے رو پڑی تھی۔ امن پریشان ہوا۔

،، جزاااا،، پلیز

مزید خود میں بھینچا امن اس کے وجود میں اپنے وجود کی ساری حدت و تپش منتقل کرنا چاہتا تھا اور یہ قربت بہت جان لیوا اور ناقابل برداشت تھی۔ معجزا کسمسائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تب جزبوں کے بھڑکتے الاؤ کی شورش اور شدت سے تڑپتے امن نے جھک کر اس کی ٹھوڑی پر اپنے پر تپش لب رکھے تھے۔ اس جنگ پر معجزا کا پورا وجود لرز گیا تھا اور وہ سر تا پیر سفید پر گئی تھی۔ یہ گستاخی وہ کر تو گیا تھا مگر جلد ہوش کی دنیا میں واپس آتے نرمی مگر تیزی سے اس سے دور ہوا۔

،،آئم سوری،، جزا ائم سو سوری،، پلیز چینج کرو

کرتی ہوں،، نگاہیں جھکاتے ہوئے کہا اور اب کی بار شرافت کا مظاہرہ کیا۔ امن اب تیزی سے باہر چلا گیا۔ بلکہ اس کے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

وہ پوری طرح چینج کر کے کچھ ہی دیر میں اپنی بک اور نوٹ بک لے کر باہر آئی تھی۔۔ امن نے لاونج کا ہیٹر آن کر دیا اور کچن سے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارا کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی رہی۔ پانچ منٹ کے بعد امن نے اس کے سامنے گرما گرم پاستا ہاف بوائل انڈے اور گرما گرم کافی کا مگ رکھا تھا۔ خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ امن نے انڈہ چھیل کر اس کے سامنے رکھا۔ وہ چپ چاپ اپنے سامنے رکھی چیزیں میں سے چھوٹے چھوٹے نوالے کھائے گئی۔

سردی تو نہیں لگ رہی،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ خاموش تھی۔ کچھ زیادہ ہی خاموش۔

چہرہ لمحہ بہ لمحہ بخار کی حدت سے سرخ پڑنے لگا تھا۔ کچھ دیر پڑھ کر ہی وہ نڈھال ہو گئی۔ امن بری طرح جھنجھلایا تھا۔

جزا یہ کیا کیا تم نے اپنے ساتھ،،، لگ گئی نا ٹھنڈ،، آج تم نے مجھے بہت پریشان ،،کیا ہے

امن نے اسے ڈپٹتے اس کی نبض چیک کی۔ وہ امن کی جانب دیکھے گئی مگر وہ اٹھ کر اپنے کمرے سے اس کے لیے میڈیسن لے کر آیا۔ اسے میڈیسن دے کے وہ اسے لئے روم تک آیا اسے کمفرٹر میں لٹا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

معجزا اس کی جانب دیکھے گئی۔ وہ جانتا تھا وہ اسے دیکھ رہی ہے مگر وہ صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔

وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی دیا کو طویل ترین دعا مانگتے دیکھ رہی تھی۔ فلزہ بھی وہیں صوفے پر نیم دراز اپنی آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا سوگوار سی تھی۔ اس دن اس صبح کے بعد جب وہ سو کر اٹھی تھی تو کمرے کی حالت کافی بہتر حالت میں اس کے سامنے تھی مگر وہ موجود نہیں تھا۔ اور پھر اس کے بعد ایک ماہ ہو چکا تھا وہ جیسے وائیٹ پیلس کا راستہ بھول گیا تھا یا جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا یا کچھ بھی تھا مگر دیا کو لمحہ بہ لمحہ اس نے اپنی بے اعتنائی، لاپروائی اور سرد مہری سے تکلیف ہی پہنچائی تھی۔

ادھر آساوری کا بھی تو یہی حال تھا وہ اس سے اس قدر ناراض ہوا تھا کہ ایک ماہ سے اس کی خبر تک نا لی تھی۔

ان کی دانست وہ لوگ ان کے ساتھ یہ سلوک جان بوجھ کر کر رہے تھے مگر) وہ خضر اور امن سمیت سہی معنوں میں سمایا کیس میں اس قدر مصروف تھے کہ (انھیں اپنا ہوش تک نہیں تھا۔

تھوڑی سی پھونک اپنے بھائی کے گرم دماغ پر بھی مار دینی تھی دیا، کوئی ایسا تعویذ ،،،چلہ نہیں جس سے وہ ہرا راکشس ایک صوبر سا پولائیٹ سا بندہ بن جائے

آساوری کے شوشے پر جہاں دیا نے اسے تاسف سے دیکھا تھا وہاں اپنے بھائی کے بارے میں ایسے ریمارکس پر فلزہ نے بھی آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے گھورا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے میرے بھائی کا گرم دماغ کسی دن گھوم گیا تو کچھ لوگوں کو وائیٹ پیلس میں چھپنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی کہ جب وہ اسی جنون سے محبت اور کیئر کرنے پر آتا ہے تو بھی اس کا انداز شدت بھرا ہی ہوتا ہے،، تو کچھ لوگوں کو اپنی چھوٹی سی جان پتہ نہیں کیوں نہیں پیاری ،،

فلزہ کے خفیف سے طنز پر آساوری نے منہ چھپاتے تکیے میں منہ دیا تھا۔ تبھی بینا ہانپتی ہوئی بھاگ کر اندر آئی تھی۔

ہیے لیڈیز پیلس میں میرے دو پرنس بھائی تشریف لائے ہیں،، اگر کوئی کئی دنوں سے ان کی راہ تک رہا ہے تو ان کے دیدار سے مشرف ہو سکتا ہے ،،،

بینا نے معنی خیزی سے باری باری آساوری اور دیا کی جانب دیکھا۔ دیا تو سر جھٹک کر اپنی دعا میں مصروف ہونے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔ جبکہ آساوری تڑپ کر دانت پیستی بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ اسے ہرے راکشس کی تو میں ایسی کی تیسی ،،،

وہ بینا کی جانب دیکھتی فرضی آستین اوپر چڑھاےج باہر کی جانب لپکی۔

فلزہ نے اب بینا کو گھورا تو وہ دانت نکالنے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہی ہی اب کوئی خود جا کر اس ہری بلا سے کہے کہ آ بیل مجھے مار تو یہ بیچاری بینا کیا کر سکتی ہے،، چینا نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

باہر وہ لوگ بہت تیزی سے بیسمنٹ کی جانب گئے تھے کیونکہ سمایا کو وائیٹ پیلس کے ہی بیسمنٹ میں چھپا کر رکھا گیا تھا تو کیس کے بارے میں جو ثبوت ہاتھ لگے تھے ان کے بارے میں سمایا سے ہی تفصیلات معلوم ہو سکتیں تھیں۔

وہ اس سے مل کر بیسمنٹ سے باہر نکلے تھے۔ اور اب احان کے اپارٹمنٹ جانے والے تھے آساوری جو پلر کے پیچھے چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی اسے واپس جاتا دیکھ آساوری کے تو تلوؤں پر لگی ہاور سر پر بجھی۔

آساوری کا دماغ وہ پوری طرح سے گھما چکا تھا جو اتنے دنوں بعد واپس آیا تھا اور اسے دیکھے بغیر کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گئی پھر وہی سڑیل سی شکل بنائے واپس جا رہا تھا۔ آساوری اس کے پیچھے بھاگی۔ اور اب ان دونوں کے درمیان جالی دار کھڑکی تھی۔

جب آساوری احان خان نے تمام گارڈز اور ارشن کے سامنے پھر سے دانے پیستے ہانک لگائی۔

،،،،تیرے نال میں لائیاں اکھیاں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،وے تو فیر وی دوریاں رکھیاں

،،،،جا تینوں چمڑن شہد دیاں مکھیاں

احان کے ماتھے پر شکنوں کے ڈھیر میں اضافہ ہی ہوا تھا جبکہ ارشن قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

احان تیزی سے واپس مڑا تھا۔ آساوری بوکھلا کر بھاگی تھی مگر آج یہ تو طے تھا کہ وہ اس ہری بلا سے ہر گز نہیں بچ پائے گی کہ جلاد یہ پتہ لگا چکا تھا کہ وہ آخر وائیٹ پیلس کے کونسے کونے میں جا کر چھپتی ہے۔

وہ حسب معمول پچھلے راستے سے منی کے روم میں آ کر دروازے کے پیچھے چھپی تھی اور اپنی سانس بحال کرنے کو سینے پر ہاتھ رکھ کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

احان جو کہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کمرے تک آیا تھا دروازے سے اندر داخل ہو کر احان اس کے سر پر پہنچا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بوکھلائی مگر اس کی کلائیاں ایک شدت بھری گرفت میں پھنسی تھیں۔ کانچ کی چوڑیاں چکنا چور ہو کر ان دونوں کے قدموں میں بکھر گئیں۔ آساوری نے بمشکل نگاہیں اٹھا کر اس کی سبز شعلے لپکاتی سبز آنکھوں میں دیکھا۔

واٹ دا ہیل از دس،،،،؟ اس گستاخی کا مطلب،،؟

وہ غرایا تھا۔

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا"

""""ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

آساوری نے دھیمے سے شعر پڑھا تھا۔ اور اپنی کلائیوں کی جانب دیکھا جہاں چوڑیاں ٹوٹ کر اس کی کلائیوں کو کہیں کہیں سے زخمی کر گئیں تھیں۔ احان نے بڑی سرعت سے اس کی کلائیاں اپنی گرفت سے آزاد کیں تھیں۔

تم آخر چاہتی کیا ہو،،،؟ وہ دانت پیس کر بولا تھا۔ خود بھی تو تھکنے لگا تھا اس کی دوریوں سے اس سے جھوٹ موٹ کی دکھاوے کی ناراضگی سے۔

یہ کس خطا پہ روٹھ گئی چشم التفات""""

یہ کب کا انتقام لیا مجھ غریب سے""""؟

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے پھر ہمت کر کے شعر کے زریعے اپنے دل کا مدعا بیان کیا مگر نہیں جانتی تھی سامنے والا کیسا بے مہر شخص ہے جس کی کج ادائی اس کا دل ریزہ ریزہ کر دے گی۔

"آئندہ گارڈز کے یا کسی کے بھی سامنے اس طرح کی بے باکی یا بدتمیزی ہر گز ،،برداشت نہیں کروں گا میں آساوری شاہ

وہ پھنکار کر بولا تھا۔ اب کی بار آساوری کی آنکھیں لبا لب پانی سے بھر گئیں تھیں۔ ایک زخمی سی مسکراہٹ لبوں پر مچلی۔ آنسو ٹوٹ کر گالوں پر گرے۔

"کیا کریں گے آپ،،؟ کیا کر سکتے ہیں آپ،،؟ زیادہ سے زیادہ کیا کر لیں گے،،؟ مجھ سے نفرت ہی کریں گے ناں،، شوق سے کیجیے،، مگر ایک بات کان کھول کر آپ بھی سن لیجئے،، آئی ہیٹ یو ٹو ،،،

وہ کہتی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر بلک بلک کر روتی ہوئی بڑی سرعت سے وہاں سے نکلی تھی۔ احان اپنی جگہ پر ساکت رہ گیا۔ وہ اسے منانے آئی تھی مگر احان نے بری طرح اس کا دل توڑ کر الٹا اسے ہی ناراض کر دیا تھا۔

احان نے ہاتھ کی درمیانی دو انگلیوں سے اپنا ماتھا مسلا۔ پھر سر جھٹک کر باہر نکلتا چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری واپس اسی کمرے میں آئی تھی وہ تینوں جو اسی کے انتظار میں تھیں تاکہ اس سے چھیڑ خانی کر سکیں مگر جب وہ تکیے میں منہ دے کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تو وہ تینوں ہی بوکھلا گئیں۔

آساوری واٹ ہیپنڈ،،؟ ہوا کیا ہے،،؟

فلزہ نے اس سے پوچھا مگر وہ اٹھ کر واش روم میں بند ہو گئی۔ وہ تینوں ہونق بنی ایک دوسرے کا منہ دیکھے گئیں۔ تبھی وہاں ارشن چلا آیا تھا۔ دیا نے ایک نظر اسے دیکھا اور نگاہ پھیر لی۔ اس نے بھی دیا کی جانب دیکھنا تک ضروری نہیں سمجھا تھا۔

،،فلزہ ، میرے ساتھ آؤ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے

ارشن نے کہا تو فلزہ نے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ مگر پھر فلزہ کا منہ حیرت سے کھل گیا جب ارشن نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیا۔

،،،آؤ تو سہی ،، بات بھی بتا دیتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے کہا۔ دیا نے ایک زخمی سی نگاہ اس پر ڈالی جس کا چہرہ بڑا بے تاثر اور سرد مہری کہیے ہوئے تھا۔ دیا نے پہلو بدلا اور جائے نماز اٹھا کر ڈریسنگ میں چلی گئی۔ وہ جو فلزہ کو لیے باہر کمرے کے دروازے تک ہی لایا تھا فلزہ نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو اپنے کندھوں سے ہٹایا۔

،،بڑا ہی کوئی چیپ اور گھٹیا طریقہ تھا اسے رلانے کا جیلسی فیل کروانے کا

فلزہ نے ارشن کو کھا جانے والی نگاہوں سے گھورا۔ مگر وہ ڈھیٹ انتہائی ڈھیٹائی سے اطمینان سے کندھے آچکا کر باہر کی جانب چل دیا۔ فلزہ کا دل کیا اس کا منہ توڑ دے۔

وہ اپنے کمرے میں آ کر بند ہوئی۔ گھٹن اور حبس کا احساس پھر دن گھوٹنے لگا۔ سب کے سامنے وہ نارمل تھی۔ بلکل پہلے جیسی۔

مگر کوئی کیا جانے کہ اس کی اندر باہر کی دنیا تہ و بالا ہو کر تہس نہس بلکہ کرچی کرچی ہو چکی ہے۔ بہت کچھ غلط ہو کر بدل گیا تھا۔ وہ ایک سپاہی ہونے کے ناطے بلکل پہلے جیسی تھی مگر اصل زندگی میں ایک لڑکی تھی جو اندر سے ٹوٹ کر بکھرتی ریزہ ریزہ ہو چلی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو وہ چونکی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو ماں کا مسکراتا چہرہ دیکھ دل کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ رواحہ کمرے میں داخل ہوئی اور میز پر اس کے لیے بنائے گئے نگٹس کی پلیٹ رکھی۔

او میرے پاپا کی فور ایور،، ہری بلا سے فرصت مل گئی جناب کو جو بیٹی کی یاد""" ،،آ گئی

فلزہ نے لہجے کو خوشگوار بناتے ہوئے کہا تو رواحہ اس عمر میں بھی بیٹی کی اس بے باک بات پر بری طرح جھینپ گئی تھی۔

فلزہ نے بازو سے کھینچ کر رواحہ کو بیڈ پر بٹھایا اور اس کے سینے میں منہ دے لیا۔ رواحہ نے اس کی کمر میں ایک دھموکا رسید کیا مگر یہاں اثر کسے تھا۔

میری پرنسز ٹھیک تو ہے ناں اب،،، رواحہ نے اس کے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ تو پہلے ہی نہیں چاہتی تھی اسکی بیٹیاں باپ بھائیوں کی طرح اس مار دھاڑ میں ہڑیں۔ مگر بھلا ہو اس کی خون کا جو جوش مارتا ہوا تھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ فکر مت کریں،، فلزہ نے ماں کو تسلی تھی۔

،،اچھا سنو،، میں کیا سوچ رہی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر رواحہ اس سے ڈھیر ساری باتیں کرتی رہی ایک اہم فیصلے سے بھی اسے آگاہ کیا۔ اور یہ باتیں کر کے وہ پھر بینا کے بلانے پر باہر چلی گئی۔

فلزہ نے ایک سرد سی آہ بھری اور ایک مرتبہ پھر دماغ میں سنسناہٹ سی ہونے لگی۔

اس نے کلو دیا تھا حیوان کا۔ جلاد بڑی تیزی سے اور جلد اس تک پہنچ گئے تھے۔ جو اس کے بارے میں پتہ چلا تھا وہ یہ کہ انڈر ورلڈ کی دنیا میں لوگ اس کو حیوان کے نام سے جانتے تھے۔ اور اس کے بارے میں معلوم پڑنے والی ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ خود سے جڑی کسی چیز کو توڑ کر تو پھینک دیتا تھا مگر ،کسی دوسرے کے لیے وہ چیز چھوڑتا نہیں تھا۔ اس میدان کا کایاں، انتہائی شاطر مکار تیز اور طاقتور کھلاڑی تھا۔

یہاں تک تو ٹھیک تھا کہ فلزہ کو اس کی رتی برابر بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ کتنا طاقتور ہے یا کتنا کمزور۔ مگر جو چیز اسے توڑ رہی تھی وہ یہ کہ ساری تفصیلات معلوم کرنے پر اسے پتہ چلا تھا کہ شیر ولا کے چپے چپے حتی کہ واش رومز تک اس نے کیمرے لگا رکھے تھے۔ یہاں ہر آ کر وہ کمزور پڑ گئی تھی یہ سوچ کر کہ

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے پاس اس کی ویڈیوز ہوں گی یا ایسا کچھ بھی اگر ہوا تو؟ اسے اس نفرت محسوس ہو رہی تھی

شدید اور بے پایاں نفرت۔

اگر داشاب کو بچپن سے نہیں جانتی تو ایسا دھوکہ کبھی نہیں کھاتی۔

وہ جسے جانتی تھی وہ تو بہت نائس تھا،صوبر معصوم اور بے ضرر۔

مگر جو اس کی جگہ لے اس کی زندگی میں آیا تھا یہ واقعی اس کی مکاری تھی کہ وہ فلزہ ماہر خان کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوا تھا۔ وہ دشمن کے ساتھ ملکر اسے ختم اور برباد کرنے آیا تھا۔ پھر کیا کیوں نہیں،،؟ یہ سوال ابھی غور طلب تھا۔ اس کے کافی سارے کام اور عمل ایسے تھے جو فلزہ کے لیے ابھی معمہ تھے مگر وہ اس کے بارے میں سوچنا تک نہیں چاہتی تھی تبھی اسے بھاڑ میں جھونک کر اپنے کام پر فوکس کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ پوری طرح کوشش کر رہی تھی خود کو مضبوط رکھنے کی۔ اب بھی بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں لیٹ کر اپنی کنپٹیوں کو سہلانے لگی جب فون رنگ ہوا۔ ویڈیو کال تھی۔ بیرون ملک کا نمبر تھا جانے کیا سوچ کر اس نے کال پس کر لی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سامنے عائشہ تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور بلکل نارملی اس سے باتیں کرنے لگی۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

داشوو ادھر آؤ زی سے بات کرو،، عائشہ نے ڈور کھول کر اندر آتے داشاب سے کہا ادھر فلزہ کی دائیں آنکھ کا دایاں کونہ نم ہوا تھا۔ جو کہ وہ بڑی صفائی سے چھپا گئی تھی۔ دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ جس شخص کے نام پر زندگی کا سب سے بڑا دھوکہ کھایا تھا اب وہ اس کی دوست کا مقدر تھا۔

ہائے زی،، کیسی ہو،،؟

داشاب کیمرے کے سامنے آیا تھا۔

،،میں بلکل ٹھیک،، تم سناؤ ،،؟ کافی سٹرونگ دکھائی دے رہے ہو

فلزہ نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

یس عاشی میرا بہت خیال رکھتی ہے،، اسی لئے،، اور زی تم نے بھی تو میرے لیے بہت دعائیں مانگی ہوں گی ناں،،

وہ سکون سے بولا تو فلزہ مسکرائی۔

،،بلکل ،، اس میں تو کوئی شک نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دونوں بلکل نارملی فلزہ سے باتیں کرتے رہے۔ فلزہ بھی کافی دیر ان سے بات کرتی رہی۔

پھر فون کال بند ہوئی۔ فلزہ نے موبائل ایک طرف رکھا اور پہلی اور آخری مرتبہ اپنے سود وزیاں پر تکیے میں منہ دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

عجیب افسردگی بھرا دن تھا۔ سب نے ہی یہ بات نوٹ کی تھی کہ آساوری جسے اب وائیٹ پیلس کی بلبل کا خطاب دیا گیا تھا جو سارا دن ادھر سے ادھر چہچہاتی پنگے کرتی پھرتی تھی کل سے ہی اپنے کمرے میں سوگوار سی بند تھی۔

وائٹ پیلس میں آج پھر یوں ہوا تھا کہ مرد حضرات میں سے کوئی بھی گھر پر موجود نا تھا۔ سمایا کیس کی پہلی ہیرنگ تھی اور سب پوری تیاری کے ساتھ ادھر مصروف تھے۔

مگر آج ایک خاص بات یہ تھی کہ دیا ، فلزہ اور احان کی سالگرہ کا دن تھا۔بینا نے پورا وائیٹ پیلس منی اور اپنی ہمراہیوں سمیت سر پر اٹھا رکھا تھا۔ اس نے پورا لاونج سجا دیا تھا مگر صبح سے عشا کا وقت ہو چکا تھا جب کوئی بھی گھر پر واپس نا آیا تو اس نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور اعلان کر دیا کہ وہ لوگ اکیلے ہی برتھ

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈے سلیبریٹ کر لیں گے۔ پنکی کے حکم پر سب تیار بھی ہو چکیں تھیں۔ بینا نے دیا کو اپنی مرضی سے تیار کیا تھا۔ وہ نا نا کرتی رہی مگر بینا نے اس کی ایک بھی نہیں سنی تھی۔

ادھر فلزہ اپنی ماں رواحہ کا خاص پیغام لے کر آساوری کے کمرے میں داخل ہوئی تو اورنج لہنگا بیڈ پر بکھرا پڑا تھا مگر وہ خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے جانے کس دنیا کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔

،،،تیار نہیں ہوئیں تم

فلزہ نے قریب آ کر اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

کس کے لیے تیاری کروں میں،، تمھارے اس سڑیل بھائی کے لیے جو میری شکل ،،،بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے

وہ جل کر بولی تھی۔ فلزہ مسکرائی۔

نہیں،، اپنی رخصتی کے لیے تیاری کرو،، دراصل مما آج تمھیں تمھاری ترسی ہوئی شکل دیکھ دیکھ کر احان کے کمرے میں پہنچانے والی ہیں،، دراصل انھیں اب ،،دادی بننے کا شوق چر آیا ہے،، پوتے کی شکل دیکھنی ہے انھیں

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کے کہنے کی دیر تھی وہ اپنی جگہ سے بدک کر اٹھی تھی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

نن،، نہیں،، ایسے کیسے،،، فلزہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے،، وہ جو بہت پھنے خان بنی پھرتی تھی رخصتی کے نام پر ہی غبارے سے ساری ہوا نکل گئی۔

،،یہ پیلس ہے اور پیلس میں نکاح رخصتیاں ایسے ہی ہوتیں ہیں

فلزہ نے اسے چھیڑا۔

،،نن نہیں،، میں نہیں جاؤں گی

وہ بچوں کی طرح روٹھے ہوئے منہ بناتی صاف مکرتی دامن بچا لینا چاہتی تھی۔

،،یہ فرمان جا کر اپنی ساس کو سناؤ،، جن کا یہ فیصلہ ہے

فلزہ نے کہا۔ ابھی وہ جواب دیتی جب بینا طوفان میل کی سی رفتار سے کمرے میں داخل ہوئی۔ زور زبردستی ان دونوں نے اسے وہ لباس پہنوا کر تیار کیا۔ وہ زیادہ شور مچا رہی تھی تبھی بینا نے انتہائی شرارت میں اسے ایک جوس پیش کیا تھا۔ فلزہ بینا کو آنکھیں دکھاتی رہی مگر وہ دانت نکالتی اسے سارا جوس پلا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ ہی دیر میں سب خواتین لاؤنج میں اکھٹی ہو چکیں تھیں۔ دیا نے رائل گرین لہنگا زیب تن کر رکھا تھا اور آج اس آرائش و زیبائش میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئن اپسرا آسمان سے اتر کر وائیٹ پیلس آن پہنچی ہے۔)فلزہ سادہ سے ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں ہی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے زور زبردستی اس کی (مرضی کے خلاف کچھ کروا نہیں سکتی تھی۔

فلزہ اور دیا نے کیک کاٹا۔ ہال تالیوں سے گونجا۔ دیا نے سب کو کیک کے چھوٹے چھوٹے پیس کھلائے۔ فلزہ نے اس کا ماتھا چوما تھا۔

پریشان مت ہو ،، سب ٹھیک ہو جائے گا،، فلزہ نے اسے تسلی دی تو وہ پھیکا سا مسکرا دی۔ اب بینا نے میوزک آن کیا تھا۔ وہ جو ہال میں ہلکا ہلکا جھولتی پھر رہی تھی اب بینا کو اس کی حالت دیکھ کر ہنسی چھوٹ گئی۔ سب نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس نے اپنا جرم قبول کر ہی لیا۔

میں نے ایکس ٹی سی دی ہے،، صبح تک ٹھیک ہو جائے گی،، بینا نے کہا تو رواحہ نے اپنا سر تھام لیا۔

ایکس ٹی سی کیا لی وائیٹ پیلس میں بھونچال لے آئی تھی۔) XTC (اس نے

،،،ہووووو ماڑا اے تے ماڑا سئ یار جو ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،،،کج وی ہوے او ساڈا پیار جو ہے

،،کیوں ماہیے دا گلا کراں میں تے لکھ واری بسم اللہ کراں

وہ فضا میں دھیمے سر بکھیرتی اورینج کلر کی میکسی سراپا قیامت بنی نشے میں دھت ادھر ادھر جھولتی پھر رہی تھی۔ بڑے سے لاؤنج میں اس وقت ہلکے میوزک کی آواز، رنگ و بو کا سیلاب آج پھر وائٹ پیلس کا لاونج میں رونقیں اتریں ہوئیں تھیں۔

ان کی دانست میں آج پھر وائٹ پیلس میں کوئی مرد موجود نہیں تھا۔

مگر وہ اپنے روم سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھانے واپس آیا تھا۔ سنجیدگی سے مخصوص سٹائل میں سنیمن چباتے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے وہ اندر آ رہا تھا۔ مگر لاونج میں داخل ہونے سے پہلے قدم بری طرح ٹھٹھک کر رکے۔ سامنے حیرت سے کھلی آنکھوں سے اسے صوفے پر چھڑا دیکھا۔

وہ اچانک صوفے پر چڑھی تھی۔

،،،،ارے،،،،،،چچ،،،،،، چپ

وہ جھولتی چلا کر بولی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب خاموش ہوئیں اور چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے اس کی جانب دیکھا۔

،،،،،،،کوئی،،،،،،مم،،، میرا،،،،،،دد،،،، دکھ سنتا ہی نہیں ہے،، سنو ،، سنو ،، میرا دکھ،،،،،،، سنو،،،وہ ہاتھ لہرا لہرا کر لگی ہوئی تھی۔

اچھا بابا بولو بھی سہی،،، فلزہ نے پلر سے ٹیک لگائے دانتوں تلے لب دبا کر پوچھا۔

وہ نشے میں جھولتی فلزہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

یو نو،،،، واٹ،،، جب خدا ،،،،،،،،دیتا ہے تو،،،،،،چھ،،،،،، چھپڑ پھاڑ کر دیتا ،،،ہے،، اور جب لیتا ہے،،،،،، تو تھپڑ مار ،،،،،،،کر لیتا

آساوری شاہ نے چلا کر دہائی دی۔

اور وہ کیسے،،،؟ شفا کو ہنسی روکنا مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔

ارے خدا نن،،،،،،،، نے مجھے ،،،،،،،،چھپڑ پھاڑ کر دیا،،،،،،،،،،،،، میری محبت میرا ہینڈسم،،،،،،،،، مسٹر اٹیٹیوڈ،، کیوٹ،،،،،،ماں ،،،،،،،،

،، صدقے،،،،،،،،،،،،، ہی ہی ہی

(وہ پلو میں منہ چھپا کر شرماتی دہری ہوئی۔)

CLASSIC URDU MATERIAL

اور ،،،،،،،تھپڑ یوں مارا کہ،،،،،،،،،،،،،د،،،، دنیا کا،،،،، سڑیل ترین شخص میرے پلے ،،باندھ دیا،،،،، گبرر کی اولاد،،،، راکشس،،، بلا،،،،،، جب وہ اپنی ،،،،بڑی ،،،، بڑی آنکھوں سے،،، یوں

اس نے دونوں ہاتھوں کی دو دو انگلیوں سے اپنی آنکھیں پھاڑیں

،،،،یوں کر کے گھورتے ہیں،،،،،،ممم،،،،،مجھے،،،، ، تو میرا دد،،،دل بیٹھ جاتا ہے ،،،،،،ڈر،،،،لگتا ہے مجھے،،،،،میں نہیں جاؤں گی،،،،ان کے روم میں

اس نے باآواز بلند اعلان کیا۔

سب کا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے برا حال ہو رہا تھا۔)سب سے زیادہ تو بینا انجوائے کر رہی تھی۔ جس کی کرتوت تھی یہ اور صد شکر وہ اس وقت یہاں (موجود نہیں تھا نہیں تو کچھ بعید نہیں تھی کہ بینا کی گردن مروڑ دیتا۔

تو کدھر جاؤ گی،،، فلزہ نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔

اور وہ سنجیدگی سے اس کی گوہر افشانیاں ملاحظہ فرما رہا تھا۔ دل کیا اس کی) (جرات پر عش عش کر اٹھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یا اللہ،،،، اس ،،،، راکشس کو،،،،،،، اتنا غصہ اور گھوریاں،،،،،سکھانے والے اس ،،،،شخص کو دنیا سے اٹھا لے

اس نے پھر دہائی دی۔

وہ سنجیدگی سے آگے بڑھا۔

لاونج میں سانپ سونگھ گیا تھا۔ اور وہ جو صوفے پر ٹنگی ہوئی لہرا رہی تھی۔ اسے دیکھ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر جمائے تھے۔

اور جب اس نے صوفے کی جانب قدم بڑھائے تو ایک ہی چھلانگ میں چیخ مارتی دوسرے صوفے پر کودی تھی۔ اور بچوں کی طرح چیخیں مارتی ہاتھ جھٹکتے بولے جارہی تھی۔

،،،،،،ارے کوئی بچاؤ مجھے اس راکشس سے

پنکی دادو یہ کس نے کیا،،، احان غرایا تھا۔ تب بینا چپکے سے پیچھے سے کھسک لی تھی۔

احان نے مچلتی ہوئی آساوری کی کلائی جکڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آئی ہیٹ یو ہرے راکشس،، چھوڑو مجھے،، مجھے نہیں جانا آپ کے روم میں،، کوئی ،،پوتا پوتی نہیں آئے گا

وہ شور مچا رہی تھی۔

احان کا چہرہ سرخ ہوا

ارے چھوڑو احان بچی ہے،، رواحہ نے اسے کہا مگر وہ اسے اپنے کندھے پر ڈال چکا تھا اسے لئے اپنے کمرے میں آیا اور اسے لا کر بیڈ پر اتارا۔

اسے اپنے ڈیڈ کی یہ بات بلکل سمجھ نہیں آئی تھی کہ اتنی اہم میٹنگ سے اٹھا کر ماہ بیر نے آخر اسے گھر کیوں بھیجا تھا وہ بھی یہ بول کر کہ ماہ بیر نے دیا سے ارشن کی ڈریسنگ میں کوئی فائل رکھوائی ہے اسے دیا سے وہ لے کر آنی ہے۔

وہ سنجیدگی سے تقریباً گیارہ بجے کے قریب لاونج میں داخل ہوا تو ایک غیر معمولی احساس سا ہوا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا آج کیا دن تھا۔ ہمیشہ کی طرح گفٹ اس کی پاکٹ میں موجود تھا مگر اب وہ خود کا یا اپنی محبت کو مزید ارزاں

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں کرنے والا تھا۔ تبھی خود پر بے حسی طاری کرتا وہ کمرے میں داخل ہوا تو بھونچکا رہ گیا۔

سامنے ہی وہ سات پردوں میں رہنے والی پاک ہستی اب اس کا امتحان لینے کو بڑی نازک سی حالت میں اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ کھڑی اس کے لیے سراپا امتحان بن چکی تھی۔)یہ سب اس نے جان بوجھ کر کیا تھا شاید۔ اس کے دعوں (کو اس کے پختہ عزم اور مضبوط اخلاق و کردار کو شہ مات دینے کے لیے۔

رائل گرین فش لہنگے میں چست چولی۔ جس کا اگلا پچھلا گلا کافی گہرا تھا۔جس کے اوپر سبز جالی دار دوپٹے لیے وہ اب یوں بن گئی جیسے کمرے میں کوئی اور ہے ہی نہیں۔ اور ڈریسنگ کے سامنے اپنے پنک گلوز لگے گداز ہونٹوں پر مزید گلوز لگانے لگی۔

وہ قدم قدم چلتا ڈریسنگ کے قریب آ رہا تھا اور سامنے والی کی جان لبوں پر آ رہی تھی۔ مگر وہ اپنا ڈر ہر گز اس پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔ مگر جب وہ ٹھیک اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا اور اپنا پسٹل ہولڈر زرا سا اس کی جانب جھک کر ڈریسنگ پر رکھا تو وہ بدک کر اس کی جانب مڑتی ایک قدم پیچھے ضرور ہوتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کک،،، کیا ہے آپ کو،،،؟؟؟ تاثرات چھپانے کی ناکام کوشش کرتی دیا اپنا لہجہ سنبھالنے میں بھی بری طرح فیل ہوئی تو سامنے والا گہرا طنزیہ سا مسکرایا تھا۔

دیا جسے آج کے اس کی دن کی حرکت نے بہت ہی زیادہ دکھی کیا تھا اب بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ ڈرامہ محض اس کے لیے تھا مگر پھر بھی اسے اس کی بے حسی پر طیش تھا۔

ارشن ایک قدم اور آگے ہوا تو وہ لرز کر پیچھے ہٹی۔ آخر ڈریسنگ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ ہی گئی۔ میک اپ کا سامان زمین بوس ہوا۔ جب اس نے زرا سا جھک کر ڈریسنگ پر اس کے دونوں اطراف اپنے ہاتھ جمائے اور اس کی گرم سانسوں کی حدت دیا کو اپنا ماتھا جھلساتی محسوس ہوئی تو اسنے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔

کیا ہوا ،، جب یہ بعام جھام مجھے اپنی جانب راغب کرنے کے لیے کر ہی لیا" ہے تو اب کم از کم اس جنونی کی آنکھوں میں آنکھیں تو ڈال لو مجھے برداشت ،،کرنا یا جھیلنا تو بہت دور کی بات ہے مسز

اس نے مزید اس کے چہرے کے قریب ہوتے وہ دلکش نقوش ازبر کرتے دانتوں تلے لب کاٹ کر اس کا لرزتا وجود ملاحظہ کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

"،،،محترمہ اس طوفان سے اتنا ہی الجھئیے جتنا اسے جھیلنے کی ہمت ہے آپ میں"

وہ اس کے کان پر پھونک مار کر سرگوشی کرتا اسے بے جان کر گیا تھا جیسے۔

"دد،،دور ہٹیے،،، وہ لمبے لمبے سانس کھینچتی اتنا ہی بول پائی۔"

"کیوں،،؟؟ اب جب اپنے مجازی خدا کے لیے اتنی آرائش و زیبائش سے آراستہ

،،ہو ہی گئی ہیں تو اس تیاری کو انعام دینا بھی تو بنتا ہے ناں میرا

وہ کہتا اس کی خوشبوؤں سے مہکی زلفوں پر لب رکھتا بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

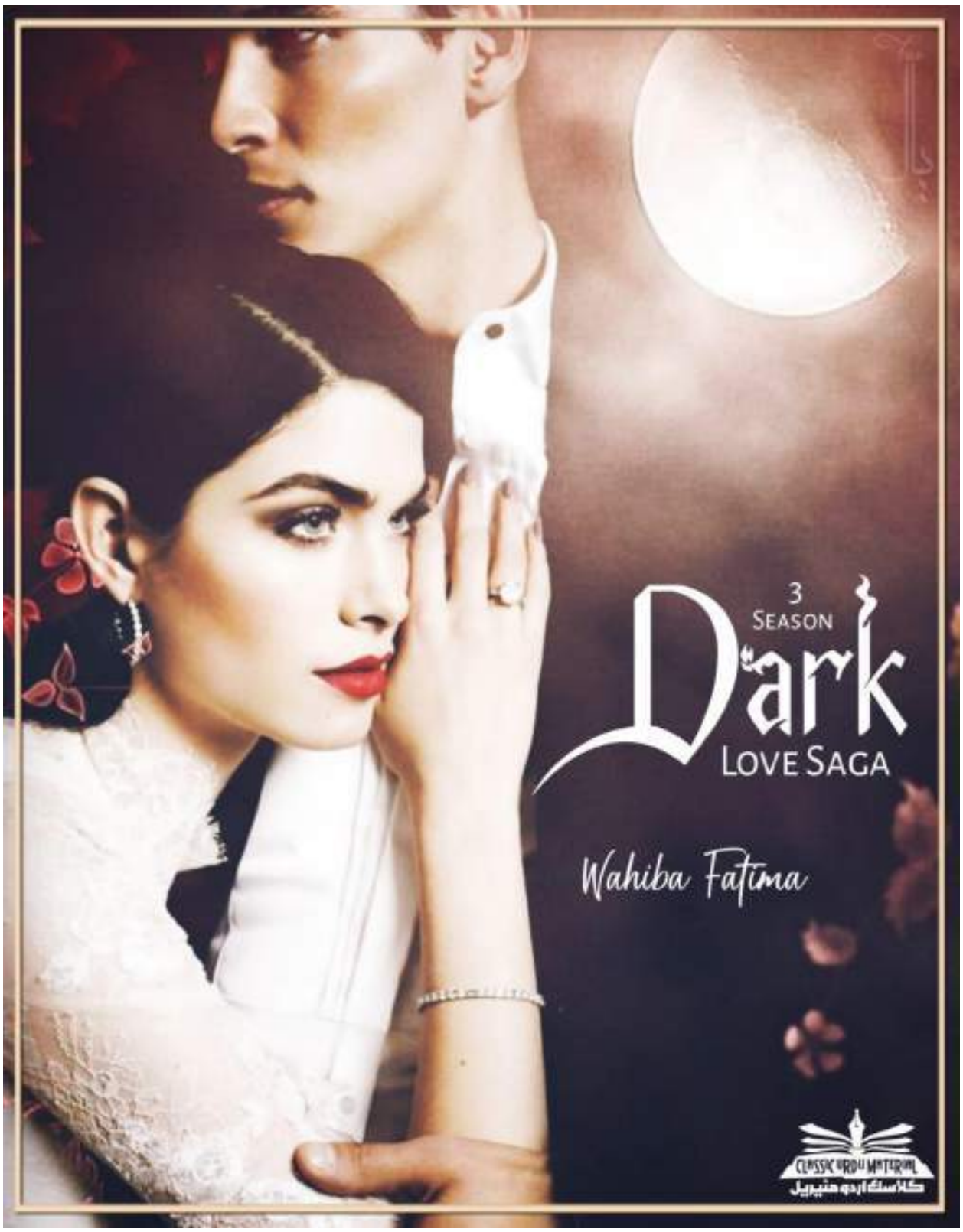
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 41.....

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے اسے بیڈ پر اتار کر کمرے کا ماحول دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ پورا کمرہ آرٹیفیشل فلاورنگ سے انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا جہازی سائز بیڈ کے گرد سفید دبیز جالی دار پردہ تھا۔ وہ جو نشے میں بری طرح جھول رہی تھی احان کے اس کی جانب بڑھنے پر بدک کر بیڈ کی دوسری جانب اتری اور لڑکھڑاتی دروازے کی جانب بڑھی۔

احان بھنا کر اس تک آیا تھا اور اس کی کلائی جکڑ کر اسے اپنی جانب کھینچا۔

ہیے واٹس رونگ ود یو؟

احان نے پھر اسے جھڑکنے والے انداز میں کہا۔

،،،، آئی ،،،،، ہیٹ،،، یو ،، بہت،،، برے ،،،، سڑیل ،،،،، اور ظالم ،،،ہیں ،،آپ ،،ہر،،،، مرتبہ،،، میرا،،، دل توڑ ،،، دیتے ،،،، ہیں ،،،،مجھے ،،، نن ،،،، نہیں،،،،، رہنا ،،،،آپ،، کے،،، ساتھ

وہ مچلی احان نے اپنے لب بھینچ کر اسے دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا وہ جو پہلے ہی بمشکل ہی اپنے پیروں پر کھڑی تھی احان کے اس جارحانہ عمل پر لڑکھڑا کر اس کے سینے سے ٹکرائی۔

۔اور تم خود،، جو ہر مرتبہ میرا مان میرا غرور توڑ دیتی ہو آساوری شاہ اس کا کیا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔

،،میں،،،، نے،،،، تت،،،تو،،،،، کچھ ،،، نہیں،،، توڑا ،، آپ جانتے ،، ہیں ،،،، میں ،،، تو ،،، آپ،،،، سے ،،،،، بب،،، بہت،،، محبت ،،کرتی،،، ہوں

وہ بمشکل اپنی خمار آلود آنکھیں کھولے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی ٹگ و دو کرتی معصومیت سے بولی تو اس کی کمر پر احان کے ہاتھوں کی گرفت میں بے شمار سختی آئی تھی۔

،،کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے آساوری شاہ

وہ جو احان کے بازوؤں کے سہارے ٹکی ہوئی تھی احان نے مزید اسے خود میں بھینچتے ہوئے اپنے پیروں پر کھڑا کیا۔

،، میں،،، آپ ،، سے ،،، اتنییییییی

اس نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں اچھی طرح پھیلا کر اتنی کو لمبا سا)
کھینچ کر اپنی محبت کا طول و عرض پیش کیا۔ اس دوران اس ہری بلا
کے لبوں پر پہلی بار گہری مسکراہٹ مچلی تھی۔

مگر میں کیسے مان لوں کہ تم مجھ سے انتہاییییی محبت کرتی ہو، کبھی"
،،،ثبوت تو دیا نہیں اپنی انتہاییییی محبت کا

احان نے خواہ مخواہ اسے چھیڑا۔

،،،کک،،، کیسے ،،، ثبوت ،،، دوں ،،، آپ ،، کو

وہ پوچھ بیٹھی۔

،،مجھے پیار کر کے

وہ اطمینان سے بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،مم،، میں،، پیار،،، کرنا ،، چاہتی،، ہوں ،، آپ ،، کو،، پر آپ بہت،، غصہ،، کرتے ہیں،، ڈانٹ ،، دیتے،،ہیں،، مجھے،، سڑیل،، اور ،،راکشس،، ہیں،،آپ

،،،میں ،، ڈر ،، جاتی ،،، ہوں آپ سے،،، نااااں

اس نے اٹک اٹک کر کہتے اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتے اپنی مشکل بتائی۔

،،اچھا اب نہیں ڈانٹوں گا،، آئی پرامس، اب کرو پیار

احان کا لہجہ بھارج بوجھل اور گھمبیر تھا آج نشے میں اس کے اندر کے راز اگلوا چکا تھا۔ بہت ہوش ربا سا روپ تھا اورنج کلر کی میکسی میں ہلکے میک اور سادہ سی جیولری میں بھی وہ اس کے دل و جگر پر بجلیاں سی گرا گئی تھی۔ دل میں چھپے تمام پر تپش جزبے انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے اب زرا سا اوپر ہو کر اپنے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے اور اس کی ٹھوڑی پر اپنے نرم و گداز لب رکھ دیئے۔

مدہوشی کے عالم میں احان نے اپنی آنکھیں نرمی سے بند کر کہ یہ نرم و ملائم لمس اپنی تمام تر حسیات سے محسوس کیا۔ پھر آساوری نے اس کے چہرے کا ایک ایک وجاہت سے بھرپور نقش چوما تھا۔ اور وہ یونہی اسے بانہوں میں بھرے ہوئے یہ لمس اس کی مدہوشی بھری قربت میں کھویا رہا۔ وہ اس کی مغرور سی تیکھی ناک چوم کر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ احان کی مخمور نگاہوں کا فوکس اب اس کے گلابی نرم و نازک لب تھے۔

آساوری بھی اب اس کے ہونٹوں کی جانب دیکھ رہی تھی مگر اتنے نشے میں بھی جیسے ایک جھجھک ، شرم حیا مانع تھی۔

یہ تشنہ لبی میری جان لے لے گی میری جان

CLASSIC URDU MATERIAL

جیسے میں کب سے تمھاری قربت کے لیے تڑپ رہا ہوں ،،،۔ویسے ،،ہی تم بھی تو میرے لیے تڑپ رہی ہو ناں اسی لئے جسٹ ڈو اٹ

احان نے اس کے ہونٹوں کے قریب اپنے لب لاتے ہوئے دھیمی سی سرگوشی کرتے ہوئے اسے اکسایا۔ اس کی سانسوں کی خوشبو بھری تمازت آساوری کو اپنے ہونٹوں پر محسوس ہوئی۔ تب اس نے اس کے کندھوں سے ہاتھ اوپر لے جا کر اس کی گردن کے گرد حمائل کیے اور اپنے ملائم نازک لب احان کے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔

احان نے خود سے کوئی پیش قدمی کوئی جسارت نہیں کی تھی وہ یونہی آنکھیں بند کیے اب اس کے لبوں کی نرماہیں اور یہ گستاخیاں بس محسوس کیے گیا وہ اچھی طرح جانتا جو تھا اس کی پیش قدمی آساوری کی چھوٹی سی جان کے لیے بہت جان لیوا ثابت ہو سکتی تھی۔ یہ تیسرا موقع تھا جب آساوری نے پہلے پیش قدمی کرتے اسے کسی اور ہی دنیا کی سیر کروا دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کمرے میں فسوں خیز خاموشی کی راج تھا بس آساوری کی جانب کی چوڑیوں کی آواز تھی جو ماحول کی خاموشی کو چیرتی ارد گرد اس خمار آلود محبت کا ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ احان نے اسی پوزیشن میں جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا اسے بیڈ تک لا کر خود بیڈ پر پشت کے بل نرمی سے گرا اب آساوری اس کے کشادہ سینے پر تھی۔ احان کے ہاتھوں نے اپنی پیش قدمی جاری کر دی تھی تبھی اس کا دوپٹہ اس کے وجود سے الگ کر کے ایک طرف رکھا۔

احان اب اس کے گداز ہونٹوں پر اپنی شدتیں بکھیرنے لگا تھا۔ آج وہ اپنے اور اس کے بیچ کی ہر دوری کو سمیٹتا اس کی روح میں سمانے کا ارادہ بنا چکا تھا ۔ جب بہت اچانک آساوری کا سر ڈھلک کر اس کے کندھے پر گرا۔ وہ جو کب سے اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی تگ ودو میں پاگل ہو رہی تھی اب بلکل اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔ احان نے ایک طویل سرد سی آہ بھری۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری شاہ نے ہوش گنوا کر ہمیشہ کی طرح اس کے ہر ارادے کو ٹھینگا دکھا دیا تھا۔ اب وہ اس کی بیہوشی میں تو اس کی مرضی جانے بغیر اس کا مان اور غرور نہیں توڑ سکتا تھا تبھی بہت نرمی سے اسے خود سے ہٹا کر بیڈ پر اتارا۔

خود اٹھ کر اس پر کمفرٹر درست کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ الماری کے سیکرٹ دراز سے فائل لی ایک نظر اس دشمن جاں کو دیکھا جو اس کے جزبات پوری طرح جگا کر خود اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی اب اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔ تبھی وہ کمرے سے باہر نکلا۔ ڈور لاک کر کے اس کے قدم باہر کی جانب بڑھے۔

دیا کے ساتھ جو وہ ناروا سلوک کر چکا تھا اسی وجہ سے دیا کو اس سے اب خوف محسوس ہوتا تھا۔ اب جب کہ وہ اس کے اتنے قریب

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈریسنگ پر اس کے دونوں جانب دائیں بائیں ہاتھ رکھے اس پر جھکا ہوا تھا تو دیا کی سانس اس کے سینے میں الجھا گیا تھا۔

،،پپ،، پیچھے ہٹیں،، ہمیں چینج کرنا ہے

دیا نے نگاہیں زمین پر جماتے ہوئے کانپتے سے لہجے میں اس سے التجا کی۔

،،نہیں ہٹا تو کیا کرو گی

ارشن نے سنیمن چباتے یونہی اس سے کہا۔ اسے پریشان کر کے اس کا ہونق چہرہ دیکھتے ہوئے اسے اب مزا آ رہا تھا کچھ وہ اپنے اس قاتل روپ سے اسے چاروں شانے چت کر چکی تھی تبھی بہانے سے دیدار کرنے کو اسے اپنی باتوں میں الجھا رہا تھا۔

،،ہم پنکی دادو سے آپ کی شکایت لگائیں گے

CLASSICURDU MATERIAL

وہ پہلو بدل کر بولی تھی اس آدمی کی نگاہوں کی ہی تاب لانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

،،،یہ تو بچپن کی عادت ہے تمھاری شکایتیں لگانا شکایتی چوہی

ارشن نے سکون سے کہا تو دیا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

جی بلکل،، آپ ہمیں پریشان کرتے تھے تب ہی ہم شکایتیں لگاتے تھے،، نہیں تو ہمارا دماغ خراب نہیں تھا کہ بے جا شکایتیں لگاتے پھرتے،،

وہ منہ پھلا کر بولی تھی۔ اور ارشن کو اس پر بے اختیار پیار آیا تھا۔

میں کب پریشان کرتا تھا تمھیں، بتاؤ زرا مجھے کب پریشان کیا میں نے تمھیں،،

ارشن اپنے کرتوتوں سے صاف مکرتا ہوا بولا۔ دیا کی آنکھوں پھٹ پڑیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جی بلکل،، کہیں ایک مرتبہ پریشان کیا ہو تو بتائیں ہم،، ہمیں کسی کے ساتھ کھیلنے نہیں دیتے تھے آپ،، ہر وقت ہم پر دھونس جماتے رہتے تھے،، ہمیں زبردستی کھانا کھلاتے،، ہم بیمار ہوتے تب بھی ہمیں آرام نہیں کرنے دیتے تھے،، ہمیں کچی نیند سے بھی جگا دیتے،، اور ،،ڈھنگ سے سونے بھی نہیں دیتے تھے

وہ تڑخ کر بولتی ہی چلی گئی یہ جتانے کے لیے کہ وہ اتنی بھی پاگل نہیں ہے اسے سب یاد ہے اور اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کو جو شاید اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔

ارشن اب گہری نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔ دیا کو بہت جلد احساس ہو گیا کہ زیادہ جذباتی ہو کر وہ آخر میں کیا کیا بول گئی ہے تو اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔

اس کا مطلب تمھیں سب یاد ہے بٹر فلائی،، کہ میری عادت تھی ،،کہ میں تمھیں سونے نہیں دیتا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بوجھل معنی خیز لہجے میں بولتا اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا۔

پیچھے ہٹیں ، ہمیں جانا ہے،، آپ فلزہ کے ساتھ جہاں جانا چاہیں جا ،،سکتے ہیں

میرے سامنے کسی اور۔۔۔۔۔۔ کا ہاتھ تھام کر)

(اسنے میرے صبر کی بڑی سخت آزمائش لی

اب کی بار وہ اپنے لہجے میں زرا سختی اور ناراضگی لاتے بولی تو ارشن نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنی جانب کھینچا تو جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے سے آ لگی تھی۔

جب اچھی طرح جانتی ہو بٹر فلائی کہ برس ہا برس گزر گئے، لیکن تمھیں اب تک اس بات کا انداز نا ہوا کہ میں فلزہ کو ایک سیکنڈ بھی اپنے ارد گرد برداشت نہیں کر سکتا،، مجھے تو اس جسم کی خوشبو کا نشہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ہے،، جو میرے سر چڑھ کر بولتا ہے،، تو کیوں خواہ مخواہ اپنا خون جلاتی ہو،،

ارشن کی سانسوں کی تپش اسے اپنے لبوں پر محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کے جارحانہ تیوروں سے اب خوف کھانے لگی تھی تبھی بری طرح کسمسائی۔

،،چھوڑیں ہمیں

اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی مگر اس کے کسرتی بازوؤں کی چٹانی سخت گرفت میں مچل کر رہ گئی۔ جب کہ ارشن اس کی مزاحمت اور اس کے الفاظ پر سر تا پا سلگ اٹھا۔

،،ایسا کیوں ہے دیا، کیوں تمھیں میری نزدیکیاں اتنی بری لگتی ہیں کیوں میری قربت سے تم خوفزدہ ہو جاتی ہے،، کیوں میرا چھونا تمھیں برداشت نہیں،،

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھنکار کر بولا تھا اور حسب معمول دیا کی بڑی بڑی سبز آنکھوں میں پانی جما ہونے لگا۔

اوہہہ،، میں تو بھول ہی گیا،، میں ٹھہرا ایک سیاہ کار ناپاک اور غلیظ انسان،، جسے تم جیسی پاک صاف ہستی اپنے قابل ہی کہاں سمجھتی ہے،، رائٹ؟؟؟

ارشن کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کی گرفت میں بھی وحشت بھری سختی آئی تھی۔ دیا کی آنکھوں سے شفاف موتی اس کی گالوں پر بہہ نکلے۔ جنھیں ارشن نے بے دردی سے اپنی ہلکی بڑھی ہوئی ٹیبرڈ والی گال سے رگڑ کر صاف کیا تھا۔

،،،ارشن

دیا نے بے چین ہوتے اسے پکارا۔

،،نووووو،،،، دیا،،، نووو

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی تھی۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے مگر آج تمھیں اسی گندے اور غلیظ انسان کو برداشت کرنا پڑے ،،گا

اس نے جتنے طیش میں کہا تھا دیا کی تو یونہی جان لبوں پر آ گئی۔ دیا کی مزاحمت کے باجود وہ اسے اپنی بانہوں میں بھر چکا۔

ارشن چھوڑیں ہمیں،، وہ سسکی۔

مگر اس نے تو جیسے اپنے کان بند کر رکھے تھے بے حسی کا لبادہ اوڑھے وہ اسے بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا تھا۔ دیا نے اب اس بے حس سنگلاخ چٹان سے اپنا سر نا پھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا تبھی اپنے لب اپنے دانتوں تلے بھینچ لیے۔ ارشن ااس کے چہرے پر جھکا جب آنکھوں سے آنسو بہاتے اس نے اس سے اپنا منہ موڑ لیا۔

بڑی نازک صورتحال تھی۔ اس لہنگے میں اس رنگ روپ میں وہ ارشن کو پوری طرح بے بس کر گئی تھی۔ ارشن نے اپنے تشنہ لب

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کی بیوٹی بون پر رکھے تھے۔ پھر وہ کافی دیر اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھائے ہوئے رہا۔ محبت کا جام پینے سے بھی تشنگی مٹائے نہیں مٹتی تھی۔

بہت تکلیف پہنچائی تم نے مجھے اور اب تک بے تحاشا تکلیف پہنچا رہی ہو مجھے تم بٹر فلائی،، تم نے مجھے بے بس کر دیا ہے،، ہار گیا ہوں میں خود سے،، میں اس قدر اذیت میں ہوں کہ اب تو اپنی زندگی ہی ،،بے معنی اور بری سی لگنے لگی ہے

ارشن کی آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر دیا کے سینے میں جذب ہوا تھا۔ جبکہ دیا کے چہرے پر اذیت ناک تاثرات تھے وہ اسے کچھ کہنے کا کچھ وضاحت دینے کا موقع ہی کب دیتا تھا

بس ہر دفع اپنی من مانی ، اپنی کہنی ہوتی تھی اس نے۔

وہ اب اسے نرمی سے چھو رہا تھا۔ اس کے وجود کی مسحور کن خوشبو کو اپنی روح میں اتارنا چاہتا تھا۔ دیا کے رونے میں اضافہ ہوا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

۔)یہ آنسوؤں بھی اب ارشن کو یہ باور کروا رہے تھے جیسے وہ اس سے زبردستی کر رہا ہے (ارشن نے اس کا جبڑا بھینچ کر اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔

اپنا آپ برا لگنے لگا ہے مجھے دیا،، اپنی زندگی بری لگنے لگی ہے دعا کرو مر جاؤں،، ان اذیتوں سے تمھاری اور ساتھ میری بھی جان چھوٹ جائے،،

اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بڑی اذیت سے کہا تھا۔ دیا پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ارشن بہت تیزی سے اس سے دور ہوا تھا اور اپنی نم آنکھیں شہادت کی انگلی سے صاف کرتا دوبارا اس کی جانب دیکھے بغیر باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ سب درندے نما شیطان خان شمشان خیل کی دعوت پر اب خیل حویلی کے بیسمنٹ میں بیٹھے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زمین کھود لی تھی پاتال تک کنگھال لیا تھا مگر سمایا کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا اوپر سے کسی نے اس کے بی ہالف پر کیس بھی کر دیا تھا۔کیس فائل ہونے کی دیر تھی ان سب کو ان کی نوکری سے سسپینڈ کر دیا گیا تھا۔ پاکستان کے عدالتی نظام میں ایک بھونچال سا برپا ہو گیا تھا۔ میڈیا حرکت میں آ چکا تھا اور ان پولیس نامی درندوں کی دم پر پاؤں آ چکا تھا۔ تبھی وہ بھاؤ بھاؤ کرتے سمایا کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔

جب سے شان شمشان خیل کو اس کیس کا پتہ چلا تھا وہ آرام سے نہیں بیٹھا تھا۔ پھر جب پتہ چلا کہ کیس جزا ٹرسٹ کی جانب سے کیا گیا ہے شمشان خیل کے سینے پر تو سانپ لوٹ گئے تھے تبھی اب ان درندوں کو یہاں بلایا تھا۔ تعارف کا مرحلہ طے پا گیا تھا۔ تبھی خان شمشان خیل کی مکرہ بھاری آواز بیسمنٹ میں گونج رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ان سب کا سرغنہ انسپکٹر فیاض زیادہ اچھل رہا تھا کہ اس کی گردن کے گرد زیادہ شکنجہ سخت تھا۔ مگر شمشان خیل نے اسے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

جو تم لوگوں کے دشمن ہیں وہ ہمارے بھی دشمن ہیں،، دشمن کا دشمن دوست، اسی لئے میں نے تم لوگوں کو یہاں بلایا،، اور فکر کی کوئی بات نہیں،، وہ جس نے تم لوگوں پر کیس کیا ہے وہ خود ایک رپیسٹ ہے،، میرے پاس ایک پلان ہے،، وہ یہ کہ وہ جو اس ٹرسٹ کا مالک ہے ہم اس کی عزت کا جنازہ پورے پاکستان کے سامنے نکالیں گے،، یہ سمجھا کے ٹھیکدار سمجھتے کیا ہیں خود کو،، آج سے پچیس تیس سال پہلے میں نے انھیں کہیں کا نہیں چھوڑا تھا اب پھر میں ان کا وہ تماشہ لگاؤں گا کہ پوری دنیا ان کی عزت کا تماشا دیکھے گی،، اس ٹرسٹ کے مالک کا نام امن آریان پاشا ہے اپنی ہی بیوی کے ساتھ بچپن میں زیادتی کی تھی اس نے،، میں نے اس کو

CLASSICURDUMATERIAL

پھانسنے کے لیے اپنی ایک لڑکی اس کے پیچھے لگائی ہے وہ بہت ہی چلاک اور شاطر ہے،، ایسے سین بنائے گی کہ عدالت کو ماننا ہی پڑے گا کہ اس نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے،، تم لوگوں تک ،،پہنچنے سے پہلے میں ان جلادوں کی عزت کا جنازہ نکال دو۔ گا

خان شمشان خیل نے پھنکار کر اپنا غلیظ پلان سنایا۔

ان سب نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

اور اب وہ سارے آگے کی پلاننگ میں مصروف تھے۔۔

صبح کسی کی نگاہوں کی گہری تپش سے معجزا کسمسا کر اٹھی تھی۔ آنکھیں کھولیں۔ کافی دیر خالی الذہنی کی حالت میں چھت کو گھورتی رہی مگر پھر جلد ہی احساس ہوا کہ وہ نگاہوں کی مخصوص تپش کے حصار میں ہے تو چھت سے نگاہیں ہٹا کر سامنے دیکھا۔ وہ یونانی

CLASSIC URDU MATERIAL

دیوتاؤں سا شخص بلیک تھری پیس میں ماتھے پر بال بکھرائے ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنی چن پر رکھے فرصت سے اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا۔

معجزا گڑا بڑا کر اٹھی۔ بخار کی حدت کم تھی۔ مگر بخار نے جسم توڑ ڈالا تھا۔ معجزا نے قریب پڑا دوپٹہ اٹھا کر سر پر اوڑھا۔

امن اپنی جگہ سے اٹھ کر قدم قدم چلتا بیڈ کے قریب آیا۔ درمیان کی دو انگلیاں اس کے ماتھے پر رکھیں۔ تب معجزا نے بے اختیار اپنی نگاہیں جھکا لیں تھیں۔

کیسی طبعیت ہے اب جزاا،، بیڑ فیل کر رہی ہو،، ویسے ٹمپریچر تو نہیں ،،ہے اب

میں ٹھیک ہوں،، وہ دھیمے لہجے میں منمنائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مس فریال کا فون آیا تھا پوچھ رہی تھیں کہ تم کلاس کے لیے کیوں نہیں آئیں،، میں نے تمھاری طبیعت کے بارے میں انفارم کرتے لیو لے لی ہے تمھاری،،

امن کی بات پر وہ گھبرا کر بیڈ سے نیچے اتری۔

میں ٹھیک ہوں،، ضروری ٹیسٹ تھا آج،، آپ نے لیو نہیں لینی تھی،، وہ کیا سمجھیں گی کہ میں نے ٹیسٹ سے بچنے کے لیے طبیعت کا بہانہ بنایا،،

وہ روہانسی ہوئی۔ اس کی بچوں جیسی بات پر امن گہرا مسکرایا تھا۔

نہیں بولیں گی،، میں ہاسپٹل ہی جا رہا ہوں،، اگر بیٹر فیل کر رہی ہو تو میرے ساتھ ہی چلو،، میں باہر ویٹ کرتا ہوں،،

میں فریش ہو کر آتی ہوں،،

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے کہا تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ معجزا نے فریش ہو کر نیلے رنگ کی فراک پاجامے کے اوپر نیلا ہی حجاب لیڈیز لیدر کورٹ پہنا اور بلیک شال اوڑھ لی۔ شفاف چہرے پر کریم لگا کر چاکلیٹ براؤن بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل ڈالا۔ اور گلابی ہونٹوں پر لپ بام لگا لیا۔

وہ جب اپنا بیگ لے کر باہر نکلی تو وہ اپنے فون میں بزی تھا۔ جب سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو مبہوت رہ گیا۔ امن کی نگاہیں اس نازک پری پیکر وجود سے ہٹ نہیں رہیں تھیں۔ معجزا بری طرح نروس ہوئی تھی۔

،،، چلیں

معجزا نے نگاہیں چرا کر خواہ مخواہ اپنے بیگ کو دوبارا چیک کیا۔

،،ہمم،، چلو

CLASSIC URDU MATERIAL

امن اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس کی ہمراہی میں باہر نکلا۔

رات کے مقابلے میں موسم کافی بہتر تھا اور بادل چھٹ چکے تھے۔ مگر اب بھی ٹھنڈی ہوائیں جسم سے ٹکرا کر اس میں سنسنی سی پیدا کر رہیں تھیں۔ اپنے پہلو سے اٹھتی مردانہ کلون کی مخصوص مہک حواسوں پر طاری ہو رہی تھی۔ ادھر امن گہرے گہرے سانس بھرتا قریب سی آتی ایک نازک وجود کی پاکیزگی بھری مہک اپنے سینے میں اتار رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ چل رہے تھے اور ہر کوئی ایک مرتبہ رک کر زرا سا ٹھہر کر ایک نظر انھیں دیکھ لیتا تھا۔

وہ دونوں جڑا ٹرسٹ کے ہال میں داخل ہوئے تھے جب سسٹر مہک گھبرائی ہوئی سی امن کے پاس آئی تھی۔

ڈاکٹر سر،، وہ مس زونیہ جنھیں کل یہاں لایا گیا تھا وہ بہت پینک ہو ،،رہی ہیں،، انھیں سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا

نرس عاجز آ کر بولی تھی۔

،،معجزا تم کلاس میں جاؤ،، سسٹر چلیئے آپ

امن کے کہنے پر معجزا اپنی کلاس میں چلی گئی۔ امن سسٹر مہک کے ہمراہ جنرل وارڈ تک آیا جہاں کے ایک پرائیویٹ روم سے چیخ و پکار کی آواز آ رہی تھی۔

،،،پلیز سیو می،، ہیلپ می،، مجھے بچا لو ،، وہ مار ڈالے گا مجھے

وہ عجیب طرح سے چلا رہی تھی۔ امن وارڈ کی جانب آیا تو سامنے سے ہی ڈاکٹر انعم اسی جانب آتی دکھائی دی۔

یہ ہو کیا رہا ہے یہاں اس کیس کی ڈیٹیلز نہیں بتائی گئیں مجھے ڈاکٹر ،،انعم

امن نے سنجیدگی سے ڈاکٹر انعم سے استفسار کیا۔

مس زونیہ چوہان ہے،، مشہور بزنس وومین مسز چوہان کی اکلوتی صاحب زادی ہے،، سگا باپ حیات نہیں ہے،، مدر خود بزنس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

سلسلے میں کبھی کسی ملک کبھی کسی ملک، تنہائی اور احساس کمتری کا شکار،، گھر میں سوتیلے فادر نے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی،، نشے میں دھت، جسمانی تشدد کے ساتھ جزا ٹرسٹ کے سامنے سڑک سے ،،ملی

النعم نے تفصیل بتائی۔

اس کے علاؤہ کچھ اور،،؟

امن نے اندر کی جانب بڑھتے ہوئے پوچھا۔ ڈاکٹر النعم النعم نے امن کا اشارہ سمجھتے گہرا سانس بھرا۔

،،نہیں صرف جسمانی تشدد،، اس کے علاؤہ کچھ اور نہیں

سب سے پہلے امن کمرے میں داخل ہوا۔

وہ جو کوئی بھی نرسز کی گرفت میں مچل رہی تھی سامنے نگاہ اٹھی تو پلٹنا بھول ہی گئی۔ وہ اپنی جگہ پر پتھر بنی اپنی جانب آتے یونانی

CLASSIC URDU MATERIAL

دیوتاؤں سی وجاہت و رعب رکھے ہوئے ایک شاندار سے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ایلیٹ کلاس کی بگڑی ہوئی امیر زادی اپنی زندگی میں سینکڑوں شاندار امیر مردوں کے بیچ اٹھتی بیٹھتی تھی۔ مگر آج جو سحر ایک مردانہ وجاہت سے بھرپور شخصیت کی شاندار پرسنیلٹی نے اس پر کیا تھا ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

،،کیسی ہیں آپ مس زونیہ،، سسٹر رپورٹس لایئے

وہ بیڈ سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا اب خالص پروفیشنل لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔ امن نے ایک مرتبہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ جبکہ وہ اس پر سے نگاہیں ہٹانا ضروری نہیں سمجھ رہی تھی۔ زونیہ نے حیرت سے اس شخص کو دیکھا وہ جو خود کو حسن کی ملکہ سمجھتی تھی سامنے یہ کیسا شخص تھا جس نے اس کی جانب دیکھا بھی نہیں تھا اور وہ اس بات کو بھی اگنور کر رہا تھا کہ زونیہ مسلسل

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے دیکھ رہی ہے۔ شاید وہ اس چیز کا عادی تھا۔ شاید اسے عادت تھی خود پر اٹھتی معنی خیز نگاہوں کو اگنور کرنے کی۔

آپ کون ہیں،،؟ زونیہ نے اسے سر تا پا بغور دیکھا تھا۔

،،یہ ڈاکٹر امن آریان پاشا ہیں،، آپ پینک مت ہوں مس زونیہ بلکل بے فکر ہو جائیں،، ڈاکٹر امن کے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی ،،خراش تک نہیں پہنچا سکتا

ڈسٹر مہک نے اسے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

ہمممم لکس اور گٹس تو سارے ہیروؤں والے ہی ہیں۔ تو کام بھی تو (ہیروؤں والے ہوں گے

ڈاکٹر انعم نے بغور اسے دیکھا۔

،،پینک مت ہوں مس زونیہ،، یہاں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا آپ کو ،،ادھر بلکل سیو ہیں آپ،، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہا اور باہر نکلتا چلا گیا۔ دو پرشوق نگاہوں نے اوجھل ہونے تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ جب ڈاکٹر انعم اور تمام سسٹرز کمرے سے باہر نکل گئیں۔ تو زونیہ نے اطمینان سے اپنے موبائل فون سے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔

یس،، ہاں میں پہنچ گئی ہاسپٹل،، اور اپنے ٹارگٹ کو بھی دیکھ لیا،، پہلے تو میں یہ آپ کے کہنے پر کر رہی تھی ڈیڈ،، مگر اب مجھے ڈاکٹر امن ،،آریان پاشا چاہیے،، کسی بھی قیمت پر کیسے بھی کر کے

اس سر پھری بے باک لڑکی کا لہجہ اٹل تھا۔

اس کیس کے بعد اس کی بیوی کو اگر راستے سے ہٹانا بھی پڑا تو میں اس کو اس دنیا سے رخصت کرنے میں ایک سیکنڈ کا بھی وقت نہیں ،،لگاؤں گی،، مجھے وہ شخص چاہیے ڈیڈ،، مجھے چاہیے

وہ نیم پاگل لڑکی چلائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور سامنے کی بات سنتی معنی خیزی سے مسکراتی فون رکھ دیا۔

،،افففففففف،، مر گئی میں تو

وہ دھپ سے تکیے پر گری تھی۔

کلاس اٹینڈ کرنے کے بعد وہ اپنا بیگ اٹھا کر باہر نکلی۔ جزا ٹرسٹ کے ہال تک آئی۔ اپارٹمنٹ کی جانب جاتے قدم سست پڑ گئے تھے۔ تب وہ کچھ ہمت کرتی ریسیپشنٹ کے پاس آئی تھی۔

،، سسٹر

جی،، ریسیپشنٹ نے حیرت سے معجزا کو دیکھا۔ جس نے آج پہلی مرتبہ اسے مخاطب کیا تھا۔

،،ڈاکٹر امن کدھر ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے یوں ادھر ادھر دیکھ کر گھبرا کر پوچھا جیسے کوئی بہت بڑا جرم سر انجام دے رہی تھی۔

آج کوئی سرجری یا ایمرجنسی نہیں تھی تو وہ اینجل بوائز وارڈ میں ان کی یوگا کلاس کی چینکنگ کرنے گئے ہیں وہ شاید پچھلے گراؤنڈ میں ،،بچوں کے ساتھ ہوں گے

ریسیپشنٹ نے کہا تو وہ سر ہلا کر واپس مڑی۔ اب اس کے قدم اینجل وارڈ کی جانب تھے۔ اینجل وارڈ سے گزر کر وہ گراؤنڈ کی جانب آئی تھی۔ بڑی سی گلاس وال کے کے پاس پلر کے پیچھے چھپ کر اس نے زرا سا چہرہ نکال کر باہر دیکھا۔

سامنے ہی گراؤنڈ میں ٹین ایج بچوں کے سامنے کوٹ اور شرٹ اتار کر گھاس پر آسن لگائے بیٹھا تھا۔ ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں۔ باقی اس کے سامنے بچے بھی بلکل سیم سچویشن میں پرسکون ہو کر بیٹھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ ان بچوں کی وہ عمر تھی جنھیں اچھی عادات و اطوار سکھا کر ان) کی اخلاقی تربیت کر کے اس نازک عمر میں پھسلنے سے اور بری عادات سے بچایا جا سکتا تھا۔ یہ وہ عمر ہوتی ہے جب بچے بڑی آسانی سے بے راہروی کی جانب راغب ہو سکتے ہیں یا ہو بھی جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے جب ان پر مکمل توجہ دی جائے۔ انھیں اچھی عادات سکھائی جائیں۔ ان کے اخلاق و کردار کو بہترین تربیت دی جائے۔ اور امن آریان پاشا بڑی خوش اسلوبی اور دل جمعی (سے یہی کر رہا تھا

وہ لوگ شاید ورزش کر کے اب اس طرح بیٹھے تھے کیونکہ امن کے بھاری مظبوط اور کسرتی بازوؤں پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے دھوپ میں موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

وہ اسے شرٹ لیس محض بنیان میں دیکھ کر شرم سے لال پیلی ہو گئی۔ مگر پھر بھی یہ نظارا بے حد حسین تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تو اس نے دھیمے سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ امن نے ادھر ادھر دیکھا۔ معجزا گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔ امن اپنی جگہ سے اٹھا پاس کھڑے گارڈ سے ٹاول لے کر اپنا جسم صاف کیا۔

دیٹس اٹ بوائز،، آج کے لیے اتنی مشقت کافی ہے،، اس نے بچوں کو کہا ۔ بچے مسکراتے اٹھے اور بڑے ڈسپلن سے قطار میں گراؤنڈ کے پار اپنی کلاس کی جانب بڑھے۔امن ٹاول سے اپنا جسم صاف کرتا گلاس وال کے پار ایک نیلے آنچل کی جانب دیکھتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔

معجزا جو اسے اپنی جانب آتے دیکھ رہی تھی۔ پل بھر میں ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔ دماغ تیزی سے چلا)اس نے کہا اس سے پہلے وہ اس تک پہنچے اسے خود ہی اس تک پہنچ کر یہاں آنے کی وضاحت دینی ہوگی۔ تبھی وہ بوکھلا کر باہر کی جانب بھاگی۔ مگر آ بیل مجھے مار

CLASSIC URDU MATERIAL

کے مترادف وہ جو تقریباً اس تک پہنچ ہی چکا تھا ایک جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔ اس ٹکرانے میں اتنی شدت تھی کہ امن کو اپنے سینے پر اس کے گداز لبوں کی نرماہٹ تک محسوس ہوئی تھی۔ امن نے اسے تھام کر سنبھالا تھا۔ اس کا یہ حصار سحر انگیز تھا۔ معجزا کا پورا وجود کپکپا اٹھا۔ امن کو لگا اس وجود کی قربت میں ڈوب کر وہ سانس لینا بھول جائے گا۔

ہیے ہیے،، کیا کر رہی ہو معجزا،، گر جاؤ گی،، کیا ہوا،،؟

اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ امن نے نرمی سے اسے چھوڑ دیا۔

میں آپ سے کہنے آئی تھی کہ میری بابا سے بات کروا دیں،، میں نے کیا تھا تو ان کو فون سوئچ آف تھا،، مجھے پریشانی ہو رہی ہے وہ ،،ٹھیک تو ہوں گے ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

زنبیل میں سے نکال کر ایک اور سوچا سمجھا بہانہ پیش کیا۔ امن نے بغور اسے دیکھا۔ بلکہ وہ اس پر سے نگاہیں کب ہٹانا چاہتا تھا۔

،،اپارٹمنٹ جاؤ ،، میں فری ہوں،، آتا ہوں تو بات بھی کروا دوں گا

،،میں ڈر گیا کہ پتہ نہیں کیا بات ہو گئ

امن نے اس کو نگاہیں جھکائے دیکھ جلدی سے اپنی شرٹ پہنی۔

،،نہیں بس یہی بات تھی

معجزا نے اپنا بیگ درست کیا۔ اور تیزی سے وہاں سے نکلی۔ اب اس کی معنی خیز اور کچھ کھوجتی نگاہوں کا سامنا کرنا بڑا مشکل تھا۔ تبھی اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ وہ واپس آ کر ہال کراس کر کے کوریڈور میں سے گزر رہی تھی جب اسے کسی نے پکارا تھا۔

،،معجزا سمیع خان

CLASSIC URDU MATERIAL

نسوانی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ اسے شکل سے ایک طرہ دار تیز، ماڈرن لڑکی محسوس ہوئی۔ سرخ مختصر گھٹنوں کے اوپر تک کا ٹاپ اور جینز کی ٹائٹس پینٹ پہنے چھوٹا سا برائے نام دوپٹہ، پٹے کی شکل میں گلے میں جھول رہا تھا۔

،،جی،، آپ نے مجھے پکارا،، مگر میرا نام

معجزا نے کہنا چاہا مگر اس نے بیچ میں ہی اس کی بات اچک کی تھی۔

معجزا امن آریان پاشا نہیں معجزا سمیع خان ہی ہونا چاہیے،، جو جو وہ تمھارے ساتھ کر چکا ہے، تمھیں اس کے سر نیم کی ضرورت نہیں ،،ہونی چاہئے

اس نے اطمینان سے کہا۔

کیا مطلب ہے تمھارا ،، معجزا نے ایک آبرو آچکا کر اسے پوچھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مطلب یہ کہ یہ لوگ بڑے سماج کے ٹھیکدار بنے پھرتے ہیں مگر سب جھوٹے اور مکار ہیں،، بڑی مکاری سے خود کے گناہوں کو چھپا لیتے ہیں،، اور لوگوں کے سامنے نیکو کار بنے پھرتے ہیں،، مگر اصلی انصاف میرے ڈیڈ اور بھائی التمش کرتے ہیں،، انھوں نے مجھے یہاں بھیجا تمھاری مدد کرنے،، اس امن آریان پاشا کو پورے سماج کے سامنے بے نقاب کرنے،، میں اسے برباد کر دوں گی جیسے اس نے تمھیں برباد کیا،، میں اسی مقصد سے یہاں آئی ہوں،، اب تم مجھے ،،بتاؤ تم میرا ساتھ دو گی کہ نہیں

زونیہ نے اس کے قریب آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔ معجزا کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔ وہ خاموش ہی رہی تو سامنے والی کی مزید ہمت بڑھی اور وہ گویا ہوئی۔

سنو میں تمھیں ایک بہت اچھا موقع دے رہی ہوں میں اسے اپنی جان۔ متوجہ کروں گی،، وہ نا بھی وہاں تو میں اسے ایسے اپنی چال

CLASSIC URDU MATERIAL

میں پھانسوں گی کہ وہ چاہ کر بھی بچ نہیں پائے گا،، تمھارے مجرم کو ،،سزا دلانے کے لیے،، میں اور التمش تمھارا پورا پورا ساتھ دیں گے پورے معاشرے میں اس درندے کا منہ کالا کر کے اسے اچھی ،، طرح بدنام کر کے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچائیں گے،، تمھارا کیس اوپن ہوگا معجزا سمیع خان،، کیونکہ اگر وہ میری طرف نا بھی ،،متوجہ ہوا پھر بھی میں اس پر ریپ کا جھوٹا الزام لگانے والی ہوں اور ہماری پلاننگ ایسی ہے کہ اس ریپ کو یہاں کی کوئی عدالت جھوٹا ثابت نہیں کر سکے گی،،، اچھا موقع ہے تم ہمارا ساتھ دو اور وہ جو تمھارے ساتھ اتنی درندگی کر کے بڑے سکون سے اپنی زندگی گزار رہا ہے اس سے اس جانور سے اس کا سکون چین نیک نامی سب کچھ چھین لو،، برباد کر دو اسے،، تمھارے بابا ان کے وفادار ہیں انصاف تو انھوں نے بھی نہیں دلایا تمھیں،، اور یہ تمھارے بڑے ،، ،،پاپا ہے تو وہ جانور اسی کا خون ناں،، کسی نے تمھارا ساتھ نہیں دیا

CLASSIC URDU MATERIAL

،،مگر ہم تمھارے ساتھ ہیں،، میرے پاپا تمھیں انصاف دلائیں گے
،،تم کیس اوپن کرواؤ گی ناں

اس نے اس کی جانب امید بھری نگاہوں سے دیکھا۔ معجزا نے پہلو بدلا۔

تم فکر مت کرو ،، کوئی تمھارا کچھ نہیں بگاڑ پائے گا،، ہم لوگوں کے پاس اس امن آریان پاشا کے ڈی این اے سیمپل تک موجود ہیں،،میں ایک پلاننگ کے تحت اسے پھانسنے والی ہوں،، کوئی اس ،،ریپ کے الزام کو جھوٹا ثابت نہیں کر پائے گا

اس نے مکرہ چہرہ بناتے اپنی پلاننگ بتائی۔ معجزا نے فورا اپنے تاثرات بدلے۔

ہاں میں یہ کیس اوپن کرواؤں گی،، میں اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہی دیکھنا چاہتی ہوں، میں اسے روتا تڑپتا ،، تباہ و برباد ہوتے ،،دیکھنا چاہتی ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کے نفرت بھرے لہجے پر سامنے والی نے فاتحانہ مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا۔

وہ مجھے برباد کر کے ایسے کیسے سکون میں ہے،، میں اس سے اس کا ،،سارا سکون چھین لوں گی

معجزا نے کہا تو وہ کھل اٹھی۔

ویری گڈ مطلب ہم کیس فایل کر دیں کیونکہ میں آج رات ہی اپنے ،،پلان پر عمل کرنے والی ہوں

بلکل،، جتنی جلدی یہ کام ہو جائے اتنی جلدی اچھا ہے،، مگر تم ایک انتہائی بے وقوف لڑکی ہو جو اوور کانفیڈینٹ ہو،، یہاں ہر طرف ،،کیمرے لگے ہیں،، یہ بات بجلی کی طرح اس تک پہنچ جائے گی اور تمھارے سارے پلان دھرے کے دھرے رہ جائیں گے،، اسی لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے اپنا نمبر دو،، وہ جب ایمرجنسی میں مصروف ہوگا تو میں تمھیں میسج کروں گی مجھے گراؤنڈ میں ملنا،، اور

CLASSICURDUMATERIAL

اپنا سارا پلان سمجھانا،، جہاں مجھے لگا تمھارے پلان میں جھول ہے اور وہ بچ کر نکل سکتا ہے میں وہاں سے تمھیں اچھے سے سمجھا دوں ،،گی،، ٹھیک ہے ناں

معجزا کی سرگوشی پر اس نے چپ چاپ معجزا کو اپنا نمبر دیا۔ اور وہاں سے چلی گئی۔ معجزا خاموشی سے اپنے اپارٹمنٹ چلی آئی۔ کوریڈور سے لے کر اپارٹمنٹ تک اسے لگا اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے مطلب اس لڑکی کے اور بھی ساتھی اس ہاسپٹل میں موجود تھے۔

وہ کچھ دیر بعد جب امن اپارٹمنٹ آ کر ایمرجنسی گیا تو اسے گراؤنڈ میں ملنے گئی تھی۔

امن ایمرجنسی سے باہر آیا تھا۔ اپنے سارے کام نمٹا کر واپس جانے کی تیاری میں تھا وہ کوریڈور سے گزر رہا تھا جب بہت اچانک اسے جنرل وارڈ کے ایک پرائیویٹ روم میں کھینچا گیا۔ وہ جو ہر وقت

CLASSIC URDU MATERIAL

الرٹ رہتا تھا اب بھی پوری طاقت سے خود کو کھینچنے والے کو خود سے دور پٹخا تھا۔ مگر پھر بھی اپنے پیچھے اسے دروازہ لاک کرنے کی آواز ضرور آئی تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور فورا آنکھیں بند بھی کر لیں۔

جتنا مرضی مجھ سے گزیز برت کو ڈارلنگ ،، اب تمھیں انھیں پناہوں میں سونا ہے اور ہر وقت رہنا ہے،، زونیہ نے اپنے منہ سے غلاظت بکی۔

امن نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کیں تھیں کیونکہ سامنے ہی زونیہ برہنہ حالت میں اس کے سامنے تھی اور اٹھ کر پھر اس سے دست درازی کرنے کی کوشش کی۔ امن اسے خود سے دور پھینک رہا تھا مگر وہ جان بوجھ کر دست درازی کرتی وقت بھی ضائع کر رہی تھی۔ زونیہ ایک مرتبہ پھر امن کی جانب لپکی۔ ہوس اور اس شخص کو پانے کی چاہ نے اسے اندھا کر دیا تھا اب آنکھیں بند کیے ہی امن

CLASSIC URDU MATERIAL

کے پیر کی ایک زور دار ضرب سے وہ ایک دھماکے سے بیڈ کے پاس پڑے سائیڈ ٹیبل پر گری۔ شیشے کا جگ اور باقی چیزیں ٹوٹ کر چکنا چور ہوئیں تھیں۔ زونیہ بیڈ کی چادر کھینچ کر اپنے گرد لپیٹی۔ اور بہت بری طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ امن نے اس کی جانب سے اپنا رخ موڑ لیا۔ بہت جلد ہاسپٹل کا دیگر عملہ، پورا سٹاف اور)دیگر لوگ ایک پلاننگ کے تحت (اس کمرے کے باہر جمع ہو چکا تھا۔

امن نے دروازا کھولا اور سکون سے باہر نکلا۔ وہ ہنوز چیخ چلا رہی تھی اور چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ امن نے اس کے ساتھ زبردستی کی ہے۔ امن کا چہرہ سرد و سپاٹ اور کسی بھی قسم کے جزبات سے عاری تھا۔ باہر پولیس اور میڈیا بھی آن پہنچے تھے۔ ایک بھونچال برپا کر دیا گیا تھا۔ بات چونکہ مشہور زمانہ سرجن امن آریان پاشا کی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

تو وائیٹ سے پاشا ابراہیم اور سوہم خان کا یہاں آنے کا انتظار کیا گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وائیٹ پیلس سے سب آن پہنچے تھے۔ وہ سب جانتے تھے کہ ایک مرتبہ پھر یہ دشمن کا ان کی عزت پر حملہ آور کاری وار ہے۔ امن نے سب کو تحمل کا مظاہرہ کرنے کو کہا اور اپنی گرفتاری دے دی تھی۔ ابھی تھانے تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ ارشن نے اس کی بیل کروا لی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 42

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں بے چین سا صوفے پر نیم دراز چہرے کو کیپ سے ڈھانپے لیٹا ہوا تھا۔
اس کے آدمیوں نے کبھی حیوان کو اتنا بے چین نہیں دیکھا تھا۔
سر، اس کے خاص آدمی مائیکل نے پکارا۔
ہمم،، بس ہنکارا بھرنے پر اکتفا کیا۔
ان کے خلاف بہت بڑی سازش ہوئی ہے،، امن آریان پاشا کو جھوٹے ریپ کیس میں پھنسایا گیا ہے،، پورا پیلس ہل چکا ہے وہ لوگ ٹرسٹ ہاسپٹل گئے ہیں،،
مائیکل نے ساری ڈیٹیلز دیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جانتا ہوں،، مگر انتہائی بھونڈی اور بچکانہ سازش ہے،، وہ بہت جلد اس میس سے باہر نکل آئیں گے،، ناں بھی آئے تو پھر حیوان اس لڑکی کو النالڑکا اس کے حلق سے سچائی اگلوائے گا،،

ساحر نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔

میڈم بھی ہاسپٹل گئی ہے،،

اس نے اپنی نیلی آنکھوں کے جمود کو توڑتے ہوئے مائیکل کی جانب دیکھتے پوچھا۔

نہیں،،

تو،،؟

سر وہ پیلس کے قریبی شاپنگ مال ہے ادھر گئیں ہیں،، فون سوئچ آف ہے تبھی اب تک ہاسپٹل میں ہوئے حادثے کا پتا نہیں چلا انھیں،،

مائیکل کی بات پر اتنی دیر میں پہلی مرتبہ اس کے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔

کدھر سر،،

میڈم کو برتھ ڈے وش کرنے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سر پروٹوکول،،،

ضرورت نہیں،،

مختصر جواب دیا۔ اور لاپروائی سے باہر نکل گیا۔

رات کی گہری تاریکی میں فلزہ اپنے کمرے میں بے چین سی تھی۔ اندر کی حبس اور گھٹن نے سانس لینا محال کیا تو کمرے سے باہر وائیٹ پیلس کے پچھلے لان میں نکل آئی۔ پھر تازہ ہوا کھانے کے لیے باہر جانے جو ترجیح دیتی وہ گاڑی لے کر چپکے سے باہر نکل آئی۔

اندر کے شور و وحشت کو کم کرنے کو وہ شہر کے بڑے اور وائیٹ پیلس کے قریبی شاپنگ مال میں اپنی لیدر جیکٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے بس ادھر سے ادھر گھوم پھر کر لوگوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جیسے اس سے زیادہ ضروری کام تو کوئی تھا ہی نہیں۔ کافی چہل پہل تھی۔

رات کے بارہ بج چکے تھے سیل فون آف ہی تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جب یہ رونقیں بھی اندر کے سناٹوں کو مزید بڑھانے لگیں تو وہ گھبرا کر شاپنگ مال سے بھی باہر نکل آئی۔ گاڑی پارکنگ میں ہی تھی مگر فلزہ اسے ادھر ہی چھوڑ کر ٹھنڈی یخ بستہ ہواؤں کے درمیان سڑک پر پیدل ہی نکل آئی۔

اب وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے بس سڑک پر چلے ہی جا رہی تھی۔ چونکی تو تب جب فضا میں ایک رشین گانے کے کچھ بول سنائی دیئے۔

My baby I love

Oh My baby I love your voice

Oh My baby I love

O my le_le_ le Lady

اس نے بے تحاشا چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ سامنے اندھیرا تھا مگر میوزک کی آواز ہنوز سنائی دے رہی تھی۔ وہ نڈر و بے خوف ہو کر آگے بڑھی تب آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں تھیں۔ جب دیکھا کے سڑک کے بیچ و بیچ وہ کوئی شخص تھا جو مہنگی ترین بی ایم ڈبلیو کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بونٹ پر ٹیک لگائے چہرہ کیپ سے چھپائے اطمینان سے بیٹھا پاؤں ہلا کر جیسے میوزک انجوائے کر رہا تھا۔ گاڑی کے بونٹ پر ایک عدد کیک اور گفٹ بھی رکھا ہوا تھا۔

فلزہ جو کہ پہلے ہی وحشتوں اور ویرانیوں میں گھری ہوئی تھی۔ اندازہ لگایا اگر تو یہ وہی شخص تھا تو ناوہ اس سے الجھنا چاہتی تھی نا اس کے منہ لگنا چاہتی تھی۔ عجیب بے بسی اور گھٹن کا عالم تھا۔ اس کا دل کیا وہ دھاڑیں مار مار کر چلا کر اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال دے۔

وہ جو کوئی بھی تھا فلزہ اسے اگنور کرتی تیزی سے گاڑی کے قریب سے گزرنا چاہتی تھی۔ تب اس بت میں ہلچل سی ہوئی تھی اور اس نے اپنے چہرے سے کیپ ہٹائی اور ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کر گاڑی سے نیچے اترا اتنی ہی تیزی سے فلزہ کی کلائی اپنی گرفت میں لی تھی۔

طیش و اشتعال سے پاگل ہوتے فلزہ نے اپنی گن نکال اچانک پیچھے مڑ کر اس کے بازو پر فائر کر دیا تھا۔ خون کے چھینٹے دونوں کے چہرے پر گرے تھے۔ ساحر نے اس کی بھی پرواہ کیے بغیر اسے ایک جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا تھا۔ فلزہ کو اپنی کلائی میں کوئی پن سی چبھتی محسوس ہوئی۔ ایک مرتبہ پھر وہ پیرالائز ہوئی تھی مگر ہوش میں تھی ساحر نے اسے بازوؤں میں بھر کر زمین سے اوپر اٹھالیا تھا۔ فلزہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر اس کی شرٹ میں جذب ہوئے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

وہ اب اسے اٹھائے گاڑی تک لے کر گیا تھا۔

ایسا کیوں ہوتا ہے زی،، کہ مجھے ہر مرتبہ تم سے زبردستی کرنی پڑتی ہے،، اچھی بچی کی طرح میری بات کیوں نہیں سنتیں ہری ٹڈی،،

ساحر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اور اسے گاڑی کے بونٹ پر بٹھایا۔ گولی بازو کو چھو کر گزری تھی۔ اس نے تیزی سے ایک سائڈ ہو کر اس کا نشانہ خطا کر دیا تھا۔ مگر اب اسے اس معمولی زخم کی بھی پرواہ نہیں تھی جیسے۔ جس میں سے بھل بھل خون بہہ رہا تھا۔

چلو زی بے بی،، مجھے کیک کھلاؤ،،

اس نے سکون سے کہا فلزہ کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے مگر روح پھڑ پھڑا رہی تھی جیسے۔

اس نے فلزہ کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹا تھا۔ کیک سے لی تھوڑی سی کریم فلزہ کے ہونٹوں پر لگائی اور دھیمے سے وہ کریم اپنے لبوں سے چن لی۔

بہت میٹھا اور مزے کا تھا کیک زی بے بی،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ساحر نے کہا اور اب گفٹ باکس کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا گولڈن پنجرا نکالا جس کا ڈیزائن بلکل لاک اپ جیسا تھا اس پنجرے میں بلکل فلزہ کی شکل کی ایک چھوٹی سی ڈول قید تھی۔

اب ساری زندگی تمھیں حیوان کے ایسے لاک اپ میں گزارنی ہے ہری بڈی،،

اس نے بے حد سرسراتے لہجے میں کہا اور اسے یونہی لیے واپس اس کی گاڑی کی طرف آیا۔

مگر بہت جلد ساحر کو احساس ہوا کہ اسے چاروں جانب سے گھیر لیا گیا ہے۔

ہینڈز اپ،،،

ماہر خان کے گارڈز چلائے تھے۔(جو اس کے حکم پر ساحر نامی حیوان کے حادثے کے بعد سے ہی فلزہ کی حفاظت پر معمور کیے گئے تھے مگر فلزہ اس بات سے انجان تھی۔(

اگر اپنی جان پیاری ہے تو میڈم کو ان کی گاڑی کی پچھلی سیٹ میں ڈال دو،،اور ہاتھ اوپر کر کے پیچھے ہٹو،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

گارڈز نے کہا تو ساحر نے شرافت کا مظاہرہ کرتے اسے گہری نگاہوں سے دیکھتے اس کی گاڑی میں ڈال دیا۔(جواب اپنے جسم کو کچھ کچھ موڈ کر پا رہی تھی۔) ساحر نے ہاتھ گردن کے پیچھے باندھ لیے۔

چیک کرو میڈم ٹھیک ہیں،،،

ایک گارڈ نے دوسرے نقاب پوش کو کہا۔

اسے چھونے کی جرات کرنے والے کو میں یہیں زندہ جلا ڈالوں گا،،اسی لئے دور رہو اس سے،،

ٹھیک ہے وہ بلکل،،

ساحر نے جس انداز میں کہا تھا گارڈز بھی خائف ہو گئے تھے۔

ہیڈ گارڈ کے اشارا کرنے پر دو گارڈز فلزہ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے اور وہاں سے گاڑی نکال لے گئے۔

اب تم خود اپنے آپ کو ہمارے حوالے کرو گے کہ تمھیں گھسیٹ کر لے جائیں ہم،،،

گارڈ نے اس کی جانب گن تانی۔

پہلے آپشن کا جواب ہے نو،،اور دوسرے کا جواب ہے کوشش کر کے دیکھ لو،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ساحر نے اطمینان سے لبوں میں سگریٹ دبائی تھی۔ گارڈ اس کی جانب لپکے۔ مگر بہت جلد سب زمین پر ڈھیر ہو گئے۔ وہ اطمینان سے ان پر الائزڈ نیم بیہوش گارڈ کے بیچ میں سے نکل کر اپنی گاڑی کی جانب چلا گیا۔

وہ سب اس وقت جزاٹرسٹ کے کانفرنس روم میں موجود تھے۔ پاشا ابراہیم غم و غصے سے سرخ پڑتا بے چینی سے ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا۔ آریان کا فون رنگ ہوا تھا۔ کوئی ان ناؤن نمبر تھا اس نے یس کر کے کان کو لگانا چاہا مگر پاشا ابراہیم نے فون سپیکر پر ڈالنے کا اشارہ کیا تھا۔ فون میں سے سیف علی کی مکروہ آواز گونجی تھی۔

کیسے ہو آریان پاشا ابراہیم،، یہ والا داؤ کیسا لگا،،؟؟ بہت پرانی ہار کا بدلا چاہیے تم سے،، جانتا ہوں جلاد کافی مصروف رہتے ہیں اسی لئے زیادہ وقت برباد نہیں کروں گا میں تمھارا،، اس کیس سے بچنے کے لیے ایک ڈیل،، صرف ایک مرتبہ بولوں گا،، نہیں تو کل کورٹ میں ہی ملاقات ہو گی،، زونیہ کو تمھارا بیٹا امن آریان پاشا چاہیے،، اس کی پہلی بیوی سے اسے طلاق دلا کر میری بیٹی سے نکاح کروادو،، اور معجزا سمیع خان کا نکاح میرے بیٹے التمش سے ہو گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سیف نے اطمینان سے کہا۔

اور تمھیں یہ لگتا ہے کہ تم ہم سے تمھاری شرائط پر کوئی ڈیل کرو گے اور ہم مان لیں ہاہاہاہاہا سیف علی،، اب تک بے احمقوں کی جنت میں رہتے ہو یا یہ سب جو تم سوچ رہے ہو محض کسی دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے اسی لیے کوئی ڈیل نہیں ہو گی،، مگر جس طرح تم نے کئی مرتبہ ہماری عزت اچھالنے کی کوشش کی اب تمھاری عزت کا جنازہ ضرور نکالیں گے جلاد، اور یقین کرو ہمیں اس کے لیے تمھاری بیٹی کا سہارا بلکل نہیں لینا پڑے،، اور ایک بات اور، اپنے اتنے گھناؤنی سازش کے تکمیل کے لیے اپنی بیٹی کی عزت کو دو کوڑی کا کرنے اور کسی نامحرم کے سامنے اسے برہنہ کرنے پر اگر زرا سی بھی غیرت تم میں موجود ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو،،

آریان نے سکون سے کہا تو سیف کے سینے پر سانپ لوٹ گئے ٹھک سے فون رکھ دیا۔

وہ سب کچھ ناکچھ کر رہے تھے۔ کوئی فون پر بات کر رہا تھا تو کسی نے ہاسپٹل کے سب کیمرے کنگھال مارے تھے۔ (مگر حیرت انگیز طور پر جنرل وارڈ کے اس روم کی کوئی فوٹیج موجود نہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی۔) یہ بہت بڑا گیم پلان تھا۔ سوچی سمجھی سازش۔ پورے ہال میں ایک غیر معمولی سی ہلچل اور بے چینی سی تھی۔ سب کے چہروں پر غم وغصے کے تاثرات تھے۔

ایک امن آریان پاشا تھا جو مخصوص سٹائل میں مٹھی بند کیے مٹھی کی پشت ہونٹوں پر رکھے خاموشی سے ان سب کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو جانے کیوں مگر سمندر کی طرح پر سکون اور خاموش۔ آخر آریان ہی اس کے سر پر پہنچا تھا۔

تم ایسے منہ لٹکا کر کیوں بیٹھے ہو امن،، یا یوں خاموش کیوں ہو،، یہاں ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ایک سازش ہے،، ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے،، سیف علی فون کر کہ یہ بکواس نا بھی کرتا تو بھی ہمیں تم پر اعتبار تھا امن تو اس خاموشی کا مطلب؟

آریان نے اس کندھے سے ہلا کر کہا تو امن نے آریان کا ہاتھ تھاما تھا۔

یو نو واٹ ڈیڈ،، مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ لوگ میری ساری حقیقت جانتے ہیں،، آپ لوگوں کو مجھے پر اعتبار ہے اور رہے گا،، یہ دنیا میرے بارے میں کیا کہہ رہی ہے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، کسی نے میرے میں کیا سوچا کیا سمجھا مجھے اس کی بھی فکر نہیں،، مجھے بلکل بھی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فرق نہیں پڑتا کسی کے کچھ سوچنے، کہنے یا سمجھنے پر،، مگر ڈیڈ کیا وہ،؟؟؟ وہ مجھ پر ٹرسٹ کرے گی؟؟؟

امن کے لہجے میں اس قدر تھکاوٹ و بے بسی تھی جو سب نے وہاں اپنے دل سے محسوس کی تھی۔ پاشا ابراہیم نے اسے دیکھ کر اپنی کنپٹیاں سہلا کر اندر اٹھتے غم و غصے کو ابال کو کم کرنے کی کوشش کی تھی۔

تبھی ارشن کانفرنس ہال میں داخل ہوا تھا اور اس کے چہرے تاثرات سے انتہائی طیش، اشتعال اور پریشانی کے عیاں ہو رہی تھی۔

کیا ہوا ارشن،، کیا بات ہے،،؟

ماہیر نے ہی پوچھا تھا۔

ڈیڈ زونیہ سیف علی کی جانب سے جو کیس فائلز ہوا ہے اس کے ساتھ ہی ایک اور کیس فائلز ہوا ہے جس پر معجزا کے سائن ہیں،، معجزا نے امن کے خلاف کیس فائل کروایا ہے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن کے الفاظ تھے کہ پگھلا ہوا سیسہ جو امن کے کانوں میں انڈیلا گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر پتھر کا بن چکا تھا۔ ہال میں بھی سب پر جیسے سکتا طاری ہوا تھا۔ صدمے و بے یقینی ایسی تھی کہ پن ڈراپ سائلنس چھا گئی تھی۔

ارشن تم یہ کیا کہہ رہے ہو ہوش میں تو ہو،،؟

پاشا ابراہیم دھاڑا تھا۔

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں بڑے پاپا،،

ارشن نے اپنے لب کچلتے ہوئے کہا۔

میں ابھی معجزا سے بات کرتا ہوں،، پاشا ابراہیم چلایا۔ جب امن نے انتہائی بے تاثر بے لچک اور سرد لہجے میں کہا۔

نو بڑے پاپا،، اس سے کوئی کچھ نہیں کہے گا،، نا کوئی کچھ پوچھے گا،، نا کوئی وضاحت طلب کرے گا،، یہ اس کا حق ہے،، کہ وہ اپنے مجرم کو سزا دلوائے،، ایک ریپیسٹ کو تو عبرتناک سزا ملنی چاہیے جیل کی سزا تو کافی کم ہے،، میں تیار ہوں اس سب کے لیے،، یہ میرا آخری فیصلہ ہے اسی لیے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ اس سے کوئی کچھ نہیں پوچھے گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

امن نے کہا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔
پیچھے سب جیسے پتھرا سے گئے تھے۔

اس گہری تاریک رات کے ساتھ وہ قطرہ قطرہ موم بن کر پگھلا تھا۔ آج یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دل غم سے پھٹ جائے گا۔ اذیت پورے جسم کے لہو میں زہر بن کر پھیل رہی تھی۔ گلے میں پھندا سا اٹکا ہوا تھا۔

تہجد کی نماز ادا کرنے کے بعد اب جائے نماز پر آنکھیں موند کر بیٹھے امن آریان پاشا نے آج پھر اپنی قسمت سے بری طرح شکست کھائی تھی جیسے۔ آنسو قطار در قطار جائے نماز پر گر رہے تھے۔ آج اس نے اپنے رب سے کچھ نہیں مانگا تھا سوائے اس کے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ اسے کامیابی ملے بس اس کے حق میں دعائیں مانگیں تھیں۔ آخر وہ جائے نماز سے اٹھا اور آکر دھیمے سے راکنگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

کچھ گناہ ایسے ہولناک ہوتے ہیں جو زندگی بھر آپ کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ چاہے وہ انجانے میں ہی کیوں نا ہوئے ہوں۔ طوق کی طرح آپ کے گلے میں پڑے رہتے ہیں۔ زندگی پر سیاہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سائے کی طرح آپ کے ہمراہ رہتے ہیں جو سائے یار تاریکی میں تو آپ سے الگ ہو سکتے ہیں مگر روشنی میں روز روشن کی طرح عیاں رہتے ہیں۔ عمر بھر آپ کو آئینہ دکھانے کے لیے۔

آپ کے وجود پر لگے کچھ داغ آپ کا زندگی بھر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ چاہے آپ نے عمر بھر کی ریاضت اور ندامت کے اشکوں سے انھیں دھونے کی کوشش کی ہو۔ مگر وہ پھر بھی آپ کی قبا کا حصہ رہتے آپ کے دامن سے لپٹے رہتے ہیں۔

امن نے ایک جگہ پر اپنی نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھا۔ آج پھر قسمت نے اسے دس بارہ برس پہلے کے اس تاریک دن میں لا پٹخا تھا جس سے نکلنے کے لیے اس نے برسوں ریاضت کی تھی۔ مگر اس کی ریاضت دھول ہو گئی تھی۔

تیرے درد سے دل آباد رہا
کچھ بھول گئے کچھ یاد رہا
جانے وفا تجھ کو کیا دیں؟؟
دل کہہ رہا ہے دعا دیں!!!

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارماں بجھے ہیں سپنے دھواں ہیں
مر مر کے ہم تو زندہ یہاں ہیں!!
بے خودی میں ہم کھو گئے!!
پھر جدا تجھ سے ہو گئے!!
چاہت کا جہاں برباد رہا!!
کچھ بھول گئے کچھ یاد رہا!!

شاید اللہ تعالی نے اس کی توبہ اب تک قبول نہیں کی تھی اگر کی ہوتی تو آج اس کا دل انجانے میں کیے گئے امن آریان پاشا کے فعل پر اسے معاف کر چکا ہوتا اور اس کی جانب سے صاف ہوتا۔

مگر ہوتے ہیں کچھ لوگ۔ جو
بڑے بدنصیب تھے جو قرار تک نا پہنچے
درِ یار تک تو پہنچے دلِ یار تک نا پہنچے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اپارٹمنٹ میں آج دہشت ناک سناٹا طاری تھا۔ وہ دبے قدموں اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ آج وہ شام سے اپارٹمنٹ میں نہیں آیا تھا۔ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ جانے اس پر کیا گزر رہی ہوگی۔

وہ جلے پیر کی بلی کی مانند پورے اپارٹمنٹ میں چکراتی پھر رہی تھی۔ ایک بند دروازے کو انتہائی بے سکونی و بے چینی سے دیکھا۔

دل کیا بے دھڑک اس کے پاس چلی جائے۔ اور اسے سب بتادے۔

مگر دشمن نے بہت تیزی سے (اپنی دانست میں) جلادوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ان پر کاری وار کیا تھا۔

اسے زونیہ سے پتا چلا تھا کہ انھوں نے اپارٹمنٹ کے تمام کیمروں پر بھی دسترس حاصل کی ہوئی ہے تو کیسے کوئی غلطی کر کے ان کو بچ نکلنے کا موقع دے دیتی تبھی صبر کے گھونٹ بھر کر اپنے کمرے میں چلی۔ مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

فلزہ جو کہ راستے میں پوری طرح بیہوش ہو گئی تھی، جز اٹرسٹ جنرل وارڈ کے روم میں دھیمے سے آنکھیں کھولیں تو خود پر اپنے ڈیڈ کو جھکے پایا۔

پرنسز،،

ماہر خان نے اسے پکارا تو وہ بے اختیار اپنے ڈیڈ سے لپٹ گئی۔ ہزار ضبط کے باوجود آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

کیا ہوا ہے میری پرنسز کو،،

ماہر خان نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اس نے فوراً خود کو کمپوز کیا تھا۔

کچھ نہیں ڈیڈ،، بس دشمن کے اچانک ہوئے حملے سے بیہوش ہو گئی تھی،،

تمھیں یوں اکیلے اچانک اتنی رات کو گھر سے نہیں نکلنا چاہیے تھا شیرنی،،

ماہر خان کا لہجہ ناراض سا تھا۔

ڈیڈ،،، شیرنی بھی کہتے ہیں اور ایسی باتیں بھی کرتے ہیں،، عجیب،،

اس نے منہ بنایا۔ مگر ماہر خان کے چہرے پر واضح پریشانی کے تاثرات نے اسے حیرت زدہ کیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کیابات ہے ڈیڈ آپ پریشان لگ رہے ہیں،،اور ہم جزاٹرسٹ کیا کر رہے ہیں،،امن کدھر ہے؟کیاہوا ہے،،

اس نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔

پھر ماہر خان نے اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔

فلزہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھے گئی۔

وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے ڈیڈ،،

فلزہ چیخی۔

وہ ایسا کر چکی ہے،،اسے شاید اس زونیا نے بہکایا ہے،،ایک فوٹیج میں اسے زونیہ کے ساتھ بات چیت کرتے دیکھا گیا ہے،،وہ اب تک شاید امن کو معاف کر ہی نہیں پائی اور اس سے ابھی تک سٹل نفرت ہی کرتی ہے،، تبھی تو اتنا بڑا قدم اٹھا گئی اس کے خلاف،،

ماہر نے افسوس سے کہا۔

میں اس لڑکی کو جان سے مار دوں گی ڈیڈ،،

فلزہ پھنکاری تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

خبردار فلزہ امن نے اسے کچھ بھی کہنے سے منع کیا ہے،،اسی لئے اسے کچھ نہیں کہنا،،
ماہر نے سنجیدگی سے کہا۔
امن تو پاگل ہو چکا ہے،،مگر میں نہیں ڈیڈ،میں اس سے ایک مرتبہ تو لازمی پوچھوں گی کہ یہ سب کرنے کی اس کی ہمت کیسے ہوئی،،
فلزہ کا غیض و غضب کسی صورت کم ہونے کا نام لے رہا تھا۔

رات کی طرح یہ دن بھی بے حد بوجھل سا طلوع ہوا تھا۔ معجز ابیزار سی شکل بنائے اپنے بستر سے اٹھی تھی جلدی سے فریش ہو کر باہر نکلی۔ تبھی اپارٹمنٹ میں ارشن داخل ہوا تھا۔ ایک سرسری (سرسراتی) سی نگاہ اس (بے حس لڑکی) پر ڈالی۔ اور اسے مخاطب کیے بغیر، بغیر کسی سلام دعا کے امن کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دھاڑ سے بند بھی کر لیا۔ معجز اکا دل کانوں میں دھڑکا وہ جانتی تھی اس کی وجہ سے کوئی سے کچھ نہیں کہے گا۔ مگر اب وہ کن اکھیوں سے اس بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ عجیب بے کلی سی تھی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ کچن میں گئی تھی۔ بریک فاسٹ کے چائے چولہے پر چڑھائی اور سلائس گرم کرنے لگی۔ بار بار نگاہ ایک بند دروازے پر جا کر ٹھہر رہی تھی۔ پھر اندر سے اونچی اونچی آواز میں بہت مباحثہ شروع ہوا تو وہ بوجھل قدموں سے لاونج میں چلی آئی۔

مگر اندر سے جو آوازیں جو باتیں اسے سنائی دیں۔ معجزا کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ پورا وجود سماعتیں بن کر ایک آواز کو سننے گئی۔ آج پھر اس شخص کے ہر لفظ، ہر عمل سے بہت چھوٹا کر دیا تھا۔ بھاری بوجھ تلے پھنسا دیا تھا۔ یا پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی یا اپنے ہر عمل سے اس پر آسمان تنگ کر دیا تھا۔ ابھی وہ کچھ اور سنتی جب ماہ بیر اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اور حسب معمول اس کی جانب دیکھے بغیر وہ بھی اسی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

ارشن اس کے کمرے میں داخل ہوا تو راکنگ چیئر پر بیٹھا ہنوز کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔ آنکھیں شبِ فراق کا غم سناتیں لال لہو رنگ میں رنگیں ہوئیں تھیں۔ ہلکی بڑھی بیئرڈ اور ملگجا سا حلیہ۔ ماتھے پر بکھرے سیاہ سوگواریت طاری کرتے گھنے بال۔ مردانہ شال کندھوں پر ڈالے وہ وجیہہ شخص برسوں کا تھکا ہارا مسافر لگا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن نے اس کی ابتر ایسی ٹوٹی بکھری حالت دیکھ اپنے لب بری طرح کچلے۔

کمرے میں کسی کی موجودگی محسوس کر کے وہ چیئر سے اٹھا تھا۔

صبح ہو گئی امن،،،

لیکن میری زندگی میں اب ہمیشہ تاریک شام غروب ہو گی ہے ناں بھائی،،امن نے سرد آہ بھری۔

اگر وہ تمھاری سانسوں کے لیے اتنی ضروری نا ہوتی تو آج ایک جلاد اپنے ہاتھوں سے ناحق ایک جان ضائع کر چکا ہوتا،،،

ارشن نے دانت پیس کر کہا۔

ایگری کرتا ہوں آپ کی بات سے،،امن نے سادگی سے قبول کیا۔ ""کاش وہ میرے زندہ رہنے کے لیے اتنی ضروری نا ہوتی تو آج میں اتنی تکلیف میں نا ہوتا،،

امن نے اپنی بے بسی کھلے دل سے قبول کی۔

کیا اسے تھوڑا سا بھی اپنے دل سے اتار نہیں سکتے امن،،؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن نے اپنی انگلیوں میں اپنا اسکیلپل گھماتے کہا۔ جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ ماتھے کی رگیں پھولیں ہوئیں تھیں۔ عجیب بے بسی کا عالم تھا۔

کیا آپ آپی کو اتار پائے اپنے دل سے اب تک بھائی،، یقیناً جواب نفی میں ہے،،، کیونکہ اگر ایسا ہوتا،، تو بدکردار، کرپٹ، جانور جیسے الفاظ سننے کے بعد بھی وہ آپ کے پاس نا ہوتیں،، امن نے سکون سے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ کی جانب گیا۔

اچھا ایک کام کریں،، میں نے معجزا امن آریان پاشا کی جانب سے ایک لوئیر ہائر کرنا ہے،، اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ کیس آپ ہینڈل کریں،،

ارشن نے خونخوار نگاہوں سے سامنے کھڑے اس ڈھیٹ آدمی کو دیکھا جس کی آنکھیں بے تحاشا رونے کے باعث سرخ پڑ چکیں تھیں۔ امن نے ایک فائل اس کی جانب بڑھائی۔

یہ اس کی اس وقت کی اوریجنل میڈیکل رپورٹ ہے،، اس میں ڈی این اے ٹیسٹ اور پورے پیپر موجود ہیں بھائی،،۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جانب سے آپ یہ کیس لڑیں،، اور اسے یہ کیس ہر قیمت پر جیتنا چاہیے،،، میں اسے کم از کم یہ کیس ہارتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا،، میں اسے جیتتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں،، میں اسے خوش دیکھنا چاہتا ہوں،، اور شاید یہ کیس جیتنے کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بعد اس کی آنکھوں میں خوشی دیکھ کر میری بیقرار روح کی تسکین مل جائے،، مجھے سکون آ جائے،،

اس نے پر سکون ہو کر اسے یوں کہا جیسے وہ آئسکریم مانگ رہی تھی اور امن آریان پاشا اسے وہ دلا دینے کی کوشش کر رہا ہو۔

تم پاگل ہو گئے ہو امن تم اس کی محبت میں بلکل پاگل ہو چکے ہو،، میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا ،،بلکہ میں معجزا سمیع خان کو جان سے مار ڈالوں گا آج،،،

ارشن دھاڑا تھا۔

وہ میرے آخری سانس تک معجزا امن آریان پاشا ہے بھائی،، میرے مرنے کہ بعد آپ اسے معجزا سمیع خان بلا لیجئے گا،،

امن نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ تبھی ماہ بیر اس کمرے میں داخل ہوا۔

چھوٹے پاپا،،،

امن نے نگاہیں چرائیں۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ٹھیک ہے،، بحث بند کرو تم لوگ،، وہ لوگ اپنی بیٹی کے لیے جو بھی لائیر ہائر کریں،، ارشن معجزا کا کیس لڑے گا،، اور میں تمھارا،، اب کوئی بحث نہیں چاہیے مجھے،،

ماہ بیر نے دوٹوک لہجہ اختیار کیا۔

بٹ چھوٹے پاپا آپ لوگ اسے غلط کیوں سمجھ رہے ہیں،، اتنا ناراض کیوں ہو رہے ہیں،، اس کی پوری زندگی ڈمپ ہو گئی،، اس کے دکھ اس کی اذیتیں،، ان کا حساب کون دے گا،،

امن نے بے لچک لہجے میں کہا۔

شٹ اپ امن آریان پاشا،، تمھیں سنائی نہیں دیا میں نے کیا کہا،، بحث نہیں چاہیے،، جاؤ ارشن اپنی کلائنٹ کو اس کی فائل اور رپورٹس دے دو شاید اسے ہم پر بھروسہ نا ہو،،

ماہ بیر نے ارشن سے کہا۔ اور پھر پوری طرح امن کی جانب متوجہ ہوا۔

اور امن تم، میں جانتا ہوں، وہ خود کے لیے انصاف لینے میں پوری طرح حق منجانب ہے،، کوئی اسے اس فعل کا مرتکب ہونے کے لیے غلط ٹھہرا بھی نہیں رہا،، یہ بات آج اچھی طرح دماغ میں بٹھالو امن کے کوئی اس وجہ سے اس سے ہرگز ناراض نہیں کہ وہ خود کے لیے انصاف چاہتی ہے،، ایک بار نہیں اسے ہزار بار بھی انصاف دلانے کو تیار تھے ہم،، پر سب کو غم و غصہ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو اس بات پر ہے کہ اس نے ہم سب پر اور سب سے بڑھ کر اپنے بابا پر اعتبار تک نا کرتے ہوئے دشمن سے ہاتھ ملایا اور ہم سب پر اپنے اعتماد کی دھجیاں اڑادیں،، جب تم یہاں آئے تھے اگر یہ کیس اس وقت فائل ہوتا تو ہم سب اس کی جانب ہوتے،، ملکر اسے انصاف دلاتے جو کہ اب بھی دلائیں گے اور جو وہ چاہتی وہی ہوتا،، مگر اتنے عرصے بعد یوں دشمن سے ہاتھ ملا کر ابراہیم خاندان کی عزت داؤ پر لگانا سمجھ سے بالاتر ہے،، تمھیں اس سب معاملے میں کوئی جھول نظر نہیں آتا امن آریان پاشا،،

ماہ بیر نے دانت پیس کر کہا تھا۔ امن نے اپنے لب کچلے۔ ماہ بیر پھر گویا ہوا۔

جب تم واپس لوٹے تھے اگر تب وہ یہ کیس فایل کرنا چاہتی تو کیا بڑے پاپا پیچھے ہٹتے؟؟؟؟ اسے اپنے بڑے پاپا پر بھی بھروسہ نہیں رہا کیا اس سے اتنی نا سمجھی کی توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنوں پر اعتبار نا کرے اور جا کر دشمن سے ہاتھ ملا کر اب ابراہیم خاندان کی عزت یوں سر عام اچھالے،،

ماہ بیر کے تلخ سوالات پر امن لاجواب ہوتے نگاہیں چرا گیا تھا۔ ماہ بیر کو اس کی ڈھٹائی پر طیش آیا کہ کیس تو ایک طرف وہ کم از اس سے جا کر یہ تو پوچھے کہ اس نے چند لمحات کی ملاقات پر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس بیہودہ لڑکی پر کیسے اعتبار کر لیا اور ان سے ہاتھ ملا لیا۔ یا کم از کم دوسروں کو ہی معجزا سے اس سب کی وجہ پوچھنے دے۔

مگر وہ بے حس ڈھیٹ اب بھی اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی ادھر سے ادھر ہونے کو تیار نا تھا۔

ارشن باہر نکل آیا۔

وہ باہر نکلا تو معجزا نے پہلو بدلا۔

مس معجزا یہ آپ کے ضروری ڈاکومنٹس اور اور یجنل میڈیکل رپورٹس ہیں،، آپ خود ہی انھیں سنبھال کر رکھیئے،، آپ کا کیس میں ہینڈل کروں گا،، کچھ پوچھنا کہنا ہے تو میں سن رہا ہوں،،

ارشن اس قدر سرد مہری سے کہتے فائل لاؤنج کے ٹیبل پر پٹخی تھی کہ معجزا کی سانس تھم سی گئی۔

معجزا منہ سے تو کچھ نہیں بول پائی۔ فایل ہاتھ میں لے کر نفی میں سر ہلا دیا۔

ارشن اسے وہیں چھوڑتا اپارٹمنٹ سے باہر نکل گیا۔

معجزا اپنے کمرے میں آئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کمرے میں آتے ہی اس کا فون چنگھاڑ اٹھا۔ اس نے نمبر دیکھا تو زونیہ کا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ دشمن ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے فون لیس کر کے کان کو لگایا۔

معجزا تمھارے پاس تمھاری اور یجنل میڈیکل رپورٹ ہے وہ جلدی سے مجھے بھیج دو تا کہ میں سیو کر ودوں،،

زونیہ نے اپنی جیب لپلپائی اور انتہائی خباثت سے کہا۔

بلکل نہیں،، مجھے اس رپورٹ کے معاملے میں سوائے اپنے کسی پر بھروسہ نہیں،، نا اپنے لوئر پر نا تمھارے،، نا تم پر نا کسی اور پر،، میں واش روم جا رہی ہوں اور ان ڈاکومنٹس اور اس میڈیکل رپورٹ کو اپنے ڈریس میں چھپالوں گی،، جب تمھارا لائر کمرہ عدالت میں پیش ہو گا تب ہی میں یہ اسے دوں گی،، تا کہ کسی قسم کی گڑبڑ نا ہو،، یا رپورٹ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نا ہو،، میں یہ اپنے لائر کو تو ہر گز نہیں دوں گی اتنی مشکل سے ہاتھ آئی ہے،،

معجزا نے فکر مندی سے کہا۔

او کے،، ٹھیک ہے،، ٹھیک ہے، کافی جینس ہو،، سنبھال لو،، کورٹ میں ملتے ہیں پھر،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

زونیہ نے مکاری سے کہتے فون رکھ دیا۔ معجزا واش روم میں گئی۔

وہ جب واش روم سے باہر نکلی تو کافی مطمئن تھی۔ اسے یاد آیا زیرو آنچ پر چائے رکھی ہے۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی مگر دنگ رہ گئی۔ بہت تیزی سے وہ سر تا پا سفید پڑ گئی تھی۔۔ سامنے ہی سمیع خان جھکے کندھے لیے غم و غصے سے اسے گھور رہا تھا پاس ہی پاشا ابراہیم کھڑے تھے۔

کسی نے آگے بڑھ کر بڑے لاڈ سے اسے سینے سے لگایا تھا (ناراضگی محض یہ تھی کہ اس نے دشمن پر اعتبار کرتے اپنوں کے اعتبار محبت اور بھروسے کو دو کوڑی کا کر دیا تھا(

معجزا ہمت کر کے قدم قدم چلتی سمیع خان کے سامنے آئی تھی۔ کافی دنوں بعد سامنا ہوا تھا۔

بابا،،، مریل سی آواز میں پکارا۔ تب بڑی سرعت سے سمیع خان کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تھا اور اس سے پہلے کے معجزا کے چہرے پر نشان چھوڑ جاتا، پاشا ابراہیم نے اسے پکڑ کر ہوا میں ہی معلق رہنے دیا۔ معجزا پھٹی پھٹی نگاہوں سے خود پر اٹھائے جانے والے اپنے بابا کے اس ہاتھ کو دیکھے گئی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"سمیع خان،، پاگل مت بنو،، تمھیں کوئی حق نہیں بچی پر ہاتھ اٹھانے کا،،

پاشا ابراہیم نے سنجیدگی سے کہتے اس کا ہاتھ نیچے کیا۔

جی سر،، مجھے کوئی حق نہیں ہے کیونکہ آج کے بعد سے یہ میرے لیے مر چکی ہے،،

سمیع خان نے سرد مہری سے کیا۔

سمیع خان،، پاشا ابراہیم نے اسے تنبیہا ٹوکا۔

بابا،، معجزا سمیع خان کی جانب لپکی۔ مگر سمیع خان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب آنے سے روک دیا۔

جانتی ہو معجزا امن آریان،، جب تمھارے ساتھ یہ حادثہ ہوا تھا تو سر نے مجھے مکمل اختیار دیا تھا کہ یا تو میں امن بابا پر کیس کروں،، یا تو اسے خود اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں،،

سمیع خان کی بات پر معجزا ہونٹوں پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

تب میں نے کیس نہیں کیا کہ یہ سب اس معصوم بچے نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا،، اسے ورغلایا گیا تھا،، اکسایا گیا تھا،، غلط راہ پر ڈالا گیا،، اس بدبخت شخص نے تو خود کو برباد کرنے والے اس جانور علی وزیر تک سے انتقام نا لیا اور اس کی پوتی کو آزاد کر دیا،، میں نے اس وقت نا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن بابا کی جان لی،، مگر آج اپنے فیصلے پر پچھتا رہا ہوں کہ کاش برسوں پہلے امن بابا کو گولی سے مار دیا ہوتا تو آج اس نیک، باکردار نمازی پرہیز گار، ہزاروں لوگوں کے مسیحا شخص کی عزت یوں سربازار نا اچھالی جا رہی ہوتی،، تم نے میری قربانی کی دھجیاں اڑادیں معجزا،، دشمن سے ہاتھ ملانے والی میری غدار بیٹی میری برسوں کی وفاداری کو گالی بنا گئی،،

سمیع خان رو دیا تھا۔

بابا،،،،،،،،،،،،،

معجزا تڑپ کر آگے بڑھی مگر سمیع خان نے اسے بری طرح جھٹک دیا۔ وہ لڑکھڑائی مگر پیچھے سے امن نے مضبوطی سے اس کا بازو تھام لیا۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں بابا،،؟ واٹس رونگ ودیو،،؟ یہ انصاف حاصل کرنا اس کا حق ہے،، اور آپ اس طرح اسے نہیں دھتکار سکتے،، مت بھولیں کہ اب یہ آپ کی بیٹی نہیں ڈاکٹر امن آریان پاشا کی بیوی ہے،،

امن کا لہجہ قدرے سخت اور کھردرا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سمیع خان اور معجزا نے بھیگی آنکھوں سے اس شخص کو بیک وقت ایک ساتھ دیکھا کہ یہ آدمی آخر کس مٹی کا بنا ہوا تھا۔؟؟؟؟

امن ہوش کے ناخن لو،،،

پاشا ابراہیم نے امن کو ٹوکا۔

سر چلیں یہاں سے،، میں یہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں رکنا چاہتا،، میرا دم گھٹ رہا ہے غداروں کے درمیان رک کر،،،

سمیع خان نے کاٹ دار لہجے میں کہا اور باہر کی جانب بڑھا۔

بابا،، میری بات سنیں،، ایسے مت جائیں،، مجھ سے ناراض مت ہوں،،،

بابا!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!!،،

وہ چیختی رہی مگر امن نے اس کا بازو نہیں چھوڑا۔ سمیع خان وہاں سے جا چکا۔

تب فلزہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تھی اور امن کو یوں اس کا بازو تھام کر اسے تسلی دیتے دیکھ اس کے تلوؤں سے لگی اور سر پر بجھی۔ وہ تن فن کرتی معجزا کے پاس آئی تھی اور اس کے اگلے اقدام پر پاشا ابراہیم بھی بوکھلایا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

چٹاااااااااااخ،،،،،،،،،،

ایک زناٹے دار تھپڑ کھا کر معجزا اوندھے منہ صوفے پر گری تھی۔ امن نے بے یقینی سے فلزہ کو دیکھا جس کا چہرہ طیش و اشتعال سے لال بھبوکا ہو چکا تھا۔

امن نے تڑپ کر آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا۔

آپی یہ کیا کر رہیں ہیں آپ،،،

تم چپ رہو،،،،

وہ چلائی اور جھٹکے سے اس سے اپنا بازو چھڑایا اور پھر اس کی جانب متوجہ ہوئی

تم،، تم احسان فراموش لڑکی،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کو بدنام کرنے کی،، دشمن کا ساتھ دینے کی،، بولو کیسے ہمت ہوئی تمھاری،،،، اتنا کچھ کر کے بھی ڈھیٹوں کی طرح اس اپارٹمنٹ میں پڑی ہو،،، میں تمھاری جان لے لوں گی،،، نکلو یہاں سے،،،

فلزہ حلق کے بل چلاتی پھر اس کی جانب لپکی جو بے آواز آنسو بہا رہی تھی مگر اسے یہ سب اس کا ڈھکوسلہ لگا۔

امن تیزی سے فلزہ کے سامنے آیا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آپی پلیز،،،،

امن بھی اب چلایا تھا۔

اسے کہو جاؤان دشمنوں کے پاس ہی جاؤ،،جب وہ اسے بھیڑیوں کی طرح نوچ کھائیں گے تب شاید اسے اندازا ہو کہ اس نے کیا کیا؟تب شاید اسے احساس ہو کہ اس نے کیا کھویا،،کھرے کو چھوڑ کر کھوٹے سکے اپنے دامن میں بھرے،،آگ عزاب اور رسوائی بھری اپنے دامن میں،،جھوٹ،شر،بربریت،ظلم وسفاکی کا ساتھ دیا اس نے،،

فلزہ چلا رہی تھی۔

معجز اچہرے میں ہاتھ چھپائے روئے گئی۔تب ڈاکٹر انعم کوکب سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی آگے بڑھی اور معجز اکا بازو پکڑا۔

بس کریں آپ لوگ یہ تماشا،،ایک ریپ وکٹم سے آخر آپ لوگ کیا توقعات لگا کر بیٹھے ہیں کہ وہ زندگی بھر خاموش رہے کیوں آخر کیوں؟کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ یہ مینٹلی اور فزیکلی کتنی کمزور ہیں،،اور ان سے یہ ناروا سلوک کر رہے ہیں آپ لوگ،،ڈاکٹر امن میں آپ

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کو کیا سمجھتی تھی لیکن افسوس آپ کیا نکلے،،اب جب تک کورٹ کے لیے نہیں نکلیں گے میں معجزا کے ساتھ ہی رہوں گی تا کہ آپ لوگ اس سے ایسا سلوک نا کر سکیں،،

ڈاکٹر انعم نے بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے معجزا کا بازو پکڑا اور اسے اس کے کمرے میں لے جا کر بند ہو گئی۔ امن اسی دگر گوں حالت میں جا کر اپنے کمرے میں بند ہوا تھا جانے اس مختصر سی زندگی میں کیا کیا دکھ اٹھانے باقی تھے۔

جاری ہے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

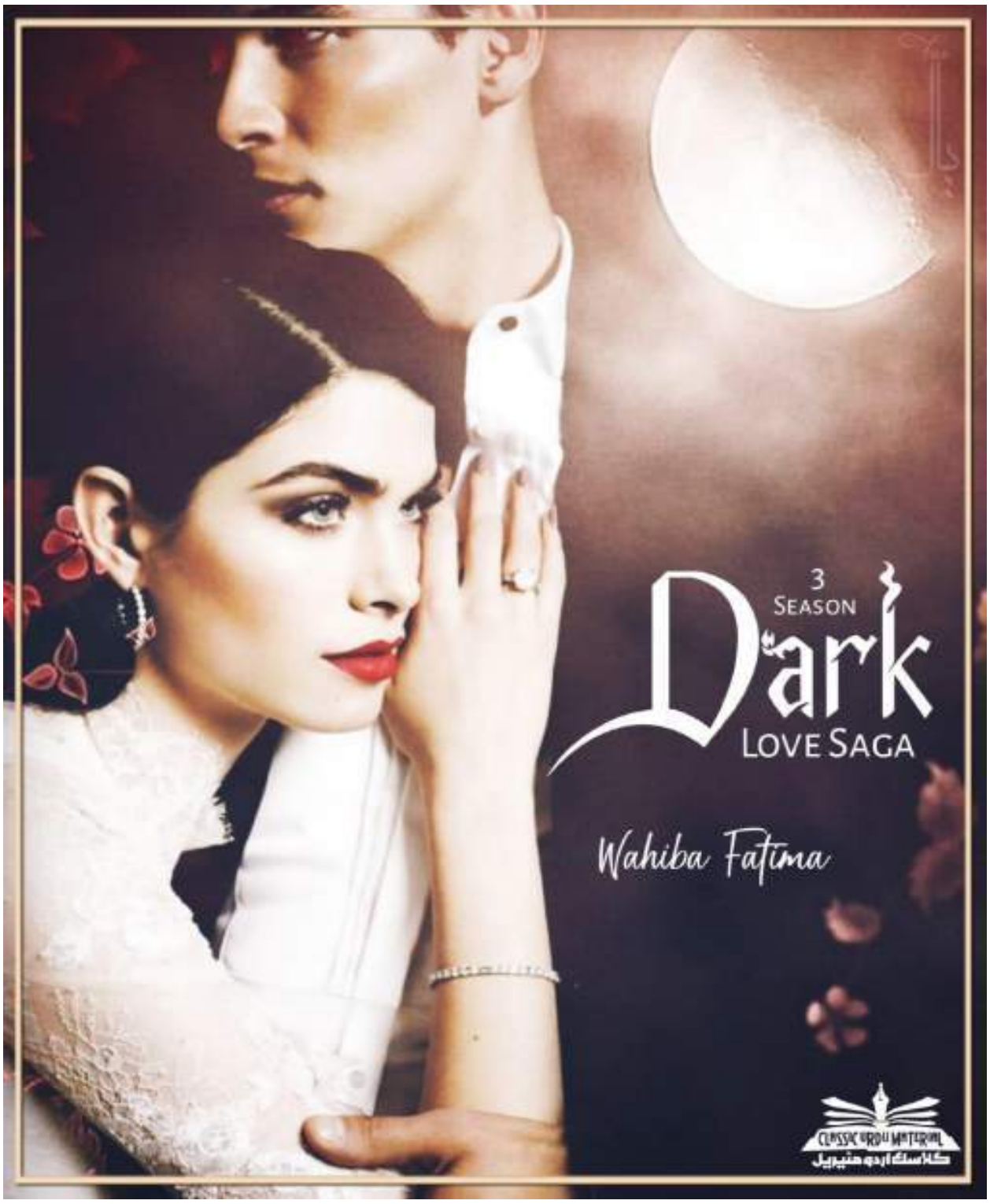
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 43.....

آج برسوں بعد وائیٹ پیلس پر پھر سے سوگواریت طاری تھی۔ شفا نے رو رو کر برا حال کر رکھا تھا۔ سب خواتین لاونج میں ہی تھیں۔ سب اسے تسلی دینے کی ناکام سی کوششوں میں مصروف تھیں۔ تبھی وہاں آریان چلا آیا تھا۔۔

چلو شفا،، وقت ہو گیا ہے،، آریان نے کہا تو شفا اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ ریحاب کی پہلے ہی طبیعت خراب تھی۔ اسی لئے اسے اس کیس کی بھنک بھی نہیں لگنے دی گئی تھی۔ شفا آریان کے ہمراہ کورٹ کے لیے نکلی۔

یہ دو دن بہت ہی بوجھل اور اپنے سینے میں کچھ آنے والے طوفانوں کا پیش خیمہ لیے ہوئے گزرے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آج کورٹ کی ہیئرنگ تھی۔ پورے پاکستان کے میڈیا کی نظر اس کیس پر تھی۔ اب تک پاشا ابراہیم یا وائیٹ پیلس کی جانب سے کسی کا کوئی بیان سامنے نہیں آیا تھا۔ ادھر فی الحال خاموشی تھی جو تمام دشمنوں کو بری طرح کھٹک بھی رہی تھی۔

اب بھی جزا ٹرسٹ کے باہر بڑی تعداد میں پولیس اور میڈیا کے لوگ موجود تھے۔ عام پبلک کو بھی اس کیس میں کافی دلچسپی تھی۔

معجزا اپنے کمرے میں بلکل تیار سر جھکائے بیٹھی بری طرح اپنے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا رہی تھی اس کے ٹھیک سامنے بیٹھی ڈاکٹر انعم نے اسے بغور دیکھا۔

،،گھبراؤ نہیں معجزا،، انشاللہ ہم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے

ڈاکٹر انعم نے اسے تسلی تھی۔ تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

یس،، ڈاکٹر انعم نے ہی کہا تو دھیمے سے دروازا کھول کر امن اندر داخل ہوا۔ وہی ملگجا بکھرا ہوا سا حلیہ۔ اس نے شاید ان دو دنوں میں چینج کرنے کی بھی توفیق نہیں کی تھی۔

بخت کے تخت سے یکلخت اتارا ہوا شخص

CLASSIC URDU MATERIAL

تم نے دیکھا ہے کبھی جیت کے ہارا ہوا شخص؟

چلیں معجزا،،، بغیر کسی جزبے کے اس کے تاثرات انتہائی سپاٹ اور نارمل سے تھے۔ معجزا نے پہلو بدلا۔

،،، چلیں

انعم نے ہی اٹھ کر اس کے کندھوں پر شال ڈالی۔ اور اس کے سرد پڑتے ہاتھ تھامے۔ وہ لوگ لاونج میں آئے تو سامنے ہی پاشا ابراہیم کھڑے فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔ معجزا کو باہر آتے دیکھ فون رکھا اور اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ وہ قدم قدم چلتی پاشا ابراہیم کے قریب آن رکی تھی۔

،،بڑے پاپا،، آ،،،،، آپ بھی،،،، سس سب کی ،،طرح، ناراض ہیں،،، مجھ سے اس نے جھجھکتے پوچھا۔

،،، نہیں

ایک لفظی جواب آیا اور پاشا ابرہیم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

کیوں،،،؟ معجزا کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیونکہ یہ تمھارا حق ہے،، ہاں مگر تم نے انصاف لینے کے لیے جو راستہ اختیار کیا اس ،،کو غلط کہا جا سکتا ہے، اس کے لیے سب ناراض ہیں تم سے،، میں بھی

پاشا ابراہیم نے بھی بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

،،بہر حال،، یہ بحث بعد میں،، کافی وقت ہو گیا ہے ،، ہمیں نکلنا ہو گا،، چلو

پاشا ابرہیم اسے ساتھ لیے نکلا۔

عدالت کے باہر لوگوں، اور پریس کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔

مہارانی، شمشان خیل ، سیف علی، زونیہ ان کا وکیل بہروز،، التمش پہلے ہی کورٹ پہنچ چکے تھے۔

بہت باریکی سے جال بچھایا تھا۔ زونیہ کو اس کے لیے مکمل ٹرینڈ کیا گیا تھا۔ زونیہ کے ساتھ اس کے ساتھی بھی ہاسپٹل میں تھے جنھوں نے اس کا پورا ساتھ دیا تھا۔ وہ جب اپنے وارڈ میں امن کا انتظار کر رہی تھی تب اس وارڈ کا تمام سکیورٹی سسٹم ہیک کیا گیا تھا۔ تبھی کچھ بھی ریکارڈ نہیں ہو پایا تھا۔ اور یہ زونیہ کے حق میں ہونے والا

CLASSIC URDU MATERIAL

تھا۔ یہ لوگ کمرہ عدالت میں موجود تھے اور اب وہ بے چینی سے امن اور معجزا کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ وقت بھی ان ہی پہنچا جب عوام میں ایک عجیب سی ہلچل مچ گئی۔ کہ جلادوں کی گاڑیاں قطار در قطار لوگوں کے ہجوم کو چیرتی ہوئیں عدالت کے پارکنگ میں آ کر رکیں تھیں۔

میڈیا رپورٹرز نے ایک ہنگامہ سا مچا دیا تھا۔ مگر جلادوں کی طرف سے سب نے ایک پر اسرار سی خاموشی اختیار کر کے رکھی۔

وہ سب اندر داخل ہوئے۔ رپوٹر امن کی جانب لپکے مگر ماہ بیر نے ہاتھ اٹھا کر انھیں سامنے سے ہٹ جانے کا کہا۔ وہ لوگ اندر کی جانب بڑھے۔

جب ان کے آنے کا پتہ چلا تو زونیہ مغرور سی چال چلتی معجزا کے قریب آئی تھی۔

تم میرے ساتھ آؤ معجزا،،، اس نے ایک فاتحانہ سی مسکراہٹ امن کی جانب اچھالی۔ مگر وہ اس کی جانب دیکھ کب رہا تھا۔ سرد و سپاٹ تاثرات لیے وہ بھرپور مردانہ وجاہت کا مالک شخص اس بکھرے حلیے میں بھی کئی دلوں کی دھڑکن کو بے ترتیب کر چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زونیہ معجزا کا ہاتھ تھامے تقریباً زبردستی اسے گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے جانب لے گئی۔

سمیع خان نے بے حد ناراضگی سے اس کو ایک نظر دیکھا اور وہ سب لوگ دائیں طرف بیٹھ گئے۔

معجزا تمھاری میڈیکل رپورٹ اور وہ سب پیپرز کدھر ہیں،، یہ ہمارے لوئر ہیں مسٹر ،،،بہروز،، تم انھیں وہ میڈیکل رپورٹ دے دو

زونیہ معجزا کے کان میں گھسی۔

معجزا نے اپنی شال کے نیچے اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر وہ رپورٹس نکالیں اور اس شاطر دکھنے والے شخص کی جانب بڑھائیں۔ بہروز نے وہ لفافہ پکڑا اور اسے کھولنے لگا۔ تبھی جج صاحبہ کمرہ عدالت میں داخل ہوئیں تھیں تو سب کو کھڑے ہو کر ان کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔

بہروز نے وہ میڈیکل رپورٹ جلدی سے اپنی بلیک لیدر فایل میں رکھ لی۔

جج صاحبہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھیں۔ امن کو ملزمان کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا۔

،،،یو مے پروسیڈ

جج صاحبہ نے کہا تو سب سے پہلے بہروز ہی گلا کھنکارتا اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور پھر حسب معمول وہ جس قدر غلیظ اور گھٹیا انسان تھا اس نے بھری عدالت میں امن کی خوب کردار کشی کرتے ہوئے ہوئے زونیا کو دنیا کی مظلوم ترین لڑکی ثابت کرنے کو یاڑھی چوٹی کا زور لگا دیا۔

ماہ بیر اور ارشن اطمینان سے بیٹھے اس کی بکواس سنے گئے۔

زونیہ کو کٹہرے میں بلایا گیا۔

،،تو بتایئے مس زونیا کیا ہوا تھا آپ کے ساتھ

بہروز نے ٹسوے بہاتی زونیا کی جانب دیکھتے کہا۔

اس ٹرسٹ کے باہر معمولی سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا میرا،، لوگ مجھے اٹھا کر اس ہاسپٹل میں لے گئے،، وہاں مجھے ٹریٹمنٹ دی گئی،، اور پھر اگلے دن ہی میری ملاقات اس شخص سے ہوئی ،، اور پہلی نظر میں ہی میں ہی مجھے اس بات کا اندازہ ہوا کہ یہ شخص ،،بری طرح مجھ پر فریفتہ ہو چکا ہے

زونیا نے اپنے دل کی بات کی تھی شاید تبھی کمرہ عدالت میں بیٹھے سبھی جلاد طنزیہ سا مسکرائے تھے اور زونیا نے مارے خفت کے پہلو بدلا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ تبھی سے میری خوشامدیں کرنے لگا اور پھر اسی دن مجھ سے اتنی غلیظ ڈیمانڈ کی کہ ،،میں تو چکرا کر رہ گئی،، میں ہاسپٹل سے بھاگنا چاہتی تھی مگر مجھے بھاگنے نہیں دیا گیا ،،میرا فون بھی چرا لیا گیا اور پھر اسی رات اس شخص نے میرے ساتھ زبردستی کی

یہ بول کر زونیا موٹے موٹے آنسو بہانے لگی تھی۔

دیٹس آل یور آنر یہ ہے اس شخص کی سچائی جو کہ آپ کے سامنے آ چکی ہے اسی لیے میری اس عدالت سے درخواست ہے کہ اس درندہ صفت انسان کو کڑی سے ،،کڑی سزا دی جائے

بہروز نے اپنی بات مکمل کی۔ اور اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔

،،وکیل صفائی اگر مس زونیا سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ سکتے ہیں

جج صاحبہ نے ماہ بیر کی جانب دیکھا۔

،،نو

سکون سے ایک لفظی جواب آیا۔ شفا اور سمیع خان نے حیرت سے ماہ بیر کو دیکھا۔ آریان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں شفا کو پرسکون رہنے کا اشارا کیا۔

بہروز کا سینا چوڑا ہو گیا تھا تبھی پھر اپنی جگہ سے اٹھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یور آنر،، اب میں عدالت میں ایسا گواہ اور ایسے ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے یہ کیس اور مسٹر امن کا بدکردار ہونا پانی کی طرح صاف وشفاف ہو کر سب کے سامنے آ جائے گا،، میں کٹہرے میں مسز معجزا سمیع خان کو بلانا چاہتا ہوں،، جو کہ اسی آدمی کی ستائی ہوئی ہیں،، آج سے چند برس پہلے اس شخص نے مس معجزا کی زندگی بھی یونہی برباد کی تھی جیسے کہ مس زونیا کی،، میں مس معجزا سے چند سوال پوچھنا ،،چاہتا ہوں

،،،اجازت ہے

بہروز کے واپس مڑ کر دیکھنے پر معجزا بے تاثر چہرہ لیے کٹہرے میں آئی۔ بہروز اس کی جانب متوجہ ہوا۔

آپ کا نام،،،؟

،،،معجزا امن آریان پاشا

معجزا کے پہلے ہی جواب ہر وہ بری طرح گڑبڑایا تھا جبکہ اس جواب پر امن نے سامنے نگاہ اٹھائی اور پھر واپس پھیرنا ضروری نہیں سمجھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا سمیع خان آج بھری عدالت میں یہ بتایئے کہ کٹہرے میں کھڑے اس بظاہر شرافت کے پیکر مگر حقیقت میں درندہ صفت انسان نے کیسے بچپن میں ہی آپ کی پوری زندگی برباد کر دی،، اور اب وہی عمل اس نے مس زونی کے ساتھ دہرایا،، اس سے بلکل ڈرنے کی ضرورت نہیں آپ کو،، آج آپ یہ سچائی سب کے سامنے لائیں ،کہ جب آپ دس سال کی تھیں تب اس درندے نے کیا کیا تھا آپ کے ساتھ بھیڑیے کی طرح نوچتے ہوئے آپ کو موت کے منہ میں پہنچانے کی کوئی کثر نہیں ،،چھوڑی تھی

وکیل استغاثہ نے چلا کر ماحول میں خواہ مخواہ کا سسپینس ڈالنے کی کوشش کی۔
عدالت میں بیٹھے وائیٹ پیلس کے افراد نے معجزا کو غم وغصے سے دیکھا۔ سمیع خان کی آنکھوں میں آنسو تھے مگر ان سب کے منہ تو تب کھلے جب انھیں معجزا کی غصیلی آواز عدالت میں گونجتی سنائی دی۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے وکیل صاحب اور مجھے لگتا ہے آپ پوری طرح پاگل ہو چکے ہیں جو میرے تہجد گزار شوہر پر اتنے غلیظ الزامات لگا رہے ہیں،، جب میں دس ،،،سال کی تھی تب دوسری منزل کی چھت سے گر کر زخمی ہوئی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ،، آپ یہ کسی کے دباؤ میں آ کر کہہ رہی ہیں ناں،، آپ نے مجھے اپنی ریپ میڈیکل رپورٹ دی ہے ابھی کچھ دیر پہلے، آپ بھول گئیں،، ۔

یوں داؤ الٹا پڑتا دیکھ دشمن کا وہ چمچہ چلایا۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے وہ رپورٹ میرے گرنے کی ہے کھول کر دیکھنے کی ،،زحمت کر لیتے تو اب یوں چلا نہیں رہے ہوتے

معجزا نے اطمینان سے کہا بہروز نے تیزی سے ٹیبل پر جا کر اپنی فائلز کھولیں اور وہ رپورٹ کھول کر دیکھی۔

جج صاحبہ یہ وکیل میرے شوہر پر بلکل جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگا رہی ہیں،، میں گر گئی تھی،، میرے شوہر امن آریان پاشا تہجد گزار انسان ہیں،، ان کے اخلاق و کردار کی بات کرنے والے کی گدی میں سے زبان بھی کھینچ سکتی ہوں میں،، اور رہی بات مس زونی صاحبہ کی،، عورت کے نام دھبہ ہے ایسی نفسیاتی مریضہ، وہ اپنی عزت خود نیلام کر رہی ہیں،، محض اس مکروہ عورت کا مکر وفریب سب کی آنکھوں کے سامنے لانے کے لیے میں نے اس عورت کی ہاں میں ہاں ملائی،، تاکہ اس کی سچائی سب کے سامنے آ سکے،، میں عدالت میں کچھ ایسے ثبوت پیش کرنا چاہتی ہوں جن ،،سے اس جھوٹے مقدمے کی سچائی سب کے سامنے آ جائے گی

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے زونی کو بری طرح گھورا۔ امن معجزا کی جانب دیکھے گیا۔)ماہ بیر اور ارشن کے چہرے پر اطمینان تھا جیسے جانتے ہوں کہ یہی کچھ ہونے والا ہے (مگر معجزا اس کی جانب دیکھ کب رہی تھی وہ تو خونخوار نگاہوں سے زونی کو دیکھ رہی تھی۔

آئی اوبجیکٹ یور اونر،،، بہروز چلایا۔

،،ابجیکشن اوور رول،،، مس معجزا آپ وہ ثبوت ہمیں دکھایئے

جج صاحبہ نے کہا تو معجزا کے اشارے پر ڈاکٹر انعم نے ارشن کو کچھ پیپر اور اس کا موبائل دیا۔

میں عدالت میں موبائل فون میں یہ ویڈیو پلے کرنے کی اجازت چاہتی ہوں ،، ساتھ ہی اس ویڈیو کے ساتھ اس کے اوریجنل ہونے کی رپورٹ ہے ،، جو اس بات کا ،،،ثبوت ہے کہ ویڈیو نا ہی فیک ہے نا اس کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے

معجزا نے کہا تو جج صاحبہ نے ویڈیو پلے کرنے کی اجازت دے دی۔

پھر بھری عدالت میں ویڈیو پلے ہوئی جس میں زونیہ صاف صاف معجزا کو اپنا گندا پلان بتاتے ہوئے اسے بھی پوری طرح اکسا رہی تھی۔ ویڈیو کے ایک ایک سیکنڈ کے

CLASSIC URDU MATERIAL

منظر نے زونی صاحبہ کے بھری عدالت میں عزت و سازش کے بخیے ادھیڑ کر تار تار کر دیئے۔

زونیا کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہونے لگے۔

اب ارشن نے کچھ پیپر جج صاحبہ کے سامنے رکھے تھے۔

جج صاحبہ ان رپورٹس میں صاف صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مس زونیا جھوٹی ، مکار اور فریبی ہے،، اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے محض عدالت کا وقت برباد کیا ہے،، اب میں عدالت میں کرائم سین کی فوٹیج دکھانے کی اجازت چاہتا ہوں، جس کے اوریجنل ہونے کی رپورٹ آپ کو دے چکا ہوں،، جس سے تمام حقیقت اور سچائی کھل کر سامنے آ جائے گی،،

ارشن کے کہنے کی دیر تھی دشمنوں کے رنگ پھیکے پڑ گئے تھے۔

جج صاحبہ،، یہ سب جھوٹ ہے بکواس ہے کرائم سین کی کوئی فوٹیج اب تک منظر پر نہیں آئی تو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے پاس کرائم سین کی فوٹیج ہے،،

بہروز چلایا مگر جلد ہی اپنی بیوقوفی پر اور سیف علی خان کے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورنے پر تھوک نگل کر اپنا خشک حلق تر کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اوبجیکشن اوور رول،،،، جج صاحبہ نے کہا تو ارشن نے ڈاکٹر انعم سے ان کا موبائل لیا۔

زونیا کو یاد آیا جب وہ معجزا سے گراؤنڈ میں ملنے گئی تھی تب واپسی پر یہ ڈاکٹر اس کے انتظار میں اسی کمرے میں بیٹھی تھی۔ مطلب ان کے ساتھ ڈبل گیم کھیلی گئی تھی اور اس نے وہاں اپنے فون سے ویڈیو ریکارڈنگ کی ہوگی۔ اس سارے معاملے اور مرحلے میں وہ لوگ معجزا ہسپتال میں کیا کیا کرتی پھر رہی اس بات کو تو سرے سے نظر انداز ہی کر گئے تھے۔

اب عدالت میں کرائم سین کی ویڈیو چل رہی تھی۔ زونیا کی آواز عدالت میں گونجی۔ سیف علی کے چہرہ پسینے سے تر ہو گیا۔ خان شمشان خیل اور مہارانی کو بھی سانپ سونگھ گیا تھا۔

جتنا مرضی مجھ سے گزیز برت لو ڈارلنگ ،، اب تمھیں انھیں پناہوں میں سونا ہے اور ،،ہر وقت رہنا ہے

زونیا کا چہرہ ہتک و زلت کے احساس سے سرخ ہو چکا تھا۔

پاشا ابراہیم، سوہم خان کبیر، ماہر خان، ایشان، جبران، شفا، آریان اور سمیع خان کے چہروں پر اب ایک آسودگی بھری مسکراہٹ تھی۔ علیزے اور فلزہ نے سکون کا سانس خارج کیا۔ احان اور خضر ان سب کی مکمل نگرانی کر رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،میرے خیال میں مجھے مزید کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں،، دیٹس آل یور آنر

ارشن نے کہا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ معجزا کو اپنا وجود کسی کی گہری نگاہوں کی تپش کے حصار میں محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اطمینان سے آکر اب پاشا ابراہیم کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ملزم امن آریان پاشا بلکل بے قصور ہیں اور عدالت انھیں ان مقدمات سے با عزت بری کرتی ہے،، جبکہ مس زونیا کو اس شرمناک فعل پر بھاری جرمانہ عائد کرتے ہوئے عدالت اور مسٹر امن سے معافی مانگنے کا حکم دیتی ہے،، اور مسٹر امن چاہیں تو ان پر ،،،ہتک عزت کا دعویٰ کر سکتے ہیں،، دا کورٹ از ارجنٹ

جج صاحبہ نے اپنا فیصلہ سنایا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئیں۔ تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔ ارشن نے آگے بڑھ کر بت بنے کھڑے امن کا ہاتھ تھاما اور اسے سینے میں بھینچا تھا۔ جج صاحبہ کمرہ عدالت سے جا چکیں تھیں۔ دشمنوں کو اتنی بری شکست پر سانپ سونگھ گیا تھا۔

وہ جس نے کبھی ہار نہیں مانی تھی نا کبھی جس چیز پر ہاتھ رکھا اس کے حصول کے لیے یوں ایڑیاں رگڑیں تھیں اب بھری عدالت میں یوں زلیل وخوار ہونے پر بہت

CLASSICURDUMATERIAL

اچانک اس نے اپنی کنپٹی پر ریوالور رکھ کر گولی چلانی چاہی مگر اتنی ہی تیزی سے التمش نے اس کا ہاتھ دبوچ لیا۔ وہ نیم پاگلوں کی طرح چیخنے چلانے لگی تھی۔

اتنی بے عزتی اور زلت و رسوائی پر سیف علی منہ چھپاتا اپنی نفسیاتی مریضہ بیٹی کو تقریباً گھسیٹتے وہاں سے لے جا چکا تھا۔ خان شمشان خیل ، مہارانی کا منہ دیکھنے لائق تھے وہ لوگ بھی وہاں سے کھسک لیے تھے۔

پاشا ابراہیم نے فرطِ مسرت سے معجزا کو اپنے سینے میں بھینچا۔

،،میری بچی کب سے اتنی بریو ہو گئی کہ اپنوں کے لیے دشمن سے الجھنے لگی

پاشا ابراہیم کو اس کی عقل، فہم وفراست اور وقت رہتے اس ساری پلاننگ سے بے حد خوشگوار ترین حیرت ہوئی۔ ڈاکٹر انعم نے مسکرا کر معجزا کو دیکھا۔ معجزا سکون کا سانس خارج کرتے مسکرائی اور اس تعریف پر جھینپ گئی۔ ڈاکٹر انعم آگے بڑھی تھی۔

جب اس زونیا نے پہلی مرتبہ معجزا سے بات کی تھی تو یہ سیدھا میرے پاس آئی" تھی،، ان لوگوں کو مقصد تھا کہ ڈاکٹر امن جو سوچنے سمجھنے کا کم سے کم موقع دیا جائے تبھی وہ لوگ بڑی پلاننگ سے ہاسپٹل میں داخل ہوئے اور اسی ماسٹر پلاننگ کے تحت جلدی جلدی اپنے منصوبوں پر عمل بھی کر دیا،، معجزا نے مجھے ساری بات بتائی تو میں نے ہی اس کی شرٹ پر وہ کیمرا لگایا تھا جس میں اس کی ساری باتیں ریکارڈ ہو

CLASSIC URDU MATERIAL

گئیں،، پھر جب تک وہ معجزا سے ملنے گئی میں نے اپنا موبائل فون کی ریکارڈنگ آن کر کے فون جنرل وارڈ کے اس روم میں رکھ دیا کیونکہ کیمرے تو وہ لوگ ہیک کر ہی ،،چکے تھے

ڈاکٹر انعم نے انھیں تفصیل بتائی۔ سمیع خان معجزا نکے قریب آیا اور اپنی گڑیا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

مجھے اپنی گڑیا پر ناز ہے،،،،، سمیع خان نے بھیگی پلکوں سے اس کا ماتھا چوما۔

،،،مگر مجھے نہیں ہے،، آپ بلکل بھی اچھے بابا نہیں ہیں،، آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا وہ ناراضگی سے منہ بناتی پاشا ابراہیم کے بازو کے پیچھے چھپ گئی۔ مگر جب سمیع خان رو ہی پڑا تو وہ اپنے بابا سے لپٹ گئی۔

کیا بابا،، آپ بھی چھوٹے بچوں کی طرح رو رہے ہیں،، وہ لاڈ سے اپنے بابا کا بھیگا چہرہ صاف کرنے لگی۔ امن قریب کھڑا بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔

اب سب باری باری اسے سینے میں بھینچ رہے تھے۔ شفا فلزہ علیزے،، اور معجزا بری طرح شرمندہ ہوئی جا رہی تھی۔ فلزہ دیر تک اس سے اپنے اس دن کے رویے کی

CLASSIC URDU MATERIAL

معافی مانگتی رہی کیونکہ بعد ازاں تو اسے بھی اپنے طریقے سے ساری حقیقت معلوم ہو ہی چکی تھی۔

معجزا کو مسلسل کسی کی نگاہیں اپنے اوپر مرکوز محسوس ہو رہی تھی وہ بری طرح نروس ہو رہی تھی۔ وہ لوگ کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔

عدالت سے باہر ایک مرتبہ پھر میڈیا نے انھیں گھیر لیا تھا۔ مگر اب کی بار پاشا ابراہیم کی جانب سے انھیں کافی تسلی بخش جواب دیئے جا رہے تھے۔ پاشا ابراہیم نے ہاتھ کے اشارے سے خاص کر خواتین کو گاڑیوں میں بٹھانے کا اشارہ کیا تھا کہ بھیڑ چھاڑ تھی اور بزدل دشمن کبھی بھی کہیں سے بھی وار کر سکتا تھا۔ سب گاڑیوں میں بیٹھے۔

معجزا پاشا ابراہیم کی گاڑی کے پاس سمیع خان اور آریان کے پہلو میں کھڑی تھی۔ جب گاڑی کے بیک مرر میں سے اسے امن اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔

امن کے اس تک پہنچنے سے پہلے وہ سمیع خان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔ تبھی پاشا ابراہیم میڈیا سے فارغ ہو کر ان تک پہنچا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑیاں تیزی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہوئیں۔

معجزا نے اپنے بابا کے سینے سے سر ٹکائے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس دن جب اس کے ہاتھ میں وہ میڈیکل رپورٹس لگیں تھیں اور وہ معجزا کے ہاتھ آئیں تھیں تو وہ انھیں لیے واش روم گئی تھی۔

اس نے ان رپورٹس کو کھول کر دیکھا۔ معجزا کو سمجھ نا آیا۔ وہ کیوں انھیں اب تک سنبھال کر بیٹھا تھا۔ شاید معجزا کے لیے۔ اس کی خواہش کے لیے۔ کہ اسے یہ نا لگے کہ وہ اس کے ساتھ کوئی نا انصافی کرنا کا روادار ہے۔ یا ایسا کچھ کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے۔ معجزا نے پہلی فرصت میں لیٹر نما خط میں سے وہ رپورٹ نکال کر نظر آتش کر کے اس فلش آؤٹ کیا تھا۔ اور اس ساری فایل کے ضروری پیپرز کا یہی حشر کیا تھا اس نے۔

وہ اس بھیانک حادثے کو مکمل طور پر فراموش کر دینا چاہتی تھی۔ بھول جانا چاہتی تھی۔ تبھی پوری فایل کے پیپرز جلا کر فلش آؤٹ کر چکی تھی۔

گاڑیاں جزا ٹرسٹ کے پارکنگ میں ایک جھٹکے سے رکیں تو معجزا بھی ماضی میں سے حال کی دنیا میں واپس لوٹ آئی۔

مگر اب وہ اس شخص کا سامنا کیسے کرے گی؟ سب سے مشکل ترین مرحلہ تو اب طے کیا جانا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ لوگ اب اپارٹمنٹ میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ امن نے تمام سکیورٹی اور سکیورٹی پاسورڈ تبدیل کر دیئے تھے۔ ہاسپٹل میں سے بھی چن چن کر غدار اور جنھوں نے اپنے ایمان چند ٹکوں کی خاطر بیچ ڈالے تھے اٹھا کر باہر پھینکا۔ ہر طرف سے تسلی کرتے ہوئے اپارٹمنٹ کا سکیورٹی سسٹم بھی چینج کیا تھا۔

معجزا شفا کی گود میں سر رکھے ہی گہری پرسکون نیند سو گئی تھی۔

ماہر خان اور ماہ بیر لوگ واپس جا چکے تھے اس وقت اپارٹمنٹ میں پاشا ابراہیم، شفا آریان ،فلزہ ،علیزے اور خضر موجود تھے۔

رات کے کھانے کا بڑا پرتکلف انتظام کیا گیا تھا۔

،،،،معجزا

شفا نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

،،،بچی جا کر اپنے کمرے میں لیٹو

شفا نے اسے کہا تو اس نے مندی مندی سی آنکھیں کھولیں۔ جیسے برسوں کا تھکن زدہ مسافر نشانِ منزل تک پہنچ کر ستانے لیٹا ہو اور اسے بڑی پرسکون نیند آئی ہو۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ تبھی امن ہاسپٹل سے ضروری کام نمٹا کر واپس اپارٹمنٹ لوٹا تھا۔ جب

CLASSIC URDU MATERIAL

سے کورٹ سے واپس آئے تھے وہ اس کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہا تھا۔ مگر جانتا تھا وہ جان بوجھ کر کوشش کر رہی ہے کہ سب کے بیچ بیٹھی رہے اور امن اس سے بات نا کر پائے۔

سب نے واپسی کی اجازت چاہی۔ امن انھیں گاڑیوں تک چھوڑنے گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو میڈم گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب تھی۔ امن بری طرح جھنجھلایا۔

معجزا اپنے کمرے میں بند بری طرح اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

وہ اس کے کمرے تک آیا تھا دروازا اندر سے لاکڈ تھا۔ معجزا اس سے آج چھپتی پھر رہی تھی۔ وہ جانتا تھا۔

جزاااا،،، امن نے پکارا۔

اندر وہ دیوار سے لگی تھی سانس دھونکنی کی طرح چل رہی تھی۔ وہ اسے کیا کہے گی اس نے یہ سب کیوں کیا تھا۔؟ دل کا چور آنگن میں دندناتا پھر رہا تھا۔ خود سے تو مر کر بھی قبول کرنے کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا اوپن دا ڈور،، مجھے تمھیں دیکھنا ہے،، پلیز دروازا کھولو،، نا بھی کھولا تو آج دنیا کی ،،کوئی بھی طاقت مجھے تم تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی معجزا،، آئی لو یو ڈیم اٹ

امن نے عاجز آ کر کہا تھا۔ معجزا کا دل کانوں میں دھڑکا۔ وہ جانتی تھی اسے اس تک پہنچنے کے لیے یہ ناتواں دروازا تو کبھی بھی روک پائے گا۔

اوکے،، میرے سامنے آؤ،، مجھ سے بات کرو،، نہیں پوچھوں گا کہ تم نے یہ سب کیوں کیا،،؟

کلک سے دروازا کھلنے کی آواز پر اور امن کی بات پر معجزا بری طرح گڑبڑائی تھی۔ وہ کیسے اس کے اندر تک جھانک لیا کرتا تھا۔ کیسے؟ اب بھی وہ کتنی آسانی سے سمجھ چکا تھا کہ وہ اس سے کیوں چھپ رہی ہے۔

امن اندر آیا تو وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی بے چینی سے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ وہ اس کے قریب اس کے سامنے آیا تھا۔ گہری نگاہوں سے اسے دیکھے گیا اور وہ اتنی ہی نروس ہو کر اب اپنے دانتوں سے اپنے لب بری طرح کچلنے لگی۔

،،،سٹاپ دس

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اپنی شہادت کی انگلی اس کی چن پر رکھ کر اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔ وہ اس کے چھونے پر اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔ آخر کار نگاہیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ امن نے ہاتھ بڑھا کر اسے کندھوں سے تھام لیا۔

پیاری پیاری ہونٹوں پہ نا جانے کیسے

دھانی دھانی مسکراہٹوں کے پھول کھلنے لگے من ہی من

کھاری کھاری ہتھیلیوں پہ جانے کیسے

پیاری پیاری رنگریلیوں کی دھوپ سجنے لگی تن بدن

ہوئی میں تیری جوگنیا جوگنیا

تو جوگی

تیری جوگنیا میں جوگنیا

اب چاہے موہے رنگ لگا

پیا جی موہے انگ لگا

CLASSIC URDU MATERIAL

ہوئی میں تیری جوگنیا جوگنیا

تو جوگی

تیری جوگنیا میں جوگنیا

حواس مختل کرتی اس شخص کے وجود سے اٹھتی پاکیزگی بھری مہک مسحور کن تھی۔ معجزا زیادہ دیر ان مخمور پر تپش نگاہوں میں دیکھ ہی نہیں پائی۔

پھر امن نے وہ کیا جس سے معجزا کو لگا وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے گی کیونکہ اس کا سانس اس کے حلق میں اٹک چکا تھا۔ امن نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے نرمی سے اپنے سینے سے لگایا تھا۔ وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ زبان تالو سے چپک چکی تھی مگر آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

جزاا،، مجھے کچھ نہیں جاننا ،، بس تمھارے منہ سے یہ سننا چاہتا ہوں،، تمھیں مجھ پر ،،،پوری طرح ٹرسٹ ہے ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

دھیمے سروں کی سرگوشی پر معجزا کی جان لبوں پر آئی تھی۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ یہ پر تپش قربت جان لیوا تھی۔ امن نے اس کے کندھے پر ماتھا رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ وہ اسے اپنی روح تک اپنے قریب محسوس کرنا چاہتا تھا۔

کتنی تکلیف میں تھا یہ سمجھ کر کہ وہ برسوں کی ریاضت کے بعد بھی بے اعتباری کے اسی دہانے پر کھڑا تھا جہاں سے اس نے شروعات کی تھی۔ مگر وہ جیت گیا تھا۔ اس کی برسوں کی ریاضت نے اس کا اعتبار، بھروسہ جیت ہی لیا تھا۔ ہاں امن آریان پاشا نے بڑی شان سے اس کے دل کی اونچی مسند جیت لی تھی۔

،،، معجزا

امن نے پھر پکارا۔ وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ بس یونہی اس کی بانہوں میں لرزتی کانپتی رہی۔

جب سے ملی بانہیں تیری

مجھ سے ملی راہیں میری

چھت پہ تیری جاگ کے

CLASSIC URDU MATERIAL

مجھ سے ملیں صباحیں میری

اب چاہے تو رات جلا

اب چاہے تو رات بجھا

ہوئی میں تیری جوگنیا جوگنیا

تو جوگی

تیری جوگنیا میں جوگنیا

نیمے نیمے نینوں میں نا جانے کیسے

میٹھے میٹھے چاہتوں کے چھینٹے آج پڑنے لگے من ہی من

تیلی تیلی خواہشوں پہ جانے کیسے نیلی نیلی بارشوں کی بوندیں آج اترنے لگی تن بدن

ہوئی میں تیری جوگنیا جوگنیا

تو جوگی

تیری جوگنیا میں جوگنیا

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، معجزا،،،،، پلیز بتاؤ مجھے جو میں پوچھ رہا ہوں

وہ اپنے لب اس کے کندھے پر رکھے اس کی قربت کا خمار اپنے دل میں بسا لینا چاہتا تھا۔ بہت برسوں کے بعد بہت زیادہ انتظار کے بعد یہ لمحے یہ پل میسر آئے تھے۔ جب امن نے زرا سا مزید دوریاں مٹا کر اس کی گردن پر اپنے لب رکھے تو وہ سہی معنوں میں بوکھلائی تھی۔

،،، آ،،، آپ ،،، مم،،، مجھے،،،، ڈرا،،، رہے ،،، ہیں،، اب

گہرے گہرے سانس بھرتی وہ بس اتنا ہی بول پائی۔ امن فورا مگر نرمی سے اس سے الگ ہوا تھا۔

،،میرے سوال کا جواب نہیں دیا جزا تم نے

امن نے اس کا ہاتھ تھاما۔ جو کہ بلکل سرد پڑ چکا تھا۔ معجزا نے پلکوں کی جھالر اٹھا کر بمشکل اس کی آنکھوں میں دیکھا)جیسے کہنا چاہتی ہو دیکھ لیں میری آنکھوں میں (جھانک کر لیں کتنا اعتبار ہے کتنی محبت ہے یا عشق ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کو اس کے تمام سوالات کے جواب مل چکے تھے جیسے تب ہی ایک پرسکون سانس خارج کیا۔ زرا سی ہمت کی اور جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھ دیا۔ وہ پھر ایک مرتبہ جی جان سے لرز گئی تھی۔

It's an honor for me,,,,,,

وہ اس کی جانب دیکھے گیا۔ معجزا کا اپنے پیروں پر کھڑے رہنا دوبھر ہو چکا تھا۔ تبھی وہ سر تا پیر گلابی پڑتی ایک طرف سے نکل کر واش روم میں گھس گئی۔ امن نے مسکراتا سرشاری سے ایک پرسکون سانس خارج کی۔۔

وہ لوگ فاتح بن کر وائیٹ پیلس لوٹے تھے اس لیے ہر کوئی خوش تھا۔ احان اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی دیکھ اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل پڑے تھے۔

واپس نکل کر رواحہ کو آواز دی۔

،،،، مما ،،، مام

ہاں جی،،، رواحہ لاونج سے اس کے کمرے کی جانب آئی۔

،،، مما وئیر از آساوری

CLASSIC URDU MATERIAL

موبائل فون پہ جان بوجھ کر انگلی گھماتے بظاہر لاپروا آنداز میں پوچھا۔

ابھی تک تو یہیں ادھر لاونج میں ہی تھی،، تمھیں ہی دیکھ کر غائب ہو گئی ہے،، شاید ،،تم نے پھر اسے ڈانٹا یا ڈانٹنے کا ارادہ ہو گا

رواحہ نے آئیبرو اچکا کر بیٹے کا سر تا پیر جائزہ لیا تو وہ بری طرح جھنجھلا گیا۔

او کم آن مما اتنا بھی جلاد نہیں ہوں میں یا کوئی خلائی مخلوق جس سے وہ اتنی خوفزدہ ،،ہو گی،، اینڈ بائے دا وے خوفزدہ ہو ہی نا جائے وہ مجھ سے

وہ جل کر بولا تو رواحہ کی بے اختیار ہنسی چھوٹ گئی۔

،،،،مجھے نہیں پتہ،، تمھاری بیوی ہے ،، خود ڈھونڈنے کی زحمت کر لو

رواحہ نے لٹھ مار انداز اختیار کیا اور وہاں سے واپس شفا کے پاس چلی گئی۔ احان جز بز ہوا آخر اس کا نمبر ڈائل کیا۔

وہ جو اپنے پہلے کمرے میں خود کو بند کیے بیٹھی تھی ایک نظر چنگھاڑتے فون کی جانب دیکھا اور اس پر بلنک کرتے نمبر پر نظر پڑی تو تلملا کر رہ گئی۔ اس دن اس صبح جب اسے ہوش آیا تو خود کو احان کے بیڈ روم میں پا کر حیرت ہوئی تھی۔ اور یہ بے تحاشا حیرت صدمے میں اس وقت بدلی جب آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اپنے تمام تر

CLASSIC URDU MATERIAL

کارنامے یاد آتے چلے گئے۔ آساوری کا دل کیا شرم سے ڈوب مرے اسے احان پر بھی جی بھر کر طیش آیا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ آساوری اس سے بری طرح ناراض ہے مگر پھر بھی اسے اپنے کمرے میں لے کر گیا الٹا اسی سے ہی اس کے اندر کے راز اگلواتا رہا۔ اور اسی بات نے پھر اس کا بری طرح دماغ گھمایا تھا۔ وہ اسی وقت اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ اور اب پھر اسے وائیٹ پیلس واپس لوٹتا دیکھ اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔ اتنی بے باک اور بے ہودہ حرکتیں کر کے کیسے اس شخص کا سامنا کیا جا سکتا تھا جبکہ پوری طرح اس پر اپنی ناراضگی بھی ظاہر کرنی ہو۔

فون مسلسل رنگ ہو رہا تھا۔ مگر آساوری کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ فون بھی اٹھا پائے۔

تبھی جھنجھلا کر تکیے میں منہ دے لیا۔ رنگ ہونا بند ہوئی تو میسج ٹون بجی۔ آساوری کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

اب کیا کرے۔ عجیب مصیبت تھی۔ میسج دیکھنا نہیں چاہ رہی تھی مگر رہا بھی نہیں جا رہا تھا۔ تب اس نے چالاکی کی۔ پہلے آف لائن ہوئی۔ پھر میسج کھول کر دیکھا۔ بس ایک مبہم سا مسیج اور آساوری کے ہاتھ پیر ٹھنڈے اور بے جان پڑ گئے۔

Get back to room right now,,,,

CLASSICURDUMATERIAL

وہ اس سے آج کیا چاہتا تھا وہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔ ایک مبہم سے جملے نے احان ماہر خان کے پرشدت ارادے، تڑپ، اور اس کی چاہت اس پر عیاں کر دی تھی۔ مگر آساوری شاہ وہ جملہ پڑھ کر ہی بے جان ہو گئی تھی۔ خود چل کر اس کے کمرے تک کیسے چلی جاتی۔ وہ پوری کی پوری پسینے میں نہا گئی تھی۔ تبھی چپکے سے فون سوئچ آف کر کے بے بسی سے تکیے میں منہ دے لیا۔

ادھر احان نے دوبارہ اس دشمن جاں کا نمبر ڈائل کیا۔ نمبر سوئچ آف ہونے کی اطلاع پر اس کے ماتھے پر بیشمار بل آئے تھے۔

بے تحاشا طیش و اشتعال میں وہ وائیٹ پیلس سے ہیواپس اپنے اپارٹمنٹ جا چکا تھا۔

اور اب کی بار یہ ناراضگی آساوری شاہ کو بڑی مہنگی پڑنے والی تھی۔

وہ فریش فریش سی ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی۔ بڑی دیر سے اس کی توجہ کا مرکز بیڈ پر لاپرواہ سا بنا بیٹھا وہ شخص تھا۔ علیزے نے متحیر ہوتے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ پیروں تک سلک کے سرخ نائٹ گاؤن میں وہ کھلتا گلاب لگ رہی تھی آور آج وہ حسب توقع اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ متوجہ نہیں تھا یا جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

ساری دنیا سے بے نیازی ہے

واہ اے مست ناز کیا کہنا؟

علیزے کے لطیف سے طنز میں ڈوبے شعر پر خضر نے موبائل سے نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھا اور ایک آئیبرو اچکائی۔ جیسے کہنا چاہتا ہو رئیلی؟ وہ ڈریسنگ سے اٹھی تھی۔ اور حسب معمول اس کی آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی۔ خضر سے نگاہیں چرا کر تیزی سے علیزے نے ڈریسنگ کو تھاما۔ کچھ دنوں سے یہی تو صورت حال تھی اس کی۔ جو وہ کم از کم خضر جبران کبیر سے چھپانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھی۔

خضر نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ تو وہ گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ وہ بیڈ سے اتر کر قدم قدم چلتا اس تک پہنچا۔ اور ٹھیک اس کی پشت پر آکر کھڑا ہوا اب وہ بغور گہری نگاہ سے سر تا پیر علیزے کا جائزہ لینے میں فرصت سے مصروف تھا اور اس کی ایسی نگاہ سے لیڈی ایکسکیوشنر بھی بری طرح نروس ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا ہوا،،؟ سالم نگلنا ہے کیا،،؟

علیزے نے اپنا لہجہ کو حتی الامکان نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

،ان کی نگاہِ ناز میں ہم بھی ہیں معتبر

،اے دل یہ سب کہیں تیری خوش فہمیاں نا ہوں

خضر نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے شعر پڑھا تو علیزے بری طرح چونکی تھی۔

،،کک،، کیا مطلب ہے خضر تمھارے اس بے سروپا بات کا

علیزے نے سنجیدگی سے آئینے میں اس کی بے تاثر آنکھوں کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

چلا تھا ذکر زمانے کی بے وفائی کا

سو آ گیا ہے تمہارا خیال ویسے ہی

CLASSIC URDU MATERIAL

(احمد فراز

خضر کے شعر پر اب سہی معنوں میں علیزے گھبرائی تھی۔

خضر واٹس رونگ ود یو،، مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ،، اس نے اپنی بوکھلاہٹ جھنجھلاہٹ کی آڑ میں چھپائی۔ اس کی جانب مڑ کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے۔

کچھ نہیں،، ویسے ہی اشعار دماغ میں آ رہے تھے توسنا دیئے مگر آپ کے ماتھے پر ،،پسینہ کیوں آ رہا ہے آپ ٹھیک تو ہیں ناں

اس نے بظاہر فکر مندی سے نارمل لہجہ اختیار کیا۔ مگر علیزے کو جانے کیوں لگا اس کی آنکھیں اس کے لہجے کا بلکل ساتھ نہیں دے رہیں تھیں۔

میں تو بلکل ٹھیک ہوں ،، علیزے نے اس کی چن پر اپنے لب رکھے۔ شاید مقصد اس کا دھیان بٹانا تھا۔

او ہو، تو پیار آ رہا ہے،، خضر نے مبہم سا مسکرا کر کہا۔

،،ہاں

شوہر پر یا محبوب پر،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

سوال تھا کہ کوڑا جو علیزے کی روح پر برسا تھا کہ وہ بلبلا اٹھی۔

آج ہو کیا گیا ہے تمھیں خضر،، بات کیا ہے آخر،،؟

علیزے بے اختیار اس سے دور ہونے لگی مگر خضر نے بے دردی سے اسے بانہوں کے حصار میں جکڑ کر اس کے ارادے ناکام بنا دیئے۔

کچھ نہیں،، اچھا اپنے دماغ پہ اچھی طرح زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش کریں اور ،،مجھے بتائیں کہ کچھ ایسا ہے؟؟ جو آپ مجھے بتانا بھول گئیں ہیں

خضر نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر بڑے آس بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

اگر علیزے کو ایسا لگ رہا تھا کہ خود میں رونما ہونے والی تبدیلیاں سے نگاہیں چرا کر) وہ اس سے کچھ چھپا سکتی ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہ رہی تھی کہ جس کے ماں باپ دونوں ڈاکٹر تھے اور وہ خود بھی ایک قابل ڈاکٹر بننے کی دوڑ میں سب سے آگے (تھا وہ اس سے ان تبدیلیوں کے متعلق کچھ چھپا سکتی ہے۔ مضحکہ خیز

نہیں تو،،، اور تمھیں ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ ایسا کچھ ہے جو اب میں تم سے جان ،،بوجھ کر چھپاؤں گی

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتے لاپروائی سے کہا۔ خضر کی آنکھوں میں ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ تبھی جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔

،،ارے ارے یہ کیا،، خضر،، نیچے اتارو مجھے،، لیو می،، یہ اچانک ہو کیا گیا ہے تمھیں

علیزے نے بری طرح مزاحمت کی مگر وہ اسے بیڈ پر لٹا کر کالی گھنگھور گھٹاؤں کی طرح اس پر چھا گیا تھا۔ ایک لمحے کو علیزے کو لگا کہ اس کی آنکھیں نم ہیں۔

،،،،،،خضر

علیزے نے پکارا اور اپنی پوری طاقت لگا کر اسے پیچھے ہٹا کر اس کی آنکھیں یا کم از کم چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔

،،،ڈونٹ ڈسٹرب می علیزے

خضر کی سرسراتی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دی علیزے کے پہلو کو اس نے اپنی مٹھی میں بھرا تو علیزے کے منہ سے سسکی برآمد ہوئی۔

،،خضر یو ہرٹنگ می،، واٹس رونگ ود یو

علیزے اب کی بار غرائی تھی۔ مگر وہ سن کب رہا تھا۔ وہ تو اس کی گھنی زلفوں میں چہرہ چھپائے جانے کس جہان کی سیر کو نکلا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے کو چپ چاپ خود کو اس کی سپرد کرنا پڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

□□ Don't copy paste without my permission □□

Dark_love_Saga S3 Of Bloody Love#

By #Wahiba_Fatima

Episode 44

رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔ فلزہ کھلی ہوا کھانے وائیٹ پیلس کے پچھلے لان میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ بلیک جینز کے اوپر میرون شارٹ فراک میں۔کارف گلے میں ڈالے وہ ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی جب بہت اچانک محسوس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔تب وائیٹ پیلس کی بلند و بالا دیوار کے پاس درخت کی جھاڑیوں میں عجیب سی حرکت ہوئی اور کوئی ایک دھماکے سے اس کے آگے کودا۔ فلزہ نے حیرت سے اس زمین پر گری اس سیاہ گٹھڑی کو دیکھا۔ مکمل سیاہ پینٹ شرٹ اور سیاہ ہڈی میں وہ زمین سے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑا ہوا تو فلزہ اس کی ہمت و جرات پر عش عش کر اٹھی۔ فلزہ نے انتہائی نخرت سے ہڈی پر بلیک ماسک کے پیچھے ان نیلی پر اسرار آنکھوں کی چمک کو دیکھا۔جو اس کو سامنے پا کر اس کی آنکھوں میں در آئی تھی۔

شولڈر پر گولی کھا کر مزا نہیں آیا جو اپنے دماغ میں سوراخ کروانے آ گئے،،

فلزہ غصے میں پھنکاری۔

نہیں ابھی میرا اپنی زی بے بی کو بیوہ کرنے کا کوئی موڈ نہیں،،

اس نے اطمینان سے کہا۔

شٹ اپ،،، جسٹ شٹ اپ،، تمہیں یہ کیوں غلط فہمی ہے کہ میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق یا رشتہ ہے،،

آئی سو سیریز لی بے بی،، میں تو کوئی تعلق یا رشتہ بنانے آیا بھی نہیں تھا،،، مگر تم نے پہلے دن ہی مجھے میرج رجسٹرار آفس تک لے جا کر بہت بڑی مسٹیک کر دی اور اب تم صرف اور صرف حیوان کی ملکیت ہو بری نڈی،،

وہ پناما سگ ریمو کرتے پر شکوہ لہجے میں بولا جیسے یہ سب فلزہ کا کیا دھرا ہو۔ اور فلزہ کا دل چاہا رہا تھا وہ اس سنائی کے اس اعلیٰ ترین مظاہرے پر وہ اسے شوٹ ہی کر دے۔

فلیک نیم ،فلیک آئی ڈینٹٹی کے ساتھ اس نکاح کی اہمیت دو کوڑی کی بھی نہیں ہے سمجھے تم،، فلزہ چلائی۔

.....I admit the mistake

پرٹرسٹ می رخصتی کے بعد تمہیں چھونے سے پہلے میں اپنی غلطی سدھارتے ہوئے یہ نکاح دوبارا کروں گا اپنے رئیل نیم رائیل آئیڈنٹٹی کے ساتھ،،

ساحر نے اس کی جانب بڑھتے اطمینان سے کہا اور اس کا جلا بھنا چہرہ دلچسپی سے دیکھا۔

فلزہ کو اس کا اس کے سامنے بار بار آ کر اس ملکیت کا درشتے کا رعب جھاڑنے پر شدید طیش آتا تھا تبھی آج وہ اس کے سامنے اسے اس کی حیثیت اور اوقات یاد دلا رہی تھی جسے وہ ہر گز خاطر میں نہیں لاتا تھا تبھی فلزہ جی جان سے جل کر بھسم ہوتی تھی۔ وہ شاید اس سے ایسی باتیں ہی تب کرتا تھا تاکہ اس سراپا پیر سگا کر اس کی یہ جلی بھنی حسین ترین شکل کے رنگ برنگے زاویے دیکھ سکے۔

"اور تمہیں ایسا لگتا ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو ہاہاہا جوک آف دا ائے،،،،

فلزہ نے تضحیک آمیز لہجہ اختیار کیا تھا مگر وہ گہرا مسکرایا تھا۔

میری یہاں ایکسیو شنرز کے وائیٹ پیلس میں اپنی وائف کے سامنے موجودگی ہی تمہارے سوال کا

جواب ہے زلی بے بی،،

اس نے اطمینان سے کہا۔

آں ہاں،،پھر اپنی سوچ پر عمل کرنے کی کوشش کر کے دیکھ لو،،،،

فلزہ نے بھی سکون سے کہا۔

فففففففففف،،،،ایکسیو شنرز کا یہ ٹیپکل ڈائلاگ،،،

اس نے آنکھیں بند کر کے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اچھا خاصہ لوفرانہ انداز اختیار کیا۔"ہٹ یو نو

واٹ جب بھی مجھے کوئی چیلنج کرتا ہے تو میرے اندر کے حیوان میں چیونٹیاں سی رینگنے لگتی ہیں،،جو

مجھے میرا چیلنج پورا کرنے پر اکساتی ہیں،،،

وہ مسکرا کر اپنا مسئلہ بتانے لگا۔ مگر بہت اچانک اس نے ایک ٹوتھ سٹک فلزہ کے شولڈر میں گھسا

دی اور گہرا مسکرایا۔وہ اسے اپنی آغوش میں بھرنے آگے بڑھا۔

تبھی فلزہ نے اپنی پوری طاقت سے اس کے سینے پر اپنے پاؤں کی کک رسید کرتے اسے خود سے

دور دھکیلا۔اب ساحر کی آنکھوں میں حیرت تھی کہ آج وہ بیہوش یا پیرالائز کیوں نہیں ہوئی

تھی۔

اب اور نہیں چیپ بزدل انسان،،،

فلزہ نے دانت پیس کر کہا جس نے اس پیراائز میڈیسن کی ایفی ڈوٹ کے رکھی تھی۔ ساحر نے

اس کی اوپر اپنا سر دھنا۔

وہ پیپر کا ٹکڑا بھی اتنا معنی نہیں رکھتا مگر تمھاری یہ اوایمیں لیڈی ایکسکیوشنر زی ہے بی،،

وہ دل تھام کر بولا۔ فلزہ نے پھر سے اس پر حملہ کیا تھا۔

وہ سب آج لاونج میں اکٹھے بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ پاشا براہیم اور آریان کے چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ تھی۔

تبھی سمیع خان تیزی سے اندر داخل ہوا تھا۔

سر سکیورٹی کیمرز اور تمام سسٹم کے ساتھ کچھ چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے،، شاید پچھلے لان کی طرف،،

سمیع خان نے کہا اور وہ لوگ تیزی سے اپنی اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔

اسی وقت ماہر خان تیزی سے اپنے کمرے سے باہر اپنی گن لوڈ کرتا باہر نکلا تھا۔

سمیع خان آج وہ بچ کر نہیں جانا چاہیے،، کوئی فائرنگ نہیں کرے گا،، مجھے وہ زندہ چاہیے

ماہر خان کی سبز آنکھوں میں آج خون اترا ہوا تھا۔ وہ سب باہر کی جانب بھاگے تھے۔

لان کی پچھلی جانب آئے تو فلزہ اس کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ انھوں نے باہر نکل کر اس کے پیروں میں فائرنگ کی تھی۔ وہ اپنی جگہ پر ساکت ہوا تھا۔

وائیٹ ہاؤس کے گارڈ بھی سب وہاں پہنچ چکے تھے اور اس پر گنز تان لیں۔۔

ہینڈز اپ،،،

خضر نے اس کی جانب بڑھتے کہا تھا۔ فلزہ کی جانب دیکھتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ اپنی گردن تک لے کر گیا تھا۔

"رات کے اندھیروں میں یا چھپ کر ہی وار کرنا آتا ہے تمہیں یو بزدل حیوان،،،؟؟؟

ماہر خان نے تیزی سے اس کی جانب بڑھتے پھنکار کر کہا تھا۔ یہ سن کر جو اس کی آنکھوں میں عجیب سے شعلے بھڑکے تھے اس کی چمک دیکھ کر فلزہ کو جھرجھری محسوس ہوئی۔

حیوان بہت جلد اس سوال کا جواب لے کر حاضر ہوگا،،،

ساحر نے فلزہ کی جانب دیکھتے کہا اور آنکھ دبا کر تمام ہاتھ سے گڈ بائے کا اشارہ کیا۔

سیکنڈز کا کھیل تھا(وہ لوگ اندھیرے میں دیکھ نہیں پائے کہ اس کی کمر ایک وائر سے بندھی ہوئی ہے۔)ساحر کو اسی وائر کے زریعے پہلے اوپر اور پھر وہاں سے باہر کھینچ لیا گیا تھا۔

Sshhhhhhhhiiiiiiiiiiiiii

پکڑو اسے،،،

ماہر خان نے کہا۔ گارڈز نے فائرنگ کی۔ خضر ارشن تیزی سے اس کے پیچھے ہی دیوار پھلانگے تھے۔

مگر وہ یک اپ پلین کے ساتھ آیا ہوگا جو وہاں سے جا چکا تھا۔

پرنسز اندر چلو،،،

ماہر خان نے فلزہ کا ہاتھ تھاما۔ وہ سکون سے اپنے پاپا کے ساتھ وائیٹ پیلس کے اندر آئی۔

وہ اپنے کمرے میں آ کر اپنے بیڈ پر ڈھے سی گئی تھی۔ اس آدمی کی جرات اور ہمت روز بروز بڑھتی ہی جا رہی تھی اسے اب روکنا ناگزیر ہو چکا تھا۔

آسماوری کی آنکھ کھلی تو دن سر پر چڑھ آیا تھا وہ گڑبڑا کر اٹھی۔ رات کا اپنا کارنامہ یاد کرتے ہی سر پکڑ لیا۔ جلدی سے اپنا فون آن کیا۔ سوئچ آف ہونے کے بعد کی ایک موہوم سی بیل پھر طویل ترین خاموشی۔ آسماوری کا دل بیٹھنے لگا۔ اس نے جلدی سے نمبر ڈائل کیا۔ اب اس جانب گہری خاموشی تھی۔ مطلب اس کا نمبر بلاک کر دیا گیا تھا۔ آسماوری کا صدمے کے مارے دل بیٹھنے لگا۔ وہ تیزی سے باہر آئی تھی۔ اور اب رخ سیدھا فلزہ کے کمرے کی جانب کا تھا۔ فلزہ اپنے روم میں ہی یوگا کر رہی تھی اور آج دیا بھی وہیں موجود تھی۔ جب وہ کمرے کا دروازا کھول کر اندر آئی۔

فلزہ آسن لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی جب کسی کو طوفان میل کی سی رفتار سے اندر آتے سنا تو ناگواری سے آنکھیں کھولیں۔ مگر سامنے آسماوری شاہ کو دیکھ کر ایک سرد سی سانس کھینچی۔

پھر ناراض کر دیا اس ہری بلا کو۔۔۔

فلزہ کے لطیف سے طنز پر وہ پیر پٹختی اس کے بیڈ پر ڈھے گئی۔ فلزہ نے رات اسے انتہائی غصے سے باہر جاتے دیکھا تھا۔

اب کیا کروں۔۔۔

وہ روہانسی ہوئی۔

صبر۔۔۔

تسلی بخش جواب تھا۔ فلزہ نے دوبارا آنکھیں بند کر لیں۔

اچھا سنو ناں فلزہ پلیز وہ میں۔۔۔

روانی سے چلتی زبان کو بریک سی لگی تو فلزہ نے پھر اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

وہ میں ان کے پاس انھیں منانے ان کے اپارٹمنٹ جانا چاہتی ہوں،،

اس نے انگلیاں چٹخاتے نگاہیں جھکا کر کہا۔

اور میرا انہیں خیال کے سکیورٹی ریزنز کی وجہ سے وہ کبھی بھی تمھیں یا کسی اور کو اس بات کی اجازت بھی دے گا تم یہاں سے باہر نکلو،،اسی لئے میری طرف سے سفید انکار ہے،،اسی لئے بہتر یہی ہے کہ سکون سے گھر بیٹھو،،جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو خود ہی واپس آجائے گا،،تب منالینا اسے تسلی سے،،

فلزہ نے کورا سا جواب دے کر آنکھیں موند لیں۔ آسادری اب اس کی اس قدر شدید ناراضگی کا سوچ کر ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھی تھی۔ تبھی فلزہ کو ہری جھنڈی دکھاتے دیکھ وہاں سے اٹھ آئی۔

اپنے کمرے میں آکر یہاں سے وہاں بے چینی سے ٹہلنے لگی۔

تب بہت اچانک ایک فیصلہ کیا اور بے وقوفوں کی طرح اس پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ بھی کر لیا۔۔

اپنی ڈریسنگ کھولی اسی دن والا لہنگا نکالا اور فریش ہو کر پہن لیا۔ کافی دیر تیاری کرتی رہی۔ بالوں کا اونچا سا جوڑا بنا کر اس میں سفید شفاف سچے موتیوں سے بنا ہار پن کر لیا۔ ساری جیولری پہنی اور وہ نتھ بھی جو کہ پنکی دادو نے اسے دی تھی اس نے پہن کر دکھائی تو سب نے ہی بے تحاشا تعریف کی تھی کہ وہ اس پر بہت جچ رہی ہے۔

کچھ دیر کی محنت کے بعد وہ پورا پورا اس کے لیے سج گئی تھی۔۔ سچ کا وقت ہو چکا تھا۔ دینا بلانے آئی تو اس نے اندر سے ہی طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر منع کر دیا۔ اس کے حساب کے مطابق اس

وقت مرد حضرات میں سے زیادہ تر نے باہر ہونا تھا۔ اور باقی سب نے لنچ کے لیے کچن کی جانب موجود ہونا تھا۔

وہ شال اوڑھے دبے قدموں بیرونی کوریڈور کی جانب سے باہر نکلی تھی۔ وہ سب کی نگاہوں سے بچ بچا کر پورچ کی جانب آئی تھی۔ گارڈ کو اشارہ کر کے پاس بلایا۔ وہ اس کے پاس آ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

سنو گاڑی تیار کرو،، مجھے احان نے ابھی اور اسی وقت اپنے اپارٹمنٹ بلایا ہے،،

اس نے کانفیڈینٹ ہو کر جھوٹ بولا۔

مگر میڈم سر نے تو کہا تھا اب آپ باہر نہیں نکلیں گی،،

گارڈ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں کہ احان نے مجھے بلایا ہے،، ٹھیک ہے اب احان ہی تم لوگوں سے نمٹے گے،،

وہ چڑ کر بولتی واپس جانے لگی تب گارڈ نے اسے روک لیا۔

رکیں میڈم،، میں ابھی کرتا ہوں بندوبست،،

اس نے کہتے ڈرائیور کو بلایا۔

کچھ ہی دیر میں ڈرائیور اور دو گارڈز کے ہمراہ اس کی گاڑی وائیٹ ہاؤس سے نکلی تھی۔

فلزہ جسے آساوری کے جانے کے فوراً بعد ہی اس کارنامے کی اطلاع ملی تب اس نے فوراً احان کو فون کیا تھا۔اور یہ سب سن کر احان کا دماغ بھک اڑ چکا تھا اس نے بے چینی سے فون کو گھورا اور فوراً اپنے آفس سے باہر نکلا۔

اور تم لوگوں نے یا گارڈز نے اسے روکا کیوں نہیں فلزہ۔۔۔وہ بے بسی سے اپنا ماتھا مسلتا چلایا۔

میڈم سب کو بتائے بغیر گارڈز سے جھوٹ بول کر نکلی ہے۔۔

فلزہ نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

اوکے میں دیکھتا ہوں مجھے اس کی لوکیشن سینڈ کرو۔۔

احان نے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی بھگائی۔کسی انہونی کے ہونے کے خیال سے اس کا حلق خشک ہوا جارہا تھا یہ لڑکی کسی دن اس کی جان لے کر چھوڑے گی۔طیش واشتعال سے احان کا برا حال تھا۔

اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔فلزہ کا جان لیوا میسج سن کر اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

آساوری بے چینی سے انگلیاں چٹخا رہی تھی۔موسم بھی تو بے تحاشا سرد،ابر آلود اور طوفانی قسم کا ہو چکا تھا۔اسے اب اپنے اس اقدام پر گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی حشمت راؤ کے کتے اس کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔بہت جلد دشمن تک اطلاع پہنچ چکی تھی کہ وہ اسٹیٹ ہیلس سے اکیلی باہر نکلی ہے۔اتنی ہی تیزی سے حشمت راؤ نے اپنے آدمیوں کو آساوری کو کڈنیپ کرنے کا بولا تھا۔

ابھی گاڑی آدھے رستے میں تھی جب سنسان جگہ پر گاڑی کا رستہ روک دیا گیا تھا۔ ایک گاڑی نے سامنے اور ایک نے پیچھے سے ان کا راستہ کاٹا۔ گاڑیوں سے بھدے قسم کے خوفناک شکل کے غنڈوں کے نکلتے دیکھ آساوری کے ہوش اڑ گئے تھے۔ اسے ظلزہ کی بات مان لینی چاہیے تھی۔

تم لوگ چلورک کیوں گئے،،

آساوری چلائی۔

میڈم آپ نیچے جھکیں،،،

ایک گارڈ چلایا۔

تبھی ان غنڈوں نے گارڈز پر حملہ کر دیا تھا۔ دونوں طرف سے فائرنگ کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ آساوری اپنی بے وقوفی پر رونے لگی تھی۔ ان غنڈوں نے گارڈز کو زخمی کر دیا تھا۔ اور بہت جلد گاڑی تک پہنچ گئے تھے۔ گاڑی لاکڈ تھی۔ اب وہ لوگ ایک جانب سے گاڑی کا دور کھولنے کی کوشش کرنے لگے۔ آساوری روتی چلاتی ایک جانب کھسکی جا رہی تھی۔ تب انھوں نے لاک توڑ دیا تھا۔

اے دور رہو مجھ سے،،ہاتھ مت لگانا مجھے،،

وہ چلاتی رہی۔ مگر ایک دیو ہیکل غنڈے نے اسے بازو سے دبوچ کر گاڑی سے نیچے گھسیٹا۔ وہ بری طرح چلا چلا کر رو رہی تھی۔

تبھی احان اور اس کے آدمی وہاں پہنچے اور چپکے سے آگے بڑھنے لگے۔ آساوری کی چیخیں سن کر احان کی دماغ کی رگ پھولنے لگیں تھیں۔ انھوں نے تیزی سے ان پر اپنا گھیرا تنگ کیا۔

آساوری نے مزاحمت کرتے اس غنڈے کے بازو میں ناخن گاڑھے۔ جس سے اس جنگلی نے طیش میں آساوری کو ایک تھپڑ جڑ دیا تو آساوری کی آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی تھی۔

او میڈم،،اب تم بوس کی چہیتی تو رہی نہیں اس لیے زیادہ چوں چراں کی تو گولی مار دوں گا،،ویسے بھی اب تمھیں خان زوار ٹیل کی خواب گاہ میں بھیجنے کا حکم ملا ہی ہے تو دل کر رہا ہے تمھیں پہلے اپنی ہی دلہن بناؤں،،چپ چاپ ٹھکانے پہنچتے دو نہیں تو اپنا پروگرام یہیں جاری کر دوں گا،،،

وہ انتہائی خباثت سے بولا تو آساوری کو اپنے ہونے پر افسوس ہوا۔اور حشمت راؤ جیسے اپنے دادا سے سخت نفرت اور کراہیت محسوس ہوئی جو اپنی دشمنی آنا اور ضد کی جنگ میں اسے جانے رسوائیوں کی کونسی کھائی کو نے جہنم میں دھکیلنے جا رہا تھا۔

چھوڑو مجھے،،،

وہ چلائی مگر وہ جنگلی بے دردی سے اسے گھسیٹ کر اپنی گاڑی تک لایا تھا۔اس سے پہلے وہ اسے اپنی گاڑی میں پھینکتا فضا میں ایک شعلہ سا لپکا تھا اور اس غنڈے کی کھوپڑی میں ایک سوراخ کر گیا۔

وہ بری طرح چنگھاڑنے لگا۔وہ غنڈے الرٹ ہوئے۔فائرنگ کا تبادلہ ہونے لگا۔

نیچے جھکو،،،

اپنے مسیحا کی آواز سن کر آساوری کی جان میں جان آئی تھی۔وہ گاڑی کی اوٹ میں بیٹھتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔اس کی وجہ سے خون کی ندیاں بہہ گئیں تھیں۔ انسانی اعضاء کٹ کٹ کر نیچے گرنے لگے۔احسان غصے سے پاگل ہو چکا تھا چلتا خوف و خطر سامنے آ کر فائرنگ کرنے لگا تبھی ایک گولی احسان کے بازو کے گوشت میں پیوست ہوئی تھی۔

آساوری خوف دہشت سے بری طرح سہم گئی۔

غصے اور اشتعال میں پاگل وہ ان غنڈوں کو مولی گاجر کی طرح اپنے اسکیلپل سے کاٹ رہا تھا۔ احان نے بہت جلد ان پر قابو پالیا تھا اور اب وہ اس غنڈے کی چھری لہو چیز رہا تھا جو آساوری کو مغلظات بک رہا تھا۔ آساوری بہت زیادہ خوفزدہ ہو چکی تھی۔

احان نے تقریباً اس کی چھری لہو چیز ہی دی تھی۔

بس کریں احان، پلیز بس کریں یہ خون خرابہ،،

آساوری نے اس کا بازو پکڑا اور اس کے بازو سے سر ٹکا کر پھر رو دی۔

احان نے ایک شرر بار نگاہ اس پر ڈالی اس کی کلائی دبوچی۔

یہ سب کلیئر کرو یہاں سے،،

اپنے آدمی کو کہتا وہ اپنی گاڑی تک آیا۔ آساوری اس کے غصے سے سہمی اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔ احان نے اسے فرنٹ سیٹ پر دھکیلا۔ اور خود فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھا۔ گاڑی جھٹکے سے سٹارٹ ہوئی اور ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ اس کی دبی دبی سسکیاں گاڑیاں گونجنیں لگیں۔ احان کس حصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا رہی ڈرائیونگ کرتا وہ سارا غم و غصہ جیسے شیئر نگ پر نکال دینا چاہتا تھا۔ آساوری نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ آساوری بری طرح بوکھلائی تھی جب اس کے بازو سے بھل بھل خون بہتے دیکھا۔

احان،،،پپ،،،پلیز،،،اب،،،یہ مت،،،کہیے،،،گا کہ،،،یہ،،،خ،،،خون،،،آپ کا،،،ہے،،،

اور،،،آپ کک،،،کو،،،میری،،،وجہ،،،سے،،،چوٹ،،،لگ گئی،،،

وہ بے تحاشا روتے اس کے بائیں زخمی بازو کو تھامنے لگی جب احان نے اسی بری طرح خود سے دور جھٹکا۔

ڈونٹ کِل می آسماوری شاہ،،دور رہو مجھ سے،،اینڈ ان فورٹیونیٹلی ہر دفع ہی میرے ہر زخم کا سبب
تم ہی بنتی رہی ہو آسماوری شاہ،، تمہیں تو اب تک عادت ہو جانی چاہیے تھی اس سب کی،،تو یہ
آنسو کیوں بہا رہی ہو اب،،
وہ بولا کم دھاڑا زیادہ تھا۔
احان مم،،مجھے،،،معاف کر،،،دیں،،،ورات،،،آپ نے،،،مجھے،،،بلایا،،میں گھبرا گئی،،،،
تھی،،،اور ناراض بھی تھی،آپ سے،،،،،مجھے لگا،،،،آپ مم مجھے،،،منانے آئیں گے،،،مگر
آپ مجھ،،،سے ہی،،،ناراض،،،ہو گئے،،اور،،،اتنی،،،بری،،،طرح،،،ناراض ہو گئے،،،
احان،،آپ کی ناراضگی،،،میری جان،،لے جاتی ہے،،،میں آپ،،،کی ناراضگی،،،برداشت
نہیں،،،کر سکتی ناں،،،مجھ سے،،،غلطی،،ہو گئی،،،مجھے معاف،،،کر دیں،،،مم مگر،،مجھ سے
ناراض،،،مت ہوں،،،
وہ ہچکیوں کے دوران اکھڑے سانس کے ساتھ اپنے نازک سے دل کا حال بیان کرنے لگی۔ یہ سب
سن کر احان نے ایک نظر اس کے لرزتے کانپتے نازک سے سراپے پر ڈالی اور تمام غصہ جھاگ کی
طرح بیٹھتا چلا گیا۔ مگر جو اس نے لاپرواہی کی تھی وہ ناقابل تلافی بھی تو تھی تبھی وہ اسے اتنی
جلدی بخشنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا مگر وہ اس کی غیر ہوتی حالت پر متفکر بھی ہوا تھا۔
انسیلر کہاں ہے تمہارا،،
احان نے ہر چیز نظر انداز کر کے اس سے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔
وہ تت تو،،،دوسری،،،،گاڑی میں،،،

آسماوری نے اتنا ہی بول کر احان کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ اب زرد پڑنے لگی تھی۔ احان اپارٹمنٹ پہنچ چکا تھا۔ گاڑی پورچ میں رکی۔۔

احان گاڑی سے نیچے اترا اور تیزی سے اسے اپنی گود میں اٹھا کر اندر لایا۔ اندر اسے لاونج میں لا کر نیچے اتار کر صوفے پر بٹھایا۔

نہیں ہوں میں ناراض۔۔ اب ریلیکس ہو جاؤ اور گہرے گہرے سانس لو۔۔

احان نے اسے کہا تو اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اور اچھے بچوں کی طرح اس کا کہنا مانتے ہوئے گہرے گہرے سانس بھرتے اپنی حالت اسٹیبل کرنے لگی۔ احان کے چہرہ درد و تکلیف کی انتہا سے سرخ پڑ چکا تھا وہ اندر گیا اور فرسٹ ایڈ باکس اور گرم پانی لا کر لاونج میں بنے آتش دان کے سامنے دیوز گھٹنوں کا بل بیٹھ گیا اپنی شرٹ اتاری۔۔ آسماوری کی سانس کسی حد تک سنبھل چکی تھی اب وہ پھر روتے ہوئے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

میری ناکام محبت مجھے واپس کر دی
یوں میرے ہاتھ میری لاش تھما دی اس نے

کتنی بار،،، آخر کتنی بار وہ اس کی محبت کو بے وقعت کر کے اپنے پیروں تلے روندے گی۔ احان کا سوچ سوچ کر دل غم سے پھٹ رہا تھا۔ وہ اس کے بار بار اس کو کہنے کے باوجود اتنی بڑی لاپرواہی کیسے کر سکتی تھی۔ وہ لبو چھلکاتی نگاہوں سمیت آتش دان کے سامنے بیٹھا اپنی شرٹ اتار کر اب اپنے زخم کو گرم پانی سے صاف کر رہا تھا۔ وہ ڈھیٹ بنا اپنے گہرے زخم کو ٹٹول رہا تھا۔

درد و تکلیف اس قدر تھی کے اس لہو چھلکاتے چہرے کے ساتھ وہ زور سے آنکھیں بھینچے برداشت کی آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔

تبھی ایک نرم گرم کانچا سا لمس اسے اپنے ہاتھ پر محسوس ہوا تو چونکا اور آنکھیں کھولیں۔اس کے بے حد قریب وہ برائڈل ڈریس میں پور پور سجی دودھاری تلوار بنی اس کے دل کے زخموں کو چیرتی لرزتے وجود سے بے تحاشا آنسو بہاتی اس کے ہاتھ سے وہ کپڑا لینے کوشش کر رہی تھی۔

اس سے پہلے کے وہ اپنا تمام غم و غصہ اس پر نکال دیتا۔اس کا جوڑا اپنے ہاتھ میں جکڑا تھا۔جوڑے کے موتی ٹوٹ کر فرش پر بکھرے تھے بال بکھر کر کمر پر گرے،آنسوؤں سے تر چہرا اپنے چہرے کے قریب کر کے اپنی لال انگارا آنکھیں اس ظالم بے حس لڑکی کی آنکھوں میں گاڑھیں جو ہر مقام پر اس کے عشق کو اپنے پیروں تلے روندتی تھی۔۔

آساوری شاہ،،،اس سے پہلے میں اپنے ہاتھوں سے تمھاری جان لے لوں،فی الحال گیٹ لاسٹ فرام ہئر،چلی جاؤ یہاں سے،،،

یہ بول کر اس نے اسے خود سے دور پھینکا تھا۔

وہ اوندھے منہ فرش پر گری تھی۔اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔احان نے آتش دان میں گرم کی گئی اپنی سوئس نائف اپنے بازو پر رکھی اور ایک ہی جھٹکے میں اپنے بازو کے گوشت میں پیوست کر کے وہ بلٹ نکال باہر کی۔مگر اس دوران اس کے بھاری چیخیں پورے کمرے میں گونجیں تھیں۔

آساوری تڑپ کر اٹھی اور ایک مرتبہ پھر اپنا دوپٹہ پھاڑ کر بھل بھل بہتے خون پر فولڈ کر کے رکھا۔

احان نے اسے پھر زخمی نگاہوں سے دیکھا۔

پیچھے ہٹو،،،

وہ غرایا مگر اگلا پل وہ دم بخود رہ گیا تھا۔ جب وہ بے تحاشا روتی اس کے خون میں رنگے سینے سے لپٹ چکی تھی۔

نو،،احسان،،،،تو میں ہر گز آپ سے دور نہیں جاؤں گی،،، کبھی نہیں،، کتنی مرتبہ مجھے خود سے دور کریں گے،، کتنی مرتبہ خود سے دور کرنے کی وجوہات دیں گے مجھے آپ،،،اب بس،،، کہیں نہیں جاؤں گی میں،، اگر اب آپ نے مجھے خود سے دور کرنے کی کوشش کی تو آپ کی جان لے لوں گی میں،،، سمجھے آپ،،،

وہ ہزیانی سی ہو کر چلائی۔ ساتھ اس کے خون میں رنگے سینے پر مکے بھی برسا رہی تھی۔ ایک مرتبہ پھر آسماوری شاہ کے بال احسان کی مٹھی میں آئے تھے۔ ایک ہاتھ کمر پر سختی سے لپیٹا۔ ایک مرتبہ پھر احسان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں تھیں۔

یہ جو تم کر رہی ہو اس کا انجام جانتی ہو تم،، جزبوں سے چور مخملیں آواز اور نگاہوں کا فوکس آسماوری کی نتھ کا موتی (جو اس کے اوپری گداز لب کو چھو رہا تھا) آسماوری کا حلق خشک کر چکا تھا۔

"ایک مرتبہ اور جان لیں گے میری آپ تو لے لیں،،،

وہ بھی تو تنگ آ چکی تھی اس سب سے سو آخری داؤ بھی کھیل گئی اور بے لچک لہجے میں بولی وہ جانتی تھی سبز آنکھوں سے شعلے سے لپک رہے تھے جو آج اس نازک سی جان کو جھلسا کر فنا کر دیں۔ مگر پھر بھی وہ اب اس کی بے اعتنائی و بے رخی سے عاجز آ چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ اور پناہ بھی یقیناً اسی کی بانہوں میں چاہتی تھی تبھی اتنی جرات دکھا گئی۔

"مگر اس بار بالکل الگ طریقے سے جان لینے کا سوچا ہے میں نے تمھاری،، تو اچھی طرح سوچ لو،،
کہیں اس طوفان سے الجھ کر بے جان نا ہو جاؤ،،
احان نے کہتے اس کے ننھے کے موتی پر اپنے لب رکھے تھے۔ آسماری نے تڑپ کر اس کے
کندھوں پر ہاتھ رکھے تھے۔ اور ایک سسکی سی بھری۔
"کیا ہوا؟ نہیں آیا نا گلا سانس،، دعوے اتنے ہی کر و جتنا برداشت کر سکتی ہیں،،،
احان نے جیسے اس کے دعووں کو ہوا میں اڑایا تھا۔
نن،،، نہیں،، مم،،،، میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں مم،،، مگر آپ سے دوری نہیں،،، آپ کی
ناراضگی نہیں،، آپ کا غصہ نہیں،،،
وہ اس کی پناہوں میں اسی کی دوری کا شکوہ کر کے شاید بہت بڑی بھول کر بیٹھی تھی۔
مگر احان نے استہزایہ سی ہنسی ہنستے اسے خود سے دور کیا۔ پاس پڑے فرسٹ ایڈ باکس سے بمشکل
مگر اپنے بازو کی ڈریسنگ کی۔ خون بند ہوا تھا۔ خود کو پین کلر انجیکشن لگایا۔ کچھ بہتر محسوس کیا تو
اپنی شرٹ پہن کر اس کے بٹن بند کرتا بمشکل وہاں سے اٹھا۔
(وہ اپنے لب کاٹتی اذیت سے اس کا ایک ایک عمل دیکھتی رہی۔ مگر جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو
آسماری کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی وہ اس کے دل کو اپنے پیروں تلے کچل کر جا رہا ہے۔ وہ
اس سے ناراض ہو کر جا رہا ہے اسے بے مول کر کے اسے نظر انداز کر کے۔ اپنی ذات کی جوں
نفی ہوتا آسماری شاہ کو ماہی بے آب کی طرح تڑپا گئی)
احان واپس مڑ کر اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا جب قدم اپنی جگہ پر منجمد ہو گئے۔
آسماری لپک کر اس کی کشادہ پشت سے لپٹی تھی۔

احان بس کردیں اب یہ رخی،،میں آپ کی یہ بے اعتنائی اور سرد مہری برداشت نہیں کر سکتی،،

احان میں مر جاؤں گی،،میں مر رہی ہوں آپ کے بغیر،،

وہ بھیگے لہجے میں سسکی تھی۔آساوری کے آنسوؤں نے احان کی پشت سے اس کی شرٹ نم کی تھی۔

احان نے اپنے سینے سے لپٹے ان سفید مرمریں ہاتھوں کو دیکھا انھیں تھام کر اسے ایک جھٹکے سے کھینچ کر اپنے روبرو کیا اور آتش دان کے قریب بنے پلر سے لگا کر اس کے بے تحاشا قریب ہوا کمر کے گرد اس کی گرفت میں اس قدر سختی تھی کہ آساوری کو لگا اس کی پسلیاں چیخ جائیں گی۔

بسسس،،،اب بس،،میری بھی تو بس ہو چکی ہے آساوری شاہ،اور اب میں بھی یہ دوری ایک پل ایک سیکنڈ کے لیے بھی برداشت نہیں کروں گا،،آج تمھارے اور میرے بیچ آنے والی اس ہوا کو بھی ختم جانا پڑے گا،،میں اپنے اور تمھارے بیچ آنے والی روشنی تک کا گلا گھونٹ کر اسے اندھیروں کے سپرد کر دوں گا،،اسی لیے آج تمھاری جانب سے ذرا سی بھی مزاحمت ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمھارا بھی گلا دبا دوں گا،،،

اس کے یہ الفاظ سن کر آساوری کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔کچھ کہنے کی چاہ میں لب پھڑپھڑائے مگر وہ لاجواب ہو گئی۔

اس نے گھمبیر بوجھل مگر سخت لہجے میں کہتے ہوئے آساوری شاہ کی اس کے لیے آزار بنتی وہ نتھ اتار کر پیچھے کی تھی اور ان گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں الجھاتا چلا گیا۔

آساوری نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی مگر اپنے ہونٹوں پر اس کی جارحانہ شدتیں وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔تبھی اس کی شرٹ کندھوں سے بری طرح اپنی مٹھیوں میں جکڑی۔فسوں خیز

خاموشی طوالت اختیار کرنے لگی۔ آسماری کو اپنے لبوں پر وہ شدتیں سہنا پڑیں جن سے وہ رات پناہ چاہتی ہوئی چھپ گئی تھی۔ دامن بچا گئی تھی مگر اب نہیں بچا پائی کہ اب اس جان لیوا قربت سے گریز ممکن نہیں تھا۔ اس کا سانس تھمنے لگا۔ مگر آج وہ اس سے الگ ہو کر اس کی جان خلاصی کرنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا تبھی ہلکی بیئرڈ کی چبھن اب گال سے گردن اور گردن سے گہرائیوں میں سفر کر رہی تھی۔

احا.....ان...

وہ ہانپ گئی۔ مگر اس نے اس کی کان کی لو کو اپنے لبوں میں دباتے آسماری کے ہاتھ اٹھا کر اپنی شرٹ پر رکھے تھے۔ آسماری اس کا مطلب اس کی طلب سمجھ چکی تھی پھر جرات و ہمت کا مظاہرہ کرتے وہ اس کی چاہت پر عمل کرنے لگی۔ احان کی بانہوں کا گھیرا لمحہ بہ لمحہ تنگ پڑنے لگا۔ اب آسماری کے نرم و ملائم ہاتھوں نے اس کے کسرتی سینے کو چھوا تو وہ پوری طرح بے خود و مدہوش ہوتا چلا گیا۔ آسماری نے گھبرا کر احان کے سینے میں خود کو چھپا لیا۔ احان نے اسے تھام کر پلٹر سے لگایا اور اس کی پچھلی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ احان کے ہونٹوں نے اس کی گردن کی نرماہٹوں کو محسوس کیا۔ آسماری نے بے تحاشا برداشت کرتے پلٹر کو تھام لیا۔ احان نے اسے بانہوں میں بھرا۔ وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

احان اسے لے کر صوفے تک آیا تھا۔ اسے صوفے پر لٹا کر خود جائے فرار کی ہر راہ مسدود کرتا اس کے اوپر گہری گھٹاؤں کی طرح چھا گیا۔ اس کے ہاتھوں نے مزید گستاخیاں کی۔ پہلو اور کمر کی نرماہٹ محسوس کرتے گہرائی تک پہنچے۔

احان....پلیز....

اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے بیچ وہ بمشکل بولی۔

"اپنی سانس کو قابو میں رکھو آسادری شاہ کہ آج یہ اٹک بھی گئی تو پھر بھی میں تم پر رحم نہیں کروں گا،،

اس کی کلائیوں کو جکڑتے احان کے ہونٹ جابجا سفر کرنے لگے۔

احا،،،ان،،،،یہ،،،،،لاء نچ،،،،،

وہ مچلی۔ رہا نہی ہوتی ایک اور بہانہ گھڑا مگر

یہ میرا اپارٹمنٹ ہے میری جان،، کوئی نہیں ہے یہاں،، نا ہی کوئی آسکتا ہے،، اور اب خاموش رہو،، تمھاری آواز مجھے ڈسٹرب کر رہی ہے،، بس جی کڑا کر کے رکھو،،

احان نے کہتے اس پر مکمل دسترس حاصل کرنا چاہی تھی مگر بیچ میں چنگھاڑتے فون کی بیل سنائی دی تو احان کا دل کیا اس دنیا کو یا کم از کم اس فون کو ہی آگ لگا دے۔ وہ اس سے الگ ہوا اور اٹھ کر آتش دان کے پاس پڑے اپنے فون کو لیس کر کے کان کو لگاتے ایک نظر آسادری کی ابتر ہوئی بکھری حالت کو دیکھا۔ وہ فون کی جانب متوجہ ہوا اور تقریباً پانچ منٹ بات کر کے اب کی بار فون سوئچ آف کر کے ٹیبل پر تقریباً پٹخنے کے انداز میں رکھا۔

احان پیچھے مڑا تو وہ صوفے سے غائب تھی۔ وہ گہرا مسکرایا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا اپنے کمرے میں آیا اور پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا۔

آج تمہارا چھپنا چھپانا یا کسی قسم کا گریز تمہیں میرے پاگل پن سے نہیں بچا پائے گا آسادری احان ماہر خان،،،

وہ جو ڈریسنگ روم کے دروازے کے پیچھے دبک کر کھڑی تھی احان کی اس سرگوشی پر بھر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ وہ اپنا ڈریس چینج کر چکی تھی اور اب احان کی ہی سادہ سی ریڈ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں تھی۔ احان بہت جلد اس تک پہنچا تھا۔ اس کندھوں سے تھام کر اس کی پشت اپنے کشادہ سینے سے لگائی۔ وہ آنکھیں بند کیے گہرے سانس بھرنے لگی۔ احان نے اپنا بازو اس کے پہلو کے گرد لپٹایا۔

واٹ ہیپنڈ میری جان،،،؟

احان کی سرگوشی پر اور پچھلی گردن پر اس کے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرتے آساوری کی پھر جان پر بن گئی۔

احان مم،، مجھے ڈر لگ رہا ہے،،

اس کی ساری بے باکی اور دیدہ دلیری احان کی جسارتوں اور گستاخیوں کے آگے جھاگ کی طرح بیٹھ چکی تھی۔ احان اس کی معصومانہ سی بات پر گہرا مسکرایا۔ نرمی سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تو آساوری نے خود کو اس کے کشادہ سینے میں چھپانے کی کوشش کی۔

میں نے مدتوں اس گھڑی اس پل کا انتظار کیا ہے آساوری،، بہت پاکیزہ اور قیمتی لمحات ہیں یہ میرے لئے،، میں اپنے ایک ایک عمل سے تمہیں باور کروانا چاہتا ہوں کہ میں نے برسوں تمہیں کتنا چاہا ہے،، کتنا تڑپا ہوں میں تمہارے لئے،،

احان نے کہتے اس اپنی باہنوں میں بھرا اور لا کر بیڈ پر لٹایا لائٹ آف کر کے وہ اس کے اوپر جھکا اس پر گہرے سائے کی طرح چھا گیا۔ آساوری نے پھر اسی میں اپنی جائے پناہ تلاش کرنا چاہی مگر احان نے اس کی شہ رگ پر اپنے لب رکھے تھے۔ آساوری کو لگا آج وہ بے جان ہو جائے گی۔ وہ

اس کی باتھوں میں ٹوٹ رہی تھی بکھر رہی تھی جسے وہ لمحہ بہ لمحہ خود میں سمیٹ رہا تھا۔ احان کے ہونٹوں نے کندھوں سے ہاتھ تک کا سفر کیا۔ اس کی بڑھتی ہوئی بے باکیوں اور گستاخیوں سے گھبرا کر آساوری نے اپنی آنکھیں ہی زور سے بند کر لیں جن پر اسے احان کے ہونٹوں کا گرم لمس محسوس ہوا تھا۔

Do I understand that you are ready to surrender yourself completely to me?

احان کی جان لیوا سرگوشی سے اس نے ایک گہرا سانس بھرا تھا۔ پھر اس کی شدتیں ناقابل برداشت حد تک بڑھتیں تو آساوری کی سانس اٹکی جاتی پھر وہ فوراً ہی نرمی اختیار کر کے اس کے سینے میں اپنی سانسیں انڈیل کر اسے خود کو برداشت کرنے کی ہمت دے دیتا۔ محبت کی خماری تھی جو سر چڑھ کر بولی تھی۔ تبھی وہ دونوں آج ایک دوسرے کو پا کر مکمل ہو گئے تھے۔ یہ برسوں کے ادھورا پن مکمل ہو گیا تھا۔

"مجرا کلاس لینے کے بعد اپارٹمنٹ میں واپس آئی تو اسے سامنے لاؤنج میں بیٹھا پا کر دل کی دھڑکن بے ترتیب سی ہو گئی۔ مگر وہ نگاہیں جھکائے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ شال اتار کر فولڈ کر کے اپنی ڈریسنگ کھولی تو بڑی بڑی چاکلیٹ براؤن آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے کمرے میں آیا تھا۔

"مجرا نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ مم، میرا سامان،،

معجزا بس اتنا ہی بول پائی۔ اس کی نگاہیں اور دیکھنے کا انداز اب اسے کنفیوز کر رہا تھا۔

وہ تمہارا سامان میں نے اپنے روم میں شفٹ کروا دیا،،

امن نے اطمینان سے کہا تو معجزا گھبرا گئی تھی۔ اس نک سک سا تیار دیکھ معجزا کو اور کچھ نا سوجھا

تو

آپ کہیں جا رہے ہیں،،؟؟؟

اس سے رخ موڑ کر یونہی موبائل میں کوئی ہویدہ چیز ڈھونڈنے لگی۔

ہاں میں کورٹ جا رہا ہوں،، سایا کیس کی ہیئرنگ ہے،، ہمارے پاس سارے ثبوت موجود ہیں،،

انشاءاللہ وہ جانور آج جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے،، کچھ بھی ہو سکتا ہے،، وہ جانور خوب

جھنجھلائیں گے،، تم دعا کرنا میں غازی ہو کر لوٹوں،، نہیں تو دوسرا آپشن (شہادت) بھی بہت پیارا

ہے،،

وہ جو سکون سے اس کی بات سن رہی تھی اس کی آخری بات پر اس کی جانب پلٹی۔

کیا مطلب،، آپ کے یہ دوسرے آپشن کا کیا مطلب ہے،،؟

معجزا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں،،

امن نے اس کے اور اپنے بیچ کا وہ دو قدم کا فاصلہ بھی سمیٹا۔ معجزا نے نگاہیں جھکاتے دوسری

جانب دیکھا۔

تم چاہتی ہو جزاکہ میں لوٹ کر آؤں،،

امن کے دل میں جانے کیا آیا تو پوچھ لیا۔ معجزا نے پہلو بدلا۔

ظاہر ہے،، آپ واپس آئیں گے تو میں نیکسٹ ٹیسٹ کی تیاری کر پاؤں گی،،

مقبرا نے انگلیاں چٹخاتے چالاکی سے کہا تو وہ اس کی معصومیت پر گہرا مسکرایا۔

او کے میں ڈاکٹر انعم کو بول دوں گا وہ آ کر تمھاری تیاری کروا دیں گی،،

امن نے اب اطمینان سے بول کر اسے بے سکون کیا۔

نہیں،، مجھے ان سے سمجھ نہیں آئے گی،، میں آپ سے ہی تیاری کروں گی،،

مقبرا نے قدرے خفا ہوتے کہا تو اب کی بار وہ کھل کر ہنسا تھا۔ مقبرا نے حیرت سے یہ خوشگوار منظر دیکھا۔ مقبرا نے اسے پہلے مرتبہ ایسے کھل کر ہنستے دیکھا تھا اور یہ منظر انتہائی دلکش تھا کہ وہ مبہوت رہ گئی۔ تب امن نے بہت اچانک جھک کر اس کے ماتھے پر ایک سلگتا سا لمس چھوڑا تھا۔ مقبرا اس لمس پر سٹپٹائی۔

....Say good luck to me

امن نے دھیمے سروں میں سرگوشی کی۔

گڈ لک،، گڈ لک،،

وہ اس کی اتنی سی گستاخیوں پر گھبرا گئی۔ وہ مسکرایا اور اسے گڈ بائے کہتا وہاں سے نکلا۔

کمرہ عدالت میں آج وہ رندے ایکسیکیوشنرز کے آمنے سامنے تھے۔ سایا کو بحفاظت کورٹ لایا گیا تھا کہ وہ ایڑھیاں رگڑنے کے باوجود اس کے بال تک بھی نہیں پہنچ پائے تھے۔ وہ عدالت میں مکمل پردے میں آئی تھی۔ ایکسیکیوشنرز کی جانب سے ایسے ثبوت اور گواہ پیش کیے گئے کہ فیصلہ اسی

سماعت میں سمایا کہ حق میں سنا دیا گیا تھا۔ ان درندے موں کو ان کے عہدوں سے زندگی بھر کے لیے فارغ کر کے عبرتناک سزا سنائی گئی تھی۔

کورٹ میں اس وقت ارشن جو کہ سمایا کا لوئر تھا، خضر، امن، پاشا ابراہیم، غرض تقریباً سب ہی وائیٹ پیلس سے موجود تھے۔

سمایا بے تحاشا خوش تھی۔ خوشی کے آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے۔ عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ درندوں کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ سمایا کو پھر سے کورٹ سے ہی باحفاظت وائیٹ پیلس بھیج دیا گیا۔ باہر پبلک اور میڈیا موجود تھی۔

ایکسیو شنرز فاتح بن کر ایک مرتبہ پھر کمرہ عدالت سے باہر نکلے تھے۔

باہر نکلتے ہی میڈیا نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ امن جس نے جرائرسٹ کی جانب سے یہ کیس کیا تھا میڈیا کے سوالات کا جواب سہولت سے دے رہا تھا۔ کہ اس کیس نے پاکستان کی تمام عدالتوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

تبھی اچانک دشمنوں نے حملہ کروا دیا تھا۔ پبلک کی بھیڑ میں بھگدڑ سی مچی اور اسی دوران امن پر فائرنگ کی گئی تھی۔ ایک آندھی گولی امن کے سینے میں پیوست ہوئی تھی۔

بہت تیزی سے پبلک میں چھپے ایکسیو شنرز کے گارڈز نے انھیں کور کیا تھا جس سے زیادہ نقصان ہونے سے بچ گیا تھا۔ حملہ آور نے فائرنگ کر کے خود کو بھی شوٹ کر لیا تھا۔

امن زخمی ہو کر پاشا ابراہیم کے بازوؤں میں گرا تھا۔

امن،،،

پاشا ابراہیم نے اسے پکارا۔ جس کے ہونٹوں پر ایک آسودگی بھری سی مسکراہٹ تھی۔

بڑے پاپا،،،اس کا خیال،،،رکھیے گا،،،

امن نے دھیمے سے پاشا ابراہیم کے کانوں میں رس گھولا۔

شٹ اپ امن آریان پاشا،،یہ تمھارے بڑے پاپا کا حکم ہے کہ یہ فرض صرف اور صرف تمہیں

ہی زندگی بھر نبھانا ہے،، سمجھے تم،،

ڈیڈی پاشا ابراہیم کی آنکھوں میں آج آنسو تھے۔

بنا وقت ضائع کیے بغیر وہ سب اسے لئے ہاسپٹل کی جانب روانہ ہوئے تھے۔

"معجزا جو اسی کے کمرے میں اسی کے بیڈ پر اطمینان سے بیٹھی اپ ٹی وی میں بلور اس کی شاندار فتح

کی بریکنگ نیوز سن آرہی تھی اب انھیں عدالت سے باہر آتا دیکھ کر پرسکون سی ہوئی۔

وہ اب میڈیا کے سوالات کا جواب دے رہا تھا۔ معجزا کے لبوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ چھائی۔

وہ اسے ہی بغور دیکھ رہی تھی۔

مگر پھر یہ مسکراہٹ موت کے سے سناٹے میں بدلی جب ٹی وی اسکرین پر اسے لہو میں لت پت

بڑے پاپا کے بازوؤں میں دیکھا۔

معجزا کو لگا اس کے بھی جسم کے پنجرے میں اس کی روح باہر نکلنے کو پھڑپھڑاتی تھی۔اسے اس چیز

کا بھی ہوش نہ رہا کہ اس کے پیروں میں چپل نہیں ہے۔وہ دیوانہ وار اپارٹمنٹ سے باہر بھاگی

تھی۔باہر نکلتے ہی وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔سامنے دیکھا تو ذاکر انعم اسے شدت گریہ اور ضبط کی

انتہا سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔

"معجزا،،

انعم اس کی متوحش حالت دیکھ کر گھبرائی۔

معجزا کچھ نہیں ہوگا ڈاکٹر امن کو، بھروسہ رکھو،،

ڈاکٹر انعم نے اسے تھامنا چاہا مگر وہ پھسلتی مٹی کی طرح اس کے ہاتھ سے پھسل گئی۔

نن،، نہیں،،،وہ،،امن،،

گاڑیوں کو جوق در جوق جزائر سٹ کے ڈرائیوے پر آتے دیکھ وہ آئی سی یو کی جانب بھاگی۔

امن جو سٹریچر پر ڈال کر تیزی سے آئی سی یو کی جانب لے جایا جا رہا تھا۔

نیم جان غنودگی میں جاتے ایک دلدوز چیخ نما پکار پر امن کو اپنی بند ہوتی آنکھیں کھلی رکھنی پڑیں۔

امن،،،،،،،،،،،،،،،

دردناک آواز میں چیخی۔

سٹریچر پر خون میں لت پت اس پکار پر امن نے سینے پر رکھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو ہلکی سی جنبش دیتے ایک منٹ رک جانے کا حکم دیا تھا۔(جبکہ اس وقت اس کی زندگی کے لیے ایک ایک پل قیمتی تھا) کہ گولی دل کے قریب سینے کو چیرتی نکل گئی تھی۔

وہ ننگے پیر برہنہ سر کوریڈور سے دیوانہ وار بھاگ کر اسے پکارتی اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔

معجزا کی یہ حالت دیکھ کر سب کے سینے میں ان کی سانس اٹکی تھی۔ پاشا ابراہیم نے بے بسی سے اس معجزا کی دگرگوں حالت دیکھی۔

وہ ایک جھٹکے سے سٹریچر کے قریب آن رکی اور اس کے لہولہان سینے پر اپنے ہاتھ رکھے۔ڈاکٹرز نے سٹریچر اندر لے جانے کی کوشش کی۔

امن،،،،،،

مہجز انے چیختے ہوئے اس کی شرٹ دبوچی۔امن بس یک ٹک اس کے تواتر سے گرتے آنسو اور بھیگا چہرہ دیکھے گیا۔

امن،،،،، نہیں رہ سکتی میں آپ کے بغیر،،میں مر جاؤں گی،،ایسے مت کریں میرے ساتھ،،آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ،،میں بچ میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر،،

وہ چلاتی اسے جھنجھوڑنے لگی۔

امن نے ہوش کھونے سے پہلے ایک پرسکون سی طویل ترین آخری ہچکی لی اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

سٹریچر کو تیزی سے آئی سی یو کے اندر لے جایا گیا۔

مہجز ابری طرح چیخنے چلانے لگی تھی۔پاشا ابراہیم نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔مگر پھر زیادہ پیک اٹیک پر اسے بیہوشی کا انجیکشن دینا پڑا۔

وہ لوگ بے چین سے کوریڈور میں چکراتے رہے۔ارشن ماہر خان،سوہم پاشا اور کبیر بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے جبکہ ایشان،جبران،آریان اور خضر اندر آئی سی یو میں ہی تھے۔

کئی گھنٹوں کے بعد آریان آئی سی یو سے باہر نکلا تھا اور باہر آکر امن کی سلامتی کی خوشگوار خبر سنائی تھی

CLASSICURDUMATERIAL

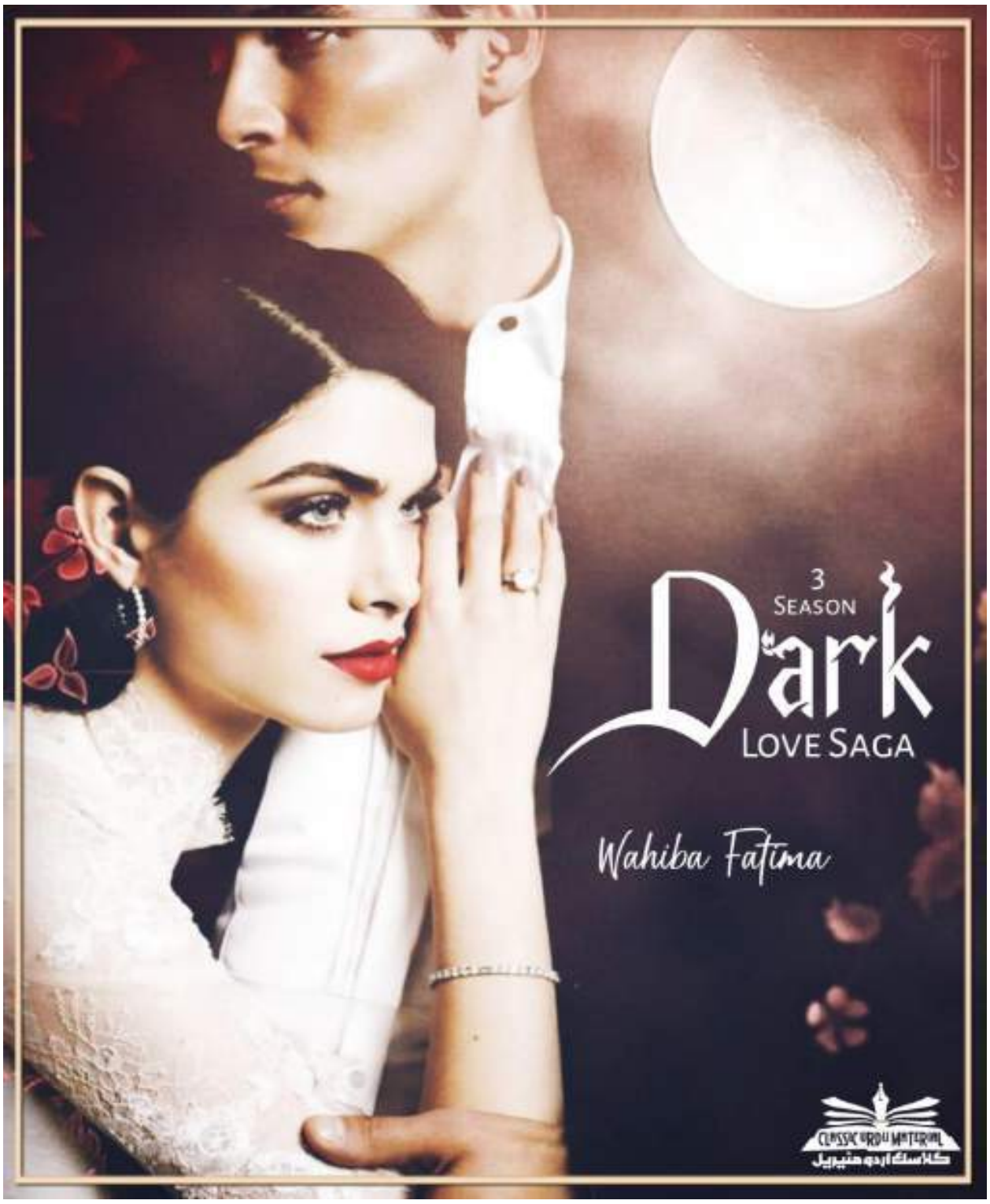
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 45.....

CLASSIC URDU MATERIAL

تھکن سے چور وہ ٹوٹی بکھری حالت میں اس کی بانہوں میں قید گہری نیند میں تھی۔ مگر احان ایک پل ایک سینکڈ کے لیے بھی نہیں سو پایا تھا۔

صد شکر کے بازو میں بلٹ بہت گہرائی میں نہیں اتری تھی۔ پروفیشنل ڈریسنگ کے بعد انجیکشن سے اسے سکون مل گیا تھا۔ مگر اب پھر درد محسوس ہوا تو وہ نرمی سے اس کے پہلو سے اٹھا گرم پانی سے طویل شاور لے کر باہر آیا۔ باہر لاؤنج میں آیا اور پھر سے بازو کی ڈریسنگ کر کے پین کلر لی۔ وہ ان لمحوں کے فسوں میں اب تک جکڑا ہوا تھا۔ تبھی پھر سے بیڈ روم میں چلا آیا۔ بیڈ پر اس

کے پہلو میں نیم دراز ہوا اسے اب یہ چند انچ کی کچھ پل کی بھی دوری ناگوار گزر رہی تھی تبھی ہاتھ بڑھا کر پھر سے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

اس نے سر جھکا کر اپنے سینے سے لگی آساوری شاہ کے چہرے کی جانب دیکھا۔ بڑا بے ساختہ اور معصوم حسن تھا۔ وہ کانچ کی گڑیا اس کی پناہوں میں اس کی شدتوں سے بے حال بے دم سی سوئی ہوئی تھی۔

وہ گہری محویت سے اس کا صبیح معصوم چہرہ دیکھے گیا۔ جس نے شروع دن سے اپنی بے ساختہ مگر بے باک حرکتوں سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ مگر اب وہ اس کی رگوں میں اتر چکی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اس کے دادا کی کرتوتوں کی وجہ سے اس سے نفرت نہیں کر پایا تھا کہ اس میں اس معصوم بے ضرر اور نازک سے احساسات کی مالک لڑکی کا تو سرے سے کوئی قصور ہی نہیں تھا وہ اب تک نہیں جانتی تھی کہ اس کا شیطان دادا اس کی اس پراسرار بیماری کی وجہ سے کیا کیا مکروہ کام سر انجام دیتا رہا ہے۔

احان خود اس کی اس پراسرار بیماری سے بہت پریشان تھا اور در پردہ اسے بتائے بغیر اس کی بیہوشی میں لیے گئے بلڈ سیمپلز کے ذریعے اس کے تمام

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹیسٹ کروا چکا تھا مگر جے کے اور ایشان ڈیڈ نے بھی کہا تھا کہ رپورٹس میں کسی قسم کی بھی بیماری کی نشاندھی نہیں ہو پائی ہے مطلب اس کی تمام رپورٹس نارمل تھیں۔

پھر یہ اسرار بیماری؟؟؟؟

مگر جے کے ڈیڈ نے یہ بھی تو کہا تھا کہ کبھی کبھار ان کے ساتھ بھی یوں ہوتا کہ آ جاتے ہیں کچھ ایسے کیسز جو میڈیکل کی سمجھ سے بھی بالاتر ہوتے ہیں۔ ایسے کام جو میڈیکل سے بھی اوپر ہوتے ہیں اور انھیں سر انجام دینے والے کل جہان کے تخلیق کار رب ذوالجلال کی تخلیق کے انداز کے راز تک ابھی تک کوئی نہیں پا سکا۔

جیسے جے کے اور ایشان لوگوں کے پاس ایک ایسی بچی کا کیس آنا جس کی تمام رپورٹس بلکل نارمل تھیں مگر اکثر اس کے منہ سے خون جاری ہو جایا کرتا تھا۔

احان بھی آساوری کی اس پراسرار بیماری سے پریشان تھا مگر یہ بات قابل غور تھی کہ جب سے وہ وائیٹ پیلس آئی تھی تب سے بیماری کی شدت میں کمی

CLASSIC URDU MATERIAL

واقع ہوئی تھی۔ مطلب اب جب تک وہ یا تو روتی نہیں یا شدید ڈپریشن میں نا ہوتی تو وہ نارمل رہتی تھی۔ اور یہ آحان کے لیے انتہائی خوش آئندہ بات تھی۔

احان کی نگاہوں کی مسلسل محویت کی تپش سے وہ بری طرح کسمسائی تھی۔ اور اس کے مخالف سمت کروٹ بدلنا چاہیے جو کہ اس نے اس کے گرد چٹانی سا حصار قائم کرتے ناکام بنا دی۔ اتنی تھکاوٹ کے بعد اس کی سلگتی نگاہوں کی تپش بھی اس پر گراں گزر رہی تھی شاید۔

،،،،آساوری

احان نے بوجھل سے لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ کسمسائی۔ مگر اٹھی نہیں۔ بلکہ چہرے کے رنگ برنگے زاویے بنانے لگی تو وہ گہرا مسکرایا۔

،،ہیے،، مجھ پر آنکھ رکھنے والی جٹی،،، اٹھو یار

احان نے دانتوں تلے لب دباتے اس کی شفاف بے داغ گال پر اپنی ہلکی بڑھی ٹیبرڈ رب کرتے شرارت سے ایک بہت پرانا حوالہ دیا تو آساوری نے

CLASSICURDUMATERIAL

دھیمے سے آنکھیں کھولیں۔ بلکہ اٹھتے ہی وہ متحیر سی اس کی شرارتوں اور جسارتوں پر بری طرح سٹپٹائی۔

،،،،،،،،،،،،،،احا

آساوری کی اس کے نام کا "ن "کا قتلِ عام کرتے زبان تالو سے چپکی تھی جب احان نے ایک ناقابل برداشت بے باکی کی۔ وہ اس کے اوپر جھکا مکمل اسے اپنی دسترس میں لیے ہوئے تھا اور آساوری سر تا پیر سرخ پڑ گئی۔ احان نے دلچسپی سے اس کے چہرے پر اپنی قربت کے دلکش رنگ چبکھرے ہوئے ہوئے دیکھے۔ کہ وہ پور پور اس کی لمس کے جادوئی رنگوں میں رنگی دوبارا اسے بہکانے اور مدہوش کرنے کا سامان پیدا کر تھی۔

،،،آ،،،، آپ کو ابھی تک یاد ہے وہ اظہار"

آساوری نے جب دیکھا کہ اس کی نگاہوں کا فوکس کیا ہے تو گھبرا کر اس کا دھیان بٹانے کو اس کی سبز جھیل سی نگاہوں میں جھانکتے پوچھ بیٹھی۔

،،، ہمممم،، میرے پاس تو ویڈیو بھی ابھی تک سیو ہے"

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ مسکرا کر بولا تو آساوری نے آنکھوں میں بے حد بے یقینی سموئے اس کی جانب مگر خوشگوار حیرت سے دیکھا۔

،،آپ مزاق کر رہے ہیں ناں"

وہ دھیمے لہجے میں پوچھ بیٹھی۔ جب احان نے ہاتھ بڑھا کر اسی بیڈ کی سائیڈ ڈرار سے ایک ٹیبل نکالا۔ آساوری بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔ اس ٹیبل میں جلدی سے انگلیاں گھما کر ایک ویڈیو پلے کی۔

سوہنیاں شوقیناں وے تو قیمتی نگینہ"

ماڑی چیز اتے آکھ نی میں رکھ دی

"گل سن کے جا سردارا تیرے تے جٹی اکھ رکھ دی

احان نے ویوڈیو پلے کی۔ اس نے جھپٹ کر اسے آف کیا اور ڈلیٹ کرنے کی کوشش کی مگر احان نے ایک زور دار قہقہہ لگاتے اس کے بازو جکڑ کر قابو کرتے وہ ٹیبلٹ واپس ڈرار میں رکھ دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،یہ بہت سٹوپڈ تھی آپ پلیز ڈلیٹ کر دیں،،، اور آپ کو غصّہ بھی آیا تھا ،،،آپ تو اٹھ کر چلے ہی گئے تھے

وہ اس کے شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی روہانسی ہوئی۔

ہاں مجھے شدید غصہ آیا تھا،، اور اس وقت میں یہ بات سمجھ نہیں پایا کہ میرا دل کیوں کر رہا تھا کہ تمھارے اس خوبصورت جسم پر پیٹرول ڈال کر آگ لگا دوں،، کافی دیر میں سمجھ آئی تھی کہ تم اس وجود کا دعوت نظارا سب کو دے رہیں تھیں اور میرا دل کیا تھا اس وقت اس حال میں بیٹھے ہر وجود کی آنکھیں ،،،نوچ لیتا یا کم از کم تمھیں ہی زندہ جلا دیتا

احان کے کہتے سبز آنکھوں سے شعلے سے لپکے تھے لہجے نارمل تھا مگر یہ کہتے اس کی لمس میں اس قدر شدت آئی تھی کہ آساوری کو جھرجھری سی محسوس ہوئی تھی۔

،،ائم سوری،، مجھے بھی بعد میں احساس ہوا تھا کہ وہ بلکل سہی نہیں تھا

CLASSICURDUMATERIAL

آساوری نے جلدی سے شرمندہ ہو کر صلح جو لہجہ اختیار کیا کہ جانتی تھی واقعی اسی کی غلطی تھی بلکہ یوں غیر لڑکوں کے ساتھ غیر مردوں کے سامنے ڈانس کرنا انتہائی نامناسب عمل تھا۔

احان نے اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ اور پھر اس کی نرم سرخ پڑی گالوں پر اپنے لبوں کا لمس چھوڑنے لگا۔ آساوری نے بے تحاشا برداشت کرتے اس کے مضبوط کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ وہ پھر سے بہکنے لگا تھا۔ کمرے کا فسوں طاری کرتا ماحول، یہ بولتی تنہائی، ملگجا اندھیرا اور بانہوں میں ایک نرم و نازک پھول سا وجود۔ محبت کا خمار سر چڑھ کر بولنے لگا۔

تم نے جو وائیٹ پیلس میں ویڈیو بنا کر مجھے سینڈ کی تھی،، دوبارا نہیں کی،، میں ویٹ ہی کرتا رہا،، احان نے اس کی مہکتی زلفوں کو اپنے لبوں سے محسوس کرتے پھر شرارت سے پوچھا تو وہ اچھی خاصی تپ گئی۔

آپ نے بڑی دیکھی ہوگی وہ ویڈیو،، ایک لفظ تعریف کا تو کہا نہیں گیا آپ ،،سے،، آپ کو تو بس درخت سے ولگیریٹی کرتی دکھائی دی میں

وہ منہ بنا کر بولی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بلکل،، !!چلو ولگیریٹی تک تو ٹھیک تھا مگر کم از کم وائیٹ فراک کے نیچے" ٹراؤزر تو میچنگ پہن لیتی،، وائیٹ فراک کے نیچے بلیک ٹراؤزر یہ کیا کہ "اُپروں ٹِپ ٹاپ تے تھلوں حیدرآباد"

احان نے کہتے دانتوں تلے لب دبایا تو آساوری کی آنکھیں حیرت سے باہر ابلنے کو ہو گئیں۔ وہ ایک دم اسے پیچھے دھکیل کر اس کے سینے پر مکوں کی برسات کرنے لگی وہ کھکھلا کر ہنستا چلا گیا یہ مکے اس کے کشادہ مضبوط سینے پر پھولوں کی ڈالیاں مارنے کے مترادف تھے۔

،،،یو،،، گھُنے میسنے کہیں کے،، بہت میسنے ہیں آپ قسم سے

وہ شرم و حیا کے بار سے لال ٹماٹر ہو گئی۔ یہ تو اس نے سوچا تک نہیں تھا کہ وہ اتنی سی بات بھی نوٹ کر لے گا۔

فکر مت کرو میری جٹی،،، اتنے دن اسی ویڈیو کو دیکھ کر ہی دل بہلاتا رہا تھا یہ سبز راکشس،، میں تو یہ تک بتا سکتی ہوں کہ اس ویڈیو میں تم درخت کے آس ،،،پاس گول گول کتنے راؤنڈ لگائے تھے تم نے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اطمینان سے اس کی کلائیاں اپنی مضبوط گرفت میں لیتا انھیں کمر سے لگا کر تھوڑا اوپر ہوا اور اس کی چن پر اپنے سلگتے لب رکھے۔

،،، آپ بہت ہی

،،،میسنا ہوں

احان نے بیچ میں سے اس کی بات اچک لی۔

جانتا ہوں،، اب تم بھی آہستہ آہستہ جان جاؤ گی مجھے،،، اب اپنے وجود میں تمھارا وجود شامل کر لیا،، اب مجھے جاننے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا،، کہ یہ ،،مواقع تو بار بار آتے رہیں گے ناں

وہ آنکھ ونک کرتا ایک مرتبہ پھر ایک جان لیوا گستاخی کرتا اسے بے جان کر گیا۔ کہ آساوری شاہ تڑپ ہی گئی۔ وہ اپنی ان گستاخیوں سے اسے نڈھال کر چکا تھا۔

،،آپ بہت ظالم بھی ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بے دم سی ہو کر اس کے سینے پر گر کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ وہ اب مسکراتے دھیمے سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا ان کی نرماہٹ محسوس کیے گیا۔ آساوری کی اپنی روح میں سکون اترتا محسوس ہوا۔

آپ کو چوٹ لگی تھی،، آپ نے پھر بھی سکون نہیں کیا،، کتنا درد ہو را ہو گا ،،آپ کو بازو میں

آساوری نے نیا شوشا چھوڑا۔

اسی درد کو بھلانے تو تمھارے قریب آیا تھا اور دیکھو تمھارے وجود کی مسیحائی نے میرے وجود کے سارے درد سمیٹ کر بھلا دیئے،، ساری تکلیف دور کر ،،دی

احان نے اپنے الفاظ سے اسے معتبر کیا تو وہ سرشاری کے عالم میں احان کے سینے پر اپنے لب رکھ کر خود ہی شرماتی اپنے آپ سے سمٹ گئی۔ احان اس کی اس حرکت پر مسکرا اٹھا۔

،،،احان

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے جھجھکتے ہوئے پکارا۔

،،ہمم،، میری جان

احان نے جزب کے عالم میں بوجھل آواز کے ساتھ اسے جواب دیا۔

کیا ،،،، آپ بابا ،،،،،،کو سزا ،،،،دیں گے،،؟؟؟؟؟

وہ جھجھکتے ہوئے پوچھ بیٹھی۔ احان کے ماتھے پر بل آئے۔ تب احان نرمی سے اٹھ کر بیٹھا۔ آساوری نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات چٹانوں سے پتھریلے ہو چکے تھے۔ وہ اس کے ساتھ ہی اٹھ کر بیٹھی اور پریشانی سے اس کے تاثرات جانچنے لگی۔

،،،احان ماہر خان کی بیوی کو کسی اور کی خواب گاہ

وہ کہتے کہتے شدت برداشت سے اپنا جبڑا بھینچ گیا اور بازو سے کھینچ کر اسے خود سے لگایا۔ وہ اس کی ان جنون خیزیوں سے کہاں واقف تھی اب جب کہ واقف ہو رہی تھی تو آساوری کے لیے اس کا یہ جنون وبالِ جان بن چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میری عزت،، میری بیوی کے بارے میں ایسے سوچنے والے کا انجام ایسا ،،،عبرتناک ہو گا کہ دنیا دیکھے گی

وہ آساوری کی آنکھوں میں دیکھتے اس قدر شرر بار لہجے میں بولا کہ آساوری کا حلق خشک ہو گیا۔ تبھی بے بسی سے اس کے کشادہ سینے میں چہرہ چھپا کر سسک پڑی۔

احان کو اپنے سینے پر نمی کا احساس ہوا تو اپنے لہجے کی سختی اور اپنے لمس کی وحشت پر افسوس ہوا تب نرمی سے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیے۔

ان معاملات سے دور رہو آساوری،، اور آئندہ کے بعد پرامس کرو ایسی کوئی ،،بے وقوفی نہیں کرو گی جو آج کی تھی تم نے

احان نے اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے کہا تو اس نے اچھے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلا دیا۔

،،،دیٹس لائک مائی گرل

وہ اسے پھر پناہوں میں بھرنے لگا۔ آساوری گھبرائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،احان ،،، پیلس چلیں،، مما انتظار کر رہی ہوں گی،، مجھے فریش ہونا ہے

وہ اب اپنا اس کی شدتوں سے گھبرا کر اپنا دامن بچانا چاہتی تھی۔

نہیں ابھی نہیں،، آج رات ہم ایک ساتھ یہیں وقت گزاریں گے،، بہت " قیمتی ہیں یہ پل جو میں چاہتا ہوں طویل تر ہو جائیں،،، کبھی ختم نا ہوں،،، کل ،،، چلیں گے پیلس

وہ سکون سے بیڈ سے نیچے اتر کر کوئی چیز تلاش کرتا اسے اپنا پروگرام بتاتا اس بے سکون کر گیا۔

،،مگر احان

اس نے کہنا چاہا مگر احان نے پیچھے مڑ کر اس کے نرم ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی۔

،،اششششش،، نو مور آرگیو،، میں ابھی آتا ہوں

وہ کہتا باہر آیا۔ اور اپنا فون اٹھایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جانتا تھا آج سمایا کیس بہت اہم موڑ لینے والا تھا۔ اگر آساوری وہ بے وقوفی نا کرتی تو وہ بھی کورٹ ہی جانے والا تھا۔ مگر آساوری کو اپارٹمنٹ لا کر جب اسے کال آئی تھی تو ارشن نے اسے شاندار فتح کی خبر سنائی تھی اور فون آف کرنے کا بولا۔ اسی لئے وہ فون آف کر کے سائیڈ پر رکھ گیا تھا۔ مگر اب تیزی سے آتے میسجز میں اسے امن کو گولی لگنے کی اطلاع نے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچی تھی۔ اگر فون آف بھی تو اور بھی بہت سے "خاص زریعے تھے اس تک یہ خبر پہنچانے کے لیے)لیکن اگر وہ زرائع استعمال میں نہیں لائے گے تھے تو یہ جان بوجھ کر کیا گیا تھا(۔ اس نے تڑپ کر سب سے پہلے بینا کو کال ملائی تھی۔ جو کہ پہلی بیل پر رسیو کر لی گئی۔

امن کیسا ہے،، ؟؟؟

جھوٹتے ہی پوچھا۔

،،بلکل ٹھیک،، خطرے سے باہر ہے

بینا نے جواب دیا مگر جانتی تھی سبز راکشس کی بھڑکتی جوالہ مکھی اس کے سر پر ہی پٹھے گی۔ اور ہوا بھی وہی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،واٹ دا ہیل،، جرات کیسے ہوئی مجھے بے خبر رکھنے کی

وہ حسب معمول پوری قوت سے دھاڑا۔ بینا نے فون کان سے دور ہٹایا۔

ارشن بھائی کا آرڈر تھا کہ اپارٹمنٹ کے تمام سورسز چوبیس گھنٹوں کے لیے ،،لاک کر دوں تو میں نے کر دیئے

بینا نے اسے سمجھانا چاہا۔

،،،لیکن کیوں

وہ غصے سے بپھرا شیر بن چکا تھا۔

تاکہ آپ کے اسپیشل مومنٹس میں کوئی آپ کو ڈسٹرب نا کر سکے یا کسی بھی ،،قسم کی دخل اندازی

بینا نے ارشن سے سنی ہوئی وجہ بتائی۔ احان نے فون رکھ کر افسوس سے اسے صوفے پر پٹخا۔

جلاد اسی لئے محبت جیسی طوق کو گلے میں ڈالنے کے حق میں نہیں تھے مگر بدقسمتی سے ہر دور میں ہر جلاد کی قسمت یہ رہی تھی کہ ان پیچھے محبت ایسے

CLASSIC URDU MATERIAL

منہ ہاتھ دھو کر پڑی جیسے موت کسی مرنے والے کے تعاقب میں ہو اور اسے عین وقت پر اپنے جان لیوا پنجوں میں آن دبوچ لے۔

وہ واپس بیڈ روم میں آیا تو آساوری بیڈ پر موجود نہیں تھی بلکہ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ڈریسنگ میں گیا اور اپنا یونیفارم نکال کر دوسرے روم میں چینج کر کہ آیا۔

آساوری فریش ہو کر کل والے لہنگے کے اوپر دوپٹہ اچھے سے پھیلائے باہر نکلی۔ اور اسے ڈریسنگ کے سامنے مکمل یونیفارم میں کھڑے دیکھ وہ مبہوت ہی رہ گئی۔

شہزادوں کی سی آن بان شان لیے وہ بلکل اس کے سامنے تھا سبز کائی جمی آنکھوں میں اس وقت مخصوص سنجیدگی اور ایک ٹھہراؤ سا تھا۔ ہلکی بڑھی بئیرڈ اور گھنی مونچھوں تلے سنیمن چباتے وہ خوبصورت لب۔ وہ کف لنکس فولڈ کرتا اپنا کالر درست کر رہا تھا۔ اور بخوبی اس کی محویت نوٹ کر گیا تھا۔

اگر شوہر کو نہارنے سے فرصت مل جائے تو جلدی سے ریڈی ہو جاؤ،، تمھیں ،،پیلس چھوڑ دوں

CLASSICURDUMATERIAL

اس نے اس کے دلکش، تروتاز بھیگے خوبصورت ترین مہکتے نازک سراپے سے نگاہیں چراتے کہا تو آساوری گڑبڑا کر اپنی نگاہیں جھکا گئی۔

،،مگر آپ نے تو کہا تھا

،،ایمرجنسی ہو گئی ہے تو جانا ہو گا ابھی

وہ نرمی سے اسے ٹوک گیا۔

،،، مگر

وہ جھجھکی۔ احان نے آئینے میں سے آئیبرو اچکا کر اس کے عکس کو دیکھا۔

،،،نہیں جانا

احان اب پورا اس کی جانب گھوم گیا تھا۔

آپ سمجھ کیوں نہیں رہے،، میں اس حلیے میں کیسے جاؤں گی پیلس،، اگر کسی نے دیکھا لیا تو،،،؟

وہ دوپٹے سے نیچے اپنی کرتی کے حشر کی جانب اشارہ کرتی روہانسی ہو کر بولی مگر نگاہیں مسلسل بارِ حیا سے جھکیں ہوئیں تھیں۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آں ہاں،، کہنا شوہر کو منانے گئی تھی تو راہِ حق میں ڈوری کے موتیوں کی ،،قربانی دینی پڑ گئی

وہ بظاہر سنجیدہ تھا اور تیزی سے اپنے شو لیسز باندھ رہا تھا مگر سبز آنکھوں میں شرارت کی چمک تھی۔ آساوری نے پہلو بدلا۔

،،،احان آپ بہت ظالم ہیں

وہ تقریباً ہی رو دینے کو تھی۔ ایک تو وائیٹ پیلس سے اتنی بڑی بے وقوفی کر کے نکلی تھی اور اب اس حلیے میں واپس جاتی تو سب نے خاص کر بینا اور فلزہ نے اس کا جینا حرام کر دینا تھا۔

،،،میری عقل سے پیدل بیوی

احان تیزی سے ڈریسنگ کی جانب بڑھا اور اپنی ایک جینز کی جیکٹ نکال کر اس کا دوپٹہ اتارا۔ وہ بوکھلا کر تڑپ گئی۔ مگر احان نے اس سے نگاہیں چراتے اسے جلدی سے جیکٹ پہنا دی۔

،،اب دوپٹہ اور شال لو اور جلدی باہر آؤ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اپنا فون، پسٹل ہولڈر، والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر نکلا۔

آساوری نے سرد سی سانس کھینچتے۔ دوپٹہ گلے میں ڈال کر شال اوڑھی اور باہر نکلی۔ جہاں وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اسے دیکھ ہاتھ کے اشارے سے اسے قریب بلایا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی اس تک پہنچی تب احان نے اس کا نازک مومی ہاتھ تھاما اور چاہت نکلتا چلا گیا۔

کافی عرصے بعد اسے یہ پینک اٹیک آیا تھا۔ تبھی معجزا کو پرسکون کرنے کا انجیکشن دینا پڑا تھا۔ ہاسپٹل کے روم میں دھیمے سے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ کافی گھنٹوں کی نیند کے بعد اسے ہوش آیا تھا اور اس وقت رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ دن کے دلدوز مناظر یاد آتے ہی وہ ایک ہلکی سی چیخ مار کر اٹھی مگر اگلے ہی پل پاشا ابراہیم تیزی سے اس کی جانب آیا تھا۔

،،میری گڑیا

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا ابراہیم نے اسے سینے سے لگایا۔ آج برسوں کے بعد معجزا کی امن کے لیے یہ تڑپ، بے قراری اور عشق دیکھ کر رگوں میں سکون سرایت کیا تھا۔ وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا تھا کہ آج کتنا خوش اور پرسکون ہوا تھا۔

بڑے پاپا،،، وہ پھر چیخنے چلانے کے لیے بلک بلک کر رونے کو تیار تھی چہرے پر خوف و ہراس کے سائے تھے۔

وہ ٹھیک ہے معجزا،، اللہ تعالیٰ نے تمھاری دعا سن لی،، الحمدللہ وہ بلکل ٹھیک اور محفوظ ہے،،

پاشا ابراہیم نے اسے جھنجھوڑ کر یقین دلایا۔ وہ بے یقینی سے انھیں دیکھے گئی۔

آ،،، آپ،، سچ بول رہے ہیں ناں،،، وہ انتہائی سہم کر پوچھ رہی تھی۔

لو بھلا میں اپنی گڑیا سے جھوٹ کیوں بولوں گا،، وہ بلکل ٹھیک ہے اور اسے آپریشن تھیٹر میں روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے،،

پاشا ابراہیم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تب وہ پھر ان کی گود میں سر رکھے بلک بلک کر روتی نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مم نہیں جاؤں گی،، وہ خخ،، خون ،، میں نن نہیں دیکھ سکتی ،، ایسے،، مجھے ،،کک،، کہیں نہیں جانا

وہ توڑ توڑ کر جملے ادا کرتی پاشا ابراہیم کو بہت کچھ سمجھا گئی۔

وہ نہیں دیکھ سکتی تھی اسے ایسے تبھی تو اس قدر سہمی ہوئی تھی۔

،،اچھا چلو آرام کرو سو جاؤ پر سکون ہو کر،، سب ٹھیک ہو جائے گا

پاشا ابراہیم کو پریشانی نے آن گھیرا۔ جیسا ان کا کام تھا آئے دن وہ خون میں نہائے واپس لوٹتے تھے ۔تو مستقبل میں یہ نازک دل حساس کمزور سی ناتواں وجود والی لڑکی اس طرح کے حادثات کیسے سہے گی آخر کیسے برداشت کرے گی۔ پاشا ابراہیم نے اس کا سر سہلایا۔ وہ جلد ہی پر سکون ہو گئی۔ مگر اب بھی بے تحاشا خوفزدہ تھی۔

،،میری گڑیا

پاشا ابراہیم نے اسے پکارا۔

،،،جج،، جی

CLASSIC URDU MATERIAL

میری بچی اس نالائق ڈاکٹر سے محبت کرنے لگی ہے،،،؟

پاشا ابراہیم کی سرگوشی سے اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ کیا وہ اپنی بدحواسی اور بے بسی اور لاچارگی میں خود کو سب کے سامنے عیاں کر بیٹھی ہے۔ لیکن یہ تو ایک دن ہونا ہی تھی۔

،،،مم،،،مجھے نہیں پتا بڑے پاپا

وہ لاچاری سے بولی۔

اچھا، تو میں اسے بول دوں گا واپس بیلجیئم لوٹ جائے،،ہمیں اس کی کوئی ،،ضرورت نہیں

پاشا ابراہیم نے ایک پتا پھینکا۔

نن،، نہیں بڑے پاپا،، مجھے پڑھائے گا کون،،؟ وہ مزید سہم گئی۔

ہم کوئی بہترین سی ٹیوٹر ہائر کر لیں گے،، پاشا ابراہیم نے لاپروائی سے کہا۔

،،مگر مجھے ان کے علاوہ کسی سے کچھ سمجھ نہیں آتا

معجزا نے جھنجھلا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ہم ایسا ٹیوٹر ہائر کریں گے کہ سب اچھے سے سمجھا دے

وہ اب بھی سکون سے بولے۔

بڑے پاپا،، آپ سمجھ نہیں رہے،،، وہ پھر اپنی بے بسی پر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

،،آخر ہوا کیا ہے

پاشا ابراہیم اس کی جانب دیکھے گئے۔

،،میں نن،، نہیں چاہتی وہ کہیں جائیں

آخر اس نے رو رو کر بول ہی دیا تب پاشا ابراہیم نے سکون کا سانس لیتے اس کے آنسو صاف کیے۔

سنو گڑیا،، وہ جو تم دونوں کا پہلے نکاح ہوا تھا وہ ان حالات میں ہوا تھا کہ خیر ،،چھوڑو مگر اب میں چاہتا ہوں کہ تمھارا اور اس نالائق کا نکاح دوبارا ہو

،،مطلب یہ شادی دوبارا ہو

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا ابراہیم نے سکون سے کہتے اپنے دل کی خواہش بیان کر کے معجزا کا سکون غارت کیا۔

،،ب بڑے پاپا،، مجھے اپارٹمنٹ جانا ہے

وہ گھبرا کر بولی اور یوں ادھر ادھر دیکھا جیسے وہ تو ان باتوں پر رنگے ہاتھوں انھیں آ کر پکڑ ہی لے گا۔ پاشا ابراہیم اس کی معصومیت پر کھل کر مسکرایا۔

تقریباً آٹھ سے دس گھنٹے بعد امن کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ تو سب کی جان میں جان آئی۔احان بھی ہاسپٹل پہنچ چکا تھا۔ اور ارشن سمیت سب کی جو کلاس لگی تھی وہ ایک الگ داستان ہے۔

ہاسپٹل کے سرد سے روم نے امن نے دھیمے سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ ڈاکٹر انعم جو وہیں بیٹھی کافی محویت سے اس کا وجاہت سے بھرپور خوبصورت چہرہ اور گھنے بالوں کے پیچھے ماتھے پر نور بن کر دمکتے اس محراب کو دیکھ رہی تھی ایک دم سیدھی ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے آنکھیں کھول کر چند گہرے گہرے سانس لیے۔

امن،،،،، نہیں رہ سکتی میں آپ کے بغیر،، میں مر جاؤں گی،، ایسے مت کریں میرے ساتھ،، آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ،، میں سچ میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر،، امن میں محبت کرتی ہوں آپ سے،، نہیں رہ سکتی ،،،آپ کے بغیر

بند ہوتی آنکھوں نے ایک انتہائی خوبصورت منظر آپنے بصارت کے پردے پر محفوظ کیا تھا کہ آنکھیں کھولتے ہی وہ منظر نگاہوں کے سامنے اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ لہرایا تو وہ آسودگی سے مسکرا دیا۔۔

انعم نے حسرت سے اس کی وہ ہلکی سی مسکان دیکھی۔

،،ڈاکٹر امن،، آپ بہتر محسوس کر رہے ہیں

ڈاکٹر انعم نے اس کی نبض چیک کرتے پوچھا۔)ڈاکٹر انعم نے احتیاط گلوز پہن (رکھے تھے کیونکہ وہ گلوز کے بغیر کبھی اس کو خود کو ہاتھ نا لگانے دیتا۔

ڈاکٹر،، وہ کہاں ہے،، ؟

CLASSIC URDU MATERIAL

اٹھتے ہی اس کا سوال کیا۔ اب اس بیڈ پر پڑے رہنا دنیا کا مشکل ترین عمل تھا۔

،،آپ کی یہ حالت دیکھ کر اسے پینک اٹیک آیا تھا،، مگر آپ فکر مت کریں شی از ایبسلوٹلی فائن ناؤ،، مگر وہ بہت ڈری سہمی سے ،، آپ کو اس حالت میں ،،دیکھ نہیں پائے گی،، آپ سمجھنے کی کوشش کریں،، وہ بہت سہمی ہوئی تھی ڈاکٹر انعم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو اذیت کی انتہا سے آنکھیں موند گیا۔ کیا مصیبت ہے اسے کوفت ہوئی۔ بیڈ پر کانٹے سے آگ آئے۔ اس اظہار) کے بعد وہ ایک پل ایک سینکڈ اس سے دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔ آخر برسوں ان قیمتی ترین لمحات کا انتظار کیا تھا کہ وہ اس کی جانب سے نرم پڑ جائے اب جبکہ پوری طرح غیر متوقع طور پر اس کی جانب سے شدت گریہ سے بھرپور (یہ اظہار سننے کو ملا تھا تو بے بس تھا کر دیا گیا تھا۔ پابند ہو گیا تھا

،،ڈاکٹر انعم

CLASSICURDUMATERIAL

اب وہ بڑے سکون سے اسے میڈیسنز بتا رہا تھا کہ ان کی ڈوز بڑھا دے تاکہ وہ جلد ریکور کر جائے۔

ڈاکٹر امن آر یو میڈ،، اتنی نازک صورتحال میں آپ کو کوئی سائیڈ ایفیکٹ ہو ،،سکتا ہے

ڈاکٹر انعم نے اسے جھڑکا۔ تاکہ وہ سکون سے وہاں لیٹا رہے۔ مگر اب سکون کس کمبخت کو آنا تھا۔ وہ بے چین ہوا۔

اور پہلو بدل گیا۔

آج اسے اس کمرے میں تیسرا دن تھا۔ احان ارشن، فلزہ علیزے خضر جیسے اس کا سایہ بنے ہوئے تھے۔ لیکن اگر کوئی نہیں آیا تھا تو وہ جو اسے اس حالت میں دیکھ کر مر جاتی جی نہیں پاتی۔۔

وہ آنکھوں پر بازو رکھے اپنے پاس بیٹھے احان کے سو جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ آخر احان اٹھ کر باہر گیا تھا۔ امن نے آنکھوں سے

CLASSIC URDU MATERIAL

بازو ہٹائے اور اٹھ بیٹھا۔ اپنے ہاتھ میں لگے کینولہ کی نیڈل مکھن کی طرح خود سے الگ کر کے نکال پھینکی۔ اور بیڈ سے نیچے اتر آیا۔

سینہ پٹیوں سے جکڑا ہوا تھا مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ آج تیسرا دن تھا اسے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے۔ مگر دیدار یار نصیب نہیں ہوا تھا۔ اب تو امن کا اس کو دیکھنا یوں ضروری ہو گیا تھا جیسے اس کو دیکھنے کے بعد آنکھوں کے ذریعے اسے سانس لینے کے لیے آکسیجن ملنے والی تھی۔ وہ روم سے نکلا۔ بھاری بوجھل قدموں کی دھمک کوریڈور سے گزرتی سنائی دی۔ گراؤنڈ سے گزر کر وہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔

معجزا اپنے کمرے جاگ رہی تھی۔

ادھر آج تیسری رات تھی معجزا کی جو آنکھوں میں کٹ رہی تھی۔ اب بھی وہ جھنجھلا کر دوپٹے بیڈ پر پٹختی بیڈ سے اٹھ بیٹھی ہاسپٹل اس لیے نہیں گئی کہ اسے اس حالت میں دیکھنا اس کے لیے ناممکنات میں سے ایک تھا۔۔نیند آنکھوں سے روٹھ چکی تھی۔ ڈاکٹر انعم سے یوں تو اس کا حال احوال پوچھتی رہی تھی۔ مگر اسے اس طرح سے تکلیف میں دیکھنا؟ وہ بے بس ہو گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بے چینی سے انگلیاں چٹخاتی وہ ادھر ادھر ٹہلنے لگی مگر پھر ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔

مخصوص آہٹ،، روح پرور خوشبو سانسوں کو بہت قریب آتی محسوس ہوئی،، وہ بھاری قدموں کی دھمک تھی جو اس کے کمرے کے دروازے پر آن رکی تھی۔ معجزا پتھرا گئی تھی۔ وہ بلا جھجھک دروازا کھول کر اندر داخل ہوا اور اپنے پیچھے ڈور لاک بھی کر دیا تھا۔ معجزا کا دل ہتھیلیوں میں دھڑکنے لگا۔ ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمکنے لگے۔ امن اس کی پشت کو دیکھے گیا۔ پھر وہ قدم قدم چلتا اس کی پشت سے ایک انچ فاصلے پر آن رکا تھا۔ معجزا گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

امن نے دھیمے سے اس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھا۔ معجزا کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔ امن نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب گھماتے اسے دیوار سے لگایا تھا۔

اب صورتحال کچھ یوں تھی کہ وہ شرٹ لیس پٹیوں میں جکڑا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حمائل کیے اس کا ایک ہاتھ دیوار سے لگائے اس کی آنکھوں میں

CLASSIC URDU MATERIAL

دیکھے گیا۔ معجزا بھی ان گہری آنکھوں میں ڈوب کر ابھرنا چاہتی تھی۔ دونوں میں سے ابھی تک کسی نے اپنے لبوں سے ایک بھی لفظ ادا نہیں کیا تھا۔

وہ نہیں بول سکا کہ وہ کیوں اس سے کنی کترا رہی ہے۔ اب ااسے ان)

(راہوں کا مسافر بنا کر کیوں نشان منزل سامنے سے ہٹا رہی ہے۔؟؟؟

معجزا اس کے اتنے قریب تھی کہ اس کی سینے سے ٹکراتے دل کی دھمک تک سن سکتی تھی۔

Let me try something,,,,,,,,,

امن نے اس کے لبوں کی جانب دیکھتے بوجھل دھیمے لہجے میں سرگوشی کی۔
اتنی دیر میں معجزا نے پہلی مرتبہ گہری سانس بھرتے نگاہیں جھکائیں تھیں۔ وہ تقریباً نروس ہوتا بہت دھیمی رفتار میں اس کی جانب جھک رہا تھا۔

Don't move,,,,,,,,

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے گہرے سانس بھرتے اسے دھیمے سے کہا۔ معجزا نے اپنی آنکھیں بند کیں تھیں۔ اب اسے اس کی حدت بھری سانسیں اپنے ہونٹوں پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔

Funny, I'm getting nervous,,,,,

امن نے لبوں پر گہری مسکان سجائے پھر دھیمے سے لہجے میں کہا۔ مگر اب کی بار اس نے خود کو روکا نہیں تھا۔ ان گلابی ہونٹوں کو وہ اپنے لبوں کی بے چین گرفت میں لے چکا تھا۔ اس نرمی بھری گرفت میں اب شدت بھی تھی اور اس کا جنون بھی۔

امن اس کی سانسوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں انڈیلنے لگا۔ معجزا کو لگا اس کی سانس اس کے سینے میں الجھ چکی ہے۔ معنی خیز خاموشی طوالت اختیار کرنے لگی۔ معجزا کو اپنے لبوں پر جلن محسوس ہوئی تھی۔ اور اس کی برداشت بھی ،یہیں تک تھی۔ وہ کب سہہ سکتی تھی اس کا یہ جنون یہ شدتیں

یہ قربت جان لیوا تھی۔ وہ کب ان جنون خیزیوں کی عادی تھی۔ یا اس طرح اس کی قربت اسے گھائل اور خوفزدہ کر رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کی غیر ہوتی حالت دیکھ وہ خود ہی نرمی سے پیچھے ہٹا۔ معجزا گہرے گہرے سانس بھرتے اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسیں بحال کرنے لگی۔ وہ دیوانہ وار اسے دیکھے گیا۔ ابھی وہ ٹھیک سے سانس بحال بھی نا کر پائی تھی کہ امن نے جھک کر اسے بازوؤں میں بھرا اور اس کے اوسان خطا کر دیئے۔

امن اسے بیڈ تک لایا تھا۔ بیڈ پر لٹا کر خود اس کے اوپر جھکا۔ معجزا امن کی آنکھوں میں دیکھے گئی امن نے جھک کر اس کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔ ایک سلگتا سا لمس اپنے ماتھے پر محسوس ہوا تو اب امن نے معجزا کے چہرے پر خوف کے تاثرات دیکھے تھے۔ تبھی وہ بازوؤں کے سہارے اس سے پیچھے سرکنے لگی۔ امن نے اسے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے روکا تھا۔۔

پھر بہت اچانک کمفرٹر کھول کر معجزا کے اوپر ڈال کر اسے کمفرٹر میں لپیٹا اور اسی کمفرٹر سمیت اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا۔

،،،سو جاؤ جزا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اس کے چاکلیٹ براؤن بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تو معجزا نے پرسکون ہو کر آنکھیں موند لیں۔ وہ بہت جلد بہت گہری نیند کی وادی میں ..اتری تھی۔ امن نے پرسکون ہو کر آنکھیں موند لیں

سکون اور سرشاری رگوں میں خون کے ساتھ اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

اسے ہاسپٹل والوں کا خیال آیا تو ایک سرد سی آہ بھری۔ معجزا کو نرمی سے بیڈ پر لٹا کر وہ کوفت زدہ سا کمرے سے باہر نکلا۔

کمرے سے باہر نکلتے اس نے دہلیز پر کھڑے ہو کر کمفرٹر سے جھانکتے اس کے معصوم شفاف گلابی چہرے کو دیکھا۔

یہ ملاقات بھی بھلا کوئی ملاقات تھی۔؟ یہ عجلت بھرا بوسہ اس کی برسوں کی پیاس کی تشنگی کو مزید بھڑکا گیا تھا۔ جس کی مثال تپتی بھڑکتی گرمی میں کسی ٹھنڈے ٹھار مشروب کی سی تھی جو محض حلق تر کرے مگر سینے کی پیاس جان کا آزار بنی رہے اور لبوں پر تشنگی یونہی مچلتی رہے۔

وہ بمشکل ایک جھٹکے سے دروازا لاک کرتا وہاں سے نکلا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

انھی رستوں سے چلتا وہ ہاسپٹل کے اس منحوس کمرے میں آیا۔ ہاسپٹل شاید ہی کبھی اسے اتنا برا لگا ہو جتنا کہ اب اس کی جان کا آزار بن گیا تھا۔ مسیحائی کرنا آسان تھا مگر یوں مریض بن کر ایک بیڈ پر تڑپنا سوہان روح۔

وہ واپس روم میں آیا تو احان نے اسے گھورا۔

،،کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو برخوردار

احان اب اسے نیڈل چینج کر کے کینولہ کی سوئی اپنے پاؤں میں ٹھونستے دیکھ برہم ہوا۔

،،سکون کی تلاش میں نکلا تھا،، ہاسپٹل میں تو کہیں نہیں ملا

امن نے جھنجھلا کر کہا اور بیڈ پر نیم دراز ہوتے ڈرپ چالو کی۔ احان اس کی بے ساختگی اور بے چینی پر اب مسکرایا تھا۔

،،اپارٹمنٹ میں دیکھ آتے شاید ملا جاتا

احان کا لہجہ بھی برجستگی لیے ہوئے تھا۔

،،دیکھ آیا ہوں،، ادھر ہی ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

کہتے ہوئے امن کے آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کے مناظر گھوم گئے۔ تب لبوں پر امڈ آنے والی آسودگی بھری مسکراہٹ کو چھپانے کی خاطر اس نے اپنے چہرے پر تکیہ رکھ لیا۔

احان نفی میں سر ہلاتا تاسف سے اسے دیکھتا مگر گہرا مسکراتا باہر نکل گیا۔

امن کی حالت اب کافی بہتر تھی۔ ارشن ، احان، خضر علیزے بینا اور فلزہ چار دن سے ادھر اس کے پاس ہی تھے۔ اب وہ کافی بہتر محسوس کر رہا تھا تو وہ سب بھی اپنے اپنے اہم کام سر انجام دے سکتے تھے۔

ارشن پارکنگ میں اپنی گاڑی تک آیا تھا۔ جب خضر نے پیچھے سے اسے آواز دی۔

ارشن نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

،،جلدی بولو خضر،، وقت نہیں میرے پاس

ارشن نے اپنی کلائی میں بندھی قیمتی گھڑی میں ٹائم دیکھتے کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ میں کہہ رہا تھا یہ پسٹل والی گولی کی ڈوز کافی اچھی ہے،، اچھے اچھوں کی زبان کھول کر دل کی سچائی باہر لے آتی ہے،، کیوں نا اسے دیا آپی پر اپلائی ،،کیا جائے،، کیسا لگا میرا آئیڈیا

وہ کان کھجا کر ارشن کو اپنا پلان بتانے لگا تو ارشن نے اس کی بات سمجھ کر اسے خون آشام نگاہوں سے گھورا۔

کافی بے ہودہ اور بکواس ہے،، مجھے اس کا دل کا احوال جاننے کے لیے اس ڈھونگ کی ضرورت نہیں جانتا ہوں وہ مجھ سے کتنی محبت کرتی ہے،، ویسے بھی وہ جتنی نازک دل ہے یہ بیہودہ مذاق برداشت نہیں کر پائے گی،، اسی لئے ،،اپنے بکواس آئیڈیاز اپنے پاس سنبھال کر رکھو خضر

وہ ان کے حسب توقع غرایا تھا۔

سوری بھائی،، بینا تو اپج کو لینے بھی جا چکی ہے بلکہ لا رہی ہو گی یہ بول کر کے ،،آپ ابراہیم ہاؤس میں تھے،، آپ پر حملہ ہوا ہے اور آپ زخمی ہو گئے ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر بول کر پراسرار سا مسکرایا۔ اور اپنی گن کا رخ ارشن کی جانب کیا۔ جس سے وہ اسے بیہوشی کا ڈاٹ مارنے والا تھا۔

ارشن نے بے یقینی سے خضر کی جانب دیکھا۔ جس کی گن کا نشانہ سیدھا اس کے دل کے مقام کا تھا۔

خضر،،، پاگل ہو گئے ہو،، گن نیچے کرو،،۔

،،ائم سوری بھائی،، میں مجبور ہوں

،،،خضر،، آئی سیڈ پٹ دی گن ڈاؤن رائٹ ناؤ

ارشن چلایا۔

،،نو ،، بھائی ائم سو سوری ،، میں بہت مجبور ہوں یہ سب کرنے کے لئے میں تم دونوں کو زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا،، ارشن چلایا۔ مگر خضر نے دانت نکالے اور اپنی گن سے فائر کر دیا۔ گن سے نکلنے والا شعلہ ارشن کے سینے کے بلکل بیچ و بیچ ٹکرایا تھا۔ مگر وہ شعلہ نہیں ڈاٹ تھا جو ارشن کو لگا اور وہ جلد ہی بیہوش ہو کر خضر کے بازوؤں میں گر گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب وہ دیکھ سمجھ سکتا تھا سن سکتا تھا مگر کوئی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ خضر نے اسے فورا گاڑی میں ڈالا۔

خضر نے گاڑی میں بیٹھ کر اس کی شرٹ پر بلڈ کی بوتل خالی کی۔

خضر نے فاسٹ ڈرائیونگ کی اور اسے ابراہیم ہاؤس پہنچا دیا۔ ادھر بینا دیا کو بڑی حفاظت سے کسی کو خبر کیے بغیر وائیٹ یلس سے یہاں تک نکال کر لائی۔

دیا بدحواس ہو کر ابراہیم ہاؤس داخل ہوئی تو وہ دونوں باہر سے ڈور لاک کرتے یہاں کی سکیورٹی ٹائیٹ کرتے اپنا کارنامہ سر انجام دے کر گدھے کے سر سے سینگ کے مترادف فرار ہو گئے تھے۔

دیا حواس باختہ سی ابراہیم ہاؤس میں داخل ہوئی تو لانج میں ہی وہ کارپٹ پر زمین پر پڑا تھا۔ یہ وحشت ناک منظر دیکھ دیا کے منہ سے دلخراش چیخ برآمد ہوئی۔ وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتی اس تک پہنچی تھی۔ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھ کر اس پر جھکی۔

خون میں لت پت جواب سالہ مردہ وجود کو دیا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا۔ اس کی ہمیشہ بولتی ہوئی سی آنکھیں بند تھیں۔ عنابی ہونٹ آپس میں

CLASSIC URDU MATERIAL

سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ اور وہ خون میں نہایا ہوا تھا۔ دیا اس کے بے جان وجود کے پاس ڈھے سی گئی۔

دیا کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آ چکا تھا تب لرزتے ہاتھوں سے اس کا زرد چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

،،،،،،،،،ارشن

،،،ار،،،،،،،،، شن

وہ دیوانہ وار اسے پکارنے لگی۔

ارشن،، اٹھیں،، آنکھیں کھولیں،، دیکھیں ہم،، آپ کی دیا آپ کو پکار رہی ،،،ہیں

وہ کہتی دھاڑیں مار مار کر روئی۔

دیکھیں،، ہم آپ سے معافی مانگنا چاہتے تھے،، ہم آپ کو بتانا چاہتے تھے کہ آپ ہماری نظر میں کس قدر اچھے، نیک ، بلند کردار انسان ہیں ،، ہم کہنا

CLASSIC URDU MATERIAL

چاہتے تھے کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ آپ کی بٹر فلائی بن کر رہنا چاہتے ہیں،، پلیز ،،اٹھیں اور ایک مرتبہ ہماری یہ ساری باتیں سن لیں

دیا کے آنسو ارشن کے چہرے پر گر رہے تھے آخر وہ اس کے سینے پر سر رکھ اسے جھنجھوڑتے ہوئے چیخ چیخ کر رونے لگی۔

کم آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں،، آپ نے یہ کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی،، آپ تو ہماری روح میں بسے تھے،، آپ کی خوشبو تو ہمیں اپنی روح سے آتی تھی تو بھلا آپ کو، آپ کی محبت کو کیسے نا پہچان پاتے،، ارشن ہم آپ کے بغیر کچھ بھی نہیں،، ہم مر جائیں گے ہمارے ساتھ ایسا مت کریں،، ہمیں ،،معاف کر دیں،، وعدہ کرتے ہیں کہ اب کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے ،،ارشن اٹھئیے پلیز

وہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اس کے کندھے سے لگی بچوں کی طرح بلک رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جاری ہے۔۔

اگلی اپی ہو گی دھماکے خیز۔

CLASSIC URDU MATERIAL

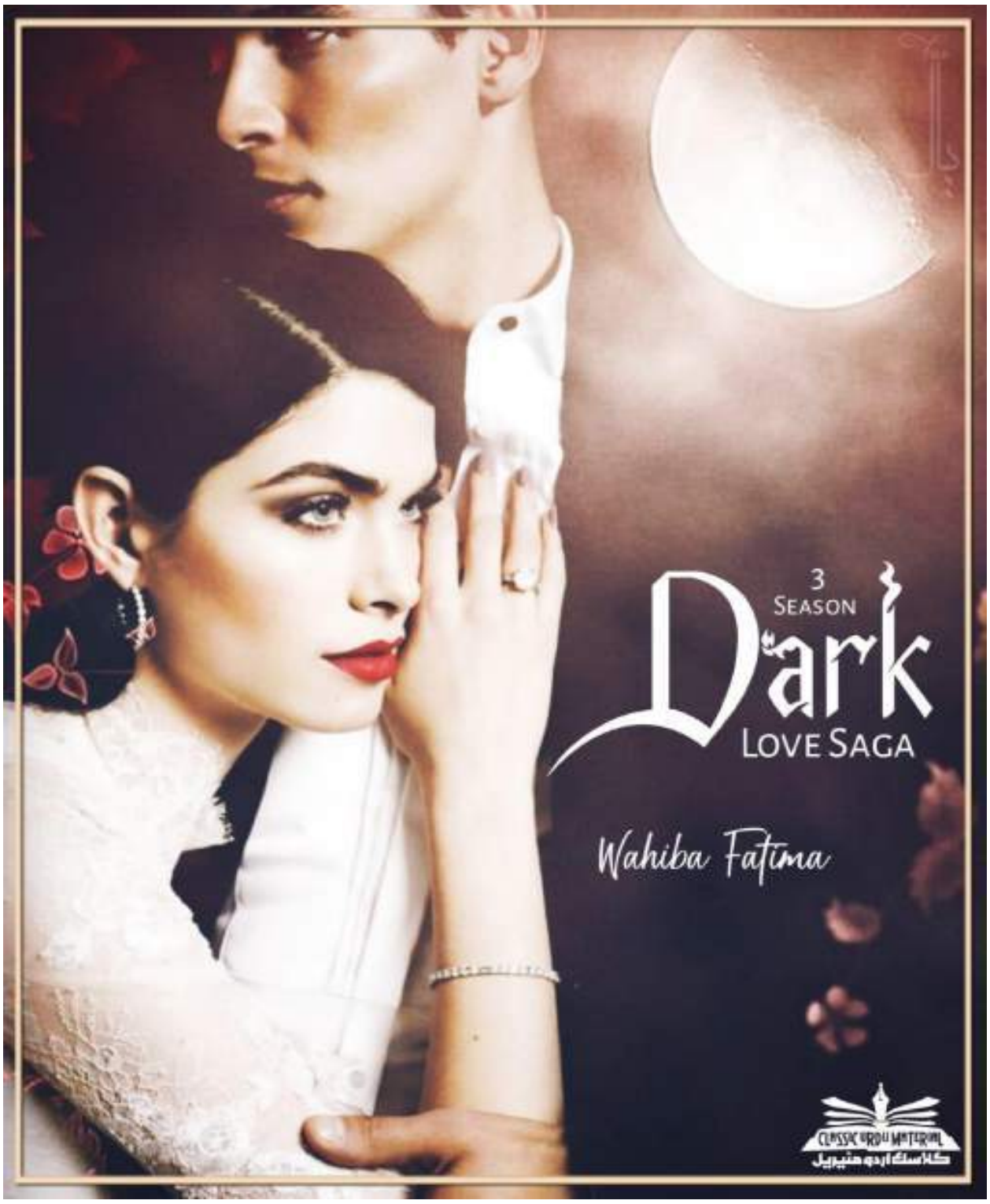
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 46.....

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا کے آنسو ارشن کی گردن میں گر رہے تھے ارشن نے اپنی پوری ول پاور یوز کر کے اپنی آنکھیں کھولیں۔ بڑی مشکل سے بازو کو موو کر پایا اور وہی بازو اس کی نازک کمر کے گرد حمائل کیا۔

،،،،دیا

ارشن نے آہستگی سے اسے پکارا۔

ار،،،، ارشن،،، وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹی۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

آ،،، آپ ،،، آپ ٹھیک ہیں،، ہم آپ کو کچھ بھی نہیں ہونے دیں گے،،، ہم ،،، کیا کریں

دیا پاگل بنی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ شال تو پہلے ہی باہر صحن میں کہیں زمین بوس ہو چکی تھی اب اپنا دوپٹہ اتار کر اس کی شرٹ پر رکھ کر اپنی دانست میں خون روکنے کی کوشش کی۔

،،، دیا میں ٹھیک ہوں

نقاہت بھرا تھا۔

،،، آپ فکر مت کریں

دیا نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ """ہم آپ کو ہاسپٹل لے جائیں گے،، آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے،، ہم کچھ نہیں ہونے دیں گے آپ ،، کو

،،، دیا مجھے کچھ نہیں ہوا

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے نرمی سے کہا۔ اپنے مکمل ہوش میں آنے کے بعد وہ بہت زیادہ متفکر ہوا تھا کہ سامنے والی نازک معصوم جان جو یہ سمجھیں تھی کہ اسے کچھ ہو گیا ہے اب اسے ہوش میں آتا دیکھ بلکل متوحش سی اپنے حواسوں میں نہیں لگی اسے۔ ارشن جلدی سے سیدھا ہو کر صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔اور اس کے بازو اپنی گرفت میں لیے۔

،،،دیا

،،،بینا یہیں کہیں ہو گی،،، ہم آپ کو ہاسپٹل لے جائیں گے

،،،دیا میں بلکل ٹھیک ہوں

ارشن نے اسے قریب کرنا چاہا مگر وہ پینک ہو کر چکنے گھڑے کی طرح اس کے ہاتھ سے پھسلی جا رہی تھی۔

یہ خ،،خون،،، آپ کو کچھ نہیں ہو گا،،،ہم آپ کو کچھ ہونے دیں گے ہی ،،،نہیں،،، ہم ایمبولینس کو فون کرتے ہیں

CLASSICURDUMATERIAL

وہ اپنے بازو چھڑا کر فون کی جانب جانا چاہتی تھی۔ مگر ارشن کی گرفت اس کے بازوؤں پر سخت ہوئی۔ وہ اب بھی بری طرح رو رہی تھی اور اسے بے بسی سے دیکھا۔

،،،ارشن چھوڑیں ہمیں فون کرنے دیں آپ کو گولی لگی ہے

وہ چلائی۔

،،،،،،،،،،دیا

ارشن کو اسے جھنجھوڑ کر اس سے بھی اونچی آواز میں چلانا پڑا۔ وہ پل میں اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔ اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

،،یہ دیکھو،،، مجھے کچھ نہیں ہوا،، کوئی گولی نہیں لگی

ارشن نے کہتے وہ خون آلود شرٹ اتار کر غصے سے خود سے دور پھینکی۔

،،میں بلکل ٹھیک ہوں،،، یہ سب خضر اور بینا نے کیا،، تم سے جھوٹ بولا

ارشن نے اپنی بنیان اتار کر پھینکی۔ کشادہ بے داغ سہی سلامت سینہ دیا کے سامنے تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،ائم سوری میں

ارشن کو رک جانا پڑا جب دیا نے اپنی پوری طاقت لگا کر ایک جھٹکے سے اپنے بازو چھڑائے تھے۔ وہ کھڑی ہو کر پیچھے کی جانب قدم لینے لگی تھی۔

،،،،ی ،،،،یہ ،،،، آپ نے کیا ہمارے ساتھ

،،،نو

ارشن نے پریشانی سے اسے دیکھا۔ جانتا تھا اس کا رد عمل شدید ہو گا۔ مگر اس قدر؟

،،، آپ ،،، ایسے کیسے،،،؟ کر سکتے ہیں ہمارے ساتھ

وہ کھوئی کھوئی سی اپنے حواسوں میں نہیں لگی۔ ارشن اٹھ کر اس کی جانب بڑھا۔

،،دیا،، یہ خضر اور بینا نے کیا آئی سوئیر مجھے علم نہیں تھا

وہ قریب آ کر اس کے بازو تھامنے لگا جو کہ اس نے بری طرح جھٹک دیئے۔ اور پھوٹ پھوٹ کر روتے بیرونی دروازے کی جانب بھاگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،دیا

ارشن نے پکار کر اتنی ہی تیزی سے دروازے پر اس کے آگے اپنا بازو رکھ کر اس کی راہ میں حائل ہوا وہ کچھ بھی سنے کہے بغیر اندر کی جانب بھاگی اور ایک کمرے میں خود کو بند کر لیا۔ ارشن نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔ اس وقت اس کا دل کیا بینا اور خضر کو جا کر ایسا سبق سکھائے کہ ان کے دماغ ٹھکانے لگ جائیں۔

وہ اس کمرے کی جانب بڑھا۔ اور خاص کوڈ سے دروازا کھول لیا۔ اندر داخل ہوا تو وہ بیڈ پر اوندھے منہ پڑی بلک بلک کر رو رہی تھی۔

،،،دیا پلیز،، میری بات تو سنو

ارشن اس کی جانب بڑھنے لگا جب وہ بدک کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ آج تو وہ اپنے ہر روپ میں اسے بپھری ہوئی شیرنی لگی۔

آپ نے ہمارے ساتھ یہ گھٹیا مزاق کرتے ہوئے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ ،،ہمارے دل پر کیا گزرے گی

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،تمھیں اعتبار کیوں نہیں دیا،، جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ میں نے نہیں کیا

وہ عاجز آ کر بولا تھا۔ اس کی یہ ٹوٹی بکھری حالت اسے تکلیف دے رہی تھی

وہ اسے ایسا کب دیکھ سکتا تھا بھلا۔

،،،ہمیں نہیں رہنا یہاں،، آپ ہمیں پیلس بھجوائیں ابھی کہ ابھی

وہ سیدھی ہو کر چلائی تھی۔ ارشن نے بغور اسے دیکھا۔ سر تا پیر سفید رنگ کی فراک پاجامہ میں دوپٹے کے بغیر گلابی چہرے ، سرخ جھیل سی سبز آنکھوں اور بھیگی پلکوں سمیت وہ بہت بری طرح اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔ ارشن اس کے قریب آیا تھا۔ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے قریب کیا۔

،،،دیا

،، چھوڑیں ہمیں،، دور ہو جائیں ہم سے

وہ جھٹپٹائی۔ مگر ارشن کے ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے ٹکرائی۔

،،اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمھیں اب خود سے دور کروں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ مسکرا کر بولا دیا کو لگا وہ اسے بے چین کر کے رلا کر اب حظ اٹھا رہا ہے تبھی وہ ایک جھٹکے سے اس کے بازوؤں سے نکلی۔ اور کمرہ تہس نہس کرنے کرنا شروع کیا۔ وہ چلاتی جا رہی تھی اور ڈریسنگ، ٹیبل کی چیزیں زمین بوس کرتی جاتی تھی۔

بہت برے ہیں آپ،، بہت ظالم ہیں،، ہمیں آپ سے کوئی بات ہی نہیں کرنی،،، اللہ کرے ہم مر جائیں،، اور وہ آپ کی طرح کوئی جھوٹ اور مزاق ،،،،،،،،،،،، بھی نا ہو،، تب آپ کو پتہ چلے کہ کیسے کرتے ہیں مزاق

ارشن جو کہ کب سے تحمل سے اسے ڈیل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اب اس کا بھی دماغ پوری طرح گھوما تھا۔ تبھی اسے بازو سے دبوچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

،،،یہ اب کچھ زیادہ ہی ہو رہا ہے بٹر فلائی

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

،،تو کیا آپ نے کم کیا ہے ہمارے ساتھ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھر جھٹپٹائی مگر اب کی بار ارشن کی گرفت جارحانہ تھی تبھی اسے ایک جھٹکے سے دیوار سے لگایا تھا۔ وہ کچھ کہنے والی تھی مگر وہ سارے الفاظ ارشن نے اس کے نازک گداز لبوں سے چن لیے تھے۔ دیا اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ ارشن کے عمل میں شدت بھری محبت تھی۔ دیا اس کے لمس اور اس جان لیوا قربت سے اپنے آپ میں سمٹنے لگی۔ دیا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے۔ اور اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔ مگر یہ مزاحمت خود کو ان شدت بھری منمنانیوں سے بچانے کو ناکافی تھی۔

وہ اپنی مرضی سے ہی خود کو سیراب کر کے پیچھے ہٹا تھا۔ دیا نے ایک طویل سانس بھرا۔ اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

یقین کرو میرا دیا،، تمھاری قسم اس سب میں، میں انوالو نہیں تھا،، مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ خضر اور بینا یہ سب کرنے والے ہیں،، اگر زرا سا بھی اندازا ہوتا تو تمھیں پہلے ہی باخبر کر دیتا،، آئی سوئیر یہ سب انھوں نے کیا،، مجھے معلوم نہیں تھا،،

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اس کا چہرہ تھام کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچ بتایا۔ دیا کی آنکھوں میں پھر سے پانی تیزی سے جمع ہوا تھا۔ ارشن نے ایک سرد سی سانس کھینچی اس بازو سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا وہ حسب معمول پھر سے رونے کا شغل فرمانے لگی۔ ارشن باہر گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد کچن سے پانی کا گلاس لے کر آیا۔

،،یہ لو،، پانی پیو

ارشن نے اس کے قریب بیٹھ کر اس کے لبوں سے پانی کا گلاس لگایا۔ تو وہ غٹاغٹ سارا پانی پی گئی۔

بس کرو بٹر فلائی،، بہت رو چکی یار یہ آنکھوں کے زریعے راوی چناب بہانہ بند کرو،، زندہ ہوں میں ابھی،،، وہ مسکرا کر بولا تو وہ پھر ہتھے سے اکھڑ گئی ارشن نے ہنس کر اس کا بازو جکڑا۔

،،،چھوڑیں ہمیں

وہ تلملائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

وہ معنی خیزی سے مسکراتا اس کے دلکش سراپے کو اپنی نگاہوں میں رکھتا بولا تو دیا اتنی دیر میں پہلی مرتبہ تمام صورت حال کا تدارک ہوتے ہی بری طرح بوکھلائی تھی۔ تبھی اپنے چہرے کے دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

،،،اب کیا ہوا

ارشن نے مسکراتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کر اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔

،،،آ،،،،، آپ،، شش ،،شرٹ تو پہن لیں

وہ بمشکل بول گئی۔

تم شرما رہی ہو،،؟

ارشن نے اطمینان سے پوچھا۔ اس نے یونہی چہرے پر ہاتھ رکھے اثبات میں سر ہلایا۔

چھوڑو یہ شرمانا ورمانا،، اور مجھے یہ بتاؤ،، جب میں بیہوش تھا تو تم کیا کیا بول ،،رہیں تھیں مجھے

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اس کی کلائیاں جکڑ کر اس کی کمر سے لگائیں اور اسے اپنے سینے میں بھینچا۔ دیا بے تحاشا گھبرائی تھی ارشن نے اپنے بے حد قریب اس کے صبیح چہرے کا طواف کرتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

بڑی جلدی اس کی مخمور نگاہوں کا زاویہ نگاہ بدلا تھا۔ جزبات بدل گئے اور اس کے یوں کھلم کھلے اظہار سے حالات بدل گئے تھے۔ اس کا ایک ایک لفظ آج ارشن نے اپنے کانوں کے ذریعے اپنے دل وجان میں اتارا تھا۔ یہ الفاظ اس نے اپنی روح میں بسائے تھے۔

،،اور بھلا ہم کیوں دہرائیں وہ سب،، ہم نے تو کچھ نہیں کہا

اس نے اپنی گبھراہٹ کو غصے کے پیرائے میں چھپانا چاہا۔

پر میں نے تو سنا بھی اور تمھارا ایک ایک لفظ،، ایک ایک جملہ اپنی روح میں اتارا،، تمھارے ان الفاظ کے خمار آلود نشے نے کسی اور ہی دنیا کی سیر کروا ،،،دی ہے تمھارے اس دیوانے کو

CLASSICURDU MATERIAL

ارشن نے اپنے سلگتے لب اس کا ماتھے پر رکھ کر محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔ چاند چہرے کا ایک ایک نقش آہستگی سے چوم کر معتبر کر دیئے۔ وہ اس کی ہر جسارت پر اب خود میں سمٹنے لگی تھی۔

،،،ارشن،،، ہمیں واپس چلنا چاہیے

وہ اس کی اتنی سی ہی قربت پر ہانپ گئی تھی۔ تبھی کندھوں کو مضبوطی سے تھام کر روہانسی ہو کر بولی۔ مگر ارشن پر تو اب پوری طرح مدہوشی طاری ہونے لگی تھی۔ بے خودی کا عالم تھا۔ تبھی وہ جادوئی سلگتے لمس اس کے وجود پر چھوڑتا گال سے گردن اور پھر کندھے تک آیا۔

،،،ارشن

وہ مچل گئی۔ مگر اب اسے روک پانا دیا کو اپنے بس میں نہیں لگا تھا۔ ارشن لبوں کی گستاخی کا سفر جاری رکھتے کندھے سے اس کی ہاتھ کی پشت تک آیا۔

،،،دیا

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اسے پکارا اور اس پکار میں اتنی تڑپ اتنی بیقراری تھی کہ دیا کہ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ارشن نے اسے بازوؤں میں بھرا۔

ارشن یہ کیا،،،؟

،،تمھارے لیے اس دن کا ایک ایک پل ایک سرپرائز ہے بٹر فلائی

بھاری بوجھل گھمبیر آواز میں اسے کہا اور اسے لے کر گھر کے دوسرے حصے کی جانب بڑھا۔ مختلف کلر کے سٹیکر سے ایرو کے نشانات بنا کر ارشن کو اشارہ دیا گیا تھا کہ وہ اسے لیے پورشن کی دوسری جانب جائے۔

وہ اسے لئے پورشن کے دوسری جانب آیا۔ مگر خود حیران رہ گیا۔ یہ سب انھوں نے کب کیا ہو گا۔ دوسری جانب کا پورا لاونج سات رنگ کے پھولوں اور سات رنگ کے بلونز سے سجا ہوا تھا۔ مختلف چھوٹے ٹیبلز پر سات خشک رنگ کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر پڑے تھے۔ ارشن کو بینا سے کہے گئے اپنے الفاظ یاد آئے۔)بینا میرے لیے سب سے زیادہ تکلیف و اذیت کا لمحہ وہ رہا ہے جب جب میں نے اسے ہمیشہ سفید کفن میں لپٹے دیکھا ہے،،، میں اسے پور پور اپنی محبت کی دھنک نما سات رنگوں میں رنگ دینا چاہتا ہوں،، اس کا پورا

CLASSIC URDU MATERIAL

وجود میرے ست رنگی عشق میں رنگ جائے ,,وہ لمحے وہ پل میری زندگی کے سب سے قیمتی پل ہوں گے جب میں ان لمحات کو محسوس کر پاؤں گا)

دیا حیرت سے پھیلی آنکھوں سے وہ رنگین نظارا دیکھے گئی جب ارشن نے بہت نرمی سے اسے اپنی بانہوں سے نیچے اتارا۔ سلگتی نگاہوں کی تپش اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی تو دیا کی پلکیں لرز گئیں۔ اس نے بے چین ہو کر ارشن سے دور ہونا چاہا جب اتنی ہی تیزی سے ارشن نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسی ہاتھ کی پانچوں فنگر ٹپس پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ دیا کو لگا وہ بے جان ہو جائے گی۔ اپنا ہاتھ چھڑا کر اس نے اپنے قدم جھجھکتے ہوئے پیچھے لیے۔ ارشن نے پاس پڑے ٹیبل سے سرخ رنگ اپنی مٹھی میں بھرا اور اس کی جانب بڑھا۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ تب ارشن نے اسے بازو سے کھینچ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی اور گردن کے دائیں طرف سے پوری سائیڈ آہستگی سے سرخ رنگ میں رنگ دی۔ وہ جب اسے لے کر یہاں آیا تو آٹو میٹک سسٹم کے تحت ارشن کے فنگر پرنٹ کے زریعے دھیمے سروں میں میوزک سسٹم آن ہوا تھا۔ گانے کے بول ان کے تمام بہکے جذبات و

CLASSIC URDU MATERIAL

احساسات کی ترجمانی کرنے لگے تو ارشن پر پوری طرح مدہوشی طاری ہونے لگی۔

انگ لگا دے رے موہے رنگ لگا دے رے

میں تو تیری جوگنیا تو جوگ لگا دے رے

جوگ لگا دے رے پریم کا روگ لگا دے رے

میں تو تیری جوگنیا تو جوگ لگا دے رے

دیا کا پورا وجود اس کے شدت بھرے لمس پر لرز گیا تھا۔ گال اور سفید فراک سرخ رنگ میں رنگ چکی تھی۔ وہ مچل کر اس سے دور ہونا چاہتی تھی ارشن نے بھی جان بوجھ کر اسے چھوڑا دیا۔ وہ چار قدم آگے بڑھی۔ ارشن نے اس کا تعاقب کیا اور اگلے ٹیبل تک گیا۔ مٹھی میں نیلا رنگ بھرا اور اس

CLASSIC URDU MATERIAL

کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا۔ اب کی بار دایاں گال اور بازو نیلے رنگ میں رنگا تھا۔

ار،،،،شن،،،،،ی،،،، یہ،،،کک، کیا،،،؟

وہ ااس کی بانہوں میں موم بن کر پگھلا رہی تھی۔ تبھی کانپتا وجود لیے پوچھ بیٹھی۔

ایک وحشت ناک طویل ترین ہجر کے بعد یہ وصل ہماری خزاں رسیدہ زندگی" میں اپنے ساتھ بہاروں کے تمام رنگ لے کر آیا ہے بٹر فلائی،، یہ میرے ،،،عشق کے رنگ ہیں جن میں آج پور پور میں تمھارا سارا وجود رنگ دوں گا آج میں وہ گیرووا بن جاؤں گا جو اپنے ساتھ دھنک کے سات رنگ لے کر آتا ہے اور ہر چیز اپنے من پسند رنگ میں ڈھال دیتا ہے،، آج کے بعد میں اس سفید رنگ میں کبھی نہیں دیکھنا چاہوں گا تمھیں،، اور میں جس طرح سے ،،،تمھارا وجود رنگ دوں گا،، تمھیں ان رنگوں سے عشق ہو جائے گا

گھمبیرتا سے بھرپور بھاری بوجھل آواز کی سرگوشی دیا کی جان لینے کو کافی تھی۔ ارشن نے ہاتھ بڑھا کر شاکنگ رنگ اپنی مٹھی میں بھرا اور ہاتھ اس کی کمر کے

CLASSIC URDU MATERIAL

گرد حمائل کر کے تمام رنگ کو فراک کی زینت بنا دیا۔ دیا کی جان پر بن آئی تھی تبھی اس نے اس کے کشادہ سینے میں جائے پناہ تلاش کرنا چاہی۔ ارشن نے دوسری جانب جاتے اسے اپنی جانب کھینچا اور سبز رنگ مٹھی میں بھرا اسے اپنے سینے میں چھپا کر اس کی کمر سبز رنگ میں رنگ دی۔

رات بنجر سی ہے کالے خنجر سی ہے

تیرے سینے کی لو میرے اندر بھی ہے

تو ہوا دے اسے تو میرا تن جلے

جلا دے تیرے سنگ جلا دے رے موہے انگ لگا دے رے

اُجلی کوری پریت پیا ست رنگ لگا دے رے

،،،ارشن ہمیں ڈر لگ رہا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر کے اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔ ارشن نے اسے بانہوں میں بھرا۔ وہ دونوں اب پور پور ایک دوسرے کے رنگوں میں ڈھل چکے تھے جیسے۔ ارشن اسے لئے اسی لاونج سے ملحقہ بیڈ روم میں آیا جو باہر لاؤنج سے بھی زیادہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ رنگ برنگے پھولوں کے ہارٹ شیپ کے انبار پر ارشن نے اسے نرمی سے اتارا۔ اور خود بھی پھولوں کی بھاری لڑیوں کو ایک سائیڈ پر کرتا اس کے قریب نیم دراز ہوا۔ دیا نے گھبرا کر اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپاتے اس کی مخالف سمت کروٹ لے لی۔

راس ہے رات میں، تیری ہر بات میں

بول میں کیا کروں ایسے حالات میں

ہوں میں تیری ملنگ تو ہی میرا نشہ

چڑھا دے رے بھنگ چڑھا دے رے پریم کی بھنگ چڑھا دے رے

CLASSIC URDU MATERIAL

میں تو تیری جوگنیا تو جوگ لگا دے رے

ارشن نے اس کی پچھلی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھے اور اس پر کسی گھٹا کی طرح چھا گیا۔ دیا کے ہوش اڑے جب اس کے گداز لبوں کا لمس اسے اپنی گردن سے گال تک آتا محسوس ہوا۔ ارشن نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا۔ اور اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھایا۔ چند ساعتوں میں ہی وہ اپنی شدتوں سے اپنے جنون سے اسے نڈھال کر چکا تھا۔ دیا کی جان پر بن آئی تو وہ بری طرح کسمسائی۔ مگر منہ زور طوفانوں پر کون بند باندھ پایا ہے آج تک جو وہ باندھ پاتی۔ وہ موم بن کر اس کی بانہوں میں پگھلتی رہی اور وہ گہرے سیاہ ابر کی طرح اس پر اپنی محبت کی بارش برساتا رہا۔ وہ پور پور اس برسات میں بھیگتی رہی۔ طویل ترین ہجر کے بعد وصل کے یہ لمحات بہت قیمتی تھے جنھیں ان دونوں نے مل کر امر کر دیا تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کی آنکھ اگلے دن بہت لیٹ کھلی۔ وہ کافی دیر لیٹی چھت کو گھورتی رہی۔ رات کا ایک ایک منظر اپنی پوری جزئیات سمیت آنکھوں کے پردے کے سامنے لہرایا تو اس نے کروٹ بدل کر تکیے میں منہ دے لیا۔ بہت عجیب احساسات تھے۔ دل کانوں میں دھڑک رہا تھا جیسے۔

اپنی ہی سوچوں سے جان چھڑانا مشکل ہو گیا تو وہ اٹھی اور فریش ہونے واش روم چلی گئی۔ جانے دل میں کیا آئی کہ بڑی ماں کی دی ہوئی میرون رنگ کی گھیرے دار شارٹ فراک پہنے، نیچے گھیرے دار ٹراوزر پہن کر باہر آئی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ڈارک چاکلیٹ براؤن گیلے بال سلجھائے۔ نگاہیں بار بار بھٹک رہیں تھیں۔ آج خود سے ہی بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل لگایا۔ اور ہونٹوں پر پنک گلوز بھی لگا لیا۔ بال سوکھے تو اونچی سی پونی ٹیل بنا لی۔)وہ تو ہاسپٹل کے بیک یارڈ میں کلاس لینے جا رہی تھی تو پھر یہ تیاری؟(

اپنے آپ سے جھوٹ بول کر نگاہیں چرانا کیا ہوتا ہے اسے آج اندازہ ہوا۔ بیگ کندھے پر ڈال کر باہر نکلی۔ دھڑکتے دل کے ساتھ گراؤنڈ پار کر کے وہ ہاسپٹل آئی تھی۔ سب کی معنی خیز نگاہیں اس پر اٹھیں تو وہ بری طرح گھبرائی

CLASSICURDUMATERIAL

تھی۔ اس طرف جانے کا پروگرام کینسل کرتی بھاگ کر کلاس میں ہی چلی گئی۔ آج اس کی قسمت تھی کہ مس فریال آئیں ہی نہیں تھیں۔ ان کی طبیعت خراب تھی تو وہ کلاس لینے آئی ہی نہیں۔ معجزا خالی کلاس میں بیٹھ کر اپنی انگلیاں چٹخاتی رہی۔ سب وقتاً فوقتاً جا چکیں تھیں۔ مگر وہ ادھر ہی بیٹھی رہی۔ دل ہمک ہمک کر ایک شخص کو دیکھنے کی فرمائش کی گردان کیے جا رہا تھا۔ جبکہ وہ اپنی ہی سوچوں سے بری طرح گھبرا رہی تھی۔

اگر کسی نے دیکھ لیا تو،، دماغ نے دھڑکا بتایا۔

،،،بس کھڑکی سے دیکھ کر واپس آ جانا

دل نے چپکے مشورے سے نوازا۔

،،رات آئے تو تھے ماشاءاللہ بلکل ٹھیک تھے

دماغ نے دل کو جھڑکا۔

،،مگر ایک نظر دیکھنے میں کیا حرج ہے

دل نے پھر ایک دھیمی سی سرگوشی کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہاں ایک نظر دیکھ آتی ہوں،، وہ فیصلہ کر کے اٹھی۔ اور کوریڈور کے اس جانب سے ایمرجنسی کی جانب گئی جہاں رش زرا کم ہوتا تھا۔ کوریڈور سے گزر کر آئی سی یو کے ساتھ والے وارڈ کے پرائیویٹ روم کے ساتھ والے روم سے اسے کھڑکی سے دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی اسی روم تک آئی تھی۔ اس روم میں داخل ہو کر کھڑکی تک گئی۔ ہلکے سے کھڑکی کا پٹ کھول کر اندر جھانکا۔ سخت مایوسی ہوئی۔ بستر خالی تھا۔اب کسی کے دیکھنے سے پہلے اسے تیزی سے یہاں سے نکلنا چاہیے۔ وہ مایوسی مگر تیزی سے واپس پلٹی۔۔

امن جو کہ بے چینی سے موبائل میں ایک منظر دیکھ رہا تھا۔ دل کو سکون ملا کہ وہ اس کی طرف آ رہی ہے۔ مگر ہاسپٹل داخل ہو کر اس گھبرا کر کلاس میں جاتے دیکھ سینے میں سانس الجھنے لگی۔ وہ بری طرح بے چین ہوا۔ مگر پھر بہت جلد ایک خوبصورت منظر نگاہوں کی زینت بنا۔ وہ خود چل کر ساتھ والے کمرے کی جانب آ رہی تھی۔ وہ جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا اب

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کا پلان سمجھ کر ساتھ والے کمرے میں جا چھپا تھا۔ جب وہ اس کمرے میں آئی تو چھپ کر کھڑکی سے پار دیکھنا چاہا مگر امن کو وہاں نا پا کر وہ مایوس ہوئی اور اسی مایوسی سے واپس پلٹنے لگی جب وہ بہت اچانک اس کے سامنے آیا تھا۔

اسے یوں اچانک اپنے سامنے پا کر وہ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تھی۔رات کی نسبت اب اس نے شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اپنی تمام تر وجاہت سمیت وہ جزا کا دیوانہ آنکھوں میں ایک خاص چمک لیے اس کے سامنے تھا۔ امن کی نگاہیں جو بے قراری سے اس کا طواف کر رہیں تھیں اس کا ارتکاز نوٹ کر کہ معجزا کی اپنے بیگ کی سٹریپ پر گرفت مضبوط تر ہوئی۔

،،،وہ مم،، میں،، آ،،، آپ کی طبیعت کا پپ،، پوچھنے آئی تھی

خشک ہوتے حلق کو تھوک نگل کر تر کرنے کی کوشش کی۔

تو پوچھو پھر،،،؟ امن کے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ تھی۔)بہت قریب ہو کر اس کے بالوں کی ایک شریر لٹ کان کے پیچھے کی تو اس کی انگلیوں کی اس بے باک سی حرکت نے معجزا کے جسم کا سارا خون نچوڑ کر چہرے میں (بھر دیا جیسے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کک،،، کیسی طبعیت ہے آپ کی

اس نے انجان بننا چاہا۔

تم بتاؤ جزا تمھیں دیکھے بغیر کیسے ہو سکتی ہے،،،؟؟ بوجھل لہجے میں سوال کے بدلے سوال کیا۔

،،،مجھے کک کیسے معلوم ہو گا

معجزا نے اس کے تیور سے گھبرا کر دامن بچانا چاہا۔

تمھیں دیکھے بغیر پل پل مر رہا ہوں میں یہاں،،، یہ وقت بہت مشکل سے ،،،گزارا ہے میں نے

اکتاہٹ بھرے لہجے میں بے بسی سے کہا گیا۔ "مگر اب بلکل ٹھیک ہو جاؤں گا ،،،میں

امن نے اس کا دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں بھر کر اپنے دل کے مقام پر زخم کے اوپر رکھا۔

،،،مجھے جانا ہو گا

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کان کی لو تک سرخ پڑ چکی تھی۔

جب کہ امن گہری نگاہوں سے اسے دیکھے گیا تب وہ آگے بڑھا۔ نتیجتاً معجزا نے اپنے قدم پیچھے لیے۔ مگر اپنے پیچھے دیوار آ جانے سے معجزا کو رک جانا پڑا۔

،،میں بچ چلتی ہوں

اس کے پہلو سے نکل کر جانا چاہا جب امن نے تیزی سے اپنا ہاتھ دیوار پر رکھ کر اس کا راستہ مسدود کیا۔ ہاتھ پڑھا کر اس کی پونی میں الجھایا۔ ریشمی چاکلیٹ براؤن بال آبشار کی طرح کمر پر پھیل گئے۔ معجزا دم سادھ کر کھڑی رہی امن نے قریب ہو کر دوسرا بازو بھی دیوار پر ٹکایا ایک گہری سانس لے کر ان ریشمی بالوں کی بھینی شیمپو ملی خوشبو اپنی سانسوں میں اتاری۔

مم،،،مجھے،،،، جج،،،جانے ،،،دیں،،،، وہ روہانسی ہوئی۔

مگر امن نے ایک مرتبہ پھر ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر بہت اچانک جھک کر اس کے ہونٹوں کی نرماہٹوں پر اپنا قبضہ جمایا تھا۔ معجزا نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں تھیں۔ وہ ایک مرتبہ پھر اس کی سانسوں کے جتنا قریب آ چکا تھا۔

رات سے حلق میں کانٹے سے آگ آئے تھے۔ امن کو رات سے ہی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود کو جتنا سیراب کر رے گا تشنہ لبی اتنی ہی جان کا آزار بنتی جائے گی۔ اب بھی وہ آنکھیں بند کیے محبت کا جام پینے میں مصروف تھا۔ معجزا بری طرح کسمسائی تھی۔ بیگ کی سٹریپ چھوڑ کر اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں دبوچی۔ چند لمحوں میں ہی معجزا کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔

بہت اچانک دوسرے کمرے کا دروازا کھول کر ڈاکٹر انعم روم میں داخل ہوئی تھیں۔ مگر امن کو اپنے بیڈ پر نا پا کر ایک سرد سی سانس کھینچی۔

ادھر آہٹ محسوس ہونے پر امن نے نرمی سے اسے آزادی بخشی۔ اور کھڑکی کے اس پار ڈاکٹر انعم کو نروٹھے پن سے گھورا۔

،،،ڈاکٹر انعم آ گئیں مجھے جانے دیں پلیز

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں۔ اتنی سی دیر میں اس کی حالت پوری طرح بکھر چکی تھی۔ گلوز بھیگے لبوں سے پھیل چکا تھا۔ بکھرے بال اور قدموں میں پڑا بیگ۔

امن نے اس کی بوکھلاہٹ پر مسکراتے اس کا بازو اپنی آہنی گرفت میں لے لیا کہ وہ وہاں سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

ڈاکٹر انعم آہٹ محسوس کر کے اس کمرے میں آئیں۔ مگر اگلا منظر دیکھ کر وہ بھی ایک مرتبہ تو بوکھلا گئی۔ معجزا کے چہرے پر بکھرے شرم وحیاء کے رنگ کوئی اور ہی داستاں سنا رہے تھے بکھری سی حالت میں اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑے ہوئے تھے۔ وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح اس کے گھیرے میں کھڑی لرز رہی تھی اور وہ اطمینان سے مسکراتا اس کا بازو جکڑ کے کھڑا تھا۔

ڈاکٹر انعم نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پایا۔

ایک یہ واحد مریض ہے جسے اپنے بیڈ پر سکون نہیں،، چلیئے مجھے چیک اپ ،،کرنا ہے ڈاکٹر امن

CLASSICURDUMATERIAL

ڈاکٹر انعم نے اپنے پروفیشنل لہجے میں اسے کھری کھری سنائیں۔

،،چلیئے،،، مگر یقین کریں،، اب مجھے اس منحوس بیڈ پر سکون آ جائے گا

امن نے سکون سے کہا اور معجزا کا بازو ساتھ لیے آگے بڑھا تو وہ بری طرح سٹپٹائی۔

مجھے جانا ہے،، آپ میرا بازو چھوڑ دیں،، وہ منمنائی۔ مگر وہ ان سنی کرتے اسے اپنے ساتھ دوسرے روم میں لے آیا۔ اور اسے ساتھ لے کر ہی اپنے بیڈ پر بیٹھا۔

ڈاکٹر انعم کو معجزا کی شکل دیکھ کر بے تحاشا ہنسی آئی مگر وہ چہرہ جھکا کر اپنی ہنسی کنٹرول کر گئی۔

جلدی سے کریں چیک اپ،، اور جاتے وقت باہر سے ڈور لاک کر کے جایئے ،،گا

امن نے اطمینان سے کہتے معجزا کے رہے سہے اوسان بھی خطا کیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر انعم اس کا بی پی چیک کرنے لگیں۔ جبکہ معجزا اچھی بھی اس کی آہنی گرفت سے اپنا بازو نکالنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

،،امن چھوڑیں میرا بازو

وہ جھنجھلائی۔ دل کی سن کر یہاں تک چلی آئی تھی مگر اچھی پھنسی تھی۔ سمجھ نہیں آ رہا تھا اب اس کے شکنجے سے کیسے نکلے۔

ڈاکٹر انعم،، میں ٹھیک ہوں بلکل،، جا کر میرے ڈسچارج پیپرز بنوائیں،، میں ،،ابھی معجزا کے ساتھ اپارٹمنٹ جانا چاہتا ہوں

امن نے سکون سے کہا۔ مزاحمت کرتی معجزا اپنی جگہ پر ساکت ہوگئی۔ جبکہ امن فائلز میں اس کی رپورٹس دیکھتی اب مطمئن نظر آ رہی تھی۔ تبھی وہ فایل لے کر باہر چلی گئی۔ اور جاتے وقت وہ ڈور لاک کرنا نا بھولی۔

،،آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں اب

معجزا نے جھنجھلا کر اس کی جانب سے رخ دوسری جانب موڑا۔

،،ابھی تو شروعات بھی نہیں کی

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے سکون سے کہا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

کیا مطلب،،،؟

معجزا نے الجھ کر پوچھا۔

کچھ نہیں،، ڈاکٹر انعم ڈسچارج پیپرز بنوانے گئیں ہیں تب تک تم یہیں میرے ،،پاس بیٹھو،، اکٹھے ہی اپارٹمنٹ چلیں گے

کیوں،،،؟ آپ راستہ بھول گئے ہیں اپارٹمنٹ کا،، بیڈ پر اپنی انگلی سے غائبانہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچتے اس نے یونہی احمقانہ سی بات کی۔

،،نہیں،، مگر مجھے تمھارے سوا کچھ نظر بھی تو نہیں آ رہا

امن نے کہا تو اس نے پہلو بدلا۔

تبھی بہت اچانک دروازا کھول کر آریان ،ایشان اور جبران اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ گڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور اتنی دیر میں اب معجزا کا بازو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ معجزا بھی اپنے اس بکھرے حلیے کے ساتھ بری طرح بوکھلائی تھی۔ تبھی اٹھ کر دوپٹہ اچھے سے اپنے گرد لپیٹا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کیسی طبعیت ہے ینگ مین

جبران نے معنی خیزی سے مسکرا کر پوچھا۔ معجزا کو اب جا کر وہاں سے کھسکنے کا موقع ملا تو اس نے دیر نا لگایئے ساتھ والے کمرے میں ہی آ کر دم لیا۔

وہ اسے حسرت سے جاتے دیکھ اب جبران ڈیڈ کی جانب متوجہ ہوا۔

،،بلکل ٹھیک ہوں،، اسی لئے ڈسچارج لے رہا ہوں

امن نے کہا۔

مگر ابھی تمھیں مزید ریسٹ اور کیئر کی ضرورت ہے،، ایشان نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

بلکل نہیں،، میں تنگ آ چکا ہوں اس منحوس بیڈ سے،، اس نے اپنی مشکل بتائی تو وہ سب قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

آساوری اپنے کمرے میں بند تھی۔ جس دن سے وہ اسے یہاں اپنے کمرے میں چھوڑ کر گیا تھا اس نے جلدی سے چینج کر لیا تھا مگر پھر بھی اس کے وجود

CLASSIC URDU MATERIAL

سے آتی ایک اور وجود کی مہک نے اس کا راز افشاء کر دیا اور اسی دن سے فلزہ اور بینا نے چھیڑ چھیڑ کے اس کا جینا حرام کر رکھا تھا۔

وہ آج چار دن بعد وائیٹ پیلس لوٹا تھا۔ اور سب کے ساتھ ابھی لاونج میں بیٹھا تھا۔ رواحہ نے آساوری کو اس کے لیے تازہ جوس لانے کو کہا تھا۔

وہ کچن میں سے چھوٹی ٹرے میں سجا کر جوس کا گلاس لے کر لاؤنج میں آئی۔

وہ جو سگریٹ لبوں میں دبائے خضر سے بات کر رہا تھا آساوری کو لاونج میں آتے دیکھ تیزی سے اپنے لبوں سے سگریٹ نکال کر اپنی کمر پر اپنے ہاتھ باندھے۔ خضر نے اس کی کمر سے بندھے ہاتھ سے سگریٹ تھام کر اتنی ہی تیزی سے بجھا کر باہر پھینکی تھی۔

اورنج شاکنگ امتزاج کی فراک میں وہ شرمائی لجائی سی جوس لے کر اس کے سامنے آئی تھی مگر آنکھوں میں حیرت تھی۔

،،،احان،، آپ سموکنگ کر رہے تھے

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ جب وہ اس طرف آئی تھی تو اس نے یہاں سے دھواں اٹھتا دیکھا تھا۔

،،نہیں تو،، تمھیں ایسا کیوں لگا کہ میں ایسا کچھ کر رہا تھا

احان نے جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگاتے الٹا اسی سے پوچھا۔

وہ میں نے،،، آساوری نے کہنا چاہا۔ اچھا چھوڑیں کچھ نہیں،، امن اب ٹھیک ہے ناں،،

آساوری نے سر جھٹک کر بات بدلی۔ اور اب وہ اسے امن کی طبیعت کے بارے میں بتانے لگا۔ خضر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

میں بہت تھک چکا ہوں،، اپنے کمرے میں آرام کر رہا ہوں،، کوئی مجھے ڈسٹرب نا کرے،،

احان نے کہتے ہوئے اسے دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ احان اپنے کمرے میں چلا گیا۔ آساوری کچن میں چلی آئی۔ گھر میں امن کی شادی کی باتیں زور وشور سے کیں جا رہیں تھیں۔ آج بڑے پاپا اور سمیع خان نے امن

CLASSIC URDU MATERIAL

اور معجزا کو لینے ان کے اپارٹمنٹ جانا تھا۔ زور شور سے تیاری کی جا رہی تھی۔ وہ بھی رواحہ کے ساتھ مختلف کاموں میں مگن ہو گئی۔

وہ رواحہ کے ساتھ کپڑے سیٹ کروا رہی تھی جب فون چنگھاڑنے لگا۔ اس نے نمبر دیکھا تو احان کا تھا حیرت ہوئی۔

فون یس کر کے کان کو لگایا تو سامنے سے نروٹھی سی بھاری آواز سنائی دی۔

،،آساوری کب سے ویٹ کر رہا ہوں،، روم میں آؤ فوراً

جھنجھلا کر کہتے فون بند کر کے احان نے غصے سے بیڈ پر پھینکا۔ ادھر آساوری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تبھی بمشکل وہاں سب اٹھنے لگی۔

کیا ہوا،،؟ بینا نے دانتوں تلے لب دبا کر پوچھا۔

وہ احان کو کوئی کام ہے،، میں سن کے آتی ہوں،، آساوری نے ناخن دانتوں تلے کترتے ہوئے کہا۔

،،میں سن آتی ہوں تم اپنا ڈریس سلیکٹ کر لو

بینا نے بے حد شرارت سے کہا تو پنکی نے اسے گھرکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ تو پاگل ہے بچی،، جاؤ تم بات سنو،، ارے اس ہری بلا کے غصے کو ہوا مت دو،،

پنکی نے کہا تو وہ بینا کو منہ چڑھاتی وہاں سے اٹھ آئی۔ جھجھکتے ، دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر نیم دراز تھا۔ وہ آگے بڑھی۔

،،ڈور لاک کر دو یار

کمرے میں اس کی بھاری بوجھل آواز گونجی تو آساوری سٹپٹائی۔

،،جی

بیڈ کے قریب کھڑے ہو کر اس سے اس کا مسئلہ پوچھا احان نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اس کو دیکھا۔

،،،کہاں رہ گئیں تھیں تم

اس کے شوشے پر آساوری کو غش پڑتے بچا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ آرام کریں گے کوئی آپ کو ڈسٹرب نا کرے ،،،،،تو

آساوری کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑا تھا جب احان نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے اوپر گرایا وہ بری طرح بوکھلائی اور احان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے اوپر سے ہٹنے کی کوشش کی۔ مگر وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر گیا تھا۔

،،،میرا آرام اور میرا سکون تم ہو

احان نے اوپر اٹھ کر اس کی چن پر اپنے لب رکھے تو وہ مچل گئی۔

مگر آپ نے تو کہا تھا کوئی آپ کو ڈسٹرب نا کرے،، آساوری روہانسی ہوئی۔

ہاں ناں،، اس وقت جبکہ میں اپنے دل کے قرار سے سکون حاصل کرنا چاہتا ،،ہوں تو کوئی مجھے ڈسٹرب نا کرے

احان نے اطمینان سے کہتے اپنے سلگتے لبوں سے مزید من مرضیاں کیں۔

،،،احان،، میں کام کر رہی تھی ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کے ارادے بھانپ کر رونے والی ہو گئی۔

،،شوہر کو سکون پہنچانے سے زیادہ ضروری بھی کچھ ہو سکتا ہے

اس نے اس کا بہانہ رد کیا۔

،،،احان سب کیا سوچیں گے

وہ جھنجھلائی۔

،،یہی کہ اچھی بیویوں کی طرح اپنے شوہر کو وقت دے رہی ہے

احان نے کہتے کروٹ بدل کر اس پر گرفت مضبوط کی اور پوری طرح اس کو بے بس کرتے اسے اپنی آغوش میں چھپا لیا۔

ارشن کی آنکھ صبح نو بجے کے قریب کھلی تھی۔ کل کا دن زندگی میں آنے والا انتہائی خوبصورت اور یاد گار ترین دن تھا۔ اور پھر ایک خوبصورت رات ان دونوں نے ایک دوسرے کے ہمراہ ایک دوسرے کی پاگل قربت میں گزاری تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے ایک سرد سی سانس کھینچ کر اپنے پہلو میں دیکھا تو وہ ادھر موجود نہیں تھی۔ ارشن گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ بیٹھا۔

دیا،،، اس نے پکارا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ٹاول سے بال رگڑتی سرخ شلوار قمیض میں واش روم سے فریش کھلتا گلاب بنی باہر نکلی تھی۔ یہ لباس بھی شاید بینا نے اس کے لیے یہاں رکھا تھا۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی پاکٹ سے سنیمن نکال کر منہ میں رکھتا اسے بغیر پلکیں جھپکائے دیکھے گیا۔ خود کو مخصوص نگاہوں کے حصار میں پاتے دیا نے ڈریسنگ کے شیشے میں سے اپنے پیچھے اس کی جانب دیکھا تو بے اختیار نگاہیں جھکا گئی۔

اس کی محبت میں دیا کے لیے کتنا پاگل پن کتنی جنونیت تھی وہ رات اسے اپنے ایک ایک عمل سے یہ اچھی طرح باور کروا چکا تھا۔ اب بھی وہ سنیمن چباتا ٹراؤزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالتا قدم قدم چلتا اس تک پہنچا تھا۔ دیا گھبرائی اور صوفے پر پڑے دوپٹے کو چور نگاہوں سے دیکھا۔ وہ ٹھیک اس کے پیچھے آ کر

CLASSIC URDU MATERIAL

کھڑا ہوا تھا۔ کمر پر بکھری سنہری زلفوں کی آبشار کو اپنے ہاتھ سے چھو کر ان کی ملائمت محسوس کی۔ وہ بے اختیار بولا تھا۔

!اے میرے۔۔

عشق نگر

،... تو

کسی شاعر کی رباعی سا لگتا ہے

،...رومی آنکھیں

،...حافظ چہرہ

،...غالب تیوّر

،...میّر بدّن

تم پہ لکھو تو یہ ان اہل ذوق کی پسپائی سا لگتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

بھاری لہجے کی گھمبیر سی سرگوشی تھی جو ارشن نے اس کی کان میں کی۔ وہ پھر سر تا پیر لال ٹماٹر ہوگئی۔

،،وکالت چھوڑ کر شاعر بننے کا پروگرام تو نہیں آپ کا

ڈریسنگ پر جھکتے اس نے برش اٹھا کر اس کی بولتی نگاہوں سے نگاہیں چرانے چاہیں۔ ارشن کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اب کیا کریں،، بیگم نے عشق میں نکما کر دیا ہے،، نہیں تو ہم بھی وکیل تھے ،،،بہت کام کے

ارشن نے اس کے پچھلے گہرے گلے پر اپنے لب رکھتے کہا تو وہ بدک کر دور ہٹی۔

اب شرافت سے ہمیں پیلس لے چلیں،،، نہیں تو آپ کی اور بینا کی ساری کارستانیاں ہم پاپا کو بتا دیں گے،، دیا نے اسے دھمکی دی۔

میری بھی ساری کارستانیاں بتاؤ گی،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،جی ہاں بلکل

ساری،،،،؟؟؟؟

ارشن نے دانتوں تلے لب دباتے ہوئے پوچھا تو دیا کو کہیں چھپنے کی جگہ نا ملی۔ تب اس نے جھنجھلا کر اس سے رخ موڑ لیا۔ وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑنے لگا جب فون کی ایک مخصوص بیل سے بے تحاشا چونکا تھا۔

پاشا اور سمیع خان امن اور معجزا کو لینے کے جا رہے تھے ان کی گاڑی راستے میں تھی۔ پاشا ابراہیم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ جب بیچ راستے میں پتھر رکھ کر ان کی گاڑی کے سامنے جان بوجھ کر رکاوٹیں پیدا کر کے انھیں وہاں روک لیا گیا۔

،، گارڈز جا کر دیکھو کون ہے

پاشا ابراہیم نے کہا اور اپنی گن نکالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گارڈز باہر نکلے۔ جانے کہاں سے ٹوتھ سٹک جیسی باریک سٹکس کی بوچھاڑ ہوئی اور ان سب کو بیہوش کر گئی۔ جب سب بیہوش ہو گئے تو ایک سیاہ نقاب پوش اطمینان سے چلتا گاڑی تک آیا اور اس میں سے پاشا ابراہیم کو نکال کر اپنی گاڑی میں تیزی سے ڈالا۔ وہ جانتا تھا یہ کام بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالتے ڈائریکٹ شہد کی مکھیوں کی رانی پہ ہاتھ ڈال لینے کے مترادف تھا۔ اس کی اس جرات پرل بہت جلد وہ لوگ ایکشن میں آ جائیں گے۔ اسی لئے وہ بہت تیزی سے وہاں سے نکل کر پلین کیے گئے ٹھکانے تک پہنچا تھا۔

پاشا ابراہیم کی کڈنیپنگ کی خبر نے جنگل میں لگی آگ کا کام کیا تھا۔۔ وائیٹ پیلس میں جیسے ایک بھونچال برپا ہو گیا تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی تھے بہت تیزی اور جلدی سے وائیٹ پیلس پہنچے تھے۔ پریشانی کی بات یہ تھی کہ اب یہ کونسا ایسا نیا دشمن تھا جنھوں نے ان کی جڑ پر ہی وار کر دیا تھا۔ یہ کڈنیپر کی دیدہ دلیری بھی تھی کہ اس نے فون پر انھیں ایک ٹھکانے پر پہنچ جانے کا کہا تھا۔ وہ لوگ اپنی گاڑیوں میں نکلے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا ابراہیم کو کڈنیپ کر کے جیسے کسی نے بھڑوں کے چھتے میں پتھر مارا تھا۔ دشمن جو کوئی بھی تھا اسے کم از کم یہ قدم نہیں اٹھانا چاہیے تھا کیونکہ اب باقی کے جلاد طیش و اشتعال سے پاگل دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹانے نکلے تھے۔

وہ ایک گورنمنٹ بچوں کا سکول تھا جس کے سامنے ایک پرانی عمارت میں پاشا ابراہیم کو رکھا گیا تھا ان سپر ایٹ ، ارشن ،احان، امن، خضر ، فلزہ بینا اور علیزے نے اس عمارت کو چاروں جانب سے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔ وہ مکمل ایک دوسرے سے رابطے میں تھے۔ اور ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔

بہت غیر معمولی سا احساس تھا وہ عمارت بلکل خالی پڑی تھی۔ کوئی بھی گارڈ یا کسی قسم کا پہرہ نہیں تھا۔ وہ جو مختلف راستوں سے عمارت میں داخل ہوئے تھے عمارت کی دوسرے منزل پر آخر سب ایک حد نظر بڑے سے ہال میں ایک دوسرے کے سامنے نکلے تھے۔

اس حال کے بلکل بیچ و بیچ ایک کرسی پر پاشا ابراہیم کو باندھا گیا تھا اور پاشا ابراہیم کے بلکل سامنے پانچ قدموں کے فاصلے پر کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے

CLASSICURDU MATERIAL

بیٹھا وہ اطمینان سے سگریٹ پی رہا تھا۔ نیلی آنکھوں بے تاثر اور ہونٹوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

وہ سب پاشا ابراہیم کی جانب لپکے تھے پاشا ابراہیم کے ہاتھ پیروں کے ساتھ منہ بھی باندھا گیا تھا۔

فلزہ کی آنکھوں سے ایک مرتبہ پھر اسے اپنے سامنے دیکھ شعلے سے لپکے تھے۔

سب سے پہلے احان اس کے سر پر پہنچا تھا اسے گریبان سے گھسیٹ کر اپنے سامنے کیا۔ کچھ بھی کہے سنے بغیر پہلے احان ارشن ،امن اور خضر نے اسے روئی کی طرح دھنکا تھا وہ اسی چڑانے والی مسکراہٹ سمیت چپ چاپ مار کھا رہا تھا۔

،،،بڑے پاپا

فلزہ نے قریب آ کر پاشا ابراہیم کا منہ کھولا۔

پاشا ابراہیم جو جھٹپٹا رہا تھا اچانک چلایا۔

،،،،یہ اس کا ایک ٹریپ ہے تم لوگ

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا پاشا ابراہیم جب خاموش فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ اور باہر جو بچوں کی چھٹی کا وقت ہو چکا تھا بچوں کی عجیب طرح کی چیخ و پکار سننے کو ملی۔

جلاد بے تحاشا چونکے تھے۔ بھاگ کر کھڑکیوں سے باہر کے مناظر دیکھے عجیب بھگدڑ مچی ہوئی تھی فائرنگ اور دھوئیں کے مرغولوں کے درمیان بچے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

،،،باہر نکلو بچوں کو بچاؤ

سوہم خان چلایا تھا۔ سب اسے لہو لہان زمین پر چھوڑ کر پاشا ابراہیم سمیت باہر کی جانب بھاگے تھے۔

وہ سب باہر پہنچے۔ وہ مختلف سیاہ نقاب پوش تھے جو ہوائی فائرنگ کر کے بچوں کو جان بوجھ کر ہراساں کر رہے تھے۔ ماہر خان، ایشان جبران اور آریان نے انھیں سکول کے اندر جانے کا کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سب بچوں کی جانب متوجہ تھے۔ جب ایک گاڑی ایک سو بیس کی رفتار سے جیسے بچوں پر چڑھ دوڑنے کو تیار تھی۔ وہ سب اس گاڑی پر حملہ آور ہوئے تھے۔

فلزہ بچوں کی جانب بھاگی جب مخالفت سمت سے آنے والی وین کا دروازا جھٹکے سے کھولا اور اس میں بیٹھے حیوان نے اسے بازو سے کھینچ کر اندر سیٹ پر پھینکا۔

پچھلی دو مرتبہ کے چھپ کر ناکام ترین وار کرنے پر اسے بزدل حیوان کا) خطاب دینے والے جلادوں کو اس نے پیغام بھیجا تھا کہ وہ ان سب کی آنکھوں کے سامنے اپنی بیوی کو ان سے چھین کر لے کر جانے والا ہے۔ بارات ایسی (شاندار نکلے گی کہ ایک دنیا یاد رکھے گی

وین ایک سو بیس کی رفتار سے ان کی آنکھوں سے فائرنگ کی بوچھاڑ کے دوران اوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ مگر نگاہوں سے اوجھل ہونے سے پہلے اس میں بیٹھے حیوان نے اپنے ہونٹوں سے خون صاف کرتے آنکھ ونک کرتے ہوئے تھمب اپ کا اشارہ کیا تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

CLASSIC URDU MATERIAL

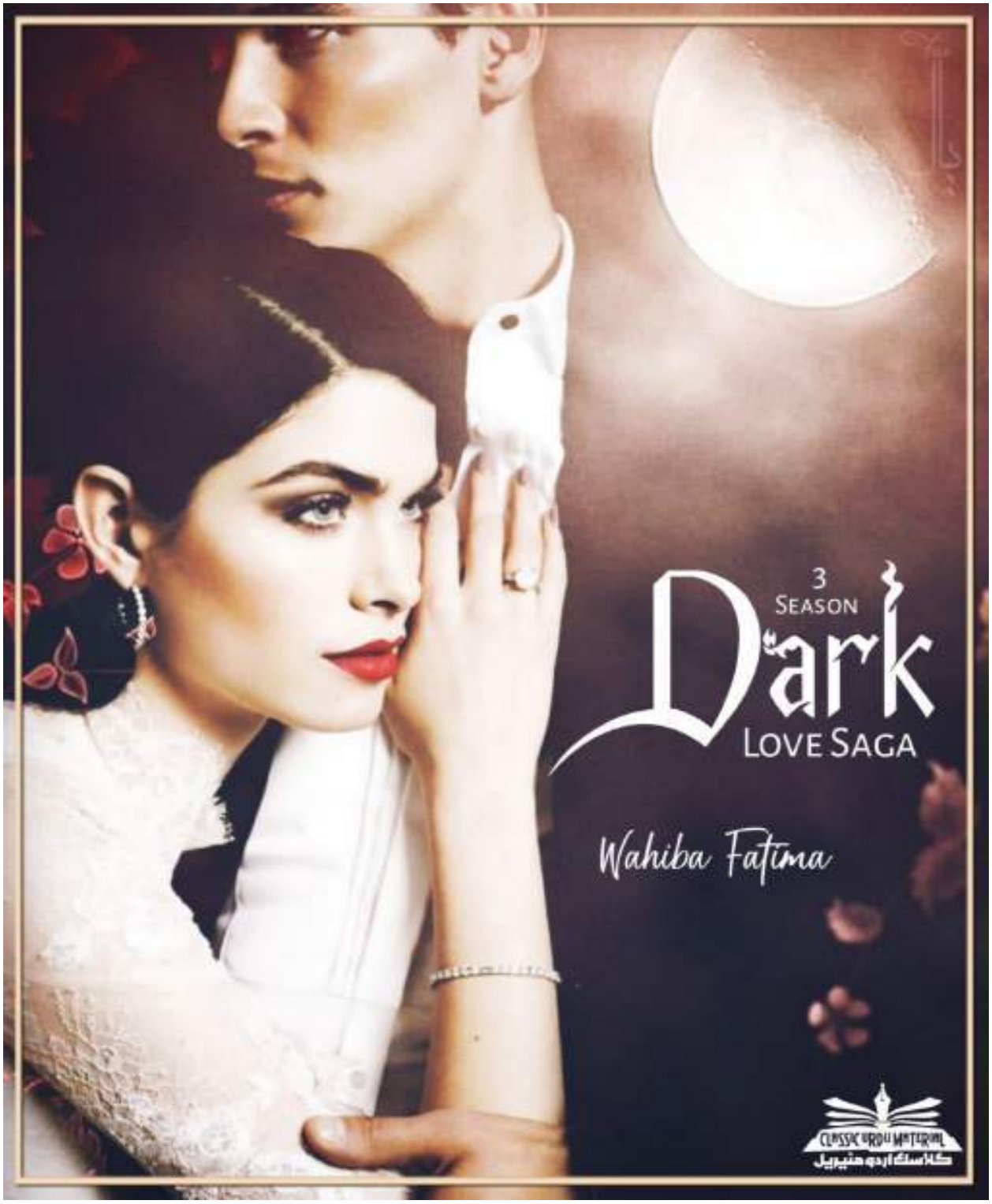
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_love_Saga s3 of BL

By #Wahiba_Fatima

Episode 47.....

وہ لوگ اس گاڑی کے تعاقب میں بھاگے تھے مگر بہت جلد وہ گاڑی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ جس پر نا کوئی نمبر تھا نا کوئی نمبر پلیٹ۔ انھوں نے شہر کچھ ہی منٹس میں انھوں نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا تھا۔ مگر فلزہ نے نہیں ملنا تھا نا ملی۔ احان ماہر خان نے چند گھنٹوں میں پورا شہر جیسے لاک کروا دیا تھا۔ ہر سڑک پر چیک پوسٹ لگا دیں تھیں۔ انھوں نے بہت زیادہ ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر فلزہ کا سراغ نہیں مل پایا تب وہ وائیٹ پیلس

CLASSIC URDU MATERIAL

میں واپس آئے تھے۔ چند گھنٹوں میں ساحر عرف حیوان کے متعلق چھوٹی سی چھوٹی ڈیٹیلز ان کے ٹیبل پر تھی۔

عرصہء دراز کے بعد امن اپنے دل ودماغ سے ہر بات جھٹک کر اس وقت وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں بیٹھا تھا اور لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔

بڑے پاپا کراچی سے اٹلی جانے والی فلائٹ میں آج دو پیسنجر تھے ساحر اور" ،،فلزہ نام کے،، مطلب وہ فلزہ کو اٹلی لے کر گیا ہے

امن نے پاشا ابراہیم کی جانب دیکھتے کہا۔

ناممکن،، ایسا نہیں ہو سکتا ،، وہ اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ ایسے ہمیں ہنٹ دے کر فلزہ کو اٹلی لے جائے،، اور تم لوگوں کو لگتا ہے کہ فلزہ بائی ائیر ایسے چپ چاپ اس کے ساتھ اٹلی چلی جائے گی،، ہو ہی نہیں سکتا وہ ائیر پورٹ پر وبال مچا دیتی اور بیہوشی میں یا کسی اور طریقے سے تو وہ اسے لے جانے سے رہا،، مطلب وہ اٹلی نہیں گیا،، اور اس فلائیٹ میں یہ نام استعمال کروا کر وہ ،،ہمیں بے وقوف بنانا چاہتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان نے کا لہجہ پر سوچ تھا۔ سب نے اس کی بات کی حمایت کی۔

تب اپنے لیپ ٹاپ میں دیکھتے خضر کے چہرے پر ایک چمک آئی تھی۔

آپ سہی کہہ رہے ہیں بڑے پاپا،،، ایک پرائیویٹ ہیلی کو دیکھا گیا ہے،، ابھی مجھے اطلاع ملی اور یہ شہر کے باہر ایک خالی عمارت سے اڑا ہے،، مطلب آپ ،،کا شک ٹھیک نکلا

خضر نے سب کو لیپ ٹاپ کی سکرین دکھائی جس میں ایک ہیلی کو دیکھا صاف صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ ماہر خان خضر کے پاس آیا اور لیپ ٹاپ میں غور سے دیکھا۔

اس ہیلی کو ایک ایک اینگل سے غور سے دیکھو اور میرا خیال اس کے کوکپِٹ ہے امن اس لوگو کی ڈیلٹلز نکالو،، اسی لوگو سے اس کے (logo)پر کوئی لوگو ،،مالک اور اس کے مالک سے اس کی کنٹری تک پہنچا جا سکتا ہے

ماہر خان نے کہا تو وہ لوگ تیزی سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے جیسے ہی فلزہ کو پکڑ کر اپنی وین کی سیٹ پر پھینکا تھا وہ بری طرح جھٹپٹائی تھی۔ مگر سینکڈز میں اس نے اس کے چہرے پر ایک سپرے کیا تھا جس سے وہ بیہوش ہو کر سیٹ پر گری تھی۔ گاڑی ہوا سے باتیں کرتی اس کے مخصوص ٹھکانے پر پہنچی۔ اب وہ چند سینکڈز کی بھی دیر لگانے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس کے اوکے کے سگنل دینے پر ائیرپورٹ سے اس کے دو لوگ پلین میں بیٹھے تھے۔ مگر وہ فلزہ کو بانہوں میں اٹھائے اب اس کے باس کی جانب سے بھیجے گئے پرائیویٹ ہیلی میں بیٹھا تھا۔ اس نے فلزہ کو دیکھا جو پیچ کلر کی شارٹ فراک اور جینز کی پینٹ میں موجود پہنے ہوئے تھی ۔ ایک چھوٹا سا سکارف گلے میں جھول رہا تھا جسے ساحر نے ناگواری سے دیکھا۔

اٹھارہ گھنٹوں کی صبر آزما اڑان کے بعد وہ برازیل کے شہر ری-او کی بلند و بانگ عمارت کی چھت پر اترے تھے۔ وہ جب فلزہ کا بانہوں میں اٹھائے ہیلی سے نیچے اترا تھا تو اس کے تمام آدمیوں نے اپنے چہرے گھما لیے تھے اور اس کی جانب پشت کر لی تھی۔ حیوان کی فطرت سے سب آگاہ تھے۔ کہ وہ اپنی پرسنل چیز پر کسی کی آنکھ برادشت نہیں کرتا تھا تو یہ تو ایک جیتا جاگتا وجود تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے بازوؤں میں۔ اور ایسا پہلی مرتبہ بھی تو ہوا تھا کہ حیوان کے بازوؤں میں ایک لڑکی کا وجود تھا۔ وہ اسے لئے لفٹ میں گیا تھا۔ عمارت کی چوالیس منزلیں نیچے وہ ایک بہت برا رائیل کسینو تھا۔ جس کی خفیہ راہداریوں سے ہوتا وہ ایک مخصوص کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اسے بیڈ پر لٹا کر ایک مسکراتی نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی۔

،،،ویلکم ٹو مائی اینمل ورلڈ زی بےبی

حیوان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ مگر وہ اسے دوسری ڈوز بھی دے چکا تھا تبھی بیہوشی طویل ترین تھی۔

وہ اس پر کمفرٹر ڈال کر سگریٹ سلگاتا باہر نکلا تھا۔ باہر نکلا اور خفیہ راہداریوں سے ہوتا کسینو کے مین ہال میں پہنچا تھا۔ آج اس کسینو میں ان کے خاص آدمی اور دنیا کے بڑے بڑے کریمنل موجود تھے۔ادھر ہی ایک بڑی ٹیبل کے پار ایک سربراہی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا تھا۔ جس کا نام مائیک دادا تھا۔ ساحر نے آکر اس کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔

،،،ویلکم بیک حیوان

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کیسے ہیں دادا

میں تو ٹھیک ہوں،، مگر تم جس مقصد کے لیے پاکستان گئے تھے وہ پورا ہو گیا،،؟

،،یس دادا ہو گیا

ساحر نے ان کے پاس رکھی کرسی پر ریلیکس ہو کر بیٹھتے کہا۔

مگر تم میرے خاص آدمی کا کام کرنے گئے تھے،، ان کا کام کرنے کی بجائے ،،ان سے دشمنی مول لے آئے

،،او کم آن دادا ،، آپ ساری کہانی جانتے تو ہیں پھر بھی پوچھ رہے ہیں

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ تو مائیک بھی مسکرایا۔

،،،تم۔نے ان کے کئی آدمی مار ڈالے

مائیک نے فکر مندی سے کہا۔

وہ میری چیز پر نظر ڈال رہے تھے میں نے انھیں کچھ اور دیکھنے کے قابل ،،نہیں چھوڑا

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے لاپروائی سے سگریٹ کا دھواں فضا میں اڑاتے کہا۔

،،اور یہ جلادوں کی کیا کہانی ہے

مائیک نے رازداری سے پوچھا۔

،،ہم جیسے ہی ہیں وہ بھی بڑے کریمنل

ساحر نے بتایا تو مائیک مسکرا دیا۔

مجھے جانا ہو گا دادا،، تقریباً ایک ہفتہ کی ویکیشن دیجئے مجھے لائف انجوائے کرنے کے لیے،، اس کے بعد حیوان کے قہر سے آپ کا کوئی دشمن نہیں بچ پائے گا،، اور اس وقت جب میں پرائیویسی چاہوں گا تو کسی نے میری پرسنلز میں ،،مداخلت کی تو وہ اپنی زندگی میں اور کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے گا

اس نے ایک طویل ترین کش لیتے آنکھ ونک کرتے کہا تو مائیک نے سر دھنا۔

،،مطلب ایمزون کے تین فوریسٹ میں جنگل میں منگل کرنے کا پروگرام ہے

،،یس

ساحر نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ڈن،، جاؤ اور انجوائے کرو

مائک نے اطمینان سے کہا۔ تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور واپسی کی راہ لی۔ فون نکال کر کان سے لگایا اور انھیں خفیہ راہداریوں سے اس خاص کمرے کی جانب آیا۔

،،ہاں ران،،، گاڑی نکالو،، مجھے گھر جانا ہے

وہ سگریٹ زمین پر گرا اس پر پاؤں رکھ کر مسل رہا تھا جب اپنے پیچھے بہت دبیز آہٹ محسوس ہوئی۔ کوئی بہت ہی زیادہ چپکے اور ہوشیاری سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ تب بجلی کی سی تیزی سے اس نے پیچھے مڑ کر تعاقب کرنے والے کی گردن دبوچی تھی۔

فلزہ کی آنکھ کھلی۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ چکراتے سر کے ساتھ وہ فورا اٹھ بیٹھی۔ سر بہت ہی بھاری ہو رہا تھا مگر پھر بھی وہ سر جھٹکتی خود کو مکمل ہوش میں لانے کی تگ ودو کرنے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جلد ہی حواس بحال ہوئے تو خود کو ایک انجان اور بیت عجیب مگر شاندار ترین کمرے میں پایا۔ فلزہ کا دماغ تیزی سے چلا۔ اسے اب وائیٹ پیلس اپنی لوکیشن کا کوئی نا کوئی سگنل دینا تھا۔

مگر یہ کیا؟

اس کی ٹریکنگ ڈیوائس والی بریسلٹ اور گھڑی دونوں غائب تھیں۔ گلے سے پینڈنٹ بھی غائب تھا۔ اس نے آخری امید کے طور پر اپنے سنہری ہلکے کرلی بالوں میں اپنے بال بروچ ٹٹولہ جس میں بہت ہی باریک ٹریکنگ مائکرو چپ تھی۔ مگر وہ اس کی سوچ اور ضرورت سے کچھ زیادہ ہی مکار اور شاطر تھا جس نے وہ بروچ بھی نکال لیا تھا۔ مطلب اب وہ بلکل خالی ہاتھ تھی۔ کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ مگر پھر کنپٹیاں مسل کر اپنی ہی سوچ پر دو حرف بھیجے۔ بھلا وہ اس کے اوپر سے اتارے گئے وہ لوازمات اسی کمرے میں سجا کر تو رکھنے سے رہا۔

اب بھی کچھ اور سوچ پاتی کہ مخصوص قدموں کی دھمک اور ایک بھاری بھدی مکروہ آواز میں ایک بات سن کر اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،سنا ہے حیوان اپنا جی بہلانے کو پاکستان سے بہت ہی زیادہ کڑک مال لایا ہے اب ہم تمھارے کرائم پارٹنر ہیں تو ہمیں اس مال کا بھی حصہ دار بنا دو،، تھوڑا سا جی ہم بھی بہلا لیں گے،، اور ویسے بھی ایشین بیوٹیز بہت کومل کلیاں ہوتیں ،،،،،ہیں جنھیں مسلنے میں اور قابو کرنے میں بہت مزا

اس سے زیادہ غلاظت فلزہ سن ہی نہیں سکتی تھی تبھی اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

اس سے پہلے اس آدمی کا حیوان کے ہاتھوں منکا چیخ جاتا سامنت)جو کہ مائیک کا ابھی نیا نیا بنا کرائم پارٹنر تھا (وہ چیخ اٹھا۔

ارے کیا کر رہے ہو حیوان،،، میں ہوں،، اور ویسے ماننا پڑے گا،، کہ جانوروں جیسی تیز حسیات ہیں تمھاری،، کیسے بو سونگھ لی کے کوئی تمھارے تعاقب میں ہے،،

اس کے لبوں پر تعریف اور آنکھوں میں تعصب کے بھڑکتے شعلے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کیوں آئے ہو یہاں

ساحر غرایا تھا۔

،،سنا ہے حیوان اپنا جی بہلانے کو پاکستان سے بہت ہی زیادہ کڑک مال لایا ہے اب ہم تمھارے کرائم پارٹنر ہیں تو ہمیں اس مال کا بھی حصہ دار بنا دو،، تھوڑا سا جی ہم بھی بہلا لیں گے،، اور ویسے بھی ایشین بیوٹیز بہت کومل کلیاں ہوتیں ،،،،،ہیں جنھیں مسلنے میں اور قابو کرنے میں بہت مزا

اس کی بات مکمل نہیں ہو پائی تھی جب بہت اچانک ساحر کی سائلنسر لگی پسٹل نے ایک شعلہ اگلا اور اس کے ماتھے میں ایک بھیانک سوراخ کر دیا۔ وہ سر کے بل پیچھے زمین پر دھڑام سے گرا تھا۔ تبھی اس کا خاص آدمی وہاں آیا تھا اور سامنت کی خوفناک لاش دیکھ کر وہ بوکھلایا۔

،،،سر یہ کیا کیا آپ نے،،؟ مائیک سر

کچھ نہیں کہیں گے انھیں کہنا ان کا ایک رائول جہنم رسید ہو گیا،، کمپٹیشن کم ،،کر دیا میں نے،، اب اس جہنمی کے دھندے بھی مائیک سر کے ہوئے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اطمینان سے بولا۔

اس کا آدمی سر ہلاتا باہر گیا۔ وہ مڑ کر ایک گہرا سانس بھرتا کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے بیڈ پر بیٹھی ہولے ہولے لرز رہی تھی جس ک مطلب تھا کہ وہ باہر ہوئی تمام گندی گفتگو سن چکی ہے۔ سحر کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا مگر وہ فورا اپنے خول میں سمٹتا آگے بڑھا۔

فلزہ نے اچانک اپنا سر اوپر اٹھایا اور اسے اپنے سامنے پا کر چہرہ طیش و اشتعال میں سرخ پڑ گیا۔

تو اس کڑک مال کو اپنے سمیت کس کس کے جی بہلانے کا سامان بنانا ہے تم ،،،،،نے،،؟ مقصد سے مجھے یہاں لائے ہو نا

فلزہ اپنا جملہ پورا نہیں کر پائی تھی جب سامنے والے نے بڑے جارحانہ تیور لیے اس کا بازو دبوچا تھا۔ اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہ اسے باہر کوریڈور میں لایا تھا۔ ایک ہاتھ سے اسے پچھلی گردن سے دبوچ کر تھوڑا سا زمین پر جھکایا جہاں خون کی ندی بہہ رہی تھی اور ایک دیو ہیکل خوفناک سی شکل والا آدمی کھلی ساکت سفید پتلیوں سمیت زمین پر مردہ پڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بکواس اس آدمی نے کی تھی،، اور یہ دوبارا کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں رہا،، تم بھی منہ سنبھال کر بات کیا کرو زی بےبی،، کیونکہ حیوان زیادہ بکواس ،،کرنے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا

وہ سرسراتے لہجے میں بولا تھا اور اسے واپس کمرے میں لے آیا۔ فلزہ نے سنبھل کر بڑی تیزی سے اس کی گرفت سے خود کو چھڑایا تھا۔ وہ کھڑا اطمینان سے اسے سر تا پیر گھور رہا تھا۔

ویسے میرا رخصتی لینے کا انداز کیسا لگا میری زی بے بی کو،،،؟

ساحر نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا۔ آخر اسے تپانا اور جلانا فیورٹ شغل جو تھا۔

،،میں تمھاری بیوی نہیں ہوں سمجھے تم

،،ہو نہیں،،تو پوری طرح بن جاؤ گی وہ بھی آج ہی فکر مت کرو

اس نے سکون سے کہا۔

،،خام خیالی ہے تمھاری

CLASSIC URDU MATERIAL

،،دیکھ لیتے ہیں

وہ جانے کیوں اتنا پرسکون تھا۔ یا شاید پہلے سے ہی سب کچھ طے کیا بیٹھا تھا۔

تمھاری عافیت اسی میں ہی ہے کہ مجھے جانے دو یہاں سے،،، نہیں تو بہت برا

،،انجام ہو گا تمھارا

فلزہ نے بغیر خوفزدہ ہوئے اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

،،میں نے کبھی کسی انجام کی پرواہ کی ہی نہیں زی بےبی

وہ مسکرا کر بولا تھا۔ تبھی اس کے فون پر میسج آیا جسے رسیو کر کے وہ الرٹ

ہوا تھا۔

،،چلو ہمیں نکلنا ہے یہاں سے

،،مگر مجھے تمھارے ساتھ کہیں نہیں جانا

فلزہ چلائی۔

،،مطلب آگے بھی زبردستی ہی کرنی پڑے گی

وہ سرد سانس کھینچ کر بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کر کے تو دکھاؤ

فلزہ پھنکاری۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا مگر فلزہ کے ہاتھ کے ایک زور دار مکے نے ساحر کا ہاتھ پیچھے جھٹکا۔ وہ جانے کیوں مگر ہنس پڑا۔ تب اس نے دوسرا ہاتھ آگے بڑھایا۔ فلزہ نے اس کی بھی مکے سے تواضع کرنی چاہی مگر وہ صاف اسے بچا لے گیا۔ ساحر نے اسے کمر سے تھامنا چاہا مگر فلزہ کے پیر کی ایک زور دار کک اسے بیڈ پر اچھال گئی۔ فلزہ نے ایک نفرت بھری مسکراہٹ اس پر اچھالی۔ مگر ساحر نے بجلی کی سی تیزی سے اسے کمرے سے تھامنا چاہا فلزہ اتنی ہی تیزی سے جھک کر اس کی پاکٹ سے گن اپنے قبضے میں لے چکی تھی۔ ساحر پل بھر کو پریشان ہوا۔ فلزہ نے وہ گن اس پر تانی۔ اس کا نشانہ اس کے دل کے مقام کا تھا۔

،،شرافت سے یہ دروازہ کھولو،، ہاتھ گردن کے پیچھے رکھو اور میرے آگے چلو

،،نہیں چلوں گا،، تم گولی چلا دو

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے اطمینان سے کہا۔ تبھی اس کگ گارڈز جو خفیہ طور پر اس کا سایہ بنے رہتے تھے ان میں سے ایک تیزی سے اندر آیا اور فلزہ کی کمر پر بیہوشی کا ڈاٹ مار دیا۔

آہیییہہہ،،، ایک چیخ کے بعد فلزہ زمین بوس ہونے لگی جب ساحر نے بوکھلا کر اسے بازوؤں میں بھرا۔

،،،یو باسٹرڈ،، تم سے کس نے کہا تھا کہ حملہ کرو یا اندر آؤ

ساحر دھاڑا۔

،،سر یہ آپ پر گولی چلانے والی تھیں

گارڈ نے اسے یاد دلایا۔

بلٹ پروف جیکٹ پہنی ہے میں نے بے وقوف،،، میں سنبھال لیتا،، تم نے ،،دخل اندازی کیوں کی،، اب کیا میں اسے ہر وقت بیہوش ہی رکھوں گا

وہ چلایا۔ اور اسے اٹھا کر خالی خفیہ راہداریوں سے اپنی مخصوص لفٹ میں گیا۔ لفٹ سے نیچے اترا کر ایک طویل ترین لیمبورگنی ان کی منتظر تھی۔ ساحر نے

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے نرمی سے سیٹ پر لٹا کر خود بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

زہنی سکون اور فوزیہ بیگم کی مکمل حفاظت کی خاطر اس نے اپنا سٹائلش گلاس) اپارٹمنٹ ایمزون رین فوریسٹ کے قریب ترین شہر مانس کے بارڈر اور تقریباً جنگل کے بیچ میں بنایا تھا۔ اپنے دشمنوں کی پہنچ سے بہت دور سکون و اطمینان سے رہنے کے لیے۔ وہ اس جنگل سے واقف تھا۔ اس کا دیوانہ تھا خود تو وائلڈ تھا ہی اور اس وائلڈ لائف کو بہت انجوائے کرتا تھا۔

اپارٹمنٹ سے بہت دور اس نے گاڑی چینج کی تھی۔ گاڑی اپارٹمنٹ کے باہر درختوں کے جھنڈ میں کھڑی کی اور اسے بازوؤں میں اٹھائے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔ اس وقت صبح کے تقریباً آٹھ بجے کا وقت تھا۔ وہ جانتا تھا سب آرام کر ہو گے۔ اور ہمیشہ کی طرح وہ بغیر اطلاع کیے یہاں پہنچا تھا۔

وہ فلزہ کو لیے خاموشی سے اپارٹمنٹ داخل ہو کر اپنے کمرے میں آیا اور اسے بیڈ پر لٹا دیا۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،،،ساحر

فوزیہ بیگم نے باہر لاؤنج سے پکارا۔

ہمیشہ کی طرح ہی حیرت انگیز طور پر فوزیہ بیگم کی آواز سن کر وہ گہرا مسکرایا۔ اور پلٹ کر باہر نکلا۔ وہ اس کے کمرے کی جانب ہی آ رہی تھیں۔ داشاب اور عائشہ اب بھی آرام کر رہے ہوں گے۔۔

،،،آپ کو پھر پتہ چل گیا کہ میں آ گیا

ساحر نے ان کا وجود بازوؤں میں بھرا۔ وہ رو پڑیں۔ ساحر نے ایک طویل گہری سانس بھری۔۔

،،یار امی یہ کیا،،؟ پلیز ایسا مت کیا کریں

اس نے ان کے آنسو پونچھے۔ اور دھیان بٹانے کو زہن میں ایک جھماکا ہوا۔

،،آپ جانتی ہیں میں آپ کے لیے پاکستان سے ایک گفٹ لایا

اس نے کہتے ان کی جانب دیکھا۔

،،،کہاں ہے میری بہو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بے چین ہوئی۔ ساحر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

،،میں تو اس کی بات کر رہا تھا

میرون کپڑے میں لپٹی ایک پوٹلی اپنی پینٹ کی پاکٹ سے نکال کر ان کی جانب بڑھائی۔ تو وہ اس کی شرارت سمجھ کر ہمیشہ کی طرح اس کے منہ پر ایک جڑ چکی تھیں۔

مجھے یہ نہیں چاہیے،،، اپنی بہو چاہیے،، ویسے بھی یہ بھی اسی کے لیے منگوایا تھا ،،میں نے

وہ کہتی اس کے کمرے کی جانب بڑھیں۔ کمرے میں داخل ہوئیں تو آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا منظر دیکھ ایک آسودگی بھری مسکراہٹ چہرے پر پھیل گئی۔ بھاگ کر بیڈ تک آئیں اور نیچے جھک کر چٹا چٹ اس سنہری سی گڑیا کا چہرہ چوم ڈالا۔

ساحر نے کمرے میں داخل ہو کر یہ منظر دیکھا تو جل بھن کر کباب ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،امی دیٹس ناٹ فیئر،، ہمیشہ کی طرح آپ کی ساری توجہ میری ہونی چاہیے

،،آپ جانتی ہیں مجھے اپنی چیزوں میں شراکت داری پسند نہیں

اس نے منہ بنا کر کہا تو وہ مسکرا دی۔

،،یہ تم سے الگ تھوڑی ہے جو تمھیں برا لگے گا

وہ اس کے سرہانے بیٹھتی اس کے سنہری بال پیار سے سہلاتی لاپروائی سے بولیں۔ ساحر بیڈ پر پڑے وجود کو دیکھتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

،،تم تو کہتے تھے شادی نہیں کروں گا تو اب فیصلہ کیسے بدل گیا

فوزیہ بیگم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

،،آپ مجھے چھیڑنے کی کوشش کر رہی ہیں شاید

اس جن نے ایک آئیبرو آچکا کر اپنی ماں کو دیکھا۔ جو اب ہنس دیں تھیں۔

دراصل میں تو نہیں کرنے والا تھا کوئی شادی وادی آپ کی بہو رانی خود ہی میرے گلے پڑ گئیں تو کیا کرتا،، پھر جب میرے نام ہو ہی گئی تو اب مرتے ،،،دم دم تک میرا ہی رہنا پڑے گا ناں،، اسی لئے اب بھگتے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کندھے اچکا کر لاپروائی سے بولا تو فوزیہ بیگم نے اپنی چپل اٹھا کر ہوائی فائر کیا تھا جو سیدھا اس نے کیچ کر لیا اور دیر تک ہنستا رہا۔

اور پھر آدھے گھنٹے میں ہی اس نے فوزیہ بیگم کو کمرے میں پریشانی سے ادھر ادھر چکر لگاتے دیکھ ایک گہرا سرد سانس کھینچا۔

ساحر،، یہ اٹھ کیوں نہیں رہی ہے،، کیا کیا تم نے اس کے ساتھ،، کہیں زور ،،زبردستی سے تو اسے یہاں نہیں لائے

فوزیہ بیگم اس کے سر پر سوار ہوئیں۔

مما ہنٹر والی ہے آپ کی بہو،، اتنی جلدی کسی کے قابو میں نہیں آتی،، میں نے ،،بھی بڑی مشکل سے قابو کیا ہے،، تبھی بیہوش کرنا پڑا

پھر اس نے انھیں کہانی میں جتنا ضروری تھا اتنی تفصیل سے آگاہ کر دیا تو وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ مگر انھیں زیادہ تر افسوس کا موقع نہیں ملا کہ باہر سے کافی سارے لوگوں کی اپارٹمنٹ میں داخل ہونے کی آوازیں آئیں۔

،،کون ہے ساحر

CLASSIC URDU MATERIAL

امی نکاح خواہ اور میرج رجسٹرار آفس سے کچھ ضروری لوگ ہیں،، آپ کی بہو کو ہوش آتے ہی اس کے ہوش ٹھکانے لگانے کو میں اپنی اصلی آئی ڈینٹٹی سے نکاح کروں گا اس سے،، کیونکہ آپ کی بہو کو شکایت ہے کہ میں نے اس سے ،،جعلی نام سے نکاح کیا،، اور یہ اس نکاح کو نہیں مانتی

اس نے فون میں کچھ تیزی سے سکرول کرتے لاپروائی سے کہا۔

تم ،،، ساحر،، تمھارا کوئی بھی کام سیدھا بھی ہے،،،؟؟ یہ اس نکاح کو نہیں مانتی ،پھر بھی تم بغیر کسی رشتے کہ اسے پاکستان سے یہاں اٹھا لائے،، آفرین ہے کتنا پریشان کیا ہو گا تم نے بچی کو،،؟؟؟

فوزیہ بیگم نے دانت پیس کر کہا تھا۔ تو وہ بیڈ پر پڑے اس نازک سے وجود کو گھورتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اگلی مرتبہ فلزہ کی آنکھ کھلی تو اندازہ ہوا کہ اب کی بار وہ کسی گھر میں موجود ہے۔ زرا سا ہوش سنبھالا تو خود پر ایک خاتون کو جھکے پایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،اٹھو بیٹا،، میں کب سے تمھارے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی

فوزیہ بیگم نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔ تو چکراتے ہوئے سر کے ساتھ آنکھیں مسلتی آٹھ بیٹھی۔ فلزہ نے تعجب سے اپنے سامنے اپنی ماں کی عمر کی خاتون کو خود کو پرشوق نرم نگاہوں سے دیکھتے پایا۔

ارے ماشاءاللہ کتنی خوبصورت آنکھیں ہیں میری بچی کی،، چشم بدور،، کسی کی نظر نا لگے،،،

فوزیہ بیگم وقت واری گئیں اور پھر سے اس کا چہرہ چوم ڈالا۔

آپ کون ہیں،،،؟

اس نے ان کے ایسے عجیب بیہیو پر جھجھکتے پوچھا۔

،،مجھے بھی اپنی ماں ہی سمجھو بیٹا،، میں ساحر کی امی ہوں

ساحر کمرے میں داخل ہوا تو فوزیہ بیگم کی بات سنی۔

فوزیہ بیگم نے کہا تو اب کی بار فلزہ الرٹ ہوئی تھی۔

،،مجھے یہاں سے جانا ہے آنٹی اپنے بیٹے سے کہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،،،امی

ساحر نے فلزہ کی بات مکمل ہونے نہیں دی تھی۔ بیچ میں ہی انھیں مخاطب کر لیا۔

آپ باہر جائیں امی اور دیکھیں کہ ملازم مہمانوں کو اچھی طرح سرو کر رہے ،،ہیں،، باہر جو پیکٹ پڑا ہے وہ اندر بھجوا دیں،، میں اسے لے کر آتا ہوں

ساحر نے روانی سے کہا تو فوزیہ بیگم مسکراتیں اس کا گال سہلاتیں اٹھیں اور کمرے سے باہر نکل گئیں۔

فلزہ نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔ جو اب سکون سے میڈ کے ہاتھ سے پیکٹ پکڑ کر اس تک لایا تھا۔

،،یہ ڈریس پہن لو،، اور جلدی چلو باہر،، نکاح ہے ہمارا،، تمھاری تسلی کے لیے میرے لیے تو ہم اسی دن ایک ہو گئے تھے جس دن پہلی مرتبہ میرج ،،رجسٹرار آفس میں ہم نے سائن کیے تھے

ساحر نے اطمینان سے کہا۔ فلزہ کے تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور تمھیں ایسے کیوں لگتا ہے کہ تم مجھے آرڈر دو گے اور میں جی حضور جی ،،حضور کہتی تمھاری ہر بات مان لوں گی

فلزہ بیڈ سے نیچے اتر کر چیخ کر بولی تھی۔ ساحر نے ہاتھ میں پکڑا ٹیب اس کی کلائی دبوچ کر اس کی ہتھیلی پر پٹخا۔ فلزہ نے صدمے و حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے ٹیب میں جزا ٹرسٹ کے امن کے اپارٹمنٹ کا منظر دیکھا۔

میں جانتا تھا،، ٹیڑھی کھیر ہو،، میرے قابو نہیں آؤ گی،، تبھی پہلے سے انتظام ،،کر رکھا ہے میں نے،، اس ٹیب کی سکرین کو غور سے دیکھو زی بے بی سارے سسرال والے اور تمھارے بھائی اس وقت سسرال میں مجھے ڈھونڈنے کی پلاننگ میں مصروف ہیں،، اس وقت وہاں پر رات کا ایک بجا ہے،، اور جزا ٹرسٹ کے تمھارے بھائی کے اپارٹمنٹ میں تمھاری بھابھی اکیلی ہے،، جو کے تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میرے شوٹرز کے نشانے پر بھی ہے،، میں امی کے سامنے کوئی تماشا نہیں چاہتا،، لہذا اب اگر نہیں چاہتیں کہ تمھاری بھابھی اگلے جہان کی سیر کو نکل جائے اور اس کے صدمے میں

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارا ڈاکٹر بھائی پاگل ہو جائے تو جو جو کہتا ہوں جی حضور بول کر ہی میری ہر بات مان لو،،،

ساحر نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے جو غم وغصے سے جبڑے بھینچے ہوئے ٹیب کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ساحر نے وہ ٹیب اس کے ہاتھ سے لے لیا۔)جانتا جو تھا وہ تھوڑا اور غور کرتی تو جتنی زہین تھی اندازہ لگا ہی لیتی کہ ٹیب کا وہ منظر نقلی تھا(

وقت نہین ہے تمھارے پاس ہری ٹڈی،،

اس نے سنجیدگی سے کہا۔

فلزہ خاموشی سے پیکٹ کی جانب بڑھی۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس کے تمام گیجٹس وہ چھین چکا تھا۔ وہ بے بس نا تھی۔ نا خوفزدہ۔ مگر معجزا ؟؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک نازک بیمار جان۔ فلزہ کو اندازا تھا یہ دھمکی فیک بھی ہو سکتی ہے۔ مگر یہی تو مصیبت تھی کہ وہ اس وقت اسے کنفرم نہیں کر سکتی تھی ۔ اور اگر یہ سچ ہوتا تو؟؟؟؟؟ تو امن کے لیے اسے یہ کرنا ہی تھا۔

اس نے اس پیکٹ کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس میں سے سرخ برائیڈل ڈریسز کا دوپٹہ تقریباً کھینچ کر سر پر اوڑھا۔

،،،مروووو چلو

فلزہ نے اس قدر غصے سے غرا کر کہا تھا ساحر کو ہنسی ضبط کرنے کے لیے اپنے لب دانتوں میں بھینچنے پڑے۔

وہ اسے ہاتھ سے تھام کر باہر آیا۔ اور نکاح خواہ کے سامنے اطمینان سے اسے اپنے پہلو میں بٹھائے سرشار سا بیٹھ گیا۔

جلد ہی قانونی کاروائی مکمل ہو گئی۔ اور ایجاب وقبول کا مرحلہ بھی طے پا گیا۔ اب کی بار اس نے اپنی اصل آئی ڈینٹٹی سے ایک ایک باریکی کو مد نظر رکھتے معزز گواہان کے سامنے یہ نکاہ رجسٹرڈ کروایا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کاروائی مکمل ہوتے ہی فوزیہ بیگم نے اسے پھر سے خوب چوم ڈالا۔ وہ اس قدر خوش نظر آ رہیں تھیں کہ فلزہ کو اپنی ماں کو یاد کر کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ فلزہ ان سے اپنا آپ چھڑا کر سنجیدگی سے اسی کمرے میں چلی آئی۔)اسے سوچنے کے لئے اور اگلا لائحہ عمل ترتیب دینے کے لیے وقت درکار تھا۔ (ساحر نے غصے سے اسے جاتے ہوئے اس کی پیٹھ کو گھورا۔ فوزیہ بیگم نے اسے پرسکون رہنے کا اشارا کیا۔ ساحر مہمانوں کے ساتھ باہر نکل گیا۔

وہ اب اس کمرے میں سرد و سپاٹ چہرہ لیے بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھی تھی۔ جب ہلکی سی دستک دے کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ فلزہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو دنگ رہ گئی۔ سامنے داشاب تھا جس کہ چہرے پر ہمیشہ کی طرح کی مہربان مسکراہٹ، چہرے پر معصومیت اور آنکھوں میں ایک نرمی والا تاثر تھا۔ ہاں یہ وہی تو اس میں چیزیں تھیں جن سے اسے عشق ہوا تھا۔

،،،زی

وہ پکارتا آگے بڑھا اور اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کیسی ہو زی

وہی نرم آواز نرم لہجہ۔ فلزہ کے دل میں ہوک سی اٹھی۔ تمام پرانے زخم ادھڑتے تازہ ہوتے چلے گئے۔ وہ جو خود کو بہت مضبوط سمجھتی تھی آخر خود پر ضبط کھوتی اس کے کندھے پر سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ داشاب کو افسوس ہوا۔

،،اٹس اوکے زی،، فکر مت کرو،،سب ٹھیک ہو جائے گا

داشاب نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔ تبھی وہاں ساحر داخل ہوا تھا اور اگلا منظر دیکھ کر سر تا پیر جھلس گیا۔ سینے میں دہکتی آگ کے بھانبھڑ سے جل اٹھے۔)ایسا نہیں تھا کہ وہ کوئی شک کر رہا تھا مگر داشاب کے لیے اس کی آنکھوں کا نعم تاثر اسے سر تا پا جھلسا گیا تھا جو اسے خود کے لیے اس کی آنکھوں میں آج تک ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملا تھا (وہ لپک کر آگے بڑھا تھا اور اسے کلائی سے دبوچ کر اپنی جانب کھینچا۔

فلزہ اس اچانک افتاد پر سٹپٹائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،تم واقعی اتنی ناسمجھ ہو یا اب جان بوجھ کر کر رہی ہو یہ سب

ساحر دھاڑا تھا۔ داشاب نے اس کی جانب سنجیدگی سے دیکھا۔

کالم ڈاؤن برو،،، وہ بس پریشان ہے،، اپنے بچپن کے دوست کو سامنے دیکھا تو ،،،اموشنل ہو گئی،،، ٹیک اٹ ایزی مین

داشاب نے نرمی سے کہا۔ مگر وہ تو جبڑے بھینچے کھڑا تھا۔ اور فلزہ اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑانے کو جھٹپٹا رہی تھی۔ تبھی اس کمرے میں عائشہ داخل ہوئی تھی۔ ساحر نے اس کی کلائی اپنی گرفت سے آزاد کر دی وہ بھاگ کر عائشہ کے گلے لگی تھی۔ ساحر اور داشاب دونوں ہی کمرے سے باہر نکل گئے۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔ عائشہ اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھی تھی اور فوزیہ بیگم اور عائشہ اس کے ناز و نخرے اٹھانے میں مصروف تھیں۔ ساحر چپ چاپ آگے بڑھا اور اپنے ڈریسنگ سے اپنے

CLASSIC URDU MATERIAL

کپڑے نکال کر واش روم چلا گیا۔ شام ہی کمرے میں فوزیہ بیگم نے دو بیگ رکھوائے تھے جس میں اس کی ضرورت کا ہر سامان اور کپڑے وغیرہ تھے۔

وہ واش روم سے باہر نکلا تو فوزیہ بیگم نے جاں نثار کرنے والی نگاہوں سے اپنے گبرو جوان بیٹے کو دیکھا۔

آپ نے اپنی میڈیسن لی ہے کہ صبح سے بس گھن چکر بنی اپنی بہو کے ہی نخرے اٹھانے میں مصروف ہیں،،

اس نے فوزیہ بیگم کی جانب دیکھ کر کہا تو فوزیہ بیگم نے اسے گھورا۔

اور آپ عائشہ بھابھی،، دوست ملی تو شوہر کو بھول ہی گئیں داشاب آوازیں دے رہا تھا آپ کو،،،

ساحر نے اسے بھی نا بخشا تو وہ بھی شرمندہ سی بیڈ سے اٹھ کر اس کے کمرے سے کھسک لی۔

تم میرے ابا نا نا بنو ،، مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے کیا نہیں،،

CLASSIC URDU MATERIAL

فوزیہ بیگم نے ایک سیکنڈ میں اس کی اکڑ نکالی تو فلزہ کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ ابھری۔ مگر وہ تو تھا ہی صدا کا ڈھیٹ زرا اثر نا لیا۔ اور ڈریسنگ کے سامنے ٹاول سے اپنے بال رگڑنے لگا۔

اب پھر فوزیہ بیگم اس کی جانب متوجہ ہو گئیں اور اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق دلچسپی سے پوچھنے لگیں۔ وہ اس سے اتنی محبت و خلوص سے پیش آ رہی تھیں کہ فلزہ کو ان کے ساتھ نارمل بیہیو کرنا ہی پڑا۔

پھر جب وہ صوفے پر نیم دراز ہوا تو فوزیہ بیگم اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اسے ڈھیر ساری دعائیں دیتیں کمرے سے باہر چلیں گئیں۔

ساحر نے اٹھ کر کمرے کا دروازا لاک کیا۔ فلزہ کو جانے کیوں اس کی پراسرار نیلی آنکھوں میں ایک شرارت بھری چمک ناچتی محسوس ہوئی۔ مگر وہ لاپروا بنی لاتعلقی اختیار کیے بیٹھی رہی۔ مگر اس کی یہ لاپروائی پل میں اڑنچھو ہوئی تھی جب وہ آ کر بیڈ پر گرنے والے انداز میں جھٹکے سے اوندھا گرا تھا۔اوندھا

CLASSIC URDU MATERIAL

لیٹ کر اپنے چہرے ہاتھ کی مٹھی پر رکھا۔ فلزہ بدک کر پیچھے ہٹی۔ اور اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔

،،،آج ہماری سہاگ رات ہے

ساحر نے معنی خیزی سے مسکراتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کے گلابی پیر کو چھونا چاہا۔ مگر اتنی ہی تیزی سے اس کے ہاتھ پر فلزہ کے دوسرے پاؤں کی ایڑھی کی ایک زور دار ضرب نے اسے بلبلانے پر مجبور کر دیا۔

یہ رات کسی کی آخری رات بھی ہو سکتی ہے،، اسی لئے تمیز کا مظاہرہ کرتے ،،مجھ سے تین فٹ کے فاصلے پر رہو

فلزہ نے دانت پیس کر اپنے پیر پیچھے کیے۔

،،،یہ تمھاری منہ دکھائی

اس نے اپنی پاکٹ سے وہ میرون پوٹلی نکالی اور اس کے قدموں میں رکھی۔

،،مجھے کوئی دلچسپی نہیں،،نا تم میں نا تمھاری کسی چیز میں

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ اس میں وہ کنگن ہیں جو میری ماں نے سمجھو اپنا خون پسینہ بہا بہا کر ایک ایک پائی جمع کر کے اپنی بہو کے لیے بنوائے تھے اور انھیں سنبھال کر رکھنے کے لیے تم نہیں جانتی انھوں نے کیا کیا برداشت کیا،، گرم آئرن سے ان کا جسم تک داغا جاتا رہا مگر یہ انھوں نے کھونا گوارا نا کیے،، اب میں چاہتا ہوں ،،کہ صبح جب وہ اٹھیں تو انھیں تمھارے ہاتھ میں یہ پہنے ہوئے نظر آئیں

ساحر نے اسی اطمینان سے اپنی مٹھی پر چہرہ ٹکائے اس کی جانب دیکھتے ایسے پراسرار طریقے سے اسے یہ کہانی سنائی کہ فلزہ نے حیرت کی انتہا سے اسے دیکھا۔

کیا تھا یہ آدمی؟؟؟ فوزیہ بیگم کون تھیں؟؟؟ یہ لوگ کہاں سے آئے تھے؟؟ کیا کہانی تھی ان ماں بیٹے کی؟؟

آخر کون تھا یہ؟؟؟

ایک راز؟؟؟

ایک مسٹری؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک الجھی ہوئی گرہ لگی پہیلی؟؟؟

جس کی گرہیں کھولنا فلزہ کو اپنے بس کی بات نہیں لگی تھی۔

تبھی چپ چاپ ہاتھ آگے بڑھا کر وہ میرون کپڑا اٹھا کر وہ پوٹلی کھولی۔ پرانے ڈیزائن کے مگر بہت نفیس سے کنگن تھے جو کہ اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں پہن لیے۔

،،بس،،، ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیر

فلزہ نے اپنے گھٹنوں کے گرد بازو باندھتے اسے یہاں سے دفع ہو جانے کو کہا۔ جو چپ چاپ لیٹا اسے نہارنے میں مصروف تھا۔ اسے کنگن پہنتے دیکھ اس کے لبوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

،،یہ رات بہت خاص ہے ویسے

ساحر نے دانتوں تلے لب دبا کر پھر اسے چھیڑا۔ اور اسے چھونے کی کوشش کی۔

،،تو کیا ڈانس کروں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ چڑ کر بولی۔ اور اس کی کوشش ناکام بنائی

،،نہیں کس کرو

اطمینان سے بولتے ساحر نے اس کا پاؤں کھینچا۔

واٹ؟؟؟؟

وہ چلائی۔ اور دوسرے پاؤں کی زور دار ضرب اس کے سینے پر رسید کی۔

ہاں ناں،، ابھی تمھیں یہ سب ایکسیپٹ کرنے میں وقت لگے گا،، اسی لئے
،،،زیادہ نہیں بس ایک کس کی ڈیمانڈ ہے

ساحر نے دانتوں تلے لب دبائے۔ اور اس کا بازو کھینچا۔

،،،بھاڑ میں جاؤ

فلزہ نے اس کا بازو مروڑ کر اپنا بازو آزاد کروایا اور بیڈ سے اٹھنے لگی۔ مگر ساحر نے تیزی سے پھر اس کا پاؤں دبوچا تھا۔

،،بیٹھی رہو ادھر ہی،، بیڈ سے اتری تو اچھا نہیں ہو گا

ساحر نے اسے وارن کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا کرو گے،،؟

فلزہ پھنکاری۔

،،ڈھیر سارا پیار،، اور وہ شاید ابھی تم برداشت نا کر پاؤ

ساحر نے سنجیدگی سے کہا۔

،،چھوڑو میرا پاوں

فلزہ نے اپنا پاؤں اس سے چھڑانے کی کوشش کی۔

،،اچھا چھوڑو یہ گانا سنو ہماری کرنٹ سچویشن پر بلکل فٹ بیٹھتا ہے

اس نے بے حد شرارت سے کہا اور اپنے موبائل فون میں جلدی سے کچھ ٹائپ کیا۔ تبھی وہاں ایل ای ڈی کے قریب پڑے میوزک سسٹم میں سے گانے کی آواز آئی۔ فلزہ اس کے بول سن کر سر تا پیر لال ٹماٹر ہو گئی۔ زندگی میں کبھی اتنا ایمبریس محسوس نہیں کیا جتنا اس گانے کہ ان بولوں نے اسے کر چھوڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دل کی یہ گولی چلی نینوں کی بندوق سے

بم بھی گرے گے اب پیار کے صندوق سے

عشق یہ تیرا میرا عشقیاؤں کہ ڈشکیاؤں کہ ڈشکیاؤں

یہاں عشقیاؤں رے وہاں ڈشکیاؤں

لڑاکو ومان ہے

پر تو میری جان ہے

بستر یہ تیرا میرا

جنگ کا میدان ہے

جو تو ٹریگر دبائے تو میں چمے چلاؤں

عشق یہ تیرا میرا عشقیاؤں کہ ڈشکیاؤں کہ ڈشکیاؤں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،بند کرو اسے جاہل آدمی،، باہر آواز جا رہی ہو گی

فلزہ دہکتے سرخ چہرے کے ساتھ چلائی تو وہ گہرا مسکرایا۔

،،ڈونٹ وری زی بے بی کمرہ ساؤنڈ پروف ہے،، اگلے بول انجوائے کرو

وہ کہتا دانتوں تلے لب دبا گیا۔

کمر ڈھال ہے

نیناں کمان ہیں

تیر سی ناک تیری

بھالے سی زبان ہے

یا میں نظریں لڑاؤں یا میں خود مر جاؤں

عشق یہ تیرا میرا عشقیاؤں کہ ڈشکیاؤں کہ ڈشکیاؤں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،میں تمھارے منہ ہی کیوں لگ رہی ہوں

فلزہ نے کہا اور بیڈ سے نیچے اترنے لگی۔ تب بہت تیزی سے ساحر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے واپس بیڈ پر پٹخا اس کے گھٹنوں پر اپنا گھٹنا سختی سے رکھ کر اس کے بازو بیڈ سے لگائے اور اس کے لبوں پر جھکا۔ اس نازک وجود کے لبوں کی نرماہیں اور سانسوں کی سنیمن ملی خوشبو مدہوشی بھری تھی۔ وہ جو بس اسے چھو کر پیچھے ہٹنے والا تھا اب جیسے پوری طرح بے بس ہو کر بے خود ہو چکا تھا۔ اور اس کے لمس میں اس جان لیوا قربت میں اس قدر شدت تھی فلزہ کو لگا وہ اس کی سچ مچ جان لے لے گا۔ فسوں خیز خاموشی طوالت اختیار کرنے لگی۔ وہ فلزہ بری طرح جھٹپٹا رہی تھی مگر اس کا شکنجہ آہنی قسم کا تھا جس میں وہ محض پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ لیکن اس کی اس مقناطیسی قربت میں جانے کیا جادو تھا کہ وہ فلزہ کو لگا وہ ہوش کھو بیٹھے گی۔ مل

اسے پوری طرح نڈھال کر دینے کے بعد اس نے خود ہی اسے آزادی بخشی۔

،،،یہ مت سمجھنا کہ تم اپنی کوشش سے یا مزاحمت سے مجھ سے دور رہ سکتی ہو

،،میں جب چاہوں اپنا حق بڑے حق سے وصول کر سکتا ہوں تم سے

CLASSIC URDU MATERIAL

گہرے گہرے سانس بھرتی فلزہ کا گال اس نے ہلکے سے تھپتھپا کر اس کے بھیگے لب کو اپنے انگوٹھے سے سہلایا۔ فلزہ کو کچھ پل اپنی سانس بحال کرنے میں لگ گئے جنھیں وہ پوری طرح اتھل پتھل کر چکا تھا۔

،،داشاب سے دور رہنا فلزہ،، نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

اس کے بہت قریب وہ پھنکارا تھا۔ آج پہلی مرتبہ اس نے اسے اس کے اصلی اور پورے نام سے پکارا تھا مگر اس پکار میں ایسی پھنکار تھی جو فلزہ کو ساکت کر گئی۔ اس کی سلگتی سانسوں کی تپش سے فلزہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

،،تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں ہے،، گند بھرا ہے تمھارے شکی دماغ میں

فلزہ نے اس کے سینے پر مکے برسائے۔ مگر یہاں اثر کسے تھے۔ اس کی کلائیاں وہ دبوچ چکا تھا۔

شک نہیں ہے یہ،، جلن ہے میری اور یہ رقابت کی آگ میرے سمیت تمھارا یہ نازک وجود جلا کر بھسم کر دینے کی اہلیت ضرور رکھتی ہے فلزہ،، اسی لئے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،محتاط رہنا،، اپنی چیزوں میں شراکت پسند نہیں کرتا تم تو پھر میرا جنون ہو ،،تمھارے سائے پر بھی میں کسی کا سایہ برداشت نہیں کروں گا آئی سوئیر

وہ کہتا اسے اپنی دسترس سے آزاد کر گیا۔

فلزہ کو جھرجھری سی آئی۔

مگر فورا بیڈ سے اٹھ کر اس پر دو حرف بھیجتی ڈریسنگ روم میں گم ہو گئی۔ پھر ساری رات فلزہ نے اس کی شکل دیکھنا گوارا نا کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

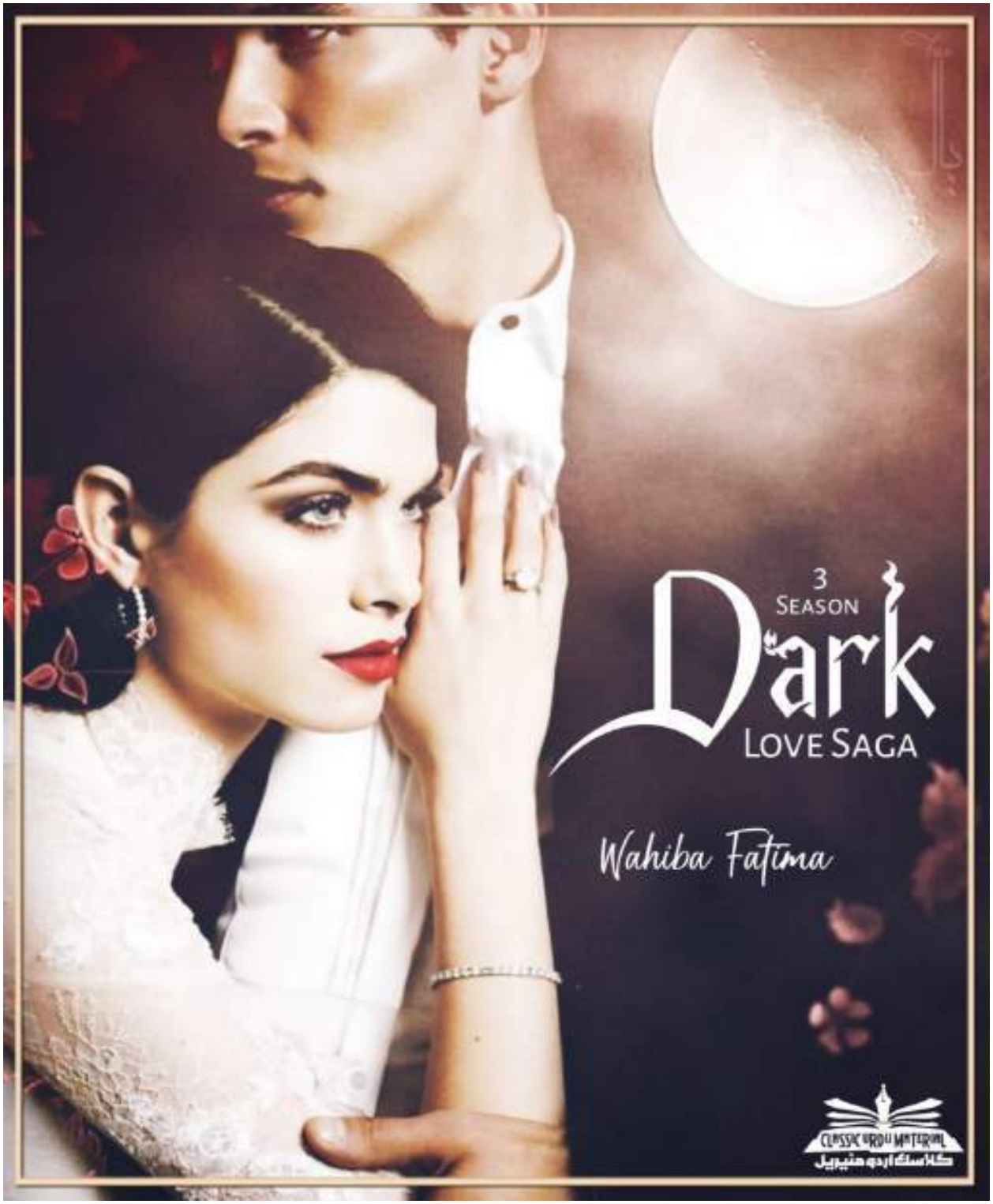
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

Don't copy paste without my permission

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 48.....

سب ایکسکیوشنرز اب بیسمنٹ میں سر جوڑے بیٹھے تھے۔ امن کی انگلیاں تیزی سے اپنے لیپ ٹاپ کے کی پیڈ پر چل رہیں تھیں۔ تب اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی آئی تھی۔ تب اس نے ماہر خان کو مخاطب کیا۔

،،،،بڑے پاپا

،،ہاں

برازیل کی پرائیویٹ جیٹس کی مشہور کمپنی کا ہے،،، اور (Logo)یہ لوگو خاص بات یہ ہے کہ یہ اپنے ہر جیٹ کا لوگو ایسا ڈیزائن کرتے ہیں جو ہوتا تو سیم ہی ہے مگر اس میں اس جیٹ کے اونر کو دیا گیا سیریل نمبر موجود ہوتا

CLASSIC URDU MATERIAL

ہے،، اس سیریل نمبر سے جیٹ کے اونر کی تمام معلومات حاصل کی جا سکتی ہے،،

امن کی بات پر سب اس کی جانب متوجہ تھے۔

،،،بریلیینٹ،،، اس ہیلی کے اونر کا اتا پتا لگا چکا ہوں،،

،،مسٹر مائیک مارگریٹ، برازیل کے مشہور شہر ری_او کا بظاہر مشہور بزنس مین مگر آدھی دنیا جانتی ہے اس کی خفیہ طور پر انڈر ورلڈ کے بڑے بڑے گینگ سے گہرے تعلقات ہیں،، اور برازیل میں ان کریمنلز کی پشت پناہی کرنا اس ک محبوب مشغلہ،، اور وہ سو کالڈ حیوان اس کا دایاں ہاتھ ہے،، یہ اپنے زیادہ تر کام اسی کے ذریعے لیتا ہے،، اور بھی بہت سارے لوگ ملوث ہیں اس میں،،

امن کے تفصیلات سے آگاہ کرنے پر جہاں ایک طرف انھیں اس حیوان تک پہنچنے پر سکون آیا تھا وہیں فلزہ کے لیے اب فکر ہونے لگی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے بے تحاشا پریشانی اور غصے میں اپنی دکھتی کنپٹیوں کو سہلایا۔ ماہر خان نے ایک نظر بیٹے اور سب کی پریشان شکلوں کو دیکھا۔

او کم آن ،، اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے،، احان تمھیں کیا لگتا ہے کہ میری پرنسز اپنے ساتھ کچھ برا ہونے دے گی،،؟ میں نے اس کی تربیت ایسی نہیں کی،، وہ اپنی حفاظت کر سکتی ہے،، اور رہی بات اس کے پیچھے جانے کی تو وہ صرف میں ہی جاؤں گا،، امن میری برازیل کی ٹکٹ کرواؤ،، کوشش کرو آج کی ہی سیٹ کنفرم ہو ،، سفر میں بھی اٹھارہ سے بیس گھنٹے لگ جائیں ،،گے

ماہر خان نے سنجیدگی سے کہا۔

،،لیکن ڈیڈ

نو مور آرگیو،،، مجھے معلوم ہے،، درگاہوں کے تبرک کے نام پر یہاں کتنی تیزی سے نوجوان نسل کی رگوں میں زہر بھرا جام رہا ہے،، حشمت راؤ اور ،،شمشان خیل کے آدمی اب زیادہ خفیہ طور پر اور زیادہ متحرک ہو گئے ہیں ملک دشمن عناصر پھر سے سر اٹھانے لگے ہیں،، مہارانی اپنی ٹرینڈ ساتھیوں کو

CLASSIC URDU MATERIAL

مختلف سوشل میڈیا کے اڈوں پر پیش کر رہی ہے جو کھلے عام اس کے لیے کسٹمرز بلا رہیں ہیں اور دیدہ دلیری سے بدکاری پھیلاتے ہوئے اس کی دعوت دے رہی ہیں،، یہاں آپ سب لوگوں کی زیادہ ضرورت ہے،، میرا خیال ہے اب برسوں کے صبر اور انتظار کے بعد ان گھناؤنے دشمنوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کا سہی وقت آ چکا ہے،، کیونکہ اس بزدل کرنل شیکھر پرتاب کی بھی گردن تک ہمارا گھیرا تنگ ہو چکا ہے،، جس تک پہنچنے کی وجہ سے ابھی تک ہم نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا،، ہر بار بغیر کسی ثبوت اور گواہ کے وہ لوگ بچ نکلتے رہے ہیں،، مگر اب نہیں،، اب پھانسی کا پھندا ان کے گلوں میں ،، عدالت کے زریعے نہیں،، ڈائیریکٹ ایکسیوشنرز کے زریعے تنگ ہو گا

ماہر خان کے سرسراتے لہجے سے اب سب کی رگیں تن چکیں تھیں اور تقریباً سب ہی الرٹ ہو گئے۔

،،اس جلال اوڈھو کا کیا بنا؟؟ تم نے اس کا نام نہیں لیا ماہر

پاشا ابراہیم نے سامنے کھڑی فایل کھولی۔

،،وہ پہلے ہی ایک ولیس مقابلے میں جہنم رسید ہو چکا ہے بڑے پاپا

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر نے سکون سے بتایا۔

،،اور علی وزیر

پاشا نے ایک نظر امن کے سپاٹ چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا۔

اس نے خود کشی کر لی،، اپنے کمرے سے مردہ لاش برآمد ہوئی اس کی،، اپنا ،،ہی منہ کھول کر اپنے حلق میں گولی داغ کی تھی اس نے

ماہر خان نے بتایا۔

لیکن کیوں؟؟؟

پاشا ابراہیم نے حیرت سے پوچھا۔

اس کی اکلوتی پوتی کو کڈنیپ کیا تھا میں نے،، اور اسے یوں ظاہر کروایا کہ میں اس کی پوتی کے ساتھ وہی کر رہا ہوں جو اس نے میرے ساتھ کیا،، مگر اگلے دن ہی میں نے اس کی پوتی کو معجزا کی وجہ سے آزاد کر دیا،، کیونکہ جزا نے میری باتیں سن لیں تھیں،، اسی لئے میں نے اس کی پوتی کو اگلے ہی دن اس کے گھر پہنچا دیا،،، اس کی پوتی واپس گھر گئی اور اپنے دادا کو مجھ سے سیکھی گئی

CLASSIC URDU MATERIAL

سورت مزمل سنائی،، تب اس علی وزیر کو جانے کیا ہوا،، اسی رات اس نے خود کشی کر لی تھی،،،

امن نے بے تاثر چہرہ لیے پاشا ابراہیم کو تمام سچائی بتا دی۔

پاشا ابراہیم نے ایک پرسکون گہرا سانس بھرا۔

،،اور سردار چانڈیو اس کا کیا بنا

پاشا ابراہیم کو فایل میں دیکھ کر ایک اور نام یاد آیا۔

،،دنیا مکافات عمل کانام ہے بڑے پاپا،، اس نے لوگوں پر بہت ظلم ڈھائے بہت بے جا قتل کیے،، مگر جب بیٹے جوان ہوئے تو تمام دولت ہتھیا لی،، بلڈ کینسر کا مریض اب ایک سرکاری ہسپتال کے بیڈ پر پڑا ایڑھیاں رگڑتا ہے،، نا ،،موت آتی ہے نا نجات ملتی ہے

جبران نے بتایا تو سب نے افسوس میں سر ہلایا۔

اور پھر اگلے چند گھنٹوں میں ماہر خان کی ٹکٹ کنفرم ہو گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سب اٹھ کر اوپر جانے لگے۔ جب اتنی ہی تیزی سے ارشن نے خضر کو گدی سے پکڑا تھا۔ وہ سامنے ہو کر اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔ ارشن نے بھوکے شیر کی طرح اس کو گھورا۔

،،تو روٹھنا منانا کیسا رہا بھائی جان

خضر نے بے حد شرارت سے پوچھا تھا۔

بہت ہی گھٹیا مزاق تھا،، شکر کرو تمھاری وہ روندو آپی مان گئی اگر نا مانتی تو میں ،،،تمھارا جینا حرام کر دیتا خضر جبران کبیر

ارشن نے دانت پیس کر کہا تھا وہ پھرتی سی اس کی گرفت سے اپنی گردن آزاد کروا کر دانت نکالتا وہاں سے رفو چکر ہوا تھا۔ تب ارشن بھی مسکرا دیا۔

معجزا اس وقت سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی کسی گہری سوچ میں تھی۔ ابھی ابھی فریش ہو کر آئی اور گلابی کرتی سفید شلوار میں سفید گلابی دوپٹا سر پر اوڑھے ہوئے تھی۔ ہاسپٹل سے ڈسچارج کے بعد وہ اپارٹمنٹ واپس لوٹنے کے لیے کس قدر

CLASSIC URDU MATERIAL

بے چین تھا۔ مگر اب ایک پورا دن گزر چکا تھا وہ واپس نہیں لوٹا تھا۔ پتہ نہیں ہوتی طرح ٹھیک ہوا بھی تھا کہ نہیں وہ اس کی طرف سے متفکر تھی۔ اس دوران بینا اس کے پاس اس کا سایہ بن کر رہی۔

وہ گہری سوچ میں ڈوبی تھی جب بینا دروازا کھول کر اندر داخل ہوئی۔

،،معجزا

،،جی

،،تمھارا سارا سامان کدھر رکھا ہے

بینا نے پوچھا تو اس نے متحیر سی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

،،،اسی روم میں ہے مگر کیوں

معجزا کو حیرت ہوئی۔

،،اچھا کچھ نہیں

بینا آگے بڑھی۔ اپنے ہاتھ میں پکڑا بیگ بیڈ پر رکھا الماری کھولی اور معجزا کا سامان بیگ میں پیک کرنے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بینا یہ کیا کر رہی ہیں آپ،؟؟؟

معجزا نے حیرت سے پوچھا۔

،،کیا کر رہی ہوں میں

بینا نے اسے ہنسی دباتے اسے چھیڑا۔

میرا خیال آپ میرا سامان پیک کر رہی ہیں تو مجھے یہ تو بتا دیں کہ میں جا کہاں رہی ہوں،،،؟؟؟

وہ اس کی پراسرار سی مسکراہٹ دیکھ کر روہانسی ہوئی۔

یہ تو تم اپنے اس سڑیل اور کھڑوس ڈاکٹر سے ہی پوچھنا کہ وہ کہاں لے جانا ،،،چاہتا ہے تمھیں،، راستے میں ہی ہے پہنچنے والا ہو گا یہاں

بینا نے کے کہنے کی دیر تھی معجزا کی گرفت اپنی کرسی کے ہینڈلز پر مضبوط تر ہوئی تھی کچھ اس کا لہجہ اتنا معنی خیز تھا کہ معجزا کی سٹی گم ہونے لگی۔

،،آپ کریں جو بھی کر رہی ہیں،، میں کافی بناتی ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے راہ فرار اختیار کرتے وہاں سے کھسک جانے میں عافیت جانی۔ بینا نے اس کا رنگت اڑا چہرہ دیکھ کر ہنسی کنٹرول کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

معجزا کچن میں چلی آئی تھی۔ وہ جب نہیں تھا تو پل پل اس کی چھوٹی سی جان پر بھاری تھا اب جب اس کی واپسی کی خبر سنی تھی تو دل کانوں میں بجنے لگا تھا اور ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

معجزا بے دھیانی میں کافی میکر کی جانب متوجہ ہوئی اور بلکل غائب دماغی سے خواہ مخواہ کیبن الٹ پلٹ کرنے لگی۔

ماہر خان اپنے کمرے میں داخل ہوا ڈریسنگ کھول کر جلدی سے اپنے سفری بیگ میں اپنے کپڑے ، اور ضروری چیزیں رکھنے لگا تھا۔ تب رواحہ اور دیا کمرے میں داخل ہوئیں تو ماہر کی سبز آنکھوں میں رواحہ کی وجہ سے پریشانی سی تھی مگر اس نے خود کو جلدی سے کمپوز کیا۔

،،آپ کہیں جا رہے ہیں

CLASSICURDUMATERIAL

رواحہ جلدی سے اس کے قریب آئی تھی۔

،،ہاں مجھے برازیل جانا ہے،، کچھ ضروری کام ہے

ماہر نے مصروف سے انداز میں بتایا۔

فلزہ کدھر ہے ماہر،،، کہیں گئی ہے،،؟؟؟

رواحہ نے پوچھا تو لمحہ بھر کو ماہر کے ہاتھ تھم سے گئے تھے۔

،،ہاں، کسی ضروری مشن پر گئی ہے

ماہر نے پھر نارملی کہا۔

ایک تو اس مرد مار ڈھیٹ لڑکی کی سمجھ نہیں آتی مجھے،، پہلے تو کہیں جانے سے پہلے ماں سے ملنے کی توفیق بھی کر لیتی تھی،، اب کی بار تو وہ بھی زحمت اٹھانا گوارا نا کیا،، ماہر اسے فون کر کے بتا دیں،، اب واپس آئے تو مجھے اپنی شکل نا دکھائے،،،

رواحہ بری طرح ہائپر ہوئی۔

،،کم آن رواحہ غصک مت کرو،، طبیعت خراب ہو جائے گی

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر نگاہیں چراتے ڈریسنگ کی جانب متوجہ ہوا تو رواحہ مزید ٹینس ہو گئی۔

ماہر سچ بتائیں،،وہ ٹھیک تو ہے ناں،، اچھا میری فون پر اس سے بات کروا دیں،، ایسے پہلے کبھی نہیں ہوا کہ وہ کہیں گئی ہو اور اس کا فون تمام وقت ،،سوئچ آف رہے،، کبھی نا کبھی تو آن کر کے میسج کا جواب دے ہی دیتی تھی

رواحہ بھڑاس نکال کر اب رو پڑی۔ دیا بھی جو ہونق بنی کھڑی تھی رونے والے منہ بنانے لگی۔

،،،پاپا،، فلزہ ٹھیک تو ہے ناں

دیا کی آواز بھی بھرا گئی۔

ماہر نے ایک سرد سانس کھینچی۔ ابھی تک سوائے علیزے بینا کے خواتین میں سے کسی کو نہیں معلوم تھا کہ فلزہ کہاں گئی ہے۔ سو ماہر خان کو ہمیشہ کی طرح رواحہ کو سنبھالنا مشکل ترین مرحلہ لگا۔ وہ واپس مڑ کر ان دونوں کے قریب آیا۔ اور انھیں بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پلیز رواحہ سنبھالو اپنے آپ کو،، وہ ٹھیک ہے بلکل ہے،، تم ایسے کرو گی تو دیا بھی پریشان ہو گی،، اب تک تو تمھیں ایسی سچویشن فیس کرنے عادی ہو جانا ،،چاہیے تھا میری جان سنبھالو خود کو دیکھو بچی بھی پریشان ہو رہی ہے

ماہر خان نے رواحہ کے بالوں پر لب رکھتے کہا تو وہ ہمیشہ کی طرح لال ٹماٹر چہرہ لیے باہر کے بازو کے حصار سے نکلی۔

،،آپ بھی نا کم از کم اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لیا کریں

رواحہ جھنجھلائی تو وہ گہرا مسکرا دیا۔)دھیان بٹانے میں جو کامیاب ہو چکا تھا۔(

،،اچھا پرامس کرو،، اپنا خیال رکھو گی،، نہیں تو سوچ سوچ کر بی پی ہائی کر لو گی میں جلد ہی فلزہ سے تمھاری بات کروا دوں گا،، انشاللہ

ماہر نے کہتے بیگ کندھے پر ڈالا۔

،،،اچھا اپنا خیال رکھئیے گا بہت

رواحہ نے ہزار بار کا دہرایا ہوا جملہ بولا۔ تو وہ سر ہلا کر الوداع کہتا وہاں سے نکل گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تب دیا نے زور زبردستی ماں کو کھلا پلا کر میڈیسن دے کر بستر پر لٹا دیا اور ہلکے ہلکے ان کا سر دبانے لگیں۔

،،اس لڑکی نے میرا جینا حرام کر دیا ہے کیا کروں میں اس کا

رواحہ نے دانت پیس کر کہا اور اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔

،،مما پلیز آپ آرام کریں،، آپ اپنی طبیعت خراب کر رہی ہیں،، سو جائیں ،،نہیں تو ہم بابا کو فون کر کے آپ کی شکایت لگائیں گے

دیا کے دھمکانے پر آخر رواحہ نے جلتے کڑھتے آنکھیں بند کر ہی لیں۔

وہ سب ایک ساتھ ہی پیلس کے لاونج میں آئے تھے۔ ارشن اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا اس نے سرد سی سانس کھینچی۔ تب وہ بڑی ماں کے روم کی جانب گیا۔

وہ رواحہ کے روم میں داخل ہوا تو وہ بستر پر ان کے سرہانے بیٹھی ان کا سر دبا رہی تھی۔ ارشن نے اسے کہا تھا کہ آئندہ وہ اسے سفید لباس میں نا دیکھے

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی اب وہ ملٹی کلر کی فراک دوپٹے اور ٹراؤزر میں سے رنگی تتلی لگ رہی تھی ۔

دیا ارشن کو اندر آتے دیکھ گڑبڑائی۔ مگر اس خاموش رہنے کا اشارہ کیا کہ اب کہیں جا کر ماں کی آنکھ لگی تھی۔

ارشن نے ہاتھ سے واٹ ہیپنڈ کا اشارہ کیا۔ دیا نرمی سے ان کے سرہانے سے اٹھی۔ ان کے اوپر اچھی طرح کمبل اوڑھ کر لائٹ آف کی۔ زیرو پاور کی لائٹ جلا کر دونوں دبے قدموں باہر نکل آئے اور دروازہ بند کر دیا۔

ارشن دیا کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں لایا۔ اور اپنے پیچھے ڈور لاک کیا۔

کیا ہوا بڑی ماں کو،،،؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں ان کی،،،؟

،،،،مما فلزہ کی وجہ سے پریشان ہیں

یہ کہتے دیا ٹھیک اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ ارشن نے اس کا اداس سا چہرہ دیکھ دل میں بے حد بے چینی محسوس کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن آپ ہمیں بتائیں،، فلزہ ٹھیک تو ہے ناں،، وہ کہاں ہے،، اب تو ہمیں بھی پریشانی ،،،،،،

ارشن نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی جب آگے بڑھ کر اسے بانہوں میں بھر لیا۔

ارشن،،، یہ کیا،،،؟

وہ اس کے اس اچانک عمل سے گھبرائی تھی۔

ہماری ملاقات ادھوری رہ گئی تھی بٹر فلائی،، تو کیا خیال ہے وہیں سے شروع ،،کریں جہاں سے ملاقات ادھوری چھوڑی تھی

ارشن نے اسے بیڈ پر نرمی سے بٹھا کر اس کی گود میں سر رکھ کر بیڈ پر لیٹا اور اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر جازب نظر دلکش معصوم چہرہ اپنے چہرے کے اوپر زرا جھکایا۔

،،جھوٹ بول رہے ہیں آپ،، ملاقات ادھوری نہیں پوری ہوئی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جلد بازی میں بے اختیار ہو کر بول بیٹھی مگر ارشن کی آنکھوں کی چمک اور لبوں پر آئی معنی خیز مسکراہٹ سے ہونق بنی اپنا سانس تک روک گئی۔ دیا نے تیزی سے اپنے ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔ ارشن قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور اس کی حرکت سے کافی محظوظ ہوا تھا۔

،،،کیا پوری ہوئی تھی؟؟؟ بتانا زرا مجھے

ارشن نے اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ ہٹائے تو صبیح چہرہ بارِ حیا سے سرخ پڑ چکا تھا۔)اس کا دھیان بٹانے کے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہوتے اب وہ پرسکون ہو چکا تھا(

،،ارشن پلیز تنگ مت کریں ناں

وہ روہانسی ہوئی۔

،،سوچ ہے تمھاری،، برسوں بعد تو تمھیں تنگ کرنے کا پرمٹ ملا ہے

اس نے مسکراتے ہوئے اس کی سبز جھیل سی آنکھوں میں جھانکا تو شرما کر نگاہیں چرا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مجھے اس دن اندازہ ہوا،، صرف میں ہی نہیں تم بھی میرے لیے اتنا ہی تڑپی ہو جتنا کہ میں تمھارے لیے،، ہم دونوں ہی ایک راہ کے مسافر تھے،، رستے الگ الگ ہو گئے تھے مگر نشان منزل ایک ہی تھا،، آخر ہر آزمائش اختتام پزیر ہوئی،، اور صبر کے دامن میں ہجر کی طویل ریاضت کے بعد پرلطف اور سرور ،،،بھرا وصل نصیب ہوا

وہ آنکھیں موندے ایک جزب کے عالم میں بولے گیا۔

دیا نے اس کے گالوں پر اپنے سرد ہاتھ رکھے۔

،،،آپ اندازہ نہیں لگا سکتے آپ ہمارے لئے کیا ہو گئے ہیں

وہ شرماتے لجاتے مشکل بول پائی۔

،،کیا ہو گیا ہوں

ارشن نے پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھا۔

،،،ہماری زندگی سے بھی زیادہ عزیز

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے دوسری جانب دیکھتے کہا۔ اس وقت ان نگاہوں کی تپش کی تاب لانا کم از کم اسے اپنے بس میں نا لگا۔ جب کہ اس کے اس اظہار پر ارشن کی رگوں میں سکون و سرشاری اتری تھی۔

،،،دین پرو اٹ

ارشن نے اطمینان سے کہا۔

،،،،جیییییی

دیا کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔

،،میں نے کہا ثابت کرو مجھے پیار کر کے،، لو میری آنکھیں بند ہیں

ارشن نے اطمینان سے کہا اور اس کی سہولت کے لیے آنکھیں بھی بند کر لیں۔ دیا مسکرائی۔ کچھ ہی دیر میں اسے کلیوں سے بھی نازک اور کومل سا احساس اپنے ماتھے پر محسوس ہوا۔

""""اور""""

دیا نے اب اس کی آنکھوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

""اور""

دیا نے اس کے گالوں پر اور چن پر اپنی محبت کی مہریں ثبت کیں۔

"""اور"""

ارشن نے مسکرا کر کہا۔

،،،،بسسسس

دیا نے لاپروائی سے کہا تو ارشن نے آنکھیں کھول کر ایک آئیبرو اچکا کر اسے دیکھا۔

،،،کیوں

،،،آپ پتا نہیں کیا کھاتے ہیں،، ہمارا منہ کڑوا ہو جائے گا

اس نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا تو ارشن اس کی شرارت سمجھ کر گہرا مسکرایا۔

،،،یہ لو ،، تم بھی کھاؤ،، دونوں کے منہ ہم ذائقہ ہو جائیں گے

CLASSIC URDU MATERIAL

کا ایک ٹکڑا (cnimmon)ارشن نے کہتے اپنی شرٹ کی پاکٹ سے سنیمن نکالا۔

اس کی خوشبو ہماری روح میں بس چکی ہے اسی لیے یہ دیکھیں کڑوی ہونے کے ،،،باجود ہم نے بھی کھانی شروع کر دی ہے

دیا نے ہاتھ بڑھا کر تکیے کے نیچے پڑے ایک چھوٹے سے ریپر سے ٹکڑا نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو ارشن کو لگا وہ ہواؤں میں اڑ رہا ہے۔ تبھی بہت بے اختیار اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر اسے خود پر جھکایا تھا۔

سنیمن کی مہکتی خوشبو لیے دو مدھم سانسیں ایک دوسرے میں مدغم ہونے لگیں۔ ارشن نے پوری طرح اسے خود میں الجھا لیا تھا۔ کمرے میں فسوں خیز خاموشی تھی۔ صرف دیا کی چوڑیوں کی آواز کمرے میں ایک عجیب مدہوشی بھرا سر بکھیر رہی تھیں۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا ارشن اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے اب اس ٹوٹے بکھرے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرے لیٹا تھا۔ دیا جو آنکھیں موندے

CLASSIC URDU MATERIAL

لیٹی ہوئی تھی کچھ یاد آنے پر یک دم آنکھیں پٹ سے کھ لیں۔ دیا نے دھیمے سے ارشن کی جانب رخ موڑا تھا وہ آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

دیا نے جھنجھلا کر اچانک اس کے کشادہ سینے پر مکے برسائے۔ کتنا تیز تھا یہ آدمی، اسے خود میں الجھا کر دنیا بھلا دی اور فلزہ کا بھی نہیں بتایا۔

ارشن نے اس کی کمر پر دباؤ ڈال کر اس کا سر اپنے سینے پر گرایا۔

،،سو جاؤ یا آج رات بھی جاگ کر گزارنا چاہتی ہوں

بند آنکھوں کے پیچھے سے بھی اس کی معنی خیزی سے کی گئی بات نے دیا کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔

،،بہت برے ہیں آپ

وہ جھنجھلاتی اور آنکھیں بند کر لیں۔

ارشن مسکرایا۔ اور اسے خود میں سمیٹ لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن پاشا ابراہیم کی ہمراہی میں اب اوپر وائیٹ پیلس کے لاونج میں آ گیا تھا۔ اور اب بے تاثر چہرہ لیے وائیٹ پیلس کے ایک ایک کونے کو دیکھ رہا تھا۔ شفا کو جب سے اس کے یہاں آنے کی اطلاع ملی تھی وہ تو خوشی سے جیسے پاگل ہی گئی تھی۔ اب بھی بیٹے کا چہرہ چوم چوم کر بمشکل ہی کچن کی جانب گئی تھی۔ وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا جب پاشا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ بری طرح چونکا۔

جاؤ امن معجزا کو پیلس لے آؤ،، انشاللہ ماہر جلد ہی فلزہ کو واپس لے آئے گا ،،پھر دوبارہ سے شادی کرواتے ہیں تم دونوں کی ،،

پاشا نے اس کا کندھا تھپتھپا کر کہا۔

،،،بڑے پاپا ابھی

امن نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں میں نے بینا کو میسج کروا دیا ہے اس نے پیکنگ کرنا شروع کر دی ہو گی تم ،،جاؤ اور اسے لے آؤ

CLASSIC URDU MATERIAL

،،جی بڑے پاپا

وہ کہتا وہاں سے نکلا۔ بیسمنٹ سے ہی گاڑی لے کر نکلا تھا۔ راستے بھر یہ سوچتا رہا کہ کیا اسے وائیٹ پیلس لے جانا ٹھیک رہے گا یا نہیں۔ اپنی سوچوں میں گم وہ آدھ پون گھنٹے میں جزا ٹرسٹ کے ڈرائیو وے پر تھا۔

گاڑی سے اتر کر اپارٹمنٹ کی جانب آیا۔ اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوا تو لاونج سے گزرتے کچن سے کھڑ پٹر کی آواز پر قدم بے اختیار کچن کی جانب بڑھے۔ وہ کچن میں داخل ہوا تو سامنے ہی وہ کافی میکر کے پاس کھڑی اپنے خیالوں میں کھوئی جانے کونسے جہان کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا اپنی زندگی کی جانب بڑھا۔

،،،جزا

امن نے بھاری بوجھل انداز میں اس سے ایک قدم کے فاصلے سے پکارا تو اس نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔ اور سر جھٹک کر کافی پھینٹنے لگی۔ شاید وہ اس کے پکارنے پر اس کے وجود کو اپنا تخیل ہی تصور کر رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،جزاااااااااا

اب کی بار امن نے قدرے بلند آواز میں پکارا۔ اس نے دھیان نا دیا کہ اب تو اس کا نام پکارتی یہ بھاری گھمبیر بوجھل آواز اسے اٹھتے بیٹھتے ہر جگہ ہر وقت سنائی دیتی تھی۔ تب امن نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو نرمی سے تھاما تو وہ متحیر سی پھیلی آنکھیں لیے دم سادھ کر اس کی جانب پلٹی۔

امن نے دیوانہ وار اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو نگاہوں کے زریعے اپنے دل میں اتارنے لگا۔

،،،،،آپ سچ میں آ گئے

کپکپاتے لبوں سے اتنا ہی بول پائی۔ پلکوں کی جھالریں لرز کر گلابی عارضوں پر سایہ فگن ہو گئیں۔ امن اس کی غیر ہوتی حالت سے محظوظ ہوا۔ مطلب وہ اسے اپنا تصور سمجھ رہی تھی۔

،،،پہلے جھوٹ میں تھا تمھارے پاس

امن نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا پوری طرح بوکھلا گئی تھی۔ تبھی خواہ مخواہ چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی۔

پیکنگ ہو گئی مکمل،،،؟

امن ایک قدم آگے بڑھا اور اس کے اور اپنے بیچ کا فاصلہ مزید سمیٹ لیا۔

،،،ہم کہیں جا رہے ہیں

وہ نگاہیں اپنے پیروں پر جمائے پوچھ بیٹھی۔ گلابی قمیض دوپٹے میں اس وقت وہ پوری طرح جیسے چپلوں سمیت سامنے والے کے دل و جاں میں اتر گئی تھی۔ پاگل دل بے اختیار اس کے گلابی گال چھونے کو مچل گیا۔

،،،،،وہ بڑے پاپا نے کہا کہ ہماری شادی ہونی والی ہے ناں تو

امن نے دانستہ بات ادھوری چھوڑی کیونکہ معجزا نے بے اختیار گھبرا کر کچن سلیب تھامی تھی۔ امن نے مسکراہٹ ضبط کی۔

،،،تت تو ہم کک کہاں جا رہے ہیں

معجزا نے دوسری طرف رخ موڑ کر پوچھا۔

،،،وائیٹ پیلس

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہا تو معجزا نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر اس کی جانب حیرت و استعجاب سے دیکھا۔ امن کو اس کی آنکھوں میں واضح خوف نظر آیا تھا۔

،،،لل،، لیکن امن

وہ پوری طرح لرز گئی تھی اور سامنے والے میں برداشت بھی بس یہیں تک تھی۔ تب اسے مزید بولنے کا موقع دیئے بغیر بہت اچانک اس نے آگے بڑھ کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے مضبوطی سے اپنے سینے سے لگایا اور آنکھیں موند لیں۔

،،سب ٹھیک ہو جائے گا جزا،، آئی پرامس میں سب ٹھیک کر دوں گا

امن نے آنکھیں موند کر اس کا احساس اپنی روح میں اتارا۔

،،،مم،،،، مگر

سینے سے لگے چہرے اور سماعتوں نے اس کے دل کے مقام پر پسلیوں سے سر ٹکراتے اس کے بے چین دل کی دھمک کو پریشان پایا۔

،،اششششششش،،،،، سب بھول جاؤ،،، اب بس ایک نئ شروعات ہو گی

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کی بوجھل سرگوشی نے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ پھر دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔

وہ پل جو تمھاری قربت میں تمھارا لمس پاتے گزریں وہ پل امر ہیں میرے لیے،،،

پہچانتے ہی نہیں اب لوگ تنہا مجھے

میری نگاہوں میں بھی ہیں ڈھونڈتے وہ تجھے

ہم تھے ڈھونڈتے جسے وہ کمی بن گئے

تم میرے عشق کی سر زمین بن گئے

ہاں ہنسی بن گئے

ہاں نمی بن گئے

،تم میرے آسماں میری زمیں بن گئے

CLASSIC URDU MATERIAL

امن پوری طرح اسے محسوس کر رہا تھا اور معجزا اس کی بانہوں میں دم سادھے آنکھیں موندے کھڑی تھی۔ امن نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ یہ دلکش معصوم نقوش اس کی روح میں بسے تھے۔ وہ جھکا اور ماتھے پر پہلی محبت کی مہر ثبت کی۔ اس کے ناتواں کمزور وجود کو وہ اپنی مضبوط آہنی بانہوں کا سہارا سئیے ہوئے تھا۔ امن نے اس کے ایک ایک نقش کو چوما تھا۔ وہ اس محبت کے سمندر میں پوری طرح ڈوب کر ابھرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔

تب قدموں کی آہٹ کچن کی جانب آتی سنائی دی اور معجزا کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔

،،،امن

وہ بری طرح کسمسائی۔

،،اٹس اوکے،، ریلیکس ہنی،،، تم میری ہو،، اور باہر بینا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اس کے دو چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔ تبھی بینا اندر داخل ہوئی۔

،،ڈاکٹر صاحب پیکنگ تو مکمل ہے،، پھر نکلیں،، یا کچھ اور وقت دوں

بینا نے شرارت بھرا لہجہ اختیار کیا تھا۔ امن نے اسے گھورا۔

،،میں گاڑی میں ویٹ کر رہی ہوں

وہ دانت نکالتے کہتی وہاں سے نو دو گیارہ ہوگئی۔امن پھر اس کی جانب متوجہ ہوا۔

،،،امن میں نن نہیں جانا چاہتی

وہ بری طرح اپنی انگلیاں مروڑتے بے چین سی تھی۔

ریلیکس جزا،، بڑے پاپا نے بڑے پیار سے بلایا ہے،، سمیع بابا بھی انتظار کر رہے ہیں،، کیا منع کر کے ان کا دل توڑو گی،،

امن نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔ معجزا نے آہستہ سے نفی میں سر ہلایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،تو پھر چلیں

امن نے اجازت چاہی۔ اس نے اب ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا۔ تب امن نے جھک کر ہلکا سا اس کے گلابی لبوں کو اپنے لبوں سے چھو لیا۔ تو اس نے تیزی سے اس کے ہاتھ پکڑے۔

،،،چچ،، چلیں

امن نے اسے کہتے سنا تب مسکراتے اس کا ہاتھ تھام کر باہر نکلا۔

،،یہ سب

معجزا نے پیچھے مڑ کر کچن کی جانب اشارہ کیا۔

،،میڈ سنبھال لے گی

امن کے کہنے پر وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ گارڈ نے سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھا۔ وہ بہت جلد وہاں سے روانہ ہو گئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے اپنے چکراتے سر کے ساتھ بہانے سے سٹڈی میں بیٹھی تھی۔۔ دن بدن حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ جو کچھ اپنے ساتھ کر چکی تھی۔ اب پچھتاوے کے ناگ اسے مار گزیدہ کرنے لگے تھے۔ کافی دن سے خضر بھی اس سے کھنچا کھنچا سا لگ رہا تھا۔ پتہ نہیں سچ میں ایسا تھا کہ اپنے کیے گئے عمل کی وجہ سے چور کی داڑھی میں تنکا کے مترادف اس کا وہم تھا۔

وہ دوسری ڈوز لے چکی تھی اور وہ لینے کہ ایک دو دن کے بعد ہی جب پتہ چلا کہ اسپیکٹ کر رہی ہے۔ اب اپنے اس عظیم الشان نقصان کے ہونے کے خدشے نے اس کی نیندیں حرام کر رکھیں تھیں۔ اور اگر یہ سب کو اور خاص کر خضر کو معلوم ہو گیا تو؟ وہ انھیں سوچوں میں غلطاں تھی تبھی اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہونے پر وہ الرٹ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں ایشان کبیر اور آروشے اس کے سامنے تھے۔ علیزے کو انھیں اتنے دنوں بعد اپنے سامنے پا کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ کہ اسے سسپینڈ کیے جانے کے بعد سے لے کر اب تک وہ اس سے ہمکلام نہیں ہوئے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،ڈیڈ

وہ تڑپ کر آگے بڑھی جب ایشان نے اتنی ہی درشتگی سے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس آنے سے روکا تھا۔ علیزے نے اذیت سے لب کاٹتے اپنے ڈیڈ اور اپنی ماں کا سرد و سپاٹ غصے سے بھرا چہرہ دیکھا۔)کتنی کوششیں کیں تھیں اس نے انھیں منانے کی۔ ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ جو اپنی اکلوتی پرنسز کی جان جیتے تھے یوں کٹھور ہو جاتے،، اس کی انھیں منانے (کی ہر کوشش رائیگاں ہوئی تھی

ایک سوال علیزے اور جواب صرف ہاں یا ناں میں چاہیے مجھے،، تم نے" دوسری ڈوز لی ہے،،؟؟؟

ایشان نے اس قدر درشت لہجے میں پوچھا تھا کہ علیزے کے گلے میں پھندا سا لگ گیا۔

،، نو ڈیڈ آپ سے کس نے

CLASSIC URDU MATERIAL

شٹ اپ علیزے جسٹ شٹ اپ،، میرا دل چاہ رہا وہ کام جو میں نے آج تک نہیں کیا تم پر ہاتھ اٹھا کر آج وہ بھی کر گزروں ،،، میں نے تمھیں اخلاقیات کے کتنے سبق سکھائے ہوں گے،، تم نے تو ان میں سے کسی ایک کا بھی پاس نا رکھا،، کتنی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے میرے سامنے کھڑی جھوٹ بول رہی ہو،،

ایشان پھنکارا تھا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ٹیب اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا جس میں وہ ابراہیم ہاؤس کی دیوار پھلانگ رہی تھی۔ پھر ڈوز لیتی ہوئی کی پکس اور پھر واپس ابراہیم ہاؤس کی دیوار پھلانگنے کی ویڈیو۔ علیزے تو یوں ہو گئی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ بڑی تیزی سے اس کا سر جھکا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں چہرا چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اپنی قسی القلبی پر اب پچھتاوِا جرم بڑھتا جا رہا تھا۔

،،ائم سوری،، ڈیڈ ائم سوری پلیز مجھے معاف کر دیں

تم ایکسیپٹ بھی کر رہی ہو ناں علیزے،،؟""

CLASSIC URDU MATERIAL

آروشے نے سنجیدگی سے پوچھا تو وائیٹ پیلس کی چھت جیسے علیزے کے سر پر گری تھی۔

،،آ،،، آپ،، کک،، کو ،، کیسے،، پتہ اور ڈوز کا کک کس،، نے بتایا

دل میں ابھرتے خدشات سے وہ جی جان سے کانپ گئی تھی۔

خضر نے بتایا مجھے،، تم نے ابراہیم ہاؤس کی سکیورٹی ہیک کی،، تمھیں کیا لگا کہ وہ اتنا پاگل ہے جسے پتہ نہیں چلے گا،، اس نے باہر بھی کسی کو ہائر کر رکھا تھا تم پر نظر رکھنے کو،، کہ تم اپنی زندگی اور اس کی زندگی کے ساتھ کہیں کھیلنا جاؤ،، لیکن اس کی ہزار کوششوں کے باوجود تم نے اپنی منمانی کی،، اور تم اتنی قابل کیمسٹ ہو کر یہ کیوں بھول گئیں کہ وہ بھی ایک ڈاکٹر ہے کیا تم اتنی آسانی سے اسے بے وقوف بنا سکتی ہو،، تم سوچ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ اس سے اپنی پریگننسی کی اتنی بڑی خبر چھپا سکو گی،، اور اگر تمھیں یا اس بےبی کو کچھ ہو گیا تو کیا تم خضر سے نگاہیں ملانے کے قابل رہو گی علیزے،، جواب دو میری بات کا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ایشان کے لہجے میں غم وغصہ تھا اشتعال و بے تحاشا ناراضگی تھی۔ علیزے تڑپ اٹھی۔

ڈیڈ اب میں کیا کروں ،، پلیز سیو می،، پلیز سیو یور گرینڈ چائلڈ،، اگر اس بےبی کو کچھ ہو گیا تو برداشت نہیں کر پائے گا،، میں جانتی ہوں بہت بڑا طوفان اٹھے گا اور سب کچھ برباد ہو جائے گا،، ڈیڈ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے،، جب دوسری ڈوز لگوانی تھی تو صرف مجھے شک تھا یقین نہیں،، مگر یہ میری لاپروائی تھی کہ میں نے کنفرم کیے بغیر ڈوز لگوا لی،، ڈیڈ مجھے معاف کر ،،دیں

وہ ان کے ہاتھ تھامے بلک بلک کر روئی تھی۔تب ایشان نے اس کے ہاتھ جھٹکے اور وہاں سے باہر نکل گیا۔ ایشان کی آنکھوں میں نمی تھی جو وہ آروشے کے سامنے تو بلکل بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

آروشے نے اسے بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑا۔

علیزے ایشان کبیر مرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو خضر کو اپنی زندگی میں شامل کر ،،کے اس کی زندگی کیوں برباد کی تم نے،، وہ یہ سب کیسے برداشت کرے گا

CLASSIC URDU MATERIAL

تم اتنی بے حس اور سخت دل کیسے ہو سکتی ہو،، تم جانتی ہو تمھارے ڈیڈ اور ان سب کا کام کرنے کا یہ طریقہ تو نہیں،، کہ ایک تجربے کی خاطر اپنی اولاد کو داؤ پر لگا دیا جائے،، تم بتاؤ مجھے علیزے تم نے خضر کی زندگی کیوں برباد کر دی ہے،،، اس سے منہ موڑنا ہی تھا تو خود کی جانب بڑھتے اس کے قدم کیوں ،،نا روکے تم نے

مما ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے میں نے صرف اپنا فرض نبھایا،، میں چاہتی تھی اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کم از کم میں خضر کی جانب سے اپنا ہر فرض پورا کر کے مروں،، اسے اس کے تمام حقوق دے دوں،، مما میں نہیں چاہتی تھی مرتے وقت اس کی محبت کا بوجھ اپنے کندھوں پر لاد کر سفر آخرت کی جانب ،،جاؤں

اس نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

مطلب یہ سارا کھیل حقوق و فرائض کا رچایا تم نے اس کی محبت ابھی تک فل سے قبول کی ہی نہیں،، اس کی محبت نے ابھی تک تمھارے پتھر دل سے سر ،،پھوڑ کر اپنا ہی نقصان کیا،، تم پر تو زرا بھی اثر نا ہوا علیزے

CLASSIC URDU MATERIAL

آروشے نے اسے آئینہ دکھایا تھا جس میں اسے اپنی شکل کافی عجیب لگی۔

،،،مما مجھے معاف کر دیں

ہم تو معاف کر ہی دیں گے علیزے تمھیں،، ہماری اولاد ہو ،، ہم زیادہ دیر ناراض نہیں رہ پائے گے تم سے مگر دعا کرو کہ خضر ناراض نا ہو تم سے،، وہ ،،روٹھ گیا تو اسے منانا تمھارے لیے بڑا مشکل ہو جائے گا

آروشے نا کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

علیزے وہاں کھڑی گہرے گہرے سانس بھرتی رہی۔ پھر ہمت کر کے من من بھاری ہوئے قدموں سے بل کر لاونج سے ملحقہ گیسٹ روم کے واش روم گئی۔ اپنے چہرے پر اچھی طرح پانی کے چھینٹے مار کر باہر نکلی اور دبے قدموں اپنے کمرے میں چلی آئی۔

علیزے اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ بیڈ پر نیم دراز سے تاثر چہرہ لیے اپنے موبائل میں لگا ہوا تھا۔ یہ شخص کمال ضبط رکھتا تھا جو اپنے دل کے نہاں

CLASSIC URDU MATERIAL

خانوں اور گہرے رازوں تک کسی کو بھی رسائی حاصل نہیں کرنے دیتا تھا۔ اور آخر سب کچھ معلوم ہونے کے باجود کچھ ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہا تھا۔ یہ اسے کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا۔آخر کیوں؟

علیزے کمرے میں داخل ہو کر ڈریسنگ کی جانب گئی وہ پھر بھی ایک مرتبہ بھی اس کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا۔ کیوں

لمحہ لمحہ پل پل،، پور پور اسے اپنی محبت و عشق کی خماری عطا کر کے وہ کیوں نظر اندازی کا زہر اس کی رگوں میں اتارنا چاہتا تھا۔ علیزے ڈریسنگ میں منہ دیئے کھڑی تھی تب اس کی نظر اس پیکٹ کر گئی تھی۔ وہ اس کے لیے نائٹ ڈریس لے کر آیا تھا اور فرمائش کی تھی کہ وہ اسے پہنے۔ مگر علیزے نے پہلے کبھی اس کی خواہشات کو کب قابل اعتناء جانا تھا جو اسے اہمیت دیتی۔ مگر اب جانے کیا سوجھا تھا کہ اس پیکٹ میں سے وہ سادہ سی پنک ٹی شرٹ اور سفید ٹراؤزر اٹھا کر واش روم چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس ڈریس میں گیلے بالوں کے ساتھ باہر آئی تھی۔ اس کی توجہ حاصل کرنے کو یہ پہن تو لیا تھا مگر

CLASSICURDUMATERIAL

خضر بس ایک نگاہ غلط اس پر ڈال کر پھر موبائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔
علیزے بری طرح جھنجھلائی۔

اسکی یہ بے اعتنائی کہاں برداشت تھی بھلا۔

ہئیر ڈرائیر سے بال ہلکے پھلکے سکھا کر وہ بیڈ تک آئی تھی۔ بہت اچانک وہ خضر کے سینے پر لیٹی اس کے موبائل کے نیچے سے گردن نکال کر بازوؤں کے بیچ سے اس کے چہرے پر ہلکا سا جھکی۔ اس نے سرد و سپاٹ بے تاثر چہرہ لیے اب آئیبرو یوں آچکائی تھی جیسے کہنا چاہتا ہو۔ اینی پرابلم؟

علیزے نے ہلکا سا جھک کر اس کی کھڑی، تیکھی مغرور سی ناک چوم لی۔ تب آخر کار اس نے موبائل ایک طرف رکھا تھا اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ وہ علیزے کی آنکھوں میں وہ خوف اور کچھ خدشات صاف صاف دیکھ سکتا تھا۔

خضر،،، علیزے نے پکارا۔"
ہمممم،،، خضر نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔

CLASSICURDUMATERIAL

وہ کہنا چاہتی تھی تم پاپا بننے والے ہو مگر زبان تالو سے چپک گئی۔ بول پائی (بھی تو صرف اتنا

،،،مجھے پیار کرو

علیزے کی انوکھی فرمائش پر پل بھر کو خضر کی آنکھوں میں حیرت ابھر کر معدوم ہوئی۔ خضر نے اس پر اور خود پر بلینکٹ درست کیا اور بے چینی سے اسے بازوؤں کے حصار میں بھر لیا۔

آج دو دن گزر چکے تھے فلزہ کو اس عقوبت خانے سے کوئی جائے فرار حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ کئی دفع وہ بھاگنے کی ناکام کوششیں کر چکی تھی۔ اب بھی کچن میں ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی غم وغصے سے اپنے ناخن سے ٹیبل کھرچ رہی تھی۔ فوزیہ بیگم اور عائشہ کچھ پکانے میں مصروف تھیں۔ وہ بیزار سی شکل بنا کر بیٹھی تھی۔ نجانے اسے کیا سوجھی کہ اچانک فوزیہ بیگم کو مخاطب کر بیٹھی۔

،،آنٹی

CLASSIC URDU MATERIAL

،،جی بیٹا

اپنے بیٹے سے کہیں،، مجھے جانے دے یہاں سے،، یا کم از کم میری میرے گھر

،،،والوں سے بات کروا دے

فلزہ نے سنجیدگی سے کہا تو فوزیہ بیگم پریشان ہو گئیں۔ اور اس کے قریب

آئیں۔ تب

اچانک وہ دھیمی چال چلتا کچن میں داخل ہوا تھا۔

،،یہ کیا بدتمیزی ہے زی

ساحر نے اس کو آنکھوں ہی آنکھوں میں فوزیہ بیگم کے سامنے کوئی بھی تماشا

نا کرنے کی تلقین کی۔ مگر وہ آج کسی کی سننے کی موڈ میں نہیں تھی شاید تب

ٹیبل پر پڑا چاقو اٹھا کر فوزیہ بیگم کے کندھے پر رکھ کر بہت بڑی بے وقوفی

کر دی۔

،،مجھے جانے تو یو سو کالڈ حیوان،، نہیں تو میں آج کچھ بھی کر گزروں گی

وہ چلائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر فلزہ کو حیرت ہوئی۔ وہ بہت تیزی سے اس تک پہنچا تھا۔ اس کا چاقو والا بازو مروڑ کر کمر سے لگایا۔

آؤچ چھوڑو مجھے،،، فلزہ چلائی۔

میں آج تمھیں بلکل نہیں چھوڑوں گا زی بےبی،، تمھیں تمھاری ہر بدتمیزی ،،،اور ہر بدتہذیبی کی اس ملے گی

ساحر غصے سے پھنکارا۔

ساحر چھوڑو بچی کا ہاتھ،، فوزیہ بیگم نے اسے بری طرح جھڑکا تو وہ وحشت زدہ سرخ آنکھیں لیے اس کا بازو چھوڑ کر وہاں سے باہر نکل گیا۔

فلزہ اپنے کمرے میں آئی اور کھانا کھانے سے بھی منع کر دیا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ فلزہ بے تحاشا بے چینی سے پورے کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتی پھر رہی تھی۔ جب سے وہ یہاں قید تھی یہاں سے فرار کے ایک سو ایک طریقے آزما چکی تھی مگر سب بے کار گئے۔ وہ ڈھیٹ بے حس آدمی اس کے بھاگنے سے پریشان تو کیا ہوتا الٹا اسے زچ کر کے ہرا کر انجوائے کرتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر آج جو اس نے فوزیہ بیگم کی گردن پر چاقو رکھا تھا فلزہ نے اس کی آنکھوں سے بلکل الگ قسم کے شعلے سے لپکتے محسوس کیے تھے۔

!!!!اونہہہ میری جوتی بھی نہیں ڈرتی اس سے

فلزہ دل میں بڑبڑائی۔

مگر آج اس نے کہا تھا کہ وہ اسے بلکل نہیں چھوڑے گا۔

فلزہ نے اپنی انگلیاں چٹخائیں۔

!!!!!!مجھے اس ڈھیٹ آدمی کے منہ ہی نہیں لگنا

پھر دل میں کہتے بیڈ پر کمفرٹر بچھا کر ۔ کمفرٹر میں لیٹ کر خود کو رول کر کے)اپنی دانست میں(سکون سے آنکھیں موند کر لیٹ گئیں۔

مگر اس کا یہ سکون تب غارت ہوا تھا جب اس نے کمرے میں داخل ہو کر اپنے پیچھے کمرے کا ڈور لاک کیا۔ اور تیز قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا۔ فلزہ ابھی کچھ سمجھ پاتی کہ وہ شیر کی طرح اس پر چھپٹا اور مکمل طور پر اس پر قابض ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویری گڈ،،، اس طرح تو تمھیں قابو کرنا اور آسان ہو گیا زی بےبی،،، اس ،،کمفرٹر میں لپٹ کر تم نے میرے لیے آسانی پیدا کر دی

ساحر نے اطمینان سے اس کے حفاظتی اقدام کو اسی کے خلاف استعمال کرتے کمفرٹر سمیت اسے اپنی بانہوں میں دبوچا تھا۔

،،لیو می،، چیپ انسان،، دور رہو مجھ سے

فلزہ زخمی شیرنی بنی غرائی تھی۔

اور تمھیں لگتا ہے کہ تمھارے آج کے کارنامے کے بعد میں تمھیں چھوڑ دوں گا،، جبکہ میں نے پہلے دن سے کہا تھا کہ ہمارے بیچ میں چاہے ورلڈ وار ،،تھری ہو مگر اس سب میں امی کو انوالو مت کرنا،، دین ہاؤ ڈئیر یو زی بےبی

آج پہلی مرتبہ بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں چٹانوں سی سختی محسوس ہوئی تھی فلزہ کو تبھی ایک مرتبہ تو سانس سینے میں الجھ ہی گئی تھی۔

،،،اوکے رائٹ،، ائم سوری

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے بے یقینی سے اسے کہتے سنا۔ تبھی اس کی گرفت اس پر ڈھیلی پڑ گئی۔ کہ جو کچھ اس نے اس کے منہ سے سنا تھا وہ ناممکنات میں سے ہی تو ایک تھا)

،،،آنٹی سے بھی معافی مانگ لوں گی میں،، اب ہٹو میرے اوپر سے جنگلی سانڈ فلزہ تلملا کر بولی تو اب کی بار وہ بنا کسی بحث کے مسکراتا اس کے اوپر سے بیڈ کی سائیڈ پر گرا اور آنکھوں کے اوپر بازو رکھ لیا۔

فلزہ دم سادھے وہیں لیٹی رہی۔ کوفت بھرے لمحات تھے وہ کافی دیر اس جن کے سو جانے کا انتظار کرتی رہی۔ جب تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا تو اس نے کمفرٹر سمیت زرا سا اٹھ کر بازو کے نیچے سے جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی وہ سو گیا ہے کہ نہیں؟ تاکہ کم از کم وہ اس منحوس کمرے سے فرار حاصل کر سکے۔

وہ زرا سا اس پر جھکی تھی جب بہت اچانک۔

،،،،ہاؤووووووووووووو

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے اٹھ کر بلند آواز میں کہا۔

آ"""""""""""""ہہہہہہہہہہہ،،، ایک زور دار چیخ مار کر وہ کمفرٹر سمیت بیڈ سے نیچے دھڑام سے گری تھی۔ ساحر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ بیڈ کے کنارے پر ہاتھ رکھے اوندھے منہ لیٹ کر اپنے ہاتھوں پر اپنی چن رکھ گیا اور زرا سا جھک کر زمین پر پڑی اسے دیکھا جو گہرے گہرے سانس لے کر غصّہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تب ساحر نے بہت اچانک اسے کمفرٹر سمیت تھوڑا اوپر کھینچا تھا۔ ایک ہاتھ سے کمفرٹر تھام کر دوسرا اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر وہ اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں اتارنے لگا۔ یہ لمس شدت بھرا تھا۔ یہ قربت جان لیوا تھی جو ہر بار اسے نیم جان کر دیتی تھی۔ فلزہ جھٹپٹائی۔ مگر اس کی مرضی کے بغیر اس کی گرفت سے نکلنا مشکل ترین امر تھا۔

چند قیمتی پل گزرنے کے بعد وہ خود ہی مسکراتا پیچھے ہٹا اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے بے بسی کی انتہا سے بازو سے رگڑ کر جیسے اپنے لبوں سے وہ لمس کھرچ کر پھینکنا چاہا۔

،،مجھ سے مت الجھو زی،، تم نہیں جانتی یہ قید تمھارے لیے کیا ہے

ساحر نے اس کی جانب دیکھتے پھر پراسرار طریقے سے کہا۔

،،یا تو مجھے بتا دو کہ کتنا ضروری ہے یا پھر مجھے جانے دو

وہ چڑ کر بولی۔

،، صحیح وقت آنے پر بتا دوں گا

وہ کمفرٹر سے نکلی تو ساحر نے اسے بازو سے تھام کر بیڈ پر کھینچا۔ فلزہ نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑا لیا۔

مجھے میرے گھر والوں سے بات کروا دو،، اپنی ماں پر آئی تو بلبلا اٹھے اور جو میری مدد پریشان ہو رہی ہوں گی اس کا کیا،،،؟

فلزہ نے درشتگی سے کہا۔ لاکھ نا چاہنے کے باوجود اس کے آنکھوں کے کونے نم ہوئے تھے۔ ساحر نے یہ نمی اپنے دل میں اترتی محسوس کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مجھے نیند آ رہی ہے کوئی بحث نہیں کرنی تم سے،، ساحر نے بے حسی سے کہتے اپنی آنکھوں پر پھر سے بازو رکھ لیا۔

فلزہ اٹھ کر کمفرٹر اٹھا کر صوفے پر چلی گئی۔ اور منہ سر لپیٹ کر سوتی بن گئی۔ مگر آنکھوں سے ایک دو آنسو ٹوٹ کر کمفرٹر میں ضرور جزب ہوئے تھے۔

ساحر نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اس کی جانب دیکھا مگر اسے یہ نا کہہ سکا کہ وقت آنے پر تمھاری مدر کو بھی پتہ چلا کہ یہ تمھارے لیے کتنا ضروری) تھا تب وہ بھی یقیناً سمجھ جائیں گی۔ اور اس بات کا افسوس نا کریں کہ تم قید (میں تھیں

فلزہ وائیٹ پیلس میں موجود نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے پیلس پر چھائی یہ مردنی بھری اداسی آساوری کا دل پریشان کر رہی تھی۔ پورے پیلس کا چکر لگا کر وہ پچھلے لان میں آئی جہاں سب خواتین اور پنکی اور ان کی شاگردوں کو

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹولہ بیٹھا تھا۔ ماحول پر چھائی اداسی کو دور کرنے کو اس کے دماغ میں عجیب خرافاتی آئیڈیا آیا تھا۔ تبھی پچھلے لاؤنج میں وہ رواحہ کے سامنے آئی تھی۔ اپنے ساتھ رنگیلی، ریشم اور سونا کو بھی ملا لیا۔

،،،، مما،،، یہ لیں فون اور میری ویڈیو بنائیں

اپنا فون رواحہ کو پکڑاتے اس نے شوشا چھوڑا تو سب نے اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔

کیا مما،، آپ کے کنجوس بیٹے نے مجھے منہ دکھائی تو دی نہیں تو اب اپنا گفٹ خود ہی مانگ کر انھیں ڈھیٹ کرنے کا فل پروف پروگرام ہے،، ساڈا حق ایتھے ،،،رکھ

وہ لاپروائی سے کہتی میوزک سسٹم سے بینا کا موبائل اٹیچ کرنے لگی۔

سب نے دلچسپی سے اس نمونے کو دیکھا اور رواحہ نے سیدھے ہوتے اس کی ویڈیو بنانا شروع کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

، ہو مجنوں میرے یار

، یہ لیلی ہے تیار

ہووووو جلدی سے لے کر آجا اک ڈائمنڈ کی رنگ

تیرے لیے دل کا ٹیلی فون ہو بجتا رنگ رنگ رارا رنگ

وہ ڈانس سٹیپس کرتے ہوئے اس ادا سے ڈائمنڈ رنگ مانگ رہی تھی کہ سب کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں احان اپنے خاص مجرموں کی دھلائی کر کے واپس آیا تھا۔ ان کی شامت آئی تھی کہ وہ بپھرے ہوئے جلادوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔ اپنا تمام غم وغصہ وہ تب سے کسی نا کسی پر نکال ہی رہے تھے۔ سب طویل ٹیبل کے گرد بیٹھے ماہر خان سے رابطے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب احان کا فون رنگ ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ بینا کی شرارت تھی کہ اس نے احان کا فون پروجیکٹر سے کنیکٹ کر دیا تھا۔ میسج اوپن کرتے ہی اس کی لیلی دھڑلے سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس سے ڈائمنڈ رنگ مانگ رہی تھی۔

، ہو مجنوں میرے یار

، یہ لیلی ہے تیار

ہووووو جلدی سے لے کر آجا اک ڈائمنڈ کی رنگ

تیرے لیے دل کا ٹیلی فون ہو بجتا رنگ رنگ رارا رنگ

احان گڑبڑا کر اپنی سیٹ سے دو فٹ اوپر اچھلا۔

جاری ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Dark Love Saga

By Wahiba Fatima

Episode 49 & 50

بہت ہی عجیب سی صورت حال تھی۔ پروجیکٹر سے ویوڈیو فورا بند کر دی گئی تھی۔ مگر اتنی ٹینشن میں بھی سب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ دیکھ احان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے تبھی ایک جھٹکے سے وہاں سے اٹھا اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا۔

اب بیگم نے جب اتنی دیدہ دلیری سے ڈائمنڈ رنگ مانگ ہی لی تھی تو کوئی خراج تحسین پیش کرنا تو بنتا ہی تھا ناں۔

وہ اوپر آیا تو کوئی نہیں تھا۔ سنجیدگی سے چلتے پچھلے لان کی جانب آیا کہ ویڈیو میں دیکھ چکا تھا یہ کارنامہ میڈم نے کہاں سے سرانجام دیا ہے۔ احان کے اتنے خطرناک تیور لیے لان میں آتا دیکھ سب ہی دبی دبی ہنسی ہنسے تھے۔

)جبکہ آساوری یہ کارنامہ سرانجام دے کر پینا سمیت وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کی مانند غائب ہو چکی تھی۔) لیکن آج احان اسے بخشنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھا۔۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مما آساوری کدھر ہے،،،؟؟؟

احان سنجیدگی سے پوچھا۔

پتہ نہیں ابھی تک تو ادھر ہی تھی،،اب ایک ہری بلا کے خوف سے جانے کہاں جا چھپی ہے،،،

رواحہ نے بظاہر سنجیدگی سے کہا مگر آنکھوں سے شرارت چھلک رہی تھی۔ احان نے اپنی ماں کو شکایتی نگاہوں سے دیکھا اور اسے ڈھونڈنے واپس لاونج کی جانب آیا۔ وہ اپنے کمرے میں آیا تھا جہاں آساوری شاہ ڈریسنگ میں دبک کر بیٹھی تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو آساوری کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔ مگر اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا فون رنگ ہوا۔ احان نے فون پس کر کے کان کو لگایا اور دو منٹ کے اندر فون سنتے اس کے تاثرات بدل گئے تھے۔ اس کے ماتھے کے بل دیکھ کر آساوری کے ماتھے پر بھی پسینہ آیا تھا۔ وہ فون رکھ کر ڈریسنگ تک آیا۔

"تمھارے ساتھ تو تمام حساب میں آکر بے باک کرتا ہوں آساوری شاہ،، تمھارے ہوش تو اب ٹھکانے لگانے پڑیں گے،،،

اس نے اس قدر سرسراتے لہجے میں کہا تھا کہ آساوری کو جھرجھری سی محسوس ہوئی۔ مگر اسے بیڈ کی اپنی سائیڈ دراز سے مخصوص چیزیں لے کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے دیکھ آساوری کی کب سے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

رکی سانس بحال ہوئی تھی اور اس نے اپنا پیٹ کر آئندہ اس ہرے راکشس سے نا الجھنے کا پکا فیصلہ کر ہی لیا۔

ساحر کمرے میں داخل ہوا تو وہ حسب معمول جینز کی بلیک پینٹ اور ریڈ شارٹ فراک پہنے، سکارف گلے میں ڈالے یوگا کے سٹائل میں زمین پر آسن لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر گہرا مسکرایا اور قریب آکر بیڈ پر بیٹھ کر بغور اسے دیکھنے لگا۔

خود پر پڑتی ان گہری نگاہوں کی تپش نے فلزہ کا دھیان خراب کیا تو اس نے پٹ سے اپنی بند آنکھیں کھول دیں۔ سامنے دیکھا تو وہ اپنی پر شوق سمندر سے بھی زیادہ گہری نیلی نگاہوں سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ فلزہ سر جھٹک کر اپنی جگہ سے اٹھی اور اسے نظر انداز کر کے پلٹ کر وہاں سے جانے لگی لیکن اس کی آواز پر اس کی قدم اپنی جگہ منجمد ہوئے تھے۔

زی،،، یہ لو یہ فون،،، اس میں ایک ویڈیو ریکارڈنگ کے ذریعے اپنی مما کو یہ میسج دے دو کہ تم بلکل ٹھیک ہو، پر سکون ہو،، ایک خاص مشن پر ہو اور محفوظ ہاتھوں میں ہو،،،

اس نے پر سکون ہو کر کہتے بے پروائی کی حد کر دی تو فلزہ نے حیرت سے پھیلی آنکھوں سے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

کاش میں اپنی مما کو بتا سکتی کہ میں دنیا کہ ایک خطرناک ترین سنکی، سائیکو آدمی کے پاس نہایت غیر محفوظ ہوں،،،

وہ دانت پیس کر بولی تو ساحر قدم قدم چلتا اس کے بے حد قریب آیا۔ فلزہ بغیر خوفزدہ ہوئے وہاں کھڑی رہی مگر جب وہ بے حد قریب آکر بھی آگے بڑھنے سے نہیں رکا تو فلزہ کے ماتھے پر بل آئے۔

تمیز کا مظاہرہ کرو،،،

پہلے مجھے بتاؤ زی بے بی،، تم کس اینگل سے خود کو محفوظ تصور نہیں کرتی میرے ساتھ،،

ساحر کا لہجہ سرسراتا سا تھا۔ اس کے قدم آگے بڑھتے رہے اور فلزہ کے ناچاہتے ہوئے بھی پیچھے۔

دور رہو مجھ سے،،

فلزہ چلائی۔

کیا میں نے تمہیں کبھی ہرٹ کیا،، یا نکاح کے بعد تم سے کوئی زور زبردستی کی،،

وہ دیوار سے لگی تو ساحر نے اس کو کندھوں سے سختی سے تھاما۔

میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی یو سو کالڈ حیوان دور رہو مجھ سے،،،

فلزہ بھوکی شیرنی بنی اس کے دستِ گریباں ہوئی۔ مگر ساحر نے اس کی ٹانگوں کو اپنے گھٹنے سے لاک کر کے اس کے بازو ہاتھوں میں جکڑ کر بہت آسانی سے اور بہت جلد اس پر قابو پایا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ساحر،،،

فلزہ بری طرح جھٹپٹاتی چلائی تھی۔

دو آپشن ہیں میری روح کے سکون،، یا تو جو بولا ہے وہ ویڈیو میسج دے دو،، یا پھر آج رات کے لیے میری بانہوں میں سو کر خود کے غیر محفوظ ہونے کے تمام خدشات سچ ثابت کر دو،،،

ساحر نے اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا۔

گو تو ہیل،، چھوڑو مجھے،، دیتی ہوں۔ ویڈیو میسج،،

فلزہ پھنکاری تو وہ حسب معمول مسکراتا پیچھے ہٹا اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔ فون اسے تھمایا جو کہ فلزہ نے جھپٹنے کے انداز میں اس سے چھین لیا۔

وہ ریلیکس ہو کر میسج دے اسی وجہ سے ساحر جا کر واش روم میں بند ہو گیا۔ فلزہ نے حیرت سے اس کی پیٹھ کو گھورا۔ وہ اتنا پاگل تو تھا نہیں کہ اسے یوں فون تھما جاتا۔ کچھ تو چل رہا تھا اس کے دماغ میں۔ وہ ویڈیو میں اس کے بارے میں کچھ بھی انفارمیشن دے سکتی تھی تو اس پر یہ مہربانی کس لیے؟؟؟ فلزہ نے فون کنگھالا جو کہ حسب توقع بلکل خالی کھٹارا تھا۔ ناسمنا کوئی نمبر۔ اس نے سرد سی آہ بھری۔

فلزہ نے پھر بھی سر جھٹک کر اپنی ماں کے لیے زرا تشفی بھرا ویڈیو میسج ریکارڈ کیا۔ وہ میسج ریکارڈ کر چکی تو وہ واش روم سے باہر آیا اور فلزہ کے ہاتھ سے فون تھام لیا۔ تبھی اس کے اپنے فون پر کچھ ٹائپ کرنے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کی دیر تھی کہ دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔ ساحر دروازے کی جانب گیا اور اپنے کسی وفادار کو فلزہ کے میسج والا فون تھما دیا۔ وہ سنجیدگی سے اس کی تمام کاروائی دیکھے گئی۔ اس گارڈ نے ساحر کو ایک باکس بھی دیا جو وہ لے کر ڈریسنگ تک آیا اور اس میں رکھ دیا۔ فلزہ سر جھٹکتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

یہ اس دن کے واقعہ کے سے تین دن بعد کی بات تھی جب ساحر کہیں گیا تھا اور آج تین دن کے بعد اس کے پاس روم میں آیا تھا۔ اس نے فلزہ کی جانب دیکھا تو اس وقت وہ بلو پینٹ اور بلو ہی شارٹ فراک کے اوپر گرم سوئیٹر میں تھی۔

ساحر ڈریسنگ سے وہ باکس لایا اور اس نے وہ باکس کھول کر اس میں سے ایک لیڈی لیدر لونگ جیکٹ اور لونگ شوز نکالے اور فلزہ کی جانب بڑھائے۔

آؤ زی بے بی،، تمہیں اپنا گرین ہاؤس، ایمل ہاؤس اور اس رین فوریسٹ کی سیر کرواؤں،، کیا یاد کرو گی کس سخی سے پالا پڑا ہے،،،

ساحر کے کہنے پر فلزہ نے انکار کرنے کے لیے منہ کھولنا چاہا جب اس نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے لب رب کر ڈالے۔

آں،،، آں،،، آآآآں،، انکار کرو گی ہری ٹڈی تو یہ موقع دوبارا نہیں دوں گا تمہیں،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ساحر کے دوٹوک لہجے سے وہ چونکی تھی۔ کچھ سوچ کر بری طرح اس کا ہاتھ جھٹکا اور اس کے دوسرے ہاتھ سے جیکٹ اور شوز لے کر پہن لیے۔ ساحر مسکراتا اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیے باہر نکلا۔ شیشے کی بڑی دیواروں کے پار باہر بڑے بڑے پتھروں کی چنائی دیواروں کی چار دیواری تھی۔ وہ اس لئے گھر کی پچھلی جانب نکل آیا تھا۔ پچھلی جانب کے بڑے مضبوط ترین لوہے کے گیٹ سے باہر نکلے تو فلزہ کی آنکھیں اس گھنے جنگل کی شروعات دیکھ کر حیرت سے پھیل گئیں۔ ساحر نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما تو نامحسوس طریقے سے وہ جو ارد گرد کے قدرتی نظارے میں کھوئی ہوئی تھی اسے نے کسی رد عمل کا اظہار ہی نہیں کیا۔

کچھ دور درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ گھنی سبز جھاڑیوں سے باہر آئے تو آگے ایک بہت بڑی سبز رنگ کے پانی کی ندی تھی۔ لیکن اس کے دو گارڈز پہلے ہی ایک بوٹ تیار کیے وہاں ان کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ساحر نے اسے کمر سے سہارا دے کر بوٹ میں بیٹھنے میں مدد کی۔ وہ خاموشی سے بوٹ کے درمیان بیٹھ گئی اور ساحر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"" جانتی ہو زی، ایمزون کا جنگل دنیا کے 9 ممالک تک پھیلا ہوا ہے،،، زمین کی 20 فیصد آکسیجن صرف ایمزون کے درخت اور پودے پیدا کرتے ہیں دنیا کے 40 فیصد جانور، چرند، پرند، حشرات الارض ایمزون میں پائے جاتے ہیں،،، اسکے کچھ علاقے اتنے گھنے ہیں کہ وہاں سورج کی روشنی نہیں

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پہنچ سکتی اور دن میں بھی رات کا سماں ہوتا ہے دریائے ایمزون میں مچھلیوں کی 30 ہزار اقسام پائی جاتی ہیں ایمزون کے جنگلات میں 60 فیصد جاندار ایسے ہیں جو ابھی تک بے نام ہیں یہاں کی مکڑیاں اتنی بڑی اور طاقتور ہوتی ہیں کہ پرندوں تک کو دبوچ لیتی ہیں،،، یہاں سپلوں کی 30 ہزار اقسام پائی جاتی ہیں مہم جو اور ماہر حیاتیات ابھی تک اس جنگل کے محض 10 فیصد حصے تک ہی جا سکے ہیں،، اگر آپ ایمزون کے گھنے جنگلات میں ہوں اور موسلا دھار بارش شروع ہو جائے تو تقریبا 12 منٹ تک آپ تک بارش کا پانی نہیں پہنچے گا،،

ساحر بول کر خاموش ہوا وہ اس کی اتنی نالج سے امپریس ہوئی مگر اس کی باتیں ہوا میں اڑانا بھی از حد ضروری تھا۔

تم اگر اس جنرل نالج کی وجہ سے مجھے امپریس کرنے کی کوشش کر رہے تو اپنی انفارمیشن اپنے پاس ہی رکھو،، میں خود بھی گوگل کر سکتی ہوں یہ سب،،،

وہ ناک چڑھا کر بولی تو ساحر نے اسے گھورا۔

پھر تو ایمزون بھی تمھارا ہی ہم نام ہے،، ہم مزاج،، تبھی تو لوٹ پھیر کر تم یہاں پہنچ گئی ہو،،

ساحر نے اطمینان سے کہا۔

کیا مطلب،، فلزہ نے آبرو اچکائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مطلب کے ایمزون ایک قدیم یونانی لفظ ہے جس کا مطلب لڑاکو عورت یعنی تم،،،

ساحر نے کہتے آنکھ ونک کرتے اسے آگ لگائی۔

اور اس جنگل میں رہنے والے جنگلی،،وائلڈ مین،،پاگل سنکی تم،،

وہ دانت پیس کر بولی تو ساحر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ تقریباً بیس منٹ میں وہ دوسرے کنارے تک پہنچ گئے تھے۔ ساحر نے اسے تھام کر بوٹ سے کنارے پر اتارا۔ فلزہ نے دیکھا کنارے سے قدرے آگے حد نگاہ جالے دار دیواروں سے ایک چار دیواری اور آسمان پر اسی جال سے ایک چھت بنائی گئی ہے۔ وہ تھوڑا سا پیدل چل کر اس جال دار چار دیواری کے سلاخ دار گیٹ تک پہنچے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں جابجا گارڈز کھڑے تھے۔ ساحر اس کا ہاتھ تھامے بڑے گیٹ سے اس چھوٹے سے اینمل اور برڈز زو (zoo) میں داخل ہوا۔ فلزہ بھی مبہوت سی یہ سب دیکھے گئی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے ایک جانب لے کر آیا۔ جہاں ایک گلاس وال کے پار پتھروں سے ایک چھوٹا سا واٹر فال بنایا گیا تھا۔ ساحر نے بغور اس واٹر فال پر گرے پودوں کے پتوں کی جانب دیکھا پھر فلزہ کی جانب دیکھ کر ایک پتے کی جانب اشارہ کیا۔

وہ دیکھو زی،،،یہ گلاس فروگ ہے،،،

ساحر نے اسے ایک جانب متوجہ کیا تو فلزہ نے ایک حیرت انگیز نظارا دیکھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اس جنگل کا ایک انوکھا ترین اور غیر معمولی جاندار،،اس کی بیلی کی سکن دیکھو کتنی پتلی کے اس باڈی کے تمام آرگنز دکھائی دے رہے ہیں حالانکہ کہ اس کی ہارٹ بیٹ بھی دکھائی دے رہی ہے،،
فلزہ کو یہ سب بہت دلچسپ لگ رہا تھا۔ قدرت کی نشانیاں تھیں جو خود کے ہونے کا ثبوت دیتیں تھیں۔

آؤ ایک اور چیز دکھاؤں،،
وہ اسے لئے آگے بڑھا کچھ ہی دور جا کر ایک گلاس باکس کے قریب کھڑا ہوا فلزہ اس گلاس باکس میں موجود پتوں کو بغور دیکھ رہی تھی جبکہ ساحر کے لبوں پر ایک شریر سی مسکان تھی۔
پتوں پر کچھ نہیں ہے زی،،اس باکس کی زمین اور مٹی میں دیکھو تمھارے لیے سرپرائز ہے،،،
ساحر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا فلزہ کی نگاہ باکس کے اندر موجود بھر بھری گیلری مٹی پر پڑی تو وہ پہلی مرتبہ خوف سے تیزی سے سفید پڑی تھی اور پہلی بار ہی خود سے قریب ہو کر ساحر کی شرٹ مٹھی میں دبوچ لی۔ باکس کی مٹی پر کلبلاتے بڑے بڑے کالے سیاہ سینی پیڈ (کنکھجورے) اپنی بیشمار سیاہ ٹانگوں سے ادھر ادھر پھرتے اس کا بری طرح دل خراب کر گئے تھے۔ ساحر نے جھک کر اس کے کان میں شرارت بھری سرگوشی کی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

یہ ایمزون کے جائنٹ سیٹی پیڈ ہیں اور ان کی لمبائی بارہ انچ تک ہو سکتی ہے،،، سوچو زی اگر تم کوئی گستاخی کرو جو مجھ سے برداشت نا ہو اور میں تمہیں اس باکس میں پھینک دوں،، تو کیا ہو،، یہ اپنی لمبی لمبی ٹانگیں تمھارے اس مرمریں بدن میں گاڑھ دیں،، اور،،،،،،

ساحر،،، پلیز زززززز

فلزہ چلائی تھی اور گریبان سے اس کی شرٹ دبوچ کر اس کے سینے میں منہ چھپایا تھا۔

تم کیوں ہو اتنے بے رحم،، بے درد حیوان،،

فلزہ نے اپنا سر اس کے سینے پر مار کر کہا۔ ساحر نے اس کے لہجے میں نمی محسوس کر کے ایک دم سنجیدہ ہو کر اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے کسرتی آہنی سینے میں بھینچا۔

جسٹ جو کنگ میری جان،، کچھ بھی ہو جائے،، یہ حیوان اپنی ہی جان کو کبھی ہرٹ نہیں کر سکتا،، فلزہ گھبرا کر جلد ہوش میں آئی اور اس سے ایک دو تین قدم پیچھے ہٹی۔ وہ اسے کچھ کہتا کہ ساحر کا فون رنگ ہوا۔

تم یہیں رکو زی میں فون کال کے لوں،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ کہتے ہی درختوں کے جھنڈ کی ایک جانب چلا گیا اور فلزہ کو بس اتنا موقع ہی درکار تھا وہ تیزی سے اس طرف بھاگی جہاں سے وہ لوگ ادھر اندر اینٹر ہوئے تھے۔ گیٹ کے نپاس پہنچ کر اس نے اپنے قدموں کی رفتار اور چہرے کے تاثرات نارمل کیئے۔

یس میم،، کچھ چاہیے آپ کو،،

ہاں وہ بوٹ میں میرا کلب رہ گیا وہی لینا ہے مجھے،،

وہ نارمل بات کرتی ان دو گارڈز کے قریب تر آئی لیکن بہت اچانک اس نے ان پر حملہ کیا تھا۔ ایک گارڈ کی گردن کی مخصوص نس دبا کر اسے بیہوش کیا اور دوسرے کو بھی کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ہاتھ میں پکڑے پتھر سے اس کے سر پر حملہ کر کے اسے بیہوش کر دیا اور بہت تیزی سے گیٹ سے نکل کر ایک دائیں جانب بھاگی۔

ساحر فون سن کر واپس آیا تو وہ وہاں سے غائب تھی وہ بہت جلد بہت کچھ سمجھتے گیٹ کی جانب بھاگا مگر سامنے بیہوش پڑے گارڈز کو دیکھ کر پریشان ہوا وہ قدموں کے نشان دیکھتا تیزی سے اس طرف بھاگا جدھر فلزہ گئی تھی۔ وہ یہاں کے چپے چپے سے واقف تھا اسی لیے تیزی سے بھاگتا اس کے بھاگنے کی آواز اور پتوں کی سرسراہٹ سن کر اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

زی واپس آؤ،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

گھنے سیاہ نیم تاریک جنگل میں ساحر کی بھاری آواز گونجی تو اندھا دھند بھگاتے فلزہ کے بھاگنے کی رفتار مزید بڑھی۔

نو،،، نہیں آؤں گی،، مجھے اکیلا چھوڑ دو تم،،،

وہ چلائی۔

زی،، بہت جلد میں تم تک پہنچ جاؤ گا،، اور آئی سوئیر اب کی بار کی سزا بہت بھیانک ہو گی،،،

لیومی الون ساحر،،،

فلزہ نے چلا کر اسے اس کے پیچھے آنے سے خبر دار کیا۔

زی یہاں ایسے زیریلے انسیکٹس ہیں اگر کسی انسان کو کاٹ لیں تو وہ چند سیکنڈ میں مر جائے،، اسی لئے رک جاؤ فلزہ،،،

ساحر کی پریشان حال اور غصے سے بھرپور دھاڑ جنگل میں دور دور تک گونجی تھی۔

ہاسپٹل میں ایک ایمرجنسی آن پڑی تھی۔ امن اس دن کا گیا آج چوتھے دن وائیٹ پیلس لوٹا تھا۔ آج پھر لاونج سے گزرتے ایک مخصوص کمرے کی جانب نگاہ اٹھی تو ایک پر سوز وقت، وہ جان لیوا حادثہ، وہ تکلیف یاد آتے ہی اس کا دم سا گھٹنے لگا۔ یہ کمرہ تب سے ہی لاکڈ تھا اور کسی نے دوبارہ اسے کھولنے کی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اب بھی شفا نے اس کا ضروری سامان سینکڈ فلور پر قدرے الگ ہی بنے اس کے من پسند کمرے میں سیٹ کروایا تھا۔

امن کافی دیر سے کھڑا اس بند کمرے کے دروازے کو سرخ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جب شفا اپنے کمرے سے نکل کر باہر آئی اور اس یوں گم صم سا سامنے کھڑا پایا۔

کیا بات ہے میرے پرنس،،؟؟؟

شفا نے اس کے قریب آتے اس کے آہنی مضبوط و توانا بازو کے گرد اپنے بازو حمائل کیے۔

مما مجھے اکدھر ہے کہیں دکھائی نہیں دے رہی،،اس دن آپ کے ہی روم میں چھوڑ کر گیا تھا میں اسے،،،

امن نے حیرت سے پوچھا جبکہ شفا کے چہرے سے مسکان غائب ہو گئی۔

وہ تو یہاں رکی ہی نہیں تھی،،بڑے پاپا کے اصرار کے باجود وہ اسی دن انیکسی اپنے بابا سمیع خان کے پاس چلی گئی تھی،،اسی دن سے ادھر ہی ہے،،ہم ہی وہاں اس سے ملنے جاتے رہے مگر وہ کسی سے نہیں ملی اور وہ ادھر بھی نہیں آتی،،آج شام نکاح کی تقریب کی بھی تیاریاں چل رہیں ہیں،،اب تو تم ہی اسے ہینڈل کر سکتے ہو،،

شفا نے اسے دھیمے سے تفصیلات بتائیں تو امن نے اپنے لب بھینچ لیے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

میں خود دیکھ کر آتا ہوں اسے،، مما آپ پریشان مت ہوں،،
وہ کہتے انھیں پیروں لاونج سے باہر نکلا تھا۔

وہ انیکسی کے اپنے کمرے میں نیم اندھیرا کیے پلنگ پر لیٹی اپنی قسمت پر آنسو بہا رہی تھی۔ جب سے یہاں آئی تھی نارسائی کے کرب و اذیت نے دم گھوٹ رکھا تھا۔
اس دن امن اسے شفا کے کمرے میں چھوڑ کر گیا تھا۔ مگر وہ وہاں زیادہ دیر ٹھہر ہی نہیں پائی۔ رگوں میں خون منجمد کرتی اذیت نے اسے بے چین کیا تو انیکسی چلی آئی۔ یہاں بھی کب سکون آیا تھا۔
اب بھی برسوں پرانے اس دن کی سوچ سوچتے ہی دل میں ابال سے اٹھ رہے تھے کیا ستم تھا کہ کوئی ہو گا اس جیسا سیاہ بخت جو خود اپنے پیروں سے چل کر اپنی بربادی کی جانب گیا ہو۔ اور یہ سوچ سوچتے ہی آنسو تھم نہیں رہے تھے۔
باہر وہ تیز قدموں سے چلتا انیکسی کے بیرونی دروازے تک آیا تھا مگر یہاں آکر قدم اپنی جگہ پر تھم سے گئے تھے برسوں بعد امن آریان پاشا اسی انیکسی کے دروازے کر باہر کھڑا اسے بغور دیکھ رہا تھا۔
ڈارک چاکلیٹ براؤن ٹو پیس میں وہ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے چھ فٹ سے نکلتا قد شاندار بھرپور

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مردانہ وجاہت کا شہکار مضبوط ترین اعصاب کا مالک تھا مگر اب اس اس کے اعصاب بری طرح چیخ رہے تھے تبھی آنکھیں میں سرخی اور نمی تھی۔

وہ ادھر ہی کھڑا رہتا جب سمیع خان اندرونی دروازا کھول کر باہر آیا اور اسے دروازے پر ایستادہ دیکھ کر متحیر سا ایک سرد و طویل سانس کھینچی۔

امن بابا،،

بابا معجزا کدھر ہے،،،؟

امن نے ان کی بات مکمل نہیں ہونے دی اور اپنا مدعا بیان کیا۔

امن بابا،،وہ اپنے کمرے میں ہے، عجیب ضد پر اڑی ہے،،،ابھی کہتی ہے مجھے اکیلا چھوڑ دیں،،،

سمیع خان نے بے بسی سے اپنے لب کچلے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ میرے ہوتے ہوئے ایسا ممکن نہیں ہے،،،

یہ کہتے امن نے ان کے پہلو سے گزرتے اندر جانا چاہا۔

امن بابا،،،

سمیع خان نے اسے روکنا چاہا۔

بابا پلیز زز،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

امن کے لہجے میں عاجزی تھی وہ کچھ بھی کہے سنے بغیر اندر جا چکا تو سمیع خان نے باہر نکلتے جاتے وقت دروازا لاک کر دیا کہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب امن آریان پاشا اپنے دل کے علاوہ کسی کی نہیں سنے گا۔

امن بغیر آواز کیے اس نیم تاریک کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ بیڈ پر لیٹی ہچکیوں کے ساتھ روتی اب جانے اپنا کونسا غم غلط کرنے میں مصروف تھی۔ امن دھیمے قدم اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ بیڈ کے قریب آکر بہت آہستگی سے اس کی پشت کے قریب نیم دراز ہوا۔

معجزا جو ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی ہچکیاں دبانے کی ناکام کوشش میں تھی اپنی پشت پہ ایک جانی پہچانی آہٹ اور مردانہ کلون کی مخصوص خوشبو محسوس ہوئی تو تکیہ بری طرح مٹھیوں میں دبوچ لیا۔ جب کافی دیر امن نے اسے مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ اپنی کمر نگاہوں کے حصار میں قید محسوس ہوئی تو معجزا اپنے آپ میں سمٹ سی گئی۔۔

امن،، مجھے یہاں نہیں رہنا،،، آپ مجھے اپارٹمنٹ لے جائیں،،،

امن،، میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے،،

وہ پھر سسک پڑی

امن،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اس کی گھبرائی سی آواز آئی تو امن نے ہاتھ بڑھا کر اس کا رخ نرمی سے اپنی جانب گھمایا۔

معجزہ نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ امن نے بغور اسے دیکھا جو اب اس کی پناہوں میں گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ گلابی لب کپکپا رہے تھے اور بوجھل بھیگی گھنی پلکیں لرز رہیں تھیں۔ امن نے جھک کر اس کے پلکوں سے وہ آنسو چنے تو معجزا نے اس کی شرٹ اپنی مٹھی میں بھری۔ امن نے اس کے بالوں کی شریر لٹیں اس کے صبیح چہرے سے ہٹاتے اس کے کان میں بوجھل سرگوشی کی۔

ہمارے عشق کی خاطر،،اس خوبصورت شروعات کے لیے وہ ہولناک ماضی بھول جاؤ جزا،، نہیں تو میں اپنے طریقے سے تمہیں دنیا بھلا دوں گا،،، میں تمہیں وہ تلخ یادیں یاد رکھنے کے قابل ہی نہیں چھوڑوں گا،، خود سے سب کچھ بھول جانے کی کوشش کرو میرا طریقہ شاید ہی تم برداشت کر سکو،، ہم دونوں مل کر ایک ساتھ اتنی خوشگوار یادیں بنائیں گے،، کہ ہماری زندگی میں اس سے پچھلی یادوں کی گنجائش باقی ہی نا بچے،،، بولو کرو گی ناں ایسے جزا،،،

وہ رونا بھول بھال کر آنکھیں بند کیے ہی بمشکل ہی ہاں میں سر ہلا پائی۔

دیٹس لائک مائی سویٹ کوکو مو،،،

امن نے کہتے اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے لب رکھے۔ معجزا مچل گئی اور گہری سی سسکی بھری۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

آج پھر سے ہمارا نکاح ہے جزا،،، مدتوں انتظار کے بعد یہ پل نصیب ہوئے ہیں،، اور میں انھیں ایسے جینا چاہتا ہوں کہ ہم ان لمحات کو امر بنا دیں،، میرا ساتھ دوں گی ناں معجزا،،،

امن نے گھمبیر تا سے بھرپور آواز میں کہا تھا کہ امن کو اس کی دل کی دھڑکن اپنے سینے میں بجتی سنائی دی۔ معجزا نے لرزتے اس کی شرٹ اپنے ہاتھوں میں جکڑی تھی اور ایک مرتبہ پھر آہستگی سے سر اثبات میں ہلایا۔ امن نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

پرامس کرو جزا،،،

عاجزی بھرا لہجہ تھا۔

پپ،، پرامس،، مم مگر،،، آپ،،، مم،،، مجھے،،، یہاں،، اک،،، اکیلے،، چھ،،، چھوڑ کر،، کک،،، کیوں،،، گئے تھے،،،

وہ گہرے سانس بھرتی اپنا اصلی مسئلہ بتانے لگی تو امن گہرا مسکرایا۔

کیا تم چاہتی ہو جزا کہ میں ہر وقت تمھارے پاس تمھارے قریب رہوں،،،

وہ اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے بوجھل کرتا پوچھنے لگا تو جزا کی زبان تالو سے چپک گئی۔

امن معنی خیز سا مسکراتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر خود کو ریلیکس کرتا نرمی سے بیڈ سے نیچے اترا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

"مما کو بھیجتا ہوں میں،، ان کے روم میں چلی جاؤ،، وہیں دلہن بننا تم،، کیونکہ تمھارا سارا سامان ادھر ہی ہے،،،

امن نے کہتے دیوار سے ٹیک لگائی اور بغور اسے دیکھا جو یہ سن کر سر تا پیر لال سرخ ہو چکی تھی۔

ریلیکس رہنا جزا،،، میں ہر پل ہر قدم پر تمھارے ساتھ ہوں،، گھبرانے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں،، سمجھ رہی ہو ناں میری بات،،،

جج،، جی،،،

مجزا نے بیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر خود پر لپیٹا۔ امن اس کی اس حماقت پر مسکراتا پر سکون ہو کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔

وائیٹ پیلس کے پچھلے لان کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ سب تیاری مکمل تھی۔ وائیٹ پیلس کی پریاں نک سک سی تیار ادھر سے ادھر چکراتی پھر رہیں تھیں۔ تبھی ماہر خان نے آج ایک ہفتے کے بعد وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں قدم رکھا تھا جہاں سب بلیک ڈنر سوٹ پہنے شان دار طریقے سے بلکل تیار بس ماہر خان کا انتظار کر رہے تھے۔ جب وہ بیسمنٹ میں آیا تو اس کے چہرے پر سکون تھا۔

ماہر خان،، فلزہ کہاں ہے ساتھ میں نہیں لائے اسے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

پاشا ابراہیم نے تعجب سے پوچھا اور پھر اس کا اطمینان ملاحظہ فرمایا۔

تب ماہر خان نے ہاتھ میں پکڑی فایل پاشا ابراہیم کو تھمائی۔

بڑے پاپا یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے فلزہ برازیل میں ہے،،

اس نے انھیں فایل دکھائی اور ایک ویڈیو میسج دیا۔تب سوہم خان نے کچھ کہنا چاہا۔

لیکن ماہر،،،

میں ہر طرح سے تمام تحقیق اور تسلی کر چکا ہوں ڈیڈ،،، حتی کہ میں اس کی ماں کو بھی پہلے سے ہی جانتا تھا،،

ماہر خان نے اطمینان سے کہا۔

مگر وہ ایک کریمنل ہے بڑے پاپا،،

ارشن نے پہلو بدل کر کہا۔

ہمیں بھی اکثر لوگ کریمنلز ہی سمجھتے ہیں،،،

ماہر خان نے کہا تو ارشن لاجواب ہو گیا۔

لیکن بچی واپس کب آئے گی،،

آریان پریشان ہوا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بہت جلد وہ خود اسے سہی سلامت یہاں لے کر آئے گا اور اپنے ساتھ بہت بڑے رازوں سے پردہ ہٹانے یہاں لوٹے گا،،

ماہر خان کے جواب نے سب کو پر سکون کر دیا۔

بڑی ماں کا بی پی کنٹرول نہیں ہو رہا بڑے پاپا،،،

خضر نے پریشانی سے ماہر خان کو بتایا۔

میں ہینڈل کر لوں گا مگر احان کدھر ہے نکاح کا وقت ہو چکا ہے وہ نظر نہیں آ رہا،،

ماہر خان نے ارشن سے پوچھا۔

بڑے پاپا وہ کراچی گیا ہے،،ایمرجنسی تھی کوئی،، کسی بڑی سازش کی بو آ رہی ہے،،خان شمشان خیل اور حشمت راؤ آرام سے بیٹھنے والے نہیں ہیں،،اسی کی تحقیق میں لگا ہے،،

ارشن نے کہا تو ماہر خان نے اثبات میں سر ہلایا۔

اب تسلی ہو گئی ہے تو آپ لوگ لان میں جائیں میں رواحہ کو لے کر آتا ہوں،،،

آپ یہ کیوں نہیں کہتے بڑے پاپا کہ آپ لوگ جائیں اور کباب میں ہڈی مت بنیں،،،اتنے دنوں بعد کی ملاقات ہے زرا ضروری ہے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

خضر نے انتہائی معنی خیزی سے کہا تو ماہر خان اس عمر میں بھی بری طرح جھینپ گیا تھا۔ سب ہنس دیئے

ماہر خان نے خضر کو ایک ہری ہری گھوری سے نوازا۔

کیا بڑے پاپا اس عمر میں بھی شرما رہے ہیں،،

وہ ہنس دیا۔

امن کدھر ہے،، میں اس کے لیے بے تحاشہ خوش ہوں،،،

ماہر خان نے اس چھوٹی آفت کا دھیان خود پر سے ہٹانے کو پوچھا۔

اسے پنکی دادو لوگوں نے گھیر اہوا ہے،، سہی شامت آئی ہے ڈاکٹر صاحب کی جو پنکی دادو لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا ہے،، جانے کون کونسے ارمان نکالے جا رہے ہیں،، سہرا بندی،، شگن کا دھاگا (گانا) باندھنا اور جانے کیا کیا،،

خضر نے بتایا تو سب ہنس دیئے۔ پاشا لوگ سب بیسمنٹ سے باہر چلے گئے۔ ماہر خان اوپر لاونج کی جانب چلا گیا۔ خضر وہی اپنی جگہ پر بیٹھ کر اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا۔

میری حسرت کے جنازے کو اٹھانے والے
کتنے بے درد ہیں یہ لوگ زمانے والے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

کوئی اپنا نہیں مطلب کی ہے دنیا ساری
اب کہاں ملتے ہیں وہ یار پرانے والے
میں دعا دیتا ہوں سدا نیندیں ہوں مبارک تجھ کو
ہجر کا درد مجھے دے کے جگانے والے
ان کے سینے میں کبھی جھانک کے دیکھو تو سہی
کتنا روتے ہیں اوروں کو ہنسانے والے

جبران جو کہ بیسمنٹ سے باہر جانے لگا تھا اداسی سے خضر کے قریب آیا اور اس کا کندھا تھپتھپایا۔
بی بریو ینگ مین،، جب جانتے ہو اثرات ایسے ہیں کہ وہ خوشی کھو دو گے تو اسے ایکسیپٹ کرنے کی ہمت کرو،، جانتا ہوں اس تکلیف دہ مرحلے سے بار بار گزر چکا ہوں،، مگر کبھی ہمت نہیں ہاری تھی تبھی تو اپنے صبر کے پھل کے طور پر تمہیں پایا تھا،،،
جبران نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو کرب و اذیت کی انتہا سے اس کے ماتھے کی رگیں پھول گئیں۔
آپ کی لاڈلی بھتیجی نے مجھے برباد کر دیا ہے ڈیڈ میں کبھی اسے معاف نہیں کروں گا،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

وہ بے بسی سے اپنے لب کچلتا بولا تو جبران کو دل سے اس کی تکلیف محسوس ہوئی۔

میری لاڈلی بھتیجی تمھاری لاڈلی محبت بھی ہے برخوردار،، اسی لئے اس کے حق میں اپنا دل نرم رکھنا،، جبران نے اسے تنبیہ کی۔

اچھا اب امن کے لیے اٹھو، اپنے چہرے پر وہی مسکراہٹ لاؤ اور باہر چلو،، برسوں بعد اس کی زندگی میں یہ دن آیا ہے،، اس کے لیے تمھیں وہی خضر بننا پڑے گا جو محفل کی جان ہوا کرتا ہے،،

جبران نے اداسی سے کہا تو وہ تلخی سے مسکراتا باہر نکلا۔ جبران کے ہمراہ وہ لان میں آیا تھا۔ جہاں رنگ و بو کا سیلاب سا امڈ آیا تھا۔ وہ لان میں داخل ہوا تو جبران سٹیج کی جانب چلا گیا ابھی وہ قدم آگے بڑھاتا کہ وہ اورنج لہنگے میں سر تا پیر سجی سنوری جان بوجھ کر اس کے سامنے آئی تھی۔ خضر نے ایک نظر اس پر ڈالی اور تلخی سے مسکرایا۔

یہ میک اور مصنوعی بناؤ سنگھار بھی اس کی بگڑتی طبیعت، جسم پر بنے سیاہ دھبے، آنکھوں کے گرد بنے حلقے اور اس کی گرتی کمزور طبیعت کو بلکل نہیں چھپا سکے تھے۔

میں کیسی لگ رہی ہوں،،،

علیزے چند قدم کا فاصلہ بھی مٹا کر اس ستمگر کے قریب آئی جو کافی دن سے اس سے خود سے ہمکلام ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے سوال کے جواب میں خضر نے اپنے موبائل میں کچھ ٹائپ کیا تھا(کہ ان سب

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

کے موبائل بلوٹوتھ کے زریعے میوزک سسٹم سے اٹیچ تھے) تبھی میوزک سسٹم سے آواز آئی تھی۔
جو کہ علیزے کے پورے وجود کو زلزلوں کی زد میں لے آئی۔

خوبصورت بہت ہے تو لیکن
دل لگانے کے قابل نہیں ہے
بے وفا تیرا معصوم چہرہ
بھول جانے کے قابل نہیں ہے

وہ خاموشی سے ہی بغیر کچھ کہے اس پر ایک زخمی سی نگاہ ڈالتا اسے اپنی جگہ پر ساکت کھڑے دیکھ اس کے پہلو سے گزرتا آگے بڑھ گیا تھا۔ علیزے کے گلے میں ایک پھندا سا اٹکا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتے لگا۔ وہ بمشکل لڑکھڑا کر قریب لگے ٹیبل کی چیئر پر بیٹھ گئی تھی۔

یار داد و بس بھی کریں،، یہ کیا کارٹون بنائے جا رہے ہیں آپ لوگ مجھے،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

ارشن اسے بلانے آیا تو امن کی مسکین سی آواز سن کر دل کیا قہقہے لگا کر ہنسے۔ مگر وہ ہنسی ضبط کر تا لاونج میں چلا آیا۔

امن بڑے پاپا بلا رہے ہیں،،

ارشن کی آواز پر امن نے سکھ کا سانس لیا۔ کہ پنکی جو کہ اس کا صدقہ اتار رہی تھی اور اس کے کان کے پیچھے سیاہ دل لگا رہی تھیں مسکراتی اپنی پلٹون کے ساتھ باہر کا رخ کیا۔

شکر ہے گلو خلاصی تو ہوئی،،

امن نے کہتے سرد سانس کھینچی تو ارشن ہنس دیا۔ رشن نے دیکھا خوشی و سرشاری اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ وائیٹ پیلس کے لیے یہ بے تحاشا قیمتی پل تھے۔۔

تم باہر چلو میں تمھاری آپی کو لے آتا ہوں،،

ارشن نے کہا تو امن سر اثبات میں ہلاتا باہر نکل گیا۔ ارشن نے اپنے قدم کمرے کی جانب بڑھائے۔

دیا جو کہ پوری طرح تیار تھی ڈریسنگ میں جا کر اپنا ڈریس دیکھا تو ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔ کہ سامنے بے تحاشا خوبصورت جگمگاتا سفید لہنگا ہینگر میں لٹکا ہوا تھا۔

ارشن نے کہا تھا کہ اب وہ اسے کبھی سفید لباس میں نا دیکھے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مگر اس لہنگے پر ملٹی کلر کا جگمگاتا بے حد نفیس اور خوبصورت کام تھا جو آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ وہ اب شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اسے پہنے کہ نہیں۔ مگر پھر وقت کی کمی اور لباس میں موجود سے رنگی کام کی وجہ سے اس نے وہ زیب تن کر ہی لیا۔ ہلکے میک سلور جیولری میں جب وہ آئینے کے سامنے آئی تو اپنی ہی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ڈارک گولڈن کرلی بالوں کی آبشار کمر پر کھلی تھی۔

وہ چونکہ تھی کہ اپنے پیچھے دروازے پر مخصوص آہٹ سے سینے میں دل یک دم سکڑ کر پھیلا تھا۔

ارشن کمرے میں داخل ہوا۔ نگاہ سامنے اٹھی تو اسے سفید لباس میں دیکھ کر ماتھے پر بل سے آئے۔ جو کہ دیا نے بخوبی نوٹ بھی کر لیا اس لیے وہ زرا سا پریشان ہو گئی۔ وہ دھیمے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

ارشن ہمیں نہیں معلوم تھا مما نے ہمیں یہ لباس بھیجا،، ہمیں ابھی پتہ چلا،، یہ سفید ہے مگر یہ دیکھیں اس میں کتنا خوبصورت قوس قزح سے رنگوں کا کام ہے،،،

دیا نے معصومیت سے گھوم پھر کر ہر اینگل سے اسے اپنا آپ دکھایا تو ارشن کی جان لبوں پر آگئی مگر وہ یونہی ڈھیٹ بنا کھڑا رہا

میں نے کہا تھا ناں میں اب تمھیں اس سفید لباس میں ناں دیکھوں،،

ارشن ہمیں نن،،،،،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

شاید تم چاہتی ہو میں تمھارا ہر سفید لباس اپنے طریقے سے رنگوں سے رنگ دوں جیسے پہلے تمھیں اپنے عشق کے رنگ میں ڈھال دیا تھا،،رائٹ بٹر فلائی،،؟

ارشن نے بوجھل لہجے میں اس سے پوچھا تو وہ مزید گھبرائی۔

نن،، نہیں ارشن،،، یہ ہم نے جان بوجھ کر نہیں پہنا ناں،،،

دیا نے اسے اپنے چہرے پر جھکنے سے پہلے روہانسے ہو کر اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تو وہ اس کی سادگی پر گہرا مسکرا دیا۔

مگر میں نے تو منع کیا تھا اب باہر جانے سے پہلے یہ سفید لباس میں پہلے کی طرح اپنی محبت کے رنگ سے رنگنے والا ہوں،،،

ارشن نے سنجیدگی سے کہا مگر آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی۔ دیا اس کے ارادے جان کو جی جان سے کانپ گئی تھی۔

ارشن آپ ہماری تیاری خراب کرنے کے موڈ میں ہیں،،

ہاں،،،

یک لفظی اطمینان بھرا جواب آیا

ارشن آپ نے مزید ہمیں پریشان کیا تو ہم رو دیں گے اب،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ رونی سی شکل بنا کر بولی۔

کوشش بھی مت کرنا بٹر فلائی،، نہیں تو رونے پر پچھتانے کا بھی وقت نہیں دوں گا،،

۔ارشن نے ڈریسنگ پر پڑی ریڈ بلڈ کلر کی لپ سٹک اٹھائی۔

اور تبھی اس کی ٹھوڑی ہاتھ سے تھام کر وہ ریڈ بلڈ لپ اسٹک نفاست سے اس کے نرم ہونٹوں پر لگا دی۔

پرفیکٹ،،

ارشن نے شرارت سے کہا۔

ارشن پلیز،،، چلیں ناں باہر،، باقی کا پروگرام آپ بعد میں واپس آ کر بھی جاری رکھ سکتے ہیں،،،

وہ جذبات میں جھنپٹا کر بہت کچھ غلط بول بیٹھی مگر ارشن کا بے اختیار قہقہہ سن کر احساس ہونے پر اپنے لب آپس میں بری طرح پیوست کر کے آنکھیں شدت سے بند کر لیں۔

اب آپنی بات پر قائم رہنا بٹر فلائی کیونکہ واپسی پر میں نے یہیں سے ہی کنٹنیو کرنا ہے،،،

وہ معنی خیزی سے اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتا بولا تو دیا کے طوطے اڑ گئے۔

ہاں جیسے ہمارے کہنے سے پہلے تو آپ اپنی من مانی کرنے ہی نہیں والے تھے ناں،،

دیا نے اس کے کندھے پر مکا رسید کیا تو وہ پھر مسکرایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تو پھر جب اچھی طرح جانتی ہو تو کیوں گھبراتی ہو،،

ارشن نے ایک اہم سوال پوچھا مگر دیا کے جواب دینے سے پہلے ہی بینا نے دروازے سے جھانک کر اس کی مشکل آسان کی۔

میرا خیال ہے نکاح آج ڈاکٹر صاحب کا ہے تو یہ چونچلے بھی انہیں کو لڑانے چاہیں،، یہ آپ لوگ کس خوشی میں یہاں کون سے مذاکرات میں مصروف ہیں،،،

بینا کے شوشے پر دیا تو سر نا اٹھا سکی البتہ ارشن نے اسے بری طرح گھورا تھا۔۔ اسے بینا کی جانب متوجہ دیکھ کر وہ گھبرائی سی سینکڈز میں اس کی آغوش سے نکل کر باہر بھاگ کر غائب ہوئی تھی۔ ارشن اب دانت نکالتی بینا کی جانب متوجہ ہوا۔

ہی ہی ہی سارے رومینس کا کچرا ہو گیا،،،

بینا نے اسے چھیڑا۔

ویسے کافی دن سے کسی نے جھوٹی گواہی نہیں دی تو میرے ہاتھ میں جانے کیوں سوئی دھاگے کو پکڑنے کی خارش ہو رہی تھی،،

ارشن انتہائی سنجیدگی سے کہتا بینا کی جانب بڑھا تھا۔

ظالم جلاد کہیں کا،،، خدا ایسے بھائی کسی دشمن کو بھی نا دے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

بینا نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے تو دو گیارہ ہو گئی۔

معجزا سرخ اناری کامدار عروسی لہنگے میں پور پور سجی اب شفا کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی پوری طرح لرز رہی تھی۔ شفا ڈریسنگ سے باہر آئی تو تبھی ہلکے سے دروازا کھول کر ٹی پنک لہنگے میں سجی سنوری آسا وری اندر داخل ہوئی۔

چھوٹی ممی باہر سب انتظار کر رہے ہیں جلدی چلیئے،، اس نے کہا تو شفا معجزا کی جانب بڑھی اور اس کے کانپتے وجود کو دیکھ کر افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

مما،، مم،، مجھے ب،، بہت ڈر لگ رہا ہے،،،

معجزا کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔ تب شفا نے آریان کو کال ملائی۔

آریان،، سمیع خان کو کمرے میں بھیجیں،،،

شفا نے کہہ کر فون رکھا۔ کچھ ہی دیر میں سمیع خان نے دروازے پر دستک دی۔ شفا نے اندر آنے کو کہا وہ نم آنکھیں لیے کمرے میں داخل ہوا تو ہاتھ میں ایک فریم تھا جو سمیع خان نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

بابا،، معجزا اٹھ کر اپنے بابا کے سینے میں سمائی۔ وہ فریم ہٹا کر دیکھا تو اپنی ماں کی تصویر دیکھ کر وہ بری طرح رونے لگی۔

ارے معجزا کیا کر رہی ہو سارا چہرہ خراب ہو جائے گا،،

آساوری آگے بڑھی اور اسے کندھوں سے تھاما۔ سمیع خان نے ایک جالی دار دوپٹہ جس پر "امن کی دلہن" لکھا ہوا تھا اس کے سر پر ڈال دیا اور اس کے گرد بازو حمائل کر کے اسے سہارا دیا۔

میری گڑیا تو بہت بہادر ہے،،

سمیع خان نے اس کا حوصلہ بڑھایا اور وہ تینوں اسے لے کر باہر نکلے۔ وہ لوگ پچھلے لان کی جانب آئے۔ امن آریان پاشا سٹیج پر خضر کے ساتھ کھڑا تھا۔

مبارک ہو ڈاکٹر امن،،،

ڈاکٹر انعم جو فیروزی رنگ کے لباس میں آج بہت نفیس لگ رہی تھیں امن کی جانب پھولوں کا بوکے بڑھایا تو امن نے خوش دلی سے وہ تحفہ قبول کر لیا۔

بہت شکریہ ڈاکٹر انعم آپ آئیں،،

امن نے مسکرا کر کہا۔ ڈاکٹر انعم نے ایک حیرت انگیز نظارا دیکھا۔ امن مسکرا رہا تھا۔ اور یہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہو پا رہی تھی۔ ڈاکٹر انعم نے بے اختیار اس پر سے نگاہ ہٹائی تھی مبادا

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

اتنی دلکشی اور اس کی خوشی کو اس کی حسرت بھری نظر ناگ جائے۔ دل میں یہ مسکراہٹ قائم ودائم رکھے کی دل سے دعا مانگی۔

پلیز ڈاکٹر انعم،، ہیو آ سیٹ،،

امن نے کہا تو وہ جا کر ڈاکٹر مفرا، ایشان اور جبران کے پاس بیٹھ گئی۔ علیزے آروشے کی کے قریب بیٹھی تھی اور حسرت سے سٹیج پر کھڑے اس شخص کو دیکھتی رہی جو اب دوسروں کے ساتھ چٹکلے چھوڑتا انھیں ہنسنے پر مجبور کر رہا تھا۔

امن خضر سے کوئی بات کر رہا تھا جب نگاہیں اپنے دائیں جانب اٹھیں تو وہ بھول ہی گیا کہ کیا بات کر رہا تھا۔ وہ سانس روکے سامنے ایک حسین ترین نظارا دیکھے گیا۔ بے اختیار دل میں اس پاک پروردگار کا بے شمار شکریہ ادا کیا جس نے یہ دن یہ وقت اسے دکھایا تھا۔ سمیع خان نے مضبوطی سے اسے تھاما ہوا تھا اور وہ ایک بازو سے ایک تصویر اپنے سینے سے لگائے دھیمے قدموں سے چلتی سٹیج کی جانب بڑھ رہی تھی۔

اتنی فرصت سے رات کو دیکھ لیجئے گا بھائی، ابھی سب آپ کو ہی دیکھ رہے ہیں،،

خضر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو امن نے جھینپ کر بمشکل اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ وہ سٹیج تک آئی تو خضر نے زبردستی اس آگے دھکیل کر اس کا ہاتھ آگے بڑھایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

وہ جھجک رہی تھی پوری طرح لرز رہی تھی۔ سمیع خان نے اس کا بازو تھام کر اس کا ہاتھ امن کے ہاتھ میں دیا۔ شفا اور ریحاب نے اسے سہارا دے کر سٹیج پر امن کے پہلو میں بٹھایا۔

مولوی صاحب نکاح کی کاروائی شروع کی کریں،،،

پاشا ابراہیم کی سرشاری میں ڈوبی آواز سنائی دی تو مولوی صاحب نے کلمات ادا کرنا شروع کیے۔

اپنے پہلو میں بیٹھے اس نرم و نازک گداز وجود کو لرزتے محسوس کیا تو امن بے اختیار اس کے اور قریب ہو گیا اور سمیع بابا کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے پاس بیٹھ جائیں۔

سمیع خان معجزا کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے گرد اپنا بازو حمائل کر دیا۔

معجزا امن آریان پاشا آپ کا یہ نکاح سکہ رائج الوقت کے مطابق امن آریان پاشا سے بعوض بیس لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے،،

مولوی صاحب نے پوچھا تو معجزا کے لب کپکپائے۔

قبول ہے،،

سمیع خان کے اس کا کندھا تھپتھپانے پر وہ با آسانی بول پائی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

عجاب و قبول کا مرحلہ طے پایا تو مبارک باد کا شور بلند ہو گیا۔ امن کے چہرے پر ایک آسودگی بھری مسکراہٹ تھی۔ اتنی خوشی اتنا سکون جو کہ رگوں میں اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ آج تو سمیع خان بھی نم آنکھوں کے ساتھ گہرا مسکرا رہا تھا۔

شاندار ڈنر کے بعد تمام بڑے مرد حضرات آٹھ کر اندر لاؤنج میں جا چکے تھے۔ اب میوزک سسٹم آن تھا۔ اور سب کچھ نا کچھ ہلکا پھلکا کر کے اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر ان سب میں کوئی اداس تھا تو وہ آساوری شاہ جس کا انتظار، انتظار ہی رہا جب سے سنا تھا کہ وہ یہاں تھا ہی نہیں بلکہ کسی ضروری کام سے کراچی گیا ہوا تھا۔ رگ و جاں میں عجیب سی بے سکونی تھی۔

ایک ہونگ بھرا ہنگامہ تو تب مچا جب شفا اور آریان اپنی جگہ سے اٹھے اور سٹیج کے سامنے بنی جگہ پر نور جہاں کے گانے پر ہلکے پھلکے ڈانس سٹیپس کرنے لگے۔

راتاں نوں جد نیند نا آئے بدن نشیلا ٹوٹے ہائے
فیر عشق کی تاڑی وجدی اے،،
جی کر دا بانواں وچ لے کے اج مینوں کوئی کٹے ہائے
فیر عشق دی تاڑی وجدی اے،،،

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

سب نے شور مچا کر پورا وائیٹ پیلس سر پر اٹھا لیا جب آریان نے ڈانس کرتے اپنی پاکٹ سے ایک بڑی چاکلیٹ نکال کر گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ کر اسے شفا کو پیش کیا۔

انھوں نے خوب رونق لگائی تو پنکی، منی، اور مینا بھی بیچ میں کود پڑیں۔ اور خوب ہنگامہ آرائی کی۔ امن مسکراتے دلچسپی سے یہ سب دیکھے گیا۔ تب ایک نظر اس لرزتے وجود پر ڈالی۔

ریلیکس جزا،،، سامنے دیکھو ڈر خود بخود بھاگ جائے گا،،

امن نے اس کے سر دہاتھ اپنے پر تپش ہاتھ میں تھاما مجزا نے اپنا سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ اب آساوری سامنے آئی تھی۔ خوب شور ہنگامے میں اس نے مینا کے ساتھ ہلکے پھلکے سٹیپ کرتے اپنے دل کا مدعا بیان کیا۔

چانجر دی پاواں چھنکار

نیناں چوں ڈلدا خمار

لگا اے دل نوں انتظار

آوے گا کدوں میرا یار؟

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

گانے کے بولوں نے اس کے دل کی ترجمانی کی تو سب نے خوب ہنگامہ مچایا۔

نظراں دے پھل اودی راواں اچ وچھائے نیں
سدھراں دے خواب لکھاں دل اچ سجائے نیں
ہویاں نیں سواں بے قرار
اُڈدا دوپٹہ بار بار
بندیادی کیندی چمکار
آوے گا کدوں میرا پیار؟

ماہی جدوں ملے گا میں جان کے نئیں بولنا
ہو ٹھاں دی کتاب توں میں چھیتی نئیں کھولنا
ہساں گی فیر بار بار

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

منتاں کراواں گی ہزار
خوشیاں دی وسے گی پھوہار
آوے گا کدوں میرا پیار

گانے کے ہر بول پر ہونٹنگ ہوئی تھی۔ آساوری لال ٹماٹر ہوئی مسکراتی رواحہ کے پہلو میں جا چھپی تھی۔

بعد میں بھی انھوں نے خوب اودھم چوکڑی مچائی۔

یہ بھابھی اتنی اداس کیوں ہیں،،

خضر نے بینا کے کان میں سرگوشی کی۔

اس ہیرے راکشس کی وجہ سے سمپل،،

بینا نے آساوری کی اداس آنکھیں دیکھیں۔

اچھا سنو کل بھابھی کی برتھ ڈے ہے اور اگر وہ سڑیل آدمی انھیں کوئی اچھا سا سرپرائز دے دے تو بھابھی کی ساری اداسی دور ہو جائے،، میں نے دن میں بھی بھابھی کی آرسی نوٹ کر کے انھیں کال کی

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

تھی،، مگر اثر ندارد،، مجھے نہیں لگتا وہ سڑیل شخص کل تک واپس لوٹ کر ایسا کوئی پلان بنانے والے ہیں،،

خضر نے فکر مندی سے کہا۔

اچھا ٹینشن مت لو،، میں بات ابھی کچھ دیر تک بات کرتی ہوں،،

بینا نے کہا تو خضر نے اثبات میں سر ہلایا۔

معجزا کے جھکے کندھے دیکھ اور بار بار پہلو بدلنے پر شفا اس کے قریب آ کر بیٹھی۔

کیا بات ہے گڑیا،، ٹھیک تو ہو،،

شفا نے اس جالی کے اوپر سے ہی اس کا ماتھا چوما۔

مما میں تھک گئی ہوں،،

نڈھال سی باریک آواز سنائی دی تو شفا مسکرائی۔

چلو اٹھو روم میں چلو،،

شفا نے اسے تھاما اور روم میں لے گئی۔

وہ لوگ کافی دیر تک یہ ہنگامہ آرائی کرتے رہے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

علیزے بار بار خضر کی جانب بڑھتی مگر وہ اسے پوری طرح نظر انداز کر کے آگے کسی اور کی جانب متوجہ ہو جاتا۔

علیزے کی اب بس ہو چکی تھی۔ وہ جو بے حد بیمار تھی مگر خضر کی وجہ سے خود کو اب تک گھسیٹے ہوئے تھی اب اس کی اس قدر بے رخی سے تمام ول پاور جاتی رہی وہ بمشکل اندر کی جانب بڑھی تھی جب دھڑام سے زمین بوس ہوئی۔ بے رخی کا ناٹک کرنے والا سب سے پہلے خضر جبران کبیر ہی اس کی جانب لپکا تھا۔ سب پریشان ہوئے۔ ایشان نے قریب آ کر اس کی نبض چیک کی جو بہت دھیمی تھی۔ خضر نے اسے سیدھا کر کے بانہوں میں بھرا۔

علیزے،، آنکھیں کھولیں،،

وہ چلایا۔ مگر اس کے وجود سے بہتا بھل بھل کر تا خون ایک بہت بڑے دکھ، درد اور نقصان کا پیش خیمہ تھی۔ بغیر زرا سی بھی دیر کیے خضر اسے بازوؤں میں بھر کر وہ سب اسے لے کر جز اٹرسٹ کے کر گئے تھے۔

احان نارچر روم سے نکل کر باہر آیا

تھا۔ اتنی ادھڑی لاشیں دیکھی تھیں کہ غم وغصے سے وہ پاگل ہونے کو تھا۔ مگر پھر بینا کی کال آگئی جو کہ سنی تو اس نے تحمل سے تھی مگر طیش و اشتعال سے برا حال تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

صبح سے خضر کے بعد یہ بینا کی دوسری کال تھی جب احان کو دوبارا یاد کروایا گیا تھا کہ کل کو آساوری کا جنم دن ہے۔ اتنی ٹینشن تھی کہ اب وہ چڑنے لگا تھا۔ اس بار بار کی یاد دہانی سے پوری طرح فرسٹریٹ ہو چکا تھا۔ کچھ خیل حویلی کے احاطے سے ملنے والی اس ادھڑی ہوئی لاش نے اس کا دماغ گھماڈالا تھا۔ وہ ابھی ابھی مورگ سے ہو کر اپنے آفس میں آیا تھا اور لال انگارا آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ احان نے اپنی کنپٹیاں سہلا کر اپنی پھولی رگوں کو سکون پہنچانے کی کوشش کی جب اس کا فون رنگ ہوا۔

شفا معجزا کو کمرے میں چھوڑ کر گئی تو باہر جاتے ساتھ ہی امن کو بھی کمرے میں بھیج دیا تھا۔ وہ شکرانے کے نوافل ادا کر اب قدم قدم چلتا دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے روم کی جانب بڑھا۔

یہ سینکڈ فلور پر بنا الگ تھلگ ایک انتہائی خوبصورت کمرہ تھا۔

پھولوں سے سجی مسہری کے بیچ و بیچ بیٹھی معجزا کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے۔ گلے میں ایک پھندا سا لگ گیا تھا جس سے اسے سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرنے کی کوشش کرنے لگی جب مخصوص آہٹ کے بعد وہ کمرے میں داخل ہو کر ڈور لاک کر گیا تو معجزا کے

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

رہے سہے ہوش بھی اڑنے لگے۔ امن دھیمے سے چلتا بیڈ کے قریب آیا۔ اور اس کے قریب ٹھیک اس کے سامنے نرمی سے بیٹھ گیا۔

معجزہ کا چہرہ سفید پڑنے لگا۔

جز!!!!،،امن نے پکارا اور اس کے چہرے سے وہ جالی دار دوپٹہ ہٹا دیا۔

امن،،

وہ کانپتی ہوئی بری طرح ہانپ رہی تھی۔

سنو روح من،، مجھے سینے سے لگاؤ تا کہ میں جان سکوں کہ اگر زندگی اتنے قریب ہو تو سانسیں اعتدال میں کیسے رہتی ہیں،،

امن نے بے تحاشا بے اختیار اور بیقرار ہوتے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے سینے میں بھینچا۔

امن،،، مم،، میں سانس نن،، نہیں لے پا رہی،،،

معجزا نے اسے پکارا وہ اب بلکل بھی سانس نہیں لے پا رہی تھی۔

میں ہوش کھونے لگا ہوں ڈیم اٹ،،،

امن نے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا۔ تو وہ بے بسی کے احساس سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

امن بری طرح چونکا تھا تب اس کا چہرہ تھام کر اپنے روبرو کیا۔

کیا ہوا جزا،، اٹس اوکے،، کچھ نہیں ہو رہا ہے،، سٹاپ کرائنگ،، پلیز رونا بند کرو،، فیک آبریتھ،،

امن اس کو سانس نا لیتے دیکھ اب خود بھی گھبرایا تھا اور اس کی پیٹھ رب کرنے لگا۔ وہ سانس لینے کی کوشش کرتی رہی۔

سو سوری جزا،، ائم سو سوری،، کچھ نہیں ہو رہا ہے،، مجھے اس طرح تمھیں چھو کر خوفزدہ نہیں کرنا چاہیے تھا،، ریلیکس،، سانس لو،،

امن نے اسے بے حد نرمی سے تھاما۔

امن،، وہ بہت زیادہ خوفزدہ تھی تبھی بہت جلد اس کی بانہوں میں جھول گئی۔

معجزا،،،

امن بوکھلایا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اس کی نبض چیک کی جو کہ بہت دھیمی تھی۔ وہ تیزی سے الماری سے اپنا میڈیکل باکس اٹھا کر لایا تھا۔ اس کا مکمل چیک اپ کیا تو معلوم ہوا پینک اٹیک تھا یا بی پی خطرناک حد تک لو ہو چکا تھا۔ امن نے اسے پر سکون ہونے کا انجیکشن لگایا۔ جب اس کی دل کی دھڑکن نارمل ہوئی تو امن نے سکون کا سانس لیا۔ اس کے قریب نیم دراز ہو کر اسے بانہوں میں بھر لیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

اپنی پاکٹ سے وہ رنگ نکال کر دیکھی جو وہ اسے پہنانے والا تھا مگر پھر وہ رنگ دوبارا اپنی پاکٹ میں رکھ کر اسے سینے سے لگا کر اپنی آنکھیں موند لیں۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی آساوری کی طبیعت صبح سے ہی بوجھل سی تھی۔ مگر اب ٹمپریچر بڑھنے لگا تھا۔ ایشان، جبران، آروشے اور مدعا ہاسپٹل علیزے کے پاس تھے۔ رواحہ پریشان حال سی آساوری کے سرہانے بیٹھی اس کا سر دبا رہی تھی جس کا لمحہ بہ لمحہ چہرہ بخار کی حدت سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

میری بچی تمھاری طبیعت تو اور زیادہ خراب ہوئی جا رہی ہے،،

میں نے خضر کو بول دیا ہے مما وہ مجھے ہاسپٹل لے جا رہا ہے،،،

آساوری نے نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

اچھا تو پھر فون کر کے اپنے سٹریل کو بھی بتا دو کہ تم ہاسپٹل جا رہی ہو،، یاد نہیں پچھلی مرتبہ بغیر بتائے گھر سے نکلنے پر کتنا واویلا مچایا تھا،،

رواحہ نے کہتے اپنا فون اٹھایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

مما آپ مجھے نمبر ڈائل کر کے دے دیں،، آساوری بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔ رواحہ نے نمبر ڈائل کر کے فون سپیکر پر ڈال کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ رنگ جا رہی تھی۔ آخر دوسری بیل پر فون ریسیو کر لیا گیا۔

احان نے خاموشی سے فون کان کو لگایا۔

احان،، میں نے بتانے کے لیے فون کیا تھا کہ میری،،،،

"""واٹ دا ہیل آساوری شاہ،، تمھاری،،، کیا تمھاری،،،؟

احان پھٹ پڑا۔

لاکھوں لوگ کل پیدا ہوئے ہوں گے،، اگر ان میں سے ایک تمھاری برتھ ڈے بھی کل ہے تو مجھے بتاؤ اس میں اتنا انوکھا کیا ہے آخر،،؟ کیوں سب نے تمھاری برتھ ڈے کو لے کر اتنا وبال مچا رکھا ہے آخر بتاؤ مجھے،،

دوسری جانب سے احان دھاڑا تھا۔ رواحہ نے شاکڈ سٹیٹ میں آساوری کا پیلا پڑتا چہرہ اور آنسوؤں سے بھری سرخ آنکھیں دیکھیں۔ آساوری نے خاموشی سے فون کاٹ کر فون رواحہ کو تھما دیا تھا۔ آنسوؤں کا ایک پھندا سا گلے میں اٹک گیا تھا۔ وہ رواحہ کے سینے سے لگی ہچکیوں سے روئی تھی۔ رواحہ کو

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

جی بھر کر شرمندگی ہوئی تھی۔ تبھی خضر اجڑی بکھری حالت میں دستک دے کر کمرے میں داخل ہوا تھا۔

بھابھی چلیں میں آپ کو ہاسپٹل لے کر چلتا ہوں،، خضر نے کہا تو آساوری خود کو مضبوط ظاہر کرتی اب اٹھ بیٹھی تھی اور خضر کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد رواحہ نے دوبارا احان کو کال ملائی تھی۔

احان نے اسے ڈانٹ تو دیا تھا مگر اب اپنے اتنے بھیانک رویے کا خیال آتے ہی بری طرح بے چین ہوا۔ جزبات کی رو میں بہہ کر یہ کیا کر دیا تھا۔ کیا وہ ان کم ظرف مردوں کی طرح تھا جو نوکری کا سارا غصہ اور ڈپریشن اپنی بیویوں پر نکالا کرتے ہیں۔ احان نے اپنی دکھتی کنپٹیوں کو سہلایا تبھی دوبارا فون رنگ ہوا جانے کیوں اسے خوش فہمی ہوئی کہ فون اسی دشمن جان نے کیا ہو گا۔

آساوری،،

احان نے بیقراری سے پکارا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

وہ اپنی برتھ ڈے وش کروانے کے لیے نہیں مری جا رہی تھی احان،، اس نے کہنا تھا کہ میری طبیعت بہت خراب ہے،، صبح سے بخار میں پھنک رہی تھی وہ ہاسپٹل جانے کے لیے بتانے والی تھی،، اب خود سوچو تم نے کتنا شرمناک فعل سرانجام دیا ہے،،، مجھے افسوس ہو رہا ہے اپنی تربیت پر،،

رواحہ نے کہہ کر فون کھڑاک سے بند کیا تھا۔ احان کا دل کیا خود کو یا کم از کم اپنے اس گرم دماغ کو آگ لگا دے۔ وہ جو رات واپس آ چکا تھا اب فوراً سے پہلے گھر کے لیے نکلا تھا۔ راستے میں بار بار آساوری اور اپنی ماں کا نمبر ڈائل کرتا رہا مگر دونوں نمبر آف ہو چکے تھے۔ اپنے ڈیڈ کو کال ملائی تو ڈیڈ سے بھی خوب عزت افزائی کروا چکا تھا۔ وہ مزید تڑپا۔ طوفان میل کی سی رفتار سے پیلس پہنچا تھا۔ پیلس پہنچ کر چپہ چپہ چھان مارا مگر وہ لوگ کہیں پر بھی نہیں تھے۔

احان نے اپنے بال مٹھیوں میں بھرے تھے اور خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔ وہ پورے پیلس میں کہیں بھی نہیں تھی اور احان کا دل اب بیٹھا جا رہا تھا۔ وہ اپنی ماں کے کمرے میں آیا تھا۔ جہاں ماہر خان الماری میں سر دیئے جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔ احان نے ان کا سرد و سپاٹ چہرہ دیکھ کر پہلو بدلا۔

ڈیڈ،،، دیٹس ناٹ فیئر،، مانتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے،، مگر مما کا یہ بیہیو،، پلیز یار اپنی بیگم کو سمجھائیں،، تاکہ میں اپنی بیگم سے سوری بول سکوں،،،

وہ روہانسا ہوا تھا۔ ماہر خان نے اس کا سرخ چہرہ اور ملگجا بکھرا سا حلیہ ملاحظہ کیا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

جاؤ بر خوردار،، جا کر اپنی ڈیوٹی سنبھالو اپنا کام کرو جا کر،، یہ گھر، گھر ہستی کے چکروں میں پڑنا تم جیسے کے بس کی بات نہیں،، خواہ مخواہ اس بچی کو بھی ذلیل کر رکھا ہے،، تمھاری ماں جو بھی کر رہی ہو،، ایکچلو یلی تم تو اس سے بھی زیادہ ڈیزرو کرتے ہو،، جاؤ میرا دماغ مت کھاؤ،، اپنی ڈیوٹی سنبھالو جا کر،، ماہر خان نے بیٹے کے خوب لتے لیے تھے کہ وہ بلبلا اٹھا۔

ڈیڈ پلیز،،،

احان نے ان سے التجا کی مگر وہ بنا کچھ کہے ماتھے پر بل ڈالے کمرے سے باہر نکل گیا۔

آساوری پلیز،، ڈونٹ ڈو دس تو می،،

احان بیقرار سا کمرے سے تیزی سے باہر نکلا۔

جزاٹرسٹ کے سفید بڑے سے کمرے میں علیزے کی آنکھ کھلی تو اندازہ ہوا کہ اپنی کوکھ اپنے ہاتھوں سے اجاڑ کر زندگی کا بہت بڑا خسارے کا سودا کر بیٹھی ہے۔ یہ خبر وائیٹ پیلس کے مکینوں پر بجلی بن کر گری تھی کہ علیزے اپنا بچہ کھو چکی ہے۔ وہ ہوش میں آتے ہی بلک بلک کر روئی تھی۔ میمڈیسن کے کافی سے زیادہ سائیڈ ایفیکٹ آئے تھے اسے لئے اس میڈیسن کو ریجیکٹ کر دیا گیا تھا۔ مگر تب تک علیزے کی زندگی پوری طرح متاثر ہو چکی تھی۔ اسے ہوش میں ان کے بعد صرف باپ کی شکل نظر

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.Com

آئی تھی جبکہ اپنی ماں اور اس کو وہ دیکھنے کو ترس اور تڑپ رہی تھی اور بار بار انھیں پکار رہی تھی۔
ایشان کمرے میں ہی اس کے پاس موجود تھا اور کسی ہارے جواری کی طرح ہاسپٹل کے اس بیڈ پر علیزے کے سرہانے بیٹھا تھا۔علیزے کے آنسو مسلسل تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔
اب کیا فایدہ یہ آنسو بہانے کا علیزے جب کہ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کرلی،،اور آروشے کے بھی یہاں نا آنے کی کیوں شکایت کرتی ہو،،کیا تم نے یہ سب کرتے کسی کے بارے میں سوچا جو اب ہم تمھارے بارے میں سوچتے پھریں،،،
ایشان نے کرب سے کہتے اپنے لب بھینچے۔علیزے کے رونے میں شدت آگئی۔
پاپا،،ایک مرتبہ،،،،،صرف ایک مرتبہ،،،،،اسے بولیں،،آکر میری بات سن لے،،وہ تو جانے کب سے،،،،،مجھ سے محبت کرتا ہے ناں،،،،،تو کیا اس کی محبت،،،،،،اتنی کم ظرف اور بے حس ہے،،،،،،
کہ وہ مجھے،،،،،،کچھ کہنے کا ایک موقع،،،،،،،بھی نہیں دینا چاہتا،،،،
علیزے نے ہچکیوں کے دوران ایشان کو بازو جھنجھوڑا۔ایشان نے زخمی نگاہ اس کے بیمار وجود پر ڈالی۔ہلدی کی طرح پھیلی پڑتی رنگت،آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے،کمزور وجود اور جسم پر انفیکشن کے سیاہ دھبے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

علیزے وہ آج ہیلیکیم واپس لوٹ رہا ہے،، ایشان نے سپاٹ لہجے میں کہتے علیزے کے سر پر بم پھوڑا۔
علیزے نے بے یقینی سے پھٹی پھٹی بھیگی سرخ نگاہوں سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا جیسے یقین کرنا چاہتی ہو کہ آیا سچ میں اس نے وہی سنا جو اسے سمجھ آیا۔ کہ وہ جو اس کی سانسوں سے بھی زیادہ قریب اس کی قربت چاہتا تھا اس کا عادی تھا یوں اسے نیم جان ایسی حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا۔
علیزے نے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا۔ ایشان نے اس کی فائل چیک کی۔ تب ہلکی سی دستک دے کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ علیزے نے تڑپ کر دروازے کی جانب دیکھا تو دنگ رہ گئی سامنے ہی وہ سفری بیگ کندھے پر ڈالے اجڑی بکھری حالت لیے تھکے سے حلیے میں بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ لال انگارا آنکھیں اور چہرہ بے تاثر اور سرد و سپاٹ۔ علیزے اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ خضر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور اس وقت ان آنکھوں کا سرد تاثر اتنا جان لیوا تھا کہ علیزے بلبلا اٹھی۔
میں جا رہا ہوں علیزے ایشان کبیر،، آپ کو بقول آپ کے تمام فرائض تمام زمہ داریوں میری سوکالڈ محبت کے بوجھ سے آزاد کرتا ہوں،، میں خضر جبران کبیر ابراہیم بقائمی ہوش و حواس آپ کو،،،،
خضر کو بیچ میں رک جانا پڑا جب علیزے نے شہادت کی انگلی سے اس رک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی تھی۔ ہاتھ سے ڈرپ کی سوئی کھینچ کر دور پھینکی۔
علیزے،،،، ایشان چلایا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ڈیڈ پلیز،،،وہ چلائی اور اتنے میں ہی ہانپ گئی۔ مگر لڑکھڑاتی تین قدم چل کر اس تک ضرور پہنچی تھی۔

چٹاااااااااخ،،،،،،،،،،

ایک زناٹے دار تھپڑ خضر کی گال پر رسید ہوا تھا۔ خضر نے اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے بے نشاں آنسو اپنے دل پر گرتے محسوس کیے۔ تب وہ بے بسی کی انتہا پر پہنچتی لڑکھڑا کر اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ائم سوری،،،،،،،خضر ائم سوری،،،،،،،،ایسی حالت میں مجھے چھوڑ کر مت جاؤ،،،،،،خضر میں مر جاؤں گی،،میں ٹوٹ گئی ہوں،،،،بکھر گئی ہوں،،،،تم نے مجھے،،،سہارا نا دیا تو،،،،،،،تو میں مر جاؤں گی،،تمھیں تمھاری محبت کا واسطہ،،،،خضر،،،،،،،سیومی،،،،ہولڈ می پلیز زززززز،،،،

وہ اس کے شرٹ بھگوتی اپنا غم غلط کر رہی تھی۔ خضر کی برداشت کی ہر حد پار ہوئی تھی۔ تب اس نے اسے بازوؤں سے جکڑ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

آپ جانتی ہیں علیزے آپ نے مجھ سے کیا چھینا ہے،، آپ نے اپنے موجود سے میری محبت کی نشانی نوچ کر پھینک دی ہے،،تو کس سہارے کی بات کر رہی ہیں آپ،، کونسی محبت،،علیزے مجھے بتائیں کونسی محبت،،؟؟؟؟

وہ چلایا تھا۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

ایشان تڑپ کر علیزے کی جانب بڑھا اور اس سے پہلے وہ یہ سب برداشت نا کر پاتی مر جاتی ایشان نے سے بیہوشی کا انجیکشن دے دیا تھا۔ خضر نے سرخ بھیگی آنکھوں سے ایشان کی جانب دیکھا جنھوں نے نگاہیں چراتے اپنی بیٹی کا کمزور وجود اپنے بازوؤں میں بھر لیا تھا۔ اسے لا کر بیڈ پر لٹایا۔

تم اسے سزا دینے کے مجاز ہو خضر،،، لیکن بس اتنی التجا ہے اسے صرف سزا دینا،، مگر اس سے دور جا کر میری بیٹی سے اس کی سانسیں مت چھین لینا،،،

ایشان نے دھیمے لہجے میں لب کاٹتے ہوئے کہا تو خضر اپنی بھیگی پلکیں صاف کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

فلزہ واپس آؤ،،،

ساحر چلایا تھا مگر وہ اندھا دھند بھاگے جا رہی تھی۔ نا راستوں کا پتہ نا نشان منزل کا کوئی سراغ۔ وہ اس گھنے جنگل، کیڑوں مکوڑوں،، جانوروں سے سے بری طرح خوفزدہ بھی تھی۔ اونچے نیچے بھر بھری مٹی سے اٹے راستے۔ وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی مگر بہت جلد ساحر نے اس جا لیا۔ وہ بھاگتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب کھینچنے ہی والا تھا۔ جب بھر بھری مٹی کی اونچائی سے وہ کئی فٹ نیچے واٹر فال کے پانی پر گرے اور پانی کے ساتھ بہتے ہوئے نیچے گرنے لگے۔

جاری ہے۔

Do Not Copy Or Distribute Without Permission Of The Author
For More Novels Please Visit Our Website
www.ClassicUrduMaterial.com

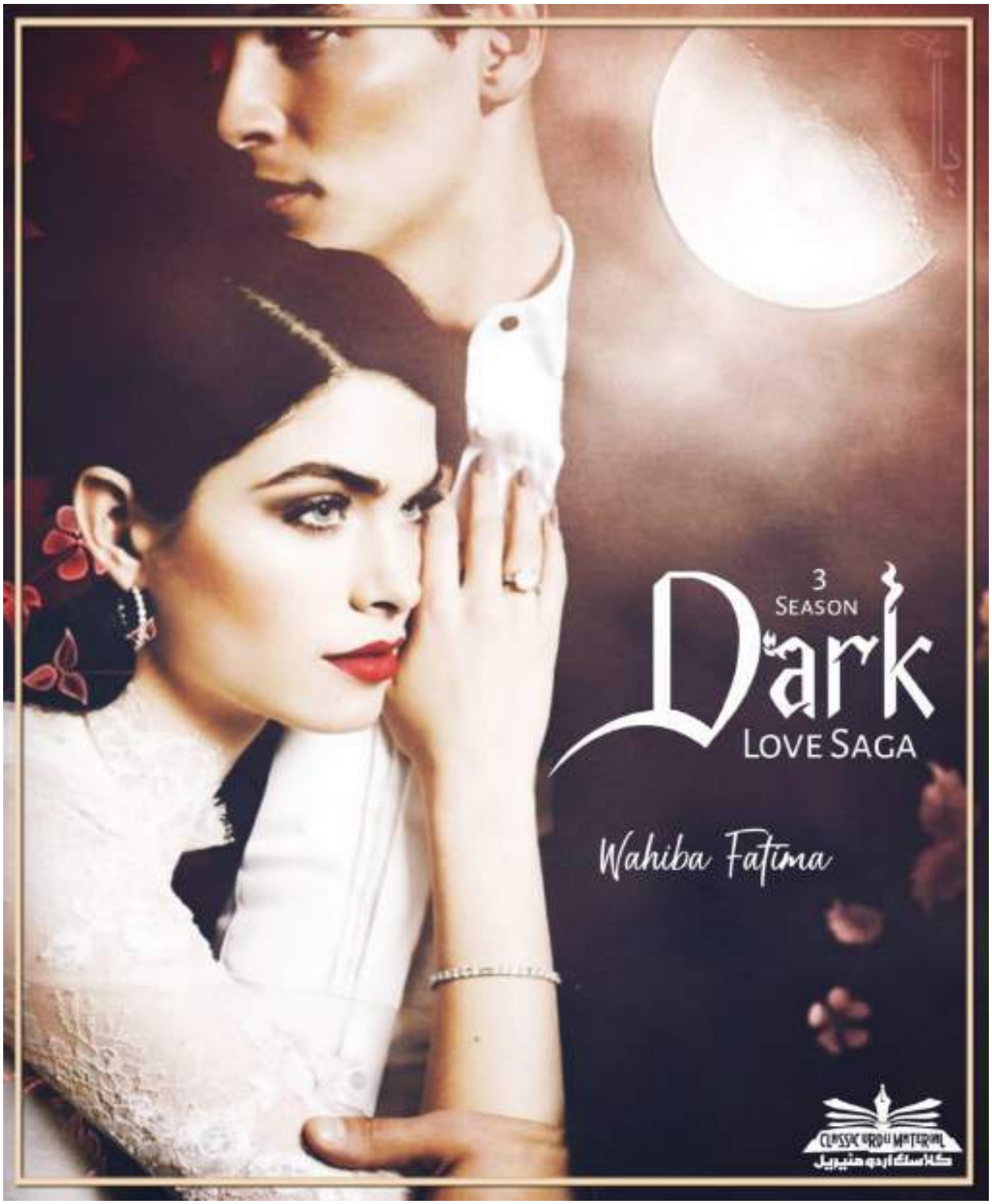
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 51....

#filzah_Sahir special

صبح بھاری ہوتے سر کہ ساتھ معجزا کی آنکھ کھلی تو غائب دماغی سے جہاں لیٹی تھی کتنی دیر تک وہی پڑی رہی۔ مگر جیسے ہی ہوش ٹھکانے لگے خود کو اس کے چٹانی سینے پر بکھرے ہوئے لیٹے پایا تو وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔ وہ اب تک اسی سرخ عروسی لباس میں تھی مگر اس کے وجود سے جیولری کا بوجھ اتار دیا گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب سے پہلے تو اٹھ کر ایک حیرت انگیز نظارا دیکھا معجزا جس نے اسے کبھی سوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا)کیونکہ وہ جب سے آیا تھا معجزا نے اسے راتوں کو یہاں وہاں بھٹکتے ہی دیکھا تھا پھر شفا مما سے وجہ پوچھنے پر اسے پتا چلا تھا کہ وہ بے خوابی کا مریض ہے۔ اسے نیند نہیں آتی۔ وہ سوتا نہیں ہے(

معجزا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ وہ اب اس کے بے حد قریب گہری نیند سو رہا تھا۔ معجزا اسے اتنی گہری نیند سوتے ہوئے دیکھ کر مسکرائی۔ مگر جب معجزا کی آنکھوں کے سامنے رات کا ایک ایک منظر لہرایا تو اذیت و تکلیف رگوں میں بہنے لگی۔ اس نے تکلیف سے بری طرح اپنے لب کچلے۔ وہ اپنی کم ہمتی، خوف اور بزدلی کی وجہ سے امن کے ساتھ بہت برا کر چکی تھی۔ رات اس کے قیمتی پل برباد کر چکی تھی۔ اس کا ریاضت اور انتظار دھول کر گئی تھی اور اب یہی پریشانی دل میں سویاں سی چبھونے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں بری طرح چٹخانے لگی۔ اور اس دشمن جاں کی جانب پھر گہری نظر سے دیکھا کہ اس کے جاگتے میں تو وہ کم از کم اتنی جرات کا مظاہرہ کبھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ زرا سا اس کی جانب رخ کیے دائیں کروٹ پر لیٹا ہوا تھا۔ معجزا کو یاد آیا نیم بیہوشی میں رات بھر اس نے اسے جاگتا اور تلاوت کرتے ہی محسوس کیا تھا۔ وہ فجر پڑھ کر ہی سویا ہو گا۔ معجزا اپنے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے ایک گھٹنے پر اپنا چہرہ ٹکا کر اس وجیہہ اور خوبرو شخص کو فرصت سے دیکھے گئی۔ چوڑا ماتھا۔ تیکھی مغرور ستواں ناک۔ بھرے بھرے عنابی لب۔ ہلکی بئیرڈ پر گھنی مونچھیں۔ پرنور چہرہ اور ماتھے پر وہ خوبصورت پاکیزہ سا مہراب۔ معجزا کا دل مچل گیا دل کیا اس خوبصورت مہراب کو چھو کر دیکھے۔ تب اس نے اپنا کانپتا ہاتھ آگے بڑھایا۔ جرات کے اس مظاہرے پر حلق خشک ہونے لگا۔ ایک دفع ہاتھ واپس کھینچا مگر پھر ہمت کر کے ہاتھ آگے بڑھایا اور نرمی سے اپنی شہادت کی انگلی اس مہراب پر رکھی۔ بوکھلائی تو تب جب

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے نرمی سے اپنی خمار بھری آنکھیں کھول کر معجزا کی جانب دیکھا۔ معجزا نے کرنٹ سا کھا کر اپنا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔

ناٹ فیئر سویٹ کوکو مو،،، میں چھو لوں تو ہوش اڑ جائیں، سانس تھم جائے اور یہ جو ہمیں چھو کر جذبات میں طلاطم برپا کیا جا رہا ہے وہ،،،؟

وہ اپنا چہرہ تکیے کے اوپر اپنے ہاتھ پر رکھے اس کے بے حد قریب گہری نگاہوں سے اسے دیکھتے بوجھل لہجے میں بولا تو معجزا سٹپٹاتی یوں انجان بن گئی جیسے کہ کچھ پتا ہی نہیں ۔ وہ اس کی اس معصومیت بھری چالاکی پر گہرا مسکرایا۔

وہ رات مم،،، مجھے پتہ نہیں کک،،، کیا ہو گیا تھا،،؟؟ میں خخ،،، خود ،،، نہیں سمجھ پائی

وہ اپنے ناخن اپنے دانتوں تلے کترتی نگاہیں چرا کر بولی تو امن کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ تبھی ہاتھ کی دو انگلیوں سے اس کی چن تھام کر آپ جانب گھمائی اور اس کی نگاہوں میں جھانک کر اشارہ کیا تو معجزا پھر

CLASSIC URDU MATERIAL

گھبرائی تھی۔ گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی مگر اس اپنی بزدلی سے عاجز آ کر ہمت کرتے اس کے اشارے پر عمل کرتے آلتی پالتی لگا لی۔

امن نرمی سے اٹھا اور اوندھے منہ لیٹ کر اس کی گود میں سر رکھے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے، اس کے دامن سے لپٹتے ہوئے اس کے پہلو میں منہ چھپا لیا۔ معجزا کو پھر فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے۔

رات جو بھی ہوا مجھے اس کی زرا برابر بھی پرواہ نہیں،، تم بھی سوچ''' کر پریشان مت ہو،، میرے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ ساری رات میری زندگی میرے قریب میرے حصار میں تھی،، میرے سکون کے لیے اتنا ،،ہی کافی تھا

امن نے کہتے اس کے پہلو پر اپنے لب رکھے تو وہ معجزا گھبرا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

لیکن رات جو بھی ہوا سارا قصور میرا تھا،، میں نے آتے ہی تمھیں ڈرا"
،،،دیا،،، ائم سوری

امن نے اپنی کارستانی کا سوچتے دانتوں تلے لب دبایا کہ وہ رات کیسے اتنا بے چین اور آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا کہ نا خود اس سے کوئی بھی بات کی نا اسے کچھ کہنے دیا اور یوں اس کے قریب جا کر اسے ہراساں کر دیا۔

،،،نن،،، نہیں،، آپ سوری نہیں،،،، بلکہ مجھے

معجزا کے لب کپکپائے اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ رکھی تھیں۔

،،،اششششششش،،،، خاموش،،، مجھے خود کو محسوس کرنے دو

امن نے اس کے پہلو سے سر نکال کر اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھی اور جن گہری نگاہوں سے اسے دیکھا معجزا کی گھبراہٹ میں اضافہ ہی ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،آپ،،، مجھے ایسے مت دیکھا کریں

اس نے اپنا حنائی نازک ہاتھ امن کی آنکھوں پر رکھا۔

اس کے ہاتھوں سے جو خوشبوِ حنا آتی ہے

ایسے لگتا ہے کہ جنت سے ہوا آتی ہے

امن نے ایک گہرا سانس بھر کر وہ مہندی کی خوشبو اپنی سانسوں میں بسائی اور اپنی آنکھوں سے اس کا ہاتھ ہٹا کر پھر بولتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

تو اور کیسے دیکھا کروں،،؟؟

امن نے بوجھل لہجے میں پوچھا تو وہ سٹپٹائی تھی۔

،،،،دیکھا ہی مم،،،مت کریں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے آسان حل پیش کیا۔

،،،مطلب اندھا ہو جاؤں

مم،،،میں نے ایسا کب کہا آپ کو،،،؟ وہ روہانسی ہوئی۔

ہاں تو تمھیں نہیں دیکھوں گا تو اندھا ہی جاؤں گا ناں کیونکہ مجھے

،،،تمھارے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا

امن نے سیدھے ہو کر اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے لب رکھتے اطمینان سے کہا تو وہ گڑبڑا گئی۔

اب امن نے اس کے گردن پر ہاتھ رکھ کر انگوٹھے سے نرم و ملائم گال رب کی تو وہ نگاہیں چرا گئی۔ امن نے قریب ہو کر دوسری گال پر اپنا جادو بھرا نرم لمس چھوڑا۔ معجزا نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں زور سے میچ لیں۔

CLASSICURDUMATERIAL

ابھی وہ کوئی اور گستاخی کرتا جب سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون کی مخصوص رنگ بجنے لگی تو اس نے بدمزہ ہو کر زور سے جبڑے بھینچے۔ اس کے ماتھے پر نرمی سے اپنا لمس چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور بیڈ سے نیچے اترا۔ معجزا نے آنکھیں کھول کر پلکوں کی جھالر کے نیچے سے اسے دیکھا اور پہلو بدل لیا۔ امن مسکراتا اپنا ڈریس لے کر واش روم گیا۔ اور کچھ ہی دیر میں فریش فریش سا باہر آیا۔

ڈریسنگ مرر سے اس نے اس کا عکس دیکھا جو اپنی چوڑیوں سے بچوں کی طرح کھیلنے میں مصروف تھی۔

سوئیٹ کو کومو اٹھو اور تیار ہو جاؤ،، کلاس نہیں لینی کیا آج،،؟

وہ دانتوں تلے لب دبا کر بولا۔ جانتا جو تھا کہ میڈم کی پڑھائی کے نام سے جان جاتی ہے اس کے کہنے کی دیر تھی جب معجزا کی چاکلیٹ براؤن بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اور اس نے امن کی جانب دیکھ کر پھر نگاہیں جھکا لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ،،،، اب تو شادی،،،، ہوگئی ناں،،،،، تو شادی کہ بب بعد پڑھائی تو ،،،نہیں،،،، کی جاتی ناں

وہ چوڑیوں سے کھیلتی اٹک اٹک کر معصومیت سے بول گئی۔ اور اس کی اس گوہر افشانی پر اب کی بار حیران ہونے کی باری امن آریان پاشا کی تھی کہ ایسا شوشا معجزا امن آریان ہی چھوڑ سکتی تھی۔

آں،، ہاں،، شادی کے بعد پڑھائی نہیں کی جاتی تو اور کیا کیا جاتا ہے ،،،کوکومو

وہ اس کے قریب آتے آئبرو اچکا کر مسکراہٹ روکنے کے لیے اپنے لب دبا کر بولا تو وہ بری طرح گڑبڑائی تھی۔

،،جج جو،،،، بھی کیا جاتا ہو،،، پڑھائی،،،، نہیں کی جاتی

جھنجھلائی سی آواز اور لاپروائی اپنے عروج پر تھی۔)کہ معجزا امن آریان پاشا کی طوطی تو پورے جزا ٹرسٹ میں بولتی تھی مگر ایک مس

CLASSIC URDU MATERIAL

فریال تھی جن کا سامنے اس کی ایک بھی نا چلتے ہوئے ان کا جلادی سٹائل میں پڑھانا وہ ہضم نہیں کر پاتی تھی اور آئے روز معجزا کو ان کے (منہ سے جھڑتے پھول)بھرپور ڈانٹ کی صورت (سہنے پڑتے تھے۔

امن نے قریب آ کر اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ سے نیچے اتارا۔ وہ پھر اس کے روبرو اور بے حد قریب آ کر کنفیوز ہو گئی۔

جانتی ہو سویٹی، جزا ٹرسٹ کا اصل مالک کون ہے وہ کس کے نام پر ہے،،،؟ امن نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا تو معجزا نے ایک نظر اسے دیکھا پھر دوسری جانب دیکھنے لگی۔

،،،آ،،، آپ

بلکل غلط،، اس کی اصل مالک تم ہو،، پورا ٹرسٹ تمھارے نام ہے،، آج ،،،سے نہیں کب سے،، جب سے اس کی بنیاد رکھی گئی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہتے اسے ششدر کر دیا۔ وہ حیرت سے منہ کھولے امن کو دیکھے گئی۔

تو سب اور خاص کر میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے بھی زیادہ قابل اور اچھی ڈاکٹر بنو اور آگے جا کر اس ہاسپٹل کی باگ دوڑ سنبھالو،، آخر اس ،،کے اصل مالک نے ہی تو اس کی زمہ داری اٹھانی ہے ناں

امن نے کہتے اس کی چھوٹی سی جان پر بنا دی۔

،،،نن نہیں،،، ایسا نہیں ہو سکتا،، مم میں نہیں کر سکتی اتنا کچھ

وہ بوکھلائی تھی۔ امن نے مسکراتے اس کو اپنے سینے سے لگایا۔

تم کر پاؤ گی جزا،، کہ میں ہر وقت ہر پل تمھارے ساتھ ہوں تمھارے پاس ہوں،، اور پڑھاؤں گا بھی ناں،،، امن نے کہتے اس کی پشت رب کرتے اسے اتنا بڑی زمہ داری اٹھا لینے کا حوصلہ دیتے یہ بات ہضم کروانے کی کوشش کی۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،،میں آپ،، جتنا نہیں،،،،،، پڑھ سکتی ناں

معجزا نے اپنی مجبوری بتائی اسے تو سوچ کر ہی چکر آنے لگے تھے کہ کہاں میڈیکل کی لوہے کے چنے چبوانے والی پڑھائی۔ کہاں وہ غریب جان۔

،،،تو ٹھیک ہے مت پڑھو

امن نے اب کی بار سکون سے کہا تو معجزا نے سکھ کا سانس لیا مگر اگلے ہی پل اس کی دل سینے میں ساکت ہو گیا تھا جیسے جب امن کے ہونٹوں نے اس کے کندھے کو چھوا۔

میں بھی ڈیوٹی سے ریزائن دے دیتا ہوں صرف منیجمنٹ سنبھال لوں گا ،،،بلکہ وہ بھی ڈیڈ سنبھال لیں گے،،، پھر تم بھی گھر پر فری اور میں بھی بس ایک دوسرے کے لیے،، ایک دوسرے کے بے حد قریب،، ایک دوسرے کی ذات میں گم،،، شادی کے بعد پڑھائی کے علاوہ جو بھی ہوتا

CLASSIC URDU MATERIAL

ہے وہ سب کرنے کے لیے،، مثلاً ہنی مون،، ڈھیر سارا پیار،، سیر تفریح،، اور

،،،،،،،،امن

گردن اور کندھوں پر سفر کرتے ان نرم لبوں کے لمس اور ساتھ ساتھ ان بوجھل گھمبیرتا سے بھرپور سرگوشیوں نے معجزا کے چودہ طبق روشن کر دیئے تو وہ گھبرا کر اسے پکار بیٹھی۔ معجزا نے لرزتے اپنا چہرہ اس کے خوشبوؤں میں بھرے سینے میں چھپایا تھا۔

،،، آپ مجھے پھر سے،،،،، پپ پریشان کر رہے ہیں،،، پپ پیچھے ہٹیں

،،،میں نے کلاس کے لیے،،،، تیار ہونا ہے

معجزا نے اس کی جان لیوا قربت سے گھبرا کر بڑی شرافت کا مظاہرہ کیا تو وہ اپنی ہنسی دباتا نرمی سے اس سے الگ ہو گیا۔ وہ اس سے الگ ہو کر چھپا کر سے واش روم چلی گئی تو وہ کھل کر مسکرایا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بھری بھری مٹی اور کائی نما پانی پر پھسلتے فلزہ کی چیخیں پورے جنگل میں گونجیں۔ کیونکہ وہ گہرائی میں گرتے ہی چلے گئے۔

گرتے ہی چلے گئے۔

نیچے گرتے وقت بھی ساحر نے اسے گرفت میں لیتے یہ کوشش کی تھی کہ کسی پتھر پر گر کر اسے چوٹ نا لگ جائے۔ وہ واٹر فال کے گہرائی میں پتھروں کے درمیان پانی میں گرے۔ تیراکی جاننے کے باجود گھبراہٹ کی وجہ سے فلزہ کو غوطہ آیا۔ مگر ساحر نے اسے سنبھال لیا اور تیزی سے اسے لے کر پانی سے باہر نکلا۔ پانی سے نکل کر ساحر ایک پتھر پر گرا۔ فلزہ جس کا سانس پھول چکا تھا وہ بھی ایک پتھر پر گرتے گہرے گہرے سانس بھر کر کھانسنے لگی۔ کچھ دیر بعد دونوں کا سانس بحال ہوا تھا۔ ساحر جھٹکے سے اٹھا اس کے ماتھے پر بل تھے۔

یہ کیا بیہودگی تھی زی،، تمھیں کچھ ہو جاتا یا چوٹ لگ جاتی تو،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ درشتگی سے بولا تھا۔

،،تو اچھا ہی ہوتا،، تم سے تو جان چھوٹ جاتی

وہ بھی تلملا کر بولی۔

میں نے یہ جان ابھی ڈھنگ سے پکڑی کب ہے؟؟ جو چھوڑنے کی بات کر رہی ہو زی بے بی،،،

وہ اپنا کورٹ اتارتا اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے سنجیدگی سے بولا۔ اتنی سنجیدگی سے اتنی بیہودہ بات صرف وہ جنگلی حیوان ہی کر سکتا تھا۔

،،یہ کیا کر رہے ہو

اسے شرٹ اتارتے دیکھ فلزہ سٹپٹائی۔

جو تم سوچ رہی ہو وہ تو بلکل نہیں کہ اس کے لیے یہ جگہ اور وقت بلکل نامناسب ہے،،

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے پھر کہتے فلزہ کے ہوش اڑائے۔ شرٹ اچھی طرح نچوڑ کر پھر پہنی اور کوٹ کندھے پر ڈالا۔

جانتی بھی ہو کدھر گھس آئی ہو،،؟؟؟ جلدی چلو ٹھنڈ لگ گئی تو ویسے ہی ،،مر جاؤ گی

ساحر نے اسے بازو سے پکڑا اور تیزی سے ایک جانب چلنے لگا۔وہ جتنا تیز چل رہا تھا فلزہ اس کے ساتھ تقریباً گھسیٹی جا رہی تھی۔

شام کے سائے گہرے ہو چلے تھے۔ اور اس وقت جنگل میں وقت سے پہلے ہی اچھا خاصہ اندھیرا چھاتے لگا تھا۔ مزید وہ گہرائی میں گرنے کی وجہ سے پیدل چلنے کے راستے سے پہاڑ کی پچھلی جانب سے تقریباً پانچ سے چھ کلو میٹر دور گر گئے تھے۔

ہم کہاں جا رہے ہیں،،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ گھنا سبز و سیاہ جنگل اور جا بجا دکھتے کیڑے مکوڑے، سانپ اور حشرات الارض۔

،،،جنگلی جانوروں کے ساتھ پارٹی کرنے

اس نے پھر سنجیدگی کے ساتھ شوشا چھوڑا۔ وہ ناک کی سیدھ میں ایک جانب جا رہا تھا۔ فلزہ نے اس پر دو حرف بھیج کر خاموشی اختیار کی کہ جانتی تھی وہ غصے میں ہے تبھی الٹے سیدھے جواب ہی سننے کو ملیں گے۔ تقریباً آدھے گھنٹے چلتے رہنے کے بعد وہ ہانپ گئی۔ گیلے کپڑوں میں اب قلفی جمنے لگی تھی۔ فلزہ کے سرد ہوتے پاؤں بھی جواب دینے لگے۔

،،،ساحر میں اور نہیں چل سکتی

وہ ہانپ گئی۔

،،،صرف بھاگ سکتی ہو، ہاں، اب بھگتو

خفیف سے طنز کے ساتھ وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ گھسیٹے گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،ساحر میں گر جاؤں گی

وہ تلملائی۔

،،،بس کچھ دیر اور

ساحر نے کہا اور پانچ سے دس منٹ)شاید سزا کے طور پر (اسے مزید چلایا۔۔ اب جھاڑیوں کے بیچ و بیچ ایک جھاڑیوں ، سوکھی ٹہنیوں،، اور زندہ شاخوں سے بنے ایک چھوٹے سے ہٹ کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ ابھی وہ قریب جاتے جب فلزہ کو اپنے بدن پر کچھ رینگتا اور دردناک سویاں سی چبھتی محسوس ہوئیں۔

،،،ساحر مجھے کچھ ہو رہا ہے مجھے درد ہو رہا ہے

وہ سہم کر بازو جھٹکتی چلائی تھی۔ ساحر نے جھٹکے سے اس کی جانب دیکھا۔

Oooo Sssssshhhhhiiiitttttt,,,,

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے کوٹ پر رینگتی موٹی موٹی سیاہ بلٹ آنٹس دیکھ کر ساحر کے منہ سے برآمد ہوا۔

،،،جیکٹ اتارو

ساحر نے گھوم کر تیزی سے اس کے اوپر سے جیکٹ کھینچ کر ایک طرف اچھالی اور اس کے جسم سے وہ چیونٹیاں تیزی سے جھاڑنے لگا۔
چیونٹیوں نے فلزہ کو بازوؤں پر کاٹ لیا تھا۔ وہ درد سے مچلنے لگی۔

،،،ساحر

،،،ایزی بے بی،، ہٹ تک پہنچو

وہ دونوں بھاگ کر ہٹ تک پہنچے۔ ساحر نے اپنے کوٹ سے ایک چھوٹا سا منی سائز انجیکشن نکالا اور جلدی سے فلزہ کے بازو میں لگا دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شکر کرو میڈم،،جب ہم جنگل میں آتے ہیں تو بہت زیادہ ضروری اشیاء اور ہر طرح کے زہر کی اینٹی ڈوٹ اپنی پینٹ اور کوٹ کی پاکٹس میں ،،رکھتے ہیں،، نہیں تو آج بہت برا ہوتا تمھارے ساتھ

وہ لب بھینچ کر بولا۔ صد شکر کے اس کے پاس یہ کچھ کچھ ضروری سامان موجود تھا نہیں تو آج اس لیڈی ایکسکیوشنر نے مروانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔

،،،ساحر ہم یہاں کیوں آئیں ہیں،، ہیلپ بلاؤ

وہ درد سے دہری ہوئی۔

یہاں اس جنگل میں گھر سے چھ سے سات کلو میٹر دور موبائل سگنلز کے لیے ٹاور میرے ابا نے نہیں لگا کر دیئے،،، اور میرا وائرلیس واٹر فال ،،،میں ہی کہیں گر گیا ہے میڈم

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بھنا کر بولا ہٹ کا مضبوطی سے بند گھاس کا دروازا کھولا اور اسے ہٹ کے اندر لے جا کر ہٹ کے گھاس پھوس پر بٹھایا۔ اسے اب یوں تڑپتے دیکھ ساحر کو اس کے بیوقوفی پر طیش آ رہا تھا۔ اس کا دماغ بلکل ہی گھوم چکا تھا۔

،،،تو تمھیں کیوں نہیں کاٹا ان آنٹس نے

فلزہ نے اسے شک کی نگاہوں سے دیکھا۔ تو ساحر کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

مجھے لگتا ہے تمھیں اس بات کا زیادہ صدمہ ہے کہ ان آنٹس نے تمھیں کاٹا مجھے نہیں،، او کم آن زی بے بی قد کے ساتھ تمھارا دماغ بھی چھوٹا ہی ہے،، میں یہاں جنگل کی جڑیں بوٹیاں اور جنگلی طاقت ور خوراکیں کھا کر ہی بڑا ہوا ہوں،، مجھے یہ چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے کچھ نہیں کہتے سخت جان چٹان ہوں میں،، ہاں مگر تمھارا نازک میٹھا گوشت انھیں بہت ،،،پسند آیا شاید

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سنجیدگی سے کہتے کہتے پھر پٹڑی سے اتر گیا۔ مگر جیسے فلزہ کے جسم میں درد اٹھ رہا تھا۔ وہ متوجہ ہی کب تھی۔ فلزہ وہاں پڑے گھاس کے ڈھیر پر نڈھال سی نیم دراز ہوگئی۔ مگر ساحر اسے باتوں میں الجھا کر اسے درد بھلانا چاہتا تھا۔ کہ جانتا تھا وہ آنٹس جتنی زہریلی ہیں اس کی نازک جان پر کیا گزر رہی ہوگی۔

جانتی ہو زی،، اپنے گھر سے جنگل کے اندر دس دس کلو میٹر تک میں اس جنگل کے چپے چپے سے واقف ہوں،، جہاں ہم گرے تھے وہ بھربھری مٹی میں رہنے والی بلٹ آنٹس کا علاقہ تھا،، ہم پہاڑ سے گہرائی میں گرے ہیں،، اگر گھوم کر گھر کی جانب پیدل جائیں تو چھ سے ساتھ کلو میٹر کا فاصلہ ہے،، رات بھی ہونے والی ہے تو اب مشکل ہی ہے کہ مدد پہنچے،، ہاں صبح اس ہٹ سے نکلتے دھوئیں سے ہیلپرز اور میرے گارڈز جان جائیں گے کہ یہاں کسی کو مدد چاہیے،، ویسے بھی میرے

CLASSIC URDU MATERIAL

گارڈز ہمیں ڈھونڈ لیں گے،، تو ہمیں صرف اس رات کسی بھی طرح ،،،سروائیو کرنا ہے

وہ پل بھر کو خاموش ہوا۔

فلزہ کے جبڑے ضبط کی انتہا سے بھنچے ہوئے تھے مگر پھر بھی وہ دھیان بٹانے کو اس کی بات توجہ سے سن رہی تھی۔ ساحر نے کوٹ ایک طرف رکھا اور فلزہ کے بوٹ بھی نکال دیئے۔ فلزہ پر دردناک قسم کی غنودگی بھی چھانے لگی تھی۔

جانتی ہو زی یہ ہٹ کیسے بنے یہاں،،،؟؟ وہ پھر اس سے مخاطب ہوا فلزہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔)اور کوئی چارہ بھی جو نہیں تھا(

آج سے تقریباً چار سال پہلے یہاں سائنٹسٹ، بیالوجسٹ ، ٹوئرسٹ غرض مختلف شعبوں کے لوگ یہاں آتے تھے مگر بدنصیبی سے ایسے ہی ،،حادثاتی طور پر یہاں پھنسنے کی وجہ سے کئی لوگوں کی اموات ہو گئیں دن بدن ہونے والے حادثے اور اموات کی وجہ سے یہاں کی حکومت

CLASSIC URDU MATERIAL

اور میرے تعاون کی وجہ سے پانچ پانچ کلومیٹر کی لمبائی اور چوڑائی کے فاصلے پر یہ ہٹ بنائے گئے ہیں تاکہ اگر کوئی جنگل میں حادثاتی طور پر پھنس بھی جائے تو ان ہٹس کی وجہ سے کم از کم اپنی زندگی کے لیے سروائیو کر جائے،، کئی سائینسٹ کی جان بچائی گئی ہے،، کیونکہ جنگل میں آنے سے پہلے وہ اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ حادثے کی صورت ان کے لیے جنگل میں ہٹس موجود ہیں،، ان کے پاس نقشے اور کمپس ،،موجود ہوتے ہیں جن سے وہ انھیں ڈھونڈ لیتے ہیں

ساحر نے کہتے اسے آگاہ کیا اور ہٹ کے ایک کونے سے سوکھی لمبی ،،گھاس ہٹائی تو نیچے سوکھی لکڑیاں لائٹر،، تیز دھار چاقو،، پانی کی بوتلیں ٹن فوڈ،، اور کچھ بوتلیں موجود تھیں حتی کی ایک وائیٹ پولیتھن بیگ میں ٹارچ اور پیکڈ سیل بھی موجود تھے۔ جنھیں فلزہ دیکھ کر حیران ہوئی۔ ساحر نے ایک بوتل کھول کر اس کا محلول ہٹ کے چاروں اطراف گرا دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آج رات کے لیے یہ ہٹ زہریلے کیڑوں مکوڑوں اور حشرات سے محفوظ ہو گیا ہے،، جب کسی ہٹ سے کسی فرد کو ریسکیو کیا جاتا ہے تو ہٹ میں ،،دوبارا ساری چیزیں رکھ دی جاتی ہیں

ساحر نے مسکراتے اس کیڑے مار دوا کے چھڑکاؤ کی وجہ بتائی۔ ساحر نے اچھے سے گھاس ہٹا کر زمین پر مخصوص طریقہ سے لکڑیاں جوڑ کر ان کو آگ لگائی اور اٹھ کر ہٹ کا دروازا بند کر دیا۔ اپنی پینٹ کی پاکٹ سے شاپر میں پیک ایک چھوٹا سا ٹارچ نکلا کر جلا لیا۔

،،،شکر ہے یہ پانی سے بچ گیا،، دوسرا بھی موجود ہے،، آسانی رہے گی

ساحر نے شکر ادا کیا۔ آگ کے اوپر کر کے اپنی شرٹ سکھائی۔ فلزہ اب پھر مچلنے لگی تھی۔

دو پیار کرنے والے جنگل میں کھو گئے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،باغی بنے ، پاگل بنے، دیوانے ہو گئے

ساحر کی بھاری انتہائی خوبصورت آواز خاموش پراسرار گھاس پھوس سے بنے ہٹ اور سناٹے بھرے جنگل میں گونجی تو فلزہ نے حیرت سے بمشکل کھلتی نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ڈر لگتا ہے یار کہیں نہ شیر آجائے

یا کہ اکیلے میں، نہ ہم دونوں کو کھا جائے

دیکھے گا جو تجھ کو ، تجھ پے مر جائے گا

میری جان پے وہ بھی اپنی جان لٹائے گا

تیرے حُسن کے جادو سے وہ بچ نہیں پائے گا

ڈرے ہم کیوں ڈریں؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

بھلا ہم کیوں ڈریں ؟؟

ارے ہم کیوں ڈریں ؟؟

ہاں جی ہم کیوں ڈریں ؟؟

دو پیار کرنے والے جنگل میں کھو گئے

فلزہ نے اسے گھورا تو وہ شرارتی سا مسکرا دیا۔

کیا،،؟ ایک تو تمھیں ان حالات میں موت کے منہ میں بیٹھے ہوئے اتنا ،،اچھا گانا سنا رہا ہوں دوسرے محترمہ کے مزاج ہی نہیں مل رہے

ساحر نے اسے گھورا۔

ٹھیک ہے،، پھر تو وہ گانا سناؤ جو ہم پر سوٹ بھی کرتا ہے،، فلزہ تلملا کر مگر دھیمی آواز میں بول پائی۔

کونسا،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے تجسس کے مارے پوچھا۔

"وہی ، "آئے ہو میری زندگی میں تم عذاب بن کے

ساحر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ مگر اب کی بار بے تحاشا برداشت کرتے وہ بلک بلک کر روئی تھی۔

ساحر میرا پورا جسم جل رہا ہے،، میرے پورے جسم میں درد ہو رہا ہے،،،

وہ تڑپی اور اپنے بازو نوچے۔ اور اس کی ہر تڑپ کے ساتھ ساحر نے اپنا بھی وجود جھلستا محسوس کیا۔

تو کس نے کہا تھا بُلٹ رانی کے بُلٹ آنٹس)چیونٹیوں (کی کالونی میں جا گھسو،، کاٹ لیا ناں،، دنیا کی زہریلی ترین آنٹس ہیں وہ،،، ساحر آگ کے پاس سے اس کے بے حد قریب کھسک آیا اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایسے کمزور (lioness) برداشت کرو میری جان ،، مجھے میری لائینس اور روتی ہوئی بلکل اچھی نہیں لگ رہی،، اینٹی ڈوٹ دی ہے کچھ ہی دیر ،،میں آرام آ جائے گا

وہ انتہائی محبت اور نرمی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا بولا۔ یہ نرمی، یہ قربت، یہ ماحول یہ تڑپ مل کر فلزہ کو کمزور کرنے لگے تھے۔ تبھی وہ جھٹپٹائی۔

آئی ہیٹ یو ساحر،،، وہ بے بسی سے لب کچل کر بولی۔

نو یو ، ڈونٹ اگر مجھ سے نفرت ہوتی تو اس وقت تمھاری آنکھوں میں آنسو نا ہوتے،، ویسے بھی تمھاری آنکھیں تمھاری زبان کا ساتھ نہیں ،،دے رہیں میری ہری ٹڈی

وہ اس کے ماتھے پر بڑے استحقاق سے اپنے لب رکھتا بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم نے مجھے صرف مالِ غنیمت کی طرح، اپنی جیت کے نشان کے طور پر اپنی ملکیت سمجھ کر اپنے قبضے میں رکھا ہوا ہے،،، وہ خود کمزور پڑ رہی تھی اس لیے اس پر اُلٹ کر چلائی۔

نہیں اپنی زندگی سمجھ کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے،، تم دور ہوئیں تو میں ،،مر جاؤں گا

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس قدر شدت بھرے لہجے میں بولا تھا کہ فلزہ کانپ گئی۔

،،،کون ہو تم آخر

وہ اب بے بس ہو چکی تھی۔

اگر یہ کہوں کہ جو تم ہو، میں بھی وہی ہوں تو کیا مان لو گی،،؟ ساحر نے اطمینان سے کہتے فلزہ کے پیروں تلے سے زمین سرکائی۔

،،،مجھے تم پر زرا برابر بھی اعتبار نہیں،، ثبوت دو مجھے ابھی

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ نے کہا تو وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

لگتا ہے زہر نے تمھارے دماغ پر اثر کر دیا ہے زی بےبی،،، تم جو ہو اسے راز رکھتی ہو یا وہ ثبوت اپنے ساتھ لے کر گھومتی ہو،، اگر ہے تمھارے پاس تو مجھے بھی دکھا دو،،،؟؟

حیوان کی بات نے اسے پھر سے لاجواب کیا تو فلزہ نے سر جھٹکا تھا۔ مگر اب جبکہ رات گہری ہونے لگی تھی تو خنکی میں بھی لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہونے لگا تھا اسی لیے وہ اب ہلکے ہلکے لرزنے لگی تھی۔

،،،سنو،، تمھارے کپڑے گیلے ہیں،، یہ سوئیٹر اور شرٹ اتار دو

ساحر نے اطمینان سے کہا۔

،،تم پاگل ہو گئے ہو

فلزہ پھنکاری۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میڈم باہر جا رہا ہوں،،، یہ میری شرٹ پہن لو جو آگ کے قریب اچھی خاصی سوکھ چکی ہے،، تمھارا سویٹر اور شرٹ زیادہ گیلی ہے،، مر جاؤ گی ،،،ٹھنڈ میں

ساحر نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے قریب شرٹ رکھ کر باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اندر آیا تو فلزہ اس کی شرٹ میں موجود تھی۔ اب اس کی طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔

گھنے جنگل سے مختلف قسم کی بھیانک آوازیں آنے لگیں تھی جو خوف و دہشت کو چار چاند لگا رہیں تھیں۔ ہٹ میں جلی آگ سے ہٹ کا ٹمپریچر کچھ بہتر تھا مگر گیلے کپڑوں میں پوری طرح حدت دینے کے لیے ناکافی وہ آگ ناکافی تھی۔ آگ اور ٹارچ کی مدھم پراسرار سی روشنی نے ہٹ کو مزید پراسرار کر دیا تھا۔ ہر طرح کی سچویشن فیس کرنے والی فلزہ ماہر خان آج اس رات کی پراسراریت سے پہلی مرتبہ خوفزدہ ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نا ملک نا لوگ، نا شہر نا جگہ کچھ بھی تو اس کا نہیں تھا۔ تبھی وہ زیادہ عجیب سی کیفیت اور صورت حال سے دوچار تھی۔ کچھ یہ ہڈیوں میں گھستی سردی جو بے چین کر رہی تھی۔

،،یہاں ٹن فروٹس ہیں،، کچھ کھاؤ گی زی

نہیں،،، فلزہ نے کہا اور گھاس پر نیم دراز ہو کر اپنی آنکھیں موند لیں۔ ساحر بھی قدرے فاصلے پر گھاس پر نیم دراز ہو گیا۔

فلزہ نے دعا مانگی کہ اسے نیند آ جائے اور یہ ٹھہرا ہوا پراسرار سا وقت جلدی سے گزر جائے مگر گیلی جینز نے وجود کو برف بنا ڈالا تھا۔

،،،کاش تم لوگ ہٹ میں ایک عدد کمفرٹر اور بستر بھی رکھ دیا کرتے

فلزہ نے جل کر کہا تو وہ جو سیدھا نیم دراز تھا گہرا مسکرایا۔ جانتا تھا یہ ٹھنڈ پاس پڑی جان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ مگر کیا کیا جا سکتا تھا اس ٹھنڈ کا جو حل)ایک دوسرے کے پہلو سے لگنے کا (اس کے پاس

CLASSIC URDU MATERIAL

موجود تھا جانتا تھا اپنے اظہار خیال پر ہی گنجا ہو جانے کا خدشہ ہے تبھی چپ چاپ لیٹا رہا۔ ہاں مگر اب اس ماحول میں منہ زور جزبات سر اٹھانے لگے تھے۔ وہ آج بے اختیار ہو جانا چاہتا تھا۔ پوری طرح مدہوش، مگر خود پر قابو پائے رکھا۔

مگر وہ اس کی جانب سے متفکر تھا۔ وہ بیمار نا ہوجائے۔ اسے کچھ ہو نا جائے۔ تبھی بگ چین تھا۔

،،،یہ رات کب گزرے گی

فلزہ کی نم آواز پر ساحر نے اس کی جانب کروٹ لی۔ جانتا تھا سوال بیوقوفانہ ہے مگر پھر بھی اسے تسلی دی۔

،،جلد ہی

فلزہ نے اس کی بولتی پر تپش نگاہوں سے تنگ آ کر اس کے مخالف سمت کروٹ بدلی تھی۔ کافی دیر گزر گئی۔ مگر کب تک۔؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

اب بے تحاشا برداشت کرتے وہ تھر تھر کانپنے لگی تھی۔ عجیب بے بسی اور لاچارگی تھی۔۔ کوئی حل بھی تو نہیں تھا پھر جب ہر طرف سے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تو آخری امید کے طور پر دماغ کی سوئی پیچھے لیٹے شخص پر آ کر رکی۔ اپنی کمر پر نگاہوں کی تپش اب بھی محسوس ہو رہی تھی۔

فلزہ ہر طرح سے اور خود سے شکست کھاتی کھسک کر پیچھے ہٹی تھی۔ اس کے قریب جا کر اپنی پشت اس کے سینے سے لگائی تو نیلے پڑتے جسم کو کچھ حرارت محسوس کر کے اسے سکون ملا۔

،،یہ تو بہت ہی زیادہ غلط بات ہے نا زی،، اتنا ظلم کون کرتا ہے کسی پر وہ بوجھل شکایتی لہجے میں بولا تو فلزہ نے زور سے آنکھیں بھینچ لیں۔ مگر اب بھی وہ کانپ رہی تھی۔ ساحر نے اس کے پہلو کے گرد ہاتھ لپیٹا اور اسے مزید خود میں بھینچا۔ فلزہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی ہوئی تھی۔ وہ اب آہستہ آہستہ اس کا بازو سہلانے لگا تو فلزہ بے چین ہونے

CLASSIC URDU MATERIAL

لگی۔ بہت جلد فلزہ کو اپنی پچھلی گردن اور کندھے پر سلگتے کوئلے جیسے لمس محسوس ہوئے تو اس کی جان پر بن گئی۔ کافی دیر اپنی حرارت اس میں منتقل کرنے کے بعد ضبط کی آخری حدود کو چھوتے اس نے ایک جھٹکے سے فلزہ کو سیدھا کیا اور اس پر گہری گھٹاؤں سا چھا گیا۔ ساحر نے پوری طرح اسے اپنی آغوش میں چھپا لیا تو ٹھنڈ سے کانپتی فلزہ پرسکون ہو گئی۔

وہ اب اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ تب جھک کر اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے۔ بڑی بات تھی کہ وہ کوئی احتجاج نہیں کر رہی تھی۔ جس سے ساحر کو بڑھاوا ہی ملا تھا۔

ہڈیوں میں گھستی اس ٹھنڈ کی شدت سے اس بھیانک جنگل کو جان دینے سے بہتر ہے کہ یہ جان تم شرافت سے اپنے شوہر کو دے دو زی

،،،بے بی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کی کان کی لو کو لبوں میں دباتا بولا تو فلزہ نے زور سے آنکھیں بھینچ لیں۔ اب ساحر کے لبوں نے گردن سے کندھے تک کا سفر کیا۔۔ اور پھر مزید بے باکیوں اور گستاخیوں پر اتر آیا۔

عجیب سا احساس تھا جو رگ و پے میں سرایت کر رہا تھا۔ اس کے سحر انگیز لمس میں کشش تھی۔ یہ لمس یہ قربت فلزہ کو نا کسی کرائیت سے دوچار کر رہی تھی نا ہی اجنبی اور عجیب لگی تھی بلکہ رگ و پے میں ایک سرور اور سکون سا دوڑا رہی تھی۔ فلزہ نے خود کو آسمان میں اڑتے ،پایا۔ اور کسی قسم کی مزاحمت تو بھول ہی گئی۔ تبھی فلزہ کی خودسپردگی بند لرزتی پلکوں ہلکے کپکپاتے ہوئے وجود نے ساحر کے اندر طلاطم پربا کر دیا تھا۔

وہ بے اختیار ہو کر اس کے لبوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا تھا۔ خاموشی طویل ترین فسوں خیز اور مدہوشی بھری تھی۔ وہ اسے اپنے لمس اور جان لیوا سختی بھری قربت سے روشناس کروانے لگا تو فلزہ کی

CLASSIC URDU MATERIAL

ساکت ہوئی دھڑکنیں سینے میں پاگل ہونے لگیں۔ ساحر کو دونوں جہان تو تب ملے جب فلزہ نے خود سپردگی کے عالم میں اپنی بانہیں اس کی گردن میں ڈال دیں۔ ساحر نے سختی سے اس کی بانہوں کو بھینچا۔ ساحر کی انگلیاں اسے اپنے بازوؤں میں پیوست ہوتی محسوس ہوئیں۔ ساحر نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھو کر معتبر کیا۔ فلزہ اس کے ہر لمس پر موم بن کر پگھلی تھی۔ تبھی اس کی پناہوں میں سمٹتی اس کی کمر کے گرد اپنا حصار کھینچ گئی۔

ساحر پوری طرح ہوش کھوتے ہوئے اس کے نرم و نازک وجود میں گم ہونے لگا۔ ہوش میں تو فلزہ بھی نہیں رہی تھی آج اس کے محرمِ روح نے اسے مکمل کر کے معتبر کر دیا تھا۔

خالی کھوکھلی نفرت کا پرچار کرتے آج خود سے بری طرح شکست کھائی تو خود کو اپنی محبت کی آغوش کے سپرد کر بیٹھی۔ کہ فلزہ ماہر خان نے تو

CLASSIC URDU MATERIAL

اس وقت سے اس سے عشق کیا تھا جب سے پہلی مرتبہ اپنی پوری زندگی نکاح نامے کی صورت اس کے نام لکھ دی تھی۔

صبح کا جانے کونسا پہر تھا جب بھاری ہوتے سر کے ساتھ فلزہ کی آنکھ کھلی۔ وہ اس وقت بھی اپنی پشت اس کے سینے سے لگائے اس کے آہنی مضبوط ترین حصار میں قید تھی۔۔ ساحر نے اس کی جانب دیکھا جو ہلکا سا کسمسائی تھی۔ وہ تو کب سے جاگ رہا تھا اور اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔ گزری رات کا پسِ منظر سوچ کر اس کا ری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا۔

فلزہ نے بے یقینی سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہٹ کا سارا ماحول دیکھا۔ گزری رات کا ایک ایک پل اپنی تمام جزئیات سمیت اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو اس نے بے یقینی سے اپنے ہاتھ اپنے ہونٹوں پر جمائے۔ رات اسے کیا ہوا تھا۔ خود پر سے اختیار کیسے کھو دیا۔ کیوں ہو گئی تھی اتنی بے بس۔ اسنے کونسا ایسا جادو کیا تھا کہ وہ اس کے پوری طرح اس کے بس میں ہو گئی تھی۔ سب سے بڑی بات

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا وہ بہک گئی تھی؟؟؟

ساحر جو زرا سا اونچا ہو کر کہنی کے بل اپنے سر کو سہارا دیئے اس کا ایک ایک تاثر جانچ رہا تھا بغور اس کا بے یقین چہرہ دیکھا اور ایک سرد سی آہ بھری۔ تب وہ ہلکا سا اس کے کان پر جھکا تھا۔

تو زی بےبی رات بہک گئی تھی،، اور ساتھ ساتھ اس حیوان کے بھی ہوش اڑا دیئے رائٹ،،،؟

وہ اسے ہلکا پھلکا کرنے کو بولا۔

شٹ اپ یو جنگلی جانور تم نے ہی کچھ کیا تھا مجھے،، کونسی ڈوز دی تھی ،،،مجھے کہ میں

وہ لب دانتوں تلے کچلتی بھیگے لہجے میں سارا الزام ساحر کے سر پر دھر گئی تو ساحر کا دماغ گھوما۔

،،او کم آن زی بےبی شوہر کی بانہوں میں بہکنا تو ثواب ہوتا ہے ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے بوجھل لہجے میں کہتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹکا۔ مگر سامنے بھی حیوان تھا پھر سے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا۔ تو فلزہ بوکھلا گئی۔ ساحر نے بغور اس کے بازوؤں اور چہرے پر اپنے کئے گئے کارناموں کے اثرات ملاحظہ کیے۔ اس کی گہری نگاہوں نے فلزہ کو اس سے نگاہیں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

اس رشتے کو اور مجھے مکمل کرنے کا شکریہ زی بے بی،، احسانِ عظیم ہے ،،ناچیز پر

وہ زومعنی لہجے میں بولا تھا۔

،،، تمھیں رات کیا ہوا تھا

ساحر نے شرارت سے کہتے پھر اسے چھیڑا۔

،، پیچھے ہٹو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ غرائی۔مگر اثر ندارد۔ وہ اس کے چہرے کے قریب ترین آیا تھا۔

میری بانہوں میں بہکنے کی سزا بھی سن لے

اب بہت دیر سے،،،، آزاد کروں گا تجھ کو

ساحر نے اطمینان سے اپنا ارادہ بتایا تو فلزہ کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ ابھی تو اس کی رات کی شدتوں سے وہ تھکن سے چور تھی کہاں وہ پھر اسے خود میں سما کر مہکانے لگا تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ساحر نے اسے پھر سے اپنی پناہوں میں بھر لیا تھا۔

علیزے ہاسپٹل میں رکی ہی نہیں تھی۔ بیماری اور اس شکستہ پائی نے اسے ضدی بنا ڈالا تھا۔ تبھی اگلے دن ہی وہ اپنے ڈیڈ سے ضد کر کے ڈسچارج

CLASSIC URDU MATERIAL

لے چکی تھی۔ وقفے وقفے سے وائیٹ پیلس کی تمام خواتین اس کے پاس اس سے ملنے آ چکیں تھیں۔ مگر اب اسے خود اس ہاسپٹل سے وحشت سی ہونے لگی تھی۔ تبھی ڈسچارج لے کر دوائیوں کے پلندے کے ساتھ گھر واپس چلی آئی۔ اب بھی مفرا اسے نرمی سے تھامے اس کے کمرے میں لائی تھی۔ جبران اور ایشان بھی ساتھ ہی تھے۔ علیزے میں ایک موہوم سی امید کے ساتھ چاروں اور نگاہ دوڑائی مگر اسے کہیں بھی نا پا کر اس کے اوپر وحشت سی طاری ہوئی۔

،،،بڑے پاپا،،، خخ،،،خضر کہاں ہے،،، وہ کہیں

اس نے سہم کر کہتے بات ادھوری چھوڑ دی۔

وہ ادھر ہی ہے گڑیا،،، کہیں نہیں گیا،،، تم اپنی صحت کا خیال رکھو،، وہ ،،،خاص کام میں مصروف ہے آ جائے گا

جبران نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،آپ جھوٹ تو نہیں بول رہے ناں مجھ سے

نہیں پرنسز بلکل نہیں،، وہ ادھر ہی ہے تم بلکل فکر مت کرو،، وہ ناراض ہے وہ بھی صرف اس لیے کہ تم اپنی لاپروائی سے بیمار ہو گئی مگر تم بلکل صحت یاب ہو جاؤ گی تو وہ مان جائے گا،، اور پھر صحت مند ہو کر اسے منانے والا کام بھی تو سرانجام دینا ہے ناں؟

جبران نے اسے نرمی سے سمجھایا تو اس نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ سب اسے میڈیسن وغیرہ دے کر آرام کی تلقین کرتے رہے۔ ان کے سامنے اس نے آنکھوں پر بازو رکھا اور یوں ظاہر کیا جیسے کہ وہ سو گئی ہے۔

وہ سب باہر چلے گئے۔

علیزے اب اپنے تکیے میں منہ دیئے اس کے فراق میں ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ کیا وہ اس کے لیے اس قدر اہم تھا کہ اس کے جانے کے بعد وہ یوں ٹوٹ گئی تھی بکھر گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بہت عیار اور ظالم تھی خضر جبران کبیر کی محبت۔ بہت چالاک تھا وہ خود۔

جس نے اپنے ہر لمس کے ساتھ اپنی محبت علیزے خضر جبران کی رگ رگ میں اتار دی تھی۔ اسے اپنا عادی بنا دیا تھا کہ اب اس کے بغیر وہ یوں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی۔

گرفتہ دل ہیں بہت آج تیرے دیوانے

خدا کرے کوئی تیرے سوا نہ پہچانے

مٹی مٹی سی امیدیں تھکے تھکے سے خیال

بجھے بجھے سے نگاہوں میں غم کے افسانے

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کے نکاح کے وقت ہی اسے بہت ضروری کال آ گئی تھی تو ارشن اسی وقت سے باہر تھا۔ دیا نے اسے بے تحاشہ مس کیا تھا۔ کچھ گھر میں چلتی علیزے کی ٹینشن کی وجہ سے وہ ٹینس تھی کچھ صاحب بہادر اسے اپنی عادت ڈال کر اکیلا چھوڑ کر جانے کہاں غائب تھی۔ اب بھی وہ بیزار سی شکل بنائے اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ تبھی اپنی عقل پر افسوس کرنے کو دل چاہا۔ ارشن نے اسے فون دے رکھا تھا تو وہ اسے کال بھی تو کر سکتی تھی۔

ارشن اپنے آفس میں آفریدیز کی ایک فایل پر جھکا ہوا تھا۔ یہ معملا دن با دن اس کے لیے درد سر بنتا جا رہا تھا وہ انہماک سے اس فایل کے ضروری پوائنٹس بیک کر رہا تھا جب فون رنگ ہوا۔ نمبر دیکھا تو دیا کا تھا اس نے ایک طویل سانس خارج کر کے فون یس کر کے کان کو لگایا۔

،،یس دیاا

لہجہ مصروف سا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،،،،،،ارش

دیا نے اس کا آدھا نام پکار کر اپنے لب دانتوں تلے دبائے۔

یس دیا بولو،، کیا بات ہے،،،؟

،،،،،،،،،،،،،،،،ارش

دیا نے پھر پکارا۔

،،،ہاں دیا بولو

ارشن نے بول کر دوسری فایل کھولی۔

،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،ارش

دیا نے پھر شرارت سے اس کا نام کھینچ کر لیا تو اب کی بار ارشن بے تحاشا چونکا تھا۔ غور سے فون کو دیکھا اور فون پھر سے کان کو لگایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نا کرو بٹر فلائی،، اپنی یہ مدہوشی اپنے تک محدود رکھو،، آئی سوئیر اگر میں اس وقت تمھارے پاس آ گیا تو تمھارے ہوش ایسے ٹھکانے لگاؤں ،،، گا کہ زندگی بھر میرے عشق کی خماری تمھارے سر چڑھ کر بولے گی

ارشن کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا مگر الفاظ نے دیا کو دن میں چاند تارے دکھا دیا تو اس نے اپنی ہر شرارت ترک کر کے گڑبڑا کر فون رکھا تھا۔ مگر نہیں جانتی تھی اب اسے چھیڑ کر کتنی بڑی غلطی کر بیٹھی تھی۔

ارشن کا کام جو تقریباً مکمل تھا اسے چھوڑ چھاڑ کر وائیٹ پیلس کے لیے نکلا اپنے ساتھ بٹر فلائی کے لیے ایک بڑے سرپرائز کے ساتھ

جاری ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

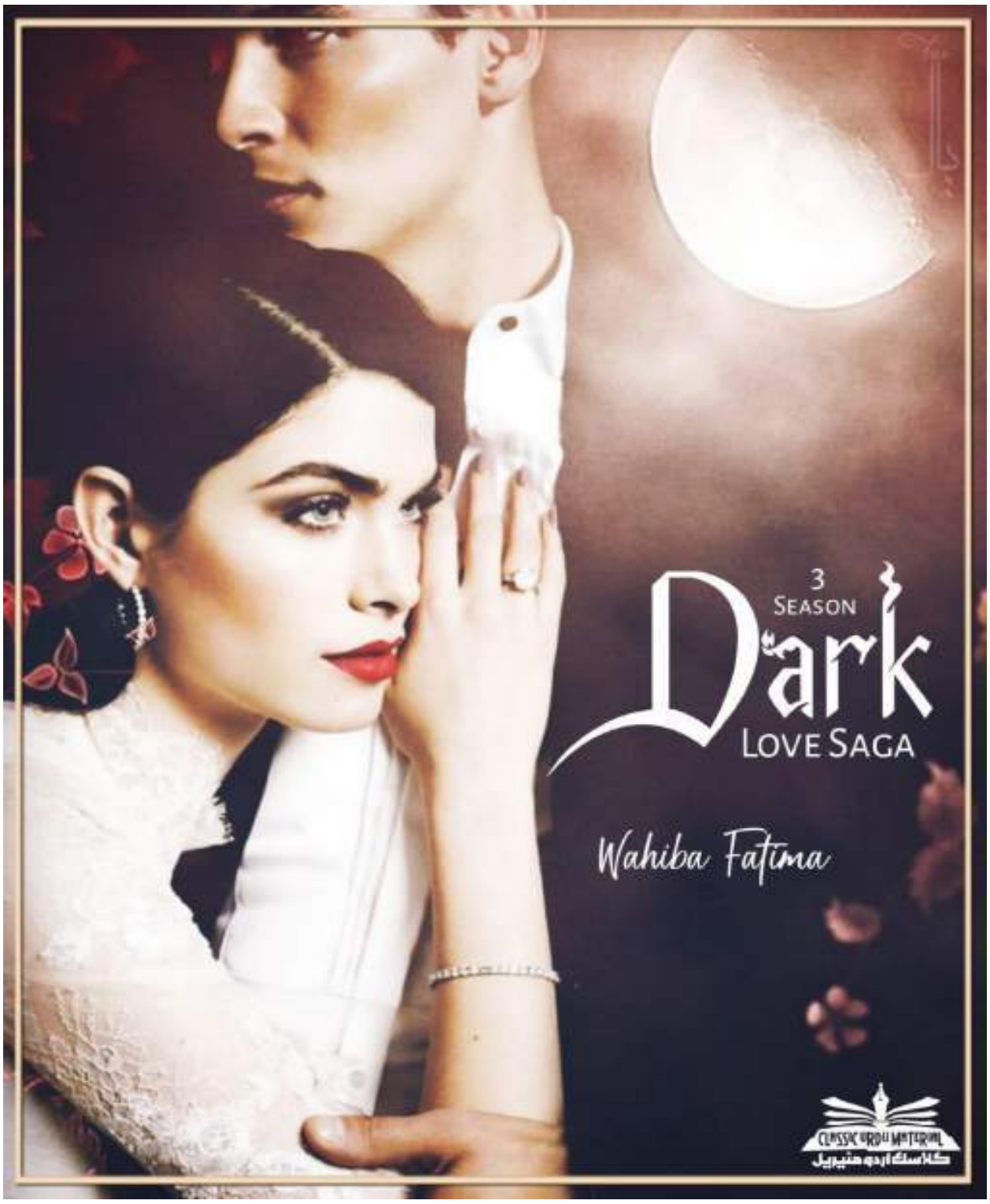
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 53.....

CLASSIC URDU MATERIAL

احان اسے لے کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب آیا تھا۔ سارے رستے وہ کھڑکی سے چپک کر بیٹھی باہر دیکھتے ہوئے بے آواز آنسو بہا کر اپنا غم غلط کرتی رہی۔ احان ٹینشن اور بے سکونی سے مسلسل اپنے لب کچلتا رہا۔ سارے رستے گاڑی

میں ایک بوجھل سی فضا قائم رہی۔ اپارٹمنٹ پہنچ کر اس نے گاڑی پارک کی۔ گاڑی سے نکل کر وہ اس کی جانب آیا اور اس کے لیے گاڑی کا دروازا کھولا۔ مگر وہ پتھر کی بنی اپنی گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو گھورتی رہی۔

،،،آساوری باہر آؤ

احان نے نرمی سے کہا۔

آپ مجھے جہاں سے زبردستی اٹھا کر لائے ہیں شرافت سے وہیں چھوڑ کر ،،آئیں

وہ بیزاری بھرے لہجے میں تلملا کر بولی۔

میرا تو یہی انداز ہے،، تمھیں ہر مرتبہ ایسے ہی زبردستی اٹھا کر لانے کا،، اب ،،،تک تو تمھیں عادی ہو جانا چاہیے تھا

احان نے لاپروائی سے کہتے اپنے دانتوں تلے لب دبایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بلکل،، اب تک تو مجھے آپ کے ہر انداز ہر ستم،، یہ دھوپ چھاؤں سے روپ،،، اور ڈانٹ پھٹکار کا بھی عادی ہو جانا چاہیے تھا،، مگر افسوس میں ہو نا سکی،،

وہ اذیت کی انتہا پر تھی۔ تبھی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر گود میں گرے۔ احان کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔

،،،، آساوری،، فور گیٹ اٹ یار پلیززز

احان کو سمجھ نا آیا وہ ایسا کیا کرے کہ اپنے کیے گئے کرتوت کا ازالہ کر پائے۔

،،،،،احان مجھے آپ سے کوئی بات نہیں

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی احان نے ایک مرتبہ پھر اسے بازوؤں میں بھرا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان،،،،، وہ چلائی۔ جھٹپٹائی۔ مگر کچھ نہیں کر پائی۔ احان اسے لئے اندر داخل ہوا۔ اندر پورا لاونج بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ خوبصورت دھیمی لائٹس، بلو وائٹ بلونز، فلاور اور ٹیبل کے درمیان رکھا ہوا کیک۔

جبکہ وہ اس سب کو دیکھ کر خوش کیا ہوتی الٹا زخم ہی تازہ ہوا اور وہ پھر سسک پڑی۔ احان نے اسے لا کر نیچے اتارا۔

،،آسی،،،پلیززززز،، ائم سوری یار

احان اسے پھر روتا دیکھ پریشان ہوا تھا۔ اور اسے کندھوں سے تھاما۔

Let's make them memorable by enjoying these beautiful moments،،،

احان نے اس کے کان میں دھیمی سی سرگوشی کی۔

،،کونسے مومنٹس کی بات کر رہے ہیں،، تین دن ہوئے گزر چکی برتھ ڈے ویسے بھی اس دن کچھ بھی ایسا نہیں ہوا تھا جو اہم ہو،، اب یہ چونچلے کس لیے آخر،،، وہ خود ترسی اور خود اذیتی کا شکار تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جانتا ہوں تین دن پہلے تھی،، وہ موقعے گزر گئے،،، مگر ہم ان قیمتی لمحات کو ،،بھر پور طریقے سے دوبارا بھی تو جی سکتے ہیں

احان کہتے ہوئے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے ٹیبل تک لایا۔

،،،کیک کاٹو آساوری احان خان

آساوری کے پہلو پہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کا دباؤ بڑھاتا وہ اس کے کان کے قریب بوجھل لہجے میں بولا تھا۔ اس کی سانسوں کی نرم گرم سی تپش سے آساوری کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی ہوئی۔

نہیں کاٹو گی،، لاکھوں لوگ اس دن پیدا ہوئے تھے،، اگر میں ہو گئی تو اس ،،،،میں انوکھا یا خوشی منانے کے قابل کیا ہے احان

اس کے کربناک نم لہجے نے احان کو بے چین کیا۔

مت کاٹو،، میں ویسے بھی اس دردناک دوری کے بعد تمھارے قربت کے لیے ،،،مر رہا ہوں،، اسی لئے وقت برباد نہیں کرنا چاہتا

وہ اس کے کندھوں کو اپنی آہنی گرفت میں لیتا معنی خیزی سے بولا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ مجھے پریشان کر رہیں ہیں احان،،، وہ مچلی۔

،،،میں تمھیں منا رہوں ہوں جانِ احان

کندھے پر اپنے لب رکھتے احان نے اسے یاد دہانی کروائی۔ اس کے اس شدت بھرے انداز پر وہ کسمسائی۔ تب احان نے اس کی پشت سے ہی اس کا ہاتھ تھام کر ٹیبل پر پڑی چھری تھامی اور ریڈ ویلوٹ کیک پر ایک چھوٹا سا کٹ لگا دیا۔

ہیپی برتھڈے جان احان،، تم سوچ نہیں سکتیں کہ تم کب سے اور کتنی اہم اور ضروری ہو میرے لیے،، تم تو اس وقت اس سبز راکشس کی سانسوں میں بس گئیں تھیں جب شاید صحیح طرح سے محبت کا مفہوم تک نا معلوم اس پتھر دل کو،،، برسوں تمھارے ہجر کی آگ میں سلگا ہوں میں،، تمھیں کھو دینے کے دکھ سے برسوں اذیت جھیلی ہے میں نے،،، تو سوچو جانِ احان تم کس قدر اہم ہو میرے لیے،، رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب تر پایا ہے میں نے تمھیں،، اسی لئے وہ دن میری زندگی کا اہم ترین دن کیوں نا ہو گا جس دن تم ،،،،،،،،،،،،مجھ ادھورے کو مکمل کرنے اس دنیا پر آئیں تھیں،، ہاں ،،،، بولو

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے ہاتھ کی انگلی سے کیک کریم دھیمے سے اس کے گالوں پر لگا کر بوجھل لہجے میں کہا تو آساوری اپنی جگہ پر ساکت سی رہ گئی۔ تب آساوری نے پیچھے مڑی اور اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر پھر رو پڑی۔

بہت ظالم ہیں آپ احان،،، ہر مرتبہ میرا دل دکھاتے ہیں،، ہر مرتبہ مجھے ،،ہرٹ کرتے ہیں

،،،،،آئم رئیلی ویری سوری

احان نے اس کی پیٹھ رب کی۔ نیلے رنگ کی ساڑھی میں وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔ احان نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے اسے اپنے سینے میں بھینچا تو وہ خود میں سمٹ گئی۔ آہستگی سے اس کے سینے سے بھیگا سرخ چہرہ نکالا۔ احان نے اس کے چہرے سے وہ قیمتی موتی اپنے ہونٹوں سے چنے۔

،،،مجھے کیک کھانا ہے آسی

احان نے بوجھل لہجے میں کہا۔ پہلے تو وہ اپنی ہی دھن میں مگن غور نا کر پائی مگر اب جب احان نے اسے اس آدھے ادھورے نام سے پکارا تو وہ اپنی جگہ

CLASSIC URDU MATERIAL

پر ہل کر رہ گئی۔ آساوری نے پیچھے مڑ کر کاٹا گیا کیک کا ٹکڑا اٹھانا چاہا تب احان نے اسے تھام کر پھر اپنی جانب گھمایا۔

،،آؤں اونہوں،،، مجھے ریڈ ویلوٹ کیک نہیں بلو ویلوٹ کیک کھانا ہے

احان نے اس کے رخسار پر لگی کریم کی جانب دیکھتے ہوئے گھمبیرتا سے کہا تو آساوری کے وہی رخسار دہکنے لگے۔

مم،،، میں نہیں ہوں ناراض آپ سے،، اب مجھے واپس چھوڑ کر آئیں،، مما ،،پریشان ہو رہی ہوں گی

آساوری نے اس کی بات نظر انداز کرتے اس کی شرٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔ اب ان سبز آنکھوں کی چمک اور ان سے پھوٹتے شراروں کی سلگتی تپش برداشت کرنا محال تھا۔ احان نے دھیمے سے جھک کر وہ کریم اپنے لبوں میں مدغم کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں پریشان ہوں گی مما،،، انھیں معلوم ہے کہ ان کی بہو ان کے بیٹے کے قبضے میں ہے،،، اور انھیں ان کا پوتی یا پوتا دینے کی تیاریوں میں مصروف ہے ،،،تو تب تو وہ بلکل پریشان نہیں ہوں گی

احان نے جھک کر اس کے کانوں میں زومعنی بات کی آساوری اب اس کے انداز و اطوار سے سچ میں گھبرائی تھی۔

میں اپنی روٹھی ہوئی بیگم کو منانا چاہتا تھا تو جاننا چاہتا ہوں اپنی کوشش میں ،،،کس حد تک کامیاب ہوا ہوں

احان نے اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا۔ آساوری نے تڑپ کر اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھری۔

نہیں ہوں میں ناراض،، اب دور ہٹیں شرافت سے،،، آساوری نے کہتے اسے کندھوں سے تھام کر خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔مگر یہ محض ایک کوشش ہی تھی۔ وہ اس پر پوری طرح جھکا آنکھیں موندے اس کے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،رائٹ،، تو اب شکوہ شکایت کرنے کی میری باری

احان نے اطمینان کہا تو آساوری نے تحیر سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا،،، آساوری نے آئبرو اچکائی۔ احان نے اسی آئبرو پر اپنے سلگتے لب رکھ دیئے۔

،،یہ بتاؤ جانِ احان کے ناراض ہو کر مجھ سے دور جانے کی گستاخی کیوں کی تھی

،،، تین دن،، جانتی ہو یہ تین دن میں نے کس اذیت میں گزارے

احان نے اس کی کمر پر گرفت سخت کی تو آساوری کے ہوش اڑنے لگے۔

،،آپ بھی تو مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور اتنے اتنے دن باہر گزارتے ہیں میں نے تو شکوہ نہیں کیا آپ سے،،، وہ اس کی آہنی گرفت میں مچلی اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بول ہی دیا۔

،،،میری تو مجبوری ہے باہر رہنا،، تمھاری کیا مجبوری تھی

احان نے اسے لاجواب کرنا چاہا۔

،،،آپ کو سزا دینا

CLASSIC URDU MATERIAL

ادھر بھی سکون سے جواب دیا گیا۔

،،،آں ہاں،،، تو اب اس سزا کا ہرجانہ بھرنے کو بھی تیار ہو جاؤ جانِ احان

احان نے بوجھل سرگوشی میں کہتے اس کی رخسار پر ایسی گستاخی کی کہ آساوری تڑپ کر رہ گئی۔ اس کے اچھلنے پر احان گہرا مسکرایا۔

،،،پتا ہے ناں پنگا لینے پر ہرے راکشس کھا بھی جاتے ہیں

احان نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے کہا تو آساوری کی ساری بہادری اڑنچھو ہو گئی۔

،،،مجھے بھوک لگی ہے

اس کے تیور دیکھ کر وہ جھنجھلائی۔ احان نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی شدت بھری گرفت سے آزاد کیا۔ اور صوفے پر بٹھایا۔ احان نے اپنے ہاتھوں سے اسے کیک کھلایا۔

بہت ویک ہو رہی ہو تم،، اپنا بلکل خیال نہیں رکھتیں،، رپورٹس چیک کر چکا ہوں ،، وہ تو بلکل نارمل تھیں،، احان نے بغور اس کا سر تا پا جائزہ لیتے ہوئے

CLASSIC URDU MATERIAL

کہا تو اس کے اسطرح دیکھنے پر آساوری کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔

،،میں تو شروع سے ایسی ہی ہوں،، اب آپ کو نئے نئے وہم ستا رہے ہیں

آساوری نے اب اس کو کیک کھلاتے ہوئے کہا۔

،،،میں نے سنا ہے کہ وہ ٹمپریچر بھی میری دوری کی وجہ سے کسی کو ہوا تھا

احان نے بظاہر سنجیدگی سے کہا تھا مگر سبز آنکھوں کی چمک دل ہلا دینے والی تھی۔ وہ کیک کھا چکی تو اہلیان نے اس کے گرد بازو حمائل کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ آساوری نے اپنا سر اس کے سینے پر رکھ لیا۔

جس سے بھی سنا بہت غلط سنا ہے آپ نے،،، آساوری نے پھر اس کی شرٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتے لاپروائی سے کہا۔

اچھا تو پھر یہ کیا ہے،،، احان نے ہنسی دبا کر کہتے اپنے موبائل میں ایک ویڈیو پلے کی۔ جس میں وہ ہلکے پھلکے سٹیپ لیتی اپنے پیار کے انتظار کا ببانگِ دہل اعتراف و اعلان کر رہی تھی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چانجر دی پاواں چھنکار

نیناں چوں ڈلدا خمار

لگا اے دل نوں انتظار

آوے گا کدوں میرا پیار؟

ماہی جدوں ملے گا میں جان کے نئیں بولنا

ہونٹاں دی کتاب نوں میں چھیتی نئیں کھولنا

ہساں گی فیر بار بار

مِنتاں کراواں گی ہزار

CLASSIC URDU MATERIAL

خوشیاں دی وسے گی پھوہار

آوے گا کدوں میرا پیار

،،،،احان پلیز

وہ اپنے کارناموں سے عاجز آ چکی تھی جو ہمیشہ اس کے آگے آ جاتے تھے تبھی شرم وحیاء کے مارے اس کے کشادہ سینے میں منہ چھپا لیا جیسے کوئی سنگین جرم سرزد ہو گیا ہو۔ احان قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

تو میڈم ہزار مِنتیں کروانے کے موڈ میں ہیں،،، احان نے اس کے گرد اپنی بانہوں کا گھیرا مزید تنگ کیا۔

،،احان پلیز،، تنگ مت کریں

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنے سینے میں سے جھنجھلائی سی آواز آئی تو ایک جاندار مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھلی۔ احان نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالا اور بغور اسے دیکھا۔ احان کی نگاہوں کا فوکس محسوس کر کے اس کا ماتھا پھر سے پسینے سے تر ہو گیا۔ احان نے اپنے دل کی سنتے ان خوشبوؤں میں بھری سانسوں کو اپنی سانسوں کی گرفت میں لیا۔ وصل کے یہ لمحات بے تحاشا قیمتی تھے۔ جنھیں دونوں ہی بھرپور طریقے سے جینا چاہتے تھے۔ معنی خیز خاموشی کا دورانیہ طویل تر تھا۔ احان نے اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور کمرے میں لے آیا۔ آساوری نے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا۔ خود سپردگی کا یہ انداز احان کو مزید مدہوش کر گیا۔ تبھی اس نے پوری طرح خود میں سمیٹ لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ چار پانچ سیکنڈز کی ویڈیو تھی جس نے خضر کا پورا وجود ہلا کر رکھ ڈالا تھا۔ خضر نے علیزے کا نمبر بلاک کر رکھا تھا مگر یہ ویڈیو اس نے ایشان ویڈیو کے موبائل سے سینڈ کی تھی تبھی خضر نے دیکھی تھی۔ ویڈیو میں ایک بالوں کا ڈھیر تھا جو وہ لٹوں کی صورت برش سے نکال کر ڈریسنگ پر رکھ رہی تھی۔

مطلب کے انفیکشن علیزے کے بالوں پر بھی بہت بری طرح اثر انداز ہوا تھا۔ تبھی اس کے سارے بال اتر رہے تھے۔ وہ جو خود کو اتنے دنوں سے چٹانوں کی طرح پتھر دل بنائے پھر رہا تھا یہ منظر دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد دوبارہ میسج رنگ ہوا۔ خضر نے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتے دھڑکتے دل سے میسج اوپن کیا۔

خیال کیجئے کہیں مر نا جائیں ہم

بہت زہریلی ہیں خاموشیاں آپ کی

CLASSICURDUMATERIAL

خضر نے اپنے لب بری طرح کچلے۔ ضبط کی انتہا تھی۔ اس کے ماتھے کی رگیں پھول چکیں تھیں۔ اذیت لہو بن کر رگوں میں دوڑ رہی تھی۔ یہ محبت کا وہ زیر تھا جس کا تریاق بھی تو نہیں تھا کسی کے پاس۔

ایک مسیج رنگ دوبارا ہوئی تھی۔ خضر کا دل کیا اس پوری دنیا کو آگ لگا دے۔ اب جب سب کچھ ختم ہو گیا تھا تو وہ کیوں دبی چنگاری کو ہوا دینا چاہتی تھی۔ کیوں اذیتوں کے نئے باب رقم کرنا چاہتی تھی۔ خضر نے مسیج اوپن کر کے دیکھا تو اس لگا اس ک پورا وجود بھانبھڑ بن کر جل رہا ہے۔

اچھا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ اپنی بالوں کی اس بدصورتی کی وجہ سے تمھاری"" ،،،نگاہوں میں اپنے لئے نفرت و حقارت نہیں دیکھ پاتی،، سچ میں مر جاتی

خضر کو لگا اس کا وجود اور اس کی محبت آج جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس نے فون دیوار سے دے کر مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب خضر کو لگا کر اس کا دل یا دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی تو جارحانہ تیور لیے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا تھا۔ گاڑی میں بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگائی۔ گاڑی اب ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ خضر نے بہت ریش ڈرائیونگ کی تھی۔ کچھ دیر میں وہ وائیٹ پیلس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈرائیو وے پر تھا۔ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہ اپنے کمرے کی جانب گیا تھا۔ رستے میں اسے ایشان ملا۔ ایشان کی آنکھوں میں خوشگوار حیرت تھی مگر اس کے تاثرات اور انداز دیکھ کر دل جیسے اپنی جگہ پر ساکت ہوا تھا۔ خضر نگاہیں چراتا اسی طرح اپنے کمرے میں گیا تھا۔ دھاڑ سے دروازا کھول کر وہ جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ سکارف سر پر لپیٹے بیڈ پر گھٹنوں میں چہرہ دیئے بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ مگر آہٹ پر آنسوؤں سے تر چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا اور اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی۔ خضر نے اپنے پیچھے دروازا بند کیا اور قدم قدم چلتا اس تک پہنچا۔

اس کی حالت اور چہرے کے تاثرات دیکھ کر علیزے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوئی تھیں۔۔ خضر کی لال انگارا آنکھیں اور ان میں عجیب سے شعلے بھڑک رہے تھے۔

خضر نے لپک کر قریب آتے اس بازو سے کھینچ کر بیڈ سے نیچے گھسیٹا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ کر اسے دیوار سے لگایا۔)علیزے نے

CLASSIC URDU MATERIAL

بھیگی پلکیں اٹھا کر اس ستمگر کو دیکھا کہ جب اسے سب سے زیادہ اس کی (ضرورت تھی۔ تو وہ اسے چھوڑ کر اس سے دور چلا گیا تھا۔

،،یہ لیں،، نہیں گیا چھوڑ کر،، واپس آ گیا

خضر نے کہتے ہاتھ بڑھا کر اس کا سکارف نوچ کر نیچے پھینکا۔۔ علیزے کے تمام بال اتر چکے تھے بس سر سے دو دو انچ لمبے چھوٹے چھوٹے بال تھے جو باقی تھے۔ نیچے سے تمام بال جیسے جل کر جھڑ گئے تھے۔

،،،یہ لیں دیکھ لی آپ کی یہ بدصورتی بھی

خضر نے کہتے اپنی لال انگارا آنکھیں اس کی بھیگی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔

،،،،اب میری ان آنکھوں میں اپنے لئے نفرت یا حقارت ڈھونڈ کر دکھائیں

علیزے نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے ان دونوں تاثرات کا شائبہ تک نا۔ملا تبھی ایک مرتبہ پھر اس کی عشق کی انتہا کو دیکھ علیزے نے اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیکھ تھے۔ وہ بلک بلک کر رو دی۔

،،،،خضر،،،،مم،،،، مجھے لگا

CLASSIC URDU MATERIAL

شٹ اپ،،،،،، وہ دھاڑا تھا۔

دوسروں کے جزبات کو اپنے جذبات جیسا جھوٹا اور چھوٹا سمجھا ہوا ہے کیا،،،؟؟ کہ جب دل کیا منہ اٹھایا اور اپنے پیروں تلے روند دیا،، میری محبت کم از کم آپ جیسوں کی محبت جیسی نہیں ہے ،، یہ سوچیں آپ کے انتہائی گھٹیا اور چھوٹے دماغ کی پیدوار ہیں اور کچھ نہیں،، اسی لئے مجھے خود سے کمپئر تو ،،کرنا ہی مت،، سمجھیں آپ

وہ پھنکارا تھا۔ علیزے بری طرح کھانسی تو خضر نے اس کی گردن کو اپنی شدت بھری گرفت سے آزاد کر دیا۔۔ وہ پیچھے ہٹنا چاہتا تھا مگر علیزے نے تیزی سے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپایا تھا۔

ائم سوری ،، ائم رئیلی ویری سوری،،، مجھے معاف کر دو پلیز،،،میں مر جاؤں گی ،،تمھارے بغیر،،، آئی نیڈ یو،،، آئی رئیلی نیڈ یو خضر،، مت چھوڑ کر جاؤ مجھے ،،،پلیز،، تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں،،، مجھے چھوڑ کر مت جاؤ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بلک بلک کر روتی جانے کیا کیا کہے گئی۔ مگر آج اس نے وہ الفاظ ادا کر کے خضر جبران کی محبت کو پھر سے ارزاں کر دیا تھا ایک مرتبہ پھر سے اس کے دل و روح کے بخیے ادھیڑ ڈالے تھے۔

خضر نے اسے بازوؤں سے دبوچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

،،،میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا علیزے ایشان کبیر،، کبھی نہیں

وہ چلا کر کہتا اسے بیڈ پر پٹخ گیا۔ خود جیسے آیا تھا ویسے ہی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ تو چلا گیا مگر علیزے کی ہچکیاں پوری رات اس کمرے کے ماحول کو سوگوار کرتی رہیں۔

وہ بھی واپس آ کر ماہی بے آب کی طرح تڑپتا پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔ بڑی مشکل سے سنبھالا تھا اس نے اپنے آپ کو۔ نہیں تو آج کچھ کر ہی بیٹھتا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فجر سے کچھ دیر قبل ہی امن نے اسے اپنی محبت بھری قید سے آزادی بخشی تھی۔ امن آریان پاشا نے آج اسے اچھی طرح باور کروایا تھا کہ وہ واقعی اس کی نس نس ،، سانس سانس میں معجزا رچی بسی تھی۔

امن نے اس کی جانب دیکھا وہ اس کی جانب سے رخ دوسری جانب موڑے گہری نیند میں تھی۔

،،،،جزا اٹھو نماز کا وقت ہو گیا

امن نے پیار سے اسکے پچھلی گردن پر لب رکھ کر مدہوشی بھرے انداز میں اسے جگایا تو وہ نیند سے بے حال کسمسا کر رہ گئی وہ ایک بار پھر خود میں سمٹی تھی۔

،،،کوکومو اٹھو،،نماز کا وقت ہے

امن نے اس کے بازو گدگدائے اور گھمبیرتا سے بھرپور سرگوشی میں کہا۔ معجزا نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔ جبکہ جواب ندارد پا کر امن نے اسکی گردن پر

CLASSIC URDU MATERIAL

لب رگڑے اور اسے دیکھ کر مسکرایا جو اب جاگ چکی تھی اور اپنا پورا چہرا تکیے میں چھپائے سانس روکنے پر تلی تھی۔۔

امن نے نرمی سے اسکے اوپر سے تکیہ ہٹایا اور مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔۔

معجزہ نے نگاہیں چرائیں صاف ظاہر ہورہا تھا وہ بے تحاشا شرماتے ہوئے گھبرا رہی ہے۔۔ نروس ہورہی ہے۔۔

ریلکیس کوکومو،، کچھ نہیں کہہ رہا میں،، اٹھو جا کر فریش ہو جاؤ،، نماز کا ٹائم ہو رہا ہے نا ،،،،نماز پڑھنی ہے اپنے رب کا شکر ادا بھی تو کرنا اور اپنی آنے ،،،والی پرسکون زندگی کی دعا بھی تو مانگنی ہے

،،،پر مجھے نیند آ رہی ہے،، میں تھک گئ مجھے سونا ہے

وہ سستی بھرے لہجے میں بولی تو نروٹھے پن سے اسے دیکھا۔

ویری بیڈ کوکومو،،، !!!ہمیں ایک مرتبہ پھر جینے کا مقصد ملا ہمیں رب کا شکر ادا کرنا چاہیے،، جتنی بھی نیند آرہی ہے فورا اٹھو اور اٹھ کر نماز پڑھو،، یہ

CLASSIC URDU MATERIAL

،، شیطان ہمیں بہکاوے دیتا ہے،،ء مگر ہم نماز کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتے حتی کہ ہم بیمار بھی ہیں تو بھی نہیں ،، اللہ نے حکم دیا ہے کہ

چاہے تم بیمار ہو ،،، سفر میں ہو ،،،، کسی بھی حالت میں ہو تم نماز ادا کرو"
چاہے وہ بیٹھ کر لیٹ کر یا کسی بھی طرح تمھارے پاس پانی بھی موجود نہیں تو تم مٹی سے وضو کرو اور نماز ادا کرو ،،، نیند سے اٹھ کر جو بندہ یا بندی نماز پڑھتا ہے اللہ اسے بے حد پسند کرتا ہے کوکومو،،،، جو بندہ صبح تہجد ،،، اور فجر کی نماز پڑھتا ہے نا وہ اللہ کا محبوب بندہ ہوتا ہے ،،، اور اب تم میرے ساتھ ،،ہو تو تم تہجد پڑھنے کی بھی عادی ہو جاؤ گی انشاء اللہ

امن نے اسے انتہائی نرمی و محبت سے بچوں کی طرح پچکارتے نماز ادا کرنے کے لیے آمادہ کیا۔

!!!،،امن

!!!،،،جی میری جان

جان نثار کرنے والا انداز تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن آپ تو اللہ کے محبوب بندوں میں شامل ہونگے نااا آپ تو ساری نمازیں ،،،پڑھتے ہیں اور تہجد بھی اللہ آپکو کتنا پسند کرتے ہونگے

معجزہ نے دھیمے لہجے میں بغیر اٹکے بات مکمل کی۔

امن اسکی بات پر کھل کر مسکرایا)اصل سکون تو اب میسر ہوا تھا کہ جس کا گنہگار تھا اسی نے کہ دیا تھا وہ اللہ کا محبوب بندہ ہے تو پھر تو شاید وہ ہو مگر (اللہ کی اللہ ہی جانتا ہے۔

ہو سکتا ہے مگر مجھے تو نہیں پتہ نا،، کیا پتہ ہوں ،،، یا کیا پتہ اللہ مجھ سے" راضی ہی نا ہو ،، مجھے تا حیات انہیں راضی کرنا ہے معجزہ ،،،، مجھے تاحیات ،،،اپنے رب کو پانے کے لیے محنت تگ ودو کرنی ہے

،،،مگر،، آپ کو کیوں نہیں پتہ آپ تو اتنے نیک تہجد گزار ہیں

معجزا نے اچھنبے سے پوچھا۔

اگر اللہ ہمیں یہ بتانے لگ جائے تو یقین مانو ہم مغرور ہو جائیں اور پھر اللہ" ،،سے دور،، اس لیے اللہ ہمیں اپنے قریب رکھنے کے لیے یہ سب نہیں بتاتا

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے مجھے لگتا ہے شاید ہاں،،، میرا رب مجھ سے راضی ہوگیا ہے کیونکہ،،تم جو ،،،مجھے مل گئ ہو میری ریاضتوں کے اتنے بڑے اجر کے طور پر،، ہے ناں

وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا بے حد پیار سے بولا وہ گہرا مسکرائی۔۔

چلو اٹھو نماز کا ٹائم جا رہا ہے فریش ہو کر آؤ،، امن نے کہتے نرمی سے اس کا گال تھپتھپایا تو معجزہ نے اثبات میں سر ہلایا اور اچھے بچوں کی طرح اٹھ کر فریش ہونے چلی گئ۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ باوضو واش روم سے باہر آئی۔ اس کے بعد امن واش روم گیا اور کچھ ہی دیر میں باوضو باہر آیا تو جزا بیڈ پر سفید ڈریس میں سفید حجاب لیے بیٹھی تھی۔۔ امن اسکا کھلا کھلا پرسکون چہرہ دیکھ کر مسکرایا اسے دیکھ کر اس کی خود کی آنکھوں میں سکون اترتا تھا۔

کیا ہوا جزا نماز پڑھ لی تو آرام کرو،،، امن نے اسے ادھر ہی بیٹھے دیکھ کر نرمی سے کہا

معجزہ نے اسے دیکھا

میں نے تو نہیں پڑھی ابھی نماز،،، معجزا نے دھیمی آواز میں کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں،،؟؟؟؟

امن نے حیرت سے اسے دیکھا ٹائم جا رہا تھا۔۔

،،وہ امن،،،!!! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنی ہے

اس نے پہلو بدل کر کہا۔ امن کے لبوں کو جاندار ڈی مسکراہٹ نے چھوا۔

تب وہ آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ جائے نماز پر کھڑا کیا۔

معجزہ نے اسکی امامت میں بے حد سکون، تسلی اور آرام سے نماز پڑھی۔ نماز تو وہ ویسے بھی پڑھتی تھی مگر جو سکون آج اسکی امامت میں نماز پڑھ کر آیا تھا وہ کبھی نہیں آیا۔ اور پھر کتنی تسلی اور آرام سے اسنے نماز ادا کی تھی کوئی جلدی نہیں تھی ٹائم جا رہا تھا مگر یوں لگا ٹائم تھم چکا ہے۔۔ امن نے سلام پھیرا تو معجزہ نے بھی سلام پھیرا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔ امن نے بے حد خوبصورتی اور خوش الہامی سے دعا مانگی۔ معجزہ آمین آمین کہتی رہی۔۔اینڈ والی دعا پر معجزہ بری طرح سٹپٹائی تھی جبکہ وہ دھیمے سے مسکرایا تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اے میرے رب مجھے جب بھی اولاد جیسی نعمت سے نوازنا تو تین تین کوکومو ،،جیسی بیٹیوں سے نواز کر جنتیوں میں شامل کر دینا

،،،،،امن

وہ آمین کہنے سے پہلے بوکھلایی تھی۔ جبکہ امن نے دانتوں تلے زبان دبائی اور پیچھے مڑا۔

آوں اونہوں،،، کوکومو بری بات،،، سہی سے دعا مانگو،، سب پر آمین آمین !!!،،،سوائے یہ لاسٹ والی کے استغفرُللہ ،،،

اسکے معصوم انداز پر وہ قہقہ لگا کر ہنس دیا۔

،،،آپ الٹی سیدھی دعائیں مانگ رہے ہیں،، میں نہیں بولوں گی آمین

معجزا نے منہ بسورا۔

وہ مسکرایا اور آیت الکرسی پڑھ کر پیار سے اسپر پھونک مارتے اسکا ماتھا چوم گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور بے شک بیوی کا ماتھا چوم کر اپنے پیار کا اظہار کرنا سنت نبوی صلی اللہ")
("علیہ وسلم ہے

دعا مانگ کر امن نے اسے بازو سے تھام کر جائے نماز سے اٹھایا اور جائے نماز خود فولڈ کر کے الماری میں رکھ دی۔

امن پیچھے مڑا تو وہ دوبارہ بیڈ پر نیم دراز تھی۔ آنکھوں میں نیند کا خمار تھا۔ امن بھی واپس بیڈ تک آیا اور بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ معجزا نے جان بوجھ کر اپنی آنکھیں زور سے بھینچ لیں۔ اور اس کی احتیاطی تدابیر کی یہ حرکت امن کی نگاہوں سے مخفی نا رہ سکی۔ امن کے لبوں پر مسکراہٹ مچلنے لگی۔ تب ہاتھ بڑھا کر اسے پھر سے اپنی دسترس میں لے لیا۔ معجزا بوکھلائی تھی۔

،،،امن،،، مم،، مجھے نیند آ رہی ہے

وہ منہ بسور کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

،،تو میں کونسا تمھیں کبڈی کھیلنے کے لیے کہہ رہا ہوں

امن نے بے حد شرارت سے کہا تو وہ خود میں سمٹ گئی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،پرسکون ہو کر سو جاؤ جزا

امن نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

دن کے نو بجے کا وقت تھا جب دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ معجزا جو کہ جاگ گئی تھی اور اب اپنے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔ ناقدانہ جائزہ لیتے کمرے کو دیکھا۔ مسہری اور بیڈ کی سلوٹوں کے علاوہ کچھ بھی ایسا نہیں تھا جو گزری رات کے راز عیاں کر دیتا۔ معجزا پھر بھی دروازے کی جانب بڑھتی لرز گئیں تھیں۔ اس نے دھیمے سے دروازا کھولا تو سامنے شفا کھڑی۔

،،اسلام وعلیکم مما

معجزا نے گھبرا کر سلام کیا اور انھیں اندر آنے کا رستہ دیا۔ اس کے نازک و ملائم وجود سے پھوٹتی ایک الوہی خوشبو، چہرے کی چمک اور مختلف رنگوں سے سجے معصوم و حسین چہرے نے ساری داستان جیسے عیاں کی تھی۔ شفا نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا اور چٹا چٹ چوم ڈالا۔ پھر شفا نے ایک خوشگوار ترین منظر دیکھا جب اپنے بیٹے کو برسوں بعد گہری پرسکون نیند سوتے

CLASSIC URDU MATERIAL

ہوئے پایا۔ وہ حیران سی بیڈ کے قریب گئی اور امن کے ماتھے سے اس کے بکھرے بال ہٹا کر غور سے اس کا چہرہ دیکھا وہ واقعی گہری نیند میں تھا۔ شفا کا دل کیا پوری دنیا میں اعلان کر دے سب کو چیخ چیخ کر بتائے کہ برسوں کے تھکے ہارے اس مریضِ عشق کو سکون کی نیند نصیب ہو گئی ہے۔

،،،مما ،، کیا ہوا

شفا کو مسلسل امن کو دیکھتے پا کر اس کے بال سہلاتے اور مسکراتے ہوئے معجزا نے کنفیوز ہو کر پوچھا۔)یوں بھی وہ اپنے ہی وجود سے پھوٹتی اس مہک اور رنگوں بھری قربت کو کب چھپا پا رہی تھی تبھی بوکھلائی ہوئی تھی۔ شفا نے جھک کر امن کا ماتھا چوما تو امن نے مسکراتے ہوئے دھیمے سے آنکھیں کھول دیں۔ اور احتراماً جلدی سے اٹھ بیٹھا۔

کیا ہوا ہے مما،،، بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراتے پوچھا اور ایک نظر معجزا کے ہوائیاں اڑے چہرے کی جانب دیکھا تو لب بھینچ کر ہنسی دبا گیا۔

تم سو رہے تھے امن،،،؟؟؟ شفا نے کنفرم کرنا چاہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یس مما ،،، امن نے اب بھی لب دبائے ہوئے تھے۔

یہ کب ہوا،،، شفا نے حیران ہو کر پوچھا۔ تو امن کی نگاہ ساختہ شفا کے پیچھے کھڑے اس چھوئی موئی سے وجود پر پڑی جو اپنے دانتوں میں یوں اپنے ناخن کتر رہی تھی کہ جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔ امن کو اس کی صورتحال پر مزید ہنسی آئی مگر بڑی مشکل سے پی ہی گیا۔

اللہ پاک کا کرم ہے مما،، الحمدللہ جس نے سکون و راحت جیسی نعمتوں سے" ،،نواز دیا ہے

امن کے چہرے پر طمانیت بھری مسکان سجی دیکھ کر شفا نے اس کا ماتھا چوما تھا۔

خوش رہو آباد رہو،،، شفا کا دل بھی سجدہ شکر کرنے کے لیے بے تاب ہونے لگا۔

مما آپ ہمیشہ میرا ماتھا ہی چومتی ہیں کوئی خاص وجہ،،؟؟؟ امن کی آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی۔ معجزا نے گڑبڑا کر اپنی بکس میں منہ دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارا یہ مہراب مجھے بہت پسند ہے،، شفا نے سچ بتایا۔"

،،،آں ہاں،، آپ کی بہو کو بھی بہت پسند ہے

امن نے معجزا کی پسندیدگی کی ہانڈی بیچ چوراہے پھوڑی تو معجزا کو کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملی۔ شفا امن کا مزاق سمجھ کر اور معجزہ کی حالت دیکھ کر قہقہ لگا کر ہنس پڑی۔

،،،،اس کا مطلب میری بہو بھی ہمیشہ تمھارا ماتھا ہی چومتی ہے،،، ہے ناں

شفا نے اطمینان سے کہا۔

وہی تو بیوٹی فل لیڈیز،،، مجھے ڈر ہے کہ روز محشر اللہ تعالیٰ کو دکھانے سے پہلے ،،،کہیں آپ لوگ ہی نا گھسا دیں اسے

امن نے ہنسی دباتے ہوئے کہا تو شفا قہقہ لگا کر ہنس پڑی معجزا ڈریسنگ روم میں جائے فرار حاصل کی۔ شفا اور امن دیر تک ہنستے رہے۔ آریان کمرے میں آیا تو یہ خوشگوار ترین منظر دیکھ کر اسے بھی حیرت ہوئی تھی۔ بڑے عرصے اور انتظار کے بعد خوشیوں نے در پر دستک دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،کیا بات ہے بھئی،، ماں بیٹے میں کونسے راز ونیاز چل رہے ہیں

آریان بھی قریب آیا تھا۔

وہ،،، شفا نے کچھ کہنا چاہا۔

،،،مما

امن نے انھیں پیار بھری گھوری سے نوازا۔

مگر اس کے پہلو بدلتے رہنے کے باجود شفا نے ساری بات من وعن آریان کو بھی سنا دی تو وہ بھی قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔ وہ دیر تلک پھر باتیں کرتے رہے۔

،،،معجزا کو لے کر باہر آؤ،، ناشتے پر پنکی دادو انتظار کر رہی ہیں

آریان اور شفا اسے کہتے کمرے سے باہر نکل گئے۔ وہ مسکراتا ہوا ڈریسنگ میں آیا جہاں وہ منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔

،،،،جزا

بات مت کریں مجھ سے،،، وہ جھنجھلائی اور اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا۔

امن قریب آیا اور اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ ہٹائے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،خاموش رہنے کو بھی تو کوئی بہت خاص وجہ ہونی چاہیے ناں کوکومو

امن نے اس کے لبوں کے قریب اپنے لب لا کر دھیمے سروں میں سرگوشی کی تو معجزا بوکھلا گئ۔

نن،، نو ،،، میں بات کر تو رہی ہوں آپ سے،،، وہ روہانسی ہوئی۔

خفا کیوں ہو،،، امن نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش معتبر کیا۔

،،،آپ نے مہراب والی بات کیوں بتائی

اس نے پھر منہ بنایا۔

میں نے کیا جھوٹ کہا،،؟؟ امن نے معصوم سی شکل بنا کر پوچھا۔

نن،، نہیں،، بلکل سچ کہا،،، لل لیکن مما کو کیوں بتایا،،، وہ جھنجھلاتی ہوئی سی تھی۔

اور تم نے رات والی بات مما کو کیوں بتائی،،؟ امن نے بظاہر سنجیدگی سے کہتے اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑتی دیکھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کک،، کب ،،، کیا،،، میں نے تو کچھ نہیں بتایا،،، امن کے شوشے پر وہ پوری طرح کانپنے لگی تھی۔ تب وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ مگر وہ پگلی اب بھی اسے سچ ہی مان رہی تھی۔ تبھی روہانسی ہو کر اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

،،،امن میں باہر نہیں جاؤں گی

وہ رو دینے کو ہوئی۔

مزاق کر رہا تھا جزا،، ایسا کچھ بھی نہیں ہے،، پنکی دادو بریک فاسٹ پر انتظار ،،،کر رہی ہیں،، ہمیں بلایا ہے،، اب چلو

امن نے اسے سمجھا بجھا کر اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر کمرے سے باہر گیا۔

ساحر دھیمے قدموں سے چلتا کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر کمفرٹر میں دبکی اب بھی گدھے گھوڑے بیچ کر گہری نیند سو رہی تھی۔ ساحر نے ایک سرد سی آہ بھری۔ اور بیڈ کے قریب کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔ آ

CLASSIC URDU MATERIAL

ج صبح انھیں تقریباً دس بجے کے قریب جنگل سے ریسکیو کیا گیا تھا۔ واپس آنے پر دونوں نے پھر سے فریش ہو کر کپڑے چینج کیے تھے۔ اس کے بعد وہ کھانا کھا کر سو گئے تھے۔ ساحر تو پانچ گھنٹوں کی بھرپور نیند لینے کے بعد اٹھ گیا تھا۔ مگر وہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی جبکہ رات کے نو بج چکے تھے۔ جاگتے ہوئے جو وہ بھوکی شیرنی بنی رہتی تھی۔ سوتے ہوئے اتنی ہی کسی بلی کے بچے کی طرح کیوٹ اور بے تحاشا معصوم لگتی تھی۔ ساحر کے دماغ میں اب تک وہ گزشتہ رات کے مناظر لہرا رہے تھے جب اس کی شیرنی نے خود اپنے آپ کو حیوان کے سپرد کر دیا تھا۔۔ ساحر کے لیے وہ بہت قیمتی لمحات تھے۔ کیونکہ وہ جو محبت کی میم سے آشنا نہیں ہونا چاہتا تھا اس بے حس اور اموشن لیس حیوان کی رگوں میں کب وہ خون بن کر سرایت کرنے لگی اسے پتہ ہی نا چلا۔

ساحر اسے دیکھے گیا۔ اس کی دہکتی پر تپش نگاہوں کا حجاز تھا کہ فلزہ نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں۔ مگر بیڈ کے قریب کرسی پر اسے ایستادہ یوں اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ جانے کیوں مگر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بہت اچھا کیا زی بےبی جو اب تک سو کر دن میں ہی اپنی نیند پوری کر لی تم ،،،،،نے کیونکہ رات کو تو پھر

وہ اپنی ٹون میں واپس آتا زو معنی بات کرتے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ گیا۔

فلزہ بات کا مطلب سمجھتی بری طرح تلملائی تھی۔ مگر پھر بھی جان بوجھ گویا ہوئی۔

کیا،،؟؟؟ رات کو تو پھر کیا،،؟؟"

وہ پھنکاری۔

،،،میں پھر نہیں سونگ دوں گا تمھیں

اطمینان سے جواب آیا تو فلزہ نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

،،،تم پاگل ہو گئے ہو

کہتے ہوئے وہ بیڈ سے اتری۔ بھوک سے برا حال تھا۔ وہ اسے اگنور کرتی کمرے سے باہر نکلی۔ ساحر بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے آیا۔ فلزہ کو گھر

CLASSIC URDU MATERIAL

میں کچھ غیر معمولی لگا تھا تبھی اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ ساحر نے اس کی حیرت نوٹ کی مگر خاموش رہا۔ فلزہ جلدی سے فوزیہ بیگم اور پھر عائشہ کے کمروں میں جھانک کر آئی۔ مگر وہ خالی تھے۔ صبح بھی اسے کوئی نظر ہی نہیں آیا۔ وہ تو تکلیف اور تھکاوٹ کی وجہ سے اس نے زیادہ غور ہی نہیں کیا۔ اور نا پوچھا۔ اب جب کہ وہ پوری طرح صحت یاب ہوگئی تھی تو ان کی غیر موجودگی نے اسے حیران و پریشاں کر دیا۔

ساحر آنٹی ، عائشہ اور داشو نہیں ہیں گھر میں،،، کدھر گئے ہیں وہ لوگ؟؟؟"

فلزہ نے اس کے قریب آتے اب اس سے پوچھ ہی لیا۔

وہ دراصل نھیں معلوم تھا کہ کپل کی نئ نئ انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہے تو وہ ہمیں ،،،پرائیویسی دینا چاہتے ہوں گے اسی لئے چلے گئے ہوں گے

ساحر نے ڈائننگ ٹیبل کے قریب جا کر سیب اٹھا کر منہ میں رکھتے غیر سنجیدگی سے کہا۔

CLASSICURDUMATERIAL

بکواس،، اگر تم مجھے میرے سوالوں کا ڈھنگ سے جواب دو تو شاید میں "
تمھارے ساتھ نارمل ہو جاؤں،، وہ دانت پیس کر بولی۔ تب ساحر نے اس کی
جانب نرم سی مسکراہٹ اچھالی۔

کیوں ہائپر ہو رہی ہو جانِ حیوان،،، اب بہو پاکستان واپس جائے گی تو اس کے
استقبال کے لئے اس کے سسرال والے پہلے سے ہی وہاں موجود ہونے چاہیں
،،،ناں

ساحر نے اطمینان سے کہا تو فلزہ کی سبز آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

،،،وہ لوگ پاکستان چلے گئے ہیں

،،،ہاں

،،،میں کب جاؤں گی

یہ پوچھتے فلزہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔)حالانکہ یہ تو طے تھا کہ اسے ایک
نا ایک دن واپس جانا ہے۔ مگر اب؟؟؟ جب کو وہ اسے اپنا سب کچھ سونپ
(بیٹھی تھی۔ فلزہ کو لگا اس کا دل ڈوب جائے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،جلد ہی بتا دوں گا

اب کی بار ساحر نے سنجیدگی سے کہا تھا اس کی جانے کے نام پر وہ بھی تو بے چین ہو اٹھا تھا۔ فلزہ کچھ لمحوں تک تو کچھ بول بھی نہیں پائی تھی۔

،،،اچھا چلو چھوڑو،، کل کی کل دیکھی جائے گی،، ابھی آؤ کھانا کھاؤ

ساحر نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر جانے کیوں فلزہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ ساحر نے اس کا غم وغصے سے تمتماتا چہرہ دیکھا۔

فلزہ اسی طرح چیئر گھسیٹ کر بیٹھی اور چند نوالے زہر مار کیا۔ ساحر اس کا ایک ایک تاثر دیکھے گیا۔ بہت جلد وہ چیئر گھسیٹ کر اٹھ بیٹھی تھی۔

زی،، ساحر نے اسے پکارا۔ مگر وہ رکی نہیں۔ ساحر نے آنکھیں زور سے بھینچ کر اپنا غصّہ ضبط کیا اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر اس کے پیچھے لپکا۔ فلزہ تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کم از کم اس وقت اس کے منہ نہیں لگنا چاہتی تھی تبھی یہ محسوس کر کے کہ وہ اس کے پیچھے آ رہا ہے جلدی سے دروازا بند کرنا چاہا۔ مگر ساحر نے بجلی کی سی تیزی سے دروازے میں اپنا پاؤں اڑا کر اس

CLASSIC URDU MATERIAL

کی کوشش ناکام بناتے اسے پیچھے دھکیلا۔ خود اندر داخل ہو کر ڈور لاک کر لیا۔ ساحر نے قریب آ کر اس کے بازو دبوچ کر اسے دیوار سے لگایا تھا۔۔

اس غم وغصے،، اور جھٹپٹاہٹ کا میں یہ مطلب سمجھوں کے میری ہری ٹڈی"
،،،اس حیوان سے دور جانے کا سوچ کر ہی غم سے پاگل ہو رہی ہے

ساحر نے ہلکا سا جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی تو فلزہ کا دل کیا ہر چیز تہس نہس کر دے۔

،،،،،گو ٹو ہیل ود یور

وہ پھنکاری تھی مگر بات ادھوری چھوڑنی پڑی کے حیوان نے اسے اچھی طرح خاموش کر دیا تھا۔ وہ خود جیسے خود سے کنٹرول کھوتا ہوا بری طرح بے چین ہو گیا تھا تبھی اس کے لبوں کو اپنی شدتوں اور وحشتوں سے روشناس کروانے لگا۔ فلزہ کو لگا وہ اس کی جان لے لے گا۔ فسوں خیز خاموشی طوالت اختیار کرنے لگی۔ فلزہ کو تنفس بگڑا۔ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا۔ فلزہ خاموشی سے گہرے سانس بھرنے لگی۔ وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ خاموش رہے۔ بس اس کی سنے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مان لو زی کے جیسے یہ عشق مجھ جیسے اموشن لیس کی رگوں میں اتر گیا ہے بلکل ویسے ہی اس محبت نے تمھارے بھی دل کا خون نچوڑ ڈالا ہے،، میرا قریب رہنا،، میرا آس پاس رہنا،، تمھیں چھونا تمھارے لیے سکون و راحت کا باعث ہے،،میری محبت کی خوشبو تمھاری رگ و جاں میں اتر چکی ہے،، مجھ ،،سے دور جانے کے خیال نے ہی تمھیں بے جان کر دیا ہے،، مان لو ڈیم اٹ ،،،مجھ سے محبت ہے تمھیں،،، کم آن زی،،، سے اِٹ

ساحر کے لبوں سے نکلی ہر سرگوشی نے فلزہ کو سچ مچ بے جان کیا تھا۔ ساحر کے نرم ہونٹ اس کی گردن کو چھونے لگے۔ وہ اس تمام صورتحال سے خود میں طوفان کی طرح شورش برپا کرتے ان الوہی جزبات سے۔ تبھی وہ اپنی بے بسی پر بے آواز آنسو بہانے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر،،، فلزہ کے لب کپکپائے۔

،،،زی بول دو،،،پلیز سے اٹ

،،،آئی ہیٹ یو

فلزہ نے کہتے اس کے سینے پر مکے برسائے۔ ساحر گہرا مسکرایا اور اسے سینے میں بھینچا۔

،،،مجھے میری لائنیس سے اظہارِ محبت کی بھی ایسی ہی توقع تھی جانِ حیوان" ساحر نے اس کی گردن میں منہ چھپایا۔ فلزہ نے مزاحمت کی۔ مگر ساحر نے اپنے لبوں سے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما۔ گرفت میں سختی اور

CLASSIC URDU MATERIAL

شدت بھرتی گئی۔ وہ پھر سے مدہوش ہونے لگا۔ فلزہ نے اسے خود سے دور دھکیلا۔ جزبوں کا طوفان سر اٹھانے لگا۔

ڈونٹ یو ڈئیر زی بےبی،،، وہ جنونی سا ہونے لگا۔ تب فلزہ کو کھینچ کر پھر خود میں بھینچا۔ بلکہ اب کی بار اسے بانہوں میں بھر کر نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔ اور اس پر کسی گہرے بادل کی طرح چھا گیا۔

،،،دور ہٹو مجھے سے

وہ چلائی۔

تمھاری آنکھیں مجھے بہت قریب آنے کا بول رہی ہیں زی بےبی،،، ساحر نے اس کی چن پر لب رکھتے ہوئے کہا سچ بھی تو یہی تھا اس کی آنکھیں اس کی

CLASSIC URDU MATERIAL

باتوں کا کب ساتھ دے رہیں تھیں۔ تبھی جب ساحر اس کی شہہ رگ جتنا قریب آیا تو فلزہ نے اپنی ہر مزاحمت ترک کرتے ہوئے خود کو دل وجان سے ایک مرتبہ پھر اسے روح میں اتر جانے دیا۔

سواگت ہے سب کا ایک مرتبہ پھر سے اس محفل میں،، مہارانی نے خان شمشان خیل خان زوار خیل ، حشمت راؤ اور کرنل شیکھر پرتاب کی جانب دیکھتے ہوئے مکرہ سی ہنسی کے ساتھ ان سب شیطانوں کا سواگت کیا۔

عجیب دل دہلا دینے والا سا ماحول تھا۔ مدھم ہوتی لائٹ میں وہ مہارانی کی حویلی کا بیسمنٹ تھا جس میں ایک لمبے ٹیبل پر وہ لوگ براجمان تھے اور ان کے

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹھیک سامنے وہ لوگ بیٹھے تھے جو دنیا بھر سے کرائے کے قاتل اور شارپ شوٹر منگوائے گئے تھے۔

سب کو اکھٹا دیکھ کر مہارانی نے اپنی بات شروع کی۔

اب کوئی رعایت نہیں ہو گی ،،ایک ہی بار ایسا حملہ ہو گا کہ ان جلادوں کی ،،،نسلیں ختم ہو جائیں گی،، ایک ہی بار ایک ساتھ

،،،بلکل نہیں

خان زوار خیل بیچ میں ہی چلایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایک ساتھ نہیں،، سب سے پہلے مجھے اس وکیل کی جان چاہیے اور وہ نور پاک بی بی مجھے حویلی میں چاہیے زندہ یا پھر مردہ،،، عمرے پر جا رہے ہیں وہ دونوں،، اپنی بل سے نکلیں گے تو وہ دونوں کسی بھی قیمت پر چاہیں مجھے،، تبھی میرے بھائی کا بدلا پورا ہو گا،، ہر دفع شکست کھائی ہے میں نے اب اگر کسی ،،سے کوئی غلطی ہوئی تو میں سب کو زندہ جلا دوں گا

وہ درندہ دھاڑا تھا۔

تم فکر کرو بیٹا سائیں،، یہ دنیا بھر کے سفاک ، ظالم اور منجھے ہوئے پرائے کے قاتل ہیں،، ان سے بچ پانا ناممکن ہے،، اس وکیل اور اس احسان فراموش ناگن کی لاشیں ہی آئیں گی اب حویلی میں،، مجھے تسلی ہےاب کی بار ہمیں جیتنے سے کوئی بھی نہیں روک پائے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خان شمشان خیل نے اپنے ناپاک عزائم سے انھیں آگاہ کیا۔۔

اور تو اور ان جلادوں کی وجہ سے ان ہیجڑوں کی بھی اتنی ہمت بڑھ گئی ہے کہ وہ بینا نامی چھکا بھی اب ڈاکٹر بننے لگی ہے اور تصاویر کل اس نے کسی لڑکے سے نکاح بھی کیا ہے،، اسے تو میں یہاں لا کر سب کے سامنے زندہ جلا کر ،،،اپنی کمیونٹی کے لیے عبرت کا نشان بنا دوں گی

مہارانی غصے سے پھنکاری تھی۔

وہ لوگ اور بھی اپنے مکروہ عزائم ایک دوسرے کو بتاتے رہے جبکہ حشمت راؤ خاموشی سے ایک جانب بیٹھ کر سب سنتا رہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خون سے سنی ہتھوڑی وہ ڈریسنگ میں پھینکتا اپنا ڈریس تقریباً نوچ کر واش روم گیا۔ کچھ ہی دیر میں فریش ہو کر گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر آیا۔ ان دنوں دل و جاں پہ ہمہ وقت عجیب سی وحشت طاری رہتی تھی۔ اب بھی دم سا گھٹتا محسوس ہوا تو ملگجے اندھیرے میں اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی۔ اور خود آ کر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔

خضر نے آنکھیں موند لیں۔ مگر بہت جلد احساس ہوا اس کے بے حد قریب ایک اور جیتا جاگتا سانس لیتا خوشبوؤں میں بسا وجود اس کے پہلو میں لیٹا ہے۔ اس نے فورا ہاتھ آگے بڑھا کر لائٹ آن کی۔

،،،،ہاؤ ڈئیر یو ہمت کیسے کی آپ نے یہاں آنے کی

وہ پھنکارا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سیاہ رنگ کی فراک ٹراؤزر میں کمزور سا وجود سر پر سکارف لپیٹے اس کے سامنے اور بلکل قریب تھا۔ آنکھوں میں ٹوٹے خواب اجڑی محبت کی کرچیاں جبکہ لبوں پر ایک نرم سی آنچ دیتی مسکراہٹ تھی۔۔

خضر سیدھا ہوا تب علیزے نے آگے بڑھ کر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔ خضر بھونچکا رہ گیا۔

دور ہٹیں،،، واٹ از دس نان سینس،،،؟؟؟؟؟

خضر بھوکے شیر کی مانند غرایا۔

یہ،،،،،،،)علیزے نے یہ کو لمبا کھینچتے اپنی حرکت کی جانب اشارہ کیا (اپنے ،،،روٹھے ہوئے شوہر کو منانے کی ننجا تکنیک ہے،،، ڈنگ ڈنگ

علیزے نے کہتے اطمینان سے اس کے بڑھی ہوئی بئیرڈ والے رخسار پر اپنے لب رکھ دیئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

—

جاری ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

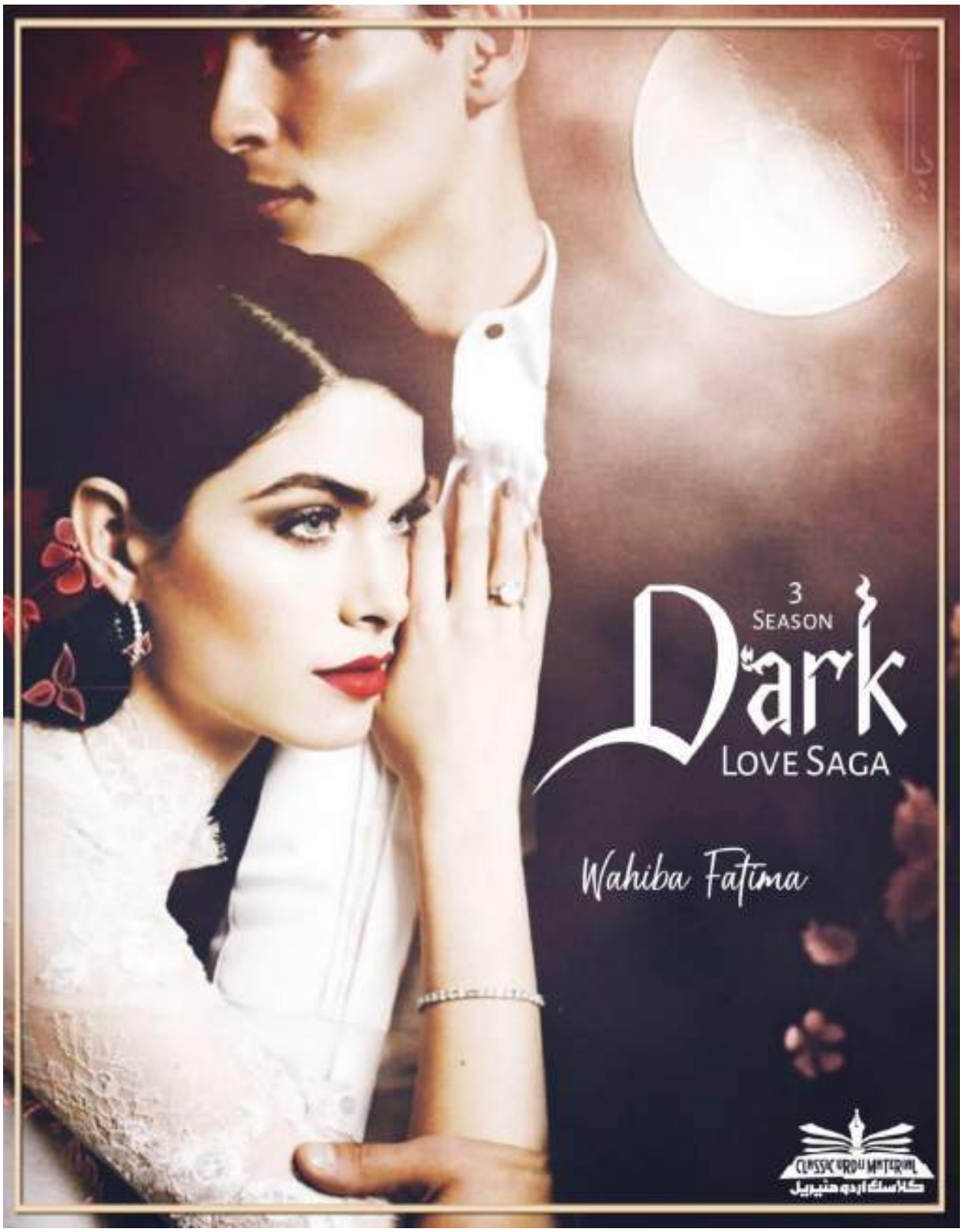
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 52.....

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ ہٹ سے باہر ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی اپنے بازوؤں پر ان سرخ دھبوں کو دیکھ رہی تھی جو بلٹ آنٹس کے کاٹنے پر اس کے بازوؤں پر بن گئے تھے۔ اب وہ اپنی ہی شرٹ اور سوئیٹر میں موجود تھی جو قدرے سوکھ چکے تھے۔ تب ساحر جھاڑیوں سے نکل کر اس تک آیا تھا۔

،،میں کچھ دور تک دیکھ کر آیا ہوں،،ابھی تک ہیلپ نہیں پہنچ پائی

ساحر نے فکرمندی سے کہا۔

اب کیا ہوگا،،، اب تو فلزہ بھی پریشان ہوئی تھی بغیر اس کی جانب دیکھے پوچھا۔

چلو میرے ساتھ،،، ساحر نے اس کا ہاتھ تھاما۔

کہاں،، وہ پوری طرح بیزار ہوئی۔

چلو تو سہی زی بے بی،، ساحر نے نرمی سے اسے جیسے پچکارا۔

ان دھبوں کی وجہ سے ابھی تک میرے پورے جسم میں اکڑن اور ،،جلن ہے،، میں نہیں چل سکتی

وہ اپنے بوٹ پہنتی بیزاری سے بولی۔

،،اوکے

CLASSIC URDU MATERIAL

تب ساحر آگے بڑھا اور اسے بازوؤں میں بھر لیا۔ وہ احتجاج کرتی اسے کوستی رہی مگر ساحر نے اس کی ایک نا سنی بلکہ اسے بازوؤں میں بھرے ایک جانب چلنے لگا۔ وہ دائیں جانب پہاڑ کی گہرائی میں چل اتر رہا تھا۔

،،،کہاں جا رہے ہیں ہم

وہ اب اس تمام صورتحال سے عاجز آ چکی تھی۔

،،خاموش رہو زی بےبی

وہ دس منٹ اور چلا تھا جب فلزہ بری طرح مچلی۔ اتارو مجھے نیچے تم ،،،تھک گئے ہو گے

فلزہ احتجاج کر کے زبردستی اس کے بازوؤں سے نیچے اتر گئی تھی۔ ساحر نے اس کی جانب دیکھا مگر وہ کب سے نوٹ کر رہا تھا وہ کب

CLASSIC URDU MATERIAL

سے اس سے نگاہیں چرا رہی تھی۔ نڈر ہونے کے باوجود ساحر کو اس کے اس گریز اور شرم وحیاء پہ ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا۔

،،میرا ہاتھ تھام لو

ساحر نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ مزید گہرائی میں اترنے لگے۔ تب فلزہ کو گرتے پانی کا شور اور فضا میں بھانپ سی اڑتی دکھائی۔ وہ حیران ہوئی تھی۔ مگر خاموش رہی۔

تب بہت جلد وہ پہاڑ کی گہرائی میں اتر کر ایک واٹر فال کے پاس پہنچے تھے۔

یہ واٹر فال ایمزون کے بوائلنگ ریور سے آ رہا ہے زی،،، اس کا پانی بہت گرم ہے،،، اس ریور کے نقطہء آغاز پر تو ابلتا پانی ہوتا ہے،، جو انسان کو جلا کر مار سکتا ہے،، اس کے پانی میں انڈہ ابالا جا سکتا ہے،، حتی کے اس کے پانی سے ٹی بیگ والی چائے بھی بنائی جا

CLASSIC URDU MATERIAL

سکتی ہے،، مگر یہاں اس مقام تک آ کر اس کا ٹمپریچر گرتا چلا جاتا ،،،ہے اور اب یہاں یہ قابلِ برداشت حد تک گرم ہے،، یہاں آؤ

ساحر فلزہ کا ہاتھ تھام کر واٹر فال کے بے حد قریب لے گیا۔

وہ دیکھو واٹر فال کے عقب میں اس بڑے پتھر کے پیچھے ایک غار ،،،سا بنا ہوا ہے،، واٹر فال کا پانی اس غار کے اندر بھی جا رہا ہے

ساحر نے اسے گرتے پانی کے پیچھے متوجہ کیا تو فلزہ حیران ہوئی تھی۔ کہ بھانپ اور گرتے پانی کی وجہ سے اسے بلکل یہ چھوٹا سا غار نظر ہی نہیں آیا تھا۔

،،،میں یہاں باہر ہوں،،، تم واٹر فال کے پیچھے سے اس غار میں جاؤ اس گرم پانی سے ہاتھ لے لو،، ایک تو شاور ہو جائے گا،، دوسرا کچھ دیر اس تیز گرم پانی میں ہی رہنا اس سے جسم پر زہر کی اکڑن ،،،اور سردی کے تمام اثرات بھی ختم ہو جائے گی

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے بغیر اس کی جانب دیکھے کہا تو فلزہ نے خاموشی کا مظاہرہ کرتی پتھر کے پیچھے چلی گئی ادھر سے وہ واٹر فال کے پانی سے بچتی غار کے اندر چلی گئی۔ فلزہ کافی دیر بعد باہر آئی تھی۔

بہت ہی زیادہ سکون ملا تھا اسے۔ وہ اپنے سنہری بال نچوڑتی اپنے لباس کو بالوں سے گرتے قطروں سے بچاتی اس کی جانب آئی تھی۔

فیل بیٹر،،،؟؟؟ ساحر نے پوچھا تو فلزہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

،،،رکو میں آتا ہوں

یہ بول کر اب ساحر غار میں گیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر آیا۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ اب وہ بھاگ کر کوئی بھی بے وقوفی کرنے کی بجائے وہاں پتھر پر بیٹھ کر بڑی شرافت سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

،،،چلیں

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے قریب آ کر اپنی نیلی گہری آنکھیں اس پر گاڑھیں۔ وہ خاموشی سے اٹھی۔ ساحر نے پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اب وہ دونوں پھر ہٹ کی جانب چل رہے تھے۔ حیرت انگیز طور پر فلزہ کو اب اپنے وجود میں درد کا احساس نہیں ہو رہا تھا وہ بہت بہتر محسوس کر رہی تھی۔ چلتے چلتے اسے ایک درخت نظر آیا ساحر اسی درخت کی جانب بڑھ رہا تھا تو وہ ٹھٹھک کر رکی۔

یخ،،، ساحر اس درخت پر دیکھو کتنے گندے اور سیاہ کیڑے مکوڑے ،،،ہیں اور تم اس کے قریب جا رہے ہو

فلزہ نے برا سا منہ بنایا کہ درخت کے تنوں پر سیاہ سیاہ سا کچھ چمٹا ہوا تھا۔ ساحر مسکراتا اس درخت کے پاس گیا۔

،،،کیڑے مکوڑے نہیں ہیں میڈم یہ جٹوبی کا با فروٹس ہیں یہ دیکھو

ساحر نے اس کے تنے کو چمٹے وہ سیاہ سے دانے اپنے مٹھی میں بھرے۔ تو فلزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کھاؤ گی

،،،بلکل بھی نہیں

فلزہ کا اس کے تنے کو دیکھ کر اب بھی دل خراب ہوا تو ساحر مسکراتے اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا تھا۔

فلزہ نے سکھ کا سانس لیا۔ وہ رات کے حوالے سے اس سے کوئی بھی بات نہیں کررہا تھا نا ہی کوئی چھیڑ خانی کی تھی نا ہی دوبارا کوئی چھچھوری حرکت۔ تبھی فلزہ بھی پرسکون ہی تھی۔

وہ جلد پھر سے ہٹ تک پہنچے۔ فلزہ اونچائی پر چڑھ کر پھر ہانپ گئ۔

،،،اگر ہمت کرو زی تو ہم مدد کی جانب تھوڑا سا چل لیتے ہیں

ساحر نے اسے کہا تو بری طرح جھنجھلائی۔

،،بلکل نہیں،،، میں نہیں چل سکتی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اینٹھ گئی۔ تب ساحر نے افسوس سے سر ہلاتے پھر سے آگ جلا کر دھواں فضا میں بلند کیا۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں پتوں کی سرسراہٹ ہوئی۔ ساحر چونکا۔ مگر بہت جلد اپنی ٹیم ممبر کے آدمیوں کو سامنے دیکھ کر سکھ کا سانس لیا۔

ماہرین کی ٹیم نے انھیں جلد ریسکیو کر لیا۔

ارشن مسکراتے ہوئے اپنا کوٹ اپنے بازو پر ڈالے وائیٹ پیلس میں داخل ہوا تھا۔ ڈائننگ ہال میں آیا تو سب ادھر ہی موجود تھے اور لنچ کیا جا رہا تھا۔

اسے اپنے سامنے پا کر دیا کو اپنا دل اپنے کانوں میں بجتا محسوس ہوا تھا۔

ارشن کھانا کھاؤ گے،،، فجر نے اس سے پوچھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نو مما بھوک نہیں،، مگر جن کہ یہ پوچھنے کی زمہ داری ہیں انھوں نے تو صلح تک نا ماری،،، اس نے بظاہر سنجیدگی سے کہا تھا مگر آنکھوں میں ایک چمکتی مسکراہٹ تھی۔

رواحہ نے بیٹی کو ٹھوکا دیا کہ وہ اپنے شوہر نامدار کو کم ازکم کھانے کا تو پوچھ لے۔

،،،آپ پلیز بیٹھیں،، ہم آپ کے لیے کھانا نکالتے ہیں

دیا نے اپنے ہاتھ مروڑتے بمشکل کہا تو وہ گہرا مسکرا دیا۔

آفس میں ہلکا پھلکا کھا لیا تھا ابھی بھوک نہیں،، ہاں تم کھانا کھا کر ،،کمرے میں آ کر میری بات سنو

ارشن یہ کہتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سب کی معنی خیز نگاہیں دیا کی جانب اٹھیں تو وہ بری طرح جھینپ کر گڑبڑائی۔ پھر سب کی چھیڑ خانی کی وجہ سے بمشکل ہی نوالے حلق سے نیچے اترے۔ وہ جان

CLASSIC URDU MATERIAL

بوجھ کر اب وقت برباد کر رہی تھی۔ سب کے سامنے کمرے میں جانے کی ہمت جو نہیں ہو رہی تھی۔ مگر پھر بینا نے کھینچ گھسیٹ کر اسے کمرے میں بھیج ہی دیا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سامنے ہی اپنے لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلا رہا تھا۔ دیا کمرے میں داخل ہو کر منہ پھلا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ارشن نے ایک نظر اٹھا کر اس کا پھولا ہوا دلکش چہرہ دیکھا۔

واٹ ہیپنڈ بٹر فلائی،،،؟؟

مصروف سے انداز میں پوچھا۔

اچھے نہیں آپ،،، بے شرموں کی طرح ہمیں سب کے سامنے ہی کمرے میں آنے کا بول دیا،،، سب نے کتنا مزاق اڑایا ہمیں کتنا ،،تنگ کیا،،، اب تو خوش ہوں گے نا آپ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جھنجھلائی۔ ارشن کے لبوں کو ایک جاندار مسکراہٹ نے چھوا۔ تب وہ اپنا کام مکمل کر کے لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کر کے اٹھا اور قدم قدم چلتا اس کی جانب بڑھا۔

تم مجھے پکار پکار کر آفس سے گھر بلا سکتی ہو،، بٹر فلائی،، اور میں تمھیں ڈائننگ ہال سے کمرے میں نہیں بلا سکتا،، رائٹ؟؟؟؟ ارشن نے آبرو آچکا کر پوچھا اور اس کے قریب اسی کی طرف پاؤں نیچے لٹکا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ اچھل کر دور ہونے کو تھی مگر ارشن نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا۔

،،،ہہ،، ہم نے کب بلایا آپ کو

وہ دن دہاڑے اس کے انداز سے دہل کر صاف مکر گئی تھی۔

،،،اور میرا نام کون پکار رہا تھا

ارشن نے اس کے گال پر اپنا جان لیوا لمس چھوڑا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ تو ہم کہ رہے تھے کہ ارش،،،،،،ن کہ

کہ میرا دماغ اپنی جگہ پر نہیں ہے آ کر میرے ہوش ٹھکانے لگا"

دو،، رائٹ،،،؟؟؟؟

ارشن نے شرارت سے اس کی بات درمیان میں ہی اچک لی اور جھک کر اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا۔

نن نہیں،،، ہمارا وہ مطلب نہیں تھا،،، دیا اس کے اٹیٹیوڈ سے گھبرا گئی تھی۔

تو کیا تھا،،،؟ ارشن نے اس کا ہونق اور سرخ چہرہ دیکھ کر اپنی ہنسی ضبط کی۔

آپ ہمیں تنگ کرنے کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے ،،،دیتے،،، بہت برے ہیں آپ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر منہ پھلا کر اسی کی شکایتیں اسی سے کرنے لگی تو ارشن اس کی سادگی پر عش عش کر اٹھا۔

،،،اسے تنگ کرنا نہیں اسے پیار کرنا بولتے ہیں بیگم

ارشن نے اس کے ماتھے پر عقیدت سے اپنے لب رکھ کر اسے یاد کروایا۔

،،،آپ اور آپ کا وقت بے وقت کا پیار

،،،ٹھیک ہے دور چلا جاؤں

ارشن نے بھی سنجیدگی سے کہتے اسے چھیڑا تو وہ بدک اٹھی۔

اللہ نا کرے کیسی بد فعال منہ سے نکال رہے ہیں آپ،، اس سے

،،،اچھا تو خاموش ہی رہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جما کر اسے جھڑکا تو وہ مسکرا دیا اور نرمی سے اپنے ہونٹوں سے اس کے ہاتھ کو معتبر کرتے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹایا۔

اچھا خاموش ہی رہوں؟؟؟ پھر تو مجھے خاموش کرنے کا تمھارے پاس ،،،ایک ہی طریقہ ہے

ارشن کی چمکتی معنی خیز نگاہوں کا فوکس اس کے سرخ ملائم لب تھے۔ دیا نے اس کی بات سمجھ کر جھنجھلا کر اس کے سینے میں منہ چھپایا اور اس کے کشادہ سینے پر مکے برسائے۔

،،ہماری سب باتوں میں اپنی مطلب کی بات نکال ہی لیتے ہیں آپ ،،،مطلبی کہیں کے

اس کے اس شوشے پر وہ گہرا مسکرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میڈم وکیل ہوں میں،، اور میرا کام ہی دوسروں کی باتوں سے اپنی ،،،مطلب کی بات نکلانے کا ہے

ارشن نے اس کی ناقص معلومات میں اضافہ کیا۔

،،،او یہ تو ہم بھول ہی گئے

وہ اپنی ہنسی دباتی شرارت سے بولی۔

،،، میرے پاس تمھارے لئے ایک بہت بڑا سرپرائز ہے بٹر فلائی

ارشن نے تجسس پھیلایا۔

،،،وہ کیا جلدی بتائیں ناں ہمیں

دیا ایکسائٹڈ ہوئی۔

،،،وہ تو ٹھیک ہے مگر اتنا بڑا سرپرائز دینے پر مجھے کیا ملے گا

ارشن نے آئبرو اچکا کر اس سے پوچھا تو وہ جھنجھلا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جو آپ کہیں گے،، ہم دیں گے،،اب شرافت سے بتائیں کیا سرپرائز ہے،،،

دیا نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ کر اس پر رعب جھاڑا۔ تب وہ مسکراتا ہوا اٹھا اور اپنے لیپ ٹاپ کے نیچے سے دو انویلپ اٹھا کر لایا۔

یہ کیا ہے ارشن،،، دیا کا تجسس بڑھ چکا تھا تب وہ انویلپ ارشن نے اس کے ہاتھ میں تھمائے۔

یہ عمرے کے ٹکٹس ہیں بٹر فلائی،، میں اور تم عمرے پر جا رہے ہیں،، حج میں ابھی کافی وقت ہے تب تک معجزا زرا سٹیبل ہو جائے گی امن کے ساتھ،،، تو امن کا معجزا کو لے کر حج پر جانے کا پروگرام ہے،، تب ہم امن اور معجزا کے ساتھ حج پر بھی جائیں گے ،،،،انشاء اللہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن بول کر خاموش ہوا اور اس کے چہرے پر اور آنکھوں میں بے انتہا خوشی کی چمک دیکھی۔ وہ یہی چمک تو اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہتا تھا تبھی تو اسے بھنک بھی نہیں لگنے دی تھی۔ دیا کو سمجھ میں نہیں آیا وہ خوشی کے مارے کیا کر گزرے۔ تبھی وہ اچھل کر اس کے سینے سے لگی اور ارشن کی گردن کے گرد سختی بھرا حصار کھینچ لیا۔

ارشن،،، ہم بہت بہت بہت خوش ہیں،، آپ نے ہماری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری کر دی ہے،، برسوں ہم نے اس حجرے میں ایک بس یہی خواب دیکھا ،، دن رات یہی خواہش کی تھی کہ ،،ہمیں اللہ کا گھر دیکھنا ہے

وہ پرجوش آواز میں بولے گئی اور ارشن مسکراتا رہا۔ مگر جلد ہی ارشن کو محسوس ہوا کہ اس کی شرٹ بھیگ رہی ہے اور میڈم خوشی کے مارے آنسو بہا رہیں ہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واہ بہت خوب،، تم لڑکیوں کا بھی خوب ہے،، غم کے موقع پر بھی آنسو بہاؤ اور خوشی کے موقع پر بھی،،، ارشن اس کا بھیگا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر بگڑ کر بولا۔ اور اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کا بھیگا چہرہ صاف کیا۔

،،،خوشی کے آنسو ہیں ناں

وہ مسکرائی۔ ارشن نے یہ دھوپ چھاؤں سا منظر دیکھ کر مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔ دیا نے بھی اس کا وجیہہ چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔

آپ سوچ نہیں سکتے آپ نے ہمیں زندگی کی سب سے بڑی خوشی ،،دی ہے،،، بہت اچھے ہیں آپ

دیا نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ ارشن کے لبوں کو ایک جاندار مسکراہٹ نے چھوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب اپنے اس بیان پر قائم بھی رہنا بیگم، کبھی رات کو پھر ہر رات ،،کی طرح بول دو کہ "بہت برے ہیں آپ

وہ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے بولا تو دیا سٹپٹائی۔

،،،بہت برے ہیں آپ

دیا نے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا کر رات کو کوٹا ابھی پورا کیا تو ارشن ایک جاندار قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

احان اپنے کمرے میں راکنگ چیئر پر بیزار سی شکل بنائے بیٹھا تھا۔ رواحہ آساوری کو لے کر جزا ٹرسٹ گئی تھی اور تین دن سے ادھر ہی اپارٹمنٹ میں تھی۔ نا وہ لوگ خود آئے نا فون آن کیے اور اسے بھی سختی سے منع کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنی شکل تک نا دکھائے انھیں۔

CLASSICURDUMATERIAL

اس نے بارہا اپنی ماں سے بات کرنے کی کوشش کی مگر رواحہ نے اس سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ احان کو رہ رہ کر خود پر طیش ہی آ رہا تھا کیا ضرورت تھی اس کو بلا وجہ اس معصوم کو ڈانٹنے کی۔ غلطی ساری چونکہ اس کی خود کی تھی تو شرمندگی کے مارے کوئی احتجاج بھی نہیں کر رہا تھا بس چپ چاپ اپنی سزا جھیل رہا تھا۔ وہ گہری سوچوں میں گم تھا۔ جب ماہر خان اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ بیٹے کی ٹوٹی بکھری حالت اب مزید برداشت سے باہر تھی۔ احان نے سر اٹھا کر دیکھا۔ باپ نے قریب آ کر بیٹے کا بغور جائزہ لیا۔

کیوں برخوردار عقل ٹھکانے لگی کہ نہیں،،،؟

ماہر خان نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر اسے چھیڑا۔

،،،ڈیڈ پلیز

دکھتی رگ پر پاؤں آیا تو وہ بلبلا اٹھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،اچھا چلو جزا ٹرسٹ چلتے ہیں،،، ایک تو یہ جزا ٹرسٹ نا ہو گیا وائیٹ پیلس والوں کا میکا ہو گیا،، جو بھی روٹھتا ہے جا کر جزا ٹرسٹ ،،بیٹھ جاتا ہے،، خضر نے بھی اپنے ڈیرے ادھر ہی ڈال لیے ہیں ،،اپنی سروسز بھی ادھر ہی دے رہا

ماہر خان نے اسے آفر پیش کرتے تفصیل بتائی۔

،،لیکن مما

احان تذبذب کا شکار تھا۔

اپنی بیوی کو میں خود سنبھال لوں گا،، تم یہ فکر کرو کے اپنی بیوی کو ،،کیسے مناؤ گے

ماہر نے اسی کی بات اسی کو لوٹاتے معنی خیزی سے کہا تو وہ مدھم سا مسکرایا۔

،، تھینکس ڈیڈ

CLASSICURDU MATERIAL

وہ اب جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔ دونوں وہاں سے نکلے۔

معجزا کا بری طرح موڈ خراب تھا۔۔ وہ اس دن کلاس لینے کے لیے اس کے ساتھ نکلی تھی۔ مگر جب کلاس لے کر بڑے اعتماد کے ساتھ او پی ڈی کی جانب اسے یہ کہنے گئی کہ وہ اسے گھر چھوڑ دے تب وہ ہاسپٹل میں موجود ہی نہیں تھا۔ اور آج دو سے تین دن ہو چکے تھے وہ پھر سے غائب تھا۔ اور معجزا کا دل کہیں پر بھی نہیں لگ رہا تھا۔ وہ منہ پھلا کر ٹرسٹ سے وائیٹ پیلس لوٹی تھی۔ سب نے اس کا خراب موڈ ملاحظہ کیا۔ لاونج میں داخل ہوئی تو شفا نے اس کا لٹکا ہوا چہرہ دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے صوفے پر آ کر بیٹھی تھی۔

کیا ہوا ہے معجزا،،؟؟ موڈ کیوں خراب ہے؟؟ کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟

شفا کو فکر ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مما میں ان سے بلکل بھی بات نہیں کروں گی اب،، بہت ناراض ،،ہوں میں،، اور ان سے کہنا جہاں گئے ہیں ادھر ہی رہیں اب

وہ جھنجھلا کر بولی۔ زبان کی لڑکھڑاہٹ تو محض امن کی گہری نگاہوں کی مرہون منت تھی۔ اب تو وہ جھٹپٹا کر روانی سے گوہر افشانی میں مصروف تھی۔

کون؟؟ کس کی بات کر رہی ہو،،،؟؟

شفا کو معلوم تھا کہ وہ کس کی بات کر سکتی ہے مگر جان بوجھ کر ہنسی دباتے سنجیدگی سے پوچھا۔

،،،،وہ

اب کی بار وہ منمنائی تھی۔ زبان بھی اٹک گئی۔

،،،آپ کے بیٹے کی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پہلو بدل کر کہتی تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی تو پیچھے سب ہنس پڑے۔

دن رات میں ڈھل گیا جب وہ وائیٹ پیلس میں داخل ہوا تھا۔ ناچاہنے کے باجود ایک ضروری کام سے شہر سے باہر جانا پڑا۔ وہ لاونج میں داخل ہوا با آواز سب کو مشترکہ سلام کر کے صوفے پر بیٹھا۔کافی رات گزر گئی تھی۔آریان نے اس کی جانب دیکھا۔ آریان شفا اس کے انتظار میں جاگ رہے تھے۔ اور دیا پانی لینے کچن میں آئی تھی۔

کیا یار میں نے کہا بھی تھا کہ تمھاری جگہ میں کچھ دن سروس دے ،،،دیتا ہوں،، تمھیں بچی کو ٹائم دینا چاہیے،، ناراض ہے وہ تم سے آریان نے اسے گرما گرم ماحول سے آگاہ کیا تو وہ اس کی ناراضگی کا سن کر چونکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اٹس اوکے ڈیڈ،، آپ پہلے اتنا وقت دیتے ہیں سروس کو،، اوپر سے ،،میں آپ پر اتنا برڈن نہیں ڈال سکتا

امن نے مسکراتے کہا۔

،،بیگم ناراض ہے امن تم سے

دیا نے قریب آ کر اسے چھیڑا۔

اٹس اوکے ،،، منا لوں گا،،بلکہ کافی لیٹ ہو گیا ہوں،، آپ لوگ ،،آرام کریں،، کھانا وانا میں کھا کر آیا تھا

وہ مسکرایا۔ اور اپنے کمرے کی جانب گیا۔ دیا اس سے باتیں کرتی اس کے ساتھ اس کے کمرے تک آئی۔۔

امن کمرے میں داخل ہوا تو ایک سرد سی سانس کھینچی۔ معجزا حسب توقع بیڈ پر کمفرٹر میں لپٹی گہری نیند میں تھی۔ امن کے پیچھے کھڑی دیا گہرا مسکرائی۔

CLASSICURDUMATERIAL

ہماری چھوٹی سی بھابھی ناراضگی کا ببانگ دہل اعلان کر کے تم سے ،،،سخت خفا ہو کر غصے میں سوئی ہے،،اب خیر مناؤ اپنی

دیا نے کہا تو امن اپنا کام لکھانے لگا۔

آپی یار کوئی حربہ، یا ٹرِک ہی بتا دیں کہ لڑکیاں کیسے مانتی ہیں اس ،،معاملے میں یہ آپ کا چھوٹا بھائی بلکل اناڑی ہے

وہ شرارت سے گویا ہوا تو دیا اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتی واپس چلی گئی۔

امن نے کمرہ لاک کیا اور فریش ہو کر نائٹ ڈریس میں آ کر صوفے پر بیٹھ کر اپنا لیپ ٹاپ آن کر لیا۔ بہت دیر ہو چکی تھی اسے آتے۔ رات کے تقریباً ایک بج چکے تھے۔ مگر اب بھی ہاسپٹل ورک ادھورا تھا۔ امن نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اس کے دو دن بعد اور وہ بھی اتنے لیٹ آنے کی وجہ سے سخت ناراض تھی مگر پھر بھی وہ اس وقت اسے جگا کر منانے کے چکر میں بھی اس کی نیند

CLASSIC URDU MATERIAL

خراب نہیں کرنا چاہتا تھا سو چپ چاپ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

رات کے دو بجے تھے جب کمفرٹر میں ہلچل ہوئی۔ امن نے چونک کر اسے دیکھا۔ سادہ سے سیاہ چاکلیٹ براؤن سوٹ میں چاکلیٹ براؤن کھلے بال بکھرے ہوئے وہ نیند میں جھولتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ خمار اور نیند میں ڈوبی آنکھیں اور دوپٹہ کے بغیر بکھرا سا حلیہ۔

امن جانتا تھا اسے کبھی کبھار بہت زیادہ گہری نیند میں چلنے کی) عادت تھی۔ کہ ایک مرتبہ خود اس نے دیکھا تھا بچپن میں وہ دن میں امن سے پڑھتے لاؤنج میں سو گئی تھی مگر کچھ ہی دیر میں اٹھ کر کچن میں گئی۔ گلاس اٹھایا۔ ٹیپ کی بجائے اوون کا بٹن مروڑ کر اس کے نیچے گلاس کر کے)فرضی (پانی بھرا ۔ خالی گلاس لبوں سے لگا کر اپنی دانست میں پانی پی کر واپس آئی اور پھر لیٹ کر سو گئی تھی (وہ لوگ کئی دن تک اس بات کو لے کر ہنسے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے دیکھا اب وہ بیڈ سے اتر کر دھیرے سے چلتے امن کی جانب آ رہی تھی۔

،، جزاااا

امن نے پکارا۔ مگر وہ اطمینان سے امن کی گود سے لیپ ٹاپ ہٹا کر اس عظیم مسند پر خود براجمان ہوئی تھی۔ امن کی گود میں بیٹھ کر اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اور نیند بھری نیم وا بوجھل آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ امن نے اپنی جگہ سانس تک روک لی تھی جیسے۔ وہ بغیر کچھ کہے اس کی جانب دیکھے گیا۔ اب اس نے بہت آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر امن کے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے ہٹائے تھے۔ اور اس کے مہراب پر شہادت کی انگلی رکھی۔

،،،،،یہ ،،،،،،،،، پسند ،،،،،،، ہے ،،،،،، مجھے

وہ اتنی دھیمی آواز میں بولی کے امن بمشکل ہی سن پایا مگر سن کر ایک جان دار مسکراہٹ نے لبوں کو چھوا۔ اب معجزا نے جھک کر اس

CLASSIC URDU MATERIAL

مہراب کو اپنے نرم گلابی لبوں سے معتبر کیا تھا۔ ہلکا سا لمس چھوڑتے وہ پیچھے ہٹی امن نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اب وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے گہری نیند سو گئی تھی۔

،،،تمھیں یہ مہراب پسند ہے جزا اور مجھے تمھارا اسے معتبر کرنا

امن نے اس کے بال سہلائے۔ پھر اسے نرمی سے بانہوں میں بھرا۔ وہ بیڈ تک آیا اور اسے بیڈ پر لٹا دیا۔ خود اس کے قریب لیٹ کر کمفرٹر درست کیا اور اسے اپنے حصار میں مقید کر لیا۔

صبح معجزا کی آنکھ کھلی تو خود کو اسکی آہنی گرفت میں محسوس کر کے اس کی چاکلیٹ براؤن آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ اسی کے سینے پر اپنا بازو رکھ کر زرا سا اوپر اٹھی۔

وہ تو اعلان کر کے سوئی تھی کہ وہ اس سے بات تک نہیں کرے گی۔ مگر اس وقت وہ اس کے بےحد قریب اسی کی پناہوں میں قید تھی۔ وہ جھنجھلائی۔ اور اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی۔ امن

CLASSIC URDU MATERIAL

نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو کی جان سے اس کے چٹانی بازوؤں سے گُھل رہی تھی۔

سنا ہے کوئی ناراض ہے مجھ سے اور مجھ سے بات تک نہیں کرنا ،،،چاہتا

امن نے مسکرا کر کہا تو وہ تلملائی۔

بات مت ،،،،،، کریں،،،،، مجھ سے،،، میں بہت برے،،،،، والی ،،،،،،ناراض ہوں

وہ اب بھی اس کے بازوؤں سے نکلنے کی تگ ودو جاری رکھے ہوئے تھی۔

کسی معشوق کا عاشق سے خفا ہو جانا

روح کا جسم سے گویا ہے جدا ہو جانا

CLASSIC URDU MATERIAL

اور وہ کیوں بھلا،،،؟؟؟؟

امن نے شرارت سے پوچھا۔ جانتا جو تھا وہ اس سے دوری کا عذاب اپنے منہ سے کبھی نہیں بتا پائے گی۔ ہوا بھی یہی اب بھی وہ ناراضگی کے اظہار کے طور پر چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی تو امن کروٹ بدل کر اس پر گہرے بادل کی طرح چھا گیا تھا۔ امن نے جھک کر اس کے لبوں کے مقام پر اسی کے ہاتھوں پر اپنے لب رکھے تو معجزا لرز اٹھی۔

میں نے تو آفر کی تھی سویٹ کوکومو کے لیو لے لیتا ہوں،، تم نے ہی منع کر دیا اینڈ یو نو واٹ،، میرا تمھارے ہر وقت قریب رہنا تمھاری صحت کے لیے اچھا نہیں ہو سکتا،، میری قربت برداشت نہیں ،،،کر پاتی ہو تم،، اسی لئے بس دور چلا جاتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے بھاری بوجھل لہجے میں اس کی کان کی لو کو چومتا ہوئے اپنی مجبوری بتائی تو معجزا کا اگلا سانس اس کے حلق میں اٹک گیا۔

امن،،، وہ روہانسی ہوئی۔

امن نے اس کے چہرے سے اس کے ہاتھ ہٹائے۔

معجزا نے نگاہیں چرائیں۔

جانتا ہوں یہ سب تمھارے لیے ابھی بہت مشکل ہے،، میں ابھی تمھیں کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا جزا،،، اس دن تمھاری طبیعت خراب ہوئی،، میں بہت زیادہ ڈر گیا تھا،، تمھاری منہ دکھائی کی رنگ اب تک میری جیکٹ کی پاکٹ میں ہے،، مگر میں اسے تمھیں پہنانے کی جرات نہیں کر سکتا ،،،، اب دوبارہ تمھیں خوفزدہ نہیں ،،کرنا چاہتا،، تم سمجھ رہی ہو ناں میں کیا کہنا چاہتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے کہا مگر اب کی بار وہ پوری طرح افسردہ ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں در آنے والی نمی امن سے چھپی نہیں رہ سکی تھی تبھی وہ نرمی سے پیچھے ہٹ گیا۔

اسے اٹھا کر اپنے سینے میں بھینچا۔

اٹس اوکے بےبی،،، سب ٹھیک ہو جائے گا،، امن نے انتہائی نرمی اور محبت سے اس کی پشت رب کی۔ وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے اپنی بےبسی پر رو دی تھی۔

،،،مم مجھے تلاوت سنائیں امن

اس کے بھیگے لہجے میں فرمائش پر امن نے بیڈ پر پڑا دوپٹا اس کے سر پر پھیلایا۔ خود وہ قبلہ رخ تھا تبھی آنکھیں بند کر کے سورت رحمٰن کی تلاوت کرنے لگا۔ معجزا آنکھیں موندے اب یہ آواز سن کر سکون اپنی روح میں اترتا محسوس کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بیٹا کچھ کھا تو لیتی،، جب سے یہاں آئی ہو،، برائے نام ہی کھایا ہے ،،تم نے،، اس طرح تو ٹھیک ہونے کی بجائے مزید بیمار ہو جاؤ گی

رواحہ نے اس کے قریب بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا جو افسردہ سی اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بیڈ پر نیم دراز تھی۔

وہ تین دن سے امن کے اپارٹمنٹ میں تھیں۔ خضر بھی یہیں تھا۔ رواحہ اس کی جانب سے افسردہ تھی کہ ہنسنے کھیلنے والی وہ خوش گفتار چلبلی سی بچی دنوں میں ہی کسی پھول کی طرح بلکل مرجھا گئی تھی۔

آساوری نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا۔

،،مما یقین کریں بلکل بھی بھوک نہیں،، بس آرام کروں گی

وہ کہتے بیڈ سے اٹھی اور اپنا نائٹ ڈریس لے کر واش روم گئی۔ جب سادہ سے گرے شلوار قمیض میں بھیگا چہرہ تھپتھپاتی باہر آئی تو دیکھا

CLASSIC URDU MATERIAL

کمرے کی لائٹ آف تھی۔ صرف اس کے جانب کا سائیڈ لیمپ جلا ہوا تھا۔ آساوری پھر شرمندہ ہوئی۔ رواحہ کا خود کا بی پی منٹوں میں ہائی ہو جاتا تھا اور وہ اس کی وجہ سے اپنے ہزبینڈ سے دور اس کے لیے یہاں خوار ہو رہیں تھیں۔ وہ شاید زیادہ تھکی ہوئی تھیں اسی لئے سو گئیں۔ آساوری ان کی نیند کے خیال سے اندھیرے میں دبے پاؤں بیڈ تک آئی اور کمفرٹر خود پر رواحہ پر پھیلا کمفرٹر دوسری جانب سے اپنے اوپر پھیلا کر لیٹ گئی اور آنکھیں موند لیں۔

کچھ ہی دیر گزری تھی جب پچھلی گردن پر ایک چبھن اور جلن کے احساس نے اسے بے چین کیا۔ وہ شدید خوفزدہ ہوئی تھی۔

مما،،، آساوری نے پکارا۔

مگر اچانک ہی اس کی کمر کے گرد ایک گرفت سخت ترین ہوئی۔ اور گلے پر بڑھتی ہوئی بیرڈ کی چبھن نے خوف سے اس کی روح فنا کر دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،کک کون ہے،،، مماااا،،، خضر

وہ اب ہاتھ پیر چلاتی زور زور سے چلانے لگی۔

،،آساوری

احان نے اسے پکارا۔ اور اس کے بازو تھامنے چاہے۔

کک کون ہے،،، مما،،، خضر ،،بب بچاؤ مجھے،،، وہ اب بری طرح چیختی چلاتی اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

آساوری کالم ڈاؤن،،، میں ہوں یار،،، ڈونٹ پینِک،،، احان نے اسے پرسکون کرنا چاہا۔ اس کے خوف کی وجہ سے اسے گرفت سے آزاد کر دیا۔ تب وہ ایک جھٹکے سے ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری۔

احان نے اتنی دیر میں ہاتھ بڑھا کر روم لائٹ آن کر دی۔ وہ پیچھے دیوار سے لگی اب پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ستمگر کو دیکھے گئی جس نے اب بھی اس کی جان نکالنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان اس کی بکھری ہوئی حالت اور اسے خوف سے سفید پڑتا دیکھ تڑپ کر اس تک پہنچا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔ تب احان نے ہاتھ بڑھا کر اسے سینے میں بھینچ لیا۔ آساوری پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

،،،ائم سو سوری میری جان،، ائم سو سوری

احان نے اس کے بال سہلائے۔

،،،،،،آئی ہیٹ یو احان،،،،،، میری جان نکال لی،،،،،، ایسے کون کرتا آئندہ کے بعد،،،،، میری جان لینی ہوئی،،،،،،، تو ڈائریکٹ لے ،،،،لینا،،،،،،، ایسے اذیت مت دینا مجھے

وہ بری طرح پینِک ہوتی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے مزاحمت کرتی بلکہ بلک کر روتی اس کے کندھے پر مکے برساتی رہی۔ احان خاموشی سے اسے محسوس کیے گیا۔ تب اس نے محسوس کیا اس کے سانسیں اکھڑ رہی ہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،احان ،،،،،،، چھ چھوڑیں،،،،،،، انہیلر

وہ اس کے بازوؤں میں تڑپنے لگی۔

میں چاہتا ہوں کہ تمھیں کوئی بھی تکلیف چھو کر نا گزرے،، مگر ہر بار خود تمھاری ہر تکلیف کیوجہ بن جاتا ہوں،، مگر آج میں تمھیں انہیلر نہیں دوں گا بلکہ اپنے سینے کی ایک ایک سانس تمھارے سینے ،،،میں اتار دوں گا

احان نے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا اور اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر اس کے سینے میں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔
آساوری نے بری طرح مزاحمت کی مگر وہ احان کی آہنی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ وہ آنکھیں بند کیے اتنے دنوں بعد محبت کے جام سے سیراب ہونے میں مگن تھا۔ آساوری کے آنسو اپنی گردن پہ گرتے محسوس ہوئے۔ مگر احان پر اثر انداز نا ہو سکے۔ جب آساوری

CLASSIC URDU MATERIAL

نے ہر مزاحمت ترک کر دی اور وہ پرسکون ہونے لگی تو اسے پوری طرح پرسکون کر کے ہی نرمی سے پیچھے ہٹا۔

آساوری اب گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ احان نے اپنے لبوں سے اس کے بھیگے چہرے سے وہ قیمتی موتی چنے۔ آساوری نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

،،،،، دیکھنے آئیں ہیں کہ زندہ ہے یا

اس سے اگلا جملہ احان نے اسے پورا نہیں کرنے دیا جب ایک مرتبہ پھر اس کے لبوں کو ہلکا سا چھو کر وہ پیچھے ہٹا۔

ائم سوری،،، احان نے اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکایا۔

،،،آئی ہیٹ یو احان

وہ پھر سسک پڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر احان اسے بازوؤں میں بھرے ڈریسنگ روم میں لے گیا۔ ڈرسینگ میں جا کر لائٹ آف کر دی۔

یہ کیا،،،،،،،، کر رہے ہیں آپ،،،،؟؟؟

وہ اندھیرے میں کی گئی اس کی جان لیوا ناقابل یقین گستاخیوں پر جھٹپٹاتے ہوئی چلائی۔ مگر یہاں اثر کسے تھا۔

جب احان اسے دوبارا اٹھائے باہر لایا تو اب کی بار وہ رائل بلو کلر کی نیلی ساڑھی میں تھی۔ احان کا رخ اب باہر کی جانب کا تھا۔

،،مجھے نیچے اتاریں احان،،، مجھے کہیں نہیں جانا آپ کے ساتھ

آنسوؤں سے تر چہرہ لیے وہ پھنکاری مگر احان بے تاثر چہرہ لیے اسے بازوؤں میں بھرے اپارٹمنٹ کی دہلیز پار کر گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا پنکی دادو کی گود میں سر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ شفا بھی پاس افسردہ سی بیٹھی تھی۔ آج جو پنکی دادو نے اسے اپنی حقیقت، معاشرے میں ان کے مقام اور حثیت کے بارے میں بتایا تو وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اس معاشرے میں ان لڑکیوں کی کہانیاں سنائیں جو معجزا جیسے مراحل سے گزر کر یا تو بےدردی سے قتل کر دی گئیں۔ یا تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی ختم کر لی یا پوری طرح برباد کر دی گئیں۔۔ وہ کہتے ہیں ناں ،کہ

دنیا میں کتنا غم ہے میرا غم کتنا کم ہے
لوگوں کا غم دیکھا تو میں اپنا غم بھول گیا

CLASSIC URDU MATERIAL

پنکی دادو نے اسے اس کے فرائض سمجھائے تھے وہ جانتیں تھیں امن اور اس کے بیچ سب کچھ ٹھیک ہونے کے بعد بھی کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو پایا تھا۔ اب معجزا جانتی تھی کہ وہ دنیا کی خوش نصیب لڑکیوں میں شمار ہوتی ہے۔ وہ جان چکی تھیں کہ اس کی کیا زمہ داریاں ہیں۔ اسے اس کے رشتے کی حقیقت اور اس کی زمہ داریاں سمجھا دیں گئیں تھیں۔ اس نے پنکی دادو سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنی ہر زمہ داری نبھائے گی۔ اس رشتے کو دل سے تسلیم کرے گی۔

تبھی وہ آج جب پنکی دادو کی تمام تیاریوں کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو طے کر کے آئی تھی کہ اپنے دل ،جگر پھیپھڑے کلیجہ پکا کر کے سنبھال کر رکھے گی۔

امن حسب معمول ضروری کام کی وجہ سے جزا ٹرسٹ کے بیسمنٹ میں تھا۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ جب اس کا فون رنگ ہوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فون چیک کیا تو معجزا کا نمبر سکرین پر جگمگاتے دیکھ اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔ اپنے آدمیوں کو جانے کا اشارہ کر کے فون یس کر کے کان کو لگایا۔

،،اسلام وعلیکم،، معجزا خیریت

،،،امن ،، سس،،،، سیو می

معجزا کی گھبرائی آواز آئی۔

واٹ،،، جزا کیا ہوا ہے،،، امن کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں۔

،،،امن پلیز آپ آجائیں،،،، مجھے بچا لیں،،، پلیز سیو می

وہ تیزی سے کہتے فون بند کر گئی۔

،،،ہیلو ،،، ہیلو،،، جزا،،، ڈیم اٹ

امن کا دماغ گھوم گیا۔ جزا کا فون سوئچ آف ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں سے تیزی سے نکلتے وائیٹ پیلس میں کسی سے رابطہ کرنے کی

CLASSIC URDU MATERIAL

کوشش کی۔ مگر ناکام ہی ہوا۔ کسی نے فون رسیو ہی نہیں کیا۔ ایمرجنسی بیل بھی دی ۔ میسج بھی چھوڑا مگر کسی نے رسپونڈ نا کیا تو اب کی بار وہ سہی معنوں میں پریشان ہوا تھا۔

گاڑی پاگلوں کی طرح بھگائیں تھی اس نے۔ وائیٹ پیلس پہنچ کر گاڑی سے نکل کر وہ تقریباً بھاگتے اپنے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ لاونج میں کوئی نہیں تھا۔اسے حیرت ہوئی مگر نظر انداز کرتا وہ اوپر گیا۔ بھاگتے ہوئے دھاڑ سے اپنے کمرے کا دروازا کھولا۔

امن گھبرا کر بہت تیزی سے اندر داخل ہوا تھا مگر جتنی تیزی سے اندر داخل ہوا تھا اتنی ہی تیزی سے دل جگر گردے سانسیں سب اپنی جگہ پر تھم سی گئیں تھیں۔ کہ سرخ و سفید رنگ کے پھولوں سے سجی سیج پر وہ پہلے دن کے ہی اناری ریڈ کلر کے لہنگے میں گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

،،،،،،،،،،،،،،،،،جزا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

سس سوری امن،، وہ ایک چھوٹا سا،،، مزاق تھا،،،،، آپ کو واپس ،،،،،بلانے کے لئے

گھونگھٹ میں سے اطمینان بھری آواز آئی۔ معجزا کا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا ۔ پورا وجود پسینے میں میں نہا گیا تھا مگر آج اسے اپنا دل کلیجہ سب مضبوط رکھنا تھا۔ وہ پور پور محض اس کے لیے سجی بیٹھی تھی۔ ریڈ کلر کے لہنگے پر جست ہاف سلیولیس چولی۔ چولی کے فرنٹ گلے پر انتہائی نفیس گولڈن کام تھا جبکہ چولی کی پشت پر زپ کے گرد بھی انتہائی خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا ۔ پورے کمرے کو سرخ و سفید پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

وہ ایک سرد سانس کھینچ کر رہ گیا۔ مگر سمجھ نا آیا اب آگے بڑھے یا واپس لوٹ جائے۔

،،،افففففف اب،،،، ادھر کیوں کھڑے ہیں،،،،، آگے بڑھیں ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

آخر اس کانچ کی گڑیا نے ہی اس کی مشکل آسان کی۔

وہ آگے بڑھنے لگا۔ حیرت در حیرت تھی۔ یہ سب کیونکر اور کیسے ہو گیا تھا۔ یا یہ وائیٹ پیلس والوں کی کسی برین واشنگ کا خوشگوار ترین نتیجہ تھا۔

چپکے سے ،چپکے سے رات کی چادر تلے

چاند کی بھی آہٹ نا ہو بادل کے پیچھے چلے

،،،ارے بدھو،،،،، ڈور تو،،،،،،،،،،لل لاک کر لیں

وہ جھنجھلائی۔ امن نے پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا اور دھڑکتے پسلیوں سے سر پٹختے دل کے ساتھ بیڈ کی جانب بڑھا۔ نکاح کی رات کے بعد والے میس کے بعد اس کی اتنی ہمت نا ہوئی تھی کہ اس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

قریب آنے کی یا اسے چھونے کی جرات کر پاتا مگر اب وہ خود اسے اپنے قریب بلا رہی تھی۔

وہ بیڈ کے بہت قریب آ کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ جو سیج کے بیچ و بیچ بیٹھی تھی۔ زرا سا سرک کر کچھ پیچھے ہوئی۔

ادھر بیٹھیں،،، اور سس سب سے پہلے،،،، اپنا فون نکال ،،کر،،،،،،،،،،، سوئچ آف کر دیں

معجزا کی ہر بات پر امن ایک ٹرانس کی کیفیت میں تقریباً سانس روکے وہ سب کرتا جا رہا تھا وہ جیسے بول رہی تھی۔ یوں لگا کہ وہ ایک روبوٹ ہے اور اس کا ریموٹ معجزا کے پاس۔

،،قریب آ کر مم،،، میرا گھونگھٹ،،،،، اٹھائیں

امن کا دل جیسے اسکی ہتھیلیوں میں سمٹ آیا تھا۔ یہ خواب تو اسنے سوتے جاگتے دیکھا تھا وہ ابھی بھی ایک ٹرانس کی کیفیت میں جزا کی

CLASSIC URDU MATERIAL

ہر بات پہ عمل کر رہا تھا گھونگٹ الٹتے ہی پوری جان جیسے امن کی آنکھوں میں آگئی جہاں اسکی کوکومو ڈیپ ریڈ لہنگے میں ہاتھوں میں لال ہی چوڑیاں اور لبوں پہ ڈیپ ریڈ لپ سٹک لگا کے اسے چاروں خانے چت کر گئی۔۔جبکہ اسکے علاوہ اس نے کوئی سنگھار نہی کیا تھا۔۔

امن کی نظروں کی تپش سے جزا کے گالوں پہ ایسا آتش فشار پھوٹا کہ امن مبہوت ہوگیا ایسا نظارہ جہاں وہ پور پور اسکی محبت کی آنچ سے سرخ ہوگئی۔۔ بےساختہ امن کا ہاتھ اسکے گال پہ آ ٹھہرا۔ جس سے جزا نے ایک دم جھرجھری لی۔ امن کو دیکھ کر اسکی ساری بہادری جیسے اڑنچھو ہوگئی۔ کتنے سالوں بعد یہ وقت آیا تھا یہ لمحہ یہ پل جس کی چاہ میں امن نے ایک آگ کا دریا عبور کیا تھا۔۔ وائٹ پیلیس اور اپنوں سے دور اس نے قید تنہائی کی ایسی سزا کاٹی تھی کہ وہ رب کے پسندیدہ لوگوں میں شامل ہوگیا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب سے بڑھ کر جسے دن رات رب کے حضور دعاؤں میں مانگا)
تھا آج وہ پل وہ گھڑی آگئی تھی امن کا دل بے ساختہ رب کے
(حضور سجدہ شکر میں جھک گیا۔

جزا نے اسے سٹل خود کو دیکھتے پا کر اپنا ہاتھ امن کی آنکھوں پہ رکھ دیا وہ اس کی نگاہوں سے پھوٹتی سلگتی تپش کو مزید برداشت نہی کرسکتی تھی۔ امن اپنی کوکو مو کی اس معصوم سی حرکت پر دھیرے سے مسکرا دیا۔

،،، جزا

اس نے شدت سے پکارا جزا کا دل ایسے دھڑکا کہ ہوں لگا دل شور اسکی آواز جیسے سب نے سن لی ہو۔

کتنی شدت تھی اسکی پکار میں۔ دونوں کی آنکھیں ایک دم نم ہوگئی کہ خوش تو دونوں ہی نہی رہے تھے اتنے سالوں سے۔۔ جزا نے اپنا ہاتھ نیچے کیا تو امن نے وہی ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔۔ کیسا تحفظ

CLASSIC URDU MATERIAL

بھرا احساس ہوا جزا کے دل کو اسنے بے ساختہ نظر اٹھائی تو سیدھا امن کے ماتھے پہ بنے محراب سے ٹکرائی۔۔ جزا کے دل میں اسے چھونے کی خواہش بیدار ہوئی امن نے جیسے اسکے دل کی بات پڑھ لی اسنے اپنا ماتھا جزا کے پاس کردیا جسے جزا نے اپنے کانپتے ہونٹوں سے چھو لیا۔

معجزا پیچھے ہٹی اور نگاہیں جھکائے گہرے گہرے سانس بھرتی اگلے مرحلے کے لیے خود میں ہمت مجتمع کرنے لگی۔

وہ جو آپ نے ،،،،،،،،،،اپنی شرٹ کی پاکٹ میں،،،،،،،، میری" ،،،منہ دکھائی،،،،،، کی رنگ چھپائی،،،،،، ہوئی ہے،،، وہ دیں مجھے ،،،،بب بلکہ پہنائیں

اٹک اٹک کر ہی سہی وہ جملے مکمل کر ہی گئی۔ امن نے بغیر پلکیں جھپکائے اس کی جانب دیکھتے اپنی پاکٹ میں سے رنگ نکالی اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے نرمی سے رنگ پہنا دی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے

CLASSIC URDU MATERIAL

بس اسے دیکھے گیا جو آنکھیں زور سے بند کیے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔ ہلکے سے جسم کپکپا رہا تھا۔

،،،اب مم،،، مجھے ،،،، پپ پیار،،،،، کریں

کپکپاتے لبوں سے آخر بول ہی دیا۔

تیرے بنا پگلی یہ پُروائی، آکے میری چنری میں بھر گئی۔

،تو کبھی ایسے ہی آ گلے لگ جیسے یہ پروائی

،،،ساتھیا سن تو

کل جو مجھ کو نیند نا آئے پاس بلا لینا

گود میں اپنی سر رکھ لینا لوری سنا دینا

،،،،،، معجزا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے پہلو بدلا۔

مگر پھر جھجھکتے بیڈ کے اوپر ہو کر مزید اس کے قریب بیٹھ گیا۔ معجزا نے دھیمے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو لب بھینچے بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ معجزا جانتی تھی وہ اب اس کے خوف کی وجہ سے کبھی پہلے پیش قدمی کرنے کی جرات نہیں کر پائے گا تبھی کپکپاتے وجود سے وہ دھیمے سے آگے بڑھی اور آہستگی سے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے لرزتے گداز لب اس کی ٹھوڑی پر رکھے تھے۔ امن نے آنکھیں بند کر کہ یہ قیمتی لمحات یہ پل پوری شدت سے اپنے دل و روح سے محسوس کرنا چاہے تھے۔ معجزا نے اس کے دائیں گال پر اپنے لب رکھے۔ تب امن کا ہاتھ خود بخود اس کی کمر کے گرد حمائل ہوا تھا۔۔ یہ پیش قدمی اسے دل و جان سے بھی زیادہ پیاری تھی تو قبول کیوں نا کرتا۔ جب معجزا نے اس کی بائیں گال پر اپنے لب رکھے تو معجزا کو اپنی کمر پر اس کی پکڑ میں شدت

CLASSIC URDU MATERIAL

اور سختی محسوس ہوئی۔ معجزا نے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے تب امن نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کی ویسٹ پر مضبوطی سے رکھا تھا۔

معجزا نے جب اپنے لب اس کی خوبصورت کھڑی مغرور ناک کے قریب رکھے تب امن نے پہلی پیش قدمی کرتے ان ہونٹوں کو خراج بخشتے ان کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیا تھا۔ معجزا نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر لیے اور خود کو پوری طرح اس کے سپرد کر دیا۔

یہ لمحے فسوں خیز تھے۔ پاکیزگی بھری مدہوشی طاری ہونے لگی تھی۔ بے خودی کا عالم تھا۔ اب جب امن کی شدت میں اضافہ ہوا تو معجزا کی سانس اٹکنے لگی۔ مگر وہ آج اس سے دور ہو کر پہلے والی غلطی نہیں دہرانے والی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دونوں کا تنفس بگڑا تو پل بھر کو ایک دوسرے سے زرا سا الگ ہوئے۔ معجزا نے اپنی آنکھیں بند کر رکھیں تھیں۔ امن نے اسے تھام کر بیڈ پر لٹایا اور خود اس پر جھکتا چلا گیا۔

ایک مرتبہ پھر دونوں کی سانسیں ایک ہوئیں تھیں۔ امن نے اس کی بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پیوست کرتے اس کا ہاتھ بیڈ سے لگایا دوسرا ہاتھ اس نازک سی جان کی کمر میں الجھ دیئے۔ امن نے اس کا دوپٹہ نرمی سے اس کے اوپر سے ہٹا کر ایک سائیڈ پر رکھا ۔ معجزا جس نے امن کے سینے میں اپنا منہ چھپایا تھا بہت بے اختیار ہو کر اس نے کروٹ بدلی تھی۔۔

معجزا،،،؟؟؟

امن کی سانس رکی تھی اسے پھر سے گھبراتے دیکھ مگر وہ گہرا مسکرایا تھا۔

،،،،،جزاااااا

CLASSIC URDU MATERIAL

جزبوں سے چور بوجھل لہجہ تھا۔ وہ اپنے ہونٹوں سے اس کی کمر کی نرماہٹ محسوس کرتا اس کے وجود کو معتبر کرنے لگا۔

،،،جج،، جی

تکیہ مٹھی میں بری طرح دبوچے وہ بمشکل ہی بول پائی۔

،،،،،،قریب آجاؤں؟ اجازت ہے ناں

کندھوں کو تھامے کان کی لو پر لب رکھتے امن نے سرگوشی کی تو معجزا کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔ مگر پھر بھی بہت دھیمے سے سر اثبات میں ہلا ہی دیا۔

پھر مجھے اپنی روح میں اتارنے کے لیے تیار ہو جاؤ میری سویت ،،کوکومو

امن نے سرگوشی کی اور اسے تھام کر سیدھا کرتے نرمی سے دوبارا بیڈ پر لٹایا۔ معجزا کی سانسیں اتھل پتھل کر کے وہ اس کی دھڑکنیں

CLASSIC URDU MATERIAL

بے ترتیب کر گیا تھا۔ امن نے اس کی گردن پر اپنے سلگتے لب رکھے تھا۔ اسے معجزا کے ناخن اپنے پہلوؤں میں گڑھتے محسوس ہوئے۔ امن کے لمس میں شدت کے ساتھ انتہائی نرمی تھی جیسے وہ موم کی گڑیا ہو اور زرا سی ٹھیس لگنے پر ٹوٹ جائے گی۔

،،، جزاااا

امن نے گہرائیوں میں اترتے پھر اسے پکارا۔

،،،جج،،،جی

وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

تم جانتی ہو میں نے تم سے کتنی محبت کی ہے،، امن کی ہر سانس میں معجزا رچی بسی ہوئی ہے،، میری روح میں پروئی ہو تم ،، میری ہر آتی جاتی سانس سے معجزا کی خوشبو آتی ہے،، ان لمحات کا برسوں انتظار کیا ہے میں نے میری جان،، میں تمھیں چھو کر اپنی محبت کی

CLASSIC URDU MATERIAL

تکمیل اور اس پاکیزہ وجود کو معتبر کرنا چاہتا ہوں کیا مجھے اجازت ہے ،،روحِ من

اسے ابھی بھی یہی فکر تھی کو وہ خوفزدہ تو نہیں یا گھبرا تو نہیں رہی۔ معجزا نے اثبات میں سر ہلایا تو امن کے لبوں نے اس کے دل کے مقام کو چھوا تھا۔ معجزا نے ایک سسکی سی بھری۔ مگر وہ سسکی بھی امن نے اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹوں میں مدغم کر لی۔ معجزا اس کا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی۔ مگر جان تو تب نکلی جب امن اس کی سانسوں میں پوری طرح اترنے لگا۔ مگر مصیبت تو یہ تھی کہ وہ کوئی ردعمل بھی تو نہیں پیش کر سکتی تھی کہ وہ پھر اسے اس کا ڈر سمجھ کر اس سے دور ہو جاتا۔ اور تو کچھ نہیں سوجھا تبھی معجزا نے بیڈ کی شیٹ اپنی مٹھیوں میں بری طرح جکڑی تھی۔ چند پل لگے تھے یہ قیمتی پل امر ہونے میں۔ ایک آدھے ادھورے رشتے کی خوبصورت تکمیل ہونے میں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے اس کا وجود اپنی روح میں اترتا محسوس کیا۔

امن نے اس کا ٹوٹا بکھرا وجود خود میں سمیٹ لیا۔ رات کی گہرائی میں جیسے جگنوؤں نے رقص کیا کہ یہ ادھورا ملن جیسے صدیوں کے انتظار کے بعد پورا ہوتا انھیں بھی مکمل کر گیا تھا۔

احان کے فون کرنے پر خضر نے اس کے اپارٹمنٹ میں کچھ خاص انتظامات کروائے تھے۔ مگر ان انتظامات کے مکمل ہوتے ہی جیسے ہی وہ واپسی کے لیے نکلا ایک خاص فون کال نے اسے خضر جبران کبیر سے ایک ایکسکیوشنر بنا دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تقریباً رات کے دو بجے وہ خون میں سنی ہتھوڑی لیے جزا ٹرسٹ کے اپارٹمنٹ میں اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ہتھوڑی کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی خون میں نہائی ہوئیں تھیں۔

اس نے خود سے اپنی محبت سے بہت بری طرح شکست کھائی تھی۔

وہ اپنا نائٹ ڈریس لے کر واش روم گیا۔ ٹھنڈے پانی کے شاور کے نیچے کافی دیر کھڑا ہو کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام ہی ہوا۔

آخر گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر آیا۔ وہ بیڈ پر بیٹھا تو فون پر واٹس ایپ میسج رنگ ہوئی۔ ایشان کا ممبر تھا۔

،،،چھوٹے پاپا

CLASSIC URDU MATERIAL

اسے حیرت ہوئی کہ اس وقت وہ اسے کیا میسج کر سکتے ہیں۔ میسج کھول کر دیکھا تو اس میں موجود تین سے چار سیکنڈ کی ویڈیو دیکھ کر خضر کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

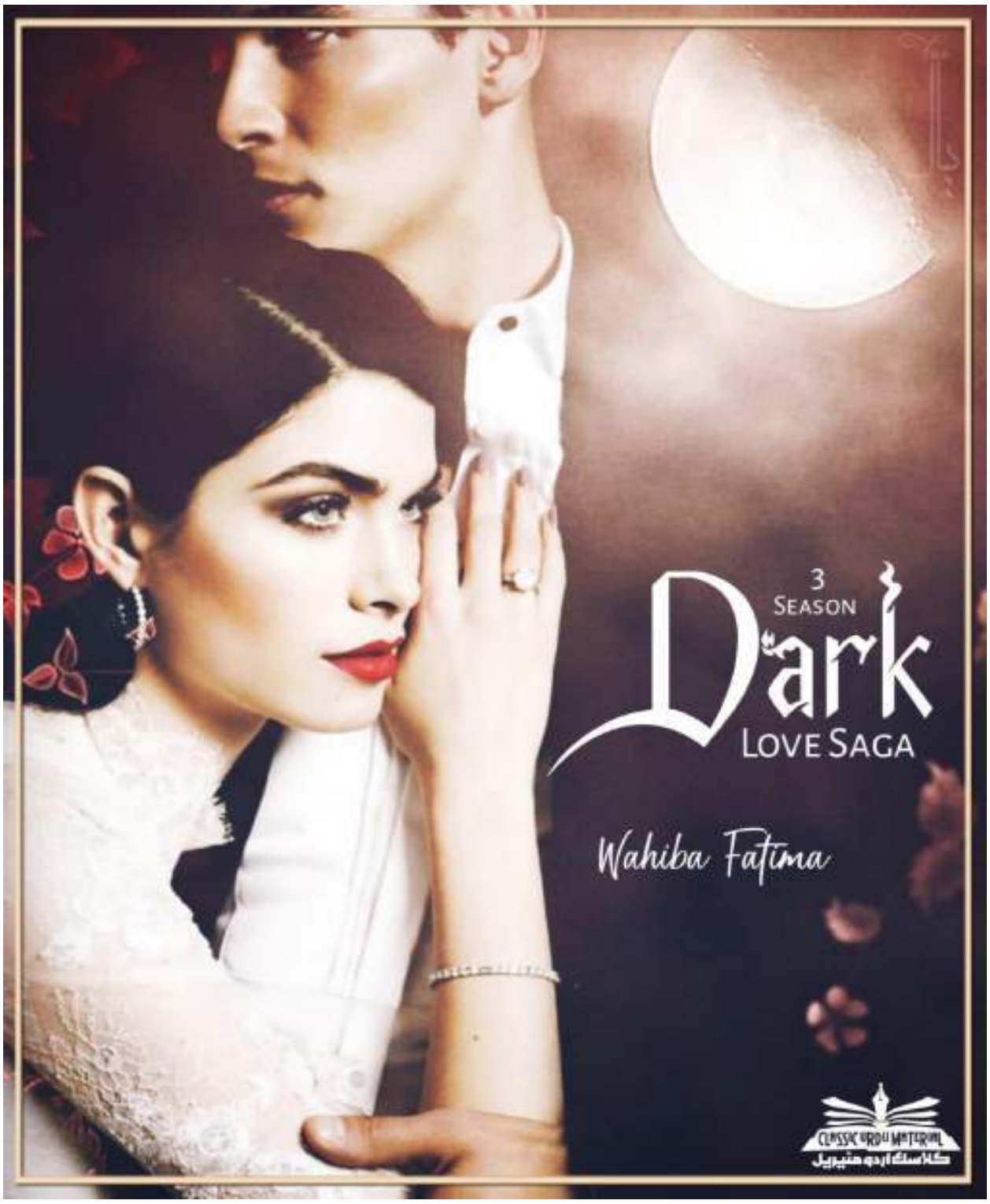
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 54.....

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ آفس میں بیٹھی کب سے آنسو بہا رہی تھی۔ تمام کاروائی مکمل ہوئی تو ارشن ضروری کام سے آفس سے باہر گیا تھا مقصد ان دونوں کو بات چیت کے لیے اکیلے چھوڑ کر جانے کا تھا۔

آج صبح ہی حبیب نے اپنے تمام گھر والوں کی مخالفت کے باوجود ان سب کو چھوڑ چھاڑ ارشن سے رابطہ کیا تھا اور بڑی شرافت سے اس سے بینا کا ہاتھ مانگا تھا۔ وہ جو ہاسپٹل میں تھی ارشن کے ایمرجنسی میں اپنے آفس بلانے پر بھاگم

بھاگ آفس چلی آئی مگر جب سامنے حبیب کو بیٹھے دیکھ اور ارشن اور اس کے ارادے جانے تو وہ جی جان سے لرز گئی۔

،،،میں ڈیڈ کے بغیر یہ نکاح ہر گز نہیں کروں گی

بینا نے ان دونوں کو اپنا حتمی فیصلہ سنایا تھا۔

،،ڈیڈ ہی تمھارے ولی بنیں گے،،، اب زہنی طور پہ تیار ہو جاؤ

ارشن نے بڑے بھائی ہونے کا رعب جھاڑا تو وہ بے بسی سے اپنے لب کچل کر رہ گئی۔ ماہ بیر کی موجودگی میں نکاح کا مرحلہ طے پا گیا اور اب وہ کب سے بھل بھل روتی جانے کونے غم غلط کرنے میں مصروف تھی۔

یار بینا،،، واٹس رونگ ود یو،،، تم ایسے بیہیو کر رہی ہو جیسے خدا ناخواستہ میں ،،نے تمھیں کڈنیپ کر فورس کے کر یہ نکاح کیا ہے،، تمھیں ہوا کیا ہے

حبیب اس نے کب سے اس کے رونے سے عاجز آ کر اب اسے کندھوں سے تھاما تھا۔

،،،میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا حبیب

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ہچکیوں کے دوران پوچھ بیٹھی۔

لاحول ولا قوۃ،، کیا اول فول بول رہی ہو بینا،، اللہ تعالیٰ کے پاک کلام ادا کر ،،کے معزز گواہان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے تو یہ غلط کیسے ہو سکتا ہے

حبیب نے اسے جھنجھوڑا تھا۔

،،،میں وہ نہیں کہہ رہی،، میں کہہ رہی ہوں کہ ہم میں ایسے نہیں ہوتا ناں

وہ بول کر پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ حبیب افسوس ہی کر سکتا تھا۔

کیوں،،، تم میں کیوں نہیں ہو سکتا،، کون ہو تم،، افسوس کے یہ اس جاہل معاشرے اور جاہل ترین انسانوں کی یہ گھٹیا سوچ ہے کہ تم لوگ ہم میں سے نہیں،، تھرڈ جینڈر ،، کیا ہے یہ؟؟کیوں ہے یہ؟؟ کس نے بنایا یہ لفظ،، کسی جاہل ترین انسان نے،، کیونکہ انسان یا مرد ہے یا صرف عورت،، تیسری کوئی جنس نہیں ہوتی،، اگر ہوتی ہے تو س۔۔۔ بیماری۔ اگر کوئی ایسا ہے تو سب سے پہلے تو اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کسی انسان کی اتنی اوقات نہیں کے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی جیتی جاگتی تخلیق میں نقص نکالتے ہوئے اس حقیر سمجھے دوسرا یہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ج _بیماری ہے،، جس میں کسی انسان کا کوئی عمل دخل ہے ہی نہیں تو کسی جیتے جاگتے انسان کو دوش دینے کا کیا مقصد،، ہمارا دین بہت خوبصورت اور مکمل ہے جس میں تم جیسے اس بیماری کا شکار انسانوں کے لئے بھی ایک مکمل رہنمائی اور ہدایت ہے،، تو یہ لوگ کون ہوتے ہیں اس دین سے انحراف کرنے والے،، یہ کہنے والے کہ تم لوگ کوئی رشتہ نہیں بنا سکتے،، کون ہیں یہ جہالت میں ڈوبے انسان جو تم لوگوں کا کسی سے نکاح یا جائز رشتے کا سوچ کر ہی کراہیت محسوس کرتے ہیں اور آخر کیوں،، کیا تم لوگ انسان نہیں یا تمھیں جینے کا حق نہیں،، ایسا کیوں ہے میری سمجھ سے بالاتر ہے،،

حبیب نے درشتگی سے کہا تھا۔ تب بینا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو وہ بری طرح بوکھلایا تھا۔۔ تب حبیب نے آگے بڑھ کر اس کا سر اپنے سینے پر ٹکایا۔

رونا بند کرو یار مجھے تو ایسا لگ رہا ہے میں نے تمھارے ساتھ زبردستی یہ نکاح کر لیا ہے،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

حبیب نے اس چھیڑا۔ وہ مچل کر اس سے دور ہونے لگی۔ مگر اس کی گرفت میں سختی تھی۔

،،،اب بھول ہے تمھاری کہ مجھ سے دور رہ پاؤ گی

حبیب نے بوجھل لہجے میں کہتے اس کے ماتھے پر پاکیزگی بھرا لمس چھوڑا۔

،،،،،اہممممم ا ہممممم

ارشن اندر داخل ہوا تھا اور شرارت بھرے طریقے سے کنکھارا۔ بینا تو ایسا گڑبڑائی کہ اچھل کر اس سے دو فٹ دور ہوئی تھی۔ حبیب نے ناگواری سے اس کی یہ حرکت کی مگر وہ تو لال ٹماٹر ہو چکی تھی۔

،،،اب چلیں،،، رخصتی کا وقت ہو گیا

حبیب نے معنی خیزی سے اسے دیکھتے ہوئے دوبارا چھیڑا تو بینا نے ارشن سے نظر بچا کر اسے ایک مکا دکھایا۔ جب کہ ارشن کا قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں چہرا سرخ ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ابھی نہیں،، میں اپنی بہن اور تمھاری کی سکیورٹی کو لے کر ابھی کوئی رسک نہیں لینا چاہتا،،، اسی لئے تم دونوں ہی ابھی کچھ عرصہ وائیٹ پیلس میں ہی رہو گے،، جب معاملہ ٹھنڈا ہو گیا یا اللہ کرے تمھارے گھر والوں کو ہدایت مل ،،،جائے تو تم لوگ جہاں چاہے جا سکتے ہو

ارشن نے سنجیدگی سے دو ٹوک فیصلہ سنایا۔

لیکن میں خود کی اور اب خود سے جڑی اپنی زندگی کی حفاظت خود کر سکتا ،،ہوں

حبیب نے بھرپور احتجاج کیا۔

یقیناً کر سکتے ہو،، مگر ابھی کچھ عرصہ محتاط رہنا ضروری ہے،، ضروری نا ہوتا تو ،، کبھی نا کہتا

ارشن نے اسے رسان سے سمجھایا۔

،،مگر میں گھر جمائی نہیں بنوں گا

حبیب نے برا سا منہ بنایا۔ بینا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،مت بنو،، ویسے بھی وائیٹ پیلس میں جو جاتا ہے وہ بیٹا بن کر جاتا ہے

ارشن نے اس کا یہ اعتراض بھی رد کر دیا تو ناچار اسے ان کے ہمراہ وائیٹ پیلس کے لیے نکلنا پڑا۔

فلزہ کی صبح آنکھ کھلی تو خود کو ایک آہنی گرفت میں جکڑے پایا۔ ساحر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے گہری نیند میں تھا۔ فلزہ نے اس کا بازو پیچھے ہٹانا چاہا۔ مگر وہ ایسا کر نہیں پائی کہ وہ اس کی معمولی سی جنبش سے جاگ گیا تھا اور اب اسے اپنی بانہوں سے آزادی دینے کو تیار نہیں تھا۔

،،،ساحر چھوڑو مجھے

فلزہ نے اس سے عاجز آ کر کہا۔

،،،بس اتنے میں ہی تنگ پڑ گئیں ہری ٹڈی

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا تو وہ کسمسا گئی۔ ایک زور دار کہنی کی ضرب ساحر کا پہلو سینک گئی تھی۔

،،،افففففففففف،،، زی بےبی بڑی بے رحمی ہو

فلزہ نے اپنا پہلو سہلایا۔

،،تمھاری ہمت کیسے ہوتی ہے میرے قد پر ٹونٹی کرنے کی

وہ تلملائی۔

،،جیسے تمھاری ہوتی ہے مجھے جنگلی، وحشی حبشی اور جانے کیا کیا کہنے کی

ساحر نے کہتے اب کی بار اس کی کان کی لو کو دانتوں میں دبایا۔

،،،آیہہہہہ،،، چھوڑو مجھے جنگلی

وہ مچلی۔

نہیں آج نہیں چھوڑ سکتا،،، ابھی مجھے خود کو محسوس کرنے دو،، پھر تو جانے

،،کب یہ وصل کے لمحات نصیب ہوں،،ہوں بھی کہ نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ گھمبیر بوجھل لہجے میں کہتا اس کے سنہرے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا جبکہ فلزہ اس کی بات پر بے تحاشا چونکی۔

کیا مطلب ہے تمھاری اس بات کا،،؟؟

وہ اس کی جانب زبردستی رخ موڑ کر بولی تھی۔ آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔۔

مگر اس نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے کشادہ سینے پر گرایا تھا۔ ساحر نے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چومتے اپنے قیمتی جزبات اس پتھر لٹائے۔

مگر فلزہ نے اس کی شرٹ سے اس کا گریبان دبوچا تھا۔

،،،،،،،ساحر مجھے بتاؤ کہ تمھاری بات کا

ساحر نے اسے بات مکمل نہیں کرنے دی تھی۔

وہ یوں برتاؤ کر رہا تھا جیسے ایک ہی منزل کے مسافر تو الگ الگ راہ پر گامزن ہونے والے تھے۔ جیسے وہ ایک دوسرے سے جدا ہونے والے تھے۔ جیسے وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

اس سے بچھڑنے والی تھی۔ ساحر بے تحاشا بے قرار تھا۔ اور وہ اپنی یہی بے قراریاں اس پر اپنے ہر عمل سے ظاہر کر رہا تھا۔ فلزہ نے بے حال ہوتے بمشکل اسے کافی دیر کے بعد خود سے دور کیا۔

وہ اب خاموشی سے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بیڈ سے نیچے اتر کر ڈرسینگ سے اپنا ڈریس لے کر واش روم گیا تھا۔

فلزہ کافی دیر تک لیٹی خود کو سنبھالتی رہی اور اپنے سوالات کے جواب لینے کے لیے اپنے اندر ہمت مجتمع کرنے لگی۔ وہ فریش ہو کر باہر آیا تھا۔ فلزہ بیڈ سے اتر کر لپک کر اس تک پہنچی تھی۔ تب اس کی شرٹ دبوچ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ دیں۔۔

،،تم بتاؤ مجھے کہ مجھ سے کیا چھپا رہے ہو

ساحر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ریلیکس فریش ہو کر بریک فاسٹ کے لیے باہر آؤ تو سکون سے بتاتا ہوں ابھی اچھی طرح جانتی ہو میری مرضی کے خلاف کچھ بھی کر لو،، مجھ سے اگلا ،،نہیں سکتیں

ساحر نے اطمینان سے کہا تو وہ جز بز ہوتی ایک جھٹکے سے ڈریسنگ کی جانب گئی۔ اور اپنا ڈریس لے کر واش روم گھس گئی۔ ساحر آنکھوں میں اذیت لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کافی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آئی تو آنکھوں میں بے تحاشا حیرت در آئی۔

فلزہ نے دیکھا وہ آٹھ سے دس لڑکیاں تھیں جو اس وقت ایک جیسے عجیب سے حلیے میں ساحر کے پیچھے ایک لائن بنا کر کھڑی تھیں۔

،،،ساحر یہ لوگ کون ہیں

وہ ٹیبل کے قریب آئی تھی۔ جبکہ ان دوسری لڑکیوں نے ایک حسرت بھری نگاہ اس سبز آنکھوں والی لڑکی کی جانب ڈالی۔

،،،سکون سے بریک فاسٹ کرو زی

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے سنجیدگی سے کہا۔ جانے کیوں فلزہ کو سب کچھ غیر معمولی لگا تھا۔ فلزہ جانتی تھی کہ ڈھیٹ آدمی اپنی مرضی کے بر خلاف اسے کچھ نہیں بتانے والا تبھی بیٹھ کر بریک فاسٹ کیا۔۔ وہ بریک فاسٹ کر چکے۔

،،سر ٹائم ہو گیا ہے

ان میں سے ایک لڑکی بولی۔ سحر نے اپنے ہاتھ سے انھیں ایک عجیب سا اشارہ کیا۔ وہ لوگ باہر نکل گئیں۔ ساحر نے اپنی واچ مین ٹائم دیکھا جبکہ وہ چپ چاپ اسے دیکھے گئی۔

،،،زی تم واپس پاکستان جا رہی ہو آج،، ابھی کچھ دیر تک نکلنا ہے تمھیں

ساحر نے جبڑے بھینچ کر کہتے اس کے سر پر بم پھوڑا۔۔ فلزہ نے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔ جو اب اس کی جانب سے پیٹھ موڑے کھڑا دوسری جانب دیکھ رہا تھا۔

میں تمھاری مرضی سے یہاں آئی تھی اب اپنی مرضی سے اپنے طریقے سے

،،،جاؤں گی یہاں سے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھنکاری تھی۔

تم آئی بھی میری مرضی میرے طریقے سے تھیں اور جاؤ گی بھی میری مرضی سے،،،

وہ اب پرسکون انداز میں بولا تھا۔

،،،اور تمھیں کیوں لگتا ہے کہ ہر مرتبہ تم مجھے بے بس کر دو گے

فلزہ چیختی ہوئی اس کے سامنے آئی تھی۔ ساحر نے اس کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔

،،، مجبوری ہے

پہلی مرتبہ اس نے کوئی الٹا جواب دینے کی بجائے مختصراً اسے سمجھانا چاہا۔

،، لانے کی کیا مجبوری تھی،، یا اپنی ضد پوری کرنی تھی،، یا مجھے حاصل کر کے تسخیر کر کے اپنی آنا کی تسکین چاہتے تھے،، اور اب کیا مجبوری ہے،، بس ہو گئی ضد پوری یا دل بھر گیا،،،

فلزہ نے اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے چلا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شٹ اپ فلزہ،،، ساحر کا چہرہ غصے کی زیادتی سے لال بھبھوکا ہوا۔ "حد میں رہو،، زیادہ زبان درازی کرنے کی ضرورت نہیں،،، باہر لیڈی گارڈز تمھارا ویٹ ،،،کر رہی ہے جاؤ واپس لوٹ جاؤ

ساحر نے دانت پیس کر کہا تھا۔)فلزہ کا دل پھٹنے کو تھا ایک تو جو دن رات ساحر کی جانب سے خدشات وسوسے ستاتے رہتے تھے کہ کہیں وہ اسے بیچ منجھدار چھوڑ نا جائے۔ ساحر وہ سب سچ کرنے پر تلا بیٹھا تھا دوسرا اس ظالم بے حس، ستمگر نے ایک مرتبہ بھی تو نا کہا تھا کہ تم جاؤ زی میں جلد تم تک (پہنچوں گا

تم بتاتے کیوں نہیں ہو،،کیوں بھیجنا چاہتے ہو مجھے یہاں سے،،،؟؟

فلزہ چیخی تھی۔

،،،میں نے کہا جاؤ یہاں سے

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر کے سرد و سپاٹ لہجے نے اسے سر تا پا سلگایا تھا۔ وہ جو چیخ چلا کر اس کا گریبان جھنجھوڑ کر بری طرح پینِک ہو رہی تھی ایک دم اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تھی۔

بس بھر گیا دل،، اتنے دن ہی اپنا دل بہلانا تھا،،؟؟؟

فلزہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو ساحر کا چہرہ ضبط کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے لال بھبھوکا ہو گیا تھا۔ ساحر نے فلزہ کو بازوؤں سے جکڑ کر اپنی چائنیز لیڈی گارڈز کے اوپر پھینکا تھا۔

Get her,, out of here,,,,,,

وہ دھاڑا۔ فلزہ نے مزاحمت کی۔ مگر وہ چھ تھیں اور انھوں نے کسی بے حد مضبوط سی چیز یا ہینڈ کف سے اس کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیئے تھے۔ وہ فلزہ کی بے تحاشا مزاحمت کے باجود اسے گھر کے پچھلی جانب سے گلاس وال کراس کر کے اسے باہر لے جانے لگیں۔ جھاڑیوں اور درختوں کے بیچ سے وہ اسے مسلسل اپنے ساتھ گھسیٹ رہی تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

What the hell How dare you pull me like this,,,,,,

فلزہ بری طرح چیخی۔۔ مگر وہ تو جیسے اس کی کوئی بات سن ہی نہیں رہیں تھیں۔ اور وہ لوگ اسے لے کر جھاڑیوں میں چھپنے کی کوشش کرنے لگیں۔ فضا میں دو ہیلی کاپٹرز کی کان پھاڑ گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ وہ ہیلی اس گھر کے گرد گول گول گھومنے لگے۔ تب ہیلی میں موجود ایک آدمی نے راکٹ لانچرز سے اس گھر کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ ایک زور دار دھماکے سے گھر کے پرخچے اڑ گئے۔

،،،،،،،،،ساحر

فلزہ کی دلخراش چیخ اور سسکی ہیلی کاپٹرز کی گڑگڑاہٹ میں کہیں دب کر رہ گئی۔

،،اے چھوڑو مجھے،،،، مجھے اس کی ہیلپ کرنے دو،،، اسے کچھ نہیں ہو سکتا

وہ انھیں اپنے کندھوں سے دھکے دیتی اس آگ کے بھانبھڑ کی جانب بھاگی تھی۔ مگر بہت جلد ان لیڈی گارڈز نے اسے پھر دبوچ لیا تھا۔ فلزہ جنونی ہوتی

CLASSIC URDU MATERIAL

ان پر بھاری پڑنے لگی۔ وہ بے قابو ہونے لگی تھی۔ مزاحمت شدید ترین تھی۔ تبھی ایک لیڈی گارڈ نے یس کا اشارہ ملنے پر فلزہ کے بازو میں ایک سائینسی چبھو ڈالی۔

فلزہ مزاحمت کرتی بھیگی سرخ آنکھیں لیے جلد بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ ان لیڈی گارڈز نے اسے اٹھا کر لکڑی سے بنی ایک چھوٹی سی ٹرالی میں ڈالا ۔ اور اسے لے کر ایک جانب جانے لگیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے فلزہ ایمزون کی حدود سے باہر نکلنے لگی۔

کانفرنس روم میں ملکی اور غیر ملکی ڈاکٹرز لمبے چوڑے ٹیبل کے گرد موجود تھے۔ سربراہی کرسی پر امن آریان پاشا مخصوص لباس میں ڈاکٹری کوٹ پہنے بلیک ماسک چہرے پر لگائے سکون سے براجمان تھا۔ ڈاکٹر کامران ڈائس پر موجود اپنی اہم سپیچ دے رہے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن بلکل سامنے موجود تھا مگر اسے ڈاکٹر کامران کے بس ہونٹ ہلتے دکھائی دیئے جبکہ دھیان کے پردے پر کچھ اور ہی چل رہا تھا ایک معصوم و دلکش شبہہ تھی جو دھیان کے پردے پر لہرا رہی تھی ۔ قریب بیٹھی ڈاکٹر انعم کافی دیر سے اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھی۔

ڈاکٹر امن،،،،؟؟

انعم نے اسے پکارا مگر وہ یہاں موجود ہوتا تو تب ہی جواب دے پاتا ناں۔

،،،ڈاکٹر امن

انعم نے اس کے سامنے ٹیبل پر ہلکے سے اپنا پین بجایا تو امن چونکا اور ڈاکٹر انعم کی جانب حیرت سے دیکھا۔

ڈاکٹر امن آپ مینٹلی ایبسینٹ ہیں یہاں سے،، آپ کا زہن شاید اس وقت" ،،مس فریال کی کلاس میں کہیں بھٹک رہا ہے

انعم نے ہنسی دباتے اسے اس کا کارنامہ بتایا تو وہ سچ مچ جھینپ گیا تھا۔

،،ایکسکیوزمی،، جینٹل مِین""

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اچانک سب کو مخاطب کیا تب اپنا ماتھا رب کرتے امن نے ان سے ایکسکیوز کیا۔

"I have a very important job I think I have to go,,,,

امن نے کہتے اپنا فون اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کرتا کانفرنس روم سے باہر نکلا۔ فون اٹھایا گیا۔

ڈیڈ،،، آپ بلکل ٹھیک کہتے ہیں،، مجھے کچھ دنوں کی لیو لے لینی چاہیے،،، پلیز ،،،کانفرنس اٹینڈ کر لیں

،،،او ہو ڈاکٹر صاحب کو عشق نے نکما کر دیا ہے

آریان نے ہنس کر کہا تھا۔

،،،،ہاں تو اور کیا سرجن صاحب تو خود دل کے مریض بنتے گئے کام سے

آریان مسلسل ہنستے ہوئے اسے چھیڑ رہا تھا۔

،،،ڈیڈ پلیززززز

وہ کہتے فون رکھتا اپنی ہی حالت پر مسکراتا اپنے کیبن کی جانب گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا بڑے انہماک اور توجہ سے اپنا ٹیسٹ لکھ رہی تھی۔ پوری کلاس میں خاموشی تھی۔ جب دروازے پر دستک دے کر سسٹر میری اندر داخل ہوئی۔

یس،، مس فریال نے ناگواری سے انھیں دیکھا جنھوں نے ٹیسٹ کے دوران بیچ میں آکر انٹرپشن کی تھی۔ سسٹر میری معجزا تک آئیں تھیں۔

میم،،، آپ کو ڈاکٹر امن اپنے کیبن میں بلا رہے ہیں،، ابھی اور اسی وقت کوئی ،،ضروری کام ہے

سسٹر میری نے اسے کہا خود کی جانب اٹھتی تمام کلاس کی معنی خیز نگاہیں اور مس فریال کی سرد سی گھوری نے اسے پسینے سے شرابور کر دیا تھا۔۔ وہ بے تحاشا گھبرا گئی۔

سسٹر،، میرا ضروری ٹیسٹ ہو رہا ہے،،، انھیں کہیں کہ کلاس کے آف کے ،،،بعد ہی میں آ پاو گی

معجزا نے صاف انکار کرتے انتہائی دھیمے لہجے میں سسٹر کو کہا کہ اسے بمشکل ہی سنائی دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

لیکن،،، سسٹر نے کچھ کہنا چاہا۔

،،پلیز سسٹر،، ڈسٹرب مت کریں

وہ روہانسی ہوتی ٹیسٹ پر جھک گئی۔ سسٹر واپس چلی گئی۔ معجزا نے سکھ کا سانس لیا مگر مس فریال کی گھوریوں میں خاطر خواہ کمی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

وہ جو اپنی سیٹ پر آنکھیں موندے بیقراری سے اس کا انتظار کر رہا تھا دروازے پر ناک ہوئی تو سیدھا ہو کر بیٹھا۔

یس،،، اجازت ملنے پر سسٹر میری اندر داخل ہوئی۔ امن نے کی بے قرار نگاہیں اس کے پیچھے بھٹکیں مگر من چاہا منظر دکھائی نہیں دیا۔ سسٹر نے معجزا کا انکار من و عن اسے بتا دیا۔ امن نے ایک سرد سی سانس کھینچی۔

،،،یو مے گو ناؤ

امن نے کہا تو سسٹر واپس چلی گئی۔ وہ جھٹپٹا کر چیئر سے ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔

،،،یہ لڑکی پاگل کر دے گی مجھے"

CLASSIC URDU MATERIAL

منہ میں بڑبڑاتے اس کے قدم جنرل وارڈ کے بڑے گراؤنڈ سے پرے بنی اس رجسٹرڈ اکیڈمی کی جانب تھا جہاں وہ اس وقت تیزی سے جا رہا تھا۔

امن آریان پاشا کلاس میں داخل ہوا تو سب کو سانپ سونگھ گیا۔ مس فریال نے حیرت سے اس سنجیدہ سے ریزرو رہنے والے ڈاکٹر پلس ہاسپٹل اونر کو دیکھا جو اب ان کے قریب آتا کلاس کی ایک جانب بڑی فرصت سے دیکھ رہا تھا۔

معجزا کو کچھ غیر معمولی احساس ہوا۔ سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔ اس کا پورا وجود ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔ ہتھیلیاں پھر پسینے سے شرابور ہونے لگیں۔

مس فریال،، مسز امن کے ٹیسٹ میں خود لے لوں گا،، فی الحال انھیں میرے ساتھ چلنا ہو گا،،۔

امن نے کہا تو مس فریال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ معجزا کی جانب بڑھنے لگا تو معجزا جی جان سے لرز گئی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،چلو جزا،، مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے

وہ اس کی کلائی تھام کر بولا تو پوری کلاس اور مس فریال کی نگاہیں خود پر محسوس کر کے معجزا کو لگا وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑی نہیں ہو پائے گی۔

،،آپ،، مم،، مجھے ادھر ہی بب،، بتا دیں ناں،، ٹیسٹ بہت ضروری ہے

معجزا نے التجائیہ نگاہوں سے امن کو دیکھا۔ مگر فورا ہی نگاہیں جھکانی پڑیں کہ اس وقت وہ نگاہوں میں جیسی لپک لیے اسے دیکھ رہا تھا معجزا کے لیے ان نگاہوں کو برداشت کرنا کافی مشکل امر تھا۔ معجزا نے بیت دھیمے سے کہا تھا جو کہ بس امن کو ہی سنائی دیا تھا۔ وہ اس وقت کسی کے سننے کے موڈ میں لگ نہیں رہا تھا۔

،،،لیٹس گو جزا

امن نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

امن میرے ٹیسٹ،،، وہ روہانسی ہوئی۔

،،میں لے لوں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

اطمینان بھرا جواب تھا۔ وہ اسے لئے سب کی معنی خیز نگاہوں اور شرارت بھری سرگوشیوں کے درمیان لے کر باہر نکل آیا۔ یونہی ہاتھ تھامے وہ گراؤنڈ پار کر گیا۔ سب کی مسکراتی نگاہیں اپنے اوپر محسوس کر وہ امن کی چوڑی پشت کے پیچھے چھپی جا رہی تھی۔

اپنے کیبن میں پہنچ کر امن نے اپنے پیچھے ڈور لاک کیا اور اسے بانہوں میں بھر لیا۔ وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔

امن،،، ی،،،یہ آپ کیا کر رہے ہیں،،،؟؟؟؟

اس کے بے تحاشا گھبرانے پر وہ محض گہرا مسکرایا تھا اسے لے کر اپنے کیبن کے سیٹنگ ایریا میں آیا اور صوفے پر بیٹھ کر اسے گود میں ہی رہنے دیا۔ امن نے اسے بغور دیکھا۔ بلو کلر فراک پاجامے میں سکارف لیے۔ براؤن بالوں کا جوڑا بنائے وہ اس کے دل پر قیامت سی ڈھا گئی۔ اس کی بےباک نگاہوں نے معجزا کی گھبراہٹ میں اضافہ ہی کیا تھا۔ وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اپنے ہاتھوں کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

آپ کو کک،،، کوئی ضروری کام تھا شش ،، شاید،،،؟؟؟ منہ پھلا کر یاد دہانی کروائی۔

،،ہاں،، میں تمھیں ابھی کے ابھی دیکھنا چاہتا تھا،، محسوس کرنا چاہتا تھا

امن نے اطمینان سے ہنسی دباتے ہوئے کہا تب معجزا کو شاک سا لگا۔ حیرت سے پھیلی آنکھوں سے اسے یوں دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو۔ خیر تو ہے جی؟؟ مگر اس کی لپکتی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ کچھ کمر پر لمحہ بہ لمحہ بڑھتی امن کی گرفت نے اسے سٹپٹانے پر مجبور کر دیا تھا۔ امن نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

،،،بب،،،بہت گندے ہیں آپ،،، ایسے کک،،، کون کرتا ہے

وہ جھنجھلائی۔

،،،امن آریان پاشا

لاپروائی سے کہا اور اس کی چن پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ شرم و حیا سے وہ دہری ہوئی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،،آپ کو ہوا کیا ہے

روہانسی ہو کر پوچھا۔

،،برسوں پہلے ایک چاکلیٹ براؤن آنکھوں والی جادوئی گڑیا سے عشق ہوا تھا

،،،اسی کا اثر ہے

امن نے اس کی ناک پر اپنے لب رکھے۔ وہ اب اپنے دہکتے لبوں سے اس کے چہرے کے نقوش کو معتبر کرتا اپنے سلگتے جزبات پر ٹھنڈے محبت کی دھیمی پھوار برسائی۔ اس کی ہر جسارت پر معجزا کی سانسیں کبھی رکنے لگتیں کبھی دھڑکن تیز ہونے لگی۔ تب گہرے سانس بھرتے اس نے نڈھال ہو کر اس کے کندھے پر اپنا سر رکھا امن نے اسے خود میں سمیٹ لیا۔ کافی دیر وہ اسے یونہی سینے میں بھینچے بیٹھا رہا۔

کچھ وقت بعد معجزا کانپتے ہوئے سیدھی ہوئی تھی۔

،،،اب مم مجھے جانیں دیں

معجزا نے اس کی شرٹ کے بٹن پر شہادت کی انگلی پھیری۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،کونسا ٹیسٹ دے رہی تھی

امن نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔ اپنے ارادے میں وہ کامیاب ہوا کہ اب وہ اپنے ٹیسٹ کی تفصیل بتا رہی تھی۔ امن نے جان بوجھ کر اسے گود میں بٹھایا تھا۔ جانتا تھا وہ جلد یا بدیر اس کے ماتھے سے اس کے بال ہٹائے گی۔ پھر ہوا بھی یہی بات کے دوران معجزا نے دھیمے سے اس کے ماتھے سے وہ بکھرے بال ہٹائے۔

آپ نے ہی کہا تھا،،،،،، کہ میں دل لگا کر پڑھوں،،،، اور اب آپ۔ ہی ،،،،مم،،، مجھے پریشان،،،،، کر رہے ہیں

معجزا نے نگاہیں جھکاتے اسے اس کی ہی بات کی یاد دہانی کروائی۔ اور اپنی شہادت کی انگلی اس کی محراب پر رکھی۔

ہاں اب مجھے ہی لگ رہا ہے کہ یہ دنیا کی رسمیں، یہ پڑھائی ، یہ ڈیوٹی میری ،،سب سے بڑی دشمن ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کا وہی ہاتھ تھام کر ہتھیلی پر نرم بوسہ دیتا ہوا بولا۔ معجزا اس کے ہر لمس پر اپنے آپ میں سمٹ رہی تھی۔

ویسے پریشان کرنے سے یاد آیا،، اب میرا دل کر رہا ہے کہ میں اس سٹنگ"
،،،ایریا کو ہٹا کر اسے ایک بیڈ روم بنا دوں

بالوں میں چہرہ چھپاتے اس کی اس قدر بےباک بات پر معجزہ نے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا۔

،،،مجھے کلاس مم،،، میں جانا ہے

معجزا کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔

اپارٹمنٹ میں چلیں،،، ؟؟؟؟

امن کی نئ فرمائش پر وہ جی جان سے لرز گئی تھی۔

،،،نن نہیں،،، بلکل نہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ جو ہنسی ضبط کر کے بیٹھا تھا کھل کر مسکرا دیا اور اس کی شرارت سمجھ کر معجزا نے روہانسی ہو کر اس کے سینے میں چہرا چھپایا۔

،،،ایسے مت کرو جزا،،، نہیں تو سچ میں ہوش کھو دوں گا

امن نے اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے۔

،،،آپ پلیز ایسے مت کریں

وہ رونے والی شکلیں بنانے لگی تھی۔

تو کیسے کروں،،،؟؟؟

امن پوچھ بیٹھا۔

،،،میں بڑے پاپا کو آپ کی شکایت لگاؤں گی

وہ منہ بسور کر بولی۔

وہ کیا؟؟؟ امن نے ہنسی دبا کر تجسس سے پوچھا۔

،،،،کہ آپ مجھے کلاس نہیں لینے دیتے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بمشکل ہی بول پائی۔

میں کہوں گا ابھی میں جزا کو ایک نیو کلاس دے رہا ہوں وہ اس میں بزی ہے،،،

کونسی،،،؟؟؟

پیار ، عشق اور محبت کی کلاس،،، امن نے اطمینان سے کہا وہ پھر کانوں تک سرخ ہو گئی۔

،،،آپ ایسے ہی بول دے گے بڑے پاپا کو

معجزا کو ایک نئ فکر لاحق ہوئی۔ امن پھر کھکھلا کر ہنس دیا۔

،،،یقیناً

اس نے ہنس کر کہا تو معجزا کو اب کہیں جا کر پتا چلا کے وہ اتنی دیر سے محض اسے تنگ کر رہا تھا۔ معجزا نے منہ پھلا کر اس دوری اختیار کی۔ وہ بھی دید کی پیاس بجھا کر سیر ہو کر اب مسکراتا اٹھا تھا۔

،،،میں کلاس میں جا رہی ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے پیر پٹخے۔ مگر امن نے اس کی کلائی تھام لی۔

،،چلو گھر چلتے ہیں

امن کہتے اس کے ہمراہی ہوا۔ معجزا کا دل کیا سر پیٹ لے۔ لیکن اتنا بھی جانتی تھی کہ اب وہ چاہے جو مرضی کہتی اس نے کرنی وہی تھی جو وہ بول چکا تھا سو چپ چاپ اس کے پیچھے چل دی۔

یہ دو تین دن آساوری میں ہواؤں میں اڑتے گزارے تھے۔ احان نے بڑی فرصت نکال کر اسے وقت دیا ہے اور اس کے ساتھ اور قربت کا نتیجہ تھا کہ وہ دو تین دن میں ہی یوں نکھر آئی تھی گویا کہ محبت کا روپ نے انگ انگ کو نکھارا ہو۔ اب بھی وہ بالوں کو سمیٹ کر ڈھیلا سا جوڑا بناتی ہوئی کچن سے باہر نکلی تھی۔ مگر اسے سامنے نا پا کر بے چین ہوئی۔ وہ کال سننے کے لیے لاؤنج میں گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کھانا تیار تھا۔ کھانے کے بعد احان نے وائیٹ پیلس واپسی جانے کے لیے کہا تھا۔ وہ اسے بلانے باہر آئی۔

احان آنکھیں موندے کاٹ پر نیم دراز تھا جب وہ دبے پاؤں اس کے قریب آئی۔ ہاتھ میں جو تنکا پکڑ رکھا تھا وہ شرارت میں اس کے کان میں گھمایا۔ وہ یہ واردات سر انجام دے کر فرار حاصل کرنا چاہتی تھی جب احان نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کلائی دبوچی۔

""ہو مجھے "چھیڑ "کر جو تم جاؤ گے بڑا پچھتاؤ گے بڑا پچھتاؤ گے"

احان نے ہنسی دباتے اس کی ہونق شکل دیکھ کر گانا گنگنایا۔

،،،چھیڑ، نہیں چھوڑ کر جاؤ گے"

آساوری نے تصیح کرتے ہرے راکشس کے شکنجے میں پھنس کر برا سا منہ بنایا۔

تب آحان نے ہنستے ہوئے اسے اپنے بے حد قریب ہی کاٹ پر بٹھا لیا۔

چہرے پر بل کھاتی ایک شریر سی لٹ کو اس کے کان کے پیچھے اڑسا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،تم پر دونوں الفاظ ہی لاگو ہوتے ہیں آسی،،چاہے چھیڑ ہو یا چاہے چھوڑ دونوں صورتوں ہی تمھارے

،،اس چھوٹی سی جان کے لیے بے حد نازک صورتحال پیدا کر سکتی ہیں

وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا معنی خیزی سے بولا تھا۔ تو آساوری گڑبڑا گئی۔

،،،میرا دماغ خراب نہیں ہے جو اس سڑیل ہرے راکشس سے الجھوں

وہ اطمینان سے بولی تب احان نے اسے ایک گھوری سے نوازا۔ اس کا بازو تھام کر اپنے قریب کیا۔

،،،پر میں تو بار بار،، ہر بار تمھاری ہی سانسوں سے الجھنا چاہتا ہوں

وہ گھمبیرتا سے بھرپور لہجے میں بولا تھا کہ آساوری سٹپٹا گئی۔

،،،کھانا تیار ہے

،،آساوری نے بات پلٹنا چاہی

،،پر میں تو بچپن کا پیار کھانا چاہتا ہوں

احان نے پھر اپنی ہی ہانکی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں بچپن کے پیار میں ایسی کیا خاص بات ہے جو آپ کو ہر بار وہی"

،،،چاہیے

وہ اترا کر پر نگاہیں جھکا کر بولی۔ احان نے سیدھے ہوتے اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھ کر اس کی پلکیں بوجھل کیں۔

،،،کیونکہ آڈیکٹ ہو گیا ہو میں اس بچپن کے پیار کا"

وہ اس کی ناک چومتا ہوا بولا تو آساوری آسودگی سے مسکرائی۔

،،،آڈیکٹ سے یاد آیا احان آپ سموکنگ کرتے تھے ناں

آساوری نے اچانک پوچھا تو کچھ لمحوں کو تو کچھ بول ہی نہیں پایا۔

ہاں "بڑی شرافت سے قبول کیا۔"

میرے لیے چھوڑی ناں،،، آساوری نے پریقین لہجے میں پوچھا۔"

،،ہاں"

"کیوں"

CLASSIC URDU MATERIAL

کیونکہ تمھیں پہلے ہی سانس کی پرابلم تھی تو میں نہیں چاہتا تھا میری کسی بری عادت سے تمھیں تکلیف پہنچے،، یہ نارمل تو خطرناک ہے ہی مگر سانس کے مریض کے لیے زہر ہے،، اسی لئے چھوڑ دی،،، پہلے میں اس پر غور نہیں کرتا تھا مگر جب تم میری زندگی میں آئی تو میں نے اس پر تحقیق کرنے شروع کی،، جب تحقیق کی تو چند دل دہلا دینے والے انکشافات مجھ پر کھلے وہ یہ کہ """طبی ماہرین کے مطابق اگر دنیا سے صرف یہ دو چیزیں چائے اور سگریٹ نکال دی جائیں تو انسان 50 ٪سے زیادہ امراض کے خطرات سے محفوظ ہو جائے،،، سگریٹ تمباکو سے بنایا جاتا ہے،،، تمباکو موجودہ دور کا سب سے بڑا خطرہ ہے،،، تمباکو میں شامل ایک کیمیائی مادہ نکوٹین ہے جو زہریلے اور نشیلے اثرات کا حامل ہوتا ہے،، یہ انسانی بدن میں سرایت کر کے وقتی طور پر اسے تسکین و لذت فراہم کرتا ہے،مگر خون میں شامل ہو کر اسے گاڑھا کر کے دورانِ خون کے کئی ایک عوارض کا باعث بھی بنتا ہے،، گردوں کے لیے گاڑھے خون کو صاف کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور نتیجے کے طور پر سگریٹ نوش ہائی بلڈ پریشر،بلڈ شوگر،یورک ایسڈ ،کلیسٹرول،ہارٹ اٹیک،انجائنا،گردوں کے

CLASSIC URDU MATERIAL

فیل ہونا جیسے جان لیوا اور خطرناک امراض کے چنگل میں پھنستا چلا جاتا ہے،،،اسی طرح سگریٹ کا دھواں حلق کے کینسر، پھیپھڑوں کے کینسر،ٹی بی اور دماغی جھلیوں کی سوزش کا سبب بھی بنتا ہے،، ایسے افراد جو سگریٹ کے دھوئیں کو منہ کے رستے معدے اور انتڑیوں تک پہنچاتے ہیں ،،،، انہیں معدے اور انتڑیوں کے السر جگری سوزش ہونے کے خطرات عام آدمی کی نسبت کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں،،، اس کے علاوہ اعصابی اور دماغی امراض میں نیند کا نہ آنا ، ڈپریشن ، بے چینی، پٹھوں کی کمزوری جیسے عوارض شامل ہیں،،،نکوٹین انسانی بدن کی قوتِ مدافعت کو کمزور کر کے اسے بیماریوں سے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں چھوڑتا ،یوں ایک سگریٹ نوش بیماریوں میں گھرتا چلا جاتا ہے،،، یہی ہی نہیں یہ سب اسی دھوئیں کی وجہ سے اس کے آس پاس ،،،رہنے والوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے سو یہ گندی عادت چھوڑ دی

احان نے مسکرا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،اسلام آپ نے میری خاطر اپنا نشہ چھوڑ دیا جو آپ کو جانے کتنا پیارا ہو گا آپ اس کے عادی ہوں گے،، اور عادتیں چھوڑنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے،،،

آساوری نے اس کے سینے پر لاڈ سے اپنا سر رکھا تو احان نے اس کے گرد اپنے بازو کا گھیرا تنگ کر دیا۔

نہیں جان احان،،، وہ نشہ کینسر تھا،، ناسور،، میرے لیے بھی اور مجھ سے جڑے میرے ہر رشتے کے لیے،، اسی لئے اسے چھوڑتے وقت تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ میرا اصل نشہ تو تم ہو،، تمھارا عادی ہوں میں،، تمھارا عدای رہنا چاہتا ہوں،، اس چھوٹی سی لڑکی کی محبت کے نشے میں، میں زندگی پر مدہوش رہنا چاہتا ہوں،،،

احان نے سرشاری بھرے لہجے میں اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تو وہ آسودگی سے مسکرا دی۔

چلیں اب،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے کہا تو وہ اس کا ہاتھ تھامے کچن کی جانب گیا۔۔ کھانا کھا کر وہ لوگ وائیٹ پیلس کے لیے نکلے تھے۔

،،،،،،،،،،،ارے جا

تجھے معاف کیا

مگر ہمیشہ ایک بات یاد رکھنا

یہ محبت اپنا بدلا خود لیتی ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

کافی دن گزر جانے کے بعد جب علیزے سے بلکل بھی رہا نا گیا تو وہ خود چل کر اس دشمن جاں کے پاس چلی آئی تھی۔ اور اب اس کے گلے کا ہار بنی اس کی ڈانٹ سن رہی تھی۔

،،،یہ کیا بیہودگی ہے علیزے،، دور ہٹیں مجھ سے اور اپنی حد میں رہیں

خضر نے سختی سے اس کے بازو دبوچے تھے۔

،،،ائم سوری خضر،، مجھے معاف کر دو پلیز

وہ اس کے چہرے کے قریب دھیمے لہجے میں ملتجی انداز میں بولی تھی۔ بازوؤں پر اس کی سخت اور چٹانی گرفت نے علیزے کی آنکھوں نم کیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ کی یہ سو کالڈ سوری مجھے وہ سب نہیں لوٹا سکتی جو میں آپ کی وجہ سے ،،،کھو چکا ہوں علیزے

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

،،،خضر کو کچھ تم نے کھویا ہے وہ میں نے بھی تو کھویا ہے

علیزے نے بے بسی سے کہا۔

نہیں جو میں نے کھویا ہے وہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں،، خضر نے علیزے کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ پھر سے اس کے دامن سے لپٹ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آخر ایسا کیا کھو دیا ہے تم نے خضر بتاؤ مجھے میں ہر کھوئی ہوئی چیز کی تلافی کروں گی،،،

علیزے نے نم لہجہ اختیار کیا۔

نہیں کر سکتیں ہیں آپ،، اس ٹوٹی محبت کے مان کی کرچیاں نہیں سمیٹ سکتیں ہیں آپ،،،

خضر نے علیزے کا جبڑا دبوچا تھا۔ دو آنسو علیزے کی آنکھوں سے رواں ہو کر خضر کے ہاتھوں پر رواں ہوئے۔ "مجھے لگا تھا کہ آپ نے خود کو میرے سپرد کیا تھا اس لیے کہ آپ بھی مجھ سے محبت کرنے لگی ہیں،، تبھی اپنا سب کچھ مجھے سونپ دیا،، لیکن نہیں وہ سب آپ اپنے ایک بیوی ہونے کا فرض نبھا رہی تھیں ہے ناں،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے آج اپنی آنکھوں سے لہو ٹپکاتے اپنا دل کھول کر اس کے سامنے رکھا تو وہ یہ تلخ حقیقتیں جان کر بلبل اٹھی تھی۔

،،،ایسا نہیں ہے خضر

علیزے تڑپی اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیوں میں بھرنا چاہا۔

ایسا ہی تھا علیزے،،، خضر نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

جب مجھے پتا چلا کہ وہ رشتہ آپ کے لیے محض ایک فرض تھا ایک زمہ" داری جسے آپ نے با امر مجبوری نبھایا تو سب کچھ ختم ہو گیا علیزے،، سب ،،،ختم ہو گیا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسے جھنجھوڑ کر چلایا تھا۔

اور وہ بچہ، وہ بھی اسی زمہ داری نبھانے کا نتیجہ تھا ہے ناں علیزے تبھی"
آپ کے لیے اتنا اہم نہیں تھا جس کی آپ حفاظت کرنا ضروری سمجھتیں،، اسی
،،،،لئے اتنی آسانی سے اسے ختم ہو جانے

،،،،،خضر

علیزے چلائی تھی۔ بے یقینی سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ جانتی
تھی وہ اس سے بدگمان ہے مگر اس حد تک بدگمان ہے اسے اندازا نہیں تھا۔

،،،خضر ،،، دوسری ڈوز لینے سے پہلے مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں پریگننٹ ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ تڑپ کر اسے وضاحت دے رہی تھی۔ "خضر ایسا کچھ نہیں جیسا تم سوچ رہے ہو،،

بس کریں علیزے،،، اب رہنے دیں،، میں تو آپ کو آپ کی ہر زمہ داری سے آزاد کرنا چاہتا ہوں،، اب آپ کو یہ رشتہ ایک بوجھ اور زمہ داری سمجھ کر با امر مجبوری نبھانے کا کوئی ضرورت نہیں،، آپ جیسے چاہیں اپنی زندگی گزار،،،

خضر تم پھر تھپڑ کھاؤ گے مجھ سے،،

وہ چلائی تھی اور خضر کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔ مگر وہ اسے ایسا کوئی دلاسہ دینے کا رواج دار نہیں تھا تبھی علیزے کو ایک جھٹکے سے خود سے الگ کیا۔ مگر علیزے نے اس کا بازو دبوچ لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر ایک مرتبہ مجھے موقع دو،، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گی،، بس ایک مرتبہ مجھے معاف کر دو،، آئی پرامس میں تمھاری کھوئی ہوئی ایک ایک چیز تمھیں لوٹا دوں گی،،،،،

علیزے نے پھر اس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب موڑا۔

،،،تو ٹھیک ہے مجھے میرا بچہ واپس لوٹا دیجئیے

خضر نے اپنی لال انگارا اس کی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔ علیزے کے پیروں تلے سے زمین سرکی۔

مگر علیزے اس کی آنکھوں میں دیکھے گئ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،اگر تم چاہو تو ،،،، ہم اپنے بےبی،،، کو پھر سے پا لیں گے

علیزے کہتے کہتے اٹک گئی اور اپنی نگاہیں جھکا جھکا گئی۔

آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے علیزے جائیں یہاں سے،،، نہیں تو میں یہاں ،،،سے بھی کہیں اور چلا جاؤں گا

،،،میں تمھیں کہیں نہیں جانے دوں گی خضر

اب کی بار وہ بھی چلائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اچھا تو کون روکے گا مجھے

اب اگر تم مجھ سے دور گئے تو میں اپنے ہاتھوں سے تمھاری اور اپنی جان لے
،،لوں گی

وہ ہزیانی سی ہو کر چلائی تھی۔ اس قدر بے تحاشا محبتیں میں پور پور بھیگنے کے بعد اس کی یہ بے اعتنائی،بے رخی اور سنگدلی نہیں برداشت ہو رہی تھی۔ وہ برداشت کر ہی نہیں سکتی تھی۔

علیزے رہنے دیں،،، کوئی ضرورت نہیں خود کو اپنے فرائض اور زمہ داریوں
،،،کو نبھانے کے لیے خود کو ہلکان کرنے کی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ عاجز آ کر بولا تھا۔ خضر نے اس کو خود سے دور دھکیلا۔ وہ بیڈ پر گری تھی۔ مگر سولہ ریت کی طرح بیڈ سے نیچے فرش پر بکھرتی چلی گئی۔

،،،علیزے

خضر کے سر پر جیسے چھت گری۔

قریب آ کر اس کا سر اپنے بازو پر رکھا۔ اس کی پلز چیک کیں۔ جو کہ نارمل نہیں تھیں۔ تبھی وہ اسے بانہوں میں بھرے اپارٹمنٹ سے باہر نکلا اور ہاسپٹل لے گیا۔

جاری ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

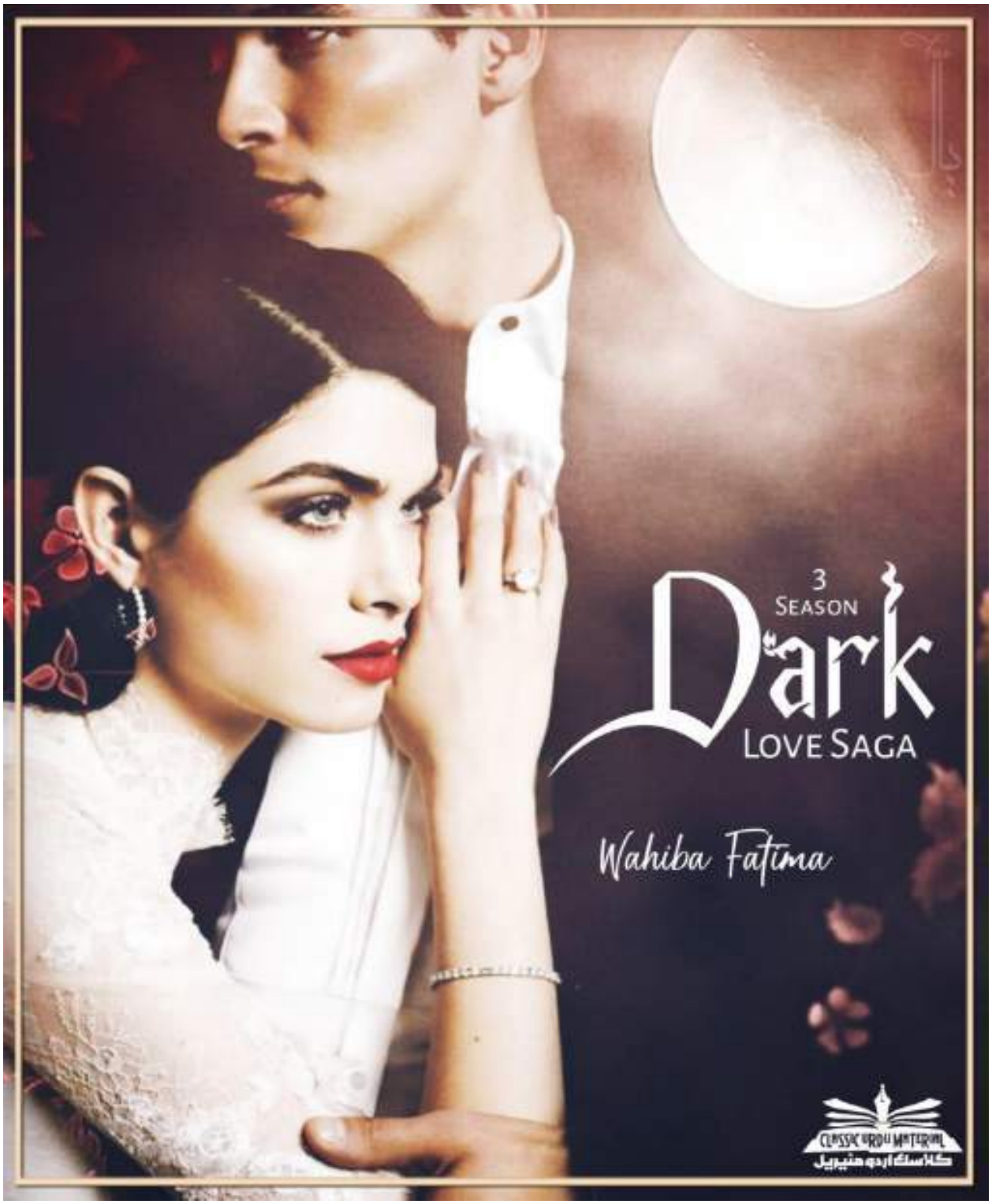
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

Dark_Love_Saga S3 Of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 55.....

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر مسلسل اس کا چہرہ تکے جا رہا تھا۔ کچھ دنوں پہلے والی ہی سیم سچویشن تھی۔ وہی کمزور وجود، زرد رنگت آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے۔ اس کی صحت میں بلکل کوئی امپروومنٹ نہیں آئی تھی اور خضر کے لیے یہ بات تشویشناک تھی۔

خضر اسی کی وجہ سے اس سے دور رہا۔ بہت تکلیف برداشت کی۔ اس نے جب جب علیزے کو علیزے ایشان کبیر کہا تب تب تکلیف سے اس کی خود کی روح تک چھلنی ہوئی تھی۔ خضر نے خود کو بڑی مشکل سے سنبھالا تھا۔ بڑی مشکل

سے خود کو ان اذیت بھری سوچوں اور کربناک جذبات سے باہر نکالا تھا مگر اب وہ پھر سے چلی آئی تھی خضر سے اس سے توجہ کی بھیک مانگ کر اسے نئے سرے سے اذیت سے دوچار کرنے۔

خضر اسے لئے ہاسپٹل آیا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ مگر وہ سیدھا ایشان کے کیبن میں گیا۔ دروازا کھول کر وہ اسے اٹھائے اندر لایا تو ایشان بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

،،،علیزے،،، کیا ہوا ہے اسے

پدرانہ شفقت تڑپی۔ وہ اٹھ کر اپنی گڑیا کی جانب لپکا۔ خضر نے نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا۔ اور ایشان سے اسٹیتھواسکوپ لے کر اس کا بی پی چیک کیا جو کہ خطرناک حد تک لو تھا۔ ایشان نے بھی اس کی پلز چیک تھیں۔

اس کی ٹریٹمنٹ کیسی چل رہی ہے چھوٹے پاپا،، زرا بھی امپروومنٹ نہیں ہے آخر کیوں،؟؟؟ ڈوز کا اثر ختم ہوا یا نہیں،،، آخر اس کا ڈھنگ سے علاج کیوں نہیں ہو رہا،،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے دھیمے مگر غصیلے لہجے میں پوچھا تھا ایشان نے داماد جی کے تیور ملاحظہ کیے اور ایک سرد سی سانس کھینچی۔ علیزے کو فورا ڈرپ لگائی گئی اور طاقت کے انجیکشن دیئے۔

اس کی ٹریٹمنٹ مکمل ہو گئی ہے،،، ڈوز کا اثر زائل ہو چکا ہے،،، ڈھنگ کا علاج تو کیا بہترین علاج ہوا ہے برخوردار،، مگر امپرووومنٹ اس لیے نہیں ہے کہ اسے کسی علاج کی نہیں صرف اور صرف تمھاری ضرورت ہے،، وہ زہنی و جزباتی طور پر بے سکون اور ڈپریسڈ ہے،، اسے تمھارے وجود سے زہنی سکون اور جزباتی سہارے کی تلاش ہے جو کہ مل نہیں رہا تبھی یہ گھٹ گھٹ کر ،،سانسیں لیتے یہ اندر ہی اندر ختم ہو رہی ہے

ایشان نے علیزے پر جھکے اس کے بالوں میں نرمی اور محبت سے ہاتھ پھیرتے کہا تو خضر نے پہلو بدلا۔

آج پہلی مرتبہ اس نے ایشان کبیر ابراہیم کا لہجہ بھیگا سا محسوس کیا تو خضر اپنے روپے پہ پہلی مرتبہ پشیمان سا ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈونٹ وری چھوٹے پاپا،، اب میں خود خیال رکھوں گا علیزے کا،، ان کے پاس ،،،سے کہیں نہیں جاؤں گا آپ بے فکر ہو جائیں

خضر نے کہا تو ایشان پیچھے مڑا۔ تو اس کی آنکھیں نم تھیں۔

چاہت کوئی جتنا مرضی چٹانی اعصاب کا مالک ہو جب بات اولاد کی ہو تو پتھر) سے بھی چشمہ پھوٹ ہی جاتا ہے (خضر نے ایشان کو افسردہ دیکھ کر اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

او کم آن چھوٹے پاپا،، میں کہہ جو رہا ہوں کہ آپ بلکل فکر مت کریں،، آپ اپنی بیگم کی طرف توجہ دیں،، میری بیگم کے ڈھیلے ہوئے سکرو میں خود کس ،،،لوں گا

خضر نے اتنے دنوں بعد اپنی ٹون میں واپس آتے شرارت سے کہا تو ایشان سکون سے مسکرا دیا۔

ویسے مجھے آپ کی ہر وقت فکر ستاتی رہتی ہے کہ میرے پاس یہ چھوٹا پیکٹ بڑا ،،،دھماکہ ہے تو آپ کے پاس تو اس کی ماں ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے چٹکلا چھوڑتے ایشان کا موڈ فریش کر دیا تو وہ کھل کر ہنس دیا۔

خضر اسے گھر لے جاؤ،،، اسے آرام کی ضرورت ہے،،، ہو سکے تو پیلس ہی لے ،،،جاؤ

،،،جی چھوٹے پاپا

،،،میں ایمرجنسی جا رہا ہوں،، تم سنبھال لینا

ایشان بول کر کیبن سے باہر چلا گیا۔ خضر نے ایک طویل سی سرد سانس کھینچی۔ وہ کافی دیر اسے بیٹھا دیکھتا رہا۔ مگر جب وہ کسمسا کر ہوش میں آنے لگی تو خضر دیوار سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔ علیزے نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تھیں۔

خض،،،،،،ر

اس نے زیر لب پکارا تھا مگر خضر نے پھر بھی سن لیا۔ علیزے نے بے چین ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ تو اسے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ پرسکون ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر علیزے نے اس کی آنکھوں میں جھانکا جن میں پہلے لودیتے جزبات کی تپش پھوٹتی اب بلکل بے تاثر تھیں۔ علیزے نے اچانک اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔ خضر چونکا۔ مگر پھر چہرے پر بھرپور سنجیدگی لیے اس تک پہنچا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ علیزے نے اب کی بار اس کا ہاتھ تھامے رکھا اور دوبارا آنکھیں موند لیں۔ خضر کافی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا۔ جب ڈرپ ختم ہوئی تو آگے بڑھ کر اسے اتار دیا۔

علیزے آہستگی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مگر اپنے ہاتھ پر کینولہ ہنوز لگا دیکھ وہ جھنجھلاتی۔

،،،خضر اسے بھی اتار دو

اس نے اکتا کر دھیمے سے کہا۔

،،،نو،، یہ اب میری مرضی سے اترے گا

خضر نے برفیلے لہجے میں کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نرمی سے بیڈ سے اتری۔ خضر لاتعلق بن گیا مگر وہ پھر لڑکھڑاتی تو خضر کو اس کی جانب متوجہ ہونا پڑا۔ اسی بے تاثر چہرے کے ساتھ وہ اس کی جانب آیا اور اسے دوبارا بازوؤں میں بھر کر باہر نکلا۔ علیزے نے سکون سے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

خضر اسے لئے باہر ایا۔ علیزے کو لگا تھا کہ وہ اسے لے کر اپارٹمنٹ جائے گا۔ مگر وہ پارکنگ تک آیا۔ اور اپنی گاڑی کا دروازا کھول کر اسے گاڑی میں بٹھایا۔

،،،میں وائیٹ پیلس نہیں جاؤں گی

علیزے نے کہتے اس کی شرٹ مٹھیوں میں بھری تھی۔

،،،میں بھی ساتھ ہی چل رہا ہوں آپ کے

خضر نے کہا تو علیزے نے اس کی شرٹ چھوڑ دی وہ آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور وہاں سے گاڑی نکالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کی گہرائی، اندھیرا، یہ سفر، محبت میں ڈوبے دو بوجھل دل مگر ایک چبھتی سی خاموشی تھی جو ان کے بیچ حائل رہی۔ علیزے وقتاً فوقتاً اس پر ایک گہری نظر ڈال لیتی۔

اس کی عادت تھی شرارت کرنا

کاش یہ بھی ہو شرارت اس کی

علیزے سوچ کر رہ گئی۔ یہی وہ علیزے تھی جو اس کی بک بک اور حاضر جوابی سے عاجز آ جایا کرتی تھی۔ جو اکثر کہتی تھی کہ خضر کبھی تو خاموش بھی ہو جایا کرو۔ مگر اب وہی چاہتی تھی کہ اس کی خاموشی بھی شور مچانے لگے۔

خضر سنجیدگی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ہر وقت ہنسنے بولنے والے خضر نے خاموشی اوڑھ لی تھی۔

جو سوچا ہے عزیزوں کی سمجھ میں آ نہیں سکتا

شرارت اب کے یہ کی ہے شرارت چھوڑ دی ہم نے

وہ اب خاموش رہنا پسند کرتا تھا۔ بات کرنگ کو بچا ہی کیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

گاڑی وائیٹ پیلس کے پورچ میں داخل ہوئی تو وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر اس کی جانب آیا۔ علیزے گاڑی سے اتری نہیں چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔ کہ آخر وہ کرے گا کیا۔ خضر نے اس کی طرف آ کر گاڑی کا دروازا کھولا تھا۔ مگر ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔ علیزے نے خود ہی ہاتھ آگے بڑھایا تو خضر نے خاموشی سے تھام لیا۔ دروازا بند کر کے وہ اسے ساتھ لیے اندر کی جناب بڑھا تھا۔

،،،خضر میں چل نہیں سکتی

وہ نقاہت بھری آواز میں بولی تھی۔ تب خضر اس کی جانب مڑا اور بغور اسے دیکھا تو اس کی نگاہوں سے خائف ہو کر علیزے گڑبڑا گئی۔ مگر خضر نے خاموشی سے پھر سے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

علیزے اپنی حرکت پر اس کے سینے میں منہ چھپا کر مسکرانے لگی تھی۔ اور اتنے دنوں بعد یہ اس کے چہرے پر کھلنے والی پہلی مسکان تھی۔ وہ اسے بیڈ روم لایا اور نرمی سے بیڈ پر اتار دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسی ستمگر کا وہ کمرہ تھا جو اتنے دنوں سے اس کی بغیر اسے کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔ درو دیوار سے وحشت سی ٹپکی تھی۔ مگر اب جب وہ خود اس کے ساتھ اس کے کمرے میں آیا تھا تو علیزے کی روح تک میں سکون اترا تھا۔

وہ باہر جانے لگا جب علیزے تڑپ کر اٹھی تھی۔

کہاں جا رہے ہو خضر،،،؟؟؟

علیزے کے اتنی اچانک یوں پوچھنے پر خضر ٹھٹھک کر رکا۔

کچن میں،،، بغیر مڑے کہا۔ علیزے دم سادھ گئی۔ تب وہ کچن میں گیا اور" اس کے لیے کھانا گرم کر کے نکال کر لایا ساتھ دودھ کا نیم گرم گلاس تھا۔ وہ ٹرے لیے کمرے میں آیا اور اس کے سامنے ٹرے رکھی۔ علیزے نے کڑوا سا منہ بنایا۔

،،،،مجھے بھوک نہیں خضر میں نہیں

الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے سامنے بیٹھ کر نوالہ توڑ کر اس کے منہ کے آگے بڑھایا تب علیزے نے چپ چاپ اس کے ہاتھ سے کھانا کھا لیا۔ وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

کھانا کھانے کے دوران مسلسل اس دیکھتی رہی مگر وہ لاتعلق سا بنا رہا۔ کھانے کے بعد خضر نے دودھ کے ساتھ اس کے ہاتھ پر میڈیسن نکال کر رکھی۔ وہ کڑوے کڑوے منہ بنانے لگی۔

،،،خضر تم جانتے ہو،، میں دودھ نہیں پیتی

علیزے روہانسی ہوئی۔

،،،پینا پڑے گا

الفاظ پر زور دے کر سختی سے کہا تو ناچار علیزے کو میڈیسن کے ساتھ وہ دودھ لینا ہی پڑا۔ وہ برتن اٹھا کر باہر نکل رہا تھا جب کانوں میں کچھ گوہر افشانی سنائی دی۔

،،،،اونہہہہ جوکر سے سیدھا جلاد

علیزے بڑائی تھی۔

وہ سر جھٹک کر کچن میں برتن رکھ کر آیا تو وہ اب تک یونہی تختہ بنی بیٹھی تھی۔ خضر اسے یوں دیکھ کر چڑ گیا کہ اسے آرام کی سخت ضرورت تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا بات ہے؟؟ لیٹ جائیں اب آرام کریں،،، یا خود کو بے آرام کرنے کی قسم ،،،کھائی ہے آپ نے

خفیف سا طنز کیا تھا۔

،،،مجھے نیند نہیں آ رہی،، نا ہی اب آتی ہے

علیزے نے دانتوں تلے ناخن کترتے غیر سنجیدگی سے کہا۔ اب اسے کیا کہتی کہ ظالم کے حصار میں سونے کی ایسی خطرناک عادت ہوئی تھی کہ اب تو نیند کی دیوی ہی روٹھ بیٹھی تھی۔ کتنے دنوں سے وہ نیند کی گولیوں کے بغیر سکون سے سو نہیں پائی تھی۔

کیوں نہیں آتی نیند آپ کو،،،؟

وہ چڑ کر بولا تھا دم گھٹتا محسوس ہوا تو شرٹ کے بٹن کھول دیئے۔ علیزے نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

،،،میرا ننجا ہتھوڑی کدھر گیا

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے ادھر ادھر دیکھ کر ننجا ہتھوڑی کریکٹر کا بھالو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔)جو کافی دنوں پہلے خضر خود اس کے لیے لایا تھا یہ بول کر کہ وہ نہیں چاہتا وہ اس کی غیر موجودگی میں بھی ایک پل بھی کسی اور چیز کے بارے میں (سوچے۔

تب سائیڈ ڈرار کے پیچھے پڑی چھوٹی الماری سے ہاتھ بڑھا کر علیزے نے وہ بھالو اٹھایا اور اسے سینے میں بھینچا۔

،،،میرا ننجا ہتھوڑی کھو گیا تھا ناں اسی لئے اس کے بغیر نیند نہیں آتی مجھے

وہ لاپروائی سے کہتی اسے بہت کچھ باور کروا گئی۔ خضر اس کی جانب دیکھ کر رہ گیا جو اب بھالو کے گال کھینچ کر اس کا چہرہ چوم رہی تھی۔ خضر ڈرسینگ سے اپنا آرام دہ ٹی شرٹ ٹراؤزر نکال کر ڈرسینگ روم گیا اور چینج کر کے آیا۔

وہ جس کا ارادہ تھا کہ اس کے سونے کے بعد اس اذیت سے بچنے کو باہر چلا جائے گا اب کی بار لائٹ آف کر کے نائٹ بلب جلا کر خاموشی سے آکر بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔ کہ اس دشمنِ جاں نے کھلے الفاظ میں اپنا مدعا بیان کیا تھا کہ وہ کیوں نہیں سوتی تھی، آرام کیوں نہیں کرتی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے اس ٹیڈی بیئر نما ہتھوڑی کو سینے سے لگائے بیڈ پر لیٹی تھی۔ خضر کی جانب اس کی پشت تھی۔ خضر نے اپنی آنکھوں پر بازو رکھا۔ مگر جلد ہی پاس پڑے وجود نے ہلنا جلنا شروع کیا۔ وہ ڈھیٹ بنا خاموشی سے لیٹا رہا۔

علیزے نے پیچھے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔ تب جھنجھلا کر خضر کی جانب کروٹ بدلی اور اس کے بے حد قریب ہو گئی۔ اب وہ بھالو علیزے کی پشت پر تھا۔ علیزے نے بغیر کسی تامل بغیر ہچکچاہٹ کے اس کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا۔

خضر چونکا پر خاموش ہی رہا۔ جان لبوں پر تو تب آئی جب وہ مزید قریب آتی اس کے گرد اپنا بازو بھی لپیٹ کر مزید اس کے پہلو سے لپٹ گئی۔

علیزے مسئلہ کیا ہے آپ کے ساتھ،،،؟؟؟

وہ جھنجلایا۔

،،، تمھاری ناراضگی

اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر اطمینان سے کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آخر آپ چاہتی کیا ہیں،،،؟؟؟

وہ اب اپنے دل میں طوفان مچاتے جزبوں سے بری طرح جھنجھلا رہا تھا۔

،،،تمھاری محبت

وہ پھر سکون سے بولی۔

،،،آخر سکون کیوں نہیں ہے آپ کو

وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

،،،میرا سکون تمھارے پاس جو ہے

جواب اب بھی تسلی بخش تھا۔ خضر نے عافیت اسی میں سمجھی کے آنکھیں موند کر سو جائے۔ بڑی مشکل سے نیند آئی تھی مگر وہ پھر بھی گہری نیند سو گیا۔ علیزے جو اتنے دنوں سے بہت بے چین تھی آنکھیں موندیں تو ایسا سکون آیا کہ نیند کی گہری وادیوں میں اتر گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

صبح خضر کی آنکھ کھلی تو کافی دیر سستی سے بیڈ پر لیٹا رہا۔ پھر وہ اٹھنے لگا تھا مگر فورا دوبارا لیٹنا پڑا کہ۔وہ اس کے کشادہ سینے پر سر رکھے گہری نیند میں تھی۔ اس کے ساتھ ہی علیزے کو خضر کی جانب سے جانے کیا وہم لاحق تھا کہ اب تک اس کی شرٹ مٹھی میں دبوچ رکھی تھی۔ خضر نے بغور اسے دیکھا۔ ہاتھ بڑھا کر محبت کو چھو لینے کو محسوس کر لینے کو دل مچلنے لگا۔ مگر خود پر جبر کیے رکھا۔ ہاں مگر ہاتھوں کی انگلیوں سے اس کی گال کو سہلا کر ضرور دیکھا تھا۔ وہ کسمسائی۔ خضر نے ہاتھ دوبارا پیچھے کھینچ لیا۔ علیزے نے آنکھیں کھول دیں۔

،،،پیچھے ہٹیں،،، مجھے اٹھنا ہے

خضر نے اسے اٹھتا دیکھ سنجیدگی سے کہا۔

،،لیکن مجھے ابھی اور سونا ہے

وہ پھر سے اس کے سینے پر پھیل کر آنکھیں موند گئی۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،،علیزے دور ہٹیں

وہ خود کے منہ زور جزبات کی بھڑکتی شورش سے چڑ گیا تھا تبھی غرا کر بولا۔

اچھا خاصہ انسان توجہ نہ ملنے کی وجہ سے ایک مکمل نفسیاتی مریض بن جاتا"

،،،ہے"،،، یہ تو سنا ہو گا نا خضر

سوال گندم جواب چنا کی مترادف وہ اپنی بات میں کہیں اور ہی جا نکلی۔

مجھے ہاسپٹل میں ضروری کام ہے علیزے،، آج ایک ضروری پیشنٹ کو دیکھنا

،،،ہے،، پیچھے ہٹیں

وہ اس پر سختی نہیں کر رہا تھا ہاں مگر زبان کے جوہر دکھانے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

اس وقت تمھاری سب سے زیادہ دکھی مریضہ تمھارے پاس موجود ہے،، سب سے زیادہ ڈاکٹر خضر کی توجہ کی ضرورت اسی مریضہ کو نہیں تو یہ مریضہ

،،،،مر

،،،شٹ اپ علیزے،، بکواس بند کریں اپنی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ غرایا تھا۔

اور اب کی بار نرمی سے اسے کندھوں سے تھام کر پیچھے ہٹا دیا اور خود بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

فریش ہو کر وہ واش روم سے باہر آیا۔

میں آپ کے لیے بریک فاسٹ لا رہا ہوں،، شرافت سے اٹھ کر فریش ہو ،،،جائیں

وہ اپنی بات کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔ علیزے نے سستی سے تکیے میں منہ دیا۔

خضر ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اسے ایسے ہی بیڈ پر لیٹے دیکھ کر خضر نے جبڑے بھینچے۔ وہ جانتا تھا وہ یہ سب حرکتیں اس کی توجہ حاصل کرنے کو کر رہی تھی۔

،،،علیزے میں نے کی کہا تھا آپ سے

اس کے لہجہ میں سختی تھی۔ علیزے نے سر گھما کر اس کی جانب دیکھا۔

،،،خضر میرا بلکل دل نہیں کر رہا اٹھنے کو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ سستی سے انگڑائی لے کر بولی۔ خضر بھنا کر آگے بڑھا۔ اسے بازوؤں میں بھرا۔ وہ بوکھلائی۔ مگر وہ اسے لئے واش روم گیا۔ اسے شاور کے نیچے اتارا اور پیچھے ہاتھ لے جا کر شاور آن کر دیا۔

ٹھنڈا ٹھنڈا پانی علیزے کے ہوش ٹھکانے لگاتے اس کے چودہ طبق روشن کر گیا۔ اسے جھرجھری آئی۔ خضر کی شرٹ بے اختیار مٹھی میں دبوچ لی۔

،،،بہت ظالم ہو خضر

وہ غرائی۔

آپ سے کم،،،، دوبدو جواب دیا۔ علیزے کا وجود ساکت ہو گیا۔

،،،میں بلکل بھی ظالم نہیں ہوں خضر،، بہت نرم دل اور محبت کرنے والی ہوں

علیزے نے دھیمے سے کہا۔

میں نہیں مانتا،، خضر نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔)بھیگا بھیگا نرم و ملائم ، گداز وجود جزبوں میں قہر برپا کر گیا(

ثبوت دوں،،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے کہا تو خضر نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ اپنی نرمی اور محبت ثابت کرنے کو خضر کے بے حد قریب آئی۔ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور اس کے پیروں پر اپنے پیر جما کر زرا سا اوپر ہوئی۔ خضر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جب اپنی گالوں پہ وہ نرم و گرم ملائم سے لمس محسوس کیے۔ علیزے نے اوپر ہو کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ خضر نے آنکھیں موند لیں تھیں۔ علیزے نے اس کی تیکھی مغرور ناک پر اپنے لب رکھے۔ جب خضر کی چن پر اپنے لبوں سے چھوا تو خضر کی برداشت کی ہر حد پار ہوئی تھی۔ خضر نے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں مقید کر لیا۔ علیزے نے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو حمائل کر لیے تھے۔ اب جبکہ پہلے دن سی شدت محسوس ہوئی تو علیزے کو سکون آیا۔ وہ رات سے اسے اپنی جانب متوجہ کر رہی تھی کہ اسے اس کی بھرپور توجہ اور قربت چاہیے تھی جس کے لیے وہ مچل رہی تھی۔ علیزے کی خواہش اب کہیں جا کر پوری ہوئی تھی کہ وہ اپنی جنون خیزیوں سے اسے دنیا بھلائے دے رہا تھا۔ پہلے سی شدت، اتنا ہی جنون اور بھر پور شدت جو وہ اس کے

CLASSIC URDU MATERIAL

پور پور پر لٹایا کرتا تھا۔ یہ وہی تو پاگل قربت تھی جس نے علیزے کو اس کا عادی بنا دیا تھا۔ خضر جبران کبیر نے اپنے ہر لمس سے اس پر جانے کیا سحر طاری کیا تھا کہ وہ صرف اس کی ہو کر رہ گئی اور دنیا بھول گئی تھی۔

دونوں کا تنفس بگڑا تو اچانک خضر پیچھے ہٹا تھا۔ علیزے نے حیرت سے اسے دیکھا۔ جس کے چہرے پر جانے کیا سوچ کر پھر سے اذیتوں کے باب رقم ہونے لگے تھے۔

،،،،،خضر

علیزے نے اسے تڑپ کر پکارا۔ مگر وہ اپنے جڑے بھینچ کر لب کچلتا واش روم سے باہر چلا گیا۔

اس کے بعد خضر نے ہر طرح سے اس کا بے حد بے تحاشا خیال رکھا۔ مگر ایک سرد سی دیوار دونوں کے بیچ حائل رہی۔ اس میس کے بعد سے دونوں کی بیچ کی دوریاں سمٹ ہی نہیں پائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے کو اس کی آس پاس موجودگی سے ہی سکون آتا تھا۔ وہ اسے اپنی نگاہوں سے کم ہی اوج ہونے دیتی تھی۔ دونوں ایک ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہ کر ایک دوسرے سے پھر بھی دور تھے۔ دونوں میں سے کسی نے یہ فاصلے سمیٹنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ خضر کے بے تحاشا خیال رکھنے کا نتیجہ تھا کہ ایک ماہ میں اس کی صحت کافی بہتر ہو گئی تھی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے جاتے رہے۔ زرد ہوئی رنگت میں پھر سے سرخ و سفید ہونے لگی۔ جسم سے انفیکشن کے نشان پوری طرح جاتے رہے۔ گال جو کسی حد تک لچک گئے تھے اب بھرے بھرے ہو گئے تھے وہ اپنی اصل پر سنیلٹی میں لوٹ آئی تھی صرف اور صرف خضر کی توجہ کی اور اپنے والدین کی بھرپور توجہ کی بدولت۔ بال بھی تیزی سے گروتھ کیے اور تین انچ تک لمبے ہو گئے تھے۔ مگر وہ پھر بھی سکارف لے کر رکھتی تھی۔

ایک ماہ بعد۔۔

CLASSICURDUMATERIAL

پورے وائیٹ پیلس میں رونق لگی ہوئی تھی سب لانوج میں جمع تھے۔۔ آج دیا اور ارشن عمرے پر جا رہے تھے۔ سب بے تحاشا خوش تھے۔ ان کے عمرے پر جانے سے پہلے وائیٹ پیلس میں بڑے پیمانے پر قرآن خوانی کروائی گئی تھی جس میں ملک کے بڑے بڑے علماء کرام نے محض امن آریان پاشا کی تلاوت سننے کو شمولیت اختیار کی تھی۔

سب انھیں سی آف کرنے جانا چاہتے تھے مگر پاشا ابراہیم نے سکیورٹی ریزنز کی وجہ سے سب کو منع کر دیا۔ وہ دونوں اور ان کے ساتھ خضر ائیر پورٹ تک گیا تھا۔

دشمنوں کے کتے چاروں طرف ان کی بو سونگھتے پھرے تھے۔ شارپ شوٹرز ائیر پورٹ کے آس پاس کافی دور دور تک پھیلے گھات لگائے بیٹھے تھے۔ انھیں ائیر پوڈز میں انسٹرکشن دی جارہی تھی۔

آج ان کی فلائیٹ ہے،، بلکل پکے ریسورسز سے پتہ چلا ہے،، انھیں ڈھونڈ کر ،،،ختم کرو دو،، بچنے نا پائیں بلکل بھی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ شارپ شوٹرز انھیں ڈھونڈتے پھرے۔ مگر کچھ ہاتھ نا لگا۔ ہاں کچھ ہی دیر میں پھر ائیر پوڈز میں خان شمشان خیل چلایا تھا۔ ایک گاڑی ائیر پورٹ کی جانب جاتی دکھائی دی تھی۔

،،،یہ گاڑی اس پیلس سے نکلی ہے،، بھون دو اس میں موجود لوگوں کو مہارانی چلائی تھی۔

پھر شارپ شوٹرز نے اس گاڑی کا نشانہ لیا تھا۔ گاڑی ہوا میں ہچکولے کھاتی ایک جگہ جا کر جھٹکے سے رکی۔ ائیرپورٹ کی ارد گرد کی سکیورٹی الرٹ ہوئی۔ شارپ شوٹرز کو ادھر ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ بھاگنا پڑا۔

ہاں مگر اتنا اطمینان تھا کہ وہ گاڑی میں بیٹھے لوگوں کو موت کے گھاٹ ضرور اتار چکے ہیں۔

وہ ایک کمرہ تھا جس میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ساری عمر کالے دھندے کرتے گزاری۔ ظلم،جبر بربریت کی انتہا کر دی مگر اب جب ایک عمر گزر چکی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

اور اپنوں کے سہارے کی ضرورت تھی تو قیدِ تنہائی کا شکار ہو چکا تھا۔ آخر کس کام کی تھی یہ دولت و ثروت جب وہ اس سے اپنوں کی چاہت محبت توجہ اور ہمدردی نہیں خرید سکتا تھا۔

راکنگ چیئر پر جھولتے اس بوڑھے آدمی نے اپنی گود میں موجود اس مسکراتی تصویر پر حسرت سے ہاتھ پھیرا۔ جس میں اکلوتا بیٹا ، بہو اور لاڈلی پوتی کھڑے مسکرا رہے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے ہی بیٹا اور بہو اس کی اصلیت جاننے کے بعد ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر امریکہ جا بات تھے۔ رہی لاڈلی پوتی تو وہ ان کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی کہ خود ان کے منہ سے ان کے جرائم کا اعتراف سن چکی تھی۔

، حشمت راؤ نے اپنی آنکھوں میں در آنے والی نمی صاف کی۔ گناہوں، ظلم بربریت، سفکایت اور شیطانیت کی لسٹ اتنی طویل ترین تھی کہ اب تو ان اعمال پر اپنے انجام کا سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

،،، آساوری،، میری پرنسز

زیر لب بڑبڑایا۔ ایک آنسو ٹوٹ کر فریم پر گرا اور بے مول ہوگیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،مجھے کچھ نہیں چاہیے بس میری پرنسز چاہیے

کہتے ہیں اصل سے پیارا سود ہوتا ہے۔ وہ بھی لاڈلی پوتی کے لیے تڑپ رہا تھا۔

دھاڑ کی آواز سے دروازا کھول کر مہارانی اور خان شمشان خیل اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ مہارانی نے آتے ساتھ ہی اسے گریبان سے گھسیٹ کر فرش پر پٹخا تھا۔

،،بڈھے تیری اتنی ہمت اتنی اوقات حرام خور،، کہ ہم سے غداری کرتا ہے

،،اس عمر میں آ کر سٹھیا گیا ہے کیا،،؟ان کی فلائیٹ سہی سلامت پرواز کر گئی

،،،ہمارے شارپ شوٹر کی تونے انھیں خبر دی ناں

وہ منہ سے کف اڑاتی حشمت راؤ پر چلائی۔

ہاں میں نے مخبری کی،، بلکہ شروعات سے لے کر آج تک جو ہم نے جو کالے

،،دھندے کیے ان سب کا ایک ایک ثبوت ان جلادوں کا انتظام کر دیا ہے

درگاہ جیسی پاک جگہ کے نام پر بربادی کے اس اڈے کی ساری تفصیل،، ملک

CLASSIC URDU MATERIAL

غداری کے سارے ثبوت،، سب کچھ ان جلادوں تک پہنچ جائے گا بہت ،،،جلد

حشمت راؤ نے سکون سے کہا تو مہارانی اور شمشان خیل نے اسے اپنی ٹھوکروں پر رکھ کر دھنک کر رکھ دیا۔

،،،تیری اتنی ہمت اتنی مجال

وہ اسے مار مار کر ادھ موا کر چکے تھے۔

ابے سن،،، کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،، وہ ثبوت کبھی ان تک نہیں پہنچ پائیں ،،،گے،، ہم پہنچنے ہی نہیں دیں گے

خان شمشان خیل دھاڑا۔

حشمت راؤ خون تھکتا زور زور سے ہنسنے لگا۔

وہ ثبوت میں نے جس کے حوالے کیے ہیں وہ طوفان ہے طوفان،، تم لوگوں ،،کی بوٹی بوٹی کر کے تمھارے نام کے نیچے سے وہ ثبوت لے جائے گا،،، ہاہاہا

حشمت راؤ زور سے ہنسا۔ مہارانی نے اس کا گریبان دبوچا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،سن اوئے بڈھے،، وہ ثبوت تو کم آن جلادوں تک کبھی نہیں پہنچنے دیں گے وہ طوفان آندھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا،،، بڑا لکی ہے تو ہمارے لئے،، تو زندہ ،،رہ کر بھی ہمارے کام آیا،، اب تیری لاش بھی ہمارے کام آسان کرے گی ،،،وہ کہتے ہیں ناں ہاتھ زندہ لاکھ اور مرا ہوا سوا لاکھ کا ہوتا ہے

یہ کہتے مہارانی نے حشمت راؤ کا سینا گولیوں سے چھلنی کیا تھا۔

آخری ہچکی لیتے حشمت راؤ کی زبان سے آخری لفظ دھیمے سے ادا ہوئے تھے۔

،،،بیشک بدی کا انجام اتنا ہی بھیانک اور برا ہے

حشمت راؤ جلد ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ مہارانی اور خان شمشان خیل اس کمرے سے نکلے۔ جاتے وقت اپنے آدمیوں کو تمام ثبوت مٹا دینے کا حکم دیتے ڈی آئی جی احان ماہر خان کو فون کرنے کا کہا۔

علیزے آروشے کی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،مما اب تک ناراض ہیں مجھ سے

علیزے نے بھیگے لہجے میں پوچھا۔

ہاں ،، جب تک خضر ناراض ہے تو میں بھی ناراض ہوں،، آروشے نے کہا تو وہ ایک دم بجھ گئی مگر پھر۔

،،اسے تو میں اچھے سے منا ہی لوں گی اب

وہ دانت پیس کر بولی۔

علیزے میں چاہتی ہوں تم اسے خوش رکھو،، اب تمھاری ذات سے اسے کوئی ،،دکھ کوئی تکلیف نا پہنچے،، ہو سکے تو اسے محبت کے بدلے اپنی محبت دے دو ،،شاید اس کا بکھرا وجود سمٹ جائے

آروشے نے خضر کی ناراضگی کے نتیجے تک پہنچتے علیزے کو سمجھایا تو وہ چونک گئی۔ وہ بھی تو یہی سوچ رہی تھی کہ اس کی ناراضگی کی وجہ آخر کیا ہے؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

جی مما ،،، میں خیال رکھوں گی،، علیزے نے فورا حامی بھری۔ علیزے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی تھی جب ایشان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ آروشے چونک گئی۔

،،،کیا ہوا ایشان

،،،،، خضر کو گولی لگی ہے،،زخمی

وہ ابھی کچھ اور کہتا جب آروشے نے اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کو کہا۔ مطلب علیزے آس پاس بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ ابھی کسی بڑے ڈپریشن اور بڑی ٹینشن کے لیے ہرگز تیار نہیں تھی۔

وہ لوگ باہر نکلے تھے۔

جبران اور مدعا پر بھی یہ خبر قیامت بن کر ٹوٹی تھی کہ صبح سے شام ہو چکی تھی اگر وہ زخمی ہوا تھا تو کہاں تھا اور اب تک انھیں کیوں نہیں خبر دی تھی۔مفرا بری طرح رو پڑی تھی۔ جبران نے اسے تسلی دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ایشان اور جبران بڑی عجلت میں اپنے کمروں سے نکلے تھے۔ تب اچانک غیر متوقع طور پر علیزے ان کے سامنے آئی۔ مفرا مما کو روتے دیکھا تو علیزے کا ماتھا ٹھنکا۔

،،،ایشان،، پلیز علیزے کو کچھ مت پتا چلنے دیجئے گا

آروشے جو اپنے آنسو صاف کرتی ایشان کے پیچھے لپکی تھی علیزے کو دیکھ نہیں پائی مگر پھر سر اٹھا کر دیکھا تو جیسے پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی۔

مما کیا ہوا ہے،، کیا چھپا رہے ہیں آپ لوگ مجھ سے،، مفرا مما کیوں رو رہی ،،ہیں،، کچھ ہوا ہے کیا،،، خضر تو ٹھیک ہے ناں

وہ لپک کر آروشے تک پہنچی تھی اور اب ماں کا بازو جھنجھوڑ کر پوچھ رہی تھی۔

،،،ڈیڈ آپ کو میری قسم بتائیں کیا ہوا ہے

وہ ایشان تک آئی تھی اور ایشان کا بازو دبوچ لیا۔

،،،خضر کو گولیاں لگی ہیں علیزے

علیزے بے اختیار اپنی جگہ سے لڑکھڑاتی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،علیزے

آروشے اس کی جانب لپکی۔ مگر وہ تیزی سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔

—

وہ لوگ ہاسپٹل پہنچے تھے۔ جبران اور ایشان ابھی وہیں کھڑے تھے جب علیزے سسٹر سے پوچھ کر اس پرائیویٹ روم کی جانب لپکی جہاں خضر ایڈمٹ تھا۔

کوئی بھی اس کے پیچھے جان بوجھ کر نہیں گیا تھا کہ وہ بھی انھیں اکیلے میں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے وقت دینا چاہتے تھے۔

علیزے بے تحاشا روتی ہوئی دھاڑ سے دروازا کھول کر اس کمرے میں داخل ہوئی تھی جہاں وہ شرٹ لیس سینا پٹیوں میں جکڑے ہوئے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،خضر

اس کے منہ سے چیخ کی صورت اس کا نام ادا ہوا۔ وہ لپک کر بیڈ تک گئی تھی۔ پاگلوں کی طرح س کا سینا ٹٹولا۔ خضر نے جو آنکھوں پر بازو رکھا ہوا تھا بازو ہٹا کر اسے دیکھا جو ہزیانی سی ہو رہی تھی۔

تمھیں کیا ہوا ہے خضر،، کچھ ہوا تو نہیں،، میں کچھ نہیں ہونے دوں گی تمھیں،، میری محبت کچھ نہیں ہونے دے گی تمھیں،، میں مر جاؤں گی تمھارے بغیر،،، تم سوچ بھی نہیں سکتے میں تم سے کتنی محبت کرنے لگی ہوں ،،خضر،، کہہ دو کہ تم بلکل ٹھیک ہو،، نہیں تو میں برداشت نہیں کر پاؤں گی ،،تمھاری جدائی نے مجھے بہت کمزور بنا دیا ہے خضر،،، مجھ سے دور مت جاؤ

وہ بلک بلک کر روتی کہتی خضر کو خوشگوار ترین حیرت میں مچا کر گئی تھی۔ خضر فورا اٹھ کر بیٹھا۔

،،،علیزے میں بلکل ٹھیک ہوں

خضر نے نرمی سے کہا تھا۔ علیزے نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو مجھے بہلا رہے ہو،، میں مر جاؤ گی

،،،شٹ اپ علیزے

خضر نے اسے بازوؤں سے جھنجھوڑ کر ہوش دلانے کی کوشش کی۔ علیزے اس کی جانب دیکھے گئی۔

بلٹ پروف گاڑی اور بلٹ پروف جیکٹ تھی۔ بلٹ نہیں لگی،،، مگر ایکسیڈنٹ ،،سے زرا سی چوٹیں لگیں ہیں،، میں بلکل ٹھیک ہوں،،، ٹھیک کہہ رہا ہوں

خضر نے اسے تسلی دی۔اب کی بار وہ اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

سب کے اندر آنے سے پہلے بڑی مشکل سے خضر نے اسے سنبھالا تھا۔

وہ سب اندر داخل ہوئے تب خضر یہ بول کر غصہ ہوا تھا کہ یہ جھوٹی خبر کس نے دی اور اس کے زخمی ہونے کی اطلاع علیزے تک کیوں پہنچائی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر ایشان نے اسے پرسکون رہنے کی ہدایت دی۔ کہ یہ سب ایشان اور جبران نے علیزے کے اندر کی بات اگلوانے کے لیے جان بوجھ کر گولیاں کھانے کا جھوٹ بولا تھا۔

ڈسچارج دے دیا گیا تھا۔ صد شکر کے خضر بلکل ٹھیک تھا۔ وہ اپنے پیروں پر چل کر وائیٹ پیلس واپس لوٹا تھا اور اب اپنے بیڈ پر نیم دراز تھا۔

،،،یہ دودھ پی لو

علیزے نے اس کے آگے دودھ کا گلاس بڑھایا۔

،،بلکل دل نہیں چاہ رہا

خضر نے برا سا منہ بنوایا۔

،،،پینا پڑے گا

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسی کے انداز میں سختی سے بولی۔ تب ناچار خضر کو وہ دودھ پینا پڑا۔ علیزے نے اسے میڈیسن دی جو کہ اس نے شرافت سے اب لے بھی لی۔ میڈیسن لے کر وہ نیم دراز ہوا تھا۔

وہ برتن رکھ کر اب واش روم گئی، آرام دے بلو ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہن کر آئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔

وہ جو آسودگی سے آنکھیں موندے لیٹا تھا بہت اچانک خضر کروٹ لے کر اس کے اوپر جھکا تو وہ چونکی تھی۔

آج آپ شام میں کچھ کہہ رہیں تھیں مجھ سے،،، وہ دوبارہ سننا چاہتا ہوں ،،،میں

خضر نے اس کی شہہ رگ پر اپنے سلگتے لب رکھے تھے۔ آج مہینوں بعد اس نے پیش قدمی کرتے اپنے اور اس کے بیچ کے یہ فاصلے سمیٹنے تھے تو علیزے بے جان سی ہونے لگی تھی تبھی شیٹ مٹھیوں میں جکڑی۔

،،،میں تو کچھ نہیں کہہ رہی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ نگاہیں چراتے صاف مکر گئی۔ مگر وہ اب اس کے وجود پر جابجا محبت کی مہریں ثبت کرنے لگا تھا۔

،،،سچ سننا ہے مجھے

خضر نے سختی سے اس کے کان کی لو کو لبوں میں دبا کر اسے سچ بولنے کی تنبیہہ کی۔

میں کہہ رہی تھی کہ بہت ہی برے ، اور فضول انسان ہو تم،، جس نے اتنے ،،،دنوں سے مجھ سے بے رخی برت کر مجھے عذاب میں ڈالا ہوا ہے

شکوہ کرتے علیزے کا لہجہ نم ہوا تھا۔ اس کی ایک بے باک گستاخی پر وہ اس کی بانہوں میں مچل گئی۔

میری بے رخی کا شکوہ ہے آپ کو،، آپ کی جانب مائل ہو جاتا ہوں تو سوال یہ ہے کہ برداشت کر لیں گی آپ مجھے،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اس کے مچل جانے پر چوٹ کرتا اس کی آنکھوں پر اپنے لمس چھوڑتا اس کی پلکیں بوجھل کر گیا۔ جب کہ اس کے سوال پر علیزے کے حلق میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

،،،خضر

اس کی تیزی سے بڑھتی جسارتوں اور بے باکیوں پر علیزے کے گلے سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔

آپ بھی بے تحاشا ظالم ہیں علیزے،،، کتنے دن پل پل اس پل کا انتظار کیا کہ آپ پانے منہ سے اظہارِ محبت کریں گی تو اس دل کو سکون آئے گا اور میں آپ کی قربت کی تمنا کروں گا،، نہیں تو ایسے ہی لگتا کہ یہ رشتہ محض ایک ،،مجبوری کا ہے

خضر نے بہکے بوجھل لہجے میں اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چومتے ہوئے کہا۔

ایسا کچھ نہیں ہے،، میں بے تحاشا محبت کرتی ہوں ت

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،سے

علیزے نے نرمی سے کہتے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔ خضر نے خود کے اور اس کے اوپر کمفرٹر درست کیا۔

،،اچھا یہ کب کا واقع ہے

خضر نے اس کی چھوٹی سی ناک چومتے ہوئے پوچھا۔

،،، ننجا ہتھوڑی کے پھولے ہوئے غبارے جیسے منہ بنانے کے بعد کا

علیزے نے کہتے اپنا اگلا پچھلا حساب بے باک کیا تو وہ آج اتنے دنوں بعد قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

خضر کا ہاتھ اس کی گردن کے گرد حمائل ہوا۔

،،،،خضر ان چھوٹے بالوں میں میں کتنی بدصورت

اششششش،،، خضر نے اس کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا اور اسے ایسے بولنے سے باز رکھنے کی سعی کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ان چھوٹے بالوں میں اور بھی زیادہ ہوٹ لگتی ہیں آپ سچ میں،، ہالی ووڈ کی ،،ہیروئن

خضر نے اطمینان سے کہا۔ تب علیزے نے اس کی بے لوث اور پرخلوص محبت پہ فدا ہو کر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا کر پوری طرح خود کو اس کے سپرد کر دیا۔

یہ وہی تو باتیں تھیں اس کی جو اسے دوسروں سے منفرد بناتیں تھیں۔ اس کی بے لوث محبت نے علیزے کو اس سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ طویل اور دردناک ہجر کے بعد خضر نے ایک مرتبہ پھر اسے اپنی پرشدت جنون بھری پناہوں میں لے کر خود میں مدغم کر دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

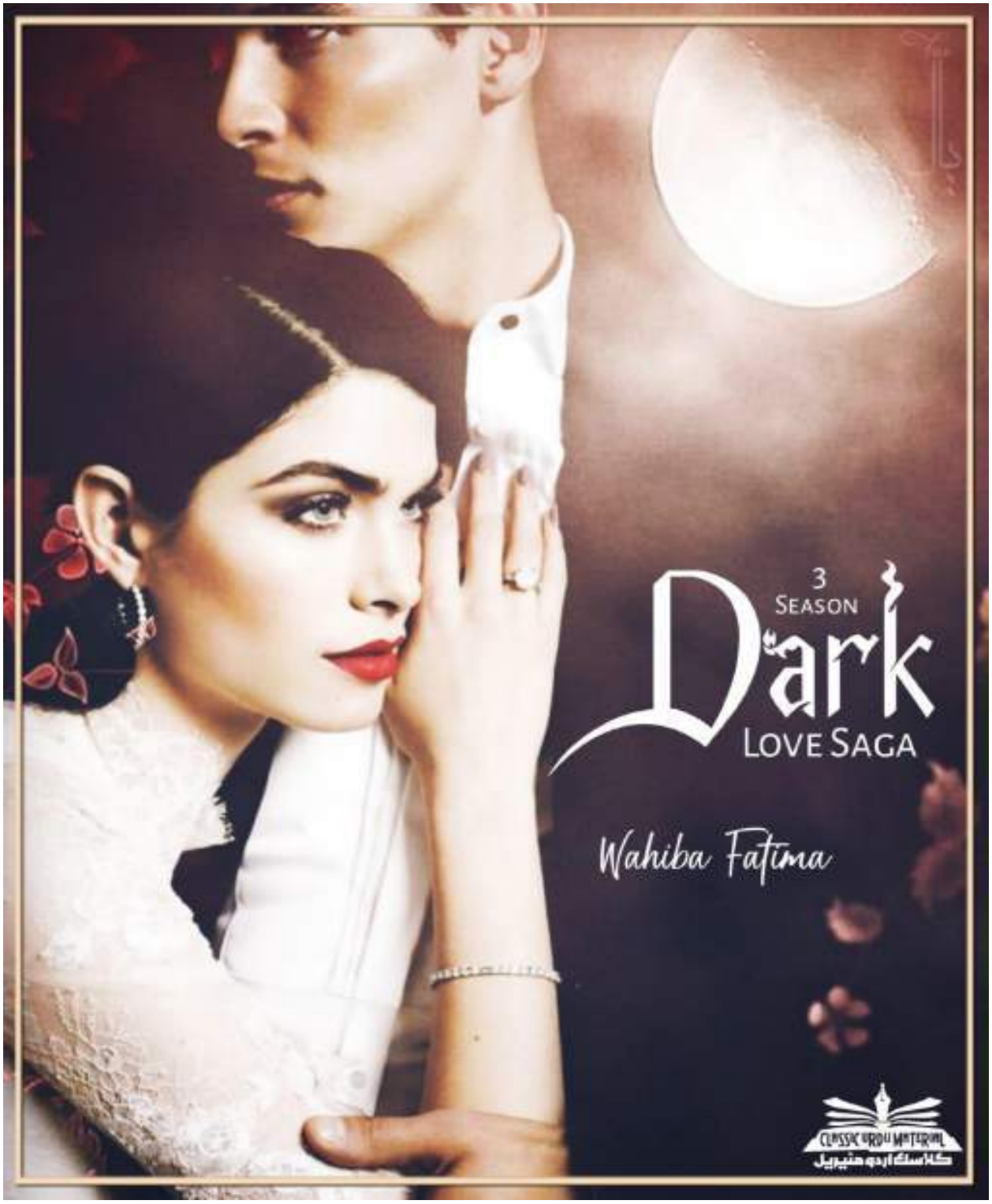
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌📌

Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 56....

Filzah_Sahir special

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اپنے کمرے میں آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔ بازو پر ڈرپ لگی تھی۔ جس پر وقتاً فوقتاً ایک بیزار نگاہ ڈال لیتی۔ فلزہ کو پھر سے متلی سی محسوس ہو رہی تھی جسے روکنے کے چکر میں اس کا پورا وجود زرد پڑ گیا تھا۔

ایک ماہ ہو چلا تھا اسے وائیٹ پیلس واپس لوٹے۔ اور ایک ماہ سے وہ بیمار بستر سے لگی ہوئی تھی۔ جب سے واپس آئی تھی پانی تک ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ دنیا

سے کٹ کر رہ گئی تھی ویسے بھی نا کچھ کرنے کو دل کرتا نا کچھ اچھا لگتا تھا۔ ماہر خان اور رواحہ نے بھی اسے بہت سختی سے باہر جانے سے منع کر دیا تھا۔۔

مہینے پہلے اسے ہیلی میں پاکستان لا کر ان لیڈی گارڈز نے اسے انصار ہاؤس پہنچا دیا تھا۔ جب اسے ہوش آیا تو ماہر خان اس کے پاس موجود تھا۔ وہ سب کو بظاہر بلکل نارمل ہو کر ملی۔۔ ہاں مگر تنہائیوں میں چیخ چیخ کر روئی تھی۔

کیا وہ جو اس نے چند دنوں میں جو کچھ پایا تھا وہ سب کھو دیا تھا۔

وہ ایک شخص تھا جو اس کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگا تھا۔ جس نے اپنی محبتیں اس پر نچھاور کر کے اسے اس قدر اہمیت اور توجہ دے کر زمین سے اپنے آسمان پر بٹھا لیا تھا۔ وہ شخص اس کی سانسوں میں بس گیا تھا۔ تبھی تو اسے اپنا سب کچھ سونپ دیا نہیں تو وہ چاہ کر بھی اس کی مرضی کے بغیر اس کی قربت حاصل نہیں کر پاتا۔ اسے تسخیر نہیں کر پاتا۔ وہ تو فلزہ نے خود اس کی محبت اس کے عشق اور جنون خیزیوں کے سامنے اپنے ہتھیار ڈالے تھے۔ کہ وہ بھی تو پور پور اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

اور تنہائی میں اس نے جی بھر کر اپنی محبت کا سوگ منایا تھا۔ اوپر سے متضاد خود میں رونما ہونے والی ایک دل دہلا دینے والی تبدیلی تھی جو محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دہری اذیت کا شکار اپنی ہر سانس پر اس ظالم کو پکار رہی تھی۔ یہ تو اسے اندازا تھا کہ اتنی آسانی سے اسے کچھ ہو نہیں سکتا۔ مگر اس نے فلزہ سے کوئی رابطہ بھی تو نہیں کیا تھا۔ ناں اپنی خیریت کی کوئی اطلاع دی تھی۔ نا ہی انصار ہاؤس میں فوزیہ بیگم ، داشاب اور عائشہ سے ملاقات ہوئی تھی۔۔ وہ لوگ کہاں تھے۔ اس سے آخر رابطہ کیوں نہیں کر رہے تھے۔ اسے کچھ ہوا تو نہیں تھا وہ اگر ٹھیک تھا تو اس سے رابطہ کیوں نہیں کر رہا تھا۔

یہ وہ سوال تھے جو اسے چین نہیں لینے دے رہے تھے۔ سبز آنکھوں سے پانی قطروں کی صورت نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔ جب ہلکی سی دستک ہوئی۔ فلزہ نے تیزی سے چہرہ صاف کیا۔

تب مفرا مسکراتی ہوئی اس کے کمرے میں داخل ہو کر بیڈ پر اس کے قریب آئی۔

CLASSICURDUMATERIAL

کیسا محسوس کر رہی ہو اب،،، مفرا نے ڈرپ اتارتے اسے پوچھا جو کہ ختم ہو چکی تھی۔

،،،کافی بہتر چھوٹی ماں

مفرا نے اس کی نبض چیک کی۔

خضر کو کیا ہوا تھا،، وہ ٹھیک تو ہے،،، فلزہ نے پوچھا تو مفرا مسکرا دی۔

ہاں بلکل ٹھیک ہے،، میں تو ایکسیڈنٹ کا سن کر ہی رونے لگی تھی،، صد شکر ،،،کے محفوظ رہا،، اب گھر بھی آ چکا ہے

مفرا نے اسے تفصیل بتائی۔ اور اس کے سرہانے پڑی اس کی بلڈ رپورٹ کھول کر دیکھی جو آج ہی ہاسپٹل سے آئی تھی۔

،،،تمھیں معلوم ہے فلزہ کہ تم پریگننٹ ہو

مفرا نے اسے دیکھتے سنجیدگی سے کہا تب فلزہ کے سر پر وائیٹ بیلس کی چھت گری تھی۔ خدشہ سچ ثابت ہو گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مفرا بوکھلا گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے ارے ،،، اس میں رونے والی کونسی بات ہے پاگل لڑکی یہ تو بہت زیادہ ،،،خوشی کی بات ہے،،، بہت مبارک ہو تمھیں

مفرا نے اس کا رخسار تھپتھپاتے کہا تو اس نے حیرت سے پھیلی آنکھوں سے انھیں دیکھا۔

اوکے رکو ٹھہرو،، میں رواحہ کو بتاتی ہوں کہ وہ نانی بننے والی ہے،،، سب کتنا ،،خوش ہونگے اس نیوز سے

مفرا پرجوش بھرے لہجے میں کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

فلزہ حیرت سے گنگ انھیں جاتا دیکھے گئی۔ کچھ ہی دیر میں وائیٹ پیلس میں ،سب کو پتہ چل گیا۔ پنکی دادو ، منی ، رحاب، روحا، زمل، رواحہ، آروشے فجر شفا، آساوری، معجزا سب خواتین اس کے کمرے میں موجود تھیں۔

پنکی دادو اور منی اس کی بلائیں لے رہیں تھیں۔ نظر اتاری جا رہی تھی۔ کہ یہ خوشی اس کی جانب سے سننے کو ملی تھی۔ جس کی جانب سے بلکل توقع نہیں تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ادھر فلزہ کو ان کے رویے سے غش پڑنے والا ہو گیا تھے آخر انھیں اس بات سے فرق کیوں نہیں پڑ رہا تھا کہ اس بچے کا باپ کون اور کہاں ہے؟؟؟ آخر انھوں نے اس سے اس کے بارے میں ایک مرتبہ بھی پوچھا کیوں نہیں تھا۔ ؟؟؟؟

ہلا گلا مچا رہا۔۔ مگر مفرا نے سب کو یہ بول کر کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں اسے آرام کی سخت ضرورت ہے سب کو زبردستی کمرے سے باہر نکال دیا۔ سب کمرے سے باہر نکل گئے۔

تب رواحہ آ کر اس پر کمفرٹر درست کرنے لگی۔

،،سو جاؤ،،، جتنا آرام کرو گی اتنا بہتر ہے تمھارے لیے

رواحہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ جھنجھلا گئی۔

مما،،، آپ کو پتہ ہے اس بچے کا باپ کون ہے،،،؟؟؟

فلزہ نے اچانک پوچھا۔ رواحہ جو باہر جانے والی تھی مڑ کر اسے حیرت اور پھر غصے سے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ کیا بکواس ہے یہ،، کیا بیہودگی ہے یہ،،، پاگل تو نہیں ہو گئی ہو جو ایسا بیہودہ سوال پوچھ رہی ہو،،،مانا کہ ناراض ہو مگر ایسی بھی کیا ناراضگی کہ تم ایسی ،،،بکواس پر اتر آؤ

رواحہ بھڑک گئی۔ فلزہ نے تحیر سے انھیں دیکھا۔

آپ کو اپنے داماد کا نام معلوم ہے مما،،،؟؟؟

فلزہ نے کہا تو رواحہ نے افسوس سے سر ہلایا۔

مفرا سہی کہہ رہی ہے کہ تمھیں آرام کی سخت ضرورت ہے،، لگتا ہے تمھارا ،،دماغ اپنی جگہ سے ہل گیا ہے وومٹ کر کر کے،، سو جاؤ آرام سے

رواحہ نے اسے جھڑکا۔ وہ سسک پڑی۔ رواحہ بوکھلائی اور اس کے قریب آئی۔

فلزہ کیا بات ہے کیوں تنگ کر رہی ہو،، یہ رونے دھونے میں دیا کی جگہ کب ،،سے سنبھال لی تم نے،،،، ہوا کیا ہے آخر

،،،کچھ نہیں ہوا مما،، آپ بس مجھے میرے دوسرے سوال کا جواب بتا دیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھر سے ضدی ہوئی تو رواحہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ سرہانے بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔

،،،ساحر سہیل خان نام ہے میرے داماد کا،،، اب سو جاؤ شرافت سے

رواحہ نے اس دشمنِ جاں اس ستمگر کا نام اتنے اطمینان سے لیا تو فلزہ کی سانس تک تھم گئی۔

،،،مما

وہ مچل کر اٹھنے لگی۔

،،فلزہ دو تھپڑ کھاؤ گی مجھ سے،، اب سو جاؤ

رواحہ نے اسے پھر سے بری طرح جھاڑا تو اسے ناچار چپ چاپ لیٹنا ہی پڑا۔

یہ ہو کیا رہا تھا اس کے ساتھ؟

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو تھی جو کچھے پکے راستوں پر سے چلتی اس بستی میں داخل ہوئی تھی جس کی حالت پچیس چھبیس سال گزرنے کے بعد بھی ویسی کی ویسی تھی۔ ایک گندی سی کچی ھلی تھی جس کے باہر وہ گاڑی رکی تھی۔ وہ تیزی سے گاڑی سے اتر کر پیچھے والے دروازے کو کھول چکا تھا۔ فوزیہ بیگم بے تاثر سا چہرہ لیے اس گاڑی سے باہر نکلیں تھیں۔ اس نے فوزیہ بیگم کا ہاتھ تھاما اور محتاط طریقے سے ان کے ساتھ کچے رستے پر چلتا اس شستہ حال گھر کے دروازے پر رکا جسے برسوں پہلے فوزیہ بیگم نے چھوڑا تھا۔ اس نے دھیمے سے دروازا کھولا تو ایک بھیانک چرچراہٹ سے وہ درواز کھلتا چلا گیا۔ فوزیہ بیگم اندر داخل ہوئیں تو اندر کا وہی منظر تھا جو کچھ ماہ پہلے سحر سہیل خان جیسا چھوڑ کر گیا تھا۔

اس شخص کا کیڑے مکوڑوں سے کھایا ہوا وجود جو کہ اب ڈھانچے میں بدل چکا تھا۔ اور ڈھانچے کی ہڈیاں جا بجا بکھری پڑی تھیں وہیں فرش پر برآمدے کے پاس چولہے کے قریب پڑا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دونوں اسی ڈھانچے کے قریب رکے تھے۔ تب فوزیہ بیگم کے لب وا ہوئے تھے۔

،،،ساحر،،،، اس آدمی کی باقیات کے کفن دفن کا انتظام کرو

فوزیہ بیگم نے کہا۔

،،،مگر

،،،جو کہا ہے وہ کرو

فوزیہ بیگم کے دو ٹوک الفاظ پر ساحر کے ایک اشارے پر اس کے آدمی وہاں سے ڈھانچے کی ہڈیاں کپڑے میں لپیٹ کر لے گئے تھے۔ اب فوزیہ بیگم اندر کمرے میں گئیں تھیں اور ایک شستہ حال بوسیدہ چارپائی پر بیٹھ کر آنسو بہانے لگیں۔ برسوں کا سیل رواں تھا جو آنکھوں سے جاری تھا۔

،،،آپ اس آدمی کے لیے آنسو بہا رہی ہیں امی

ساحر اذیت سے لب کچلتے زمین پر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں اپنے ایک قاتل ہونے پر رو رہی ہوں،،، برسوں پہلے کچھ بھی تھا مگر ،،،مجھے تمھارے باپ سے اس کی زندگی نہیں چھیننی چاہیے تھی

فوزیہ بیگم نے کہا اور وہ اذیت ناک منظر زہن کے پردے پر لہرایا جب ساحر کے ہاتھ سے چاقو چھین کر انھوں نے اپنے شوہر کا پیٹ چاک کر ڈالا تھا۔ اور آج تک ساحر نے انھیں اس خود فریبی میں مبتلا رکھا تھا کہ وہ قتل اس نے کیا تھا۔ مگر وہ کب تک فوزیہ بیگم کے اعصاب کو دھوکے میں رکھتا۔ وہ ایک ماں تھیں کس طرح ایک بیٹے کے ہاتھ اس کے باپ کا قتل ہوتے دیکھ لیتیں۔ تبھی انھوں نے اس کے ہاتھوں سے ہتھیار چھین لیا تھا۔

برسوں گزر گئے اس بات کو مگر مجھے آج تک ملال ہے کہ میں نے اس سے " ،،اس کی زندگی چھین لی تھی،، کیا ہوتا اگر ہم اسے زخمی کر کے فرار ہو جاتے مگر ہماری نفرت نے مجھے ایک قاتل بنا دیا،، یہ بات مجھے سکون نہیں لینے دیتی ،،ساحر

وہ پھر بلک بلک کر رو دیں۔۔

CLASSICURDUMATERIAL

ایسا کچھ نہیں ہے امی،، اسے قتل نہیں ظلم،جبر،، بربریت اور غیر انسانی سلوک کے خلاف جہاد کہا جا سکتا ہے،، ظالم کے ساتھ ساتھ ظلم سہنے والا بھی تو گناہ ،،گار ہوتا ہے ناں،، آپ نے میرے لیے قربانی دی،، مجھے قاتل نہیں بننے دیا آپ نے مجھ سے وعدہ لیا اور قسم اٹھائی کہ مجھے دنیا کا بہترین انسان اور ظلم و بربریت کے خلاف ایک سپاہی بنائیں گی،، میں نے آپ کی قربانی رائیگاں نہیں ،،جانے دی،، اگر ہم نے کچھ غلط کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمارا اتنا ساتھ نہیں دیتے مجھے غیر انسانی سفاکیت کے خلاف اتنا بڑا سپاہی نا بناتے،،، اللہ تعالیٰ کا ہی کرم ہے جو میں اتنے سارے درندوں کو جہنم رسید کر چکا ہوں امی،،، اب آپ ایسا ،،،کیوں سوچ رہی ہیں

ساحر نے انھیں تسلی دی۔ مگر وہ ہنوز آنسو بہا رہی تھیں۔

امی یہ بھی تو سوچیں،، برسوں پہلے جب ہم اس گھر سے بے سروسامان نکلے" تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کیا تھا کہ جس نے ہمیں بے سروسامان رہنے نہیں دیا،، ہم بے یار و مددگار تھے،، وہ بظاہر ایک غنڈہ تھا جس نے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ہمیں آسرا دیا،، رہنے کو جگہ دی،، ہمیں سنبھالا ،،مجھے یہاں سے باہر نکالا ،،،اچھا اتفاق دیکھیں جانتی ہیں وہ کس کا آدمی تھا

ساحر ایک دم بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

کس کا،،، فوزیہ بیگم نے پوچھا۔

ماہر خان کا،،، انھیں تو معلوم بھی نہیں ہو گا کہ وہ ایک ماں بیٹے کو سنبھال کر ایک بے سروسامان ماں کے یتیم بیٹے کو کیا سے کیا بنا چکے ہیں،،، میں باہر پڑھائی کے لیے گیا تھا،، مگر اس چھوٹی سی عمر میں ہی انھوں نے میری تربیت اس انداز سے کی میرے دل و دماغ میں یہ بٹھا دیا کہ میں کون ہوں،،؟؟ اور مجھے کیا بننا ہے؟؟؟

وہ مسکرایا تھا۔ یہ نام لیتے ایک عقیدت سی تھی جو آنکھوں میں چمکی تھی۔

،،،ماہر سوہم خان

فوزیہ نے بھی یہ نام عقیدت سے لیا۔ فوزیہ بیگم رعنا بھول گئیں۔ اور ساحر کی جانب مسکرا کر دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم جانتے ہو ساحر،، برازیل میں ملاقات سے پہلے ہی میں تمھارے سسر جی کو ،،،جانتی تھی

فوزیہ بیگم نے کہا تو اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

،،،وہ کیسے امی،،، اور آپ نے بتایا نہیں

تم نے بتانے کا موقع کب دیا،، اس ملاقات کے بعد فوراً ہی ہمیں برازیل سے بھگا دیا،،، فوزیہ بیگم نے اس کے منہ پہ ایک چپت رسید کی۔

میں اپنے والدین سے بغاوت کرتے ہوئے گھر سے بھاگ نکلی تھی،، تب اس وقت ماہر سوہم خان کی گاڑی سے ٹکرائی تھی،،، انھوں نے مجھے بہت ڈانٹا اور بحفاظت اپنے گھر پہنچا دیا،، مجھے اپنی منہ بولی بہن بنایا،، اور میرے بھائی کو نوکری دلوائی،،، مگر اس وقت عمر ہی ایسی تھی کہ تمھارے باپ پر اندھا اعتبار کرتے اس کے ساتھ چلی گئی اور اس نے واقی مجھے اندھا ثابت کر دیا،،، کاش ،،،اس وقت ماہر سوہم خان کی سنی ہوتی تو زندگی ایسی نا ہوتی جیسی اب ہے

وہ اداسی سے بولیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،یہ آپ کا نصیب تھا امی،، اب جو کچھ ہو چکا ہے سب کچھ بھول جائیں

میں نے تو جو نا سمجھی میں ماہر بھائی کے احساسات کے بدلے جو کیا سو کیا تم نے بھی کم نہیں کیا،،، خواہ مخواہ ان سے الجھے،،، انھیں پریشان کیا،، ان کے ناک ،،، کے نیچے سے ان کی بیٹی کے اڑے

فوزیہ بیگم نے اس کا کان مروڑا تو وہ ہلکے سے ہنس دیا۔

وجہ آپ اچھے سے جانتی ہیں امی،،، اور تب ان کے لیے ان کے کام کے لیے میرے دل میں عقیدت تھی،، عزت تھی مگر میں اپنی بیوی کو کے کر کوئی کمپرومائز نہیں کرنے والا تھا،، تب تو مجھے معلوم بھی نہیں تھا یہ ہمارا محسن ماہر خان ہے،، وہ تو جب وہ برازیل آئے تو دادا نے بتایا تھا کہ وہ کرنے عظیم اور ،،،بڑے انسان ہیں

اس نے ہنس کر بتایا۔ تب کچھ یاد آنے پر فوزیہ بیگم نے ایک زناٹے دار چاٹا اس کے منہ پر رسید کیا۔

اس پر اثر تو کیا خاک ہونا تھا مگر برا سا منہ بنا کر گال سہلایا۔

CLASSICURDUMATERIAL

یہ بھی خوب ہے،، ماں بھی جھانسی کی رانی اور بہو بھی دونوں مجھے مار مار کر ،،،گھسا دینا

ساحر نے انھیں چھیڑا۔

"کیوں تنگ کر رہے ہو میری بہو کو،،، ملنے کیوں نہیں گئے اس سے،، ہمیں ،،،کیوں نہیں ملنے دے رہے،، کیا تکلیف ہے تمھیں

تکلیف مجھے نہیں آپ کی بہو کو ہے،، اس کا دماغ اٹھانے لگانا ہے،، زرا جو مجھ ،،،سے بیوی والا بیہو کرتی ہو،، ہر وقت جھانسی کی رانی بنی رہتی ہے

ساحر اس یاد کر کے مسکرایا۔ جتنا اس کے لیے تڑپ رہا تھا اتنا ہی اسے تڑپا کر دونوں کی بے چین ملاقات کے بعد کے سرور کا منتظر تھا۔

جتنا اسے تنگ کرو گے وہ تمھیں گنجا کر دے گی،، اور میں بھی اس کا پورا پورا ،،،ساتھ دوں گی

فوزیہ بیگم نے اسے دھمکایا۔ ساحر نے انھیں گھورا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فی الحال تو آپ اپنے پوتے، پوتی کی دنیا میں آنے کی تیاری کریں،، حیوان کی"
،،،جان آپ کو ایک ننھا سا سامان دینے والی ہے

ساحر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی ہنسی دباتے ہوئے اپنا کارنامہ بتایا۔

،،،کیا سچ

فوزیہ بیگم جتنی اداس تھیں اب اتنا ہی پرجوش اور جوشیلا لہجہ تھا۔ وہ بری طرح بیقرار ہو گئیں۔

،،،،مجھے اس کے پاس جانا ہے ابھی اور اسی وقت

،،نہیں امی،، پہلے مجھے ملنے دیں،،، بڑے دن گزار لیئے میکے،،،بڑی عیش کر لی
،،،اب واپس سسرال آنے کی باری

تمھیں کیسے معلوم ہوا،،،؟؟؟ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔

،،،سسر پلس ماما جی نے مبارک باد دی تھی فون پہ

وہ پھر مسکرایا۔

،،،چلو گھر چلو،، جا کر میں اس کے آنے کی تیاری کروں

CLASSIC URDU MATERIAL

فوزیہ بیگم نے کہا تو دونوں شاداں و فرحان وہاں سے نکلے تھے۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی جب وہ اپنے کمرے میں بیزار سی شکل بنائے بیٹھی۔ ایک پہیلی تھی جو سلجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وائیٹ پیلس مشب کو اس کا پتہ تھا کیسے۔؟؟؟

ہاں فلزہ نے اپنی مما کے منہ سے سرسری سا سنا تھا کہ اس کے ڈیڈ ماہر خان اس کے پیچھے برازیل گئے تھے۔

اگر اسے اس کے سوالوں کا کوئی جواب دے سکتا تو وہ اس کے ڈیڈ ہی تھے۔

وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھی تھی دل و جاں زلزلے کی زد میں آئے تھے جیسے۔

باہر کہیں قریب سے ایک مدھر سے گانے کی دھیمی سی آواز آ رہی تھی۔

My baby I love,,,

my baby I love your voice,,,

CLASSIC URDU MATERIAL

O my baby I love,,,

O my lyyyy lyyyy lyyyyyyy Lady

فلزہ تڑپ کر بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ ایک دم سر چکرایا مگر وہ خود کو سنبھال گئی۔ کافی دیر وہیں کھڑی گھومتے سر کو تھام کر کھڑی رہی۔ اب بس ہو چکی تھی۔ برداشت کی ہر حد پار ہوگئی تھی۔ وہ اب مزید اس بے حس، ستمگر کا اور ستم برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تیزی سے باہر آئی تھی۔ ہاتھ پر کنولہ لگا تھا مگر اسے مسلسل چکراتے سر کی بھی پرواہ نہیں تھی۔

وہ باہر آئی تو اچانک سونگ بند ہو گیا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دندناتی ہوئیر واحہ کے کمرے میں آئی تھی۔ رواحہ کو اسے یوں تیزی سے چلتے دیکھ ماتھے پر بل آئے۔

،،،کیا بات ہے فلزہ ایسے کیوں دندناتی پھر رہی ہو

رواحہ نے اسے گھورا۔

مما،،، ڈیڈ کہاں ہے،،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ابھی اس نے پوچھا تھا جب ماہر خان تولیے سے بال رگڑتا واش روم سے باہر نکلا تھا۔ ماہر خان نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے،،، اٹس ارجنٹ،، بیسمنٹ میں چلیں،،،

فلزہ نے تیزی سے اپنا مدعا بیان کیا۔

ایک تو میں اس لڑکی سے تنگ ہوں،، اب اس حالت میں بھی چین نہیں" ہے تمھیں،،، میں پوچھتی ہوں کونسا قہر ٹوٹ پڑا ہے اب،، ماہر آپ اسے سمجھا کیوں نہیں دیتے کہ یہ اب اس حالت میں کسی جھنجھٹ میں نہیں پڑ سکتی،،،

رواحہ نے اسے بری طرح جھڑکا تو وہ جزبز ہو گئی۔ آخر اس کی روشنی شکل دیکھ کر ماہر خان کو ہی اس پر ترس آیا۔

اوکے پرنسز،، لیٹس گو،،،

ماہر خان نے کہا۔

ماہر آپ،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

رواحہ کیوں ہائپر ہو رہی ہو،،، تمھیں لگتا ہے اب میں اسے ایسی کسی بے وقوفی ،کی اجازت دوں گا کہ یہ کسی مشن وشن پر جائے

ماہر خان نے سنجیدگی سے کہا تو رواحہ خاموش ہو گئی۔

،،،آپ کی بیگم کچھ زیادہ ہی بھڑکنے لگ پڑیں ہیں ڈیڈ،، ان کا کچھ علاج کریں فلزہ نے منہ بسورتے شکایت لگائی۔ رواحہ نے اسے گھورا جبکہ ماہر خان نے رواحہ پر ایک بھر پور نگاہ ڈالی۔

،،میری بیگم کے غصے کا علاج بھی میں آ کر کر دوں گا،، فی الحال چلو تم پرنسز

ماہر خان کی گوہر افشانی پر رواحہ گڑبڑائی تھی۔ اور بڑبڑاتی ڈریسنگ میں گم ہو گئی۔ ماہر خان حسب معمول پراسرار سا مسکرایا۔ پھر اپنی گڑیا کا ہاتھ تھام کر وہ لاونج سے پیچھے کوریڈور سے ہوتے بیسمنٹ کی سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تھا۔ ماہر نے اسے بیسمنٹ کے ہال میں ٹیبل کے پاس لا کر ایک چیئر پر بٹھایا اور اس کے قریب خود سربراہی کرسی پر بیٹھ گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈیڈ مجھے کوئی تمہید نہیں باندھنی،، میں سیدھی طرح آپ سے پوچھ رہی"
ہوں،، آپ کو داشاب کی حقیقت کا پتا ہے کہ اس کی جگہ اس کے جڑواں
بھائی ساحر سہیل خان نے لے لی تھی،،، وہی مجھے برازیل لے کر گیا اور سب
،،،کچھ

فلزہ نے ٹیبل کی سطح پر ناخن سے کھرچتے اذیت سے پوچھا۔۔

،،،ہاں مجھے معلوم ہے ساری حقیقت

ماہر خان نے کہا تو فلزہ کے سینے میں چھن سے کچھ ٹوٹا۔

،،آپ برازیل آئے تھے"

،،،ہاں"

،،،اس سے ملے تھے"

،،،ہاں"

،،،اس نے سب کچھ بتایا آپ کو"

،،ہاں"

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان کے قبول کرنے کی دیر تھی کہ وہ ہاتھوں میں چہرا چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ماہر خان بوکھلایا۔

پرنسز،، یہ کیا ؟؟؟ کیا ہوا ہے؟؟ کیا بات پریشان کر رہی ہے تمھیں بتاؤ ،،،مجھے

ڈیڈ آپ سب لوگوں نے اور اس نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ،، میں اتنے عرصے سے اس میس میں پھنسی ہوئی تھی اور آپ لوگ مجھ سے جھوٹ پر جھوٹ بولتے رہے،، مجھ سے سب کچھ چھپاتے رہے،،اس نے مجھ سے سب ،،،کچھ چھپایا،، میں اب اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی،،، آئی ہیٹ ہم لیکن اب میں آپ سے جاننا چاہتی ہوں آخر کون ہے وہ،،؟؟؟

فلزہ نے سسکتے ہوئے پوچھا۔

،،،وہ ایک انٹرنیشنل سی آئی او)سائبر کرائم انویسٹیگیٹر آفیسر (ہے

ماہر خان نے کہا تھا فلزہ نے بھیگی سرخ نگاہوں میں دنیا جہان کی حیرت سموئے انھیں دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،وہ سنگا پور میں اپنی سروسز دے رہا تھا مگر اس سوشل میڈیا پر بڑھتے کرائم فراڈ ، دھوکہ دہی،، سیوسائیڈ،، اور اور بھی کافی گھناؤنے جرائم کی وجہ سے اسے انٹرنیشنل طور پر ہائر کیا گیا،، جب تک گندگی کے اندر نا اترا جائے اسے صاف نہیں کیا جا سکتا،، اسے بھی انڈر ورلڈ میں بے رحم سفاک حیوان کہا جانے لگا،، سوشل میڈیا پر آج کل اتنے گھناؤنے جرائم ہو رہے ہیں کہ کوئی ،،سوچ بھی نہیں سکتا،، تھوڑی تفصیل میں تمھیں بتا دیتا ہوں

ایک سیاہ چھپی ہوئی ویب بےسائٹ سروس ہے(Red Room) ریڈ روم"" جو ڈیپ ویب پر دستیاب ہے جہاں لوگ گمنام براؤزرز کا استعمال کرتے ہوئے کسی شخص کو لائیو تشدد کا نشانہ بنتے ہوئے، قتل یا بچوں کی فحش نگاری دیکھ اور ،،، حصہ لے سکتے ہیں،،، اس ریڈ روم میں عام طور پر نشریاتی ہراساں کرنا تشدد کا نشانہ بنانا ،،، عصمت دری اور کسی شریر شخص کی دی گئی کمانڈ کے ذریعہ قتل کرنا شامل ہوتا ہے،،، ریڈ کمرہ ارب پتی کرسچین اور ذہنی طور پر بیمار لوگوں کی تفریح کے لئے کسی فرد پر تشدد اور قتل کا ایک براہ راست سلسلہ ،،،ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان سانس لینے کو رکا جبکہ فلزہ سانس روکے یہ سب سن رہی تھی۔

"ڈارک ویب میں ریڈ رومز (red room) ہوتے ہیں،، جہاں بند کمروں میں دنیا کا بدترین تشدد دکھایا جاتا ہے،، جیسے زندہ انسانوں کی کھال اتارنا،،، ان کی آنکھیں نکالنا،،، ان کے ناک، کان یا اعضاء وغیرہ کاٹنا، اور ان اعضاء میں سلاخیں گھسانا وغیرہ وغیرہ،،،انسانی اسمگلنگ کا سب سے بڑا گڑھ ڈارک ویب ورلڈ کو کہا جاتا ہے، یہاں خواتین کو بیچنے کا کام بھی کیا جاتا ہے،،، شیطان کے پجاریوں کی بنائی گئی یہ ڈارک ویب اور اس کی دنیا میں یہ ریڈ رومز سب سے خفیہ رومز ہیں،،، وہاں تک رسائی بغیر پیسوں کے نہیں ہوتی،،، ممبرشپ کے لئے آپ کو تقریبا 0.1 BTC ان،،، ہے جاتا کیا ادا (پڑتا کرنا ادا ہزار پانچ سو ڈالر چار) سائٹس پر جانور یا انسانوں پر لائیو تشدد کیا اور دکھایا جاتا ھے،،،صرف جسمانی تشدد ہی نہیں بلکہ خواتین کے ساتھ بدترین اور بھیانک ترین تشدد جو کہ ایک عام صحت مند ذہن کا انسان دیکھنے کی بھی ہمت نہیں کر سکتا،،، اس تشدد پر مبنی ویڈیوز دکھا کر پیسے کمانے کیلیے الگ سے مہنگی مہنگی بولیاں لگائی جاتی ہیں ،،،لیکن ڈیڈ ایسے کیسے ممکن ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ کچھ تو علم اسے تھا مگر یہ سب واقعی انتہائی گھناؤنا اور غیر انسانی تھا۔

ایسا ہی ہے ،،، پنک متھ ایک ویب سائٹ تھی جو ساحر نے ٹریس کی اور اسے بین کر دیا گیا،،، وہاں لوگ اپنی سابقہ گرل فرینڈز،،، بیوی سے انتقام کی خاطر ان کے ساتھ کیے گئے تشدد کی تصاویر اور ویڈیوز بیچتے تھے اور ویب سائٹس ان لڑکیوں کے نام ، ہوم ایڈریس اور فون نمبر کے ساتھ یہ تصاویر شیئر کرتی تھی،،، اس ویب سائٹ کی وجہ سے کئی لڑکیاں اور خواتین نے خود کشیاں ،،، کیں

ماہر خان نے اسے ساحر کے کارنامے بتانے شروع کیے۔ فلزہ خاموشی سے سب سنتی گئی۔

یعنی آدم خوروں کا ایک فورم ہے جہاں کے اراکین(Cannibal) کینی بال ایک دوسرے کو اپنے جسم کے کسی حصے کا گوشت فروخت کرتے ہیں،،، جیسا کہ چند سال پہلے جرمنی کے ایک اخبار میں ایک پوسٹ لگی جس کے الفاظ یہ تھے، "کیا کوئی میری ران کا آدھا پاونڈ گوشت کھانا چاہے گا،،،؟ صرف پانچ

CLASSIC URDU MATERIAL

ہزار ڈالرز میں، اسے خود کاٹنے کی اجازت ہو گی،، "حیران کن بات یہ ردیکھو کہ اس بندے کو مطلوبہ آفر کو پورا کرنے کیلیے ایک گاہک بھی مل گیا تھا،،ان ابلیسیوں کی ابلیسیت اس حد تک بڑھ چکی ھے کہ اب تو انسانی کھال کے جیکٹس، جوتے، پرس، بیلٹ وغیرہ بنا کر بیچتے جاتے ھیں،، یہ ڈارک ویب اور ریڈ رومز ایک بہت ہی گہرا اور گھناؤنا پراجیکٹ ہیں ان شیطانوں کیلیے انسانی سمگلنگ کے تحت تیسری دنیا کے ممالک سے اغواء کی گئی خواتین بالخصوص تختہ مشق بنتی ہیں،، ان ڈارک ویب پر آپ کسی کی بھی تصویر دے کر نیچے اس کو قتل کرنے کا انعام لکھ دو،، تو دنیا کے کئی درندے جو کروائے کے قاتل ہیں اس آدمی کو مار کر ہی دم لیتے ہیں،، حتی کے کسی سیاسی شخصیت یا کسی ملک کے پرائم منسٹر کو مارنے نکو کہا جائے تو منہ مانگی رقم وصول کر کے یہ کروائے کہ قاتل پیسے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں،،، یہاں تک تو ٹھیک تھا مگر تشویشناک بات یہ ہے کہ اب اس کی شاخیں پاکستان اور مسلم ممالک میں بھی جڑ پکڑنے لگیں ہیں،، کہ شک کیا جاتا ہے کہ قصور کی 8 سالہ بچی زینب انصاری کے علاوہ بہت سی معصوم لڑکیاں اس ریڈ روم کا شکار

CLASSIC URDU MATERIAL

بنی ہیں،،شاہد مسعود کو ریڈ روم ڈارک ویب پر زینب کی ویڈیو ملی،، اس کے پاس زینب کے قتل کے بارے میں ثبوت تھے،، لیکن جانتی ہو ناں پاکستانی نظام انصاف،، میڈیا بغیر کسی وجہ کے اس کے خلاف تھا،، اور اس کی بات سنی ہی نہیں،، آج کل جو عورت آزادی مارچ اور خواتین کے حقوق کے نام پر بغاوت پر اکسایا جا رہا ہے،،، ان کے ساتھ ہمارے معاشرے کی ہزاروں عورتیں ہم آواز ھو کر ہماری پاکباز مسلمان بیٹیوں بہنوں کو معاشرتی اقدار اور ،،،دینی و مذہبی اقدار سے بغاوت پر اکسا رہی ہیں

ماہر خان پل بھر کو خاموش ہوا۔

ساحر اس گندگی کو ختم کرنے کے لیے مختلف ممالک میں گیا،، اور اپنی فیملی کو ان شیاطین سے چھپا کر ایمزون میں رکھا،، پھر وہ کسی مقصد کے تحت پاکستان آیا،، اور اتفاق سے اپنے بھائی اور پھر تم سے ملا،،، وہ اس گندگی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے سرگرداں رہتا،، مگر پھر اس کی زندگی میں تم آ گئیں،، اور ،،،سب کچھ بدل گیا

ماہر خان نے اس کی جانب دیکھا۔

CLASSICURDUMATERIAL

اصل کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے جب اس کے بعد اس کے لیے مشکل تب پیش آئی جب اس کے دشمن نے تمھاری تصویر ڈارک ویب پر لگا کر ،،،تمھیں جان سے مارنے یا لائیو تشدد دکھانے پر منہ مانگی رقم دینے کا دعوا کیا ،،تب دنیا بھر کے کرائے کے قاتل اور درندے تمھاری تلاش میں نکل پڑے تب تمھیں دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کرنا ضروری تھا جو کہ اس نے کیا تمھیں پاکستان سے برازیل لے گیا،،، یہ کام ہم بھی کر سکتے تھے مگر تم اس کی زمہ داری تھیں اس کا سب کچھ،، وہ ایک تمھاری خاطر وائیٹ پیلس کی تمام خواتین کی جان و عزت بھی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا تبھی تمھیں یہاں سے ،،،نکال کر لے گیا

ماہر خان نے خاموش ہو کر

،،،ڈیڈ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی تھی"

فلزہ نے تلملا کر احتجاج کیا۔

وہ کرائے کے قاتل جتنے، درندے، سفاک اور بے رحم تھے شاید نہیں کر" پاتیں،،، اور اس کا کہنا تھا کہ کیونکہ تم اس کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسی

CLASSIC URDU MATERIAL

تھی تو وہی تمھاری حفاظت کے زمہ دار ہے،، یہ سب مجھے اس نے تب بتایا جب میں برازیل آیا تھا،، تمھاری ساس فوزیہ بیگم سے بھی ملاقات ہوئی،، مگر تم سے ملتا تو تم ٹریس ہو سکتیں تھیں اسی وجہ سے نہیں ملا،،پھر اس کے بعد تم۔وہاں بھی ٹریس ہو گئیں،،

ماہر خان نے اس کی جانب دیکھا۔

اب بھی تمھاری واپسی سے پہلے اس بلاسٹ کا ناٹک اس نے اس لئے کیا تاکہ ان کرائے کے قاتلوں کو یہ دکھانا چاہتا تھا کہ تم نہیں رہیں،،، ان میں سے کہیں درندوں کو وہ موت کے گھاٹ بھی اتار چکا تھا جبکہ باقی کا صفایا تمھارے بعد کیا ہو گا،،

ماہر خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

کچھ اور بھی پوچھنا ہے میری پرنسز نے،،

ماہر خان نے اسے چھیڑا جس کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ وہ خاموش تھی بہت خاموش۔ یا یہ طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اس نے یہ سب مجھے کیوں نہیں بتایا"

فلزہ نے دانت پیس کر کہا۔

تم اعتبار کرتیں اس پر؟؟؟"

ماہر خان نے بیٹی کی آنکھوں میں جھانکا تو وہ لاجواب ہو گئی)کیونکہ جواب تھا (کبھی نہیں۔

ویسے بھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس سب سے تمھارے سیلف کونفیڈینس پر کوئی ،،اثر ہو،، تمھیں کبھی بھی یہ لگے کہ تم کمزور ہو،،، اسی لئے نہیں بتایا

ماہر خان نے کہا تو اس نے سرد سی آہ بھری۔

،،وہ ٹھیک تو ہے ناں ڈیڈ

فلزہ نے نگاہیں چراتے پوچھا۔ اب وہ یہ تو اپنے ڈیڈ سے پوچھ ہی سکتی تھی۔

،،بلکل ٹھیک ہے،، جلد ہی لوٹے گا تمھارے پاس"

ماہر خان نے مسکرا کر کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کوئی ضرورت نہیں ہے ڈیڈ،، اسے کہیے جہاں ہے وہیں رہے نہیں تو جہنم پہنچا ،،دوں گی

وہ غرا کر کہتی اٹھی۔ ماہر خان نے لبوں میں ہنسی دبائی۔ وہ دھیمے سے چلتی واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔ ماہر خان نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ کچھ دیر بیٹھ کر وہیں انتظار کیا۔

تب بیسمنٹ کے داخلی گیٹ پر گڑگڑاہٹ ہوئی اور ایک گاڑی اندر داخل ہوئی۔ گاڑی پلر کے پیچھے آ کر رکی تھی۔ ماہر خان اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ شاندار مردانہ وجاہت کا شہکار شخص گاڑی سے اتر کر مضبوط قدم اٹھاتا ماہر خان کی پاس آ کر ان سے بغل گیر ہوا تھا۔

حالات کافی ناخوشگوار ہیں،، مجھے بھرپور حفاظتی اقدامات کے ساتھ اپنی بیگم کے ،،،پاس جانا چاہیے

ساحر نے ہنس کر ماہر خان کو کہا تھا۔

،،،تم نے پھر سے وائیٹ پیلس کے سسٹم کو ہیک کیا

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان نے اس کی جانب دیکھ کر آئبرو اچکایا۔

نہیں انکل،،، صرف اپنی بیگم کے موبائل فون اور اس کے بریسلٹ میں لگی منی ٹریکنگ چپ کو ہیک کیا،،،

ساحر نے دھیمے سے قہقہ لگا کر اپنا کارنامہ بتایا کہ وہ ان کی ساری گفتگو سن چکا ہے۔

ماہر خان نے افسوس سے سر ہلایا۔

حالات تو پھر واقعی بہت ناسازگار ہیں،، بچ کے رہنا،، میری بیٹی پھینٹی بہت اچھی لگاتی ہے،،

ماہر خان کہتے وہاں سے چلا گیا جبکہ حیوان پراسرار انداز میں مسکرایا۔

آج کی یہ گہری رات پھر سے اس کی آنکھوں میں کٹی تھی۔ وہ کمرے میں ملگجا سا اندھیرا کیے لیٹی مسلسل اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

رات کے تیسرے پہر کا وقت تھا جب وہ سیاہ ہڈی میں نقاب پوش نیلی آنکھوں میں پراسراریت لیے بہت ہی اطمینان سے وائیٹ پیلس کے لاونج سے ہوتے فلزہ کے کمرے کا دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

وہ جو جاگ رہی تھی۔ آہٹ پر چونکی تھی۔ وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھی تھی۔

،،،کون ،، کون ہے،،؟؟ میں پوچھتی ہوں آخر کون

اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا کمر کے گرد جانی پہچانی چٹانی گرفت نے فلزہ کی سانس ساکن کر دی۔ ساحر نے اپنا نقاب اتارا۔

تمھارے اتنے قریب کون ہو سکتا ہے زی بےبی،، دیٹس ناٹ فیئر، حیوان تو اپنی چیزیں نہیں چھوڑتا تم تو پھر حیوان کے وجود کا حصہ اپنے ساتھ لیے چلیں ،،،،آئیں

اس نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے وجود کے حصے کو نرمی سے محسوس کرنے کی کوشش کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ جو اپنی جگہ پر ساکت ہو گئی تھی۔ اس کی اتنی ہمت اتنی جرات ہر جھٹپٹا کر اسے خود سے دور دھکیلا۔ پہلے اسے خود سے نوچ کر دور پھینک دیا اور اب ،اسے ہی یہاں چلے آنے کا طعنہ مل رہا تھا۔ کیا تھا یہ شخص جسے اس کی تکلیف آنسوؤں، درد اور اذیت کی پرواہ ہی نہیں تھی جیسے۔

چٹاخ،،،،،،، ایک زناٹے دار تھپڑ نے ساحر دا حیوان کا سواگت کیا۔ وہ خاموشی سے اسے ہانپتے اور اپنے حواس سنبھالتے ہوئے دیکھے گیا۔

،،،زی

چٹاخ،،، وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھا۔

ایک اور تھپڑ نے ساحر کی گال سرخ کر دی۔ ساحر اپنی جگہ پر ساکت ہو گیا۔ تب برداشت کی ہر حد پار ہوئی اور وہ اس کے سینے سے لگی بلک بلک کر رو دی۔

ساحر اس کے اس غیر متوقع رد عمل سے پریشان ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ کیا زی بےبی پلیزز،، میں کیا کہا تھا کہ مجھے میری لائنیں روتی ہوئی،، ٹوٹی ،،بکھری اچھی نہیں لگتی،، ڈونٹ ڈو دس ٹو میں پلیز زی بےبی

ساحر نے اسے خود میں بھینچا۔

،،اچھا ایسا کرو مجھے دو تھپڑ اور لگا لو

وہ جب رونے سے باز نا آئی تو ساحر نے کہتے اس کو کندھوں سے تھام کر اس کا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ مگر وہ پھر بھی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے روئے گئی۔۔

ساحر کچھ غیر معمولی احساس پر چونکا تھا۔

Shhhhhhiiiiittttttttttttttttt,,,,,,

وہ بیہوش ہو کر اس کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔ اور ایسا پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ ساحر نے اسے اتنا کمزور پایا تھا۔ اتنا دل شکستہ کہ وہ اسے سامنے پاتے ہی اس کا سہارا پاتے ہی یوں ٹوٹ کر بکھر گئی تھی۔

،،،فلزہ،،، زی،،، پلیز ٹاک ٹو می

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دیوانوں کی طرح اسے پکارنے لگا۔ اسے بازوؤں میں اٹھا کر نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔ وہ فورا باہر گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھ مفرا اور رواحہ کمرے میں آئے تھے۔ وہ دونوں اکر اس کے اوپر جھکے۔ مفرا نے اسے چیک کیا۔

کسی چیز کا سٹریس لیا ہے اس نے وہ بھی بہت شدت سے،، نہیں تو چھوٹی موٹی ،،ٹینشنز تو ہماری فلزہ کو چھو کر بھی نہیں گزرتیں

مفرا نے پیچھے مڑ کر ساحر کو بتایا۔ وہ جو ان سب سے مل چکا تھا اب اسی لئے ان سے بے تکلفی سے بات کر رہا تھا۔

ایک تو یہ لڑکی پتہ نہیں کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے،،، کس بات کی ،،ٹینشن ہے اسے

رواحہ بے حد پریشان ہوئی۔

آنٹی آپ فکر مت کریں میں سنبھال لوں گا اسے،،، آپ خود کو پریشان مت ،،،کریں

ساحر نے انھیں کہا ویسے بھی اتنی رات کو اس نے انھیں ڈسٹرب کر دیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہم ویسے ہی فجر کے لیے جاگنے والے تھے،،

مفرا نے اسے ٹریٹمنٹ دی اور وہ لوگ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ ساحر دروازا بند کرتا بیڈ تک آیا تھا۔

بیڈ پر نیم دراز اس پر جھکا۔ ساحر نے اپنے سلگتے لب اس کی بند پلکوں پر رکھے۔

میرے من کے سنہری دھاگے

اے میری تابناک رُوح کے اہم جزو

میرے تخیل کی دھیمی خوشبو

میں تو اندر کہیں مہکتا ہے

تجھے کیا خبر اے عطرِ پاش

تیرے مسحور کن رویے کی پاداش میں

CLASSIC URDU MATERIAL

جانے کتنی دیر میری آنکھیں تجھے

دیکھنے کی چاہ میں سُلگتی رہتی ہیں

اے میرے تخیل کی خوشنما بہار

تُو میرے تخیل کیطرح میرے قریب رہا کر

تیرے ہونے سے میرے ہونے کا وجود قائم ہے

ساحر نے اس کے صبیح چہرے کا ایک ایک نقش اپنے پیاسے لبوں سے چوما تھا۔ اپنے کام اور اس خون خرابے بھری زندگی میں کب وہ اس کا یوں عادی ہو گیا۔ ساحر کو تو بتا ہی نہیں چلا تھا۔ وہ اس کی پہلی اور آخری محبت تھی جس نے بے اختیار اس کے دل میں اپنی جڑیں گاڑھ دیں تھیں۔ ساحر نے اس کو اپنے حصار میں لیا اور سکون سے آنکھیں موند کر سو گیا۔

فلزہ بے حد بیزار سی شکل بنائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس گھر میں اس کا پروٹوکول جل بھن کر دیکھ رہی تھی۔ سب خواتین اس کے ایک پیچھے گھوم

CLASSIC URDU MATERIAL

رہیں تھیں۔ اور تو اور پنکی دادو اس کے صدقے واری جا رہی تھی اور فلزہ جل بھن کر کباب ہو رہی تھی وہ بھی تو جو حیوان بنا پھرتا تھا جس کی دہشت سے پورا یورپ خائف تھا اب ان سے یوں ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا جیسے اس جیسا ہنس مکھ دنیا پر اور کوئی نہیں۔

فلزہ نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ جب اس نے نظر بچا کر اس کی جانب دیکھا اور ایک آنکھ ونک کر کے اسے چھیڑا تو وہ گڑبڑا اٹھی۔

ان کے اشارے بازی دیکھ کر پنکی دادو گہرا مسکرائیں تھیں۔

چلو بھئی بالیو،،، شوہر اتنے دنوں بعد اپنی بیوی سے ملا ہے تو انھیں مل بیٹھ کر ڈھنگ سے گلے شکوے کر لینے دو،، اور انھیں وہ دے دو وہ موا کیا کہتے ہیں ،،،پالیسی

پنکی دادو نے مسکراتے شوشا چھوڑا۔ فلزہ نے بری طرح پہلو بدلا سب ہنس دیئے۔

،،،دادو پالیسی نہیں پرائیویسی

CLASSIC URDU MATERIAL

شفا نے شرارت بھرے لہجے میں تصحیح کی۔ ساحر سر جھکا کر گہرا مسکرا دیا۔

،،ہاں ہاں وہی وہی،،، چلو اب بھئی

وہ کہتی ان سب کو آگے لگا کر وہاں سے کھسک لیں۔

اب وہ تھا اور اس کی ہری ٹڈی۔

اس نے اٹھ کر دروازا لاک کیا تھا۔ فلزہ لاپرواہ بنی لیٹی رہی۔

وہ قدم قدم چلتا بیڈ تک آیا اور اوندھے منہ چھلانگ لگا کر جھٹکے سے اس کے قریب گرا۔ فلزہ ایک دم اپنی جگہ سے اچھلی تھی کہ یہ اچانک ہوا کیا ہے۔

،،،یو جنگلی سانڈ،، ایڈیٹ، حبشی تمھیں واقعی بلکل تمیز نہیں ہے کسی بات کی

فلزہ نے دانت پیس کر کہا۔

اب تم تو اس سچویشن میں ہو نہیں کہ تمھیں ایسے پھینک کر خود بھی تمھارے

،،اوپر گر جاؤں،، اسی لئے اکیلے ہی بیڈ سے اپنا سر پٹخ رہا ہوں

ساحر کا لہجہ بے تحاشا زومعنی تھا۔ فلزہ کا ماتھا پسینے سے تر ہو گیا۔ مگر وہ اس سے اپنا منہ موڑ گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،زی

ساحر نے اس کے اس عمل پر اسے بیقرار ہو کر پکارا۔ پچھلے کچھ مہینوں کی اذیتیں یاد کر کے فلزہ کی آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں۔

ساحر نے اس کو بن سے تھام کر اپنی جانب اس کا رخ موڑنے کی کوشش کی۔

،،میں نے تم سے اتنی محبت کی ہے کہ تمھیں اندازہ بھی نہیں ہے زی بےبی اگر اندازا ہو جائے تو میرے عشق سے عشق کرنے لگو،، تمھارے ساتھ کے بعد سے میں نے ہمیشہ چاہا کہ دنیا بھر کی خوشیاں تمھارے قدموں میں نچھاور کر دوں،، میری وجہ سے تم پر آنچ تک نا آئے

ساحر نے بول کر اب اپنے لب کچلے تھے آواز میں،،،سنجیدگی تھی جو فلزہ نے بھی محسوس کی وہ پھر سے گویا ہوا

،،،مگر دیکھو،، میں نے تمھیں توڑ دیا،، ہے ناں جانِ حیوان"

ساحر نے زبردستی اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اپنے سینے میں بھینچنے کی کوشش کی تب وہ واقعی ٹوٹ کر بکھری تھی۔فلزہ کی آنکھیں نم تھیں

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے سینے پر مکے برسا کر اس کا گریبان جھنجوڑا اور بھوکی شیرنی کی طرح غرائی۔

کیوں کیا میرے ساتھ ایسا،، کیوں دور کیا مجھے خود سے،،اپنی سچائی مجھے کیوں نہیں بتائی،،، کیوں چھپایا مجھ سے،، کیوں نہیں بتایا مجھے،، کیوں دی مجھے اتنی تکلیف،، کیوں،،؟؟؟؟؟

وہ اسے جھنجھوڑے گئی۔ ساحر بس اس کے دلکش جنبش کرتے نرم و ملائم گلابی گداز لبوں کی جانب دیکھے گیا۔

معاف کر دو میری جان،، اب نہیں کبھی بھی کوئی تکلیف تمھارے پاس تک ،،،نہیں آنے دوں گا

ساحر نے کہا تب فلزہ نے اسے گریبان سے کھینچا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ کر تمام دوریاں مٹا دیں۔ ساحر نے سرشاری کے عالم میں اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ فلزہ نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر دیئے۔ ہاں محبت تو وہ بھی کرتی تھی اسے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بے حد اور بے تحاشا کرتی تھی تبھی تو اسے اپنا سب کچھ سونپ آئی تھی۔ فلزہ کے لمس کی بیقراری شدت،، اور بے چین طلب نے اس کے دل کا تمام احوال ساحر کے گوش گزار کر دیا تھا۔

وہ بہت بیقراری سے اس کے چہرے کا ایک ایکا نقش چومتی گئی۔ ساحر اس کی اتنی بیقراری پر مسکراتا رہا۔

،،،میری ہری ٹڈی مرچی تو مجھ سے بھی زیادہ بیقرار تھی ہے ناں

ساحر نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا۔

فلزہ نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر کے اس کی گردن میں چہرہ چھپا لیا۔

ساحر نے اس کے کندھے پر لب رکھے تو وہ خود میں سمٹ گئی۔

،،،بہت برے ہو تم

فلزہ نے پھر دل کی بھڑاس نکالی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، تمھاری سوچ سے بھی زیادہ

وہ مسکرایا۔

،، مجھ سے چھپایا کیوں

فلزہ کو یہی غم کھائے جا رہا تھا۔

بتایا تھا ڈارلنگ تم نے یقین نہیں کیا،،، ساحر نے اطمینان سے کہا۔

کب،،،؟؟؟

فلزہ تلملائی اور اس کے سینے سے چہرہ نکال کر اس کی نیلی آنکھوں میں گھورا۔

یساحر نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔

یاد کرو جانِ حیوان جنگل میں گزری وہ رات،،، اس کی ایک ایک بات،، جبکہ" مجھے نہیں لگتا تم ساری زندگی اس رات میں اس جنگل میں گزرا ایک ایک پل ،،بھول پاؤ گی

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر نے انتہائی زو معنی لہجہ اختیار کیا تو فلزہ جو دیدہ دلیری سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی گڑبڑا کر نگاہیں چرانا پڑیں۔ واقعی اس کی یاداشت پل میں ٹھکانے لگی تھی۔

ساحر نے اسے تھام کر پھر سے خود میں بھینچا۔ اور زرا سا جھک کر اس کے کان میں معنی خیز سرگوشی کی۔

،،،یاد آیا کہ میں یاد کرواؤں

ساحر نے بوجھل لہجے میں کہا تو فلزہ نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ وہ دھیمے سے اس سے الگ ہوئی اور تھکن سے چور بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔ ساحر جو بغور اسے دیکھ رہا تھا اس کی نگاہوں کے پیام سمجھ کر گہرا مسکرایا۔ اس کے قریب نیم دراز ہو گیا اسے اپنے پرشدت حصار میں لیا۔

،،،تو زی بے بی اس حیوان کی قربت چاہتی ہے

ساحر نے اس کے گلابی رخسار پر اپنا دہکتا لمس چھوڑا۔ اس کے ہر لمس کے ساتھ اس کی بانہوں کا گھیرا تنگ ہوتا چلا گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ مچل گئی۔

ساحر،،، اتھل پتھل ہوتی سانسوں سے اسے پکارا۔

،،،تمھیں مجھے چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا

ساحر نے کہتے اس کی شہہ رگ پر شدت بھرا لمس چھوڑا۔ فلزہ اس کی گوہر افشانی پر تلملائی۔

میں آئی تھی،، یا تم نے مجھے زبردستی بھیجا تھا،، فلزہ نے اس کا گریبان جھنجوڑا اور غصے میں اس کے کندھے پر اپنے ناخن گاڑھ دیئے۔

،،،افففف جنگلی شیرنی

ساحر نے بلبلانے کی ایکٹنگ کی۔

آئندہ اگر مجھے یوں زبردستی خود سے دور کرنے کی کوشش بھی کی تو تمھیں ،،جان سے مار ڈالوں گی

وہ غرائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پہلے میری نزدیکیوں کو برداشت کرنے کی ہمت تو خود میں پیدا کر لو،، پھر ہی ،،،کوئی اگلی شرط رکھنا

ساحر نے کہتے اس پر مکمل دسترس حاصل کرتے اسے دنیا بھلا دی تھی۔

جاری ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

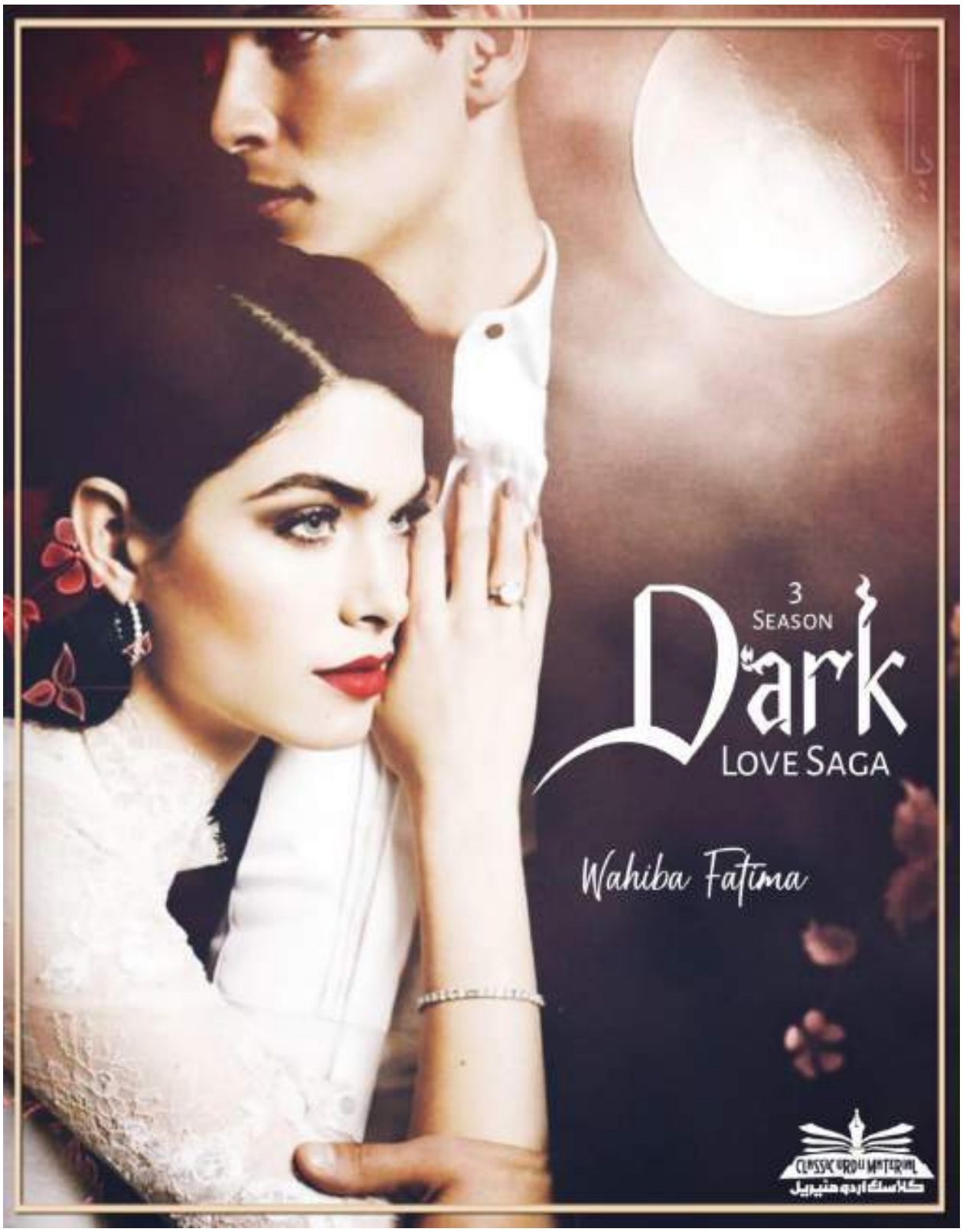
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

Dark_Love_Saga S3 Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 57.....

Dia_Arshan special

CLASSIC URDU MATERIAL

ساری تیاری مکمل تھی۔۔ ارشن نے سب سے ملکر بیگ اٹھایا اور دیا کا ہاتھ تھامے بیسمنٹ کی جانب آیا۔ دیا مکمل میرون عبایا اور حجاب میں تھی نقاب میں صرف اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ ان آنکھوں میں بھی سکیورٹی وجوہات کی بنا کر ارشن نے لینز لگوائے تھے اور اب اس کی

آنکھوں سبز سے بلیک نظر آ رہی تھی۔ وہ اسے لئے بیسمنٹ میں آیا تو دیا حیران ہوئی۔

،،،آپ ہمیں یہاں کیوں لائے

تجسس سے مجبور ہو کر اس نے پوچھ ہی لیا تو ارشن مسکرایا۔ تبھی وہاں بینا اور حبیب چلے آئے۔ کسی اجنبی کو بینا کے ساتھ دیکھ کر دیا حیران ہوئی۔

دیا اس بینا کی بچی کو مبارکباد نہیں دو گی،،، ہم نے آج ہی اس کی شادی ،،،حبیب سے کروائی ہے،،، ایکچوئلی دھواں دھار لو میرج

ارشن نے معنی خیزی سے کہتے بینا کی بچی سے اپنا اگلا پچھلا حساب بے باک کیا تو وہ تلملا کر رہ گئی۔ جب کے دیا کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔

مبارک ہو بھئی،، بہت بہت مبارک ہو،،، ہم بہت خوش ہیں آپ کے ،،،لیے،، اللہ تعالیٰ آپ کو یونہی ہنستا مسکراتا رکھے

اس نے بینا کو گلے سے لگایا اور اسے دعا دی۔ وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ مگر پھر جانے کا وقت ہو گیا اور اردن دیا کا ہاتھ تھام کر ایک کار

CLASSIC URDU MATERIAL

میں بیٹھا۔ کار نے تھوڑی سی مسافت طے کی اور ایک کنٹینر میں داخل ہو گئی۔

ارشن دیا حیران تھی۔ ارشن تمھاری سے اترا اور دیا والی سائیڈ ا کر اسے ہاتھ سے تھام کر گاڑی سے باہر نکالا۔

ارشن یہ کیا،،، ہم کہاں ہیں،،؟؟؟

ارشن اس کا ہاتھ تھام کر چلتے کنٹینر کے ایک لگژری چھوٹے سے روم میں لایا۔

تم پریشان مت ہونا دیا،، مگر کچھ دشمن ہماری تاک میں تھے،،، انہی کو چکما دینے کو یہ انتظام کیا تھا،،،ان کی نظر وائیٹ پیلس پر تھی،، خضر گاڑی لے کر وائیٹ پیلس سے نکلا ہے،،انھیں گمراہ کیا جائے گا،،، اور ہم آرام۔سے ،،،اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے

ارشن نے تفصیل سے بتایا تو دیا پریشان ہو گئی۔

ارشن خضر،،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ نہیں ہوگا میری جان،، اللہ تعالیٰ کی امان میں،، انشاللہ کچھ نہیں ہوگا ،،،اسے،، اسے اپنی حفاظت کرنا آتی ہے

ارشن نے اس نے آرام دہ صوفے پر بیٹھ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔ دیا نے بھی سکون محسوس کیا۔ وہ لوگ سہی سلامت ائیر پورٹ پہنچے تھے۔ خضر پر حملے کی اطلاع ملی تھی۔ مگر خضر نے ارشن کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ بلکل ٹھیک ہے۔ تب وہ دونوں پرسکون ہو گئے۔

سفر کا آغاز انتہائی خوبصورت تھا۔

دیا اور ارشن کہ فلائٹ سب سے پہلے دبئ رکی تھی ان لوگوں نے وہاں پر احرام باندھ کر پھر آگے کا سفر کرنا تھا۔۔ ائیرپورٹ پر آتے ہی دیا اور ارشن فریش ہونے اور احرام باندھنے کے لیے دیا لیڈیز سائیڈ پر جبکہ ارشن مردانہ واش روم میں چلا گیا وضو کرنے کے بعد دیا نے اپنے بالوں کو اچھے سے باندھا اور انکے نیچے حجاب کیپ پہنی جبکہ اوپر بہت ہی صاف

CLASSIC URDU MATERIAL

پاکیزہ سفید رنگی لمبی سے چادر کا احرام زیب تن کیا جس سے وہ پوری طرح سے ڈھک گئ تھی۔۔

وہی دوسری طرف 2 کپڑوں میں بنا احرام ارشن نے زیب تن کیا جسے پہننے میں اسے دقت پیش آ رہی تھی مگر یہ ضروری تھا اسکے بغیر عمرہ نامکمل ہوتا ہے یا قبول ہی نہیں ہوتا یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔۔۔

ارشن نے کسی سے ہیلپ لے کر احرام پہنا۔۔ مرد احرام جب باندھتے ہیں تو بدن ہرکوئی کپڑا نہیں ہونا چاہیے صرف اور صرف احرام ہی ہو جو انہیں پوری طرح ڈھانپ دے گا۔۔ مگر ایک بازو جو بلکل برہنہ ہوتی ہے اور ٹخنے جنھیں نماز کے وقت بھی مردوں کو ڈھانپنے کا حکم نہیں۔ اس سے اوپر احرام باندھا۔۔

ارشن نے خود کو شیشے میں دیکھا آج سے پہلے جس نے کبھی شلوار قمیض نا پہنی آج اللہ تعالیٰ کے در پر جانے سے پہلے اپنے آپ کو بلکل مختلف پایا تھا وہ خود کو دیکھ کر مسکرایا اور ساتھ اپنے ہی جہاز والے ساتھی سے اگلی انفارمیشن لی۔۔)وہ اس لیے کہ انسان تمام عمر سیکھنے کے مراحل سے

گزرتا رہتا ہے جو وہاں فرسٹ ٹائم جاتے ہیں اکثر انھیں علم نہیں ہوتا کہ کیا کرنا ہے کیسے عبادت کرنے کی ہے۔ اسی لئے اسے سیکھنے، پوچھنے اور باقاعدہ سیکھ کر اس پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ نا ہی کسی قسم کی کوئی شرمندگی کی بات یے۔ نا ہی ایک مسلمان کو یہ سب سیکھتے ہوئے (شرمندگی ہونی چاہیے۔

ایکسکیوزمی،،، آپ بتایں گے اس کے بعد کیا کرنا ہے،،؟ ایکچویلی میرا پہلا !!،،،عمرہ ہے مجھے اتنی معلومات نہیں ہے

ارشن نے پوچھا تو وہ مسکرایا۔

" پتہ نہیں میری پاگل بیوی کسی سے پوچھ بھی رہی ہوگی یا خودہی لگی ہو"

ارشن نے دل میں دہائی دی۔۔

جی بلکل سر اب ہمیں یہاں پرئیر روم میں جانا ہے اور دو رکعت نماز ادا کرنی ہے جسے نوافل کہتے ہیں احرام باندھنے کے بعد ہر مسلمان دو رکعت ،،،نماز ادا کرتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اوو،،، !!!میری بیوی وہ لیڈیز روم میں ہیں

احمد جو اسکے ساتھ ہی فلائیٹ میں تھا وہ مسکرایا۔۔

،،،سر آپ ویٹ کرلیں وہ آجائیں گی

شیور ارشن کہتا باہر نکلا سامنے ہی دیا اسکو متلاشی نظروں سے دیکھ رہی تھی ارشن اسے دیکھ کر مسکرایا جو اس احرام میں حجاب باندھے ہوئے اور بھی حسین لگ رہی تھی۔۔

ارشن قدم قدم چلتا اسکے پاس آیا اور اسے پیار سے پکارا۔۔

!!،،مسز ارشن

دیا اچھل کر مڑی تھی اسے دیکھ کر ہنسی آئی مگر لب دبا کر ضبط کیا۔۔

،،،ارشن نے اسے گھورا۔ "نور پاک بی بی صاحبہ،،، گناہ ہوتا ہے ہنسنے سے

اس طرز تخاطب پر دیا نے الٹا اسے گھورا۔

!!!،،،دیا ارشن نام ہے ہمارا،،، !!سمجھے آپ

وہ مسکرایا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

قہقہ تو نہیں لگایا ہم نے،، ویسے بہت پیارے لگ رہے ہیں ہمارے ارش ماشاءاللہ،،،!!!

ارشن کے لبوں پر گہری مسکان نے احاطہ کیا اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا --

تھینک یو مسز ارشن،،،

ارشن نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق پیار اور عقیدت سے اپنی بیوی اپنی شریک حیات اپنی محرم کا ماتھا چوما تھا بلا شبہ یہ دونوں سب سے حسین اور خوبصورت لگ رہے تھے۔۔

مگر یہاں بار گاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اللہ کے ہاں تمام مرد تمام عورت کالا گورا امیر غریب سب ایک سے ہیں تقوی کی بنیاد صرف اور صرف خشیت الٰہی پر ہے۔۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بھی چھوٹا بڑا کالا گورا نہیں بلکہ سارے مسلمان مرد و عورت ایک سے ہیں۔۔ یہی اس دین کی خوبصورتی ہے یہی کشش۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب چلیں،،؟؟

دیا نے اس سے مسکرا کر پوچھا۔۔

شیور پرئیر روم میں جانا ہے وہاں جاؤ واپسی پر میں تمھیں یہاں کینٹین کے پاس ملوں گا وہاں آجانا تم پہلے آؤ تو وہاں کھڑی ہو جانا اور میں آگیا تو میں ہو جاؤں گا اوکے،، پیار سے اسکے گال پر ہاتھ رکھے اسے سمجھایا تو دیا مسکرا کر ہاں میں سر ہلا گئ۔۔

اور وہ وہاں سے اپنی اپنی راہ لے لیے۔۔

احرام باندھنے کے بعد ان لوگوں نے دو رکعت نوافل ادا کیے اور ایک نیت کی جو احرام باندھنے کی اور عمر کی تھی۔۔

الہیٰ میں عمرے کی نیت کرتا ہوں اور میں نے احرام باندھ لیا ہے اسے" !!،،میری طرف سے قبول فرما "آمین

اس سب مراحل کے بعد یہ لوگ دوبارہ ملے اور فلائیٹ لی جو کہ جدہ کی تھی کچھ ہی گھنٹے کہ مسافت کے بعد یہ لوگ جدہ پہنچے اور وہاں سے

CLASSIC URDU MATERIAL

دوبارہ فریش ہو کر وضو کر کے نکلے اور ایک کے زریعے مکہ مکرمہ کا سفر طے کرنے لگے۔۔

اور اس دوران یہ ایک آیت جو عمرا کرنے جاتے ہیں کثرت سے پڑھی جاتی ہے اور اللہ کے گھر میں اپنی حاضری کا ثبوت دینے کے لیے پڑھتے جاتے ہیں۔ وہ لوگ زور سے اس کو پڑھنے میں مصروف تھے۔۔

لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمۃ لک"
،،،،والملک، لا شریک لک

ہم حاضر ہیں، اے اللہ !ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک""" نہیں، ہم حاضر ہیں، تمام تعریفیں اور تمام نعمتیں تیری ہیں اور تمام ،،،بادشاہی بھی تیرے لئے ہی خاص ہے، تیرا کوئی شریک نہیں

وہ لوگ مکہ مکرمہ میں اللہ کے شہر پہنچ گئے تھے وہاں کی رونق، ہیبت اور پاکیزگی سے ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ اللہ کا شہر ہے۔۔ دیا ارشن نے پہلے اپنے ہوٹل میں گئے وہاں جاکر فریش ہوئے وضو کیا اور کھانا وغیرہ کھایا کھانے کے بعد کچھ دیر ریسٹ کرنے کے بعد وہ لوگ وہاں سے نکلے اور

CLASSIC URDU MATERIAL

حرم طیبین کی طرف چل دیے انکا ہوٹل حرم شریف کے بلکل سامنے ہی تھا مکہ ٹاور جو کہ بہت دور سے نظر آتا تھا یہ ہوٹل ایک گھڑی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔۔

وہ لوگ پیدل کچھ ہی دیر میں وہاں پہنچے حرم کے کھلے صحن میں دیا ارشن ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آتے ہی داخل ہوئے تو آنکھیں جیسے نور سے منور ہوئی تھیں آنکھیں جو نیند اور تھکن سے بوجھل تھیں وہ پوری طرح کھل گئیں تھیں۔۔ وہ لوگ جیسے جیسے ایک ایک قدم آگے بڑھا رہے تھے ان کے دل میں اللہ کے گھر کا حرم اور خانہ کعبہ دیکھنے کی امنگ تڑپ کر جاگ گئ۔ وہ لوگ بابائے فتح دروازے سے نکل کر جیسے ہی اندر برآمدے میں آئے تو سامنے ہی خانی کعبہ کا بے حد حسین منظر دیکھائی دیا تھا خانہ کعبہ اپنی آب وتاب اور ایک جاہ جلال سے اپنی جگہ پر ایستادہ تھا اور اس کے پاس ہی مقام ابرہیم بنا ہوا تھا جس پر کچھ لوگ بوسہ لے رہے تھے۔۔ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نشان موجود ہیں۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا ارشن بلکل خانہ کعبہ کے سامنے آکر رکے جہاں 4 سیڑھیاں تھیں جنھیں اتر کر نیچے حرم میں جانا تھا انھون نے پیچھے کھڑے ہوکر سب سے پہلے نظریں جھکائے اپنے لیے دعا کی اور دعا مانگنے کے بعد اپنی نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو آنکھیں منور ہوئی تھیں ۔۔۔۔

بابائے الفتح سے جب ایک مسلمان اندر داخل ہوتا ہے تو جیسے ہی خانی" کعبہ کو دیکھتا دل کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ پتھر سے پتھر دل موم ہوتا ہے۔۔ کفر وغرور پاش پاش ہو جاتا ہے۔۔دل ہر ہیبت اور لرزا سا طاری ہو جاتا ہے۔ ارشن اور دیا کی بھی بلکل سیم سچویشن تھی۔ وہ خراماں خراماں ہجوم سے راستہ بناتے آگے گزرے تو سارے پردے وا ہو گئے۔ نا کوئی بندہ رہا نا بندہ نواز۔ اپنی ہستی بھول گئی کہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ اس عظمت، جاہ جلال کے سامنے خود کو زرہ جتنا حقیر محسوس کیا۔ خانہ کعبہ اللہ کا گھر آنکھوں کے سامنے آتے ہے آنکھیں ساکت ہوتی ہوئیں بیت اللہ پر جم گئیں۔ نگاہیں ادھر ادھر ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھیں زبان جیسے گم ہوگئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا اور ارشن ہجوم سے نکل کر آگے آئے تو لبوں پر گہری مسکان نے احاطہ کیا آنکھوں کو نور نے منور کیا دل کو پرسکون فضا نے پرسکون کیا ہر جگہ نور ہی نور تھا ۔۔۔

،،،کتنا حسین ہے نا سب کچھ ارشن

دیا کا چہرہ آسودگی بھری مسرت اور خوشی کی انتہائی چمک سے منور ہو اٹھا۔

،،،بہت،،،، !!!میری سوچ سے بھی زیادہ

،،لیکن دیا کیا تمھیں معلوم ہے طواف کعبہ کیسے کرنا ہے اور کیا پڑھنا ہے اور اس کے بعد کیا کرنا ہے،،؟؟

بلکل معلوم ہے ارشن،،،سب سے پہلے کعبہ کے گرد ساتھ چکر لگانے ہیں اور 7 چکر کے دوران 7 مرتبہ تیسرا کلمہ تمجید پڑھنا ہے ۔

سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ للہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

:ترجمہ

CLASSIC URDU MATERIAL

اک ہے اللہ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

ارشن مسکرایا ۔۔۔

گڈ چلو۔۔۔

وہ لوگ قدم قدم ٹرانس کی کیفیت میں آگے بڑھے اور ایک سبز لائٹ کے سامنے آکر رکے اور وہاں سے بسم اللہ پڑھ کر طواف کعبہ شروع کیا جونہی طواف شروع کیا فضا میں تیسرے کلمے کی آوازیں گونج اٹھی تھیں۔۔

کچھ ہی دیر میں طواف کعبہ کر کے وہ لوگ آب زم زم پینے کے لئے بیٹھ گئے۔ جو نہایت میٹھا پانی تھا دیا نے ارشن کا ہاتھ تھامے سارا طواف کیا تھا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اسے دیکھا ۔۔

تھک گئیں دیا،،،؟؟

نہیں ،، ہم کیوں تھکنے لگے ہمیں تو اتنا اچھا لگ رہا اتنا سکون مل رہا ہے جو کہ زندگی میں کبھی نہیں ملا،،، اتنا سکون ہے یہاں اپنے گھر سے بھی ،،،زیادہ،،، دنیا کے کسی بھی کونے سے زیادہ

یہ تو ہے میری جان،،، !!!یہ جگہ ہی ایسی ہے پرسکون،، اگلہ مرحلہ کونسا ہے دیا؟؟

اگلہ مرحلہ صفا مروا کے گرد ساتھ چکر کاٹنا ہے ارشن وہاں بھی ہم صفا سے شروع کریں گے اور مروا پر ختم کریں گے ،، اور جہاں آپ کو گرین ،،،لائٹس نظر آئیں وہاں تک ہمیں تیز قدموں سے چلنا ہے

!!!اووو۔۔

ارشن نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

چلیے وہ لوگ تقریباً تیز چلتے ہوئے صفا مروا تک گئے۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

صفا مروا وہ پہاڑ ہیں جہاں مسلمانوں پر پانی بند کردیا گیا تھا اور نومولود ")
حضرت اسماعیل شدید گرمی میں پانی کے لیے تڑپ کر رو رہے تھے جب
بی بی حاجرہ نے اس پہاڑ کے گرد کوہ صفا سے لے کر کوہ مروا تک چکر
کاٹے،،، اسماعیل نے پہاڑ پر ایڑھیاں مار مار کر پانی مانگا ۔ بی بی ہاجرہ کی
تڑپ اور حمدو ثنا کی برکت سے پتھر سے پانی کا چشمہ پھوٹ گیا اور اپنے
لخت جگر حضرت اسماعیل کو پانی پلایا االلہ تعالی کو ایک ماں کی جدو جہد اور
اس تڑپ کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ پاک پروردگار نے عمرے میں تمام
مسلمانوں کے لیے یہ چکر کاٹنا واجب کر دیا۔

(سبحان اللہ۔۔

یاد رہے ارشن صفا سے شروع ہوگا اور پورا ایک چکر کاٹ کر لمبا سا آپکی
بائیں جانب صفا کا پہاڑ ہے یہاں سے سٹارٹ لیں گے،،، گرین لائٹس
آنے پر اور نیکسٹ گرین لائٹ تک آپ نے بھاگنا ہے اور ہم نے تیز چلتے
رہنا ہے،،،صفا کی طرف چڑھتے ہو آیت ان الصفا ولمروتہ من شعائراللہ پڑھ
کر صفا پہ چڑھیں اور تین بار اللہ اکبر پڑھ کر چوتھا کلمہ پڑھا کر جو چاہے

CLASSIC URDU MATERIAL

دعا مانگیں پھر مروہ کی طرف رخ کریں اس طرح یہ ایک چکر پورا ہو ،،،جائے گا،،،اور اسی طرح سات چکر پورے کرنے ہیں

،،،شیور زوجہ محترمہ چلیے آغاز کرتے ہیں

اس بار پھر ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ لوگ صفا مروا کے گرد چکر کاٹنے لگے اور زور و شور سے کملہ پڑھنے لگے ،، اب فجر تو انہیں یہی ہونے والی تھی ،، یہ لوگ فجر پڑھ کر ہی اپنے ہوٹل کی طرف راہ لینے والے تھے ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

زندگی کے خوبصورت ترین بائیس دن مکہ و مدینہ کی زیارتوں ، عبادتوں اور رحمتوں کے بیچ گزار کر آج انھوں نے واپسی کے لیے رخصت سفر باندھا تھا۔

پاکستان واپسی کی فلائیٹ میں بیٹھ کر دیا کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں ہوئیں تھیں۔ وہ جاتے وقت بھی یونہی خوفزدہ تھی مگر ارشن نے اسے باتوں میں لگا لیا تھا۔ اب بھی وہ اس کی جانب متوجہ تھا۔ مگر جان بوجھ کر ادھر ادھر دیکھا۔

دیا یہ جو سامنے سیٹ پر لڑکی بیٹھی ہے،،، وہ مجھے بہت زیادہ گھور رہی ہے کیا کروں،،،؟؟؟

ارشن نے بے تحاشا معصومیت کا مظاہرہ کرتے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔ دیا چونکی اور فورا اس جانب دیکھا جہاں ایک لڑکی سچ مچ آنکھوں میں ایک شوق کا جہان آباد کیے دیدہ دلیری سے ارشن کو تاڑنے میں مصروف تھی۔

یہ کیا بیہودگی ہے،، پتہ نہیں آج کل کی بچیوں کو ہو کیا گیا ہے،،، زرا جو ،،آنکھوں میں شرم لحاظ ہو تو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اب اپنا غم و غصہ بھلائے دانت پیس کر مقابلے میں اس لڑکی کو گھورنے لگی تھی۔

اور خبردار آپ نے اس کی جانب دیکھا،، آپ صرف ہماری جانب دیکھیں،،،

وہ تلملا کر اب ارشن کی جانب گھومی جو آنکھوں میں بے تحاشا شرارت کی چمک لیے گہرا مسکرا رہا تھا۔ مطلب وہ کچھ بہت غلط بول گئی تھی۔

ہمارا وہ مطلب نہیں تھا،،، آپ بس اس کی جانب مت دیکھئے گا،،،

وہ جھنجھلائی۔ ارشن اس کی جانب ہلکا سا جھکا۔

تمھیں لگتا ہے بٹر فلائی کہ میں تمھارے علاوہ کچھ اور دیکھ سکتا ہوں یا دیکھنا چاہتا ہوں،،،

ارشن نے اس کا دلکش سراپا نگاہوں میں بھرتے اس سے سوال پوچھا تو دیا کی جھنجھلاہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی۔ بڑے اترا کر حق سے اس کے کندھے پر سر رکھا اور آنکھیں موند لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جہاز پاکستان لینڈ ہوا تو وہ دونوں ائیر پورٹ سے باہر نکلے۔ دیا کی آنکھیں ایک مرتبہ پھر حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

،،،ارشن یہ کراچی تو نہیں ہے،، ہم کہاں آ گئے ہیں

یہ لاہور ہے بٹر فلائی،، تم نے پنجاب نہیں دیکھا ناں آؤ تمھیں پنجاب کی آب و ہوا کا سرور دوں،،، یقین کرو یہ دن یہ وقت یہ لمحے بھی ہمیشہ یاد رکھو گی،، اور جہاں سے آئیں ہیں وہاں سے نا چاہتے ہوئے بھی واپس چلے ،،،آنے کا دکھ بھی کم ہو جائے گا

ارشن نے مسکرا کر کہا۔

اس نے جان بوجھ کر لاہور کی فلائیٹ کی تھی۔ تاکہ دیا کو نجاب گھما سکے۔

گاڑی پہلے سے ہی تیار کھڑی تھی وہ دیا کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی جانب بڑھا کچھ ہی مسافت پر ہی بلیک لینڈ کروزر انکا انتظار کر رہی تھی ارشن نے نمبر پلیٹ دیکھ کر تسلی کی اور اس میں دیا کے ساتھ بیٹھا ،،، دیا نے اسے دیکھا ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

!!!،،،ہم پنجاب کیوں آئے ہیں ارش

،،،کیونکہ جان ارش یہ ارشن اپنی دیا کو پنجاب گھمانا چاہتا ہے اس لیے

آپ نے ہمیں دنیا کی سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت جگہ دکھا دی

،،،،اسکے بعد ہماری آنکھیں کسی چیز کو دیکھنے کی طلب گار بھی نہیں رہیں

ارشن گہرا مسکرایا۔۔۔

تو کیا ہوا ہم اپنا دل بہلانے کو کچھ دن یہاں گزار سکتے ہیں نا،، اور پھر

وہی جانا ہے جہاں سے آئے ہیں تو کچھ دن اپنی زندگی کے نام اور

کیوں،،،؟؟

وہ اسے پیار سے اپنے سینے سے لگاتا بولا تو وہ آنکھیں موند گئ۔۔۔

کچھ ہی دیر کی مسافت کے بعد گاڑی نہر سے تھوڑا آگے پی سی ہوٹل میں

رکی تھی جہاں دیا ارشن کا سٹے تھا گاڑی نے پارکنگ میں بریک لگائی تو

ارشن نے شیشے سے باہر دیکھا ۔۔

جب ڈرائیور بولا ۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

Sir we have reached PC hotel,,,,

ارشن نے ہاں میں نے سر ہلایا ۔۔۔

Sure u have to take keys of ur room from counter and will call u then ..

Sure sir,,,!!

ڈرائیور نے آکر انکا دروازہ کھولا ارشن دیا کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اترا اور اندر کی طرف بڑھا پی سی ہوٹل کے عرض سے ہو کر جیسے ہی وہ اندر اینٹرینس میں داخل ہوئے دیا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا ۔۔۔

وہ بے تحاشا خوبصورت اور فائیو سٹار ہوٹل کو صرف ٹی وی اور بڑے بڑے لوگوں کے لیے بک کیا جاتا تھا اس نے اکثر سنا تھا بچپن میں کہ کراچی اور لاہور میں پی سی ہوٹل میں کرکٹرز اور پولیٹکل انتظامیہ یا پھر بڑے بڑے ایکٹریس آکر رہتے ہیں ۔۔۔

ارش ہم یہاں رکے گیں،،،؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے مزید حیرانی سے پوچھا تو ارشن نے لب دبایا ۔۔۔۔

اس معصوم کے لیے یہ پہلی دفعہ تھا مگر اس جلاد کے لیے نہیں ۔۔۔۔

نہیں میری جان تمھاری اور میری پھوپھی کا گھر ہے نا وہاں رہیں گے
،،،یہاں ہم اس ہوٹل کی لائٹیں دیکھنے آئے ہیں

ارشن نے صاف شرارتی انداز میں بولا تو دیا نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔

آپ صاف کہیں نا کہ آپ ہمارا مزاق بنا رہے ہیں نا کہ ان ہوٹلز والوں
،،،،کا

دیا اسے ایک عدد مکا رسید کر کے دھیمے سے بولی تو وہ لب دبا گیا۔۔۔

اچھا سوری،،،بہت معصوم ہو تم یار،،، ظاہرہ یہاں آئے ہیں تو رہیں گے
،،، ناں

،،،معلوم ہیں ہمیں ہم تو بس آپکو ٹیسٹ کر رہے تھے

وہ ایک ادا سے بولی تو ارشن عش عش کر اٹھا ۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم مجھے کمرے میں جا کر ٹیسٹ کرنا بیشک ہر ایک ٹیسٹ کرنا میری ،،،جان،،، یہاں ٹیسٹ کرنا کہیں بھاری نا پڑ جائے

ارشن نے اسکے کان میں جان لیوا سرگوشی کے وہ بوکھلا کر رخ موڑ گئ ۔۔

کاؤنٹر سے ارشن نے کمرے کی کیز لیں اور کی کوریڈور کی جانب بڑھا۔ دیا کا ہاتھ تھام رکھا تھا تو دیا اسکے پیچھے چل دی ۔۔۔

وہ لفٹ کے زریعے کمرا نمبر 22 میں آئے اور آکر فریش ہوئے ۔۔۔دیا نے گھوم کر سارا کمرا دیکھا ۔۔۔

،،،کیا ہوا بٹر فلائی تم کیوں پورے کمرے میں اڑتی پھر رہی ہو

وہ اسے پورے کمرے میں گھومتا دیکھ کر بولا۔۔

،،،ارشن یہ کمرا تو بہت اچھا ہے،،،،اور کمفرٹیبل بھی

خرید لیں بٹر فلائی؟؟؟

اب اتنے بھی بیوقوف نہیں ہیں ہم کہ آپ ہمیں اس طرح کی باتیں ،،،سنائیں

CLASSIC URDU MATERIAL

اسکی بات پر ارشن قہقہ لگا کر ہنس دیا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے لگایا۔

،،،تمھیں کس نے کہا تم بیواقوف ہو

وہ اسکی چھوٹی سے تیکھی ناک کو انگلی سے ٹچ کرتا بولا وہ مسکرائی۔ ۔۔

،،،آپکی باتوں نے

وہ بھی اسی کے انداز میں اسکے ناک کو پکڑ کر بولی وہ گہرا مسکرایا ۔۔۔

،،،یو نو واٹ بٹر فلائی

وہ مدہوشی بھرے لہجے میں بولا دیا کو کرنٹ لگا ایک مہینے بعد وہ شاہد ایسے لہجے میں واپس آیا تھا ۔۔۔

کک،،،کیا ۔۔۔؟؟؟

یہی کہ تم میرے لیے ہر بیوی کی طرح سر درد ہو وہ لب دبا کر بولا دیا کو آگ لگی۔۔

!!!،،،ارشن

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اونچا چلائی اور اسکی گرفت توڑتی جاکر بیڈ پر بیٹھ گئ ۔۔۔

جائیں ارشن ہمیں آپ سے بات ہی نہیں کرنی چلے جائیں آپ بہت برے ہیں ۔۔۔

وہ رونے انداز میں بولنے لگی ارشن بوکھلایا اور فورا اسکے سامنے آکر بیٹھا ۔۔۔

ہیے بٹر فلائی،،،!!!ڈونٹ یو ڈئیر ٹو ویسٹ دیم،، وہ اسکی آنکھوں کے کنارے سے آنسو اپنی انگلی کے پوروں پر لے کر بولا۔۔۔

،،،فورا پیچھے دھکیل دو انہیں فوراً

!!!،،آپ کے لیے سر درد ہیں ہم ارش

تمھیں لگتا ہے وہ اسے دوبارہ کمر سے تھام کر خود سے لگاتا بولا۔۔

.. اتنا قریب کہ ارشن کہ گرم سانسوں نے دیا کا چہرہ جھلسایا

تو بولا کیوں آپ نے ،،،؟؟؟

آرشن نے شکایتی نگاہوں سے دیکھا اسے وہ گڑبڑائی ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

!!چیٹنگ،،،؛

دیا کلس کر بولی۔ ۔۔

ہاؤ)کیسے(؟؟؟

غلط بات آپ نے بولی ناراض ہو کے ہمیں دیکھنا چاہیے آپکو نہیں آپ نے ،،،،ہمیں سر درد کیوں بولا ہمت کیسے ہوئی آپکی

وہ اسکے سینے پر مکے برساتی بولی وہ مسکرایا۔۔۔

اچھا اچھا سوری بابا سوری تم تو میرے لیے باعث فخر ،، باعث مسکراہٹ ،،،ہو،،، اللہ کا حسین تحفہ

وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتا عقیدت سے بولا دیا مسکرائی ۔۔۔

!!!،،،آہاں

نہیں آپ ہمارے لیے باعث فخر ہیں ہمیں اپنے ارش پر ڈھیروں فخر ہے کہ آپ ہمارے لائف پارٹنر ہیں اور تو اور ہمارے اتنے پیارے دوست ،،،بچپن سے ہی

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اوو تھینک گاڈ بٹر فلائی تم نے مانا تو میں تمھارا بچپن سے دوست ہوں

ہم نے انکار کب کیا تھا،،، وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔۔

!!!،،،بچپن میں ہی کئی دفعہ

ارشن نے اسے یاد دلانا چاہا۔

،،،وہ تب ہم چھوٹے تھے نا ارش اب ہم بڑے ہوگئے ہیں

اوکے میری جان چلو اٹھو اور تیار ہوجاو میں تمھیں آج پنجاب کے تاریخی

.!!،،مقامات کے سیر کرواؤں گا

لیکن کہاں،،،؟؟؟

جیسے کہ شاہی قلعہ ،،، بادشاہی مسجد ،،، اور داتا دربار

،،،،ان سب کی

ٹھیک ہے ہم بس دس منٹ میں تیار ہو کر آئے،،، وہ اسی جزب کے عالم

میں ارشن کا گال چوم کر وہاں سے اٹھی اور رفو چکر ہو گئی۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن پہلے حیران ہوا اور اسکی بچگانہ حرکت پر گہرا مسکرایا اور سر نفی میں ہلا کر بالوں میں ہاتھ پھیر کر شیشے کر سامنے تیار ہونے لگا کچھ ہی دیر میں وہ لوگ تیار ہو کر دوبارہ کمرے سے باہر نکلے اور کوریڈور سے ہوتے پارکنگ کی جانب بڑھے ۔۔۔

ارشن دیا کا ہاتھ تھامے گاڑی تک آیا اور اسے لا کر گاڑی میں بٹھایا خود اسکے ساتھ بیٹھا ۔۔۔

کم از کم 20 منٹ کی مسافت کے بعد وہ لوگ شاہی قلعہ لاہور کے مین گیٹ کے آگے پہنچے گاڑی میں گیٹ پر رکی تو ڈرائیور نے آکر اسکا دروازہ کھولا ۔۔۔

!!!سر۔۔۔۔

ارشن نے اسے دیکھا ۔۔۔گاڑی اندر تک نہیں جائے گی،،،؟؟

!!،،،نہیں سر ،،،.!!!الاؤ نہیں ہے

!!!،،،،ٹھیک ہے چہرہ موڑو

CLASSIC URDU MATERIAL

!! ،،،یس سر

ڈرائیور نے فورا چہرہ موڑا ارشن نے اسے مسکرا کر اپنا ہاتھ تھمایا اور نیچھے اتارا اور اسے حصار میں لیا وہ اسکے حصار میں ہی چلتی آگے بڑھی۔

یہ لوگ شاہی قلعہ کے مین انٹرینس سے آگے بھڑے جس کے مرکز کی ایک بڑا سا فوارہ لگا ہوا تھا اور آگے ہی قلعہ شروع ہو رہا تھا ۔۔۔

!!!،،،یہ کیا ہے ارشن

دیا نے آس پاس دیکھتے ایکسائٹڈ ہوتے پوچھا ۔۔۔

!!!اسے شاہی قلعہ کہتے ہیں دیوی جی

!!!!،،،دیا نام ہے ہمارا ارش

!!!،،،تم بھی تو مجھے ارش کہتی تو تم میری دیوی

،،، افففف،،،.!!!ہم آپ سے نہیں جیت سکتے

!!!،،،آخر مان گئ جان ارش

وہ اسکی کمر پر گرپ دیتا بولا دیا بوکھلا کر دور رہی ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،سنبھالیں خود کو ارشن ماہ بیر حفیظ آپ کمرے میں موجود نہیں ہیں

،،،تو کیا ہوا مسز ارشن ماہ بیر حفیظ میری بیوی میری مرضی

وہ دانت نکالتا بولا تو دیا بھاگ کر آگے بڑھی اسکی کھلھلاہٹ پورے قلع میں گونجی جہاں کچھ ہی لوگ تھے ارشن گہرا مسکرایا ۔۔۔

!!،،،رک جاؤ دیا،،،!!!کہاں جاو گی

!!!،،،نا نا،،،!!ہم نہیں رکیں گے ۔،،،!!!پکڑ کر بتائیں آپ ہمیں

اور جو پکڑ لیا تو سزا کیا لو گی،،،؟؟؟اس لیے شرافت کا مظاہرہ کر کے

،،،واپس آؤ میری جان ورنہ پبلک میں ہی خمیازہ بھگتنا پڑے گا

دیا نے مڑ کر اسے دیکھا کچھ گولڈن بال منہ پر آرہے تھے دوپٹہ جو حجاب سٹائل سے سر پر لے رکھا تھا۔۔ سفید اور ریڈ کمبینشن کا لونگ فراک نیچے جامہ وار کا ریڈ پجامہ وہ کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی سبز آنکھیں جو دھوپ میں بے حد خوبصورت شیڈ دے رہی تھی جیسے وہ مڑی ارشن یہ سین مہبوت سا دیکھتا رہ گیا وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آیا

CLASSIC URDU MATERIAL

۔۔۔اسکو اپنی طرف مکمل موڑا۔ اسکا دوپٹہ سیدھا کیا اور جھک کر ماتھے پر پیار کی مہر ثبت کی۔۔۔

بیگم پکڑن پکڑائی بعد میں کھیلیں گے ابھی ہم یہاں گھومنے آئے ہیں ان خوبصورت جگہ کو دیکھنے آیئے اندر چلتے ہیں،،،

ہاں تو چلیے ہم نے کب روکا ہے آپ کو،،،

وہ اس کی حرکت پر شرم سے لال ٹماٹر ہوئی تھی تبھی گھبرا کر بولی۔

چلو،،، ارشن اسے حصار میں لے کر آگے بڑھا۔۔۔

دیا تمھیں یاد ہے ہم جب سوشل سٹڈیز میں پڑھا کرتے تھے جس میں مغل اعظم کے دور میں یہ قلعہ بنایا گیا تھا،،،یہ قلعہ 11 گیارویں صدی میں بنا تھا اور اسے بنانے والا فاروقی رولر تھا مگر بعد میں یہ شاہ جہان اور باقی مغلوں نے 17 صدی میں اسے چینج کیا اور اسے اپنا نام دے دیا،،،

واووو،،،،

دیا جیسے جیسے آگے بڑھی اسکے لب واؤ کی شیپ میں ڈھلتے رہے۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شاہی قلعہ پہلے لاہور کا متبادل نام ہے،، مغلوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد، رنجیت سنگھ جو سکھ سلطنت کا بانی تھا، اس قلعے میں رہتا تھا۔ برصغیر ،،،میں جب انگریزوں کا راج شروع ہوا تو وہ یہاں رہتے تھے،،لاہور فورٹ انٹری گیٹسا،،،اکبری گیٹ،،، قلعہ لاہور

جہاں سے ہم آئے وہ اکبری گیٹ تھا ۔۔1566ء میں اکبری دروازہ شہنشاہ اکبر نے بنوایا تھا۔ اکبری دروازے کے باہر ایک مسجد 1614 میں مہارانی نے بنوائی تھی اور یہ اب بھی وہاں موجود ہے۔ اسے مشرقی دروازہ اور مستی دروازہ کہا جاتا ہے اور یہ شاہی قلعہ کے دو دروازوں میں سے ایک ،ہے،،ہ

قلعہ لاہور یا شاہی قلعہ لاہور 20 ہیکٹر پر پھیلا ہوا ہے اور 21 یادگاروں پر مشتمل ہے،،، یہ اس وقت وجود میں آیا جب مغلیہ سلطنت ختم ہو گئی،،، یہ مغل بادشاہ یا بادشاہ اکبر کا دور تھا جنہوں نے اس شاہکار کی دیکھ ،،،بھال کی اور اپنی نگرانی میں اسے اپ گریڈ کیا

CLASSIC URDU MATERIAL

سال 2005 سے 2006 کے دوران قلعہ لاہور کو تباہ شدہ حصوں کی ،،،بحالی کے لیے فنڈز بھی فراہم کیے گئے

یہ خوبصورت زمین کی تزئین قابل ذکر عمارتوں پر مشتمل ہے جو تاریخ کی عکاسی کرتی ہے اور بہت بڑی تعمیراتی اہمیت رکھتی ہے،،، اس قلعے کے دیگر پرکشش مقامات شیش محل، موتی مسجد، نولکھا پویلین، اور عالمگیری گیٹ ہیں،،، تعمیر میں پختہ اینٹوں کا استعمال کیا گیا جو اب اچھی حالت میں نہیں ہے،،، جب آپ شاہی قلعہ کے احاطے میں داخل ہوں گے تو آپ کو اپنے سامنے ایک خوبصورت باغ نظر آئے گا،،،کیسا لگا بٹر فلائی یہ سب جان کر ۔۔۔؟؟

ارشن نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

بہت خوبصورت ارش لاہور میں نے سنا تھا بہت پیارا شہر ہے مگر دیکھ لیا یہاں کہ مقامات مگر یہ سب کا چیز سے بنا ہے کتنا پیارا آرکیٹیکچر ہے ،،،اسکا

CLASSIC URDU MATERIAL

بلکل یہ سب ۔۔منفرد مینوفیکچرنگ مواد :لاہور قلعے کی اس خوبصورتی کے پیچھے پوشیدہ راز سمر پیلس کی تیاری ہے۔ چھت کی گنبد کی شکل اس محل کی ایک اور حیرت انگیز تعمیر ہے۔ اس گنبد نما محل کے بارے میں ایک ،دلچسپ بات یہ ہے کہ اس جادوئی ڈھانچے کو بنانے کے لیے کوئی لوہا ،لکڑی کا مواد یا سیمنٹ استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ یہ محل سوکھی گھاس انڈے، چونے کے پلاسٹر، بیج، بنگال کے چنے، مٹی، اور مغل یادگار کی چھوٹی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ اس طرح، ساخت نے اسے زیادہ ٹھنڈا اور ،،،،،پرسکون جگہ بنا دیا ہے

!!!،،،حیرت انگیز،،، اور یہ کتنا بڑا ہے آرش

گھنٹے ہو گئے گھومتے مگر ختم نہیں ہورہا ہے۔۔۔؟؟

!!!واوووو۔۔۔

!! ،،،آپکو تو بہت سی انفارمیشن ہے ارش

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن مسکرایا جی میری جان میں نے اس پر کافی سرچینگ کی ہے،، ایک ،،،،بہترین گائیڈ تو بن ہی سکتا ہوں،، خاص کر تمھارے لیے

دیا نے اس کی چمکتی آنکھوں کی شرارت سمجھ کر ہاں میں سر ہلایا اور ایک دفعہ پھر اس کے عرض پر باہر صحن میں گھومی۔ ۔۔۔

ارشن نے مسکرا کر اسے دیکھا ۔۔۔

کیا ہوا بیگم اپنے یہی رہنے کا۔ارادہ کر لیا ہے کیا آگے نہیں جانا ،،،،؟؟؟

آگے کہاں ارشن ..؟؟

اب ہم چلیں گے داتا دربار لاہور کی سب سے مشہور درگاہ حضرت داتا علی ہجویری کا دربار ۔۔۔

.!!!ہاں ۔۔۔

ہمیں وہاں جانا ہے ہمیں دیکھنا ہے وہ کیسا ہے ۔۔۔؟؟؟

لیٹس گو وہ لوگ وہاں سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ کر داتا دربار کی جانب بڑھے ۔۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ویسے ارشن ہم نے سنا تھا اس شاہ جہاں نے اپنی بیگم نور جہاں کے لیے محل بھی بنوایا تھا کتنا اچھا تھا کتنی محبت کرتا تھا کہ اپنی بیگم کی یاد میں محل ،،،ہی بنوا دیا

یہ توہے ارشن جان کر کچھ نہیں بولا وہ دیکھنا چاہتا تھا آخر یہ کہنا کیا چاہتی ہے ۔۔۔

دیا نے بری سی شکل بناکر اسے دیکھا۔۔۔

!!!،،،کتنا فخر ہوگا اسکی بیوی کو اس پر

دیا نے پھر شوشا چھوڑا ۔۔

ہوگا مجھے کیا،،،؟؟؟

ویسے آج کل کے شوہر کہاں ہیں ایسے،،،؟؟کہ اپنی بیویوں کے لیے محل ،،،بنوا دیں

ارشن نے چور نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

!!! ،،،،کہنا کیا چاہتی ہو صاف صاف بولو میڈم

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ ہمارے لیے کیا بنوا سکتے ہیں،،،؟؟تاکہ ہم بھی کہہ سکیں ہمارے ارشن ،،،نے ہمارے لیے یہ بنوایا ہے،،ہمارے مرنے کے

وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑ رہی تھی اس سے پہلے کچھ بولتی جب ارشن نے زبردست قسم کی گھوری سے اسے نوازہ ۔۔۔۔

!!!بٹر فلائی،،،،!!!!!!وہ چلایا ۔۔۔

دیا کو اندازہ تھا کہ دکھتی رگ پر پاؤں آیا تو وہ بھڑک اٹھے گا۔ مگر اس طرح

،،،سس،،سوری ارش وہ ہم بس مزاق

What the hell diya arshan. ….!!

یہ کس قسم کی بکواس تھی دیا،،،!!!سوچھ سمجھ کر بولا کرو تم مزاق میں بہت فضول قسم کی بکواس کر جاتی ہو کسی دن بہت برا قسم کا نقصان اٹھاؤ ،،،گی تم، بہت برا پیش آؤں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

سسس،،،سوری نااا ارشن،،،میں بس،،،.!!!ناراض تو نا ہوں،،،وہ رونے والے منہ بناتے ہوئے بولی ارشن فورا نرم پڑا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے رونا مت سوچ سمجھ کر بولا کرو اگلی دفعہ ایسی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نا ہوگا سمجھیں تم ،،،

وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا اسکی نم پلکوں پر بوسا دیتا بولا دیا کی پلکیں لرز سی گئیں اور پلکوں نے بے حد پیارا سا رقص کیا وہ دیوانا یہ دیکھ کر مہبوت رہ گیا ۔۔۔

کیا کرتی ہو بٹر فلائی اپنی ان اداؤں کو قابو رکھو کہیں ایسا نا ہو کہ میں تمھیں سیدھا ہوٹل واپس لے جاؤں اور تمھارے لیے مشکل پیدا ہوجائے،،

وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتا اسکے رہے سہے اوسان خطا کرگیا وہ بوکھلا کر دور ہوئی ۔۔

،،،آپ شرم کرین ابھی عمرے سے آئے ہیں اور ایسی باتیں استغفرُللہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے لب دبایا اور اسے تنگ کرنے کو کھسک کر اسکے قریب ہوا اور کمر پر اپنی شہادت کی انگلی سے لکیر کھینچی دیا اچھل گئ۔ ۔

میں کونسا گناہ کر رہا ہوں بٹر فلائی اپنی اکلوتی بیوی سے پیار کا اظہار ہی تو کیا اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ اپنی بیوی کو پیار کرنا ثواب ہوتا ،،،ہے تو کیسا گناہ کیا استغفرُللہ،،، تم کہو سبحان اللہ سبحان اللہ

!!!! ،،،شرم کریں

وہ چلا اٹھی جبکہ ارشن قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔

تم کرتا ہوں مگر وہ مجھ سے شرما کر بھاگ جاتی ہے،، مائے انوسینٹ سول !!!۔۔۔

ارشن نے اسے خود سے لگایا اور پیار بھرے حصار میں قید کیا اسکے ماتھے پر لب رکھے ۔۔۔

،،،ارشن ہم بہت تھک گئے ہیں ہمیں اب واپس جانا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

بس کچھ دیر یہاں دعا کے بعد ہم دونوں واپس چلے گئیں پھر آرام کریں گے اوکے وہ اسکا گال تھتھپاتا بولا۔۔

!!سر ۔۔

ڈرائیور نے نگاہیں جھکائے ارشن کو مخاطب کیا ارشن نے دیا کو سیدھا کیا اور خود بھی سیدھا ہو کر بیٹھا ۔۔۔

!!!کہو ۔۔۔

سر دربار میں دو مین گیٹ ہیں سب سے پہلے لیڈیز کا گیٹ ہے جہاں جا کر میم آپ سے الگ ہو جائیں گے اس کے بعد آگے جاکر مردوں کا ،،،گیٹ

!!پر ۔۔

دیا نے کچھ کہنے کو لب کھولے ارشن نے ہاتھ کے اشارے سے روکا ۔۔۔

،،،کیا اکھٹی اینٹرینس نہیں ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں سر جی آج سے 3 سال قبل یہاں دھماکا ہوا تھا جس کی وجہ سے جہاں اکھٹی اینٹرینس کی جاتی تھی وہ گیٹ بند کردیا ہے اب الگ الگ جانا پڑتا ہے،،،

اوو۔۔۔!کوئی بات نہیں مائے بریو بٹر فلائی،،،تم یہاں سے اندر جاؤ،،،!!!تمھارے پاس سیل فون ہے نا،،،!!تم زیارت اور دعا کر کے جیسے فری ہو مجھے کال کر دینا اور باہر اجانا میں تمھیں یہی سے پک کروں گا،،،

!!!،،،شیور

ارشن نے خود آکر اسکے لیے دروازہ کھولا اور اسے لے کر آگے گیا وہ جیسے ہی اندر گئ ارشن تسلی کر کے خود گاڑی میں بیٹھا آگے بڑھ گیا۔۔۔

حضرت داتا علی ہجویری کا وہ مزار جہاں کی نگری ہر وقت غریبوں امیروں فقیروں ،، بادشاہوں کے کیے کھولی رہتی ہے۔۔۔ لاہور اسی وجہ سے سب سے زیادہ مشہور ہے کیونکہ یہاں داتا کہ نگری ہے اور یہاں سے کوئی بھی بھوکا نہیں سوتا یہ بات پتھر پر لکیر ہے۔ ۔

CLASSIC URDU MATERIAL

داتا دربار لاہور، پاکستان کا بہت مشہور دربار یا مزار ہے جو تقریباً ایک ہزار سال سے موجود ہے۔ یہ سید علی بن عثمان الجلابی الھجویری الغزنوی)سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش (کا مزار ہے۔۔ اس مزار کو لاہور کی ایک پہچان سمجھا جاتا ہے۔ جامعہ ہجویریہ جو ایک مسجد و مدرسہ ہے، اسی مزار کے ساتھ منسلک ہے۔۔۔

جتنی بڑی تعداد میں نمازی اس مسجد میں باقاعدہ نماز ادا کرتے ہیں۔ پوری دنیا کی)حرمین شریفین کے بعد (مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد کے حوالے سے اول فہرست میں رکھا جا سکتا ہے۔ گیارویں صدی کے دوران ایک فارسی صوفی اور عالم تھے .

انھوں نے کافی حد تک اسلام کے جنوبی ایشیا میں پھیلنے میں اہم کردار ادا کیا.آپ غزنی)آج افغانستان میں (میں پیدا ہوئے تھے غزنوی عہد کے ابتدائی ایام میں)990 عیسوی کے ارد گرد(..

آپ کی سب سے مشہور کتاب کشف مجوب ہے .آپ نے حصول علم کی لئے بہت سے ممالک کا سفر کیا.

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ اپنی عمر کی آخری حصے میں لاہور تشریف لائے اور اسلام کی اشاعت . کا کام شروع کیا .آپ کے ہاتھوں بیشمار لوگ مسلمان ھوئے

.آپ نے 1077 عیسوی میں لاہور)پنجاب ، پاکستان (میں ہی وفات پائی

آپ کا مزار لاہور میں آج بھی زائرین کے لئے انوار و تجلیات کا مرکز ہے اور بہت سے لوگ آپ کے وسیلہ سے اللہ کا قرب اور اللہ سے اپنی مشکلات کا حل پاتے ہیں۔۔۔

دیا داتا دربار کے بہت بڑے سے صحن سے ہو کر اندر کی جانب۔ ٹھیک اور ساڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے جہاں کھجوروں کے ڈھیڑ سارے باغات تھے دیا کہ دیکھ کر آنکھیں پھیلی اسے سے تھوڑا سا آگے ہی اسے دربار نظر آیا جہاں کچھ عورتیں نماز نوافل ادا کر رہی تھیں ،، کچھ یاسین اور کچھ فاتحہ خوانی کر رہی تھیں ۔۔۔

دیا چلتی اندر کی جانب بڑھی اور تھوڑا آگے جا کر وہاں پر پیچھے کھڑے ہاتھ اٹھائے اور عقیدت سے فاتحہ خوانی کی۔ اور زیارت کی وہاں ایک

CLASSIC URDU MATERIAL

عورت دیا کے قریب آئی اور اسکے آگے اپنی مٹھی میں بند کچھ تبرکات اسے دیے ۔۔۔

دیا نے سہم کر نا سمجھیں سے اسے دیکھا۔۔۔

جی کیا،،؟؟

!!,,,لے لو بیٹے یہ تبرک ہے کھا لو

سب لے رہے ہیں ان نے پیار سے کہا دیا چاہ کر بھی انکار نا کر سکی اور چپ چاپ لے لیا دیا نے بھی وہاں کچھ نوافل ادا کیے اور دعا مانگ کر ارشن کو کال کی کہ وہ فری ہے آپ باہر آجائیں ارشن نے تیسری بیل پر کال اٹھائی ۔۔۔

آجاؤ بٹر فلائی میں باہر ہی ہوں وہ جو فاتحہ خوانی کر فورا باہر نکلا تھا اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی بولا دیا نے مسکرا کر فون کاٹا اور باہر چل دی۔

۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کچھ ہی دیر میں وہ باہر آئی تو ارشن سامنے ہی کھڑا تھا ارشن نے مسکرا کر اسے دیکھا وہ بھاگ کر بچوں کی طرح اسکے پاس آئی ۔۔

کچھ ہوا،،،؟؟؟

بچوں کی طرح اس سے پوچھا تو دیا نے اسی انداز میں نا مین سر ہلایا ۔۔۔

!!،،،نو

!!،،،گڈ بےبی،،،،لیٹس گو

ارشن اسے لیے گاڑی تک آیا اور اسے بٹھا کر خود بیٹھا۔۔

دیا اسکی جانب مڑی ۔۔

!!!،،اپنے ہماری بات کا جواب نہیں دیا ارش

۔کیسا جواب جان ارش،،،،؟؟

یہی کہ آپ ہمارے لئے کیا بنوائیں گے،،،،،؟؟

ارشن مسکرایا ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں کونسا اس ملک کا پرائم منسٹر ہو مسز ارش،،،؟؟؟ ارشن نے آئیبرو اچکائی۔

ہونہہ ،،،، !!!کنجوس مکھی چوس کہیں کے اتنی بڑی بڑی گاڑیاں لیے پھرتے ہیں اتنے فائیو سٹار ہوٹلوں میں رہتے ہیں بیوی پر چند لاکھ خرچ کرنے پر جان جا رہی ،،،

وہ چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی۔

ارشن نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا ۔۔۔

خیریت بٹر فلائی اپکی یہ زبان مبارک اور یہ لب کافی گستاخی پر اتر رہے ہیں ،،،

واہہہ واہہہہ واہہہ،،،،بیوی شکوہ کرے کچھ بھی کرے ان وکیل صاحب کے لیے یہ گستاخی ہوجاتی ہے سہی ہے بھئ بیوی گونگی ہوجائے بس ،،،،

ارشن نے اسکی دہائیوں پرلب دبایا۔۔۔

اچھا نا میں نے کب منع کیا میری جان،،،بتاؤ کیا چاہیے تمھیں،،،؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ کیا بنوا کر دے سکتے وہ اسکے شرٹ کے بٹن سے کھیلتی بولی۔

!!!،،،،ڈوول ہاؤس

وہ مسکرا کر بولا ۔۔

!!!،،، ہاں

دیا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں ۔۔۔۔

کیا مطلب،،،؟؟

،،،،مطلب ابھی سمجھاتے ہیں میری جان جسٹ ویٹ

وہ اسے حصار میں لے کر بولا وہ چپ ہوگئ۔

کچھ ہی دہر میں گاڑی پی سی ہوٹل کے بجائے کسی فارم ہاوس پر رکی جس کی شیپ بلکل محل جیسی تھی جیسے بلکل ڈول ہاؤس جس کی چھت ہٹس کی شیپ اختیار کیے ہوئے تھی۔۔

ارشن خود گاڑی سے اترا اور پھر اسے آکر اتارا ۔۔۔

دیا نے آس پاس دیکھا جہاں اور بھی گھر موجود تھے

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ ہم کس کے گھر آگئے ہیں ارشن،،،؟

.!!!،،، ہمارے

ارشن اسکی طرف دیکھتا بولا اس نے اسے دیکھا ۔۔۔

!!!،،،ہاہاہا اچھا مزاق ہے ارش

!!!مزاق نہیں ہے یہ بٹر فلائی سچ ہے بلکل ہے،،،اندر آؤ

ارشن اس کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھا۔۔ دیا تو بس حیرانی اور ٹرانس کی کیفیت میں آگے بڑھتی رہی یہ ہو کیا رہا تھا ۔۔۔

ارشن اس کے ساتھ اندر ایا اسے چابی تھمائی۔ ۔۔

!!!،،،کھولو دروازہ

دیا نے ناسمجھی سے چابی کو دیکھا ۔۔

!!!،،،کمون کھولو

دیا نے چابی پکڑی اور گیٹ کھولا اندر بلکل ہی نیم اندھیرا تھا مگر چاروں اور لمپز جلے ہوئے تھے طویل راہ داری میں پھول بچھائے گئے تھے اور چھت

CLASSIC URDU MATERIAL

پھولوں کی لڑیوں سے سجائی گئ تھی وہ دیکھنے میں واقع کوئی ڈوول ہاؤس لگ رہا تھا دیا ایکسائٹڈ سی اسے دیکھے گئ ۔۔۔

!!!!،،،ارش

وہ گول گول گھومی ارشن گہرا مسکرایا ۔۔۔

یہ تو بلکل ویسا گھر ہے جیسا کارٹون میں پنک پرنسز کا ہوتا تھا اور میں وش ،،،کرتی تھی ہمارا ایسا گھر ہو

ارشن اسکی یاداشت پر مسکرایا ۔۔

بلکل اور تم ضد بھی کیاکرتی تھی تمھیں یہاں جانا ہے ،، اور اس گھر میں رہنا ہے۔۔۔

!!!یس،،،،۔

وہ گرم جوشی سے اسکے گلے میں باہوں کا ہار ڈالتی بولی ۔۔۔۔

ارشن نے اسکے ماتھے پرلب رکھے ۔۔۔

پسند آیا،،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

بلکل لیکن یہ ہے کس کا،، ؟؟

ہمارا ،،،؟؟؟

کک،،کیسے ،،،؟؟؟ اور لاہور میں؟؟؟؟

میں نے بہت پہلے یہ جگہ لی تھی اور پھر تمھارے لیے بلکل ویسا گھر بنوایا جیسا تم چاہتی تھی،،، سکیورٹی وجوہات کی وجہ سے مختلف شہروں میں ہمارے ٹھکانے اور مختلف قسم کی بلڈنگز ہیں،، کہیں کوئی کارخانہ کی شکل میں تو ،،،کہیں ٹیوشن اکیڈمی،، لیکن یہ خالص میں نے اپنی بٹر فلائی کے لیے بنوایا صرف تمھاری خواہش کے مطابق فیوچر میں ہم اپنے بےبیز کے ساتھ یہاں ،،،،،رہنے آیا کریں گے

وہ اپنے بئیرڈ اسکے نرم گال پر پھیرتا بولا وہ مسکرائی ۔۔

!!!،،،،آئی لو یو ارشن،،،!!!آئی رئیلی لو یو

وہ آنکھوں میں محبتکا جہاں سموئے اسے بولی ارشن گہرا مسکرایا ۔۔۔

!!،،،آئی لو یو ٹو میری جان

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اس کی کمر کو سہلایا اور ماتھے پر پیار کیا ۔۔۔

یہ آنسو مت آئے دیا ورنہ،،، !!!اسے خوشی میں بھی آنسو بہانے کی تیاری کرتے دیکھ وہ جھنجلایا۔

،،،نن،، نہیں ہم نہیں رو رہے

وہ فورا سے خود کو کمپوز کرتی بولی ارشن مسکرایا ۔۔۔

،،چلو آگے

وہ اسے ان پھولوں سے بھری راہ داری سے لے کر اندر آیا جہاں ایک پیارا سا کمرا تھا جو واقع کسی رانی اور راجا کا لگتا تگا شیشوں سے بنا دروازہ اور فرش جو چمک چمک کر رہا تھا ،، کمرے میں فرش پر پڑے جگہ جگہ کچھ غبارے اور پھول ،،، بیڈ شیٹ پر پڑے پھول اور سامنے دیوار پر لگی بچپن کی دیا ارشن کی ایک فوٹو جو شاید سکول کے کسی ٹیبلو میں ڈرامے کرتے وقت بنی تھی جب دیا ہیر اور ارشن رانجھا بنا تھا دیا نے اس کمرے کو دیکھا اور پھر پکچر کو ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

جہازی سائز گول بیڈ ،، سامنے پڑا بڑا سا ڈریسنگ اور تو اور 50 انچ کی بڑی ایل سی ڈی پر جہاں کوئی اور ہی جہاں آباد تھا ۔۔۔

دیا مبہوت سا یہ میجکل سین دیکھے گئ اور پھر اس پکچر کے پاس آئی ۔۔۔

!!!،،،یہ

تمھیں یاد ہے بٹر فلائی یہ کب کی پک ہے،،،؟؟

دیا نے غور کرنا چاہا مگر دماغ دھندلا سا ہورہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں یاد کرو جب ہم نے ایک ٹیبلو کیا تھا اینول فنکشن میں

،،،،جب تم ہیر بنی تھی اور میں رانجھا ہم نے ایک پلے کیا تھا

دیا کو فورا سے وہ سب یاد آیا اور اس نے ارشن کو دیکھا۔۔

یسسس ہمیں یاد ہے،،،!!اور پھر ہم نے ڈانس بھی کیا تھا ٹیچرز کو بھی ہم

،،،کتنے اچھے لگے تھے

!!،،،بلکل وہی

ارشن نے مسکرا کر کہا۔ ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

!!!،،ارشن،،،،!!!ہمم

ارشن کی مدہوش نگاہیں اسکے سراپے کا طواف کرتی بولیں ۔۔۔

آپ جانتے ہیں آپ ہمارے لیے جزا ہیں آپ ہمارے لیے اللہ کا تحفہ ہیں ،،،آپ ہمارے لیے بے حد قیمتی اور ہماری زندگی ہیں

وہ اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کرتے ہوئے بولی ارشن کا ہاتھ خود با خود مسکراتے اسکی کمر کی گرد لپٹا تھا۔۔۔

ہمم ،،، اور،،؟؟؟

.!!!،،،آپ ہمارے ارش ہیں ،،، ہمارا فخر ،،،، ہماری جان

ارشن گہرا مسکرایا

اب کی بار دیا کے لبوں نے اسکی آنکھوں کو چھوا ارشن نے خود میں سکوں اتارا۔۔

اور تم میری لیے میری جینے کی وجہ اور میری زندگی کا کل اثاثہ ہو بٹر فلائی تمھیں میں خود سے تھوڑا سا بھی دور کروں میری سانسیں تھم جاتی ہیں ،،

CLASSIC URDU MATERIAL

میری جان پر بن آتی ہے تمھارے بغیر اتنا عرصہ کس ازیت مصیبت ،، اور تکلیف میں میں نے گزارا یہ میں جانتا ہو مجھ سے وعدہ کرو تم کبھی ،،،مجھ سے دور نہیں ہوگی

ارشن کا لہجہ گہرا تھا۔

ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں ارشن ،،کہ ہم آپ سے کبھی دور نہیں ہونگی اپنی زندگی کی ہر سانس اپکے نام کریں گے،، ہماری زندگی میں آنے والے سب سے پہلے اور آخری انسان ہیں آپ،،، ہم آپ سے عشق کرتی ،،،ہیں،،،بے تحاشا

ارشن اسکے اعتراف پر گہرا مسکرایا آج وہ بےحد سکون میں تھا۔

اور تم میری دیوانگی ،،،میرا جنون ،، میرا عشق ہو دیا ارشن،،،تم نے اگر مجھ ،،،سے میری سانسیں یعنی خود کو دور کیا تو اپنا انجام میرے ہاتھوں پاؤ گی

دیا نے اب کی بار اسکی تھوڑی پر لب رکھے ۔۔ کیونکہ اس کی گرفت میں بے تحاشا سختی در آئی تھی۔

CLASSICURDUMATERIAL

!!!،،،ہمیں منظور ہے ارشن ماہ بیر

ارشن نے اپنا ہاتھ جزب اور مدہوشی کے عالم میں اسکی گردن پر رکھا اور اسکے لبوں پر جھکا اتنے مہینے اور دنوں کی پیاس بجھانے لگا۔۔ اس لمس میں شدت تھی۔ عقیدت تھی۔ پاگل پن تھا۔ اس کا عشق تھا۔ بہت پاکیزگی تھی اس قربت میں۔ بہت بے چین تھا اس کی قربت اس گداز وجود کو خود میں سمانے کے لیے۔

کچھ ہی دیر وہ اسے بے حال کرتا دور ہوا اور اسکا گھبرایا ہوا روپ دیکھ کر مسکرایا ۔۔۔

دیا نے اس سے دور ہونا چاہا مگر وہ اپنی گرفت مضبوط کرگیا ۔۔۔

نا نااا ،، میرے جزبات جگا کر مجھ سے ہی دور،،، محبت بھی ہم سے شرمانا ،،، بھی ہم سے

ناٹ فئیر ڈئیر وائفی وہ اسے اپنی باہوں میں بھرتا اپنی ٹائی کی ناٹ لوز کرتے بولا دیا گھبرائی ۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

!!!،،،ا،،ارشن

!!!،،،جی میری جان

جان نثار کرنے والا لہجہ تھا ۔۔۔

!!،،، ن ،، نہیں

وہ اس کے تیور دیکھ کر گھبرائی۔

کم آن،،، دیا میری پاکیزہ محبت کو محسوس کرو،،، اس عشق کو اپنی رگوں ،،،میں دوڑتا ہوا محسوس کرو،،، یقین مانو سکون پاؤ گی

وہ اسکے ماتھے پر پیار کرتا اس پر مکمل دسترس اختیار کرنے لگا۔ دیا نے اس سے اپنا آپ چھڑایا اور اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو سنبھالتی آنکھیں موند گئی۔ وہ مسکراتا ہوا اس کی پشت پر آکر بیٹھا اور اسے کندھوں سے تھاما۔ ارشن نے اس کے کندھے پر اپنے دہکتے لب رکھے تو دیا کسمسائی۔ اور اس کے ہاتھوں پر مضبوطی سے اپنے مخملیں ہاتھ رکھ دیئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے اس کا رخ اپنی جانب گھمایا اور اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما۔

،،،ارشن ہوٹل نہیں جانا

وہ گھبرا گئی۔

امم،،، نو ،، وہ تو تمھیں ویسے گھمانے کے گیا تھا،، یہ سرپرائز دینے کے لیے،، سامان منگوا لیا ہے،،، اب سب کچھ بھلا کر زرا مجھے اس مدہوشی میں ،،،ڈوب جانے دو

،،،،ارش

اششششش،، ارشن نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی اور اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا۔

دیا نے مضبوطی سے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن کی ایک بے باک حرکت نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے۔ دیا نے گھبرا کر اس کے سینے میں چہرہ چھپایا۔ ارشن نے اسے خود میں بھینچا۔

وہ اسے محسوس کرتی اپنا آپ اسکے حوالے کر گئی اور سکون سے آنکھیں موند گئ ۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

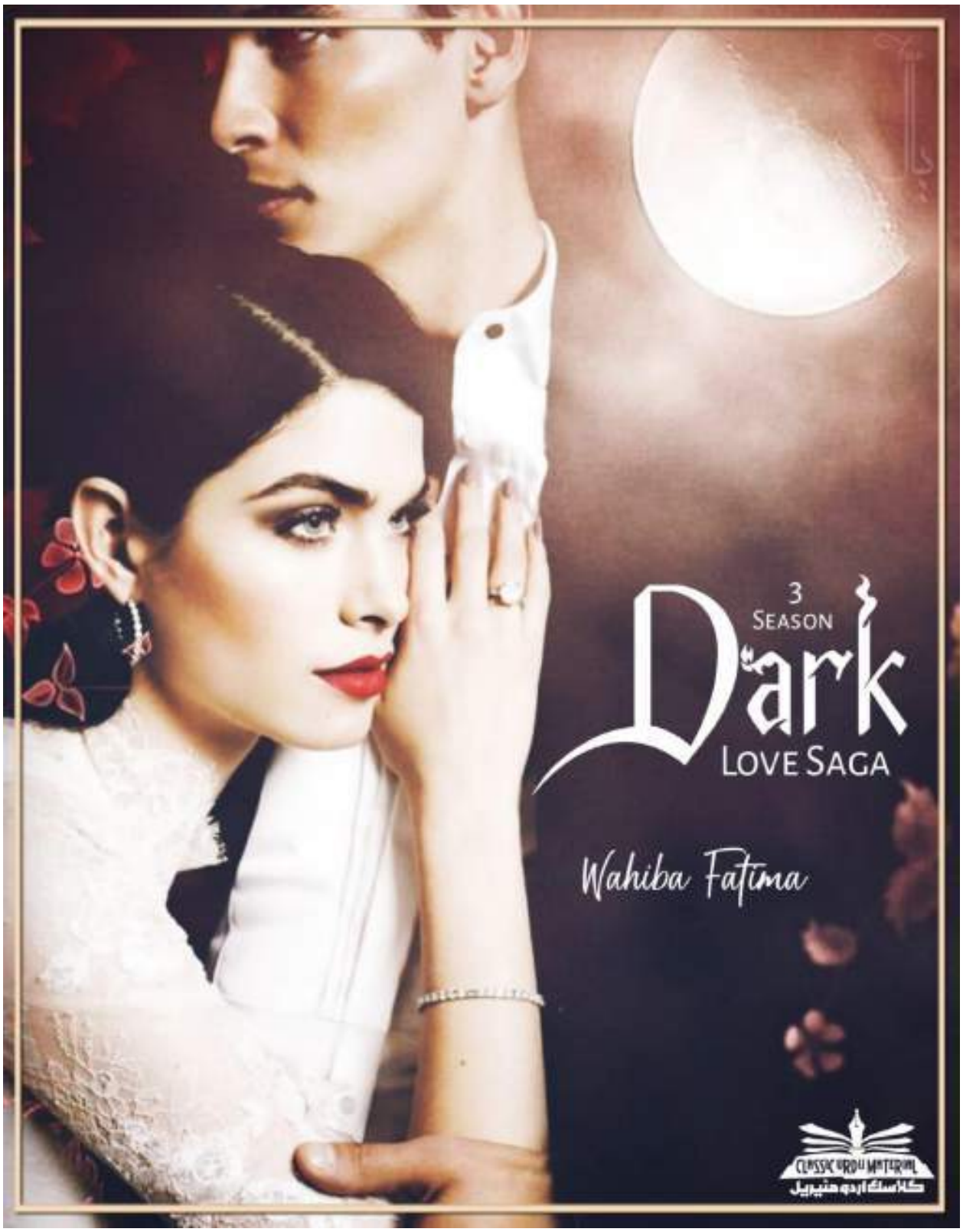
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatims

Episode 58....

Ahan_Asawri special

CLASSIC URDU MATERIAL

احان کمرے میں داخل ہوا تھا۔ رات کے تقریباً گیارہ بج چکے تھے۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی اپنی مما سے ویڈیو کال پر محو گفتگو تھی۔ احان نے اسی کی جانب دیکھا۔ اسی وقت آساوری نے آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ نگاہوں سے نگاہوں کا تصادم ہوا۔

وہ جو بہت بریو اور بولڈ بنی پھرتی تھی۔ ایک یہ مقام تھا جہاں پر وہ ان سبز آنکھوں کی جھیل میں ڈوب جانے کے خدشے پر سر تا پا لرز جاتی تھی۔ شرم و حیا کی سرخی نے چہرہ گلال کیا تو پلکوں کی جھالر گلابی

عارضوں پر سایہ فگن ہو گئی۔ احان اس کے یوں گھبرا کر پلکیں جھکانے پر گہرا مسکرایا اور خاموشی سے ڈریسنگ کی جانب چلا گیا۔

ڈریسنگ سے اپنا ڈریس لے کر وہ واش روم چلا گیا۔ آساوری نے اپنے ممی پاپا سے ڈھیر ساری باتیں کر کے انھیں الوادعی کلمات ادا کیے۔ اور فون رکھ دیا۔

گردن موڑ کر اسے دیکھا تو واش روم سے پانی گرنے کی آواز آئی۔ وہ دبے قدموں اٹھی اور جا کر ڈریسنگ میں چھپ گئی۔

احان شاور لے کر ٹاول سے بال رگڑتا باہر آیا تو حیران ہوا۔ میڈم بیڈ سے سرے غائب ہی تھی۔ اس نے اطمینان سے بال خشک کر کے بالوں میں برش کیا۔ کمرے کی مین لائٹ آف کر کے سائیڈ لیمپ جلا کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

آساوری بے حد بدمزہ ہوئی۔ انتہائی کوئی کھڑوس انسان تھا۔ جو شاید یہ سمجھا تھا کہ وہ کمرے سے باہر چلی گئی ہے۔ نا مزاق کو سمجھتا تھا نا ہی اس کی اوٹ پٹانگ حرکتوں پر پورا اترتے اس کا ساتھ دیتا تھا۔ وہ جلے دل کے

CLASSIC URDU MATERIAL

پھپھولے پھوڑتی ابھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ خود ہی شرافت سے ڈریسنگ سے باہر نکل جائے یا نہیں کہ بہت اچانک ڈریسنگ کا دروازا کھولا گیا۔

،،،،،،،پکڑ لیا

وہ جان بوجھ کر اس کے کان میں چلایا۔

آساوری اس اچانک ہوئے حملے سے دو فٹ اوپر اچھلی۔ ایک چیخ حلق سے برآمد ہوئی۔ وہ اچھل کر زمین پر سجدہ ریز ہوتی جب احان نے اس کی پتلی ہوئی حالت کو دیکھ کر ایک زور دار قہقہہ لگایا اور اسے کیچ کر کے اپنے بازوؤں میں سنبھال لیا۔ وہ اسے یوں ہنستے دیکھ بری طرح تلملائی تھی۔

تبھی سینے پر مکے برسائے۔۔

احان،،، بہت برے ہیں آپ،، ایسے کوئی کسی کو ڈراتا ہے جیسے آپ نے مجھے ڈرایا،، اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

پھولے سانس کے ساتھ بمشکل بول پائی۔ وہ اسے بازوؤں میں بھرے بیڈ تک لایا تھا۔

ایسے کوئی آؤٹ پٹانگ حرکتیں بھی تو نہیں کرتا آساوری احان ماہر خان جیسی تم کرتی ہو،،، اور تمھارے چھپنے کا مقصد کیا تھا یہی ناں کہ میں ،،،تمھیں ڈھونڈ لوں،، اب اپنے طریقے سے ڈھونڈ لیا تو چلا کیوں رہی ہو

احان نے ہنسی دباتے ہوئے اسے چھیڑا۔

،،،آپ اور آپ کے طریقے دونوں ہی جان لیوا ہیں

وہ جھنجھلائی۔

احان نے اسے بیڈ پر لٹایا۔ اور خود بھی اس کے قریب نیم دراز ہو گیا۔

ابھی بھی تمھیں کوئی ڈاؤٹ ہے کہ تمھارے لیے ،،، میں اور میرے ،،طریقے دونوں ہی جان لیوا ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے انتہائی معنی خیزی سے اس کی کان میں سرگوشی کی تو وہ گھبرا کر اس کی مخالف سمت کروٹ بدل گئی۔ اس کی اس فطری گھبراہٹ پر احان گہرا مسکرا دیا۔

آپ کو مجھے یوں نہیں ڈرانا چاہیے تھا،،، پتہ ہے کتنا ڈر گئی تھی میں،،، اگر ،،،مجھے ہارٹ اٹیک ہو جاتا تو

وہ منہ بسور کر بولی۔

آں ہاں،،،، جبکہ مجھے لگتا ہے اس سبز راکشس کو جھیلنے کے بعد تو آساوری ،،،شاہ کسی بھوت کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی ہو گی

احان نے کہتے اپنی انگلی سے اس کے کندھے پر غائبانہ احان لکھ کر دانتوں تلے لب دبایا۔ آساوری اس کی انگلی کی اس سرسراہٹ اور اس کے لہجے سے گڑبڑائی۔

،،،اب سو جائیں احان،،، مجھے پریشان مت کریں

آساوری نے تکیے میں منہ دے لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،اچھا، چھپی کس خوشی میں تھی

احان اسے تنگ کرنے کو زرا سا کروٹ بدل کر اس کے اوپر جھکا۔

یہ چیک کرنے کے لیے کہ میری غیر موجودگی سے آپ کے کیا تاثرات ہوں گے مگر مجھے تو لگا آپ کو بلکل فرق نہیں پڑتا بیگم کے ہونے یا نا ہونے سے،،،

وہ جل کر بولی احان پھر قہقہہ لگا کر ہنسا۔

،،،ہاں تو تم کونسا میکے جاتی ہو،، جو غمگیں شوہر کو زرا سا سانس آئے

احان نے پھر اسے چھیڑا۔ وہ بلبلا کر پیچھے مڑی تھی۔ اس کے سینے پر مکے برسائے۔

احان،، آئی ہیٹ یو بہت برے ہیں آپ،،، ٹھیک ہے میں ماما بابا کے پاس چلی جاتی ہوں آپ کو،،،،،،،،

اے،،،،،،،،

احان نے اس کی کلائیاں تھام کر اسے اپنے قریب کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تمھارے وجود کی دلفریب مہک میری روح میں بسی ہے جسے پہچان کر میں نے تمھیں ڈھونڈ بھی لیا،، تو مجھے تمھارے ہونے نا ہونے سے فرق نہیں پڑے گا،،، باقی خبردار کہیں جانے کی بات کی،، کتنا خوش نصیب ہوں میں بیگم کو میکے لے جانے کے جھنجھٹ سے آزاد،،، واؤ،،، ویسے بھی مجھے ،، ہر وقت انٹرٹین کرنے والے اس کارٹون کے بغیر میرا کہاں گزارا ہے بھئی،،،؟؟؟

وہ جو اس کی شروع والی باتوں سے سرشار ہو کر مسکرا رہی تھی اس کے اینڈ والے شوشے پر پھر مچل گئی۔

چھوڑیں مجھے،،، گو ٹو ڈیشش،،،،،،،، مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی یو سبز ،،،سڑیل راکشس

وہ جھنجھلائی اور اس سے اپنے آپ چھڑانے کی کوشش کی وہ ہنسے گیا۔ تب احان نے مزید اس پر گرفت مضبوط کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،دیٹس ناٹ فئیر آسی،،،،،خود جتنی مرضی آؤٹ پٹانگ حرکتیں کرتی پھرو اب جب ہم پر بھی اس چھوٹے سے کارٹون کا رنگ چڑھنے لگا ہے تو مجھے ،،،آپ سے بات نہیں کرنی

احان آج جانے کونسے موڈ میں تھا جو ہلکا سا جھک کر اس کی چھوٹی سی ناک کو چوما ۔ وہ مسلسل اسے زچ کرنے پر تلا تھا۔

احان چھوڑیں مجھے،،، میں تو کارٹون ہوں ناں جا کر اپنے لیے کوئی ،،،خوبصورت سی لڑکی ڈھونڈ لیں

وہ جھٹپٹائی۔

نہیں،، مجھے تو یہی کارٹون ہی اپیل کرتا ہے،، اب اس کے بغیر گزارا ،،،نہیں،، ویسے بھی انٹرٹینمنٹ کی عادت ہو چکی ہے

احان نے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا۔ اور اپنے سلگتے لب اس کی کنپٹی پر رکھے۔

،،،احان چھوڑیں مجھے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ پھر مچلی۔

Do it if it happens to you,,,,????

احان نے اطمینان سے کہا۔

،،،،،احان

سیکنڈز میں آساوری کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ احان بوکھلا کر اٹھا اور اسے بھی تیزی سے اٹھا کر بٹھایا۔

،،،کیا ہوا ہے،،، تم ٹھیک تو آساوری

احان نے اسے پکارا۔ آساوری کا دل بہت بری طرح متلایا۔ وہ تیزی سے بیڈ سے اتری اور واش روم گئی۔

احان بھی اس کے پیچھے ہی چلا آیا ۔ اسے واش بیسن پر جھکے دیکھ قریب آ کر اس کی پیٹھ رب کی۔

،،،کیا ہوا ہے آساوری؟؟؟ تم ٹھیک تو ہو

CLASSIC URDU MATERIAL

احان پریشان ہوا۔ وہ منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی رہی۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں واش روم سے باہر نکلے۔

کیا ہوا ہے؟؟؟ تم مجھے آخر بتا کیوں نہیں رہیں،،،؟؟

احان نے اسے نرمی سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

دو تین سے ایسے ہی طبیعت خراب ہو رہی ہے احان،،، پہلے مجھے لگا شاید ،،،،فوڈ پوائزنگ وغیرہ ہے،،، مگر اب تو یہ

وہ نقاہت محسوس کرتی خاموش ہو گئی۔

میں چھوٹی مما کو بلاتا ہوں ،، وہ آکر تمھیں چیک کر لیں گی،،، حد کرتی ہو ،،،بلکل آساوری گھر میں ڈاکٹرز موجود ہیں،،، تم کہہ نہیں سکتیں تھیں

وہ اب حسب معمول سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ چکا تھا۔ تبھی اسے ڈانٹتا کمرے کے باہر جانے لگا۔

،،احان رہنے دیں،، چھوٹی مما لوگ لیٹ گئے ہوں گے،،، کیا ڈسٹرب کرنا ،،،میں صبح ہوتے ہی مفرا مما سے چیک اپ کروا لوں گی

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے اسے منع کیا مگر وہ اسے ایک گھوری سے نوازتا باہر نکل گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مفرا تھی۔

،،،کیا ہوا ہے بیٹا،، احان نے تو ڈرا ہی دیا مجھے،، تم ٹھیک تو ہو

مفرا نے اس کے قریب آ کر اس کی نبض چیک کرتے ہوئے پوچھا۔

آساوری انھیں اپنی سچویشن بتانے لگی۔ تب مفرا نے احان کو کمرے سے باہر بھیج کر اس کا زرا تفصیلی چیک اپ کیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ دونوں مسکرا رہی تھیں۔

احان کو حیرت ہوئی۔

،،،کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے

احان نے ہونق بن کر پوچھا مگر ساری صورتحال سمجھ آنے پر وہ بھی بری طرح جھینپ گیا تھا۔ تبھی دوسری جانب رخ کر کے مسکرا دیا۔ مفرا مسکراتی ہوئی اس کے قریب سے ہو کر گزری اس کی پیٹھ پر دھپ رسید کرنا نا بھولی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،مبارک ہو بھائی پاپا ٹو بی

مفرا نے چھیڑا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ اب وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا جو سر جھکائے بیٹھی اب گلابی چہرے کے ساتھ اپنے ناخن دانتوں تلے کتر رہی تھی۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔ بیڈ پر بیٹھ کر ایک سرشاری بھری طویل سانس خارج کی۔

،،،مبارک ہو ممی ٹو بی

وہ اس کے کان کے قریب جھکا۔ آساوری نے پہلو بدلنا چاہا مگر وہ اسے تھام کر اپنی جانب گھما گیا۔

،،،دیکھا میں اور میرے طریقے تمھارے لیے کتنے خطرناک ثابت ہوئے

وہ پھر اپنی ٹون میں واپس آتا اسے چھیڑ گیا۔ آساوری نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔

،،،احان تنگ مت کریں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ جھلا کر بولی تھی۔

اچھا یہ بتاؤ ہمارا بےبی کیسا ہوگا،،،؟؟؟ بلکہ پوچھنے کی کیا بات ہے بلکل ،،،میرے جیسا ہونا چاہیے

احان نے فرضی کالر جھاڑے۔

اس کا مطلب آپ چاہتے ہیں کہ ہمارا بےبی بلکل سڑیل، بورنگ، سر پھرا ،،،اور غصیل ہو

آساوری نے آنکھیں پٹپٹا کر کہتے دانتوں تلے لب دبایا۔ احان نے اس کے پہلو پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا۔

،،،اچھا بیگم،،، میرے بےبی کی مما بننے والی ہو ابھی بھی میں بورنگ ہوں ،،،چلو تمھیں انٹرٹین کروں

احان نے کہتے اس کے گرد بازوؤں کا گھیرا تنگ کیا تو بوکھلا گئی۔

،،،احان میرے کہنے کا یہ مطلب تھوڑی تھا

اس نے کیوٹ سا منہ بنایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،میرے سمجھنے کا تو یہی مطلب ہے ناں

احان نے اس کنپٹی پر اپنے سلگتے لب رکھے۔

،،،دور ہٹیں مجھ سے،، سونے دیں مجھے،، ابھی دو دفع مکے کھا چکے ہیں
،،،تیسری مرتبہ بھی کھا لیں گے مجھ سے

وہ جھلائی۔ احان نے ایک سرد سی آہ بھری۔

یہ بھی ٹھیک ہے سہی کہتے ہیں لوگ جو محبت پہلے ٹھاٹھیں مارتی ہے،، وہی
،،،شادی کے بعد ٹھاہ ٹھاہ مارتی ہے

احان کے شوشے پر وہ قہقہ لگا کر ہنسی تھی۔ احان مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔ آساوری نے اس کی آنکھوں میں میں جزبوں کے مچلتے لپکتے طوفان کو دیکھا تو ہنسی کو بریک لگ گئی۔ وہ اس کے چہرے پر جھکنے والا تھا۔
آساوری نے گھبرا کر تیزی سے اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔ وہ اس کی اس چالاکی پر کھل کر مسکرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ابھی وہ کچھ بولتا جب پاکٹ میں موجود موبائل فون پر مخصوص رنگ سے وہ چونکا تھا۔ خود ہی نرمی سے اس سے الگ ہوا۔ فون لے کر کمرے کے پچھلے دروازے سے وہ پیچھے لان کی جانب آیا تھا۔

فون یس کر کے کان کو لگایا۔

،،،یس ڈی آئی جی احان ماہر خان اسپیکنگ

سر ایس پی ارحم بات کر رہا ہوں،،، سر بری خبر ہے،، مشہور بزنس مین اور آپ کے سسر حشمت راؤ کا انہی کے گھر کسی نے بے رحمی سے قتل کر دیا ہے،،

واٹ،،،،؟؟؟

احان شاکڈ ہوا۔

یس سر آپ فورا پہنچیں،،،، ابھی صرف پولیس اسٹیشن میں ہی اطلاع آئی ہے، ویسے باہر کوئی ہلچل نہیں،،

،،،اوکے میں آتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

احسن نے فون رکھا اور بے چینی سے اندر آیا۔ آساوری جو بیڈ پر نیم دراز ہو چکی تھی اب اس کا انتظار کر رہی تھی وہ اندر داخل ہوا تو پریشانی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

،،،،،احان

ابھی وہ کچھ پوچھتی جب اس نے تیزی سے آ کر اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے۔

کچھ ایمرجنسی ہو گئی ہے آساوری،، مجھے جانا ہوگا،،، اپنا اور میرے بےبی کا خیال رکھنا،، سب ٹھیک ہے،، کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں،، میں جلد ،،،لوٹ آؤں گا

وہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا مگر نا چاہتے ہوئے بھی آساوری کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔

مگر احان،،، اس نے اس کی شرٹ دبوچی۔ جانے کیوں بہت اچانک دل بری طرح گھبرانے لگا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب ٹھیک ہے جانِ احان،، سو جاؤ،، شاباش،،، احان نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما کہ آنے والے لمحات بہت درد ناک، سوگوار اور غمگیں تھے۔ جب اسے پتہ چلنے والا تھا کہ اس کے دادا اس دنیا میں نہیں رہے)کہ وہ جیسے بھی تھے مگر رگوں میں خون تو جوش مارتا ہی تھا ناں(آساوری بھی بے تحاشا ناراضگی کے باجود انھیں بہت زیادہ مس کرتی تھی اکثر ان کے لیے اداس رہتی تھی۔ ظاہر نا کرتی۔ مگر احان جانتا تھا وہ ان کے لیے بہت اداس رہتی ہے۔

احان ڈریسنگ کی جانب گیا تھا۔ جلدی سے اپنا یونیفارم پہن کر باہر آیا۔ تو وہ حسبِ توقع سیاہ نین کٹوروں میں لبا لب پانی بھرے اس کی راہ میں ایستادہ تھی۔ احان نے ایک سرد سی سانس کھینچی اور اس کے قریب آیا۔ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔

،،،،،آساوری

یہ کیسی زندگی ہے احان میری،، جہاں مجھے ہر پل ، پل پل آپ کی جانب سے دھڑکا سا لگا رہتا ہے،،، آپ جب تک ڈیوٹی پر ہوتے ہیں،،، میرا دل

CLASSIC URDU MATERIAL

بے چین رہتا ہے،، جب آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں تو ہی سکون آتا ،،ہے،،، کئی دفع آپ لہو لہان گھر واپس آئے،، آپ نے مجھ سے چھپا لیا مگر میں بیوی ہوں آپ کی،، آپ کا لباس ،، آپ کے وجود پر زخموں کے نشانات دیکھ سکتی ہوں،، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے احان پلیز آپ مت ،،،جائیں

وہ سسکتی اس کے دامن سے لپٹی۔

احان کو اس پر ٹوٹ کر پیار بھی آیا اور زرا سا غصہ بھی۔

یہ کیا یار،،، تم تو میری شیرنی ہو،، میری طاقت ہو،،، تمھیں کیا لگتا ہے ،،بزدل دشمن کی کوئی سازش یا کوئی آندھی گولی میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے جبکہ مما کی اور تم سب کی دعائیں میرے ساتھ ہیں،،، یوں مجھے کمزور مت کرو،، یہ میری ڈیوٹی ہے میرا فرض،، اپنے لوگوں کی حفاظت کرنے کی ،،،،قسم کھائی ہے میں نے،، ایسے مت کرو جانِ احان،، پلیز

احان نے اسے پیار سے پچکارا۔ صد شکر کہ وہ زیادہ ضدی نہیں تھی اب بھی اثبات میں سر ہلاتی اس سے دور ہونے لگی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،مما کو چھوڑ جاؤں تمھارے پاس

احان نے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

،،،اوکے،، میں بول کر جاتا ہوں،، اب ایک آنسو نا گرے تمھارا

احان نے اس کا چہرہ صاف کیا۔ زرا سا جھک کر اس کو لبوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو بھیگا چہرہ گلابی پڑ گیا۔ احان اس سے پہلے اس میں اور الجھتا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

پولیس کی بھاری نفری لیے مگر کافی رازداری کے ساتھ وہ راؤ مینسشن پہنچا تھا۔ پولیس نے بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ پولیس سیول ڈریسز میں کب سے بنگلے کی نگرانی کر رہی تھی۔ کرائم سپوٹ کی مکمل جانچ پڑتال کی جا رہی تھی۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

صرف ارحم اور احان حشمت راؤ کے کمرے تک گئے تھے۔ کافی عبرت ناک انجام تک پہنچا تھا وہ شخص۔ جو کمزوروں کو کیڑے مکوڑوں سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا تھا۔

احان نے اس کی ڈیڈ باڈی اپنی تحویل میں لی۔ مکمل انوسٹیگیشن کی اور واپس پولیس اسٹیشن آ گیا۔ اس ساری کو مکمل ہونے میں فجر انھیں اسی بنگلے میں ہو چکی تھی۔ احان نے ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز پر غور کیا تھا۔ اسے شک نہیں یقین تھا کہ یہ کاروائی یقیناً شمشان خیل اور اس مہارانی کی ہے۔ بنگلے کے تمام سی سی ٹی وہ کیمرے اور ان میں بنی فوٹیج سپوئل کر دی گئی تھی۔ مطلب یہ سوچا سمجھا کوئی مکروہ پلان تھا۔۔

انھیں پولیس اسٹیشن واپس آئے ابھی کچھ گھنٹے ہی ہوئے تھے کہ کچھ ہی دیر میں پولیس اسٹیشن کے باہر میڈیا کی جانب سے ایک طوفان بدتمیزی مچا دیا گیا تھا۔ ان میں سے کئی اندر تک گھسنے کی کوشش کر رہے تھے اور ان کا الزام یہ تھا کہ حشمت راؤ کی موت کی زمہ دار پولیس ہی ہے۔ خاص الخاص احان کو ٹارگٹ کیا جا رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان،ماہ بیر اور ایشان جبران بھی پولیس اسٹیشن پہنچ چکے تھے۔ یہ لوگ جانتے تھے کہ میڈیا میں جو زیادہ بھونک رہے ہیں ان کے آگے یقینا ہڈی ڈالی گئی ہے۔۔

ان میں سے کسی کے پاس سی سی ٹی وی فوٹیج تھی جس میں بس پولیس کو بنگلے میں جاتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔ احان سے سینئیر آفیسرز بھی ، پولیس اسٹیشن پہنچ چکے تھے۔ کافی ہنگامہ آرائی ہونے لگی۔ تب میڈیا سیاسی اثر رسوخ کے دباؤ اور سنئیرز کے دباؤ کی وجہ سے اسے اس کیس کی انوسٹیگیشن تک سسپینڈ کر دیا گیا۔

احان کو کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ اس کے ماتھے پر تو شکن بھی نہیں آئی تھی۔ اگر کسی چیز کی پرواہ تھی تو اس بیمار جان کی۔ وہ چاہتا تھا کہ جس تک یہ خبر اس طریقے سے نا پہنچے۔

ماہ بیر کے بیک اپ کےا اشارے پر وہ لوگ پولیس اسٹیشن سے نکل آئے تھے۔ ماہ بیر اس کی قبل از وقت گرفتاری کے بیل کے پیپر سینئیرز کے منہ پر مار آیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان بس جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا۔

وہ شرمائی لجائی سی اس وقت سب کے بیچ بیٹھی تھی۔ روحا چٹا چٹ اس کا چہرہ چوم چکی تھی۔ سب اسی کے کمرے میں اس وقت موجود تھے۔

،،،مما،،، کمرے میں بیٹھے بیٹھے میرا دل اوب گیا ہے،،، مجھے باہر جانا ہے اس نے رواحہ سے کہا تو سب ہنس دیئے۔ تب وہ سب کے ساتھ لاونج میں چلی آئی۔ سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور پنکی دادو نے حسب معمول لاونج کی دیوار گیر ایل ای ڈی پر نیوز چینل لگا لیا۔

مگر سامنے سے جو سونے کو ملا آساوری نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسکرین کی جانب دیکھا۔

احان بجلی کی سی تیزی سے گاڑی سے اتر کر وائیٹ پیلس کے اندر کی جانب بھاگا تھا۔ ائیر پوڈ سے امن کی فکر میں ڈوبی آواز آ رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،، امن،،، وائیٹ پیلس کا تمام میڈیا سے کنیکشن ختم کردو،، موبائل سگنلز ،،،سب کچھ لاک کر دو

وہ کہتا لاونج میں داخل ہوا تھا مگر دیر ہوچکی تھی۔ وہ سامنے پتھر کی بنی بے یقینی سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے لاونج کی ایل ای ڈی کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں ایک نیوز اینکر گلا پھاڑ کر ایک جان لیوا خبر سنا رہی تھی۔

ناظرین ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ پاکستان کے مشہور سیاسی شخصیت مسٹر حشمت راؤ کا کل رات بے رحمی سے قتل کر دیا گیا ہے اور قتل کا الزام انہی کے داماد مسٹر ڈی آئی جی احان ماہر پر لگایا جا رہا ہے جس کی وجہ ،،،سے انھیں سسپینڈ بھی کر دیا گیا ہے

نیوز اینکر جانے کیا کیا بکواس کیے جا رہی تھی مگر احان کی توجہ اس پر تھی جو اب تیورا کر زمین بوس ہوئی تھی۔

،،،،،،آساوری

احان تڑپ کر اس کی جانب لپکا اور اس کے اوپر جھکا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،آساوری

احان نے بے چینی سے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ سب خواتین ہق دق پہلے ایل ای ڈی کی جانب دیکھ رہیں تھیں اب آساوری کی جانب متوجہ ہوئیں تھی۔۔ اسے بیہوش ہوتے دیکھ سب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ احان نے اسے بازوؤں میں بھرا۔ اور کمرے میں لے گیا۔ وہ سب جو ابھی ہاسپٹل جانے کے لیے ریڈیو ہو رہے تھے۔ جبران ، مفرا اور ایشان نے اسے چیک کیا تھا۔

اس نے بہت اچانک بہت زیادہ سٹریس لیا تھا۔ تبھی حواس کھو بیٹھی تھی۔ اسب اس کے ارد گرد اکھٹے تھے۔ رواحہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔ جبکہ سب خاموش تھے کہ جانتے تھے ایسی سچویشن تو کئی مرتبہ وائیٹ پیلس فیس کر چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ہوش میں آنے کے قریب تھی۔ احان سب کی جانب متوجہ ہوا۔

،،،آپ لوگ پلیز،،،،،،،،،،،،،،،، مجھے اکیلے میں بات کرنی ہے آساوری سے

وہ شرمندگی کے مارے بمشکل ہی بول پایا۔ مگر اب اسے ہر حال میں اسے سمجھانا تھا۔ اس بارے میں اس کی سوچ جاننا تھی۔

سب خاموشی سے باہر چلے گئے۔ ایک رواحہ تھی جس کے چہرے سے پریشانی چھلک رہی تھی۔

،،،مما آپ بلکل فکر مت کریں میں سب ٹھیک کر دوں گا

احان نے کہا تو رواحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بھی باہر چلی گئی۔

احان کافی دیر انتظار کرتا رہا۔ تبھی وہ کسمسا کر ہوش میں آئی تھی۔ اپنے سر کو تھاما اور اٹھ بیٹھی۔ پھر وہ جان لیوا الفاظ یاد کر کے اور احان کی اپنے پاس موجودگی محسوس کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ احان نے دانتوں تلے اپنے لب کچلے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کافی دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ احان نے یہ رکا دریا بہہ جانے دیا۔ رو رو کر اس کی ہچکی بندھ چکی تھی۔ احان اب پریشان ہوا تھا تبھی گلاس میں پانی بھر کر لایا اور اس کے منہ کو لگایا۔ زبردستی اسے دو گھونٹ پانی کے پلائے۔ آساوری نے ڈبڈباتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں آساوری تمھیں مجھ پر اعتبار ہے کہ یہ میں نے نہیں کیا،،،؟؟؟

احان نے پوچھا تو وہ خاموش رہی جس سے احان کو بہت اذیت ہوئی۔

،،،آساوری میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں تمھیں مجھ پر ٹرسٹ ہے

احان نے اسے بازوؤں سے تھاما۔ تو اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

،،،،،،،مگر

آساوری کے مگر کہنے پر احان کی پھر سانس اٹک گئی۔

،،،کیا مگر آساوری،،، بلا جھجھک جو کہنا ہے کہو

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے سنجیدگی سے کہا۔

،،،،،مگر،،،،، آپ،،،،،،، آپ کا غصہ

وہ بول کر سسک پڑی۔ اس کی سانس پھولنے لگی تھی۔ احان بے چین ہوا۔ اس حالت میں اس کی سانس پھولنے کچھ اچھا ثابت نہیں ہوتا۔

،،،ادھر میری طرف دیکھو

احان۔ نے اس کی چن تھام کر اپنی جانب متوجہ کیا۔

ایک دو ماہ پہلے میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ اب میں اپنے غصے پر کنڑول رکھوں گا،، اس کے بعد سے کبھی تم نے مجھے غصہ کرتے دیکھا ،،،ہے،،؟؟؟؟ سوچنا بھی مت کہ میں تم سے کیا اپنا وعدہ توڑ سکتا ہوں

احان کے کہنے کی دیر تھی۔ جب وہ اس کے سینے سے لپٹ کر اب اپنا غم غلط کرنے لگی تھی۔

انا کو سائیڈ پر رکھ کر کبھی کبھی ایک دوسرے کے خدشات دور کر کے) (آنا اپنے پاس رکھ لیا کریں اور رشتہ بچا لیا کریں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کسی زخم کو مندمل کرنے کے لیے وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے۔

ڈیڑھ ماہ گزر گیا تھا۔ آساوری کے مما پاپا پاکستان آئے تھے۔ ان کا احان کی جانب جھکاؤ اور کیس واپس لینے پر میڈیا نے بہت زیادہ طوفان بدتمیزی مچایا تھا۔

جلادوں کو اشارہ آیا تھا کہ وہ اس معاملے میں خاموشی اختیار کیے رکھیں۔ اسی لیے نا احان نے میڈیا کو کوئی بیان دیا تھا نا دوبارا ڈیوٹی جوائن کی تھی۔ کیس بیچ میں ہی لٹک گیا تھا۔ اور انو سٹیگیشن جاری تھی۔

احان ان دنوں آساوری کا بے حد خیال رکھ رہا تھا جسکی وجہ سے کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ آساوری اپنے کمرے میں تھی جب باہر کچھ ہلچل سی محسوس ہوئی۔ احان بھی باہر ہی تھا۔ مگر تبھی وہ اندر داخل ہوا تھا۔

،،،آساوری دیا ارشن واپس لوٹ آئے ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے کہا تو وہ مسکرا دی۔ احان نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لئے باہر نکل آیا۔

جو چیز سائنس کی بھی سمجھ سے بالا تر ہو۔ سائنس و طب، اور میڈیکل سائنسز کے علم سے ماورا ہو اس کا علاج روحانیت میں ڈھونڈ لینا چاہیے۔

آج وہ بھی ہر چیز چھوڑ چھاڑ کر اس نازک سی جانب کو لیے پنجاب کی سرزمین پر آیا تھا۔ سب سے پہلے احان آساوری کو لے کر لاہور ہی گیا تھا۔ لاہور سے آج وہ با راستہ حافظ آباد سے سرگودھا کی جانب آیا تھا۔ وہ جہاں رکا تھا اسے شہر کو خوشاب کہتے ہیں۔

یہ سرگودھا ڈسٹرکٹ کے پاس وادی سون سکیسر کے دامن میں ایک چھوٹا سا شہر خوشاب تھا۔ جہاں کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں کا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خوش کا مطلب یہاں خوش ذائقہ لیا جاتا ہے اور آب کا مطلب پانی۔ یوں یہ شہر خوشاب کے نام سے مشہور ہے۔ شہر کے مضافات میں ایک چھوٹی سی درگاہ تھی جسے بادشاہ دربار کہتے ہیں۔ جہاں پر انھوں نے سٹے کیا تھا۔

آج کل لوگوں نے درگاہوں اور پیری فقیری کے نام پر جو کاروباری اڈے کھول رکھے تھے)

وہاں

پر اس چیز سے بالاتر ایسی اصلی کرامات والی جگہیں بھی تھیں جہاں سے اللہ کے حکم اور نورانی علم سے اکثر بیماروں کو شفا بھی ملتی تھی۔ بس در در کا بھکاری بننے کی بجائے انسان کو سچ اور حق کی جگہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔۔

اس درگاہ کے بارے میں کرامت مشہور تھی کہ جو لوگ یہاں پانی کے گھڑے بھرنے کی منت مانگتے تھے)وہ پانی یہاں کی درگاہ سے ملحقہ مسجد میں نمازیوں کے وضو کے لیے استعمال ہوتا تھا (ان لوگوں کی وہ منتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ضرور پوری ہوتیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے آساوری کے ساتھ درگاہ پر بڑے احترام سے حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ درگاہ کا متولی انھیں درگاہ کے جدی پشتی فقیر بابا جی کے پاس لے کر گئے۔ جنھوں نے آساوری کو پردے میں ہی رہنے کا حکم دیتے دور سے دم کیا۔

دم کروانے کے بعد احان اور آساوری نے مہمان خانے میں تھوڑی دیر سٹے کیا تبھی ان کے سامنے وہاں کی مشہور زمانہ تبرک دال روٹی پیش کی گئی۔

آساوری نے پیالی میں دیکھا تو بے اختیار مسکرا اٹھی۔)کہ پیالی میں دال (الگ اور پانی الگ تیر رہا تھا

ہیے،،، مزاق نہیں اڑاتے چپ چاپ کھا لو،، سنا ہے یہ دال یہاں تک ،،،آنے والے زائرین کو اپنی زندگی میں کبھی نہیں بھولتی

احان نے کہا تو اب آساوری نے اس شوربے نما پانی میں روٹی بھگو کر کھائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری ہونق سی بنی احان کو دیکھے گئی۔ سچ میں اس پانی نما دال کا ذائقہ ایسا تھا کہ اپنی پوری زندگی میں آساوری نے ایسا ذائقہ نا چکھا ہوگا۔ وہ جو ان دنوں کچھ نا کھاتی تھی نا پیتی تھی اب وہ پوری پیالی پی کر اور کی تمنا کرنے لگی۔

،،،احان مجھے اور چاہیے

احان مسسکرایا تبھی ایک بزرگ متولی ان کے لیے ایک اور پیالہ لے آیا۔ بزرگ نے آساوری کے سر پر ہاتھ رکھا۔

،،اللہ تعالیٰ شفا دے بیٹی،، نیک نصیب ہوں،، نیک اولاد سے نوازے

بزرگ نے دعا دی اور چلا گیا۔ آساوری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔

،،،احان انھیں کیسے پتہ کہ میں

CLASSIC URDU MATERIAL

اششش،،، آسی،، کچھ چیزیں کیوں ، کیسے جیسی چیزوں کے کاف سے ماورا ہوتی ہیں،، جن کے بارے میں زیادہ سوچنا نہیں چاہیے،،، ہمارے لوٹنے کا ،،،وقت ہو گیا،، اب جلدی کرو

احان نے اسے نرمی سے سمجھایا۔ وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔

ڈھیر ساری دعائیں اور نیک تمنائیں لے کر وہ واپس سندھ کے لیے لوٹے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

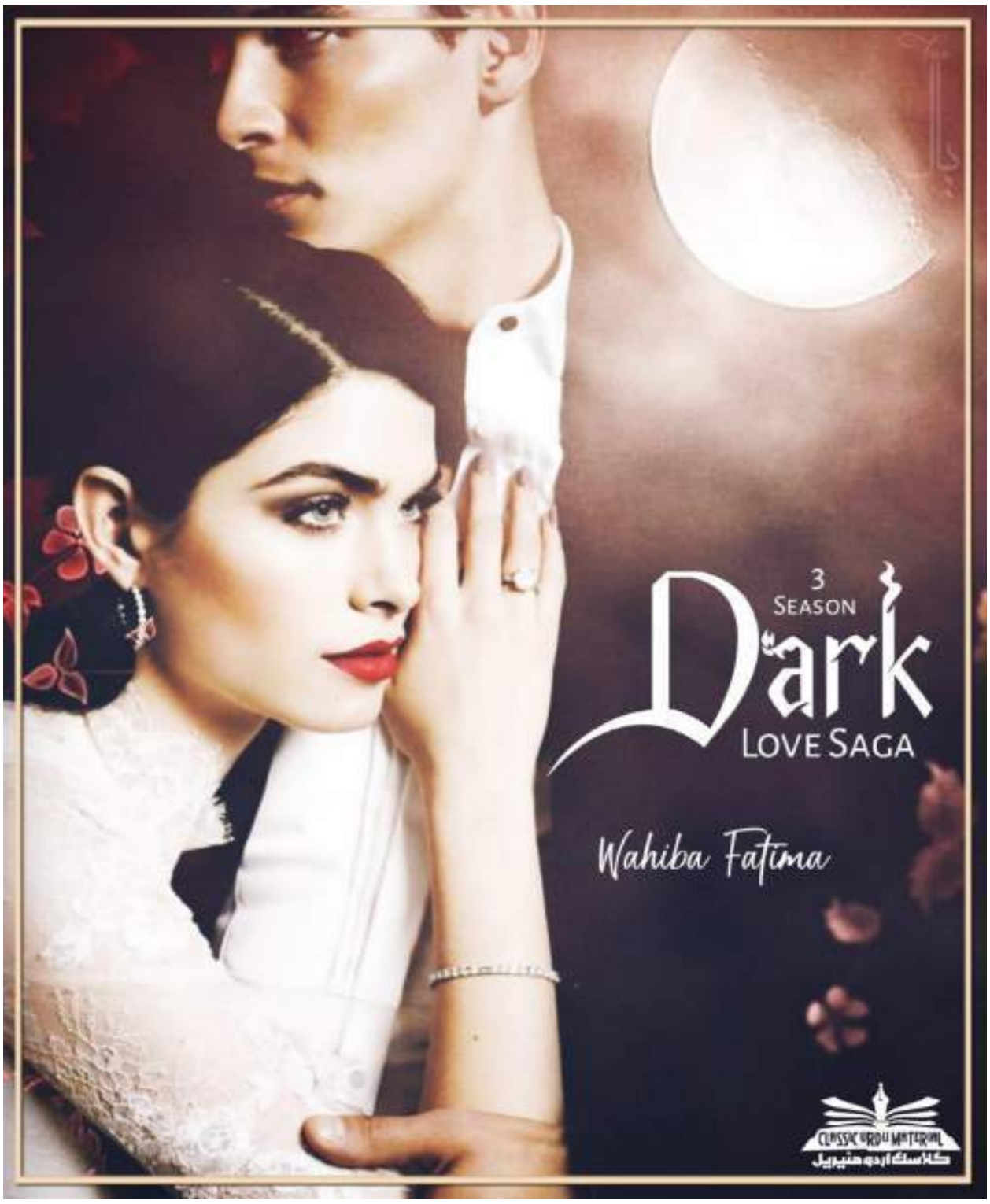
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 59....

Aman_moujza special

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کی کسی غیر معمولی سی چیز سے آنکھ کھلی۔

،،،،،،،،،،،،امن پلیززززززز

عاجزانہ سا لہجہ اختیار کیا۔ کیونکہ وہ بڑے سکون سے بیڈ کے قریب چیئر کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا اسے فرصت میں نہارنے میں مصروف تھا۔ معجزا کو پا کر بھی ایک اس شخص کی جنون خیزی اور دیوانگی تھی جو کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی بلکہ دن با دن لمحہ بہ لمحہ اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب بھی وہ جانے کب سے بیٹھا اسے دیکھتے ہوئے اس کے اٹھنے کا انتظار

کر رہا ہو گا۔ اسے آنکھیں کھولتا دیکھ امن اب بیڈ پر اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر بیٹھا تھا۔۔ زرا سا جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

،،،گیٹ اپ،،، کوکو مو،،، جلدی اٹھو

،،،امن پلیز،،، میں نماز پڑھ کر سوئی تھی مجھے سونے دیں ناں

مدھم سے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بول کر وہ کروٹ بدل گئی۔ امن نے پھر پر تپش نگاہوں سے اسے دیکھا جس نے اس کا چین، قرار سکون سب کچھ لوٹ لیا تھا۔

امن نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئی چاکلیٹ ڈارک براؤن بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا۔ ماتھے سے گال اور پھر چہرے پر رقص کرتی اس انگلی کی سرسراہٹ سے وہ نیند میں بھی بدک گئی۔

،،،امن

اس نے نیند میں سے پکارا اور پھر کروٹ بدلنا چاہی۔ مگر اب کی بار امن نے اس کی کوشش ناکام بناتے ہوئے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے اپنی

CLASSIC URDU MATERIAL

جانب کھینچا اور کھینچ کر سینے میں بھینچ لیا۔ وہ صبح صبح اس کے اس جارحانہ تیور سے پھر گڑبڑائی تھی۔

،،،،،،امن

وہ بول نہیں پائی تھی۔ نا امن نے اسے بولنے کی اجازت دی تھی۔ امن اس کی سانسوں کو اپنے سینے میں اتارنے لگا۔ اس کی قربت میں وہ یونہی ہوش اڑا بیٹھتا تھا۔ وہ جب قریب ہوتی تو دل کرتا کہ اسے سانسوں جتنا قریب رکھے اور جب دور ہوتی تو دل یہی چاہتا کہ آنکھوں کے سامنے ہو۔ وصل کے ان لمحات کے لیے اس کا برسوں کا منتظر تشنہ عشق تھا جو محبت کے جام سے سیر ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ اب وہ دنیا بھلائے انتہائی نرمی سے اسے چھو کر محسوس کر رہا تھا۔ اس نے اس کی سانسوں کو زرا سی آزادی بخشی تو معجزا نے ایک گہرا سانس بھرتے اسی کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔

امن کا ہاتھ اس کے پہلو کی نرماہٹ محسوس کرنے لگا۔ وہ اتنے میں ہی جی جان سے لرزنے لگی۔

اتنی سی قربت بھی نازک طبیعت پر گراں ہے؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اس کی جان کی لو کو لبوں میں دباتے پوچھا۔ معجزا نے اس کی شرٹ کندھوں سے اپنے ہاتھوں میں دبوچ لی۔ تب وہ ایک گہری گھٹا کی مانند اس کے وجود پر قابض ہوا تھا۔

معجزا تکیے پر نیم دراز تھی اب بے حد قریب اس کی سانسوں کے مدھر ترنم اور دہکتی تپش کو اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ اس سے نگاہیں ملانے کی بجائے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔ امن نے نرمی اور شدت محبت سے اس کا ماتھا چوما۔ امن کے لبوں نے اس کے ہاتھ سے بازو، اور پھر کندھے تک کا سفر کیا۔

،،، آپ،،، نے،،،، ہاسپٹل،،، نہیں،،، جانا

لرزتے کانپتے اس کے لبوں سے یہ چند الفاظ ادا ہوئے تو وہ گہرا مسکرا دیا۔

تم نے مجھے ایسے اپنے وجود کے عشق میں الجھایا ہے کہ میں کچے دھاگے سے بندھ کر رہ گیا ہوں،، کہیں اور جاتا بھی ہوں تو لوٹ پھیر کر تمھارے پاس ،،،واپس آ جاتا ہوں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اس کے کان میں مدھر سرگوشی کر کے اپنی من مانیاں جاری رکھیں۔ معجزا کو خاموشی سے اپنا وجود مکمل طور پر اس کے سپرد کرنا پڑا۔

امن فریش ہو کر بلکل تیار اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔ وہ کسلمندی سے ابھی کمفرٹر میں ہی لیٹی رہی۔ وہ آہستگی سے چلتا بیڈ کے قریب آیا۔

،،،جزا،، کلاس لینے نہیں جانا

امن نے جھک کر اس کے ماتھے سے بکھرے بال ہٹائے۔

امن،، مجھے میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی،،، آپ جائیں آج میرا چھٹی ،،کرنے کا پروگرام ہے

اس نے سستی سے کہا۔

،،،جزا آر یو اوکے،،، وہ فکر مند ہوا۔ "کہو تو رک جاؤں تمھارے پاس

امن نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر چیک کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نہیں نہیں امن آپ ہاسپٹل جائیں،،، مجھے معلوم ہے آج آپ کا ہاسپٹل جانا ،،،ضروری ہے،،، میں اپنا خیال رکھوں گی پرامس

اس نے کمفرٹر میں سے ہی سستی سے کہا تو امن کو لاکھ فکر مند ہونے کے باوجود بھی ہاسپٹل کے لیے نکلنا پڑا۔ اس کے جانے کے بعد وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی جسے اپنی طبیعت کافی دنوں سے بہت زیادہ خراب محسوس ہو رہی تھی۔ مگر اس نے کسی کو بتایا ہی نہیں نا کسی سے شئیر کیا تھا کہ وہ کس تکلیف سے گزر رہی ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ایک سرجری سر انجام دے کر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔ باہر نکلتے ہی ایک پیشنٹ کی فایل چیک کر کے وہ اپنے کیبن میں آیا۔ فون اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔ جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

،،،حکم سرکار

سامنے سے خضر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

آگے سے امن کی فرمائش نے خضر کی رگ ظرافت کو پھڑکا دیا۔ تبھی وہ معنی خیزی سے بولا۔

جان لیوا تھیں خواہشیں ورنہ

وصل سے انتظار اچھا تھا

،،،بکو مت،،، جو کہا ہے کرو

امن جان بوجھ کر بگڑ کر بولا۔ تاکہ وہ مزید نا چھیڑ سکے۔

امن نے فون رکھ کر دانتوں تلے لب دبایا۔ اپنے آپ کی ہی سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ آخر اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا؟؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

اس دوران اسے ایک ہفتے کے لیے ایک سیمینار اٹینڈ کرنے اسلام آباد جانا پڑا۔ یہ چند دن بھی وہ ہجر کی سولی پر لٹک کر دیار غیر میں بمشکل گزار کر آیا تھا۔ سیمینار اٹینڈ کر کے گھر آیا تو ہاسپٹل میں ایمرجنسی آن پڑی ل۔ ابھی اس سے ڈھنگ سے ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی کہ اسے ہاسپٹل آنا پڑا اس پر متضاد یہ کہ آج بھی وہ کلاس اٹینڈ کرنے نہیں آئی تو اسے ہاسپٹل میں خالی پن سا محسوس ہو رہا تھا۔

کچھ دنوں سے وہ سست سست سی تھی۔ آج پھر وہ کلاس اٹینڈ کرنے نہیں آئی تھی۔ گھر پر شفا کے پاس ہی تھی۔

وہ ایک ملاقات چاہتا تھا بھرپور ملاقات۔ تبھی خضر سے ایک فرمائش کر ڈالی۔

بھابھی جلدی کیجئے پلیز،،،خضر اس کے سر پر سوار اس کے ہاتھ پاؤں پھولائے دے رہا تھا۔۔ وہ بوکھلائی سی تھی۔ ایک تو طبیعت بوجھل تھی۔ دوسرا امن کی جانب سے ملنے والا یہ آرڈر کہ امن کو اس کے ساتھ کسی ضروری سیمینار میں جانا ہے۔ شفا نے اسے براؤن ویلوٹ کی کرتی کے نیچے براؤن جامہ وار کا

CLASSIC URDU MATERIAL

ٹراؤزر اور آرگنزا کے براؤن دوپٹے کے بارڈر پر ویلوٹ کی پٹی پر گولڈن کام والا سوٹ پہنایا۔ کچھ ہی دیر میں وہ بلکل تیار تھی۔۔ براؤن سینڈل کے سٹریپ باندھ رہی تھی جب خضر نے پر آفت مچائی۔

،،،بھابھی اور کتنی دیر لگے گی

،،،پلیز خضر بھائی مجھے کنفیوز مت کریں

اب وہ روہانسی ہوئی تھی۔ اور اس کی شکل دیکھ خضر کو بہت زیادہ ہنسی آئی۔

،،،اوکے چلیں

وہ خضر کے ساتھ باہر نکلی۔ سر پر براؤن حجاب تھا وہ اتنی تیاری سے سخت نروس ہو رہی تھی۔

اس کا نروس ہونا بنتا تھا۔

کہ اس شخص کی جنون خیزیاں تو عام طور پر برداشت کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا کجا کہ وہ اتنے کیل کانٹوں سے لیس ہو گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے خضر نے گاڑی وائیٹ پیلس سے باہر نکالی۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

ویسے بھابھی ہمارے بھیا آپ کے عشق میں گِٹے گوڈوں تک نکے ہو گئے ،،،ہیں

خضر نے کہتے دانتوں تلے لب دبایا۔ معجزا پہلو بدل کر رہ گئی۔

،،،ویسے ڈاکٹر صاحب خود دھواں دار قسم کے مریضِ عشق بن چکے ہیں

خضر نے اسے پھر چھیڑا۔

،،،خضر بھائی ہم سیمینار اٹینڈ کرنے ہی جا رہے ہیں ناں

اب اتنا وقت ان جلادوں کے ساتھ گزار کر اتنا تو وہ ان کو جان ہی چکی تھی تبھی مشکوک لہجے میں پوچھ بیٹھی۔ خضر اس کے انداز پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ مگر گاڑی ہاسپٹل میں داخل ہوئی تو معجزا مزید شک میں مبتلا ہوئی۔

،،خضر بھائی ہم ہاسپٹل کیوں جا رہے ہیں

وہ پھر متفکر ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارے بھئی ہاسپٹل سے امن کے ساتھ جائیں گی یا آپ لوگ دونوں الگ الگ ،،،تو نہیں جاؤ گے ناں

خضر کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

یہ گاڑی اپارٹمنٹ کی طرف کیوں جا رہی ہے،،،؟

معجزا نے پھر پہلو بدلا۔

اب آپ اتنی تیاری کے ساتھ ہاسپٹل جاتی عجیب نہیں لگیں گی تبھی اپارٹمنٹ ،،،جا رہا ہوں تاکہ وہاں سے آپ دونوں "سیمینار "روانہ ہو سکیں

اس نے سمینار پر زور دیتے معنی خیزی سے کہا۔ معجزا بری طرح جھنجھلائی تھی۔ گاڑی اپارٹمنٹ کے سامنے رکی۔ خضر نے گاڑی سے اتر کر معجزا کے لیے دروازا کھولا۔ وہ جھجھکتے نیچے اتری۔ معجزا نے خضر کی جانب دیکھا جو اپنی جگہ پر جم گیا تھا۔

،،،اب اندر جائیں،،، سوچ کیا رہی ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کی پتلی ہوئی حالت دیکھ خضر کو ہنسی کنٹرول کرنا مشکل امر لگ رہا تھا تبھی چہرہ سرخ پڑ گیا۔

وہ کنفیوز اب اپنے براؤن نیل پالش لگے ناخن دانتوں تلے کتر رہی تھی۔

کم آن بھابھی مجھے ایسے تو فیل مت کروائیں کہ جیسے میں آپ کو کسی محاذ پر بھیج رہا ہوں،،،

خضر نے دانت نکالے۔ معجزا نے اسے گھورا۔ خضر اس تھمب اپ کا اشارہ کرتے گاڑی میں بیٹھ کر یہ جا وہ جا۔

اب معجزا دھیمے قدموں سے چلتی اپارٹمنٹ کی جانب آئی اور دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئی۔ اندر داخل ہوئی تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

اپارٹمنٹ بہت خوابناک طریقے سے سرخ سینٹڈ کینڈلز، سرخ بلونز اور سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔ یہ سب بہت مبہوت کر دینے والا تھا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی آگے بڑھی۔

اس جادوگر کی فسوں خیز مہک بتا رہی تھی کہ وہ خود بھی یہیں کہیں تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،امن

اس نے آہستگی سے پکارا۔

تب ہلکا سا میوزک آن ہوا۔۔

اگ لاواں مجبوری نوں

آن جان دی پسوڑی نوں

زہر بنے، ہاں، تیری

پی جاواں میں پوری نوں

آنا سی، اوہ نئیں آیا

دل بانگ بانگ میرا ٹکرایا

CLASSIC URDU MATERIAL

کاگا بول کے دس جاوے

پاواں گھیو دی چوری نوں

راواں چہ، باواں چہ، اوہ نوں لکاواں

کوئی مینوں نہ روکے

میرے ڈھول جدائیاں دی تینوں خبر کِویں ہووے؟

آجاوے دل تیرا پورا وی نا ہووے

ہاں، بنیا بنائیاں دی گل بات کِویں ہووے؟

آجاوے دل تیرا پورا وی نا ہووے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کچن سے لبوں پر ایک شریر مگر مسرور سی مسکراہٹ لیے باہر آیا۔ ہاتھوں میں بے تحاشا خوبصورت بوکے تھا۔ وہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ جم گیا۔ مسکرانا تک بھول گیا۔ وہ یک ٹک سانس روکے اسے دیکھے گیا۔ معجزا بری طرح نروس ہوئی۔ خود ہی قدم قدم چلتی اس کے قریب آئی۔

امن یہ سب کیا ہے،،،؟؟؟؟

اس نے حیرانی سے ادھر ادھر دیکھ کر پوچھا۔ تب وہ ہوش میں آیا تھا۔

ہماری فرسٹ آفیشل ڈیٹ،،، وہ اس کی جانب بوکے بڑھاتا شرارت سے مسکرایا۔ معجزا نے بوکے تھاما تو امن نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کر لیا۔

،،،خضر بھائی واقعی ٹھیک کہہ رہے تھے

معجزا نے منہ بنایا۔

،،،کیا کہہ رہا تھا خضر

امن نے مسکراتے پوچھا جانتا تھا ناں کہ اگر خضر نے کچھ کہا ہو گا تو یقیناً کوئی نا کوئی شوشا ہی چھوڑا ہو گا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہی کہ ڈاکٹر صاحب عشق میں نکمے ہو گئے ہیں،،، معجزا نے سکون سے کہا تو ڈاکٹر صاحب نے محظوظ کن قہقہہ لگایا۔

،،،یہ تو بلکل ٹھیک کہا خضر نے

امن نے کہتے اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکھے۔ وہ اپنے آپ میں سمٹ گئی۔

،،،ہمیں تو سیمینار جانا تھا نا

وہ اس کی بانہوں میں کسمسائی۔

،،کونسا سیمینار،، کہاں کا سیمینار،،، یہ گانا سن نہیں رہی جانِ امن

اگ لاواں مجبوری نوں

آن جان دی پسوڑی نوں

زہر بنے، ہاں، تیری

پی جاواں میں پوری نوں

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے گانے کے بول کے ساتھ اس کے ماتھے کا ایک ایک نقش چوما تھا۔

،،،،آپ نے جج،،، جھوٹ بولا مجھ سے

وہ اپنی شرم و حیا اپنی گھبراہٹ کو غصے کے پیرائے میں لپیٹ کر بولی مگر زبان پھر بھی لڑکھڑا گئی۔ امن نے اسے بانہوں میں بھرا اور اسے اپنے قریب کیے صوفے پر بیٹھ گیا۔

جھوٹ کہاں تھا،، مسز امن آریان پاشا ،ڈاکٹر امن آریان پاشا سے سیمینار اٹینڈ کرنے آئی ہے،،،

وہ اطمینان سے بولا۔ اور اس کی کمر کے گرد دونوں بازو حمائل کر کے اسے اپنے قریب کیا۔ معجزا نے اسے گھورا تو اس نے شرارت سے آنکھ ونک کر دی۔

کچھ زیادہ ہی نہیں لوفر ہو گئے ہیں آپ،،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے جز بز ہو کر کہا۔

،،،اپنی بیگم کے ساتھ لوفر پن کرنا تو بری بات نہیں

امن مسکرایا۔ معجزا نے اس کی نگاہوں کی تپش کی تاب نا لاتے اپنا چہرہ جھکا لیا۔ امن نے چن سے تھام کر اس کا چہرہ اوپر کیا تو پہلی نگاہ روشن ماتھے پر مہتاب کی طرح چمکتے اس پاکیزہ مہراب پر اٹھی اور پلٹنا بھول گئی۔ معجزا نے حسب عادت ماتھے سے اس کے بال ہٹائے۔ اس کا یہ عمل امن کی روح میں ایک سکون ایک سرور سا اتار دیا کرتا تھا۔ اب وہ شہادت کی انگلی سے اس مہراب کو چھو رہی تھی۔

بیک گراؤنڈ میں بجتے دھیمے سروں کے اس گانے نے معجزا کے دل کی بھرپور ترجمانی کی۔

CLASSICURDUMATERIAL

بُھل گئی مجبوری نوں

دنیا دی دستوری نوں

ساتھ تیرا ہے بتھیرا

پورا کر ضروری نوں

آنا سی، اوہ نئیں آیا

راستہ نہ دکھلایا

دل ہمارا دے سہارا

خواہشات ادھوری نوں

واری میں جاواں، میں تینوں بلاواں

گل ساری تاں ہووے

میرے ڈھول جدائیاں دی تینوں خبر کیویں ہووے؟

آجاوے دل تیرا پورا وی نا ہووے

CLASSIC URDU MATERIAL

ہاں، بنیا بنائیاں دی گل بات کیویں ہووے

،،آجاوے دل تیرا پورا وی نا ہووے

معجزا نے ہلکا سا جھک کر اس مہراب کو اپنے لبوں سے معتبر کیا۔ امن نے اس کی اس جرات پر اسے اپنے طریقے سے ایک بےباک سے انعام سے نوازتے اس کی سانسیں اپنی سانسوں میں اُلجھائیں تھیں۔ یہ وہ مقام تھا جب معجزا کا دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگتا۔ اس کی یہ چاہتیں تھیں، یہ شدتیں جو ناقابلِ فہم تھیں جو معجزا کو کسی اور ہی دنیا کی سیر کروا دیا کرتیں تھیں۔ اب بھی اس کا تنفس بری طرح بگڑ چکا تھا۔ امن نرمی سے پیچھا ہٹا تو معجزا نے اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب یہ تو طے تھا اب اس کے بعد کا تمام وقت صرف اور صرف امن کا تھا یہ وقت اسے اسی کی قربت میں گزارنا تھا۔

دیا ارشن کی واپسی پر وہ کافی سارا وقت ان کے ساتھ گزار کر اب اپنے کمرے میں واپس آئے تھے۔ آج سنڈے تھا اور امن پر کافی برڈن آ چکا تھا۔ خضر بھی ساحر کے کہنے پر کل ہی علیزے کو لے برازیل چل گیا تھا۔ جس سے ہاسپٹل کا کافی سارا کام اسے ہی نمٹانا تھا۔

وہ بہت دیر سے علامہ اقبال سٹائل میں کنپٹی پر ہاتھ رکھے بیڈ پر بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔ امن اپنے لیپ ٹاپ میں پوری طرح منہمک تھا۔ فائلز کا پلندہ ٹیبل پر پڑا تھا گھونٹ گھونٹ کافی پیتا وہ اپنے کام میں بری طرح مصروف تھا۔

معجزا جھنجھلا کر پیر پٹختی بیڈ سے اٹھی تھی۔ آخر اس کے سر پر پہنچی۔ اس کی گود میں بیٹھ کر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر لیے۔ امن نے آبرو آچکا کر اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو میری جان کو اب کیا مسئلہ درپیش آ گیا،،؟

CLASSICURDUMATERIAL

امن میں بہت سخت قسم کی بور ہو رہی ہوں،، تھکتے نہیں آپ یہ ٹیکے دواؤں کا حساب کرتے کرتے،، مجھے تو آپ میں سے بھی میڈیسن کی سمیل آنے لگی ہے اور رات کو خوابوں میں پانچ پانچ فٹ کے انجیکشن میرے پیچھے بھاگ ،،،رہے ہوتے ہیں

اس کے شوشے پر امن نے اسے گھورا۔

میری جان میرا فرض ہے میری ڈیوٹی،، جو مجھے دینی ہے،،اب ہٹو سامنے بہت ،،سارا کام ہے

امن نے نرمی سے کہا۔

اونہہ سنڈے کو بھی کام،، اچھا میں آپ سے چند سوال پوچھوں گی،، اگر ایک کا بھی جواب آپ نے رونگ دیا تو آپ مجھے آئسکریم کھلانے لے جائیں گے ابھی،، اور اگر سب رائٹ آنسر ہوئے تو میں پھر ضد نہیں کروں گی،، اوکے

معجزا نے اس کے کالر کے بٹن سے کھیلتے ہوئے بچوں کی طرح کہا۔ امن گہرا مسکرایا

CLASSIC URDU MATERIAL

"اوکے"

وہ کیا چیز ہے جس کو مارنے کا نا کوئی جرم ہے نا سزا"؟؟"

معجزا آکسائیڈ ہوئی۔ مگر پھر جھاگ کی طرح بیٹھنا پڑا۔

"مس کال"

تسلی بخش جواب آیا۔

وہ کیا چیز ہے جو ہم کان سے نکال کر کھاتے ہیں،،؟"

معجزا نے گردن اکڑا کر پوچھا مگر

"سالٹ"

وہ کون ہے جو کبھی سوال نہیں کرتا بلکہ ہر وقت جواب دیتا ہے،،؟"

معجزا نے اب اسے بری طرح گھورا کے وہ سہی جواب کیوں دے رہا ہے۔ اس نے دانتوں تلے لب دبا کر پھر جواب دیا

"آپ کا سیل فون"

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کیا چیز ہے جو بس بڑھتی ہے لیکن کبھی گھٹتی نہیں؟؟؟؟"

معجزا جھنجھلائی۔

"آپ کی عمر"

امن نے بول کر دانتوں تلے لب دبا کر اپنی مسکراہٹ روکی۔ کہ اب وہ جھنجھلا رہی تھی۔

معجزا نے اسے گھورا۔ وہ جانتی تھی ان جلادوں کی ذہانت کا شاید ہی کوئی یا خاص کر وہ خود کبھی مقابلہ کر پائے۔)ہاں لیکن ایک چیز تھی جس نے ان کے ناک میں دم کر رکھا تھا اور نا یہ لوگ ان سے اس چیز کا مقابلہ کر سکتے تھے اور نا ہی جیت سکتے تھے اور وہ تھی۔

(اوٹ پٹانگ حرکتیں اور سوالات

اوکے بس لاسٹ،، یہ بتائیں رسوڑے میں کون تھا،،؟"

معجزا نے دانتوں تلے لب دبایا۔

واٹ،،،؟

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اسے عجیب نگاہوں سے دیکھا۔

ہاااااں،،، بتائیں ناں رسوڑے میں کون تھا،،،؟

وہ اب اطمینان سے سوال پوچھ کر مسکراتی اس کی گود سے اتر گئی۔

یہ رسوڑا کیا ہوتا ہے،، تم مجھے بے وقوف بنا رہی ہو،، رائٹ؟

امن نے اسے مشکوک نگاہوں سے گھورا اور جلدی سے یہ سوال گوگل کیا۔
مگر اس سوال کی بیشمار میمز دیکھ کر وہ اور زیادہ مشکوک ہوا۔

کوکو مو اگر تو یہ کوئی سٹوپڈ سوال ہوا یا کوئی جوک تو رات میں تو ابھی خاصا ،،وقت ہے آئی سوئیر میں آج ابھی دن دیہاڑے تمھارا جینا حرام کر دوں گا

امن نے گہری سنجیدگی سے اسے گہری نگاہوں میں رکھتے ہوئے کہا تو ایک مرتبہ تو معجزا بھی بوکھلائی تھی۔ مگر

ارے بابا ،، مجھے پتہ ہے آپ گوگل کر چکے ہیں، تو آپ کا ہر جگہ بس یہ سوال ہی نظر آیا ہو گا کہ کون تھا،،؟ تم تھی،،؟ میں تھی،،؟ کون تھا؟،،بٹ ،،،اس کا جواب کہیں نہیں دکھا ہو گا

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا کا اعتماد پھر بحال ہوا تھا۔

،،بٹ یہ تو سب میمز ہیں

امن پھر مشکوک ہوا۔

وہ اس لئے کہ یہ ایسا انٹرنیشنل کوئسچن ہے جس کا آج تک کوئی آنسر نہیں

،،دے پایا تبھی تو اس پر میمز ہیں بٹ آنسر نہیں ہیں

معجزہ نے اطمینان سے کہا۔

امن ان باتوں کے دوران)جنھیں وہ سمجھتا تھا کہ بے تحاشا ذہین ہیں (ان دوستوں کو یہ سوال فارورڈ کر چکا تھا۔ دو تین جگہ سے تو کوئسچن مارک ہی آیا۔ مگر اب کے بار اس کے جگر التمش کے وائس نوٹ تھے۔ امن نے معجزا کو دیکھتے ہی میسجز پلے کیے۔ معجزا نے حفظ ماتقدم کے طور پر کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا۔ جو کھلا تھا تو وہ اطمینان سے وہیں کھڑی رہی۔

پہلے سوال دہرایا گیا تھا۔

رسوڑے میں کون تھا؟

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر چھوٹتے ہی جواب موصول ہوا تھا جو کہ کافی تسلی بخش تھا۔

،،تواڈی پوا دا منڈا سی"

ابے یہ سوال یقیناً بھابھی نے پوچھا ہو گا تم سے ،،کیونکہ بھابھی پاگل بنا رہیں" ہیں تمھیں،، یہ ایک سٹوپڈ سا انڈین ڈرامہ سیریل ہے،، جس کے ایک سین ،،کی میمز بنائی گئی ہیں

وائس نوٹ بند ہوا۔ امن معجزا کی جانب لپکا۔

،،،آ ییییییی

معجزا کیا ہوا ہے تمھیں یو آل رائٹ،،،؟؟؟؟ امن نے اسے کندھوں سے تھاما۔ اس کا چہرہ شدت ضبط سے سرخ پڑ چکا تھا۔

،،،آہہہہ،،،، امن ،،، مجھے درد ہو رہا ہے

وہ دہری ہوتی بے تحاشا رو دی۔

معجزا،،، امن نے اسے تھاما۔ بازوؤں میں بھرا اور بیڈ پر لٹایا۔ وہ اپنے دائیں پہلو پر دونوں ہاتھ رکھے مسلسل تڑپ رہی تھی۔

امن نے اس کی نبض چیک کی۔ اور پھر توجہ سے چیک کرنے پر جو آگاہی اسے حاصل ہوئی وہ حیران کن اور دردناک تھی۔

معجزا،،،، امن نے اسے تھاما مگر وہ تڑپتی چکنی مٹی کی طرح اس کے ہاتھوں سے پھسلی جا رہی تھی۔

Sssssshhhhhiiitttttttttt

،،،معجزا،، ادھر میری طرف دیکھو

امن نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا اور اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فار گاڈ سیک جزا،،، اب یہ مت کہنا کہ میں نے جو تمھیں ٹیبلیٹس یوز کرنے ،،،کے لیے دیں تھیں وہ تم نے لی ہی نہیں

امن نے اس کی بھیگی آنکھوں میں جھانکا۔ معجزا کے نگاہیں چرانے پر وہ صدمے سے اپنے جبڑے بھینچ گیا۔

کچھ ہی دیر میں پورا وائیٹ پیلس معجزا کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔

وہ اتنے مضبوط اعصاب کا مالک بھی اس کی اس صورت حال سے بوکھلا گیا تھا۔ شفا اور باقی سب بھی معجزا کی آواز سن کر کمرے میں چلے آئے تھے۔ امن نے اسے بازوؤں میں بھرا اور فورا لے کر ہاسپٹل کے لیے پہنچا۔

ڈاکٹر امن ان کے میڈیکل چیک اپ کے بعد میں نے صاف صاف الفاظ" آپ سے کہا تھا کہ ابھی یہ بچہ پیدا کرنے کی کنڈیشن میں نہیں ہیں،، یہ فزیکلی

CLASSIC URDU MATERIAL

اور مینٹلی دونوں طرف سے کمزور ہیں،، بلڈ کی بھی کمی ہے،،، جس کی وجہ سے ان کی پریگننسی بہت پیچیدہ اور دردناک ہو سکتی ہے،، اب دیکھیں وہ کتنی ،،،تکلیف میں ہیں

جزا ٹرسٹ کی قابل گائناکالوجسٹ ڈاکٹر عطیہ باٹھ نے امن کو صاف صاف الفاظ میں کہا۔

ڈاکٹر، یہ میری لاپروائی تھی،، مجھے دیکھنا چاہیے تھا کہ وہ مانع حمل کی ٹیبلٹ لے رہی ہے کہ نہیں،، اٹس ٹوٹل مائی مسٹیک،، امن نے اپنی کنپٹی سہلائی۔

ڈاکٹر پلیز ڈو سمتھنگ،،، وہ جبڑے بھینچ کر بولا تھا۔

لیٹس گو ڈاکٹر امن،، دیکھتے ہیں کیا پرابلم ہے،،،؟؟

وہ لوگ گلوز اور ماسک پہنے ڈاکٹر عطیہ کے چیک اپ روم میں آئے جہاں وہ کمزور سا وجود بیڈ پر ہوش و خرد سے بیگانہ تھا۔ ڈاکٹر عطیہ قریب آئیں اور معجزا کا الٹرا ساؤنڈ شروع کیا۔ امن کی نگاہیں الٹراساؤنڈ اسکینر پر ٹکی ہوئیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی معجزا کے حواس لوٹے تھے۔ وہ ہوش میں آئی مگر ڈاکٹر اور امن کی موجودگی محسوس کر کے شرم و حیاء کی وجہ سے آنکھیں موند کر ہی رکھیں۔

"ڈاکٹر،، سکرین میں حمل تو کہیں دکھائی نہیں دے رہا،،، مجھے لگتا ہے جزا ،،،پریگننٹ نہیں ہے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے

امن نے ڈاکٹر عطیہ کی جانب دیکھا جو اسکینر پر نگاہیں جمائے ہوئے تھیں۔

،،،مگر بلڈ رپورٹ کے حساب سے شی از ففٹین ڈیز پریگننٹ ڈاکٹر امن

ڈاکٹر عطیہ نے امن کی بات کی تردید کی۔ وہ کافی غور سے الٹرا ساؤنڈ کر رہیں تھیں۔ امن نے پہلو بدلا۔

،،،،او،،، نو

ڈاکٹر عطیہ کو بے تحاشا صدمہ لگا۔ ان کے اچانک کہنے پر امن چونک کر اسکینر کی جانب متوجہ ہوا۔ مگر سامنے کا منظر دیکھ کر پریشانی کے مارے اس کی بھی ماتھے کی رگیں پھول گئیں تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر امن،، وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا،، انتہائی ویکنیس کی وجہ سے آپ کی مسز کا بےبی یوٹرس میں جا ہی نہیں پایا،، وہ مدر کی ٹیوب میں ہے،، جس کا مطلب جانتے ہیں آپ،،، کہ آپ کی مسز کے سر پر موت کا سایہ منڈلا رہا ہے،، بےبی کی زرا سی گروتھ سے ٹیوب پھٹ سکتی ہے اور مدر کی جان جا سکتی ہے،،،

،،،شٹٹٹٹٹٹ

ڈاکٹر عطیہ نے بھی کف افسوس ملا۔ امن کے تو چہرے کی ہوائیاں ہی اڑ گئیں تھیں۔

،،،ڈاکٹر اس کا کوئی حل

امن کو اپنی آواز گہری کھائیوں سے آتی محسوس ہوئی۔

دو آپشن ہیں ایک "دعا "کہ بےبی اسی ویک کے اندر اندر خود ہی یوٹرس میں چلا جائے دوسرا بےبی کو ریموو کرنا پڑے گا،،،

ڈاکٹر نے دو ٹوک الفاظ ادا کیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ڈاکٹر سیکنڈ آپشن،،، ڈو اٹ

کہتے ہوئے امن کے چہرے پر کافی پتھریلے تاثرات تھے جیسے جانے کتنا ضبط کر کے یہ الفاظ بولیں ہوں۔۔

میں اپنی وائف کی زندگی کو لے کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتا ڈاکٹر،، ون ویک تک کا بھی نہیں،،، اگر ہمارے نصیب میں اولاد ہوئی تو اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارا نوازے گا،، مگر ابھی مجھے میری اولاد، میری خود کی جان سے بھی بڑھ کر ،،،میری وائف کی جان ہے

امن نے پتھر بن کر کہا۔ ڈاکٹر عطیہ خاموش ہو گئیں۔ وہ دونوں اسے آرام کرتا چھوڑ کر کیبن میں چلے آئے۔

،،،،ڈاکٹر،، ڈو اٹ

امن نے پھر بے تحاشا پریشانی میں ڈاکٹر سے کہا۔ ڈاکٹر عطیہ نے س کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

بی بریو،، ڈاکٹر امن،،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،، ابھی فوراً تو کچھ نہیں کیا جا ،،،سکتا جب تک مسز جزا اسٹیبل نا ہو جائیں

،،،ڈاکٹر اس کہ وجہ سمجھ نہیں آئی مجھے"

امن نے ڈاکٹر کے سامنے بیٹھتے دل شکستگی سے پوچھا۔

یہی تو المیہ ہے ڈاکٹر امن کہ ہماری بچیاں جو ان پر گزر رہی ہوتی ہے وہ اپنی فطری شرم و حیا کی وجہ سے کسی سے شئیر نہیں کرتیں،،، آپ کی مسز جتنی ،،،ویک ہیں ان کی ٹیوب میں انفیکشن ہے،، یہ بہت دردناک مرحلہ ہو سکتا ہے مطلب وہ کافی دنوں سے بہت زیادہ تکلیف میں تھیں مگر انھوں نے یقینی طور پر کسی کو بتایا نہیں ہو گا اور جو اب ان کی کنڈیشن ہے یقینا زوجیت کا معاملہ بھی ان کے لیے کافی تکلیف دہ رہا ہو گا،،، لوگ کہتے ہیں یہ نارمل بات ہوتی ہے،،، نہیں یہ نارمل بات نہیں،، بچیوں کو اتنی آگاہی ہونی چاہیے کہ اگر وہ کسی اپنی میریڈا لائف میں کسی قسم کی تکلیف میں ہیں تو وہ لازمی اپنے گھر والوں سے خاص کر اپنے ہزبینڈ یا فیملی سے شئیر کرے تاکہ عین وقت پر اس کا سد باب کیا جا سکے،،، چلیں آپ کی مسز کا معاملہ تو بلکل الگ ہے ،، لیکن

تب مجھے بہت افسوس ہوتا ہے جب عام طور پر بھی اس طرح کے کئی کیسز میرے سامنے آتے ہیں،، آپ یقیناً لکی ہیں ڈاکٹر امن کہ وقت رہتے اس بات کا علم ہو گیا کہ بےبی ٹیوب میں ہے نہیں تو ننانوے فیصد کیسز میں تو پتہ بھی نہیں چلتا اور جانی نقصان تک ہو جاتا ہے،،، اور کافی سارے کیسز میں تو یہ الٹراساؤنڈ میں بھی نظر نہیں آتا کہ بےبی ٹیوب میں ہے،، اللہ تعالیٰ آپ کی ،،،مسز پر رحمت کی نظر فرمائے

ڈاکٹر عطیہ نے امن کا کندھا تھپتھپایا۔

کافی اہم ڈسکشن کے بعد وہ ڈاکٹر عطیہ کے روم سے باہر آیا تو سب خاص کر شفا اور آریان اس کے منتظر تھے۔ سمیع خان اور پاشا ابراہیم بھی بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔

امن نے بے تحاشا تکلیف محسوس کی تھی کہ اب کیا بتاتا خوشی کی خبر آئی بھی تھی تو اس قدر تکلیف اور پریشانی لے کر۔

مگر بہرحال اس نے بمشکل ہی سہی مگر ساری صورتحال سب کو بتا دی تاکہ وہ زہنی طور پر اس چیز کے لیے بلکل تیار رہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

شفا نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا۔ آریان نے اسے تسلی دی مگر وہ روئے گئی۔ سمیع خان سنتے ہی معجزا کے پاس چلا گیا۔

وہ جنرل روم میں آنکھیں موندے لیٹی نڈھال سی تھی۔ ڈاکٹر انعم اس کے سرہانے کھڑی تھی۔ معجزا نے دھیمے سے آنکھیں کھولیں۔ تب انعم لپک کر اس کے قریب آئی۔

،،،،معجزا آر یو آل رائٹ

انعم نے اس کے ماتھے سے بال سہلائے۔ معجزا نے اثبات میں سر ہلایا۔

،،،ڈاکٹر میں گھر کب جاؤں گی

معجزا نے کڑوا سا منہ بنایا۔ تو انعم ہنس دی۔ ہر اڑتالیس گھنٹے بعد اس کے بلڈ ٹیسٹ ہو رہے تھے اور وہ پہلے زرد رنگت کے ساتھ کافی مریضہ لگ رہی تھی۔

،،،بہت جلد انشاء اللہ

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر انعم نے کہا تبھی کمرے میں امن داخل ہوا تھا۔ جسے دیکھ معجزا نے اپنی نگاہیں جھکا لیں۔ مگر وہ بغیر پلکیں جھپکائے کرب آمیز تاثرات لیے اسے دیکھے ،،،گیا۔ وہ قریب آیا۔ ڈاکٹر انعم آپ ڈاکٹر عطیہ کے کیبن میں پہنچیں

امن نے اسے نرمی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

،،،جزا تم ٹھیک ہو

امن نے اسے بازوؤں میں بھرا۔

،،،امن ہم گھر جا رہے ہیں ناں

وہ اکسائٹڈ ہوئی۔ امن نے نگاہیں چرا لیں۔ وہ کوریڈور سے ہوتے اسے ڈاکٹر علیہ کے چیک اب روم میں لایا تھا۔

اسے نرمی سے بیڈ پر لٹایا تھا۔ اس کی حیرت سے پھیلی چاکلیٹ براؤن آنکھوں میں دیکھنے سے گریز ہی کیا۔

تب معجزا پر آگاہی کا عذاب نازل ہوتے ہی کہ وہ اسے یہاں کس مقصد سے لایا ہے روح کانپ گئی۔ بے یقینی سے اس ستمگر کو دیکھا۔ اسے لگا تھا جو اس

CLASSIC URDU MATERIAL

نے یہیں ڈاکٹر عطیہ اور اس کی گفتگو سنی تھی وہ محض بیہوشی کا اثر تھا یا کوئی غلط فہمی تھی۔

تب ڈاکٹر انعم نے امن کی جانب چند پیپرز بڑھائے تھے۔ جنھیں وہ تھام کر ان پر سائن کرنے والا تھا مگر معجزا نے سرعت سے وہ پیپر اس کے ہاتھ سے نوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے تھے۔

امن نے سرخ آنکھیں لیے بے بسی سے اسے دیکھا۔

آپ کو ایسے ،،، کیوں لگتا ہے کہ،،، میں آپ کو اس بات کی،،،،، اجازت دوں ،،،گی کہ ،،،،، آپ اسے ختم کرنے کا ،،،،،سوچیں بھی

معجزا غم وغصے سے کانپ گئی تھی سہم کرنے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے۔ امن نے بے بسی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

تمھاری جان کو خطرہ ہے،،، جزا سمجھنے کی کوشش کرو،، تم تکلیف میں ہو،،، اللہ ،،،،تعالیٰ ہمیں پھر

نہیں،،،، معجزا نے درشتگی سے اس کی بات کاٹتے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

چاہے میرا وجود فنا بھی ہو جائے تب بھی میں آپ کو اس بات کی اجازت ،،،،نہیں دوں گی امن

وہ ضدی ہوئی۔

،،،،لیکن جزا

نہیں،،، ابھی ڈاکٹر نے کہا ہے ناں،،،،، کہ دعا کریں،،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،،،، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گی کہ سب ٹھیک ہوجائے،،،،،، مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا بھروسہ ہے،، مجھے میری دعاؤں سے پوری امید ہے کہ،،،،،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،، میں مایوس نہیں ہوئی،،، تو آپ کیوں مجھ سے میری امید،،،،، چھین کر،،،، مجھے مایوس کرنا چاہتے ہیں،،،،، آپ تو ،،،،خود،،،، اللہ تعالیٰ کے اتنے ،،، قریب ہیں،،، تو کیوں اس کی رحمت سے ،،،،مایوس ہو رہے ہیں

معجزا نے ہچکیوں کے درمیان کہا اور امن کو ہلا کر رکھ دیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واقعی اس کا جو اللہ تعالیٰ سے اتنا گہرا تعلق تھا وہ کیسے اس رب کی رضا میں راضی نا ہوتا۔ اسے اب ہمیشہ کی طرح ہر معاملے کی طرح بس اپنے رب سے رجوع کرنا تھا۔

وہ معجزا کے قریب آیا اور اسے خود سے لگایا۔

ائم سوری جزا،، رئیلی ویری سوری،،، چلو اپارٹمنٹ چلتے ہیں،، کیونکہ ہر اڑتالیس گھنٹے بعد تمھارے بلڈ ٹیسٹ ہونے ہیں تو ابھی وائیٹ پیلس نہیں جا سکتے،،، ہم دعا کریں گے،،، وہ عطا کرنے والا ہے انشاللہ ہمارے اس آزمائش پر صبر کرنے سے ہمیں انعام سے نوازے گا،، انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے ،،،، گا،، ڈونٹ کرائی

امن نے اس کے آنسو صاف کیے۔ معجزا نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔ امن نے عقیدت سے اس کا ماتھا چوما۔

بیشک دعاؤں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ تقدیریں بدل دیتی ہے۔ ایمان مضبوط ہو تو دعائیں بھی رنگ لاتی ہیں۔ وہ رب کی رحمت پر توکل کر کے اسے اپنے ساتھ اپارٹمنٹ لے گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

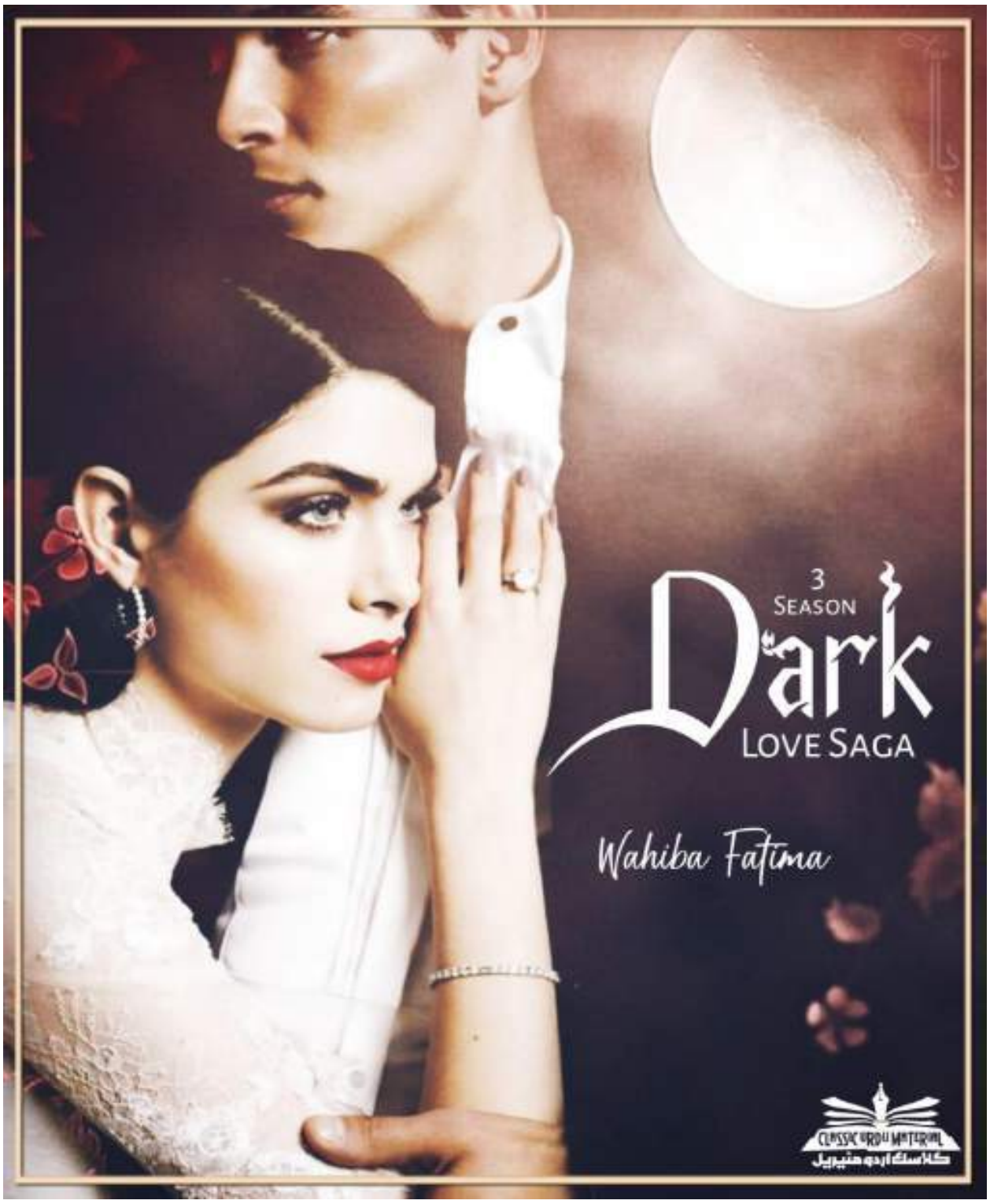
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹیریل

💣💣 Don't copy paste without my permission 📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 60.....last

CLASSIC URDU MATERIAL

بینا ہاسپٹل کے لیے گاڑی لے کر نکلی تھی۔ گاڑی وائیٹ پیلس کی حدود سے نکلی تو اسے اندازا ہو گیا کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ اس نے اپنی گاڑی تیزی سے نکالنے کی کوشش کی مگر اسے چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ اسے گاڑی کو بریک لگانی پڑی۔ وہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی مگر اس کے اوپر چاروں طرف سے گن تان لی گئی تھی۔

اگر نہیں چاہتے ہیجڑے کہ گولیوں سے بھون دیئے جاؤ تو ہاتھ اپنی گردن پر رکھ لو،،،

ان میں سے ایک غلیظ کتے نے منہ سے جھاگ اڑائی۔ بینا نے اطمینان سے اپنے ہاتھ اپنی گردن پر باندھ لیے۔ اب وہ اس کی جانب لپکے۔ ان میں سے ایک نے اسے بالوں سے گھسیٹا۔ وہ کرسی کر رہ گئی۔ وہ کتے اس پر پل پڑے اور اس کے ہاتھ پیر بری طرح رسیوں سے جکڑ کر اسے اپنی گاڑی کی ڈگی میں پھینک دیا۔ یہ کام کرنے سے پہلے انھوں نے درندگی کا مظاہرہ کرتے اسے اچھے سے چیک کیا تھا کہ اس کے وجود پر کوئی ٹریکر ڈیوائس تو موجود نہیں۔ اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد وہ دھول اڑاتے وہاں سے گاڑیاں لے کر نکلے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ڈگی میں دم سادھے لیٹی تھی۔ جب گاڑی جھٹکے سے ایک جگہ پر رکی۔ بینا چونکی اور خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کرنے لگی۔ گاڑی کی ڈگی ایک جھٹکے سے کھولی گئی اور اسے بالوں سے گھسیٹ کر گاڑی سے باہر نکالا گیا۔ بینا کے منہ سے سسکی برآمد ہوئی۔وہ کسی جگہ کا کوئی بیسمنٹ تھا یقیناً مہارانی کی حویلی کا بیسمنٹ تھا وہ کچھ غنڈے تھے جنھوں نے اسے زمین پر دھول مٹی میں پھینکا تھا اور روئی کی طرح دھنک رہے تھے۔

اتنے میں ہی وہاں مہارانی اور شمشان خیل مکروہ قہقہے لگاتے آئے تھے۔

وہاں پوری حویلی سے نکل کر جوق در جوق مہارانی کی وہ باندیاں بھی آنے لگیں جو تھی تو بینا جیسی مگر مہارانی کی درندگی اور بربریت کا شکار ہوتے ہوئے ،اپنی مرضی کے بغیر ناچ گانے،)مجرے (جرائم میں ملوث کیے جانے، سمگلنگ جسم ف * جیسے گھناؤنے فعل سر انجام دینے پر مجبور تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اے ہے یہ دیکھو،،، دیکھو زرا،، آج ہماری چنگل میں کون پھنسا ہے،،، ڈاکٹرنی ،،،،صاحبہ،،، تھوووو

وہ حقارت سے زمین پر تھوکتی اپنے مخصوص سٹائل میں ہتھیلی پر ہتھیلی مار کر تالی مارنے لگی۔

بینا لہو لہان وجود لیے گہرے گہرے سانس بھر اسے دیکھے گئی۔

،،،اس معاشرے میں ہمیں کیا کہا جاتا،،، ہیجڑا، ماموں ،کھسرا،،، شاپر،، ٹھنڈا اور ہمیشہ وہی کہا جائے گا،،، اور تو بھی وہی ہے ،، وہی ،، وہی گندی نالی کا کیڑا بس ایک گوشت کی دکان ،، کوئی نام کوئی پہچان نہیں ملے گی ہمیں،،،،، کیوں بھول گئی اپنی اوقات،،، آج میں تجھے تیری اوقات یاد دلاؤں گی،،، ان سب

CLASSIC URDU MATERIAL

کے سامنے یہ سارے گارڈز آج تیرے ساتھ وہی کریں گے جو ہمارے ساتھ بچپن سے بڑھاپے تک ہوتا ہے،،، اور پھر میں تجھے ان سب کے سامنے زندہ ،،،جلا کر ان سب کے لیے عبرت کا نشان بناؤں گی

مہارانی نے اپنے منہ سے مغلظات بکے۔ بینا اب مسکراتی زمین سے اٹھ کر بیٹھی تھی اور اس کے لبوں کی یہ پراسرار مسکراہٹ مہارانی اور وہاں پر موجود ہر بندے کو بہت عجیب لگی۔

تھوووو،،،،، بینا نے زمین پر خون تھوکا۔ اور جو رسیوں میں ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے ایک جھٹکے سے انھیں آزاد کر دیا۔ ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

،،،منہ کیا دیکھ رہی ہو کرنانی،،، اپنے کتوں سے کہو،، مجھے ہاتھ لگا کر دیکھائیں

CLASSIC URDU MATERIAL

بینا نے سکون سے مہارانی کو کہا۔ تو وہ غصے اور اشتعال سے پاگل ہو گئی۔

اے منہ کیا دیکھ رہے ہو حرام خوروں،،، اس کی چیخیں اس کے یاروں تک ،،،اس پیلس تک پہنچی چاہیں

شماش خیل چلایا۔ وہ جو آٹھ دس غنڈے تھے انھوں نے اسے گول دائرے کی شکل میں چاروں جانب سے گھیر لیا اور مکروہ قہقہے لگانے لگے۔ بینا سکون سے کھڑی رہی۔ وہ اسے مہارانی کی کوئی ڈرپوک اور بزدل باندی سمجھ کر بے وقوفوں کی طرح اس پر پل پڑے۔ مگر بینا نے اپنے بالوں کے لوہے کے کیچر میں سے اپنا اسکیلپل نکالا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی ایڑھیوں پر گھوم کر اپنا دفع کرتی ان کو گاجر مولی کی طرح کاٹ چکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب حیرت سے پھیلی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ مگر مہارانی اور شمشان خیل کی آنکھیں تو اس وقت باہر کو ابل پڑیں جب وہ سارے سانڈ پشت کے بل کٹ کٹ کر پیچھے زمین پر گرے اور وہاں خون کی ندی بہہ گئی۔

بینا ایک استہزیہ سی ہنسی کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی۔

یہ میں ہوں،، اور یہ میری تربیت ہے،، یہ میری پہچان ہے،، میری مرضی کے خلاف کوئی مجھے ہاتھ تو لگا کر دکھائے کاٹ کر نا پھینک دوں،،، تجھے کیا لگا تو ،،،مجھے یہاں لے کر آئی،،، ارے ہٹ،،، نہیں بےبی،،، غلط فہمی ہے تیری ارے میں خود یہاں آئی،،، ان تیری بزدل اور ڈرپوک باندیوں کا اپنی تربیت ،،،دکھانے آئی،، سرے ہے کسی میں یہاں ہمت تو مجھے ہاتھ لگا کر دکھائے

بینا چلائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسی کے جیسی تھی مگر حیرت سے دنگ اسے دیکھ رہیں تھیں۔ مہارانی اور شمشان خیل کے تو چہرے کے رنگ اڑ چکے تھے۔

بینا نے ان سب کی جانب دیکھا۔

ارے دیکھو خود کو کون ہو تم لوگ،، کیا کرتی ہو،، ناچ گانا مجرا،،، جہاں ان جیسے شیطان اور درندے شرا*ب کے نشے میں دھت تم لوگوں کے ساتھ ہر قسم کا غیر انسانی سلوک کرتے ہیں،،، کبھی کہیں چٹکی کاٹ دی تو کبھی جسم کا کوئی حصہ نوچ لیا،،، اور کیا کرواتی ہے یہ تم سے،، سمگلنگ، جرائم جن کی زد میں آ*کر کبھی بھی پولیس کی گولی تمھارے سینے کے پار ہوسکتی ہے،، یا جسم ف کرتی ہو،،، کیسے اذیت سہتی ہو،،، کہ بعض درندے تمھیں ادھ مرا کر دیتے ،،،ہیں

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ان سے پوچھ رہی تھی ان سے باز پرس کر رہی تھی اور ان میں سے بعض کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

،،،ارے یہ دیکھو مجھ جیسا بنو

بینا نے اسکیلپل ہاتھ میں لہرایا۔

یہ گندی جنھیں میرے یار کہی رہی ہے وہ بھائی ہیں میرے،، میرے گھر والے،، میرے محافظ،، اور میری ایسی تربیت کی ہے انھوں نے کہ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں،،، نمونہ تو دیکھ ہی چکے ہو تم لوگ،،، لیڈی ایکسکیوشنر ،،،ہوں میں،، ہاتھ لگا کر دکھاؤ مجھے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بول رہی تھی کہ مہارانی کے اشارے پر اس کے کچھ اور ساتھی بینا پر پل پڑے۔ مگر اس کی نگاہیں جیسے چاروں طرف تھیں۔ پھرتی سے اپنا بچاؤ کرتے ان کا بھی وہی حشر کیا جو ان سے پہلے کتوں کا کیا تھا۔

،،،تم یہ ہو تو کیا ہوا،،، کون کہتا ہے کہ معاشرے میں اپنا مقام نہیں بنا سکتیں ،،،کیوں خود کو ان گندے پیشوں میں ملوث کر کے اپنی زندگی روند دیتی ہو میرے جیسی بنو،، میرے جیسی،،، ابھی تم لوگوں کی نگاہوں کے سامنے میرے خلاف یہ بکواس کرنے اور مجھے روندنے کے ارادے کے انجام میں، میں اس کرنانی کو زندہ جلاؤں ،،، تم میں سے کون کون اس کے ظلم ، جبر، بربریت اور درندگی کا شکار ہے،،، کس کو روح تک چھلنی کیا ہے،،، کس کے اپنوں کو اس کی آنکھوں کے سامنے زندہ جلایا یا قتل کیا ہے،، کس کی چمڑی گرم سلاخوں سے داغی ہے،، کون کون ظلم کے خلاف میرے ساتھ کھڑا ہے،،، اگر خود کو انسان سمجھتے ہو تو آج پیچھے مت ہٹو،، میرا ساتھ دو،، کون کون اپنے ہاتھوں ،،،سے اس مہارانی کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کہتی طنزیہ مسکرائی۔ جبکہ مہارانی کا چہرہ دیکھنے کے قابل تھا۔ اس کا ہوائیاں اڑا چہرہ وہاں موجود کافی لوگوں کو سکون دے گیا تھا۔ خان شمشان خیل تو جلادوں کی کوئی پلاننگ کا سن کر ہی وہاں سے آہستگی سے کھسک لیا تھا۔ وہ گیا تو اسے جانے دیا گیا کہ اسے بھی جلد عبرت کا نشان بنا دیا جانے والا تھا۔

،،،کیا بکواس ہے،،، کچھ نہیں بگاڑ سکتی تو میرا

مہارانی چلائی۔ مگر وہاں موجود اس کی باندیوں نے جبر کی زنجیریں توڑنے کا فیصلہ کیا تھا تبھی ایک لڑکی نے اسے بالوں سے گھسیٹ کر بینا کے قدموں میں پھینکا تھا۔ مہارانی کا چہرہ خوف سے پھیکا پڑ گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اور پھر بینا نے دیکھا۔ وہاں موجود تمام لڑکیاں پوری حویلی میں پھیل گئیں تھیں۔ چند لڑکیوں نے مہارانی کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے پلر سے جکڑ دیا۔ بینا اطمینان سے وہاں کھڑی رہی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی یہ لوگ اپنے لیے کیا کر سکتی ہیں۔

مگر وہ لوگ اب کچن اور سٹور سے کیروسین اور پیٹرول کی گیلنیں اٹھا کر لائیں تھیں اور پوری حویلی پر چھڑکاؤ کیا جا رہا تھا۔ دو لڑکیاں مہارانی کو پیٹرول سے نہلا رہی تھیں۔

اے،،، یہ کیا؟؟؟ تم لوگ پاگل ہو گئی ہو،، اپنی اوقات بھول گئی ہو،،، ارے کیڑے مکوڑے ہو تم لوگ،، گندے نالی کے کیڑے،،، میں دیکھ لوں گی تم ،،،لوگوں کو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ موت سامنے دیکھ کر ہزیانی ہو کر چلا رہی تھی۔

لڑکیوں نے یہ کام کر کے ماچس بینا کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔)جیسے کہنا چاہتی ہو یہ نیک کام تم خود اپنے ہاتھوں سے سر انجام دے(

بینا نے انھیں باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ وہ لوگ باہر نکلیں بینا ان کے پیچھے ہمقدم ہوئی۔

،،اے رکو کدھر جا رہی ہو،،، ارے کوئی پولیس کا بلاؤ،، یہ پاگل ہو گئیں ہیں میں دیکھنا مار ڈالوں گی تم لوگوں کو،، ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے ،،،پھینک دوں گی

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ صدمے سے پاگل ہو کر اور اپنا اتنا بھیانک انجام سوچ کر جانے کیا کیا بکے جارہی تھی۔

بینا نے ایک آخری نظر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور نفرت سے اپنا رخ پھیر کر حویلی کو آگ دکھا دی۔ وہ ظالم درندہ صفت انسان جو اس حویلی میں جانے کتنے قتل کر چکی تھی۔ جانے کتنی روحوں کو چھلنی کیا کتنے جسم داغے۔ جو یہاں اس حویلی میں چیخیں سن کر سکون حاصل کرتی تھی۔ آج وہی حویلی اس کی دہشت ناک چیخ و پکار سن رہی تھی۔ ظلم وبربریت کا انجام یہی تو ہوتا ہے چاہے جلد دیکھنے کو ملے یا بادیر۔

آج وہ سب جلاد ایک مرتبہ پھر بیسمنٹ میں جمع تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سر پر کفن باندھ کر ظلم وبربریت اور برائی کے خلاف ایک اور جنگ لڑنے کے لیے بلکل تیار تھے۔ ساحر ان کے ہمت وجذبے ان کی نیک نیتی و سچائی کو دیکھ کر کافی متاثر ہوا تھا۔ مگر آج وہ خود ان کا ایک خوبصورت حصہ تھا۔ وہ جو پلان بنا رہے تھے اس کے متعلق ساحر نے ان کو کچھ ایسے پوائنٹس نوٹ کروائے تھے کہ وہ لوگ بھی اس کی ذہانت سے متاثر ہوئے تھے۔ وہ لوگ اکٹھے بیسمنٹ سے نکلے تھے۔ ہیلی کہ زریعے کوئٹہ پہنچنا تھا۔ روان کی لنکا کو جلا کر خاکستر کتنے کے لئے۔

وہ سب جلاد کویٹہ کے مضافات میں اپنے مخصوص ٹھکانے پر موجود تھے۔ احان کو اس کی ڈیوٹی پر بحال کر دیا گیا تھا۔

کیوں؟ اور کیسے؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ بات ابھی عام عوام، میڈیا اور دشمن سے خفیہ رکھی گئی تھی۔ احان اپنی فورس کو لے کر اپنی منزل کی جانب گامزن تھا۔ ہر قدم پھونک پھونک کر رکھا جانا۔ تھا کہ وہ لوگ جانتے تھے۔ ان پڑھ اور سادہ لوح عوام کو درگاہ اور ان کے جھوٹے معجزے سنا سنا کر کس طرح بھٹکایا جاتا رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ مزاحمت عام عوام کی جانب سے ہی ہو سکتی ہے۔ تبھی سارا کام خفیہ رکھا گیا تھا۔

احان نے خیل حویلی اور درگاہ کو چاروں جانب سے گھیر لیا تھا۔ اس کے ڈھیر سارے بندے عام لباس میں بھی چاروں جانب پھیل گئے تھے۔ جب احان نے ریڈ ڈالی تو اس کی لائیو کوریج پورے ملک کے میڈیا پر چل رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ درگاہ میں اندر تک گھستا چلا گیا۔ انفارمیشن کے مطابق وہاں درگاہ میں قبر کے اندر کوئی معزز ہستی نہیں تھی۔ بلکہ وہ تو کوئی قبر ہی نہیں تھی۔ اونچی قبر کے دیوار گیر کتبے کی جانب سے اگر چادر اٹھائیں تو ایک دروازے کے آثار نظر آتے تھے۔ یہ دروازا نام نہاد درگاہ کے بیسمنٹ میں جاتا تھا جہاں دنیا کا ہر غیر قانونی کام ہوتا تھا۔۔ احان نے اندر داخل ہو کر وہ چادر ہٹائی تھی اور اس دروازے کو کھول کر ماہر ٹیم کے ساتھ بیسمنٹ میں اترا جہاں توقع کے رکن مطابق بھاری اسلحہ، مختلف اقسام کی منشیات کا انبار اور بلیک منی کے انبار لگے ہوئے تھے۔ اور بھی بہت کچھ برآمد ہوا تھا جو دل دہلا دینے والا تھا۔ فحش مواد کے انبار،، ایک کمرے میں نیم برہنہ خواتین، اور بہت کچھ۔ یہ سب رونگٹے کھڑے کر دینے والا تھا۔ پولیس نے سب کچھ اپنی تحویل میں لیا۔ لیڈیز پولیس نے ان خواتین کو وہاں سے نکالا۔

تمام اسلحہ اور منشیات کا سامان انھوں نے درگاہ کے احاطے میں نکالا۔ لائیو کوریج جاری تھی۔ بیسمنٹ کا احوال پورے ملک کے میڈیا پر نشر ہو چکا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اس کے باجود توقع کے عین مطابق کوئٹہ کی عوام سڑکوں پر نکل آئی تھی۔ اور لوگوں کے ایک بہت بڑے ہجوم درگاہ کے چاروں طرف اکھٹی ہو گئی تھی۔ لوگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پھر بھی اس نقلی درگاہ سے عقیدت ہو رہی تھی۔ حیرت کی بات تھی۔ باہر عوام پاگل ہو کر باغی ہو رہی تھی۔ مگر احان کو متعلق پرواہ نہیں تھی۔ وہ اپنا کام کیے گیا۔

ادھر شمشان حویلی کو ماہر خان نے چاروں جانب سے گھرا تھا۔ حویلی کے اندر سے بلیک منی کے انبار، بیسمنٹ سے اسلحہ اور منشیات برآمد ہوئیں تھیں۔ ادھر بھی عوام کا سیم ری ایکشن تھا۔ جیسا کے درگاہ میں تھا۔ مگر وہ لوگ جانتے تھے اس ان پڑھ عوام کے دلوں میں جدی پشتی طور پر اس جگہ کے بارے میں عقیدت ڈالی گئی ہے۔ ان کی سادہ لوحی کا دائرہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔ انھیں پاگل اور بےوقوف بنایا جاتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اس عوام میں ان لوگوں کے پالتو کتے بھی ہیں جو عوام کو زیادہ بھڑکا رہے ہیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

عوام پاگل ہو چکی تھی جو اپنے رستے میں آنے والی ہر چیز کو نزر آتش کر رہی تھی۔ پولیس پر پتھراؤ کیا جانے لگا۔

حالات قابو سے باہر ہوتے چلے گئے۔ اپنے ٹھکانے پر پاشا ابراہیم اور وہ یہ سب صورت حال لائیو دیکھ کر پریشان ہوئے تھے۔ مگر یہ وقتی پریشانی تھی۔ انھیں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ لوگ جو بھی کر رہے ہیں بلکل ٹھیک کر رہے ہیں۔

اور پھر نیک نیتی ہو تو اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرما دینا ہے۔ پولیس کی مزید نفری بلا لی گئی اور آہستہ آہستہ حالات پر قابو پایا جانے لگا۔ خیل حویلی اور درگاہ کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے کر نقلی درگاہ کو سیل کر دیا گیا۔ اب یہ جگہ حکومت کی ملکیت تھی۔ کیونکہ یہ قبرستان کی جگہ تھی جہاں پر غیر

CLASSIC URDU MATERIAL

قانونی طور پر قبضہ جمالیا گیا تھا۔ حویلی سے خان زوار خیل اور خان شمشان خیل کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔۔ حالات پر قابو پایا گیا۔۔ مگر اس دوران احان بہت بری طرح زخمی ہوا تھا۔ دشمن کی بھیڑ میں موجود رہ کر بزدلانہ کارروائی میں کی گئی فائرنگ سے اس کا بازو بری طرح زخمی ہوا تھا۔

درگاہ کی حقیقت اور خیل حویلی کے اصلیت پورے ملک کے سامنے بے نقاب ہو چکی تھی۔ خان شمشان خیل کے خلاف تمام ثبوت، گواہ اور ویڈیوز سپریم کورٹ میں با حفاظت پہنچا دی گئیں تھیں۔ وہ جو مہارانی اور خان شمشان خیل نے حشمت راؤ کا خون کیا تھا اس کی بھی فوٹیج عدالت تک پہنچا دی گئی تھی۔

تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ پہلے ارشن کو ایک خفیہ میسج رسیو ہوا تھا۔تب وہ اس احان کے ساتھ رات کے اندھیرے میں راؤ مینشن میں گئے تھے جہاں حشمت راؤ نے اپنے ہاتھ سے انھیں اپنے کالے کرتوتوں کو فاش کرنے کے تمام ثبوت مہیا کیے تھے۔ ان میں سے تو بہت زیادہ وہ ثبوت وہ پہلے ہی حاصل کر چکے

CLASSIC URDU MATERIAL

تھے۔ دشمنوں کے گناہوں کے گھڑے بھر چکے تھے تبھی اب عوام کے سامنے پھوٹے تھے۔

جلاد برائی کے خلاف ایک اور جنگ میں فتح حاصل کر کے غازی بن کر واپس لوٹے تھے۔

معجزا جزا ٹرسٹ کے اپارٹمنٹ میں بیڈ پر نڈھال سی لیٹی ہوئی تھی اور شفا اس کے سرہانے بیٹھی تھی۔ جب بہت اچانک مختلف قسم کی چیخ و پکار، توڑ پھوڑ اور ہنگامہ آرائی کی آوازیں آنے لگیں تو معجزا گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مما یہ کیا ہو رہا ہے،،، وہ حسب معمول خوف سے سفید پڑ گئی تھی۔ شفا خود حیران پریشان تھی مگر زیادہ سوچنے کا وقت نا ملا کے اپارٹمنٹ کے پیچھے کی طرف سے پچھلے دروازے سے رنگیلی اور ڈاکٹر انعم ہوائیاں اڑا چہرہ لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

آنٹی ہاسپٹل پر حملہ ہوا ہے،، آپ دونوں کو رنگیلی کے ساتھ جانا ہو گا،، ابھی ،،فوراً اسی دروازے سے،، یہ آپ کو ہاسپٹل کے بیسمنٹ میں چھپا دے گی ،،دشمنوں کے کتے معجزا کی بو سونگھتے ادھر آئے ہیں

ڈاکٹر انعم نے تیزی سے کہا اور اپنی جگہ پر ساکت ہوئی معجزا کو تقریباً گھسیٹ کر بیڈ سے نیچے اتارا۔

،،،معجزا جاؤ رنگیلی کے ساتھ

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسے ساکت دیکھ کر چلائی۔

ہر گز نہیں،،، آپ دشمنوں کو یہ تاثر دینا چاہتی ہیں کہ آپ معجزا ہیں،،، ہے ناں،، اتنی پاگل نہیں ہوں میں،، آپ کی جان و عزت کو بھی خطرہ ہو سکتا ،،،ہے،، میں کہیں نہیں جاؤں گی آپی

معجزا چلا کر کہتی اپنی جگہ پر جم گئی تھی۔ باہر دروازا دھڑدھڑایا جا رہا تھا۔ مطلب وہ لوگ دروازا توڑ رہے تھے۔

،،آنٹی سمجھائیں اسے،، ڈاکٹر امن کی زندگی ہے یہ،، امانت ہے ہمارے پاس ،،میں اسے کچھ نہیں ہونے دے سکتی

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر انعم نے اب شفا کو جھنجھوڑا۔ جو روتی ہوئی تذبذب کا شکار تھی۔ کہ خود غرض ہو جائے اور بیٹے کی جینے کی وجہ کو بچا لے۔ یا ایک بیٹی جیسی نازک لڑکی کو بچائے۔ یہ زندگی کا کیسا دوراہا تھا۔۔ کیسے فیصلہ کرے۔ شفا نے بے بسی سے ڈاکٹر انعم کی جانب دیکھا۔ ڈاکٹر انعم نے اب معجزا کو بازو سے گھسیٹنے کی کوشش کی تھی۔

،،آپی انعم آپ بھی امن سے محبت کرتی ہیں ناں

معجزا نے اس کا بازو پکڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر دھیمے سے کہا تو ڈاکٹر انعم اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہاں کرتی ہوں،، مگر تم سے زیادہ نہیں،، اور تم ڈاکٹر امن کے جینے کی وجہ ہو،، مت بھولو تمھارے ساتھ ایک ننھی سی جان کو بھی خطرہ ہے،، تمھیں کچھ ،،نہیں ہو سکتا

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر سمجھانے والے انداز میں بولی۔

میں آپ کے اس ایثار کا بوجھ اپنے کندھوں پر لے کر جی نہیں پاؤں گی،، اسی لئے میں کہیں نہیں جا رہی آپی سنا آپ نے،،، معجزا نے ہٹ دھرمی سے کہا تو ڈاکٹر انعم نے چپکے سے اپنے ڈاکٹری کوٹ کی پاکٹ سے بیہوشی کا انجیکشن نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے معجزا کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ رنگیلی کو اشارہ کیا تو اس نے آگے بڑھ کر معجزا کو اپنے کندھے پر گرا لیا۔ وہ پچھلے دروازے کی جانب لپکی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،آنٹی نکلیں آپ

،،،لیکن بیٹا

آنٹی آپ کو ڈاکٹر امن کی قسم،،، اس کے بچے کی قسم ،، پلیز جائیں یہاں سے،،،

ڈاکٹر انعم نے شفا کو تقریباً گھسیٹ کر پچھلے دروازے سے باہر نکالا اور دروازا بند کر کے اندر سے لاک لگا لیا۔ کچھ ہی دیر میں کچھ غنڈے اندر تک گھستے چلے آئے۔ انھیں جو سامنے دکھا اسے مار دینے کا حکم تھا تبھی ڈاکٹر انعم کو دیکھتے ہی وہ اسے ڈاکٹر امن کی بیوی سمجھتے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپ چکے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بزدل یہ کاروائی کر کے فوراً فرار ہوئے کہ جانتے تھے اگر پکڑے گئے تو دردناک موت مریں گے۔۔

امن کی گاڑی جھٹکے اپارٹمنٹ کے سامنے رکی تو وہ تیزی سے اس میں سے نکل کر اپارٹمنٹ کی جانب بھاگا تھا۔

انھیں کویٹہ میں ہی اطلاع ملی تھی کہ ادھر جزا ٹرسٹ، وائیٹ پیلس پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ وائیٹ پیلس محفوظ رہا مگر ہاسپٹل میں پاگل جاہل عوام گارڈز کو زخمی کر کے اندر تک گھس آئی تھی۔ تبھی سب سے پہلے امن بہت ایمرجنسی میں ادھر واپس لوٹا تھا۔ انھیں یہ بھی پتہ چلا کے ان میں

CLASSIC URDU MATERIAL

سے کئی غنڈوں کا مین ٹارگٹ اپارٹمنٹ تھا جیسے انھیں پتہ ہو کہ اپارٹمنٹ میں پہلے حملہ کرنا ہے۔

امن کا دل کانوں میں بجنے لگا تھا۔ اپارٹمنٹ کی بیرونی حالت سے لگتا تھا کہ کافی ہنگامہ آرائی ہوئی ہو گی۔ ہاسپٹل کے اندر بھی کافی توڑ پھوڑ اور نقصان کیا گیا تھا۔ صد شکر کے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔

مگر اسے معجزا کو اپارٹمنٹ چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھے۔۔ سوچا نہیں تھا ایسی بغاوت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کا ہر اڑتالیس گھنٹے کے بعد کیونکہ ٹیسٹ ہو رہا تھا تو تبھی اس کا ہاسپٹل رہنا ضروری تھا۔ اس کے پاس رنگیلی اور شفا تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ بجلی کی سی تیزی سے اپارٹمنٹ داخل ہوا تھا۔ لاونج میں کافی توڑ پھوڑ اور ہنگامہ آرائی کی گئی ہوگی۔ کیونکہ ہر چیز تہس نہس کی گئی تھی۔ کسی انہونی کے احساس سے امن کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ اس کے قدم وہیں جم گئے تھے۔ مگر دیکھنا تو تھا کہ وہ کہاں تھے جو اس کی زندگی میں اس کی زندگی سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے تھے۔

وہ تیزی سے معجزا کے کمرے میں داخل ہوا۔ دل دھک سے رہ گیا۔ امن کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔ وہ نازک سی جان اوندھے منہ فرش پر بےجان سی تھی۔ پیٹ میں کوئی خنجر گھونپا گیا تھا۔ خون میں کے پت وہ وجود امن کے خود کو وجود کو زلزلوں کی زد میں لے آیا تھا۔ امن کو لگا اس کا خود کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ۔ وہ دھواں دھواں چہرہ لیے لپک کر آگے بڑھا۔

ڈاکٹر انعم،،، وہ چلایا اور اس کے پاس دو زانوں بیٹھ کر اس کا سر اپنے بازو پر گرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ڈاکٹر انعم،،، آپ نے ایسا کیوں کیا؟؟؟

امن نے اس کا چہرہ تھپتھپایا دل و دماغ پر ایک بوجھ سا آن پڑا تھس۔ تب اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ امن کے گارڈز تیزی اندر داخل ہوئے اور چاروں جانب پھیل گئے۔ ڈاکٹر انعم کے چہرے پر ایک آسودہ سی مسکان تھی۔

،،،آپ کو کچھ نہیں ہو گا ڈاکٹر

امن نے کہا تو وہ پھر مسکرا دی۔ امن نے اسے بازوؤں میں بھرا اور لے کر باہر نکلا۔ اسے باہر موجود سٹریچر پر ڈالا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حالات قابو میں ہیں سر،، میڈم اور بڑی میڈم بیسمنٹ میں ہیں اور بلکل محفوظ ،،ہیں،، رنگیلی ان کے پاس ہیں،،، مگر میڈم بیہوش ہیں

گارڈ نے اطلاع دی۔

ڈاکٹر انعم کو ایمرجنسی لے کر جاؤ،، اور فورا بلڈ کا انتظام کرو،،، سکیورٹی ہائی الرٹ کر دو، رنگیلی سے کہو میڈم کو جنرل وارڈ میں شفٹ کرو،، باہر سمیع بابا ،،،سے کہیں مما کو وائیٹ پیلس چھوڑ آئیں

اس نے کہا تو گارڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔ امن فورا ڈاکٹر انعم کو آئی سی یو میں لے کر گیا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان بیڈ پر آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔ بازو میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ جبران اور ایشان نے اس کی ٹریٹمنٹ کی تھی۔ آریان امن کے پیچھے ہاسپٹل جا چکا تھا۔ اب انھوں نے ہی اس کی ٹریٹمنٹ کی تھی۔ جبران نے اس ہیں کلر انجیکشن لگایا۔

،،،ہمیں ہاسپٹل جانا چاہیے،، معجزا اور چھوٹی ماں ٹھیک تو ہوں گی ناں

احان نے اٹھتے ہوئے کہا تو جبران نے سختی سے اسے واپس بیڈ پر لٹا دیا۔

سب ٹھیک ہے،، بس ڈاکٹر انعم زخمی ہوئیں ہیں،، وہ بھی سرجری کے بعد خطرے سے باہر ہیں،،، معجزا اور شفا بھی بلکل ٹھیک ہیں،، تم سکون سے یہاں

CLASSIC URDU MATERIAL

لیٹے رہو،، کافی خون بہہ گیا ہے،، اور اپنے والی کی فکر کرو جس نے باہر ہنگامہ ،،،مچا رکھا ہے

جبران نے اسے تنبیہ کرتے آساوری کے بارے میں بتایا تو وہ سرد سی سانس کھینچ کر رہ گیا۔

وہ لوگ اسے آرام کرنے کا بول کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ احان نے درد برداشت کرتے آنکھیں موند لیں۔ وہ دواؤں کے زیر اثر غنودگی میں جا چکا تھا۔

تقریباً تین گھنٹے کی بھرپور نیند لینے کے بعد دبی دبی سسکیوں کی آواز سن کر احان کی آنکھ کھلی تھی۔ حواس بحال ہوئے تو سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ توقع کے عین مطابق وہ اس کے سرہانے بیٹھی بھل بھل آنسو بہا رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنی آواز کا گلا گھونٹنے کے چکر میں پورا جسم سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ احان کو اب اٹھتے دیکھ وہ مزید بکھر گئی تھی۔

،،،کیا ہوا ہے جانِ احان،، کیوں یہ قیمتی موتی برباد کر رہی ہو

احان نے دھیرے سے تکیے پر نیم دراز ہو کر بیڈ کرواون سے ٹیک لگا کر اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچا تو وہ اس کے قریب ہو گئی۔

ابھی بھی مجھ سے پوچھ رہے ہیں کیا ہوا ہے،،؟؟؟ اپنی حالت دیکھی ہے آپ نے،،،

وہ بھرائی آواز میں کہہ کر پھر سسک پڑی تواحان کے ہونٹوں کو جاندار سی مسکراہٹ نے چھوا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیا ہوا ہے میری حالت کو،، یہ حالت تو میری ایک مرتبہ پہلے بھی ہوئی تھی ،،،جب دن دیہاڑے میں نے ایک بندی کے چودہ طبق روشن کیے تھے

وہ ماحول پہ چھائی مردنی کے اثر کو زائل کرنے کے شرارت بھرے لہجے میں بولا تو آساوری نے بھونچکی سی ہو کر اس کی جانب دیکھا۔

اونہوں،،، سکون تو نہیں ہے آپ کو،،، وہ چڑ کر بولی۔ بلکل،، اتنی دور بیٹھو گی تو کیسے سکون آئے گا،، قریب آؤ گی تو ہی سکون آئے گا ناں،، احان نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنی جانب کھینچا تو وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے سینے سے آ لگی۔

،،،احان

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ چلائی۔

،،،سکون دو مجھے ڈارلنگ،، تاکہ میں جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤں

احان نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

آپ پاگل ہو گئے ہیں بس اور کچھ نہیں،،، وہ جھنجھلائی تھی۔ احان گہرا مسکرایا۔

اس پاگل پن کی وجہ بھی تو تم ہی ہو ناں ڈارلنگ،،، احان نے نرمی سے اسے بانہوں کے حصار میں لیا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آساوری نے اس کے سینے پر سر رکھ سکون محسوس کیا۔

،،،احان میں بہت ڈر گئی تھی

وہ پھر سسکی۔ اس کے آنسو احان کے سینے پر گرے تو احان کا بھی دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

بی بریو مائی گرل،، پلیز ڈونٹ ڈو دس ٹو می،،، احان نے اسے اپنی نرم گرم آغوش میں بھرا۔ اور نرمی سے اس کی پیٹھ سہلائی۔

وہ آنسو بہائے گئی تو احان اب بری طرح ڈسٹرب ہوا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب کیا ہوا یار،،،؟؟ اپنے سینے سے اس کا چہرہ باہر نکال کر اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

،،،،احان یہ بےبی

اس نے اپنے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

کیا ہوا؟؟؟ ڈر گئیں،،،؟؟ وہ کہتے دھیمے سے مسکرایا اور اسے چھیڑا۔

نہیں،، بچوں سے کون ڈرتا ہے مرشد،، ڈر تو اپنے جیسی اولاد پیدا کرنے سے ،،لگتا ہے

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ منہ بنا کر بولی تو احان بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ آساوری نے اس کے بازو میں چہرہ چھپا لیا۔

احان نے بہت نرمی اور سمجھداری سے اسے سنبھال لیا تھا۔ صد شکر کے دم کروانے کے بعد سے اس کی اب تک کبھی طبیعت خراب نہیں ہوئی تھی۔ اور اس چیز نے احان کی رگوں میں سکون بھر دیا تھا۔

ارشن تمام قانونی کاروائی سر انجام دے کر اب سب سے پہلے بینا کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ ارشن کے گارڈ اسے زخمی حالت میں واپس لائے تھے۔ ارشن نے تیزی سے گاڑی کا دروازا کھول کر اسے کمر سے تھام کر گاڑی سے باہر نکالا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

تم ٹھیک تو ہو،،،؟ ارشن نے اس سے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

حبیب کو بتا کر یہ سٹیپ لیا تھا ناں،،،؟؟؟

ارشن نے کسی خدشے کے تحت اس سے پوچھا اور اسے تھام کر اپنی گاڑی میں بٹھایا۔ غیر متوقع طور پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

واٹ،،،،، ارشن چلایا۔ مگر وہ غنودگی میں جانے سے پہلے گہرا مسکرائی تھی۔
ارشن اسے ہاسپٹل لایا تھا۔ اس کی ٹریٹمنٹ کی گئی۔ اب وہ جنرل وارڈ میں بیڈ پر بیہوش لیٹی تھی جب حبیب افتاں و خیزاں ہاسپٹل پہنچا تھا۔ سامنے ہی جنرل وارڈ کے دروازے کے باہر بینچ پر ارشن سر جھکائے بیٹھا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن،،، بینا کہاں ہے،،،؟

وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا تھا۔

ریلیکس یار،،، وہ بلکل ٹھیک ہے،، کوئی پریشانی کی بات نہیں،،، ارشن نے اسے تسلی دی۔

اسے مجھے بتا کر یہ قدم اٹھانا چاہیے تھا،، حبیب کا لہجہ افسردہ تھا۔

اگر برا کر مرنے کے لیے وہاں جاتی تو کیا تم اسے جانے دیتے،،،؟؟؟

ارشن نے کہا تو وہ لاجواب ہو گیا۔ اور بجھے دل سے بینچ پر بیٹھ گیا۔ یہ سب ان کی پلاننگ کے تحت ہی تو ممکن ہوا تھا۔ دشمن کا وقت جو قریب آ گیا تھا

CLASSIC URDU MATERIAL

تبھی صفحہ ہستی سے دشمن کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ سسٹر نے آ کر بینا کے ہوش میں آنے کی اطلاع دی تھی تو وہ دونوں اندر کی جانب لپکے۔

بینا حبیب کو یہاں دیکھ کر گڑبڑائی تھی جس کی آنکھوں میں غم ، پریشانی شکوہ اور ناراضگی ہلکورے لے رہی تھی۔ وہ گڑبڑا کر تکیے پر نیم دراز ہوئی۔ وہ دونوں بیڈ کے قریب آئے۔ حبیب خاموش رہا۔ جبکہ بینا گھبرا گئی کہ وہ ارشن کے سامنے نا کوئی بے اختیاری کر بیٹھے۔

کیس طبعیت ہے،،،؟ ارشن نے ہی ماحول کی معنی خیز خاموشی کو توڑنے کو کہا۔

،،،کافی بہتر محسوس کر رہی ہوں

اس نے دھیمے سے کہا ارشن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر خود سے لگایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،بھائی کو تم پر ناز ہے میری گڑیا

ارشن کے ان الفاظ نے بینا کا سیروں خون بڑھایا تھا۔

،،، تھینکس بھائی

میں ڈاکٹر انعم اور معجزا گڑیا کو دیکھ کر آتا ہوں،، ارشن نے ایک ترچھی نظر حبیب کے سپاٹ چہرے پر ڈالی اور انھیں تنہائی دینے کو کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد اب وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی جو بیڈ کے قریب کھڑا زمین پر جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

حبیب،،،؟؟؟ بینا نے پکارا تو وہ بڑے جارحانہ تیور لیے اس کی جانب لپکا اور اسے بازوؤں سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا۔

تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو مسز حبیب،،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی تھی مجھ سے ،،،،پوچھے بغیر مجھے بتائے بغیر اس جہنم میں جانے کی

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر غرایا تھا جبکہ وہ اس کی جانب دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

برائی کے خلاف جنگ لڑنے ،،، اپنے تشخص کی بحالی کے لیے یہ ہمت مجھے آپ سے ہی تو ملی ہے حبیب،،، اس نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں نے تمھیں یہ نہیں کہا تھا کہ بھوکے بھیڑیوں کے آگے خود کو چارا بنا دو،،، اگر تمھیں کچھ ہو جاتا پھر،،،؟؟؟

وہ دانت پیس کر بولا۔ اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا جو اس کی متاع حیات تھی۔

جب آپ کی محبت، دعائیں اور نیک تمنائیں میرے ساتھ ہیں تو مجھے بھلا کیا ہو ،،،سکتا ہے

اس نے آسودگی سے کہتے اس کی کمر کے پیچھے اپنے ہاتھ مضبوطی سے باندھ لیے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے کمرے میں داخل ہوئی تو خضر نے گڑبڑا کر اپنی شرٹ کے بٹن بند کیے تھے۔

،،،خضر

علیزے نے پکارا۔

کدھر کی تیاری ہے،،؟؟؟

،،،،ہاسپٹل جا رہا ہوں امن کے پاس

CLASSIC URDU MATERIAL

،،یہ مجھ سے چھپا کیا رہے ہو

علیزے تیزی سے اس کے سر پر پہنچی تھی۔

کچھ نہیں معمولی سی چوٹ ہے،،، خضر نے لاپرواہ انداز اختیار کیا۔

،،،مجھے دکھاؤ

علیزے نے کہا تو وہ اس کی جانب دیکھ کر رہ گیا۔

،،علیزے میں جلدی میں ہوں،، لیٹ ہو جاؤں گا،، آ کر دکھا دوں گا

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے اپنا موبائل اور والٹ اٹھایا۔

،،تمھاری جلدی کی ایسی کی تیسی

وہ دانت پیس کر اس کی جانب لپکی۔ بازو سے دبوچ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔

کافی جلدی ہے آپ کو،،، وہ اس کے کان پر جھک کر معنی خیزی سے بولا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیے۔

شٹ اپ خضر،، بات نہیں گھمانے دوں گی میں تمھیں،، وہ بھی علیزے تھی جو اب اس کی رگ رگ سے واقف ہو چکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اگر آج ابھی آپ نے یہ شرٹ اتار دی تو میں کہیں نہیں جاؤں گا،، نا آپ ،،پھر کہیں جا پائیں گی،، نا کہیں کی رہیں گی

وہ سرسراتے لہجے میں اسے وارن کر گیا۔ علیزے نے اسے بری طرح گھورا۔ وہ ایک آنکھ ونک کر گیا۔

،،دیکھی جائے گی

وہ بھی لاپروائی سے بولی۔ اور اس کی شرٹ اتار دی۔ علیزے نے گھوم پھر کر دیکھا تو کندھے پر چاقو کا بہت بڑا کٹ تھا۔ جس پر تین سٹیچز تھے۔

یہ کیسے ہوا،،؟؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

عیلزی گھبرائی۔

احان کو جب گولی لگی تھی تو اسے درگاہ سے نکالتے وقت کسی نے چاقو سے ،،حملہ کیا تھا،،، بچت ہو گئی

اس نے نرمی سے کہا۔

تمھارے ایک دفع کے منع کرنے پر میں تمھارے ساتھ نہیں گئی،، کم از کم اپنا خیال رکھ لیتے،، اور اگر لگ بھی گئی ہے تو اب بھی مجھ سے چھپا رہے تھے ،،تم

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ تلملا کر بولی تھی۔ تو اس کی اتنی فکر پر وہ جان نثار کرنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھے گیا۔۔ پھر نرمی سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے سینے سے لگایا۔

مثلِ تعویذ ہوتے ہیں کچھ لوگ

گلے لگتے ہیں تو شفا ملتی ہے

خضر نے اس کے کندھے پر اپنا جان لیوا پر حدت لمس چھوڑا۔

خضر،،، وہ کسمسائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اب کیا ہے،،،؟؟؟ اب اگر روک ہی لیا ہے تو اچھے سے ہر طرف سے جائزہ لیجیے،،؟؟؟ محسوس کیجیے کہ میں بلکل ٹھیک ہوں،،، خضر نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے شوشہ چھوڑا تو وہ لال پیلی ہو گئی۔

اچھا جاؤ جہاں جا رہے تھے،، اپنی بھی اچھے سے ٹریٹمنٹ کروا لینا،،، اب علیزے نے شرافت سے اسے وہ شرٹ پہنا ی شروع کی جو وہ اپنے ہاتھوں سے اتار چکی تھی۔ خضر اس کی چالاکی سمجھ کر گہرا مسکرایا۔

اب تو میں کہیں نہیں جا رہا بیگم،،، وہ پھیل گیا اور اسے بازوؤں کے حصار میں بھرا۔

،،خضر،، ہر وقت کی نوٹنکی اچھی نہیں ہوتی،، اپنی حالت دیکھو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ دانت پیس کر بولی۔

مگر مجھے تو مس کڑک کے ساتھ ہر وقت کی نوٹنکی کرنا اچھا لگتا ہے،،، تو میں کیا کروں،،؟؟

خضر نے مسکراتے اپنی مجبوری بتائی۔ اور اس کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھے۔

یہ،،،کک،کیا کر رہے خضر،،، وہ بدک گئی۔

،،،بیگم کے ہوش ٹھکانے لگانے کی ننجا تکنیک ہے،،، ڈنگ ڈنگ

شرارت بھرے لہجے میں کہتے اس نے اس کے پھولے گالوں پر پیار کیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اوکے اوکے یہ ریڈ سلینڈر جیسا منہ نا بنائیں،،، جا رہا ہوں مگر واپسی پر ادھر ،،،سے ہی کنٹنیو کریں گے،، رائٹ

وہ آنکھ ونک کرتا اسے اپنی بانہوں کے حصار سے آزاد کرتا باہر کی جانب بڑھا تو علیزے بھی کھل کر مسکرائی۔

ننجا ہتھوڑی کہیں کا،،، وہ بڑبڑائی۔

وہ نازک سی جان امن کے سینے سے لگی کافی دیر سے آنسو بہا رہی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ سچ بول رہے ہیں ناں،، آپی انعم ٹھیک تو ہیں ناں،،، وہ روئے گئی۔

معجزا سٹاپ کرائنگ پلیز،،، اور ڈاکٹر انعم بلکل ٹھیک ہیں،، الحمدللہ سرجری ،،،کامیاب رہی،،، تم رو رو کر اپنی طبیعت خراب کر رہی ہو

وہ اس کی پیٹھ رب کرتا اسے سمجھائے گیا۔

امن،،، اس نے پکارا۔

ہمم بولو میری جان،،، امن نے اسے مضبوط حصار میں بھر کر تحفظ کا یقین دلایا۔

،،،امن،،،،وہ

CLASSIC URDU MATERIAL

،،یس،، میں سن رہاں ہوں کوکومو

،،،امن وہ آپی آپ سے مح

سٹاپ اٹ جزا،،، امن نے سرد سے لہجے میں اس کی بات کاٹی اور اس کی پشت پر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی گرفت اتنی بڑھائی کہ معجزا سسک کر رہ گئی۔ ان لبوں سے کوئی ایسی گستاخی مت کرنا جزا کہ میں ابھی انھیں کوئی ایسی " ،،،سزا دے دوں کہ تمھاری سانس تھم جائے

امن کے بے تاثر نے اسے بے جان کیا تھا۔

،،،،امن

CLASSIC URDU MATERIAL

معجزا نے اس کے سینے سے چہرہ نکلا کر بے یقینی ے بھیگی پلکیں لیے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو غصے سے اسی کی جانب دیکھا رہا تھا۔

،،،،،،امن،، میرے کندھوں پر بوجھ سا آن پڑا

اششششششش،،، کوئی اور بات کرو جزا،، میں اس ٹاپک پر ایک لفظ بھی نہیں ،،سننا چاہتا

وہ درشتگی سے بول کر اس کے لبوں پر خاموشی اختیار کرنے کا قفل لگا گیا تو وہ بری طرح کسمسائی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن کی شرٹ پر دباؤ سے وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تو وہ گہرے گہرے سانس بھرتی پھر اس کے سینے سے ان لگی۔

،،،امن

اس نے پھر التجائیہ پکارا تو امن نے اس کی پشت میں اپنی انگلیاں گاڑھ کر اس خاموش رہنے کی تنبیہہ کی۔۔

مسئلہ یہ ہے روحِ من کے مجھے تمھارے علاوہ اس دنیا میں نا کچھ دکھائی دیتا ،،،ہے نا سنائی دیتا ہے،، تم سمجھ رہی ہو ناں میری بات

امن کے سرد لہجے اور اس شدت سے وہ کراہ کر رہ گئی جس نے اس کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے شاید اس کے جنون کو ہوا دی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن،،، وہ تڑپ گئی۔

لیٹ جاؤ،،، ابھی بلڈ ٹیسٹ دوبارا ہونے والا ہے،، امن نے اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا دیا۔ اور خود جان بوجھ کر اس کی فایل کی جانب متوجہ ہو گیا کہ وہ اس وقت کوئی بھی بحث نہیں چاہتا تھا۔

،،،،،ایک ماہ بعد

وہ جو فوزیہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تھا اپنی کارستانی پر گہرا مسکرایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

پھر کوئی کارنامہ کیا ہے،،، فوزیہ بیگم نے اس کے سر پر چپت رسید کی۔

آپ کی بہو کو لینے جا رہا ہوں،، اس کی دادی سے اس کے ہوش ٹھکانے لگوائے ہیں،،،

وہ شرارت بھرے لہجے میں کہتا اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھا۔

دیکھنا کہیں میری بہو تمھارے ہوش ٹھکانے نا لگا دے،،،

فوزیہ بیگم کے لہجے میں ایک تفاخر سا تھا۔

آں ہاں دیکھی جائے گی،،،

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کہتا باہر نکلا۔ اتنے ڈھیر سارے دنوں کی دوری کے بعد، خیل کیس کے حل ہونے کے بعد اب جب سب کچھ اپنی جگہ پر واپس آ چکا تھا۔ سب ٹھیک ہو رہا تھا تو وہ ایک سینکڈ بھی اس سے دور رہنے کا روادار نہیں تھا انصار ہاؤس سے پیلس کے لیے نکلا تھا۔۔۔

،،،دادو پلیززززز

اس سو کالڈ لیڈی ایکسکیوشنر کی روتی بسورتی شکل ااس وقت دیکھنے والی تھی کہ آج ستم یہ ہوا تھا کہ وہ اس شیطان حیوان کی کسی شاطر سازش کے تحت پنکی دادو کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ابے چپ،،،، خبردار جو منہ سے ایک لفظ بھی نکالا،،، ارے حد ہوتی ہے کسی بات کی،، غنڈی نہیں اب بیوی بن کے دکھا،،، یہ گندی انگریزی پینٹ شرٹ پہن لی،، بن گئی مردانی اور ہو گئی مار دھاڑ شروع،، اے میں پوچھتی ہوں کوئی لڑکی والے گن بھی ہے تجھ میں کہ نہیں،،، مسکین سا ہے میرا داماد،،، جسے زرا جو آج تک سچ سنور کو دکھایا ہو،، اب اگر اس نے یہ فرمائش کر ہی دی تو ،،،کیا قیامت آ گئی

پنکی دادو بھری بیٹھی تھیں آج داماد کی مسکین سی شکل بنا کر شکایتی لسٹ سننے کے بعد اب ساری بھڑاس فلزہ پر نکالی جا رہی تھی۔)فلزہ دانت کچکچا کر رہ (گئی۔ کاش اس وقت اس کے دانتوں کے نیچے اس شارپ آدمی کا گلہ آ جاتا وہ سوچ کر رہ گئی۔

،،،مگر پنکی دادو

CLASSIC URDU MATERIAL

فلزہ منمنائی۔

،،،اگر مجھ سے دو چار جھانپڑ نہیں کھانے تو چپکی بیٹھی رہ

پنکی دادو تلملا کر بولیں۔ اے لڑکیو،، کام جاری رکھو،، زرا سی چوں چراں کی تو ،،،میری چپل کھائے گی وہ بھی اپنے منہ پر

پنکی دادو تو آج ہٹلر بن بیٹھیں تھیں جو مکمل اس کی نگرانی کر رہیں تھیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ بلیک ساڑھی میں، سنہرے بال کمر پر ہلکے کرل کی صورت بکھیرے، ڈیپ سموکی آئیز اور پنک لپ اسٹک میں شعلہ جوالہ بن چکی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

خود کو آئینے میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔ مگر پھر کچھ سوچ کر دل پسلیوں میں بجنے لگا۔

اسے اس آدمی کا دیوانہ پن یاد کر کے جھرجھری سی آئی۔

،،،افففففف

پنکی دادو نے ہاتھ جھاڑے جیسے پتہ نہیں کتنا بڑا معرکہ سر انجام دیا ہو۔ تبھی دیا اندر آئی۔

،،،ساحر بھائی آ گئے تمھیں لینے

دیا نے آکر اطلاع دی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ آئینے کے سامنے سے ہٹی۔

اب اگر اتنا طعام جھام کر ہی لیا ہے تو دادو مجھے بلیک ہیل والے سینڈل ،،،،چاہیں

) اس نے نگاہیں جھکا کر شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ اتنی تیاری کے باوجود وہ سنکی آدمی اسے اس کی ہائیٹ پر ٹونٹ کرتے ہوئے ہری ٹڈی بول کر اس کا سارا موڈ غارت نا کر دے یا کم (از کم وہ یہ ہیل اس کے سر پر بجا سکے

اس کے لیے بلیک ہیل والی سینڈل لائی گئی جو کہ اس نے پہن لی۔)وہ جو گرز پہننے والی بھلا کہاں ہائی ہیل میں خود کو بیلنس رکھ پا رہی تھی (مگر پھر بھی ضد

CLASSIC URDU MATERIAL

میں ہلکے قدم اٹھاتی باہر نکلی۔ وہ جو لاونج میں کھڑا خضر سے باتیں کر رہا تھا۔ نگاہ ایک جانب اٹھی تو پلٹنا بھول ہی گئی۔ جھپکنا بھول گئی۔ وہ مبہوت دنیا بھلائے اسے دیکھے گیا اور سب کی موجودگی میں اس کی یہ دیدہ دلیری لیڈی ایکسکیوشنر کے چھکے چھڑا گئی۔

وہ آگے بڑھا اور فلزہ کا ہاتھ تھاما۔ سب کی ہوٹنگ کے دوران وہ اسے لئے باہر نکلا۔

ارشن بیسمنٹ میں تھا۔ خان شمشان خیل اور اس کے بیٹے کو دہری پھانسی کی سزا ہو چکی تھی۔ وہ اپنی فائلز پھر سے چیک کر رہا تھا جب بینا ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ بیسمنٹ میں اتری تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،ارشن،،، بھائی

وہ چیخی۔

،،،کیا ہوا بینا خیریت

،،،ارشن،،، وہ رات کے اس وقت دیا پیلس میں کہیں بھی نہیں ہے

بینا کے اس شوشے پر ارشن اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔ ۔بینا اگر تو یہ مزاق ہے تو انتہائی گھٹیا ہے،،، اس نے سنجیدگی سے کہا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں مزاق نہیں کر رہی بھائی،،، وہ پیلس میں کہیں نہیں ہے،،، کوئی نہیں جانتا کہاں ہے،، اس کے فون کی آخری کال کی ریکارڈنگ کے مطابق اماں حاجن ،،،نے اسے کہیں ملنے بلایا ہے

بینا کے کہنے کی دیر تھی کہ ارشن کے کانوں میں دھماکے سے بجنے لگے۔ جانتا تھا کہ دشمن اپنی پھانسی رکوانے کو کوئی نا کوئی مزاحمت کریں یا کوئی گھٹیا چال چلیں گے مگر دیا؟؟؟ ارشن کو لگا بیسمنٹ کی چھت اس کے سر پر گر گئی ہے۔

جاری ہے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

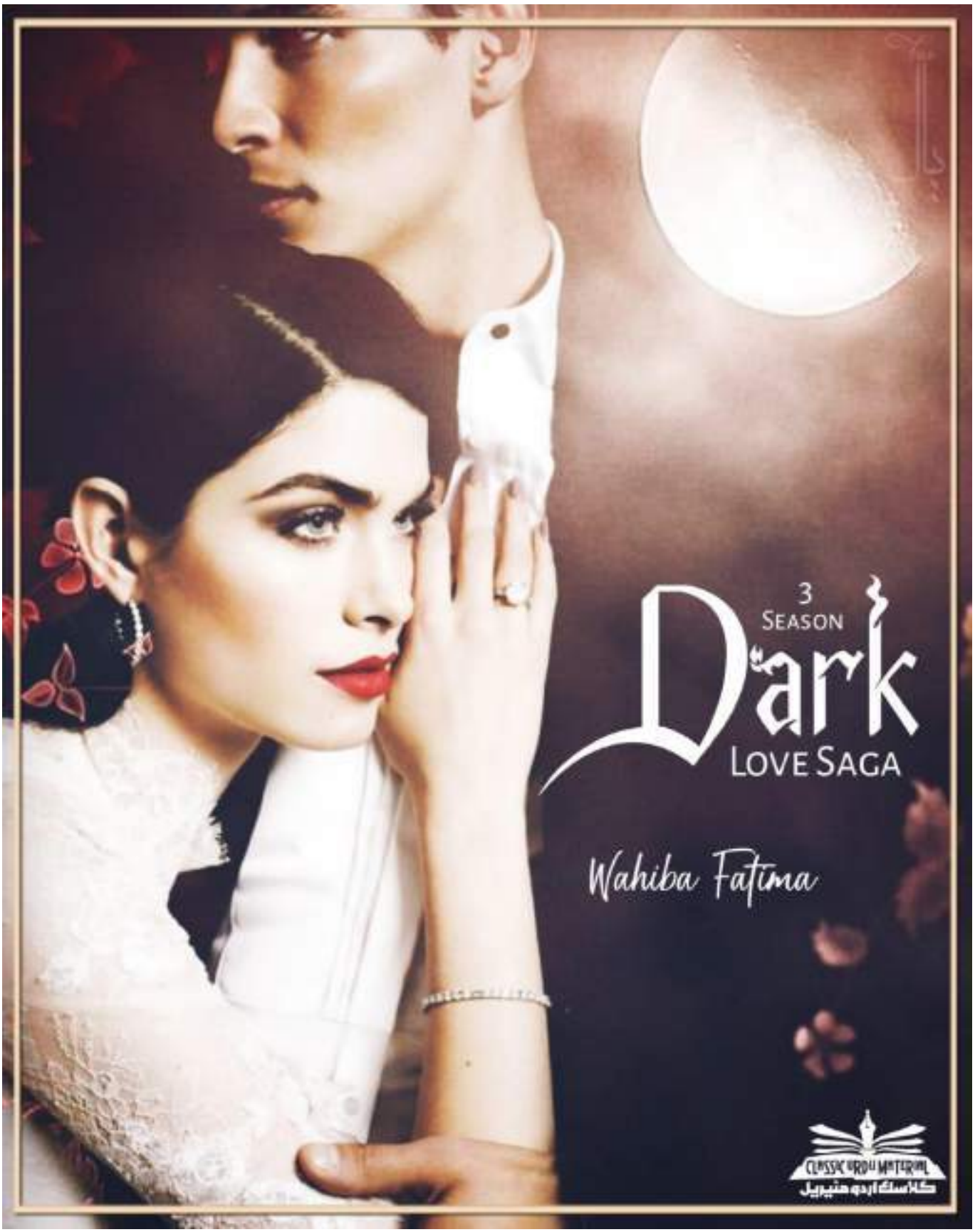
3
SEASON
Dark
LOVE SAGA
Wahiba Fatima
CLASSIC URDU MATERIAL
کلاسک اردو میٹریل

💣💣 Don't copy paste without my permission

📌📌

#Dark_Love_Saga S3 of Bloody Love

By #Wahiba_Fatima

Episode 60.....Last (Part 2)

CLASSIC URDU MATERIAL

ساحر اس کا ہاتھ تھامے اسے باہر گاڑی تک لایا تھا۔ آگے بڑھ کر اس کے لیے دروازا کھولا۔ اس کی نگاہیں اس کے سجے سنورے روپ کا یوں آحاطہ کیے ہوئیں تھیں کہ لیڈی ایکسکیوشنر کے بھی ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہونے لگے۔ جبکہ ساحر کے لبوں پر اس کی حالت دیکھ کر دھیمی سی مسکان تھی۔

میرا خیال ہے لیڈی ایکسکیوشنر نروس ہو رہی ہے،،، ساحر نے دانتوں تلے لب دبا کر اسے چھیڑا۔

غلط فہمی ہی ہو سکتی ہے حیوان کی،،، فلزہ نے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

آں ہاں،، چلیں دیکھ لیتے ہیں،، وہ کہتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر کے وائیٹ پیلس سے باہر نکالی۔

اس ڈریس میں ویسے کافی ہوٹ لگ رہی ہو،،، ساحر کے منہ سے ایسے کمنٹ وہ اپنی" انگلیاں چٹخا کر رہ گئی۔ شاید یہ وہی لمحات تھے جب دنیا کی ہر لڑکی ہی نروس ہوتی ہو گی۔ پہلی بار اس ہوش ربا روپ میں سیاہ لباس میں ہلکی پھلکی سلور جیولری پر وہ ایسے میک اپ میں شعلہ جوالہ بنی ساحر کے دل پر قیامت خیز بجلیاں سی گرا گئی تھی۔

ہر بات میں ثابت کرنا ضروری ہے کہ پورے جنگلی ہو تم،، تم شریفوں کی طرح یوں بھی ،، تو بول سکتے تھے کہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم

وہ باہر کی جانب دیکھتی دانت پیس کر بولی تو وہ گہرا مسکرا دیا۔

مسئلہ تو یہی ہے زی بے بی کے تمھارا شوہر بلکل بھی شریف نہیں ہے،، میری بد معاشی کے نظارے تو کئی مرتبہ ملاحظہ کیے ہوں گے آج یہ بد معاشی الگ انداز الگ طریقے میں تمھیں دکھاؤں گا،، وہ معنی خیزی سے گویا ہوا تو فلزہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہونے لگے۔

یہ ہم انصار ہاؤس کی جانب تو نہیں جا رہے،،، وہ بوکھلائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کیا ہے ناں،، تمھاری اتنی ہوٹنیس دیکھ کر میرا ارادہ بدل گیا ہے اب ہم انصار ہاؤس نہیں میرے سیکرٹ اپارٹمنٹ جا رہے ہیں،،، وہ اپنی ہنسی دبا کر بولا۔

ساحر گھر چلو،،، وہ جھلائی۔

نو،، میری جان،، تمھیں یہ بھی تو بتانا ہے کہ تم اس روپ میں کیسی لگ رہی ہو،،، وہ پھر شرارتی ہوا۔

ساحر میں تمھارا خون پی جاؤں گی،،، وہ دانت پیس کر بولی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

شوق سے پینازی بے بی،،، بہت اچھا موقع دوں گا آج کی رات،،، وہ اپنے ہر جملے سے اسے پہلو بدلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ اس کی زو معنی باتوں سے بچنے کو اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اب کی بار یونہی ڈیش بورڈ کو کھول گئی تو اس میں دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ دو تین سگریٹ کے پیکٹ بھی اس کی گود میں آن گرے۔

تم نے پہلے کبھی بتایا ہی نہیں کہ تم سگریٹ پیتے ہو،،، فلزہ نے بات گھمانے کو یونہی بول دیا۔

تم نے بھی تو پہلے کبھی نہیں بتایا تھا ڈارلنگ کے تم خون پیتی ہو،،، وہ بھی اپنی ٹون میں بولا تو فلزہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھور کر رہ گئی۔

ہاہاہا،،، اپنا چہرہ دیکھو زی بے بی،،، وہ ہنسے گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں تم سے بات ہی نہیں کروں گی،، بھاڑ میں جاؤ،، وہ تڑخ کر بولی۔

،اوکے رائٹ،،، چھوڑ دوں گا یار،،، سنا ہے وائیٹ پیلس کا رول بن گیا ہے کہ،، سموکنگ اور سموکرز وائیٹ پیلس میں الاؤ نہیں ہیں،، تو اب تو چھوڑنا ہی پڑے گی ناں،، یہ نا ہو ،، میری بیگم میکے جائے تو مجھے اس کے میکے میں گھسنے ہی نا دیا جائے

وہ پھر از راہ مزاق بولا۔ وہ لوگ اپارٹمنٹ پہنچ چکے تھے۔ وہ گاڑی سے نکل کر باہر آیا اس کی جانب کا دروازہ کھولا اور ہاتھ سے تھام کر اسے گاڑی سے نیچے اتارا۔

فلزہ نے گاڑی سے ٹیک لگائی۔ "بس یہی وجہ ہے سموکنگ چھوڑنے کی،، فلزہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

نہیں،، اگر جلاد اپنی پریوں کے لیے سموکنگ چھوڑ سکتے ہیں تو میں بھی اپنی ہری ٹڈی" کے لیے کچھ بھی چھوڑ سکتا ہوں،،،، اس نے اطمینان سے کہا۔ وہ جو اس کی بات پر خوش ہوئی تھی پھر سے ہری ٹڈی کہے جانے پر تلملا اٹھی۔

ڈونٹ یو ڈئیر ٹو کال می ٹڈی،، چلی جاؤں گی واپس آ کیلے سڑنا یہاں پھر،،، وہ انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں بولی۔

،،، ہاں ویسے آج تو ٹڈی کہنا بنتا بھی نہیں ہے،،، کافی ٹال اور ہوٹ لگ رہی ہو

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ اسے بانہوں میں بھر کر بولا۔ فلزہ نے اطمینان سے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔ وہ اندر کی جانب بڑھا۔

ڈنر تو باہر کروا دیتے کنجوس حیوان،،، وہ ناک چڑھا کر بولی۔

تم نے چڑیا کی طرح ٹھونگے ہی مارنا تھیں،، باقی بچے کھانے کے میرے حق حلال کے پیسے ،،، ضائع ہو جاتے جلادنی،،، اسی لئے جو کھانا ہے ادھر ہی ٹھونگ لو

،،، تمھیں خواب آیا تھا کہ ہم یہاں آنے والے ہیں

،،، نہیں،، تمھیں دیکھتے ہی ارادہ بدل لیا تھا،، وائیٹ پیلس سے نکلتے وقت آرڈر کر دیا تھا

،، بڑی فاسٹ سروس ہے میری،،، اپنی حالت سے ہی اندازا لگالو

وہ قہقہہ لگا کر کہتے اسے ڈنر ٹیبل تک لے کر آیا۔ فلزہ نے پوری طرح زچ ہو کر اس کی براؤن ٹی شرٹ کے ہالف سلیو سے جھانکتے کسرتی بازو پر اپنے دانت گاڑھے۔

آؤچ،،،، جنگلی لڑکی،،،، ساحر بلبلایا۔ اور اسے چیئر پر اتارا۔

مسز حیوان بول سکتے ہو،،، وہ اٹھلائی۔

ویسے جنگلی سے کچھ یاد آیا ہے مجھے،،، میرا دل کرتا ہے اب کی بار ہم افریقہ کے جنگلات میں جائیں اور وہاں کھو جائیں،،، ساحر نے اس کی پلیٹ میں سرو کرتے لب دبا کر کہا۔ فلزہ نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی مگر یہاں اثر کسے تھا وہ معنی خیزی سے مسکراتا رہا۔

CLASSICURDUMATERIAL

وہ اس کے بلکل قریب چئیر کھسکا کر بیٹھ گیا۔۔

جنگل میں گزری وہ رات میری زندگی کی خوبصورت ترین رات تھی،،،جب ایک "
جلادنی نے محبت سے چور ہو کر اپنی محبت، اپنا مان غرور ایک انجان شخص کے سپرد کر دیا،،،ساحر نے کہتے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔وہ بے اختیار نگاہیں جھکا گئی تھی۔ساحر نے اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔چند نوالے لے کر ہی وہ برے برے منہ بنانے لگی۔ساحر کو ہنسی آئی۔

اب کیا ہوا،،اب کھاؤ،،ویسے بھی ہر چیز تمھاری پسند کی ہے،،،وہ مسکرایا۔

بس پیٹ بھر گیا میرا،،،صاف پتہ چل رہا تھا وہ کترا رہی تھی۔وہ اٹھنے لگی تب ساحر نے اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا اور پانچ منٹ میں ٹیبل سمیٹ دیا۔

آؤ،،،ساحر نے اس کا ہاتھ تھاما۔وہ اٹھی اور اس کے ہمقدم ہوئی۔وہ اسے لئے روم میں چلا آیا۔

ساحر آنٹی انتظار کر رہی ہوں گی ہمارا،،،فلزہ نے اس کی نگاہوں کی تاب نالاتے بہانہ گڑھا۔

میں میسج کر چکا ہوں انھیں کے انتظار مت کریں،،،وہ لاپروائی سے کہتا اسے بانہوں کے حصار میں بھر گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ہر وقت کا یہ ٹھرک پن اچھا نہیں ہوتا،،،وہ جھنجھلائی۔

اسے ٹھرک پن نہیں،،رومینس بولتے ہیں زی بے بی،،ساحر نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما۔

میں تھک گئی مجھے آرام کرنا ہے،،،دوسرا بہانہ بنایا۔تو وہ اس کی چالاکی پر مسکرا دیا۔

تھکن اتارنے کے اور بھی کئی طریقے ہیں مسز،،،کہو تو غلام حاضر ہے،،،ساحر نے اس کے کان میں جان لیوا سرگوشی کی۔

ساحر پلیز،،وہ عاجزائی۔

گریز ناممکن ہے،،،بات ختم کی۔اسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ تک لایا۔دونوں ہاتھوں کی گداز نرم ہتھیلیوں کو چوما۔فلزہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی ہوئی۔ساحر نے اسے پوری طرح اپنی آغوش میں بھر لیا۔

دیا اپنے کمرے میں موجود تھی جب اس کا فون رنگ ہوا۔۔جب سے یہ سب کچھ ہوا تھا ایک عجیب سی بے چینی تھی جو رگ وجاں میں بس گئی تھی۔ہر وقت اماں حاجن کا خیال دل کو ستائے رکھتا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہو گی۔ارشن لوگ تو اتنے مصروف تھے کہ وہ کسی کے بارے میں اس معاملے پر بات ہی نہیں کر پائی تھی ویسے بھی ارشن سے کوئی بات کرتی تو وہ تو شاید اس سے ناراض ہی ہوتا کہ اسے اب بھی ان کے خاندان کے

CLASSIC URDU MATERIAL

افراد کی پڑی ہے جنھوں نے جانے کتنے خاندان کے خاندان اجاڑے ہیں۔ دیا نے دیکھا نمبر ان ناون تھا مگر اس نے پھر بھی رسیو کر لیا۔

،،،،،،،،،،اسلام و

ابھی وہ کچھ بولتی کہ اس کی بات فوراً کاٹی گئی تھی۔

نورِ ایماں میری بچی،، اماں حاجن بات کر رہی ہوں،،، تم جہاں کہیں بھی ہو فوراً حیدر آباد کی رائل سوسائٹی کی ہاؤسنگ سکیم کے قریب پہنچو،،، میری جان خطرے میں ہے،، یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے،، کہتے ہیں اگر تم یہاں آ گئیں تو یہ لوگ مجھے چھوڑ دیں گے،، تم نے کسی کو بتایا تو ان کو پتہ چل جائے گا یہ لوگ مجھے زندہ جلا دیں گے،، وائیٹ پیلس کے پچھلے گیٹ کے باہر تقریباً ہزار میٹر کی دوری پر ایک وین کھڑی ہے اس میں سوار ہو ،،،، جانا،،،، مجھے بچا لو نورِ ایماں،، میری پرورش کا واسطہ مجھے بچا لینا

،،، لیکن اماں،،، ہیلو،،، ہیلو،،، ہیلو

دیا بولتی رہ گئی مگر فون رکھ دیا گیا تھا۔ اس کے خود کی سوچنے سمجھنے صلاحیت جیسے مفقود ہو گئی۔ اس نے اپنا سر تھام لیا۔ یہ وہ ماں تھی جس نے اسے کسی نازک پھول کی مانند پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ پھر اس نے کچھ نہیں سوچا۔ نا کسی انجام کی پرواہ کی۔ فوراً سے اٹھی۔ اور وائیٹ پیلس کے پچھلے لان کی جانب سے باہر نکل گئی۔ پچھلے گیٹ پر دن کے وقت

CLASSIC URDU MATERIAL

صرف لاک ہوتا تھا گارڈز نہیں ہوتے تھے وہ چپکے سے گیٹ کراس کر گئی۔ کچھ دور پیدل چل کر سامنے ایک وین کھڑی نظر آئی۔ دیا کا دل کیا واپس بھاگ جائے۔۔ اسی لئے قدم وہیں پر جم گئے۔ وین میں بیٹھے غنڈوں نے جب اسے رکتے دیکھا تو وین سے دو درندے باہر نکل ائے۔ دیا ان کی خوفناک شکلیں دیکھ اب خوفزدہ ہو کر واپسی کے لیے بھاگی۔ مگر وہ اس کے سر پر پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے ایک نے اسے بازو سے دبوچ کر گھسیٹا اور لا کر وین کے اندر پٹخ دیا۔ ان بزدلوں نے یہ کام بہت جلدی میں کیا تھا۔ مگر ناکام۔

خان شمشان خیل اور زوار خیل کے پالتو کتوں کی جلادوں کو بلیک میل کر کے اپنے شیطان آقاؤں کو جیل سے باہر نکلنے کی سازش بری طرح فیل ہوئی تھی کہ اب جلادوں کی ان کے ہر قدم پر نظر تھی۔ جب بینا نے ارشن کو اطلاع دی کے دیا پیلس سے باہر نکلی ہے تب وہ اس بات سے انجان تھا مگر احان نہیں۔ احان نے فوری ارشن کو میسج کر کے اپنا پلان بتا دیا تو وہ بینا کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا تھا۔ اماں حاجن کو اسی کے شوہر اور بیٹے نے بلیک میل کیا تھا۔ خاص ملازماؤں کے بچوں کو اماں حاجن کی آنکھوں کے سامنے زبح کرنے کی دھمکی دی تو ماں حاجن نے دیا کو فون کر دیا۔

ایک ہی وقت میں امن اور خضر نے اماں حاجن اور اس کی ملازماؤں کو بازیاب کروا کر محفوظ مقام تک پہنچایا تھا۔

CLASSICURDUMATERIAL

ادھر وین جو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔ وین کے سامنے گاڑی سے وہ ہری آنکھوں والا ڈی آئی جی احان ماہر خان نکلا تو ان غنڈوں کے چہرے دیکھنے کے لائق تھے۔ ان میں سے ایک نے دیا کو دبوچ کر اس کی گردن پر پسٹل رکھی۔

ارشن نے خونخوار نگاہوں سے اس کی گرفت میں پھڑکتی دیا کو دیکھا۔

،،،اے ہمیں جانے دو،،، نہیں تو اس چھوکری کا بھیجا اڑا

وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا آج ایک سندھی گولی نے اس کے ماتھے میں سوراخ کر دیا۔ دیا کی دلدوز چیخ چاروں طرف گونجی۔ باقی کے غنڈوں نے فرار ہونے کی ناکام کوشش کی مگر دھر لیے گئے۔۔ احان انھیں کتوں کی طرح گھسیٹے وہاں سے لے گیا۔۔ دیا تیزی سے بھاگ کر ارشن کے سینے میں چھپی تھی۔۔

،،،،ارشن

اششش،،، کچھ نہیں ہوا ہے،، تمھیں وائیٹ پیلس سے باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا،،، ارشن نے بے حد ناراضگی سے کہا مگر اس کی پشت بھی سہلائی۔۔

ارشن وہ اماں حاجن،،، وہ سسکی۔

کچھ نہیں ہوا ہے انھیں بلکل سیو ہیں وہ،،، چلو اندر،،، اب ان مجرموں کو پھانسی نہیں ،،،ہو گی،، انھیں ہم اپنے طریقے سے موت کی سزا دیں گے

CLASSIC URDU MATERIAL

ارشن نے دانت پیسے اور اسے لیے اندر آیا۔تب تک یہ خبر جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیلی تھی اور وہ سب لاؤنج میں جمع ہوئے تھے۔دیا اندر آئی تو رواحہ نے اسے خود میں بھینچا۔مگر پھر سب سے اس کی کلاس بھی لگی تھی کہ کسی کو بتانے کی بجائے وہ اکیلی باہر کیوں نکلی۔

وہ جو اپنے خوف پر قابو پا چکی تھی دیا نے بیچارگی سے ارشن کی جانب دیکھا۔جس نے اپنے کندھے اُچکا دیئے۔مطلب جیسے کہنا چاہتا ہو اب غلطی کی ہے تو سزا بھی بھگتو۔۔۔پھر ارشن کو اس کی مسکین شکل دیکھ کر رحم آ ہی گیا۔

ارے بس بھئی،،میری بیگم کو ڈانٹنا بند کریں،،،ارشن نے اچانک کہا تو سب خاموش ہو گئے۔ارشن بات کرتا دیا کے قریب جانے لگا۔اس کے سامنے جا کر رکا اور اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔اب میری بٹر فلائی اتنی نرم دل ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے بھئی،،،ارشن نے کہتے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔وہ بری طرح بوکھلائی۔

،،،ارشن

میری بٹر فلائی بہت حساس ہے بھئی،،اسے پریشان مت کریں،،ارشن نے سب ہے سامنے اس کی بھری بھری دودھیا سفید فاموں پر شدت بھرے بوسے دیئے۔سب کی

CLASSIC URDU MATERIAL

دبی دبی ہنسی دیکھ دیا اس سے اپنا آپ بھرا کر اپنے کمرے بھاگ آئی۔۔ پیچھے بینا تھی جو سب سے زیادہ ہوٹنگ کر کے شور مچا رہی تھی۔ سب کی ہنسی اسے کمرے تک سنائی دے رہی تھی۔

وہ اس کے پیچھے ہی کمرے میں آیا تھا۔

یہ سب کیا تھا ارشن،،، دیا کڑے تیور لیے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر دونوں ہاتھ جما کر بولی مگر وہ اسے کہاں خاطر میں لانے والا تھا سو اس کی کمر کے گرد مضبوطی سے پرشدت گرفت بنا کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

سزا کا چھوٹا سا ٹریلر تھا بٹر فلائی،، فلم اب دکھاؤں گا،،، وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپاتا سرسراتے لہجے میں بولا تو بٹر فلائی کو دن میں ہی جگنو نظر آنے لگے۔

ارش،،،،،، اس نے پکارنا چاہا مگر کمر پر بے باکی سے سفر کرتے اس کے ہاتھوں نے اس کی بولتی بند کر دی۔

آج تو یہ گستاخی معاف کر رہا ہوں مسز ارشن ماہ بیر،،، آئندہ کے بعد ایسی گستاخی تو جان لے لوں گا،،،، اس نے یہ الفاظ عام لہجے میں کہے تھے۔ مگر اس کے لمس میں اتنی ہی شدت اور آنکھوں میں اب اتنی ہی وحشت در آئی تھی۔

ارشن،،، ایم سوری،،، وہ روہانسی ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

نو کوئی سوری ووری نہیں،،، میں ابھی تمھیں سزا دوں گا یہ کہتے اس نے اسے بازوؤں میں بھرا۔ وہ جان چکی تھی اس کی شدتوں بھری نوعیت کی یہ سزا۔ اب تک تو اسے عادی ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر یہ اس کا وہ عاشق تھا کہ ہر بار وہ اپنی جنون خیزیوں سے اسے خود میں سمٹ جانے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔ اب بھی وہ اس کے تیور دیکھ کر اسی ظالم کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

امن ہاتھ میں فائلز تھامے دھیمے سے وائیٹ پیلس کے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ جو بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی تھی نرمی سے آنکھیں کھول کر سامنے اپنے مسیحا کو دیکھا۔ مگر وہ مسکرا کر پرجوش سا آگے بڑھا۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے اٹھا کر بٹھایا۔ اور اپنے سینے میں بھینچا۔ معجزا اس کے ان جارحانہ تیوروں سے گھبرائی تھی۔

امن،،، ی،،، یہ کیا،،، وہ بوکھلائی۔ کن اکھیوں اس کمرے کے کھلے دروازے کو دیکھا جہاں سے ہر وقت کوئی نا کوئی اس کی دیکھ بھال کو اسے دیکھنے اس کا خیال رکھنے کے لیے آ جاتا اور اس کے پاس موجود رہتا تھا۔

میں بہت زیادہ خوش ہوں کو کو مو،،، امن نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر بے تحاشا چوم ڈالا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

امن،، پلیز،،، ہوا کیا ہے بتائیں تو سہی،،، معجزا نے اسے روکنے کو اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا تو وہ گہرا سا مسکرا دیا۔

ہماری دعائیں قبول ہو گئیں کو کو مو،، تمھاری رپورٹ آئی ہے،، بے بی اللہ تعالیٰ کے کرم سے معجزانہ طور پر ٹیوب سے یوٹرس میں لا گیا ہے،، تم اب بلکل سیو ہو،، بے بی بھی سیو ہے،، میں بہت خوش ہوں الحمدللہ،،، امن کے روم روم سے خوشی چھلک رہی تھی وہ جس کے لیے یہ خبر انتہائی غیر متوقع تھی اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

جزا،،، یہ کیا یار،، خوشی کے موقع پر ایسے تھوڑی کرتے ہیں،، وہ بوکھلایا تھا۔ اس کے ہاتھ پیچھے ہٹا کر اسے سینے سے لگایا۔

آپ سچ بول نے رہے ہیں ناں،،، وہ بے یقین سی تھی۔

،،، بلکل،، میں سچ کہہ رہا ہوں

امن نے اسے مہکتے چالوں پر اپنے لب رکھے۔

اس کی خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی۔ امن اس کے رونے سے پریشان ہوا تھا۔

افففف میڈم جہاں سے لاتی ہو اتنے پانی کا ذخیرہ کہیں آنکھوں کے پیچھے ٹنکی شنکی تو نہیں ،،، فٹ کروا رکھی،، چیک کرنا پڑے گا

CLASSIC URDU MATERIAL

امن نے اس کی پیٹھ سہلاتے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو وہ روتے روتے زرا سا ہنس دی۔۔

میں بہت خوش ہوں امن،،، اس نے اس کے سینے سے چہرہ نکال کر نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔ امن نے اپنے سلگتے لب اس کی نم آنکھوں پر رکھے۔

اور خوش ہوتے ہیں تو روتے ہیں،، یہ الٹی گنگا بس معجزا امن آریان کی طرف ہی بہتی ہے، ہے ناں،، امن نے اس چھیڑا۔ اور مزید اپنے قریب کیا۔ امن نے اس کے تمام آنسو اپنے لبوں سے چنے۔ وہ ہمیشہ کی طرح پوری طرح اس نازک سے وجود میں گم ہو چکا تھا جو خوشبو کی طرح الہام بن کر اس کے وجود میں اتری تھی۔ وہ تو کب کی رگ جاں میں بسی تھی۔ اس کا ہونا ہی امن آریان کا سکون تھا۔ وہ اس کی قربت میں دنیا بھلا دیتا تھا۔

اب بھی وہ بھول گیا وہ کہاں ہے۔؟ وہ پوری طرح اس ہوش کھو بیٹھا تھا۔ تبھی اسے خود سے لگائے اس کے چاکلیٹ براؤن بالوں میں چہرہ چھپا رکھا تھا۔

ہمم من،،، معجزا نے اسے پکارا۔

ممممم،،، بوجھل سا لہجہ تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

سب دیکھ رہے ہیں،،، معجز انے سوکھے گلے کو تر کرتے اسے کندھے سے ہلا کر ہوش دلانے کی کوشش کی کہ شفا سمیت اس وقت تمام خواتین اس کے دروازے پر موجود تھیں اور دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں۔۔

یہ بہانہ کافی پرانا ہو گیا ہے سویٹ کو کومو،،، وہ پھر بوجھل سے لہجے میں بولا جس نشے میں ڈوب گیا تھا اس نشے سے ہوش میں آنا نہیں چاہتا تھا۔

آپ کی قسم سچ بول رہی ہوں،،، معجز انے اطمینان سے کہا تو اب سہی معنوں میں حافظ صاحب بوکھلائے تھے۔

واٹ،،،، کہتے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

،،، یہ حافظ جی کو نسا نشہ کر کے آئے ہیں معجز ا،، زرا بتانا

سب سے پہلے بینا اندر داخل ہوئی اور اس کے شوشے نے محفل زعفران بنادی۔ امن تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ فائل ٹیبل پر رکھ کر وہ بینا کی ہوٹنگ کے بیچ ڈریسنگ روم میں چلا گیا تھا۔ سب خواتین اس کے پاس آئیں تھیں۔ شفا نے اس کا ماتھا چوما اور اس کی نظر اتاری۔ اتنے دنوں کی حبس زدہ سی ٹینشن کے بیچ یہ خوشخبری ایک خوشگوار تازہ ہوا کے جھونکے جیسی تھی۔

،،، احان ائم سو اکسائٹڈ

CLASSIC URDU MATERIAL

احان جو کہ اس کی اور اپنی پیکنگ کر رہا تھا ایک نظر اس کے چمکدار چہرے پر ڈالی۔

اور وہ کیوں بھلا؟؟؟ احان نے آبرو اچکائی۔۔

کیونکہ،، میں برازیل جا رہی ہوں،، یورپ کے تو کئی ممالک دیکھے ہیں،،، مگر برازیل کا بس نام ہی سنا تھا،، اب وہاں جا کر دیکھ بھی لوں گی،، مگر یاد رکھیے گا میں سب سے پہلے ،،، ایمزون رین فوریسٹ دیکھوں گی

اس نے پر جوش انداز میں کہا۔ احان نے دانتوں تلے لب دبایا۔

اور تمھیں یہ کس نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ برازیل چل رہی ہو،،، حالت دیکھی ہے ،،، اپنی

احان آپ پھر میری پیکنگ کیوں کر رہے ہیں،،، آساوری کو تو صدمہ ہی لگ گیا۔

تمھیں سارا مما کے پاس چھوڑ کر آنے کے لیے،، برازیل تو میں اکیلا جا رہا ہوں،، خوب ،،، انجوائے کروں گا

وہ لاپروائی سے بولا۔

احان،،، اس نے حیرت سے پھیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "اوکے چھوڑ آئیں،، میں بھی مری نہیں جا رہی آپ کے ساتھ جانے کو،،، وہ چڑ کر کہتی اس سے پہلے وہاں سے واک آؤٹ کرتی احان نے کھل کر ہنستے ہوئے اس کا بازو تھام لیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں تو مر اجا رہا ہوں ناں اپنی ڈرامہ کوئین کے ساتھ رہنے کے لیے،،، احان نے نرمی سے کہتے اسے پھر معتبر کر دیا۔

نو میں اب کہیں نہیں جاؤں گی،، جہاں جانا ہے جائیں،، اکیلے سڑیں جا کر،،، وہ اکڑ کر بولی۔

میں اٹھا کر لے جاؤں گا،، اس کا بھی اطمینان قابل دید تھا۔

میں اب اپنے میکے ہی جاؤں گی،، اس نے لٹھ مار انداز اپنایا۔

اے خبر دار،، میکے کی دھمکیاں مت دیا کرو یار،، دل کو کچھ ہوتا ہے،، تمھیں لگتا ہے کہ ،، میں تمھارے بغیر کہیں جا سکتا ہوں

احان نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے روبرو کیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

نہیں مجھے ایسا بلکل نہیں لگتا،، آپ کو کیا لگتا ہے آپ مزاق کریں گے تو یہ ڈرامہ کوئین ،، پیچھے ہٹے گی

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو احان نے اسے اپنی بانہوں میں کس لیا۔

احان،،، وہ بوکھلائی۔

مجھے ایسا کیوں لگتا ہے جان من،، کہ تم جان بوجھ کر پنگے لیتی ہو مجھ سے اس لئے کہ میں ،،، تمھارے ہوش ٹھکانے لگا دیا کروں ہے ناں

CLASSIC URDU MATERIAL

احان نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ ان سبز جھیل سی نگاہوں میں ڈوب کر ابھری۔ آساوری نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔

پنگے،،،؟؟؟ وہ کیا ہوتا ہے،،،؟؟ اس چہرے پر نے معصومیت طاری کرتے آنکھیں پٹپٹا کر کہا تو احان کا دل کیا عش عش کر اٹھے۔

،، مطلب تم نہیں جانتی پنگے کیا ہوتا ہے

نہیں،، یک لفظی جواب آیا۔

،،، جان من پنگا وہ ہوتا ہے جو میں اب تم سے لینے والا ہوں

اس نے کہتے اس کی سانسوں پر دسترس اختیار کی۔ آساوری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے کندھے پر ایک مکا جڑا۔ مگر وہ نرمی سے اس کی سانسوں کی خوشبو اپنے سینے میں اتارتا رہا۔ کچھ پل میں ہی وہ اسے اپنی دیوانگی سے نڈھال کر چکا تھا۔۔

احان بہت ہی گندے ہیں آپ،،، آساوری نے منہ کے زاویے بگاڑے۔ احان قہقہہ لگا" کر ہنسا۔

یہ کہو ناں بہت ہی میٹھا ہوں میں،، تبھی تو ماضی میں بار بار میرے منہ لگتی تھی میری جانِ

،،، من

احان نے بھی حساب بے باک کیا۔

CLASSICURDUMATERIAL

،،احان پلیز تنگ نہیں کریں ناں

وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

ابھی نہیں کرتا مگر ہنی مون پہ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں دوں گا ہنی،، دن کے چوبیس ،،، گھنٹے کا ہر پل میرا ہونا چاہیے

احان نے اطمینان سے کہا آساوری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

،،،واٹ،،،، کونسا ہنی مون

آساوری نے آئیبرو اچکا کر پوچھا۔

جس پر ہم جا رہے ہیں،، اب بھی اطمینان قابل دید تھا۔

،،،بائی داوے،،، یہ ایک فیملی ٹرپ ہے،، آپ شاید بھول رہے ہیں

آساوری نے اس کی یاداشت واپس لانا چاہی۔

فیملی ٹرپ فیملی کے لیے ہو گا،، میرا تو ہنی مون ہے ڈارلنگ،، اور تمھیں میری ہر بات ،،ماننی پڑے گی

احان نے اسے آہنی گرفت میں لیا۔

دیکھی جائے گی،،، وہ کندھے اچکاتی لاپروائی سے باہر کی جانب بڑھی۔

مگر تبھی احان نے اسے اپنے بازوؤں میں بھر اتھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

احان،،وہ جھنجھلائی مگر اس کی معنی خیز مسکراہٹ دیکھ کر گھبرا ہی گئی۔۔ مگر وہ جانتی تھی اب اس ہرے راکشس کے چنگل سے بچانا ناممکن سی بات ہے۔۔

اے سی کی خنکی میں بھی علیزے کے ماتھے پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہے تھے۔وہ اس وقت ایک لیزر سرجری روم میں تھی۔سامنے کھڑے شخص کی سنجیدہ آنکھوں میں بے بسی سے دیکھے گئی۔ہاتھوں میں وائیٹ گلوز پہنے چہرے پر ماسک لگائے خضر جبران کبیر کے ماتھے کر کے بل اسے بے چین کر رہے تھے۔وہ بیڈ پر نیم دراز تھی۔اور اس کے بالوں کی لیزر گروتھ تھیروپی کی جاری تھی۔یہ ایک قدرے زہنی و جسمانی تکلیف دہ مرحلہ تھا۔مگر وہ پر سکون رہنے کی کوشش میں تھی۔

سرجری کے بعد اسے ریسٹ کرنے کا بولا گیا تھا۔ڈاکٹرز روم سے باہر جا چکے تھے وہ آنکھیں موندے لیٹی رہی۔

خضر ادھر ہی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا رہا۔

کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول کر ہاتھ کے اشارے سے خضر کو اپنے قریب بلایا۔وہ بیڈ کے قریب آیا تو علیزے نے ہلکے سے پیچھے سرک کر اس کے لیے جگہ بنائی۔وہ سنجیدگی سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔تب اس نے اٹھ کر غیر متوقع طور پر اس کے گال پر اپنے لب رکھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،یہ کریلے جیسا نہ مت بنایا کرو،،یقین کرو بلکل اچھے نہیں لگتے ننجا ہتھوڑی
اور ہر مرتبہ آپ اپنی من مانی کرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں،،ہیں ناں،،،؟؟وہ جل بھن کر
بولا۔
اب میں نے کیا کیا؟؟؟علیزے نے اس کے کندھے پر اپنے سر رکھ کر معصومیت سے
پوچھا۔
کیا ضرورت تھی یہ جھنجھٹ پالنے کی جب اب نیچرلی گروتھ ہو رہی تھی بالوں کی،،خضر
نے اسے سخت لہجے میں کہا۔
،،مجھے اچھے نہیں لگ رہے تھے چھوٹے چھوٹے بال،،اب دیکھو کان کے نیچے تک آ گئے
،،،یہ بوب کٹ اچھی لگ رہی ہے مجھے
علیزے نے اپنے پف کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ایک ادا سے کہا۔
مجھے آپ ہر حال ہر روپ میں خوبصورت ہی لگتی ہیں،،تو کیا ضرورت ہے خود کو تکلیف
،،دینے کی
وہ اب بھی موڈ بحال کرنے کو تیار نہیں تھا۔
مجھے معلوم ہے،،علیزے نے دھیمے سے کہا۔"اچھا ناں،،اب آئندہ کے بعد بس تمھاری
،،،ہی مانوں گی،،،پرامس

CLASSIC URDU MATERIAL

علیزے نے صلح جو لہجہ اختیار کیا۔

،،، کیا ضرورت ہے کیجئے اپنی منمانیاں،، آپ کونسا کسی کی سنتی ہیں

وہ پھر جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگا۔ تو علیزے نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب گھمایا۔

اب بس بھی کرو ٹونٹ کرنا،، سڑے آلو جیسا منہ بنا رہے ہو،، بلکل اچھے نہیں لگتے،، اب ،،،،، بولو چیز زززززز

وہ ہونٹ پھیلا کر بولی تو خضر واقعی اس کے اس کرتب پر ہنس پڑا۔

،،، دیٹس لائک مائی بوائے

،،، واٹ،،، خضر اچھلا۔ ابھی مجھے ایسا لگا جیسے آپ نے کہا کیا بات ہے میرا بچہ

خضر کے شوشے پر اب کی بار قہقہہ لگانے کی باری علیزے کی تھی۔

تو ہو نہیں کیا،،،؟؟؟ مت بھولو بچپن میں میں نے تمھیں اپنی گود میں کھلایا ہے،،، وہ بے حد شرارت سے بولی۔

شٹ اپ علیزے،،، وہ سب مت یاد کروایا کریں،، وہ جھنجھلایا۔ وہ اس کی جھنجھلاہٹ انجوائے کرتی مسلسل ہنسے گئی تو خضر نے اسے گھورا۔

،،، ویسے جب مفرا مما،،، تمھارا ڈائپر

CLASSIC URDU MATERIAL

اس سے پہلے علیزے کچھ کہتی خضر نے اس کی بولتی بند کی تھی۔علیزے گھبرائی تھی کہ وہ جہاں تھے اس وقت کوئی بھی آسکتا تھا۔ مطلب ان جلادوں کو چھڑنا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دینے کے مترادف تھا۔ لمس شدت بھرا تھا۔علیزے کو دن میں ہی چاند تارے نظر آنے لگے۔علیزے نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر احتجاج کیا۔ مگر وہ اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہٹا۔

خضر یہ کیا تھا،،وہ دھیمے لہجے میں غرائی۔

آپ کی بات کا جواب تھا کہ وہ ڈائپر والا بچہ، اب اپنے بچے پلان کرنے کے چکروں میں ،،،ہے تو زرا سنبھل کر

خضر نے اطمینان سے کہا تو علیزے نے اس کے کندھے پر مکا رسید کیا۔

وہ کچھ ہی دیر میں ڈسچارج لے کر وائیٹ پیلس واپس آگئے تھے۔وہ اس کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔

خضر ناراض تو نہیں ہوناں تم،،وہ اس کے قریب آکر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

نہیں،،،اس نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے۔

علیزے نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، کیا بات ہے کیوں مسکرا رہی ہیں

ایک جوکر نظر آیا،،، اسے دیکھ کر ہنس رہی ہوں،، اس کی ٹائی سے کھیلتے وہ لاپروائی سے بولی۔

جبکہ مجھے ایک چڑیل کو دیکھ کر ڈر لگ رہا ہے،، وہ لب دبا کر بولا۔

یہ چڑیل اس جن کو چمبڑ جائے گی،،، علیزے نے اس کی ناک چوم کر بولی۔

موسٹ ویلکم چڑیل جی،،، خضر نے معنی خیز سا مسکرا کر کہا۔ اس کی یہ سمائل بے حد خوبصورت اور پاکیزگی بھری تھی۔ علیزے اس کے عنابی گداز لبوں کی جانب دیکھے گئی۔ اور خضر اس کی آنکھوں میں دیکھے گیا۔ آخر علیزے نے پیش قدمی کی اور اس کے نرم لبوں پر اپنے لب رکھ دیئے۔ اس پیش قدمی نے خضر کی رگ و جاں میں ایک سکون سا دوڑا دیا تھا۔ یہ وقت یہ لمحے بہت قیمتی تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی ہستی میں گم ہونے لگے۔

ایک ہفتے بعد اس وقت وائیٹ پیلس کے بیسمنٹ میں غیر معمولی ہلچل سی تھی۔ مگر ماہر خان پر سکون سا ایک ٹارچر سیل کے اندر چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہاتھ کی مٹھی سے دائیں گال کو سہارا دیئے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا تھا۔ امن اور خضر اس کے پیچھے دائیں بائیں اطمینان سے کمر پر ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے۔ جبکہ اسی وقت ساحر، ارشن اور

CLASSIC URDU MATERIAL

احان تین بوریاں گھسیٹ کر وہاں لائے۔ماہر خان کے سامنے بوریاں رکھ کر انھیں کھولا اور ان میں سے تین تڑپتے پھڑکتے وجود زمین پر پٹخ دیئے۔ان کے چہرے سیاہ کپڑے سے ڈھانپے گئے تھے۔ان کے ہاتھ پشت پر باندھے گئے تھے۔

ماہر خان کے اشارے پر ساحر نے ان کے چہرے سے سیاہ کپڑے ہٹا دیئے۔سیاہ کپڑوں کے پیچھے سے خان شمشان خیل اور خان زوار خیل اور کرنل شیکھر پرتاب کی گھناؤنی اور مکروہ شکلیں نکل کر سامنے آئیں۔پہلے تو وہ سر جھٹک کر خود کو ارد گرد دیکھنے کے قابل کرتے رہے پھر جب اپنے سامنے ایک سبز آنکھوں والی ہری بلا دیکھی تو پیروں تلے سے زمین سرک گئی۔ان تینوں نے خود کو حیرت سے وہاں موجود پایا جبکہ انھیں تو تھانے سے سینٹرل جیل لے کر جایا جا رہا تھا۔

ماہر خان،، ہمیں کیوں لئے ہو یہاں،،، جبکہ قانون نے ہمیں اپنی سزا دی ہے،،، خان شمشان خیل کی آکڑ اب بھی جوں کی توں برقرار تھی تبھی غرا کر بولا۔

،،، اچھا سوال ہے،، مگر جواب دینا میں ضروری نہیں سمجھتا

ماہر خان نے سکون سے کہا۔

تمھیں جواب دینا پڑے گا،،، وہ چلایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

”چلو آخری خواہش سمجھ کر جواب دے دیتا ہوں،، دراصل ہم خاص طور پر “میں تمھاری موت کا تمھاری پھانسی تک انتظار نہیں کر سکتا،، کیونکہ پاشا ابراہیم کی ہٹ لسٹ میں تم لوگوں کو کب سے سزائے موت سنائی دی جا چکی ہے،، اسی لئے اب اور انتظار کی پخ میں نہیں پڑنا چاہتے،،، ماہر خان کا پر سکون مگر رگوں میں خون منجمد کر دینے والا لہجہ سن کر ان تینوں شیطانوں پر کپکپی طاری ہوئی تھی۔

اب تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ میں ہی کیوں موت دینے والا ہوں تم لوگوں کو،، تو سنو شمشان خیل ویسے تو تمھاری ظلم و بربریت کی لسٹ کافی طویل ہے مگر مجھے زرا پرسنلی طور ،،، پر میری معصوم بچی پر کیے گئے مظالم کا حساب کتاب چاہیے تم سے

یہ سنتے ہی ان تینوں کے چہرے پھیکے پڑ گئے تھے جانتے تھے اب دردناک موت مرنا طے تھا۔

دیکھو ماہر خان،، ہمیں پھانسی ہو لینے دو،، قانون کو اپنے ہاتھ میں مت لو،، تمھیں تمھاری ،بیٹی تو واپس مل گئی ہے ناں،، اب ہمیں جانے دو

خان شمشان خیل گھگھیا گیا۔

،،، کوئی آخری خواہش

CLASSIC URDU MATERIAL

ہمیں مار کر کچھ نہیں ہو گا،، سنا تم نے،، ہم تینوں کو مارو گے تین سو اور اٹھ آئیں گے،، یہ ،ملک ہے ہی ایسا،، اس نے دیا کیا ہے ہم جیسے شہریوں کو جو رشوت، بے ایمانی،، بد عنوانی قتل وغارت، اور دہشت گردی کے لیے بدنام زمانہ ہے،، اور انہی وجوہات کی وجہ سے ہم جیسے لوگ پیدا ہوتے ہیں اس زمین پر،، دیکھنا تمھیں بھی کچھ نہیں ملے گا،، یونہی ،،، ایڑھیاں رگڑتے رہو گے ماہر خان،، یہ ملک کسی کو کچھ نہیں دیتا

وہ بھونک رہا تھا۔ چیخ چلا رہا تھا۔ ماہر خان کے اشارا کرنے پر تین سیکنڈ لگے تھے۔ پیچھے کھڑے ساحر، احان اور ارشن کی گنز نے شعلے اگلے اور ان تینوں کے سروں میں سوراخ کرتے دوسری جانب نکل گئے۔ وہ بے جان وجود زمین پر گرتے چلے گئے۔ ان تینوں کی طرح ان کے تمام دشمن اپنے اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے۔ مہارانی زندہ جل کر دردناک موت مری تھی۔ سیف ملک سے فرار ہو گیا تھا۔ بیٹھی نے خودکشی کر لی تھی جبکہ بیٹے نے کب سے اسے چھوڑا۔ التمش سیف امن کا بہترین دوست تھا اور اب جز اٹرسٹ میں اپنی سروسز دے رہا تھا۔

کل ہی امن نے قاری صالح کی موجودگی میں ان کی بیٹی انعم اور التمش کا نکاح کیا تھا۔ سیف کے ہاتھوں سے اولاد بھی جاتی رہی اور باقی دشمن بھی اپنے دردناک انجام کو پہنچے تھے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

ماہر خان اپنی جگہ سے پر سکون انداز میں کھڑا ہوا۔۔

ایک قدم چل کر شمشان خیل کے مردہ وجود تک گیا۔

سچ کہا تھا اس نے اس ملک نے انھیں دیا ہی کیا تھا؟؟؟ کیا کبھی کسی نے سیہ سوچنے کی زحمت گوارا کی تھی کہ آخر ہم کیا دیتے ہیں اس ملک کو،،، جب اس ملک کے لیے دل میں کچھ کرنے کا عزم نہیں ہوتا۔ تو آخر اتنی توقعات کیوں؟؟؟ کوئی یہ کیوں نہیں سوچتا۔

اس سرزمین نے انھیں شناخت دی، عزت دی، اپنی ایک الگ پہچان دی۔ لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہزاروں قربانیوں کے بعد اس زمین کو خون کی آبیاری سے سینچا گیا صرف ہمارے لئے۔ ہماری پہچان کے لیے۔ ہمیں ایک الگ سی شناخت دلانے کے لیے۔

بدلے میں ہم نے اسے کیا دیا؟؟؟ دہشت گردی کا ٹیگ یا غلام ہونے کا اعلان۔

مگر یہ تو طے تھا کہ جب تک جلادوں جیسے حب الوطنی کے جذبے سے سرشار جانباز سپاہی اس ملک کی حفاظت کرتے رہیں اس ملک پر آنچ بھی نہیں آئے گی۔

انشاللہ

برسوں بعد ساحر کی ضد اور سب کی کوششوں سے آج یہ دن آیا تھا کے وائیٹ پیلس کا پورا خاندان برازیل کی سرزمین پر موجود تھا۔ وہ لوگ اب ری-اوسے گاڑیوں میں ساحر

CLASSIC URDU MATERIAL

کے اپارٹمنٹ آئے تھے۔ اپارٹمنٹ میں جگہ کم پڑ گئی تھی تبھی انھوں نے اپنے لیے ایک پورا ریسٹ ہاؤس ہائر کیا تھا۔ یہ سفر انتہائی خوبصورت، یادگار اور دلکش تھا۔ برسوں بعد انھیں یہ موقع ملا تھا کہ وہ لوگ اپنی اپنی جیون ساتھی کے ساتھ چند حسین اور یادگار پل یہاں گزار سکیں۔ اپارٹمنٹ پہنچنے کے بعد انھوں نے اس دن آرام کیا تھا۔ اگلے دن سب جنگل کی سیر کو نکلے۔

رواحہ عشا کی نماز ادا کر کے اب جائے نماز پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی کہ ماہر خان اس کمرے میں داخل ہوا۔ آج کا سارا دن بہت خوبصورت اور قدرت کے حسین نظارے دیکھتے گزرا تھا اب سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔

ماہر خان اس کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتا اس کے قریب بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

رواحہ نے دعا مانگ کر اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے اور حسبِ معمول اس ہری بلا کی جانب رخ کر کے پھونک ماری۔ وہ محویت سے اسے دیکھے گیا۔ رواحہ کنفیوز ہوئی۔

تب جائے نماز پر بیٹھی بیٹھی وہ اس کی جانب گھوم گئی۔ اب منظر کچھ یوں تھا کہ رواحہ اس کے قدموں میں بیٹھی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں،،، رواحہ نے سادگی سے پوچھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

دیکھ رہا ہوں بیگم دن بادن مزید نکھرتی جارہی ہے،،،ماہر خان نے اس کی چن کو تھام کر اس کا چہرہ زرا سا اوپر کیا۔

آپ بھی ناں،،، یہاں آکر کچھ زیادہ ہی فلمی ہو گئے ہیں،،رواحہ نے کہتے منہ بنایا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

میں تو ہمیشہ سے ہی ایسا ہوں،، بیگم بھی تو موقع دے ہیرو بننے کا،،جب سے بچے اس دنیا میں آئے اس وقت سے اب تک بیگم نے ہیرو گیری کرنے ہی کب دی،،،اب موقع بھی ،،،دستور بھی تو کرنے دو ناں مارش میلو

وہ کافی عرصے بعد اسے اس نام سے پکارتا اپنی پرانی ٹون میں واپس آیا تو رواحہ بوکھلا گئی۔

ماہر آپ بے پر کی مت اڑائیں،،وہ جھنجھلائی اور اس کے گھٹنے پر سر رکھ لیا۔ماہر نے اس کھینچ کر بیڈ پر اپنے روبرو بٹھایا۔

تمھاری جگہ ادھر نہیں ہے ڈارلنگ،، ادھر ہے،،ماہر خان نے اپنے دل کے مقام کو انگلی سے ٹھونک کر نشاندھی کی۔اسی لئے کتنی مرتبہ کہا ہے میرے قدموں میں نہیں میرے ،،،دل کے قریب بیٹھا کرو

ماہر نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔رواحہ نے اپنا چہرہ اس کے دل کے مقام پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ کا مقام ہی میری نگاہوں میں ایسا ہے کہ ساری زندگی آپ کے قدموں میں"
،،، گزارنے کا دل کرتا ہے
رواحہ نے کہا تو ماہر نے اس کی کمر پر اپنی گرفت بڑھائی۔ رواحہ اس کی بے چینی محسوس کر کے مسکرائی۔
یہ کیا بات ہوئی بھلا،، ماہر خان کو اس کی بات پسند نہیں آئی تھی تبھی بے تاثر لہجے میں بولا۔
آپ کے بغیر اس زندگی کی شروعات بہت تلخ ہوئی تھی ماہر،،، یہ اپنی تھے جنھوں نے مجھے پاتال کی گہری کھائیوں سے نکال کر اپنے دل کی ملکہ بنایا،، ایک مقام ایک پہچان ،،، دی،، سکون دیا، سکھ دیا،، تو بتایئے یہ دل کیسے نا آپ کی غلامی کرے
وہ اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر بولی۔ ماہر خان نے اسے مزید اپنے قریب کیا۔
میری محبت نے اس نازک وجود کو میرے دل کی ملکہ کا تاج پہنایا ہے تو غلامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مارش میلو،،، یہ دل تو خود سکون حاصل، سکھ اور سرور حاصل کرنے کے ،،، لیے تمھاری قربت کا محتاج ہے
ماہر خان کی سرگوشی اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گئی۔
،، اچھا چھوڑیں مجھے،، پتہ ہے ناں فلزہ کتنی شرارتی ہے،، کبھی بھی آجائے گی ادھر

CLASSIC URDU MATERIAL

اس نے اس کی بے چین سی گرفت سے آزاد ہونے کو ایک آزمودہ بہانہ گڑھا۔

،،،یہ بہانے وائیٹ پیلس میں ویلڈ ہیں بھگم،،ادھر نہیں چلیں گے

ماہر خان نے کہتے اس کے ماتھے پر اپنے سلگتے لب رکے۔

،،، آپ

ابھی وہ کچھ کہتی کہ واقعی فلزہ اور دیا وہاں ٹپک پڑیں۔

،،اہممم اہممم،، مما،،ڈیڈ،، قسم سے ہم نے کچھ نہیں دیکھا

فلزہ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر شور مچا دیا تو رواحہ اپنی جگہ سے دو فٹ پر اچھلی۔ جبکہ دیا ہونق سی بنی کو ہاں کھڑی رہی۔ ماہر خان نے مسکرا کر فلزہ کو دیکھتے پھر سے رواحہ کو کمر سے تھام کر اپنے قریب کیا تو وہ بری طرح گھبرائی تھی۔

ماہر،،،،،،،اس نے دانت کچکچا کر دھیمے لہجے میں ماہر خان کو وارن کیا مگر وہ ہری بلا ہی کیا جو کسی چیز کا اثر لے لے۔

بھئی پرنسز،، تمھاری ممی سے کچھ ضروری راز و نیاز کی باتیں چل رہی ہیں،،اسی لئے

،،پرائیویسی دو بھئی

ماہر خان نے سمیرا کر کہا۔

،،، کوئی حال نہیں ماہر آپ کا

CLASSIC URDU MATERIAL

رواحہ کہتے بری طرح جھجھلائی تھی جبکہ دیا اور فلزہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

اوکے ڈیڈ،، جب آپ کی راز و نیاز کی باتیں ختم ہجائیں تو ڈنر کے لیے آجایئے گا،، وہ کیا ،،، ہے ناں دادو سو ہم خان آپ کو یاد فرما رہے ہیں

فلزہ نے کہا اور دیا کا ہاتھ تھام کر باہر بھاگ گئی ماہر مسکرا دیا جبکہ رواحہ کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔

اس عمر میں یہ مزاق کرتے شرم تو نہیں ناں آئی آپ کو،، ہے ناں،،، وہ جھنجھلا کر اس سے دور ہونے لگی ماہر نے اس کی کوشش ناکام بنا دی۔

،، برسوں بعد فرصت کے یہ لمحات میسر آئے ہیں تو کون کافر انھیں کھونا چاہے گا ،،، ماہر چھوڑیں ہمیں

اے،، مارش میلو کتنی مرتبہ کہا ہے یہ مت کہا کرو،، ماہر نے کہتے پھر اسے خود سے لگایا جبکہ رواحہ کا دل کیا ماتھا پیٹ لے کہاں اس ہری بلا سے الجھ بیٹھی تھی۔۔

اگلے دن شفا اپنے کمرے کی بالکونی میں گلاس وال کے قریب کھڑی کچھ دیکھ کر آسودگی سے مسکرا رہی تھی جب آریان اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

CLASSICURDUMATERIAL

کیا دیکھ کر مسکرایا جا رہا ہے بیگم،،، آریان نے کہا تو اس نے آنکھوں سے باہر کی جانب اشارہ کیا جہاں ن معجز اکا ہاتھ تھام کر اسے گلاس کیبن میں موجود گلاس فروگ دکھا رہا تھا معجز ابچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی جبکہ امن اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

،،امن کتنا خوش ہے ناں،،، برسوں کے طویل ترین انتظار کے بعد یہ منظر دیکھنے کو ملا ہے

،،،میں بہت خوش ہوں آریان

شفا کے لبوں پر مسکان اور آنکھوں میں نمی تھی۔ آریان نے اسے کندھوں سے تھام کر خود سے لگایا۔

،،تو اس میں رونے والی کونسی بات ہے پگلی،،، یہ تو خوشی کی بات ہے ناں

آریان نے اسے یاد دلایا۔

،،تو میں رو تھوڑی ناں رہی ہوں یہ تو خوشی کے آنسو ہیں

ہاں بلکل ہر کام کی طرح تمھارا یہ کام بھی الٹا ہے فاقے زدہ چھپکلی،، نہیں تو خوشی کے

،،،موقع پر کون آنسو بہاتا ہے

آریان نے اطمینان سے کہا تو شفا نے نم آنکھوں سے اسے گھورا آج برسوں بعد خود کے لیے پھر سے اس کے منہ یہ لقب سن کر وہ حیران کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہوئی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،ویسے آپ اپنے اصل کی جانب واپس لوٹ آئیں تو کچھ زیادہ ہی خوش نظر آرہے ہیں ،،ہیں ناں

شفانے آنکھیں صاف کرتے معنی خیزی سے کہا۔

کیا مطلب،، آریان نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جیسے جانچ رہا ہو کہ وہ کیا شوشا چھوڑنے والی ہے۔

مطلب کہ ہماری پہلی ملاقات یاد ہے ناں،، جب میں نے کہا تھا کہ شکل سے ہی جھینگالالا ہو کرنے والے لگتے ہیں،، تبھی یہاں جنگل میں آکر کافی خوش ہیں،، شفانے کہتے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے قدم پیچھے لیے۔

، ٹھہر وزرافاقے زدہ چھپکلی،، تم بھی تو جنگل میں آکر بات بے بات مسکرا رہی ہو

وہ اس کے پیچھے بھاگتا حساب برابر کرنے کو بولا۔ شفا کھکھلا کر ہنستی روم میں چلی آئی۔ شفا ہنسے گئی۔ شفا ہنستے ہنستے بیڈ پر گری وہ بھی اس کے پہلو میں لیٹ گیا۔ شفانے ہنستے ہوئے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ کیا۔ آریان بھی ہنسے گیا۔

کیا ایکشن سے بھرپور ملاقات تھی،،، آریان پھر یاد کر کے ہنسا۔

آپ نے مجھے انڈونیشیا کی فاقے زدہ چھپکلی کہا،،، شفانے یاد کر کے برا سا منہ بنایا۔

،،تم نے بھی تو مجھے چلغوزہ بولا تھا

ہاں تو کتنا قیمتی ہوتا ہے چلغوزہ پتا نہیں آپ کو،، شفا نے اوپر اٹھ کر اس کی تیکھی مغرور ناک چومتے ہوئے کہا تو مسکرا دیا۔

،،ہاں یہ تو ہے،،، یہ تو میں نے کبھی سوچا نہیں،، یونہی بیکار اس چیز سے برتا رہا آریان نے کہا تو وہ پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

اب کیا ہوا،،؟؟؟

کچھ نہیں عقل بڑی کے بھینس،،، شفا نے لب دبائے۔۔فی الحال تو تم،، کیونکہ تمھارا وزن کافی بڑھ گیا ہے،،، آریان نے جان بوجھ کر کہا تو شفا نے اس کے سینے پر مکے برسائے۔وہ تادیر یونہی ہنستا رہا۔دروازے پر ہلکی سی دستک سے وہ دونوں اٹھ کر بیٹھے تھے۔

یس کم اِن،،،۔ آریان نے کہا تو امن معجز اکا ہاتھ تھامے کمرے میں داخل ہوا۔

مما میں نے بہت زیادہ خوبصورت بٹر فلائی دیکھیں،، اس گلاس کیبن سے اگلے کیبن میں ،،،ڈھیر ساری رنگ برنگی تتلیاں ہیں،،، آئیں آپ بھی دیکھیں ناں

معجز انے شفا کے قریب آکر کہا۔

،،فی الحال تو میں ان سے بھی زیادہ خوبصورت ایک چاکلیٹ براؤن تتلی دیکھ رہی ہوں شفا نے مسکرا کر کہا۔امن نے مسکراتے چہرہ دوسری جانب گھمایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کدھر،،اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔

یہ،،،،،،میرے بیٹے کی چاکلیٹ براؤن تتلی،،،جس کے رنگوں نے اس کی زندگی میں بہار لائی ہے،،،شفانے اس کی چن تھامی۔

مماپلیز،،،،،،،وہ گھبرائی۔ آریان ڈیڈ اور اس کی موجودگی میں یہ سب برداشت کرنا کم از کم اس ناتواں جان کے بس کی بات نہیں تھی۔شفا پھر ہنس دی۔

ماشاءاللہ آج موڈ کافی خوشگوار ہے آپ کی بیگم کا،،امن نے اپنے ڈیڈ کو چھیڑ کر اپنی بیگم کا حساک بے باک کرنا چاہا۔

،،ہماری سنگت کا اثر ہے،،پھر یہ موسم،،یہ تنہائی

آریان،،،،،،،،اس سے پہلے وہ اپنی زبان کے مزید جوہر دکھاتا شفا حلق کے بل چلائی تھی۔شفانے نیچے جھک کر کوئی چیز تلاش کرنی چاہی دونوں باپ بیٹے فورا کمرے سے بھاگے۔جبکہ معجزا ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ہنسی دبانے کی کوشش کی۔

کیا،،؟تم کیوں ہنس رہی ہو،،شفانے خفت مٹانے کو معجزا کو گھورا۔

نہیں تو،،میں تو بلکل چپ ہوں یہ دیکھیں،،معجزانے معصومیت سے اپنے لبوں پر انگلی رکھی۔شفا اسے گھورے گئی۔مگر پھر دونوں کھلکھلا کر ہنسی تھیں۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ دن کے ایک بجے کا وقت تھا جب وہ سب ڈوبتا الگ الگ سیر کو نکلے تھے۔۔ عروشے اور ایشان چلتے چلتے جنگل سے کافی آگے تک آ چکے تھے مفرا اور جبران تو مصروف سے انداز میں بہت پیچھے رہ گئے تھے بلکہ وہ تو کسی اور جہاں میں پہنچا چکے تھے ایشان اسے لے کر پتہ نہیں کہاں آ گیا تھا جبکہ مفرا اور جبران پیچھے ہی رہ گئے تھے

روشے واچانک یاد آیا تو ایش سے مخاطب ہوئی۔۔

ہائے اللہ،،، ایش یہ مفرا بھابی اور جے کے بھائی کہاں گئے۔۔

ایشان نے اسے دیکھا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گیا آئے تو اکھٹے تھے مگر کہاں رہ گیا اسکا بھائی مگر پھر مطمئن سا ہو کر مسکرا کر سیدھا ہوا۔۔

دنیا کی فکر چھوڑو روشے بے بی اپنے شوہر پر دھیان دو وہ اسکی طرف مڑتا بولا روشے نے اسے ہمشہ کی طرح اپنے انداز میں گھورا مگر وہ ڈھیٹ بنا مسکرایا۔

،،، میرے خیال میں بھائی ہیں وہ

وہ ابھی کچھ بولتی کہ روشے کو اپنے سامنے بہت حیران کن منظر پایا تو وہ دیکھے گئی وہ ایک دریا تھا جس کہ ارد گرد ہریالی ہی ہریالی،، گھاس ہی گھاس تھی اور باریک سی لائن جس سے پانی بہہ رہا تھا جو رفتار سے چل رہا تھا عروشے نے آنکھیں گھما کر اپنے گردن آگے پیچھے موڑ کر دیکھا آخر یہ آ کہاں سے رہا ہے تو دور کہیں پانی گرنے کی آواز آئی مگر وہ بھی

CLASSIC URDU MATERIAL

سبزے میں ڈھکا ہوا تھا اور پانی جانے کہاں سے آرہا تھا ایشان نے اسے حیرانی میں مبتلا ،،ہوئے ادھر ادھر دیکھتے پایا تو اسکی نظروں کے سمت دیکھا کیا دیکھ رہی ہو روشے !!،،،ایشان

!!!،،،جی میری جان

یہ پانی کہاں سے آرہا اور یہ کیسے دریا ہے کتنا خوبصورت ہے مینز آس پاس بے حد ہریالی اور اسکے مڈ یعنی درمیان سے بہتا پانی بہت عجیب اور دلکش،،،ایشان مسکرایا۔۔

،،ہاں،،،!!!ہے تو

مگر ہے بھی کتنا عجیب لیکن کتنا لمبا ایشان مطلب یہ بھی سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع ہو رہا ہے اور کہاں ختم،،،وہ پاؤں اونچے کر کے دیکھتی ہوئی بولی تو ایشان قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔

میری معصوم سی بیوی تمھیں پتہ ہے کہ یہ ایمزون کا ہری برازیل کا سب سے بڑا دریا ،،،ہے

ہاں،،!!!!روشے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں،،اتنا بڑا لیکن کتنا مجھے سارا دیکھنا ہے،،،وہ جوش میں آگے بڑھی ایشان نے اسے دیکھا۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میڈم یہ صرف تمھاری جوش ہے یہ اتنی جلد ختم نہیں ہو گا،،، آؤ تمھیں اسکے بارے میں
،،بتاؤں
!!،،بتائیں
،،یہ دریا برازیل کا کوئی دوسرا دریا کبھی بھی اس دریا کی حیثیت سے مماثل نہیں ہو سکتا
ایمیزون دنیا کا دوسرا سب سے طویل دریا ہے اور خارج ہونے والے پانی کے حجم کے لحاظ
،سے سب سے بڑا ہے،، معلوم جانوروں کی 30٪ سے زیادہ انواع کا گھر ہے،، اینا کونڈا
دریائی ڈولفن، اور مچھلی کی 5,600 سے زیادہ اقسام ایمیزون بیسن میں پائے جانے والے
،،کچھ جانور ہیں
ڈولفن،، اینا کونڈا بھی ہے اس میں،،؟؟ آروشے اکسائٹڈ ہوئی۔۔۔
،،یس بلکل ہیں اس میں
مجھے دیکھنے ہیں،،،؟؟ اس کی بے تکی اور انوکھی فرمائش پر ایشان نے ماتھا پیٹا۔۔
میڈم اتنا آسان نہیں ہے یہ سب جتنا آپ کہہ رہی ہیں بہت بڑی مچھلیاں ہوتی ہے
ڈولفن اور یہ اینا کونڈا ایک کام کرو چھلانگ لگا کر جاؤ اور دیکھ آؤ انھیں،، ایشان نے لب
دبا کر کہا روشے نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔
،مارنا چاہتے ہیں صاف بولیں نا

CLASSIC URDU MATERIAL

ایشان نے اسے دیکھا،،،، میں نے ایسا کب کہا ہے،، وہ بھی گھور کر بولا۔۔۔

بڑے تیز ہیں آپ،،، جلاد،، مجھے سب معلوم ہے ساری دنیا کو چار اڈالتے ہیں ہمشہ گھما پھرا

،،، کر بات کرنا اچھے سے آتی آپ کو

اچھا میری جان سوری میں نے مزاق کیا تھا،،، وہ اسکا گال چومتا بولا آروشے نے اسے

دیکھا وہ اج بھی بچی تھی بلکل پہلے جیسے روشے بے بی ایشان کی روشے بے بی اور روشے

بے بی کا ایشان۔۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور اسکا بھی پیار سے گال چوما۔۔

ایشان مسکرایا روشے بے بی،، ایشان نے پیار سے اسے مخاطب کیا۔

ہمممم ،،!!

تمھیں تمھاری فیورٹ جگہ لے کر جاؤں،،؟؟؟

کدھر وہ ایکسائٹڈ ہوئی۔۔

چلو آؤ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا جب روشے پھر بولی "ایشان کدھر لے جا رہے ہیں

،،، بتائیں نا ا

سرپرائز ہے میری جان،، آؤ میرے ساتھ وہ اسے لیے کافی دور واپسی کے لیے جنگل سے

تقریباً باہر آیا۔ باہر آکر کار تک آیا۔ آروشے کو کار میں بیٹھنے کو بولا۔ اسکے ساتھ خود بھی

CLASSIC URDU MATERIAL

بیٹھا ڈرائیور کو ہدایت کے مطابق چلنے کا کہاں کچھ ہی دیر امیزون کے جنگل سے نکلتی کار برازیل کی صاف شفاف سڑکوں پر چل پڑی تھی کچھ ہی دیر میں ایشان اور عروشے برازیل کی سب سے بڑی چاکلیٹ مینوفیکچرنگ کمپنی میں آئے تھے جہاں سب سے زیادہ چاکلیٹ بنائی جاتی تھی۔۔

برازیل دنیا میں کوکو اور چاکلیٹ کے سب سے بڑے پروڈیوسر میں سے ایک ہے وہ دونوں اس وقت برازیل کی سب سی بڑی چاکلیٹ مینوفیکچرنگ کمپنی کے باہر موجود تھے جس کا نام ہے گاروٹو۔۔ ایشان نے اس کے گرد اپنے بازو حمائل کیا۔ یہ وہ تھی جو چاکلیٹس کی دیوانی تھی۔ آج وہ اسے اس کی خوابوں کی نگری میں لے کر آیا تھا۔ کتنی خوبصورت یادیں وابستہ تھیں چاکلیٹ، آروشے بے بی اور اس کا ایشان۔ ایشان نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تو وہ خود میں سمٹ گئی۔

ڈرائیور نے مڑ کر دیکھا ایشان نے اسے غصے سے گھورا۔ "شکل آگے رکھو اپنی،، وہ دھاڑا ڈرائیور فوراً سیدھا ہوا۔ "سوری سر،،، مگر میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ کی مطلوبہ جگہ آ گئ ،،،ہے

بہتر،، وہ کہہ کر روشے کی جانب متوجہ ہوا اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

کہاں آئے ہیں ایش۔۔۔؟؟

CLASSIC URDU MATERIAL

ہم تمھاری فیورٹ جگہ آئے ہیں،،!!ایشان نے مسکرا کر اسے جواب دیا۔۔
کونسی جگہ ایش،،؟؟؟روشے کنفیوز ہوئی۔۔۔
ارے بدھو چاکلیٹ فیکٹری تمھاری تمام فیورٹ چاکلیٹس یہاں پائی جاتی ہیں اور تو اور
،،برازیل ہی تمھاری چاکلیٹس کی خوابوں کی نگری کی جگہ ہے
ہاں،،،!!!سچ میں ایشان،،،وہ ایکسائٹڈ سی ہوئی تھی۔۔
بلکل،،!!لیٹس گو وہ اپنی جگہ سے اتر کر اسکی جانب آیا اور ہاتھ پکڑ کر اسے نیچے اتارا
روشے خوشی سے پاگل ہو دینے کو تھی اس عمر میں بھی وہ بلکل چھوٹی سی بچی تھی۔۔
ایشان مسکرا کر اسکے ساتھ اسے اپنے حصار میں لیے آگے بڑھا تھا اور اس کمپنی کے اندر
،،گیا جہاں تمام اقسام کی چاکلیٹس ایس آسمپل کے طور پر وہاں موجود تھی ہارٹ شیپ
کپ کیکس کی صورت میں،،باربی ڈوولز،،،پینٹس اور بادام لگی مختلف قسم کی مزیدار
چاکلیٹس،،کافی کیکس،،،ہر قسم کے چاکلیٹس کیک،،کوکا پاؤڈر سے بنی مختلف چیزیں
جسے دیکھ کر منہ میں پانی اگر آئے یہی نہیں وہاں برازیل کے بڑے بڑے فوڈ مکینگرز،،
بھی موجود تھے جن کے سامنے لاتعداد الگ الگ اقسام کہ چاکلیٹس موجود تھی چاکلیٹس
بسکٹ اور چاکلیٹس کیک اسکے علاوہ،،،چاکلیٹ ملک جو وہ بہت مہارت سے کھانے میں
مصروف تھے اور سامنے ہی کیمرہ مین انکی ویڈیو شوٹ کر رہا تھا۔۔۔

واؤ،،!!ایش یہ کتنے مزے کا ہے سب وہ دیکھیں وہ لوگ کتنے مزے سے کھا رہے ہیں مجھے بھی کھانی ہے ایش،،،وہ بضد ہوئی ایشان مسکرایا۔۔۔

میری جان تم سے اتنا نہیں کھایا جائے گا تمھیں معلوم ہے یہ مکینگرز ہیں،،،اور یہ انکے لیے ٹاسک ہوتا یہ پورا30 منٹس یا40 منٹس میں یہ چاکلیٹس ختم کریں گے جو انکے سامنے موجود ہیں،،

،،،واٹ،،!!! مگر کیسے ایشان،،،، میں تو اتنا نہیں کھا سکتی

اوکے لیواٹ،،، چلو روشے آگے چلتے ہیں باقی تفصیل ان سے پوچھتے ہیں بذات خود انکی زبانی،،

چلیے وہ لوگ آگے بڑھے جہاں کمپنی کا ایک بندہ اسکے سامنے آیا۔۔

ایشان نے اسے دیکھ کر اپنے کالا چشمہ اتارا۔۔

کمپنی کے بندے نے برازیلین زبان میں ان سے مخاطب ہو کر پوچھا جس کا روشے کو تو کم از کم کچھ سمجھ نہیں آیا مگر ایشان مسکرایا۔۔

Eu sou um carrasco do Paquistão e quero visitar sua empresa com minha esposa e aprender a fazer chocolate e aprender sobre McBangers.

CLASSIC URDU MATERIAL

(I am a doctor from Pakistan and I want to visit your company with my wife and learn how to make chocolate and learn about McBangers)

ایشان نے بھی اسکی زبان میں ہی جواب دیا تو روشے نے حیرت سے اپنے زہین شوہر کو دیکھا۔۔زندگی گزر چکی تھی وہ آج تک اس کے ہر انوکھے اور اچھوتے روپ سے اس سے بری طرح متاثر ہو جایا کرتی تھی۔اب بھی انتہائی عقیدت سے اس شخص کو دیکھا جس نے پوری زندگی اس کی اتنی کیئر کی تھی کہ وہ خود بھی اپنا اتنا خیال نہیں رکھ پاتی۔ کمپنی کا بندہ اسکی بات سن کر مسکرایا اور سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دیتے اسے خوش آمدید کہا۔۔۔

Bem vindo senhor„

(Welcome sir)

Venha comigo„

(Come with me)

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ان دونوں کے لیے ایک جانب گیا اور ایک ویڈیو مکینگرز کے پاس آیا کو دو لڑکیاں تھی اور وہ ویڈیو بنا کر فارغ ہو چکی تھیں اب ہنسی مزاق میں مشغول تھیں،، آروشے انکے پاس آکر رکی۔۔

اب وہ کمپنی کے بندے نے انہیں اپنی زبان میں سب بتانا شروع کیا اور ایشان نے اس زبان کو اردو زبان میں ٹرانسلیٹ کرنا شروع کیا تھا۔۔۔

ایشان اور آروشے کچھ ہی دیر میں چاکلیٹ مکینگرز کے پاس آئے تھے کچھ ویڈیوز بنا رہے تھے تو کچھ بنا چکے تھے۔۔۔

!!!،،،ہائے

ایشان نے اسے مخاطب کیا۔ آروشے نے ناگواری سے انہیں دیکھا وہ لڑکی کم کپڑوں میں بال کھلے چھوڑے بے حد پیاری لگ رہی تھی مگر بہت بولڈ نگاہ سے ایشان کو دیکھ رہی تھی

۔۔

W asslam yes...!!!

آر یو مکینگر۔۔۔؟؟؟ ایشان نے شرارت بھری نگاہوں سے آروشے کا خفت زدہ ناگواری لیے چہرہ دیکھا۔۔

،،یس آئی ایم

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ ابھی بات کا آغاز کرنا چاہتی تھی کہ آروشے نے ایشان کا بازو تھام لیا۔

رہنے دیں،، ایش مجھے کچھ نہیں جاننا ان کے بارے میں،،، اس نے اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر کہا تو ایشان مسکرا دیا۔ پھر وہ الوداعی کلمات ادا کر کے آگے بڑھ گئے۔ وہ دونوں ان کو چھوڑ کر چاکلیٹس کی جانب بڑھے اور ڈیفرنٹ چاکلیٹ ٹرائے کرنے لگے۔۔۔

کمپنی کے مینجر نے انہیں برازیل کی سب سے مشہور چاکلیٹ تھمائی۔۔

سر یہ کمپنی کی سب سے فینس اور کھائی جانے والی چاکلیٹ ہے جس کا نام ہے لیکٹہ

برازیل میں کئی سپر مارکیٹوں میں آسانی سے مل سکتی ہیں، اور کچھ ،،،Lacta

،، پر بھی دستیاب ہیں Amazon

واووووو،،!!! ایش مجھے یہ سب خریدنی ہے اپنے لیے، علیزے اور سب کے لیے،،، ایشان عروشے کی بات سن کر مسکرایا اور اثبات میں سر ہلایا۔۔

،،، جی میری جان ہم لیں گے یہ

ایشان نے ہر چاکلیٹس میں سے ڈھیروں ڈھیر چاکلیٹس پیک کروائی اور گاڑی میں رکھوائی

روشے کے چہرے پر خوشی سی کھل گئی وہ آج بھی بچوں کی طرح اپنی من پسند چیز دیکھ فرطِ جذبات میں کھکھلا اٹھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

واووووایشان،،، آئی لو یو سو مچ،،، وہ سب کے سامنے پگلی اسکے گلے میں جھولی ایشان" بوکھلایا ضرور مگر اسکی کمر کے گرد بازو حمائل کیے اور اسے خود سے لگا کر بالوں پہ لب رکھے۔۔۔

آئی لو یو ٹو روشے بے بی،،، وہ بے حد پیار سے بولا کمپنی موجود لوگوں نے انہیں دیکھ کر" زور سے ہوٹنگ کی روشے جھنپ گی جبھی ایشان کو لے کر باہر چلی آئی۔

یہ تو غلط بات تھی جانِ ایشان،، سب کے سامنے محبت کا برملا اظہار کرنا اور تنہائی میں دور ،،، دور بھاگنا یہ تو کوئی بات نا ہوئی

گاڑی میں بیٹھتے ہی ایشان کی رگ ظرافت پھر سے پھڑکی تھی۔ یہ پری اس کی رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب تر تھی۔

وووووہ،،، آروشے نے وہ کو لمبا کھینچا۔ "وہ تو آپ نے مجھے اتنی ساری چاکلیٹس لے کر دیں تو آپ کو تھوڑی سی رشوت دی تھی،،، آروشے نے لاپروائی کا مظاہرہ کرتے سکون سے کہا تو ایشان نے اسے کلائی سے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

ایش،،، یہ کیا کر رہے ہیں آپ،،، وہ ڈرائیور کی موجودگی میں ایشان کی اس بے باکی پر بوکھلائی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

یہ سوال تو کافی پرانا ہے روشے بے بی،، جواب تم اچھے سے جانتی ہو،،، وہ شرارت بھرے لہجے میں بولا۔

ایشان اپنی عمر کا تو لحاظ کریں،، وہ تلملائی۔

اسی کا لحاظ کر رہا ہوں نہیں تو اپنے حصے کی رشوت ابھی پوری کی پوری وصول کرتا اپنی ،،، بے بی سے

وہ اس کی گال سہلا کر بولا تو آروشے نے جھنجھلا کر اس کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ ایشان کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔

جبران اور مفرا بھی جنگل میں سیر کرتے کافی آگے تک نکل آئے تھے۔ جبران آنے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ وہ دونوں ایسے لباس میں تھے جو ان کے لیے سیو تھا۔ مطلب ایسے لباس جن میں انھیں کوئی خطرناک کیڑا مکوڑا نہیں کاٹ سکتا تھا۔ دونوں نے لونگ بوٹ پہنے تھے۔ جبران کب سے اسے بغور دیکھے گیا۔ پنک روز جواب بھی پہلے دن سی اس کے دل پر یونہی حکومت جمائے ہوئے تھی۔ جبران نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ زندگی میں بہت کم چانسز ایسے آئے تھے جب یہ لوگ یوں فرصت مایہ دوسرے کو وقت دے پائے تھے۔ سب کچھ بھول کر یوں کہیں گھومنے پھرنے آئے تھے۔ ساری زندگی کندھوں پر آن دیکھی بے شمار زمہ داریوں نے انھیں ایک دوسرے کو بھرپور

وقت دینے کا موقع ہی کب دیا تھا آج برسوں بعد یہ موقع ملا تھا تو وہ لوگ اس کا ہر لمحہ بھر انداز میں جینا چاہتے تھے۔ وہ لوگ کافی دور نکل آئے تھے۔

!!!جب،،،ران

اس نے حسبِ معمول اس کے نام کے ٹوٹے ٹوٹے کیے۔

،،،جی میری،،،جج،،جان

،،،جبران جان کر اسے تنگ کرنے کو بولا مفرا کلس گئ" جبران سہی سے بولیں ناں

وہ ناک چڑھا کر آج بھی بے حد پیارے طریقے سے بولی سامنے والا مہبوت رہ گیا جبھی بہت جلد آگے ہو کر اسکا زور سے گال چوما تھا۔

،،،،مائے پینک روز"

مفرا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔ وہ گہرا مسکرایا اور ایک فلائنگ کس اسے پاس کی وہ بری طرح بوکھلائی۔۔۔

،،،جبران شرم کریں آپ دادا بننے کے قریب ہیں اپنی عمر دیکھیں اور حرکتیں دیکھیں تو کیا ہوا میری جان دل تو جوان ہے نا،،وہ کیا کہتے ہیں،، "دل تو بچہ ہے جی،، تھوڑا کچا ہے

،،،جی،،، "جبران آپکی آواز کتنی پیاری ہے

،،،جبران گہرا مسکرایا،،،بہت شکریہ

CLASSICURDUMATERIAL

،،،جبران،، کوئی نہیں شرم آنی چاہیے کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ مجھ سے تو کیا ہوا اپنک روز،، اور تم سانا کروں رومینٹک باتیں تو کس سے کروں،، اوکے یہاں برازیل سے کوئی ڈھونڈ لیتا ہوں جو میری رومینٹک باتیں سنا کرے،،، وہ آنکھ ونک کرتا بولا۔

،،،برازیل سے کیوں یہاں ایمزون سے ڈھونڈیں ناں کوئی،، جھینگالالا ہو کرنے والی مفرا جل کر بولی۔ تو وہ قہقہ لگا کر ہنس دیا۔ مفرا نے اسے گھورا۔

کیا،،؟؟؟ جبران نے آئیبرو اچکائی۔

کسی کہ طرف آنکھ اٹھا کر دیکھانا ڈاکٹر چھچھوندر تو آنکھیں نکال لوں گی ہاں،،،!! یاد رہے ایکسکیوشنرز کی بیوی اس سے زیادہ بہادر ہو گی،،، وہ ایک اٹیٹیوڈ سے بولی۔ جبران گہرا مسکرایا۔۔۔

،،،وہ تو ہو گی ہی آخر بیوی بھی تو پھر جے کے کی ہے ناں

!!!،،،یس

وہ زور شور سے آج بھی سر ہلاتی بولی تھی جبران بے ساختہ اسکے قریب ہوا اور اسے کمر سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور ایک مدہوشی بھری نگاہ سے اسے دیکھا۔۔

،،،جب،،،ران۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ محض اتنا ہی بول پائی تھی۔۔

جی میری جان،،، جان نثار کرنے والے انداز مین بولا مفرا جھینپ گئی۔۔۔

،، چھوڑیں مجھے جبران،،، آروشے ایشان آجائیں گے کوئی کوئی آجائے گا

کوئی نہیں آئے گا پنک روز وہ دونوں کب کے آگے نکل چکے یہاں صرف میں اور تم" ہیں اور کوئی نہیں،،اور کسی نے دیکھ بھی لیا تو کیا بگاڑ لے گا،، کیوں نا ہم زندگی کے حسین ،،، پل اور اپنی پرانی یادیں تازہ کریں

،، کک،، ونسی یادیں کیا بات کر رہے ہیں

وہ جان کر بھی انجان بنی تھی سب یاد آگیا تھا اسکے لب و لہجے سے وہ کن یادوں کی بات کر رہا ہے۔۔ مفرا جبران کبیر کہ زندگی کے سب سے خوبصورت دن جب اس نے زندگی کو دیکھا تھا پہچانا تھا جانا تھا کہ زندگی کس شے کا نام ہے زندگی کہتے کسے ہیں؟؟ وہ خوبصورت دن رات، شامیں جو اس شخص کے ساتھ اس کی قربت میں گزریں۔۔ اسکے ہمراہ جب اس نے اپنی محبت کو اپنے قریب سے محسوس کیا اسے جانا وہ شخص کتنا پیارا ہے کتنا شاندار ہے۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ کسی اور ہی جہاں کی سیر کو نکلی تھی جب بہت ہی جلد جبران اسکے لبوں پر حاوی ہوا تھا اور اسے ہوش کی دنیا میں لایا تھا وہ مچل کر رہ گئ مگر تب تک جبران اسکی سانسوں پر قابض ہو چکا تھا۔۔۔

وہ کچھ ہی دیر میں خود کو سیر اب کر کے پیچھے ہٹا اور اسے دیکھا جس کا چہرہ گلاب کہ طرح لال ہو چکا تھا۔۔۔

وہ گہرا مسکرایا،،، کچھ یاد آیا،،،؟؟؟ اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا وہ جھینپی تھی جبران نے جواب طلب کرنے کے لیے اسکے کان کی لو کو دانتوں سے کاٹا۔۔۔

سی "ایک سسکی اسکے لبوں سے ادا ہوئی۔۔"

نن،، نہیں،،، وہ جان کر بولی جبران نے گرفت بڑھائی۔۔

،،،م،، میرا مطلب ہاں

وہ مسکرایا۔۔ کیا،،،؟؟

اپنی زندگی کے خوبصورت ترین دن،،، وہ اسکے حصار میں پر سکون سے کھڑی جواب دے رہی تھی۔۔

کونسے دن،،،؟؟ وہ جانے کیا سننا چاہتا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ حسین دن جب میں نے جانا زندگی کتنی خوبصورت ہے،،، میں نے اپنی محبت یعنی آپ ،،، کو جانا

وہ اپنا نازک ہاتھ اسکی بڑھی بیرڈ پر پھیرتی بولی جبران نے نازک ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی آنکھیں سکون سے موندہ تھیں۔۔ "جب میرے سارے خواب پورے ہو گئے،، مجھے میری زندگی کا مقصد ملا،، آپ کی دن رات کی محنت نے مجھے ایک مقام دیا اور ،، انسانیت کا مسیحا بنا دیا،، اگر آپ میری زندگی میں نا آتے تو آج جانے میں کہاں ہوتی ہوتی بھی یا نہیں،، میرا تشخص پامال ہو کر رہ جاتا،، یا کسی پاگل خانے میں پڑی ہوتی،، اپ نے مجھے اتنی خوبصورت، بامقصد اور مکمل زندگی دی،، جبران میں آپ کا شکریہ کیسے ادا ،،، کروں

وہ کچھ بول نا سکے جبھی جبران نے اسکے لبوں پر اپنے شہادت کی انگلی رکھی "اہاں،،،،، نو مائے پنک روز نو،،،، ایسے نہیں کہتے شوہر کی محبت احسان نہیں ہوتی میری جان،،، وہ اسے اپنے حصار میں لیے محسوس کیے گیا۔

تو کیا ہوتی ہے۔۔؟؟ مفرا نے اسکی طرف چہرا کیے خوبصورت انداز سے پوچھا وہ مسکرایا اور جھک کر اسکی تیکھی ناک پر پیار کیا۔۔

CLASSICURDUMATERIAL

وہ تو بیگم کا حق ہوتا ہے،،، کہ اسکے شوہر کی تمام محبت اسکی ہو اور میری محبت کا دائرہ میری پنک روز سے شروع ہو کر اسی پر تو ختم ہوتا ہے،،، وہ اسکی نگاہوں میں جھانکتا بولا۔۔وہ مسکرائی اور اسکے سینے پر سر رکھ گئ۔۔۔

آئی لو یو پنک روز وہ اپنا حصار تنگ کرتا بولا مفرا اس میں چھپ سی گئ۔۔۔

"Tu mifra simpere te quiere"

(آپکی مفرا بھی اپ سے بہت پیار کرتی ہے)

مفرا نے سپینش زبان میں اپنی محبت کا اظہار کیا جبران گہرا مسکرایا اور اسکے ماتھے پر لب رکھے۔۔۔

مفرا آنکھیں موندے اس کا عقیدت بھرا لمس محسوس کیے گئ۔

،،، پنک روز

ہمممم،، وہ بھاری لہجے میں بولی۔

،،، واپس چلیں یا ہنی سلور جوبلی ہنی مون کیمپ یہیں لگوالوں

جبران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو وہ بوکھلا کر پیچھے ہٹی۔

کوئی حال نہیں آپ کو جبران،، چلیں واپس چلیں،، وہ بھنا کر بولی تو وہ پھر بھرپور انداز میں ہنس دیا۔ اس کا ہتھ تھاما اور واپسی کی راہ لی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

وہ لوگ رات کے تقریباً آٹھ نو بجے کے قریب واپس آئے اور اب سب ڈنر کے لیے پچھلے لان میں جمع تھے۔ بون فائر اور باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا۔ اوہ سب مل کر خوش گپیوں میں مصروف تھے ایسے میں ماہ بیر ان میں کہیں بھی نہیں تھا فجر کی نگاہیں وہاں بیٹھے اسکی ہی متلاشی تھیں۔۔

ہیں؟؟ یہ جلاد جی کدھر چلے گئے؟

یہ ماہ بیر بھی نا پتہ نہیں چلتا،،، کب کس وقت کہاں نکل جاتے ہیں،،،؟ وہ بڑبڑاتی سب میں سے نکلی تھی اور چلتی اوپر گئی تھی وہ کمرے میں کہیں بھی نہیں تھا۔۔۔

اللہ ماہ بیر کدھر چلے گئے ہیں آپ،،،؟!!!میرا بندہ بھی نا،،وہ مسلسل بولتی ادھر سے ادھر دیکھنے لگی جب اچانک باہر بالکونی میں نظر پڑی وہ باہر بیٹھا کسی گہری سوچ میں تھا۔۔ باہر بیٹھے شخص کے چہرے پر ااس وقت کچھ سوچتے ہوئے ایک گہری، اچھوتی مگر افسردہ سی مسکان لبوں پر احاطہ کر رہی تھی۔ فجر نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہیں،،،؟؟ وہ بھی اکیلے اللہ خیر،،،وہ چلتی باہر بالکونی میں نکلی۔۔

ادھر باہر بیٹھے ماہ بیر کی سوچوں کی طنابیں دور کہیں ماضی میں الجھی ہوئیں تھیں۔

شام کا وقت تھا سب لوگ آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے کمرے میں تھے ایسے) میں فانیہ اور راسم بھی اپنے کمرے میں اپنے دونوں بچوں کے ساتھ موجود تھے جو ہر

CLASSIC URDU MATERIAL

وقت فانیہ کے ناک میں دم کیے رکھتے تھے اب بھی وہ دونوں ایک فانیہ کے بال بنانے میں مصروف تھا تو دوسری فانیہ کا میک اپ کرنے میں اور فانیہ درمیان میں بیچاری سی شکل بنائے بیٹھی تھی۔۔۔

افف بچو چھوڑ دو مجھے کیا بگاڑا میں نے تم لوگوں کا کن گناہوں کی سزا ہے یہ،،،!!!فانیہ نے دہائی دی جبکہ اندر آتا راسم زور سے ہنسا۔۔۔

کیا کہہ دیا میرے بچوں نے جو تم انہیں سزا کہہ رہی ہیخ جان من،، اتنے تو پیارے بچے" ،،ہیں میرے

بہت افلاطوں ہیں آپ کے بچے غلطی سے آپ پر چلے گئے ہیں راسم،،، ہر وقت ستاتے" ،،،رہتے ہیں دیکھیں کیا کر رہے ہیں

تو کیا ہوا میری جان،،، بچے ہیں اتنا تو چلتا ہے،،، راسم اپنے دونوں بچوں کو حصار میں لیے بولا وہ دونوں راسم میں چھپ گئے۔۔

ہاں بلکل،، اتنا تو چلتا ہے،،، آپ تو نکل جاتے ہیں کئی کئی دن کے لیے،، پیچھے ان آفتوں کو ،،،میرے ناک میں دم کرنے کے لیے چھوڑ جاتے ہیں

تم تینوں میری زندگی ہوں فانیہ،، میں چاہ کر بھی تم تینوں سے دور نہیں رہ سکتا کام کے ،،، لیے جانا پڑتا ہے ورنہ تو مین ایک منٹ میں تم تینوں کو خود سے دور نا کروں

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،تو کون کہتا ہے چھوڑ دیں نا یہ کام ویسے بھی مجھے بہت ڈر لگتا آپکے اس کام سے راسم ایسے کیسے چھوڑ دوں فرض تو نہیں چھوڑ سکتا نا جیسے تم لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا یہ فرض بھی نہیں چھوڑ سکتا میں فانیہ،،، میں نے عہد لیا میں اپنے وطن کی حفاظت نہیں چھوڑ سکتا،،،

"میں بھی ں ڑا ہو کر ڈیڈ کے جیسا آفیسر بنو گا ڈیڈ اور اپنی کنٹری کی حفاظت کروں گا اور گندے لوگوں کو ماردوں گا،،، ماہ بیر نے کراٹوں کی طرح پنچ ہوا میں بلند کیا اور بولا تو راسم گہرا مسکرایا۔۔۔

!!!،،، انشا اللہ

ہر گز نہیں،،، اس سے پہلے ہی فانیہ ہتھے سے اکھڑی تھی کوئی نہیں بنے گا میرا بیٹا لائیر یا ،،،ڈاکٹر بنے گا بس کہہ دیا میں نے میرا بیٹا اپنے بابا جیسے۔ ار دھاڑ میں نہیں پڑے گا ،،،اوو کمون مام نو میں تو ڈیڈ جیسا ہی بنوں گا

میں بھی،،، دانیہ نے بھی فضا میں ہاتھ بلند کیا۔ فانیہ نے اپنا ماتھا پیٹا۔۔

یا اللہ یہ دونوں تو باپ پر چلے گئے ہیں ڈیڈ کے چمچے،،، فانیہ نے تینوں کو گھورا۔ راسم مسکرایا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

غصہ کیوں ہوتی ہو میری جان یہ تو اچھی بات ہے نا مجھ پر گئے ہیں بہادر بنے گے تمھاری ،،، طرح بزدل نہیں

مم،، میں کوئی نہیں بزدل،،، فانیہ نے پہلو بدلہ۔۔۔

،،، آ،، ہاں،،،!!!واللہ اور سب حالات سے ہار کر ہار مان کر خود کشی کرنے تو میں چلا تھانا راسم،،،،!!!!!فانیہ چلائی تو راسم قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔

تو بس پھر چپ کرو اچھا ہے نا یہ مجھ پر جائیں گے بہادر،، نڈر،، اپنا دفع اپنا حق وصول ،،، کرنے والے بہادر بچے

ہممم بلکل،، ابھی وہ بات کر رہے تھے جب اچانک فجر کے رونے کی آواز آئی اور ماہ بیر گھبرا کر اٹھا تھا۔۔۔

مماااا،،،!!!فجر بے بی رو رہی ہے،،،، میں اسے دیکھ کر آتا ہوں،،، وہ وہاں سے بھاگا فانیہ نے اسے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

،،، ایک تو یہ لڑکا ہر وقت فجر فجر لگا ہوا ہوتا ہے کس پر چلا گیا پورا عاشق ہے آپکا بچہ راسم نو ماما،، شی از مائے گرل اور وہ روتی ہے تو مجھے پین ہوتا ہے آئی کانٹ سی ہر ٹیرز،، وہ کہتا وہاں سے بھاگا تھا جب کہ فانیہ نے منہ کھولے اسے دیکھے تھا۔۔۔

استغفر اُللہ،،، وہ زیر لب بڑبڑائی جبکہ راسم قہقہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،میرا بچہ ہے میری جان،، دیوانہ بنے گا دیوانہ

راسم،،،!!!شرم کریں بچہ ہے وہ ابھی،،،فانیہ چلائی جبکہ راسم نے زور سے اسے اور دانیہ (کو گود میں بھینچا

ماہ بیر ان سب سوچوں میں غلطاں تھا جب ایک مہربان سا لمس کندھے پر محسوس کر کے آنکھیں بند کی اور اس ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

کیا ہوا ماہ بیر کیا سوچ رہے ہی؟؟؟ وہ اسکے پاس آکر جھولے میں بیٹھی اور اسے دیکھا۔۔

ماہ بیر تکلیف سے نم آنکھوں سے مسکرایا تھا فجر نے حیرت سے اسے دیکھا یہ جلاد بھی روتا ہے وہ محض سوچ ہی سکی دوسروں کو رلانے والا کیوں رو دیا۔۔

ککک،، کیا ہوا ماہ بیر ککک،، کیوں رو رہے ہیں۔۔

ماہ بیر نے اسکے گرد حصار بنایا۔۔"مائے گرل" وہ زہر لب بڑبڑایا۔۔فجر نے حیرت سے اسے دیکھا مطلب وہ سمجھ گئی تھی وہ بچپن میں کھویا ہوا تھا۔۔

کیونکہ وہ بچپن میں فجر کو یونہی اسی نام سے پکارتا تھا مائے گرل،،،،مائے بے بی،،،مائے پرنسز،،،مائے ڈوول،،مائے لو،،مائے فج،، یا پھر بیر کی فج۔۔

کیا سوچھ رہے تھے ماہ بیر۔۔۔؟؟؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی پوچھیں ماہ بیر نے بھی اسکی انکھوں میں دیکھ کر ماتھے سے ماتھا ٹکایا اور دونوں ہاتھ بیک گردن پر رکھے۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

!!!،،،جان گئ،، آنکھیں پڑھ لیں؟؟؟ پوچھنے کا فائدہ عشق بیر

فجر مسکرائی۔۔"ان لبوں سے سنو گی عشقِ فجر،،،!!!وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھتی بولی وہ گہرا مسکرایا اور اسکی انگلی پر پیار کیا۔

مگر مجھے تو ان لبوں سے سننا ہے مائے لیڈی،،،!!ماہ بیر نے اسکے لبوں کو انگھوٹے سے سہلایا۔

کیا یاد کر کے یہ پلکیں نم ہے ماہ بیر،،،اب کی بار نرم گرم انگلی کی لمس نے پلکوں کی جھالر کو چھوا تھا ماہ بیر نے سکون سے آنکھیں موندی تھیں۔۔

بچپن،، بچپن،،اور صرف بچپن وہ قرب اور ازیت سے بولا فجر کی آنکھیں بھیگی تھی ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔۔۔

کیا یاد آیا،،،؟؟؟وہ پوچھ بیٹھی جبکہ اسکی گردن پر اسکے ہاتھوں کی گرفت بڑھی تھی ایک سسکی لبوں سے نکلی تھی وہ انجانے میں اسے آج بھی کبھی کسی بھی وقت تکلیف دے جاتا تھا مگر وہ اس سب کی عادی تھی کیونکہ سب عشق ہوتا ہے تو محبوب کی طرف سے ملنے والی تکلیف بھی مزہ دینے لگتی ہے تو وہ تو دیوانی تھی اس ظالم بے حس انسان کی جو اسکی روح میں بسا تھا اسکی زندگی کا اہم کل اثاثہ تھا۔۔۔۔

ممم،،،،ماہ بیر وہ پکار بیٹھی۔۔

CLASSICURDUMATERIAL

!!!!حکم روح من۔۔۔

،،ک،،،کیوں خود کو تکلیف دیتے ہیں

وہ اچانک سے کیا بول گئ پتہ نہیں تھا جب اچانک کسی بیر نے اسے خود کے مزید قریب کیا۔۔ماہ بیر نے اسے گھور کر دیکھا فجر کی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھیں۔۔

تکلیف نہیں ہے مسز ماہ بیر،،!!!تکلیف نہیں سکون ملتا ہے اپنے ماں باپ کو یاد کر کے مجھے سکون میسر اتا ہے وہ بچپن کی سہانے دن یاد کر کے مجھے اچھا لگتا ہے مسز ماہ بیر حفیظ،،،وہ اداسی سے بولا فجر نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنا بچپن یاد کر کے وہ آنکھوں سے قیمتی موتی ٹوٹ کر اسکے گالوں پر بہے تھے۔۔ مفجر نے اسکا ہاتھ پکڑا تھا ماہ بیر نے اسے ایک سیکنڈ سے پہلے خود میں زور سے بھینچا تھا اور اسکے کمر کے گرد بازو حمائل کیے۔۔۔

!!!ماہ بیر آپ پلیز پریشان نا ہوں ہے

،،،ہمممم،،،خاموش ہو جاو میری جان کچھ نہیں کہتی یہ چیزیں مجھے

!!!،،،ماہ بیر

اششش،،،!!!ماہ بیر نے اسکے گرد بازو حمائل کیے۔۔

،،،،،بہت برا ہوں نا!!!!تکلیف دے جاتا ہوں،، تمھیں بھی اداس کر دہاناں پر جو بھی جیسے بھی ہیں میرے ہیں،،،وہ بناڈرے بولی ماہ بیر مسکرایا۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کوئی شکوہ کوئی شکایت،،،وہ اسکے لبوں کو سہلاتا بولا۔۔۔

!!،،،کچھ نہیں

!!!ہِ،،،کیا چاہتی ہو

!!!،،،،ماہ۔بیر

،،،وہ تو ہے ہی تمھارا اور بتاؤ

،،،،،مکمل چاہیے،،تا عمر چاہے مرتے دم تک چاہیے جب تک سانس ہے تب تک چاہیے مرتے ہوئے چاہیے،،،،ہمشہ چاہیے،،،صبح چاہیے شام چاہیے،،،اب بولیں؟؟؟وہ بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی تو ماہ بیر نے بغیر دیر کیے اسکے لبوں پر جھکا اور اسکے لبوں کو قید کر گیا فجر نے سرور میں اپنی آنکھیں موندی تھی اب اتنی پیاری بات کا خراج بھی تو بھگتنا تھا۔۔۔۔

ماہ بیر نے کچھ ہی دیر میں اسے آزادی بخشی وہ گہرے گہرے سانس لیتی خود کو ریلکس کرنے لگی ماہ بیر نے اسے خود سے لگایا۔

تمھارا ہوں تمھارا تھا،،، تمھارا رہوں گا،،،،مجھے کل بھی اپنی فجر سے عشق تھا آج بھی ہے تا عمر مرتے دم تک رہے گا، کیونکہ یہ آج بھی اپنی فجر کا بیر ہے،،، عشق فجر عشق بیر یہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا کبھی نہیں ختم ہو سکتا۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

من یارم من جانم توہی تورے

من جانم من یارم توہی تورے

اتنے خوبصورت الفاظ پر فجر نے آسودگی سے اس کے سینے پر سر ٹکایا۔ماہ بیر نے دھیمے سے اسے خود میں سما کیا۔۔

وہ لوگ آج سب پکنک کے ساتھ سب ساحر کی فرمائش پر ایک ایسی جگہ ایسے پارک آئے تھے جو برازیل کا سب سے خوبصورت اور انتہائی بڑا پارک تھا۔ایک بڑے دریا ایمزون کے بعد اس دریا کے ساتھ تین دریا مل کر بہتے ہیں اس کے اوپر بنا خوبصورت سا پارک جو کہنے کو پارک تھا مگر اندر ڈیفرنٹ ہوٹل،،کیفیز،،شپز اور بہت کچھ تھا۔۔وہ سب اس وقت کیفے کے گراؤنڈ ایریا میں بیٹھے تھے جہاں سے انہیں ایپورا پارک کا سارا منظر دیکھائی دیا جا سکتا تھا۔وہ لوگ ایک دوسرے کے ٹچ میں بیٹھے تھے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک جبھی سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے لیکن خضر نے انکا دھیان کھینچنے کو بات کا آغاز کیا۔۔

ارے بھئی کیا سب بور کر رہے ہو،،اپنی اپنی باتوں میں مگن ہو،،فیملی ٹور ایسا تھوڑی ہوتا ،،ہے،،ہم کچھ گیمز کھیلتے ہیں یا باتیں کرتے ہیں تو سٹارٹ کرتے ہیں بڑے پاپا سے

چلیں بڑے پاپا یہ بتائیں کہ آپ کے زندگی کے سب سے خوبصورت اور یادگار اور اچھا لمحہ کونسا تھا جس میں آپکے آنسو بھی نکلے ہوں ویسے تو جلاد روتے نہیں رلاتے ہیں مگر ،،، آپ اپنا بتائیں ایسا کوئی ایکسپیرینس

اب کی بار امن نے پوچھا تو پاشا گہرا مسکرایا۔

میری زندگی کا سب سے خواب سا اور خوبصورت لمحہ وہ تھا جب میری بیٹی یعنی میرال پیدا ہوئی تھی،،، میرال کا دنیا میں آنا میرے لیے سب سے خواب ناک سا لمحہ تھا ایک ایسا خواب جو شاید میں نے کبھی دیکھا تھا،،، جب میں تمھاری بڑی مما کے لیے دعا گو لیبر روم سے باہر کھڑا تھا میری روح کا ہر حصہ دعا گو تھا،، پھر جب مجھے نرس نے آکر بتایا کہ میری جان کا ٹکڑا میرے کلیجے کی ٹھنڈک پیدا ہوئی ہے تب میرے کان میرا وجود ساکن ہوا تھا اور میرا انگ انگ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

پاشا ابراہیم تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے "اور جب نرس نے میری" بیٹی کو لا کر میرے بازوؤں میں تھمایا اور وہ ننھا وجود میری باہوں میں آکر اپنی بھوری آنکھیں کھول کر میری جانب دیکھتی ہوئی معصوم سے انداز میں رونے لگی تب میری زندگی کے سب سے حسین لمحات تھے جب میں نے اپنی بیٹی کو اپنی گود میں لیا مجھے یونہہ محسوس ہوا تھا کہ سارا جہاں میرے پاس تمام تر خوشیاں رحمتیں اللہ نے میری جھولی میں

ڈال دیں ہیں اور مجھے کسی بھی شے کی ضرورت باقی نہیں رہی وہ سب سے حسین لمحات تھے میری زندگی کے پاشا ٹرانس کی کیفیت میں بولے جا رہا تھا جب کہ سب کے سنتے ہوئے لبوں پر میٹھی مسکراہٹ تھی۔۔

!!!!،،،واو

امن نے دلچسپی سے مسکرا کر بروا چکائے جب کہ سب نے ہوٹنگ کی۔۔وہ لوگ آج ایک دوسرے کے قریب تھے۔ایک دوسرے کو فرصت کے لمحات میں سننا چاہتے تھے۔وہ اپنے بڑوں کے بارے میں فرصت میں جاننا چاہتے تھے۔۔

،،،اچھا اب یہ بتائیں سب سے غمگین لمحہ جب شاید ہی آپ خود کو کمزور پایا ہو

ہمم،،،!!!پاشا نے سوچنے کے انداز میں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورا تو چہرے کے زاویے بری طرح بگڑے تھے۔۔۔

ایک تو تب جب ایک پل کو لگا سانس تھم گئی ہو،،زندگی ختم ہو گئی ہو سب لٹ گیا ہو،،جو کہانی ابھی شروع نہیں ہوئی،،،وہ ختم ہو گئی ہو۔،،ان شارٹ،، تمھاری بڑی ماں کا دشمن ،،،کے چنگل میں پھنس جانا

پاشا گویا رحاب کو نگاہوں کا مرکز بنائے ایک اک لفظ ضبط سے بولا یوں لگتا تھا کہ پاشا ابراہیم ہے سینے میں آج بھی اس واقعے کو یاد کر کے پہلے دن سی وحشت ہوتی تھی جبھی

CLASSIC URDU MATERIAL

پاشا نے اسکے گرد بازو حمائل کیے اور اسے خود میں بھینچا وہ سب میں بیٹھی اچانک کنفیوز ہوئی اور پاشا کی آغوش میں چھپی تھی۔

اوہو ولگتا ہے کہ بڑی مما سے جڑا کوئی واقع ہے،، خضر نے ہانگ لگائی پاشا نے اسے گھورا وہ پل بھر کو گڑبڑا گیا۔۔

اچھا بتائیں نا بڑے پاپا یہ تو پاگل ہے آپ بتائیں کب کیسے کس طرح،،،؟؟ امن خضر کی پتلی ہوئی حالت پر مسکرا کر پاشا ابراہیم سے پوچھا۔

جب ہمارے دشمن نے پیٹھ پیچھے وار کر کے ہمارے گھر کی عورتوں پر حملہ کیا تھا اور بزدلوں کی طرح انہیں دھمکا کر وائیٹ پیلس سے اپنے ٹھکانے پر بلوالیا۔

واٹ،،،!!! ایسا کب ہوا تھا اور کیسے،،،؟؟؟ احان کو شاک لگا۔

چھوڑو ان باتوں کو بس تمھاری بڑی مما کو ہمشہ سے جھانسی کی رانی بننے کا بہت شوق ہے ،،، جبھی اپنے جان ہمشہ خطرے میں ڈالنے کی کوشش کی

ارے یہ کونسی بڑی بات ہے بڑے پاپا اس گھر کی سبھی عورتوں کو مدر ٹریسا بننے کا شوق" ہے بغیر سوچھے سمجھے کچھ بھی کرنے کو چل پڑتی ہیں،،، خضر نے اچٹتی نگاہ اپنے پاس بیٹھی اپنی لیڈی ایکسیکوشنر پر ڈالی علیزے نے اسے گھورا اور پنچ مارا وہ لوگ کھل کر ہنس دیے۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اچھا یہ سب چھوڑیں میں نے سنا ہے پاشا دادو کی لو سٹوری پوری وائٹ پیلس میں بہت مشہور تھی،، ریشمان دادو کو مطابق عشق مشق چھپائے نہیں چھپتے پاشا دادو میاں تو بتائیں نا اپنی لو سٹوری کی کیوٹ سی داستان،،، علیزے نے پاشا ابراہیم کو چھیڑا تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔

آئے لگی نا میری لیزو،،، بتائیں نا بڑے پاپا!!! جو باقی رہی سہی قصر تھی وہ خضر میاں نے پوری کی تو رحاب نے اسے سامنے پڑا میگزین دے کر مارا۔۔

،،، تم اپنی بولتی بند رکھو کوئی نہیں سب جھوٹ ہے ایسا کچھ نہیں ہے"

آئے ہائے بڑی ماں شرما رہی ہیں،، خضر کی زبان پر دوبارہ کھجلی ہوئی اب کی بار رحاب بھی ،،، جھینپ گئی تھی۔ "خضر منہ بند رکھو اپنا

ارے بھئی میری شوہر کا منہ بند کروا کر کیا ہو گا رحاب دادو یار بتائیں نا اتنی سویٹ سی لو ،،، سٹوری ہم سننا چاہتے ہیں

ہاں ہاں دادو بتائیں نا یار رر پلیز زززنا اا اس کے بعد زمل دادو کبیر دادا کی بھی سنیں گے،،، احان نے مسکرا کر ان سب کو اکسایا تھا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

مگر بھئی ہم سب سے مزے کی داستان ہمارے سوہم بھیا کی ہے بچپن کا پیار ہے آخر یہ سب سے بڑے ہیں ان سے شروع کرو،،، کبیر نے شوشا چھڑا روحا بڑی طرح گڑبڑائی تھی۔

آہاں،، بسپن کا پیارا واو دادو آپ تو بلکل میرے پر گئی ہیں جیسے میرے اور احان کا بسپن کا پیار ہے،،، اب کی بار آساوری میدان میں اتری اور کھلے عام پیار کا اظہار کر کے احان کو فلائنگ کس دی احان اپنی جگہ سے اچھلا تھا جب کہ سب کے چہرے ہنسی ضبط کرنے کی چکر میں سرخ ہوئے تھے۔۔

ٹک کر بیٹھو آساوری،،،!! احان نے اسے گھورا تو وہ برا سا منہ بنا کر آرام سے بیٹھ گئی۔۔

چلیں بھئی بتائیں بھئی،،، کیا تھی لوسٹوری،،، امن نے اپنی توپوں کا رخ اب سوہم خان کی جانب موڑا۔

میں بتاتا ہوں،،، کبیر ابراہیم نے سوہم خان کی جانب معنی خیزی سے دیکھا جو اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں باز رہنے کا اشارہ کرنے لگا۔

بھئی ہمارے سوہم بھیا اپنے بچپن سے ہی روحا بھابی کے دیوانے تھے،، ایک منٹ ان سے دوری نہیں اختیار کرتے تھے،، پل پل اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے انہیں یہی ،،، نہیں بچپن میں ہی انکا نکاح ہو گیا تھا

،،اوو مینز بسپن کے پیار سے آگے بسپن کا نکاح ہو گیا پھر تو سو ہم دادا بولتے ہونگے

،،،جان میری جان من

،،،،بسپن کا نکاح میرا بھول نہیں جانا رے

خضر کے شوشے پر ینگ جنریشن زور شور سے ہنسے تھے جب کہ روحا نے اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔

آئے ہائے شرماتی ہوئی تو پوری نیلسن مینڈیلا لگ رہی ہیں بڑی ماں،،،ارشن نے زبان" دباتے روحا کو چھیڑا جو کہ سو ہم میں چھپی تھی اس طرز تخاطب پر اسے جھٹ سے پیچھے ہو کر دیکھا۔۔۔

ہٹ بد معاش،،، نیلسن مینڈیلا ہو گی تیری ماں میں تو سو ہم کی روح ہوں،،وہ تفاخر سے بولی سو ہم کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تبھی اسے خود کے قریب کیا۔

نانا میری مما تو بھئ نیلسن مینڈیلا تھوڑی ہیں وہ تو ماہ بیر حفیظ کی فجر ڈارلنگ ہیں،،،اس بے باک کو کسی صورت چین نہیں تھا جبھی ہر ایک کی واٹ لگائے جا رہا تھا۔

ارشن،،ہر کسی کو پریشان کرنا ضروری ہے کیا،،،دیا نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔

اہمم،،بیگم نا کریں لگتا آپ کو اپنی ہڈی پسلی پیاری نہیں ہے،،،ارشن نے اسکی کمر پر سائڈ کو شہادت کی انگلی سے لکیر کھینچی وہ صوفے پر بیٹھی اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

فلحال تو ہمیں آپ کے ہاتھ پیارے نہیں لگ رہے،،، دیا نے سامنے بیٹھے اپنے بابا کی جانب دیکھ کر ارشن کو وارن کیا جبکہ وہ افلاطون مسکرایا۔۔

آج بڑے پاپا کبیر اور بڑی ماں زمل کی میرج اینورسری ہے تو ہم سب نے مل کر ایک سرپرائز پلین کیا ہے،،، ہم نے تمام ارینجمنٹس کر لیے ہیں،،، آیئے،،، ارشن کہتا اپنی جگہ سے اٹھا زمل نے شاکڈ سا کبیر کو دیکھا۔۔ کیونکہ اسے اس بارے میں بلکل کوئی بات معلوم نہیں تھی۔ اور اس عمر مثیہ چونچلے اسے عجیب لگے۔ زمل نے کبیر کی جانب دیکھا۔

کبیر،، آپ بھی حد کرتے ہیں بھلا اس عمر میں یہ چونچلے اچھے لگتے ہیں،،، زمل نے احتجاج کیا تو کبیر مسکرا دیا۔

،،، میں نے تھوڑی کیا اپنے بچوں سے پوچھو جن کی شرارت ہے یہ

کبیر نے صاف اپنا دامن بچایا۔ وہ لوگ وہاں سے ایک پرائیویٹ کیبن مٹائے تھے جو بہت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ سب سے پہلے کبیر اور زمل ہی اندر داخل ہوئے تھے۔

زمل نے مسکرا کر اس خوبصورت سے کیبن کی سجاوٹ دیکھی۔

،،، یہ بہت میجکل ہے کبیر،،، بہت خوبصورت،،، تھینک یو سو مچ

ہمم مگر تم سے زیادہ خوبصورت کہاں،، ہیپی اینورسری میری جان؟ کبیر نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور اسے خود سے لگایا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،،،اہمم اہمم۔۔۔!!!استغفرُللہ استغفرُللہ میں نے کچھ نہیں دیکھا سچ میں کچھ نہیں دیکھا خضر نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر شرمانے کہ ایکٹنگ کی تو زمل پوکھلا کر پیچھے ہوئی جبکہ کبیر نے لب دبا کر اسے دیکھا۔۔

کیا ہے بھئی لڑکے دو منٹ سپیس بھی دے دیا کرو،،،!!!کبیر نے اسے مصنوعی غصے سے کہا۔

اوو سوری بڑے پاپا وہ میں کہنے آیا ہوں کہ سب ارہے ہیں،، میں کیک بھی لے آیا تو زرا الرٹ ہو جائیں،، خضر نے کہتے دانت نکالے۔سب کیبن میں داخل ہو گئے۔ہال نما کیبن کے چاروں کونوں میں صوفے لگے ہوئے تھے جن پر ریڈ مخملیں چادریں بچھی ہوئی تھیں۔

پورے کیبن میں ہر طرف ریڈ وائٹ بیلونز سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ہال کے درمیان ٹیبل جس کے ارد گرد پھول کی پتیاں اور ٹیبل کے اوپر کچھ پتیاں تھی اوپر بلڈ ریڈ کلر کا کیک تھا جو ہارٹ شیپ میں تھا جس پر بڑی نفاست سے لکھا گیا

Happy 40 anniversary zimal kabeer ….!!!

زمل اس عمر میں یہ سب دیکھ کر گڑبڑائی۔۔جب کندھوں کے گرد ایک مہربان سا لمس محسوس ہوا۔۔

CLASSICURDU MATERIAL

بی ریلکیس جان،، میں ہوں نا چلو آؤ کبیر اسکا ہاتھ تھامے اسے حصار میں لیے آگے آیا۔۔ سب نے زور و شور سے ہوٹنگ کہ تھی تمام کیمرے جو بچوں کی پاس تھے وہ ان پر تھے زمل تو کبیر میں چھپ سی گئ۔۔

اوہو بڑی ماں کمون اب شرمانا بند کریں یار،، اتنا عرصے سے شرماتی آرہی ہیں اب تھوڑی بولڈ نیس دیکھائیں کونسا آپ کی پہلی اینورسری ہے،،، علیزے کو اج چین نا تھا جبھی زبان کے جوہر دکھائے تو زمل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔ مگر آج وہ ان کے گھورنے پر بھی کہاں خاموش ہو رہے تھے۔

تمھاری بہت زبان چل رہی ہے لڑکی منہ بند رکھو اپنا،، زمل نے اسے جھڑکا وہ کڑوا سا منہ بنا گئ۔۔۔

ارے میری بیگم پر کیوں بھڑک رہی ہیں اپنے میاں کی جانب دیکھیں جن کی نظر نہیں ،،،، ہٹ رہی آپ سے

باقی کا حساب خضر نے براں رکیا۔۔

کبیر اسے لیے بہت پیار سے ٹیبل تک آیا جہاں نائف پر ربن بندھا ہوا تھا۔۔ کبیر نے اسکے ہاتھ میں نائف پکڑائی اور خود پیار سے اسکا ہاتھ تھاما اور نرمی سے کیک کاٹا سب نے دھوم دھام سے تالیاں بجائیں اور ہوٹنگ کہ جب کہ اسی کی دوران خضر علیزے جو

CLASSIC URDU MATERIAL

مزے سے سامنے آکر مائک پکڑے سریلے انداز میں ان دونوں کا گاناڈیڈیکٹ کرنا تھا گانا گانے لگے۔۔

Happy anniversary baby

Got you on my mind

Happy anniversary baby

Got you on my mind

I'm so happy for you baby

Now that you've found somebody new

I see it in your eyes, Lord it's no surprise

What he can do for you

But when I look back baby

When I look back to what we had

And I know I'm countin' good times

But there were just as many bad

CLASSIC URDU MATERIAL

And so I wish you

Happy anniversary baby

Got you on my mind

Happy anniversary baby

Got you on my mind

There's a lesson here to learn

When your baby ups and leaves you

Carry on, don't feel concerned

Even though you're so much in love

You need a little help from above, oh

Happy anniversary baby

Got you on my mind

Happy anniversary baby

Got you on my mind

CLASSIC URDU MATERIAL

خضر نے کبیر جبکہ علیزے نے زمل کا رول پلے کیا ہر ایک گانے کا بول بولتا وہ کبیر کی طرح زمل کو چھیڑتا کبھی ناک تو کبھی گال پر پیار کرتا اور علیزے زمل کہ ایکٹنگ کرتی جھپینپ جاتی انہیں دیکھ کر سب کے چہرے کھل اٹھے یہی انکی خوشیاں تھی ناختم ہونے والی بلکل مکمل آج وائٹ پیلس مکمل تھا بلکل مکمل وہ دونوں اپنا اپنا گانا گاتے اپنی سیٹ پر آکر بیٹھے جب کہ سب نے زور و شور سے ہوٹنگ کی اور تالیاں بجائیں۔۔

چھا گئیں ڈارلنگ،،، فلزہ نے علیزے کو چھیڑا علیزے قہقہ لگا کر ہنس دی۔۔

،،، یہ بہت اچھا تھا بہت خوبصورت تھینکیو سو مچ بچو

یہ تو ہمارا فرض تھا دادو،،، آپ جیسی ڈارلنگ دادو ہو تو یہ تو کچھ بھی نہیں،،، سب بچے آکر انکے ارد گرد جمع ہوئے اور ان چاروں جانب سے ہے کر لیا،، زمل نے انہیں پیار سے خود سے لگایا۔۔۔۔

We loves u daddoo....

ائی لو یو ٹو۔۔۔ وہ بھی ان کو دیکھتی بولی کبیر نے گندا سا منہ بنایا اچھا ہٹو دور میری بیگم سے چپک گئے سب،، کبیر نے انہیں پیچھے ہٹایا وہ سب مسکراتے پیچھے ہو گے،، اچھے اور خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔ وہ لوگ زندگی سے بھرپور ایک خوشگوار ترین دن گزار کر اپارٹمنٹ واپس آ گئے۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، ہم آپ کی بات ہر گز نہیں مانیں گے آپی یہ کن چکروں میں پھنسا رہی ہیں آپ ہمیں دیا جھنجھلائے سی دبی دبی آواز میں چلائی۔

کچھ نہیں ہو گا،، میری بہن نہیں،،، بس مثاز ماناچاہتی ہوں کہ وہ بھی ارشن کی طرح تم میں اور مجھ میں فرق کر پائے گا کہ نہیں،، میں جنناچاہتی ہوں وہ بھی ایسی محبت کرتا ہے ،، جیسے ارشن تم سے کرتا ہے کہ نہیں،، پلیز مان لو بات

فلزہ نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اس کی منت سماجت کی۔

ہر گز نہیں،، یہ کافی بے ہودہ مزاق ہے،، ہمیں پہلے ہی سمجھ جاناچاہیے تھاجب آپ ہمیں بلکل اپنے جیسالباس پہنا کر بلکل اپنے جیساتیار کر رہی تھیں،، ہمیں تبھی جان لیناچاہیے ،،، تھا کہ آپ کے دماغ میں کچھ تو کچھڑی پک رہی ہے

دیانے جھنجھلا کر کہا۔

،،، پلیز ایک مرتبہ اور آخری مرتبہ

فلزہ نے اسے پچکارا۔

،،، بلکل نہیں،، ہم کہیں نہیں جائیں گے

CLASSIC URDU MATERIAL

دیا نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

تمھشاخر کرنا کیا ہے بس کمرے میں قریب جا کر خاموشی سے کھڑے ہونا ہے،،وہ بھی ،،،جسٹ کچھ سیکنڈز،، آخر مسئلہ کیا ہے دیا یار،،اتنی بزدل کیوں ہو تم

فلزہ جھنجھلائی۔وہ کسی صورت مان کر نہیں دے رہی تھی۔ارشن جو پیچھے کھڑا سالی صاحبہ کی گوہر افشانی سن رہا تھا اچانک ان کے قریب آیا۔

،،،چلی جاؤ دیا

ارشن نے کہا تو فلزہ نے تالی بجائی جبکہ دیا ہونق سی بنی وہیں کھڑی رہی۔

ارشن آپ بھی،،،وہ جز بز ہوئی۔

،،،کوئی بات نہیں کر لینے دو اسے اپنی حسرت پوری،،جاؤ ہم دروازے پر ہی ہوں گے

ارشن نے کہا تو ناچار اسے ماننا پڑا۔وہ لوگ فلزہ کے کمرے کے دروازے تک آئے۔دیا نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔فلزہ نے اسے اندر جانے کا کہا۔دیا نے اس پر ہاتھ سے فٹے منہ کا اشارہ کیا اور جل کر مردہ سے قدموں سے اندر کمرے میں داخل ہوئی۔ساحر جو کھڑکی میں کھڑا تھا۔آہٹ پر زرا سا مڑ کر پیچھے دیکھا۔اور پھر باہر کی جانب دیکھنے لگا۔دیا چہرے پر زبردستی کی مسکان سجائے کھڑکی کے دوسرے پر کے قریب اس کے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

،،، کیا بات ہے سالی صاحبہ خیریت

ساحر نے دھیمے سے کہا۔ تو دیا کی جان میں جان ائی۔ آخر حیوان کی محبت کوئی معمولی بات تو نہیں تھی وہ اسے نا پہچانتا جو اس کی روح میں پروئی گئی تھی۔

یہ بیہودہ پلان یقیناً میری پاگل بیوی کا ہے،،، اس نے پھر سے دھیمے لہجے میں کہا۔ دیا نے بکری کی طرف مح اثبات میں سر ہلایا۔

چلو اس کو مزا چکھائیں،، ساحر نے پھر سرگوشی کی۔

،، ہم بھی یہی چاہتے ہیں تا کہ آئندہ وہ ایسا کرتے ہزار بار سوچیں

دیا نے دھیمے سے کہا۔ ساحر نے سر ہلاتے دیا کا ہاتھ تھاما اور چھپاک سے اسے کھینچ کر ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ باہر فلزہ بری طرح بوکھلائی۔۔ ارشن کی بھی آنکھیں پھٹ گئیں۔ دونوں تیزی سے اندر ائے۔

،، ساحر میں تمھاری جان کے لوں گی،، تمھارے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گی

،،، باہر نکلو

فلزہ نے چلا کر دروازا دھڑ دھڑایا۔ ارشن نے افسوس سے سر ہلاتے ڈریسنگ کا دروازا کھولا تو سالی بہنوئی پیٹ پکڑ کر ہنس ہنس کر دیتے ہو رہے تھے۔ ارشن نے بھی کب دبا کر اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

CLASSIC URDU MATERIAL

میں تمھیں جان سے مار ڈالوں گی،، ہر مرتبہ میری جان نکلا دیتے ہو،، ہمت کیسے کی اتنا ،، بیہودہ مذاق کرنے کی

فلزہ نے قریب آکر اس پر لاتوں گھونسوں کی برسات کی۔ دیا انگشت بدنداں سی فلزہ کو مارتے اور اسے ہنس ہنس کر مار کھاتے دیکھے گئی۔

شروعات کس نے کی ہری ٹڈی،، اب بھگتو،،، ساحر نے اطمینان سے کیا۔

،، اور تم میری سائیڈ ہو یا اس کی

فلزہ نے دیا کو دیکھ کر دانت پیسے۔

اپنے بھائی کی،، دیا ارشن کی موجودگی میں اکڑ کر بولی اور ساحر کی جانب اشارہ کیا ساحر مزید پھیل گیا۔ ارشن کی ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا۔ تب دیا کا ہاتھ پکڑ کر ساحر کو تھمبس آپ (مطلب پٹتے رہو) کا اشارہ کرتے وہاں سے نو نو دو گیارہ ہو گیا۔

،، میں تمھیں چھوڑوں گی نہیں

فلزہ پھر اس کی جانب لپکی۔ دروازا آٹو لاک ہو چکا تھا۔ اب کی بار ساحر نے اسے قابو کر کے بیڈ پر لٹایا اور اس پر حاوی ہو گیا۔

CLASSIC URDU MATERIAL

کیوں صرف تمھیں ہی مزاق کرنا آتا ہے،، میں نہیں کر سکتا،، اور تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمھیں نہیں پہچانوں گا،،، ساحر نے کہا اور اس کے کندھے پر اپنے سلگتے لب رکھے۔۔

فلزہ ایک دم ساکت ہوئی تھی یہ تو سوچا ہی نہیں۔ کہ وہ سیکنڈز میں جان گیا کہ دیا فلزہ ،،، نہیں ہے

تب فلزہ نے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کے کیے اور اسے خود پر جھکایا۔ ساحر اس اچانک پیش قدمی کے لیے تیار نہیں تھا۔ تبھی چونکا تھا۔ مگر اپنے لبوں پر اس نرم گرم لمس سے وہ روح تک سرشار ہوا تھا۔ محبت سر چڑھ کر بولی تو دونوں ایک دوسرے میں گم ہوتے چلے گئے۔

زندگی کے خوبصورت حسین ترین دن گزار کر وہ وائیٹ پیلس واپس لوٹے تھے۔ زندگی بہت خوبصورت ہو گئی تھی۔ ان کو جینے کے نئے نئے مقاصد ملتے رہتے جنھیں وہ خندہ پیشانی سے پورا کرتے رہے۔ وقت پر لگا کر اڑنے لگا۔

سال بعد۔۔۔6

CLASSIC URDU MATERIAL

سال گزر چکے تھے انکی زندگی میں کئ طوفان آئے اور گئے۔۔کئ خوشی کے لمحے آئے 6 کئ غمگین مگر پھر بھی ایکسیکوشنرز نے ڈٹ کر صبر سے مقابلہ کیا تو آج وہ مکمل تھے خوش اور مطمئن تھے۔سب اپنی اپنی جگہ بے حد پر سکون اور اپنی زندگی میں مگن تھے۔۔

عید الفطر کا موقع تھا تمام لوگ وائٹ پیلس عید کے تہوار پر موجود تھے فلزہ ساحر سہیل اور انکے دو طوفان بھی انکے ساتھ تھے ایک کا نام ساحل سہیل اور دوسرے کا فائض سہیل تھا ان دونوں کی عمر میں کم از کم 2 سال کا فرق تھا مگر دونوں باپ اور ماں کی کاربن کاپی تھے۔۔ساحل کی آنکھیں باپ جیسے بلو جبکہ فائض کی آنکھیں ماں پر تھی گرین آئیز ساحل اپنے دونوں پٹخاوں کا دیوانہ تھا ہاں بلکل اگر اپنی ٹڈی کے بعد وہ کسی کا دیوانہ ہوا،، تھا تو وہ تھی یہ دونوں کیونکہ وہ اسکے ساتھ مل کر اسکی بیگم کا خوب تو الگایا کرتے تھے۔۔۔

آج بھی وہ لوگ وائٹ پیلس میں موجود تھے بورن فائر چل رہا تھا اور پاس ہی باربی کیو بھی ہو رہا تھا جس کی خوشبو سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی ہلکی ہلکی چلتی ٹھنڈی ہوا پر سکون ماحول کا باعث تھی ایسے میں سب بچے آپس مین کھیلنے کی۔مصروف تھے اور سب لوگ لکڑیاں جلا کر اس کے ارد گرد بیٹھے ہنسی مزاق چٹکلوں میں مصروف تھے اسی دوران امن اور جزا بھی اندر سے باہر آئے تو خضر کے ایک طوفان ابن طوفان جس کا نام سائم تھا اس نے زور سے ہانک لگائی۔۔۔

،،ارے ارے اکیلے اکیلے کوکو موکھاتے ہو نو نو تم نے سنا نہیں کیا کوکو موجھے بھی دو
،،،کوکو موجھے بھی دو،،،جاؤسب بچے جاکر کوکو مولے کر آؤاور مجھے بھی دو
وہ اس قدر اونچا بولا سب اسکی طرف متوجہ ہوئے خضر کو اپنے اس سپوتر پر رج کر پیار آتا تھا جو بلکل اسکی کاربن کاپی تھا جبکہ اسکا جڑواں زارم کہنے کو کم وہ بھی نہیں تھا مگر وہ سارا ٹائم ارشن کی پرنسز فانیہ کے ساتھ گزارتا تھا وہ تو شاید اسکا ہی ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔
صائم کی اس بات پر وہاں بیٹھے سب زور سے ہنسے جبکہ معجزہ کلس کر رہ گئ۔۔۔۔
افففف علیزے آپی کتنا بد تمیز بچہ ہے آپکا،،،ہر وقت چھیڑتا مجھے،،اس نے برا سا منہ بنایا۔
ارے ارے بھابی پیاری بھابی جان میرے بچے کو۔الزام نے دیں وہ معصوم ہے وہ جو سیکھے گا وہی بولے گا نا اپنے شوہر کو سنبھالیے جو آپکو دیکھتے کنٹرول کھو دیتے ہیں،،،وہ بولتے ہیں تو بچے اثر لیتے ہیں،،،خضر نے معنی خیزی سے کہا۔معجزہ اب سہی معنوں میں سٹپٹائی تھی اور بری طرح امن کو گھورا جو واقع کسی کے سامنے اسے کوکو مو کہنے سے باز نہیں آتا تھا امن نے دانتوں تلے لب دبا کر اسے دیکھا جبکہ خضر کو گھورا وہ اپنے دانتوں کی نمائش کروا گیا۔۔۔

ماحول ابھی گرم ہی تھا جب اچانک میدان میں تین افلاطون بر آمد ہوئے جن کا کوئی مقابلہ اور نعم البدل نہیں تھا وہ تھی آساوری شاہ اور احان خان کی افلاطون اولاد،، ایان آحل اور عادل یہ تینوں اپنی ماں کی طرح شرارتی تھے جی ہاں آساوری شاہ کا ڈر ٹھیک،، ثابت ہوا کہ اسکی اولاد اس جیسی پیدا ہوئی تھی۔۔۔

آحل نے آکر سب نے پہلے اپنی پرنسز ایمن امن آریان پر قبضہ جمایا جو ماں کے پہلو سے لگ کر کھڑی شائے بچی تھی کسی سے نہیں بولتی تھی بہت کم بات کرتی ماں کی طرح ڈارک براؤن چاکلیٹ آنکھیں اور بال گوری رنگت امن کی چھوٹی کو کو مو۔۔۔

ہیے مائے لٹل کو کو مو،،، آحل نے ڈائریکٹ آکر اسکا گال چوما وہ چھوٹی سے سٹپٹائی۔۔

ہیے بوائے تم زرا میری بیٹی سے فاصلہ اختیار کرو،،، اور یہ کو کو مو نہیں ہے تم اسے کسی ،، اور نام سے بلاؤ

امن نے بھتیجے کو چھیڑا۔۔

اور وہ کیوں،،، آحل نے کمر پر ہاتھ باندھے۔ "یہ میری کو کو موہے آپکو میں کہوں چھوٹی مما سے دور رہیں تو پھر اس طرح یہ میری ہیں اور آپ کوئی اور نام ڈھونڈیں آپ چھوٹی ماما کو چاکلیٹو کہا کریں کیونکہ اب یہ ایمن میری کو کو موہے وہ،،، اسکا ہاتھ پکڑ اپنے ساتھ لے گیا جبکہ وہ چھوٹی سی معصوم گڑیا اسکے ساتھ کچے دھاگے کی مانند کھینچی چلی گئی کیونکہ

وہ اس کی بے تحاشہ کیئر اور پیار کرتا تھا جبکہ امن اور معجزہ اسے منہ کھولے دیکھتے رہ گئے

۔۔

احان نے دانتوں تلے لب دبایا اور آساوری کو دیکھا جو پہلو بدل گئ کبھی احان اونچا بولا

۔۔۔

بچوں سے کون ڈرتا ہے مرشد۔۔۔

،،،ڈر تو اپنی جیسی اولاد پیدا ہونے سے لگتا ہے

اس کا شوشا سن کر سب قہقہ لگا کر ہنس دیے۔۔

زارم جو کب سے فلزہ کے بیٹے سے کھیلنے میں مصروف تھا جب ہادایا کہ آج بیسٹ فرینڈ سرے سے غائب ہے تو ادھر ادھر نظر دوڑائی وہ کہیں نا دیکھی کبھی وہ بھاگا دیا کے پاس ایا۔۔

،، پھپھو فانیہ کدھر ہے آئی وانٹ ہر آن فرنٹ اف مائے آئیز،،وئیر از شی

آؤ میں بتاؤں وہ کہاں ہیں اور تمھاری آنکھوں کو میں بتاتی ہوں،،،،علیزے نے گھور کر بولا تو وہ ماں کی طرف متوجہ ہوا اور گندا سا فیس بنایا جیسے کہنا چاہتا ہو کہ آپکو کیا ہوا ہے اب جو میرے پیچھے پڑ گئ۔۔۔

پورے باپ پر چلے گئے ہو،،ناشرم ہے نا لحاظ کیا کروں میں۔انکا۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL

آپ مجھے چھوڑیں ڈیڈ تو دیتھیں،،، یہ ناہو ڈیڈ اپتو دوبالا لہڈ شیلنڈز بنانے پل مدبول (مجبور) ہو جائین،،، وہ تو تلی زبان میں گوہر افشانی کرتا بیچ چوراہے پر ماں باپ کا پول کھول گیا علیزے بری طرح گڑبڑائی جبکہ خضر قہقہ لگا کر ہنس دیا اور اسکی گود میں موجود چھوٹی سی گڑیا کو دیکھا جو دنیا جہاں سے بے خبر سو رہی تھی علیزے نے اسے گھورا اور آ کے زارم کے پیچھے لپکی زارم اندھا دھن وہاں سے بھاگا۔۔۔

،،، ہیے ڈید کنٹرول ہر

وہ ہانک لگاتا وہاں سے رفو چکر ہوا تھا۔۔۔۔

سب ایک طرف جبکہ ایک الگ سائیڈ پر سب سے الگ سب سے اچھوتا بچہ جو خاندان کا سب سے پیارا اور چھوٹے ارشن کے نام سے مشہور تھا وہ سب سے الگ اپنی بہن فانیہ ارشن کو لے کر بیٹھا تھا اسکے لمبے بال جو اتنی سی عمر میں رواحہ کہ بے حد کثیر کہ وجہ سے گھنے اور لمبے تھے جو دائش کو بے حد پسند تھے،، دائش فانیہ کو بے حد پیار کرتا تھا ایک تو اسکی اکلوتی بہن،، اور پھر سب سے پیاری وہ کسی کو فانیہ نہیں دیتا تھا زارم بہت مشکل سے اس سے چھپ کر اسکے ساتھ ٹائم سپینڈ کرتا تھا جب وہ سو رہا ہوتا تھا یا پھر پڑھ رہا ہوتا تھا وہ اس ایسے اٹیچ تھا جیسے بچپن میں ارشن دیا سے مگر ان میں رشتے کا فرق تھا اب بھی وہ بیٹھا اپنی چھوٹی سی بہن کے بال سلجھا رہا تھا بال سلجھانے کے بعد دائش اندر سے کسی

ملازمہ سے اسکے لیے کھانالایا جو ابھی سو کر اٹھی تھی اور اسے اپنے۔ ننھے ہاتھوں سے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا فانیہ بھی اس سے بہت اٹیچ تھی،، کھانا کھانے کے بعد خود ہی اسکے ہاتھ دھلوائے اور فیس واش کروا کر اسے ماما کے پاس لایا،،، دیا نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ مما فانیہ نے تھانا تھالیا بال بھی بالیے اول میں نے اسے تھولا (تھوڑا) سا پڑھا بھی دیا اب یہ تھیلے دی میلے ساتھ۔۔

او کے مائے بے بی مگر اکیلے نہیں سب کے ساتھ سب بہن بھائی کے ساتھ او کے دیا نے اسے پیار سے سمجھایا تو وہ ہاں مین سر ہلا گیا اور فانیہ کا ہاتھ تھامے وہاں سے لے گیا۔۔۔

بھول بھٹک جاتا ہوں میں تیری ٹیڑھی میڑھی گلیوں میں۔
خود کو میں بے رنگ ہی پاؤں ان تیری رنگ رلیوں میں
میں تو ہوں ایک حصہ تیرا
مجھ میں بھی ہے قصہ تیرا
اب تو جو بھی کرے میرا سب تیرے حوالے چھوڑ دیا
ویر کی ارداس ہے ویرا

CLASSIC URDU MATERIAL

ان سب کی نگاہیں اپنے بچوں پر جمی تھیں جو وائیٹ پیلس کا مستقبل تھے۔ انھوں نے نسل در نسل یونہی انفرادی طور پر اپنے بچوں کو اس معاشرے کے لیے ایک فعل سپاہی بنانا تھا۔ پھر وہ چاہے وکیل کی صورت میں ہو یا ڈاکٹر ایک جانباز پولیس آفیسر ہو یا گمنام سپاہی۔ وہ سب آسودگی سے بچوں کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں میں مگن تھے۔ کہ اب ان ی نظر ان پر ہی آکر ٹھہرتی تھی۔

بینا، منی پنکی اور ان کی ہمنواؤں نے ریشماں کی قبر پر فاتحہ خوانی کی اور اب انھیں آکر جوائن کیا تھا۔ کئی بینا جیسی اب اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہیں تھیں۔ وہ ان سب کے رول ماڈل تھی۔

پورے سات سال بعد وہ کنفیوز سی جز اٹرسٹ کے اینٹرس کے باہر ڈاکٹری کوٹ پہنے کھڑی تھی۔ وائٹ پیلس کے سب بچے امن کے ارد گرد موجود تھے۔ آج معجزا امن آریان پاشا کی پریکٹس کا پہلا دن تھا اور وہ بری طرح کنفیوز ہو رہی تھی۔

آپ سے زیادہ کانفیڈینٹ تو میری پرنسز ہے،، مسز امن آریان پاشا،، اور آپ یونہی پہلے ،،، دن سی نروس اللہ تعالیٰ کا نام لے اور پہلا قدم اٹھائیں جان عزیز

امن نے اس کی جانب جھک کر دھیمے سے سرگوشی کی۔

،،،ڈیڈ ہم یہاں توں آئے ہیں

ایمن جو کے امن کی گود میں تھی پتے کا سوال ہو چھا۔

آج آپ سب بچوں کو اینجل وارڈ کی سیر کروانی ہے پاپا نے اسی لیے میں یہاں لایا،، اور اس کے ساتھ تمھاری ممی کا ایز آڈاکٹر فرسٹ ڈے ہے ہاسپٹل میں تو اس کی بھی

،،، سلیبریشن کریں گے

امن نے بتایا۔

،،،یہے ے ے ے ے ء

سب بچے اچلھتے کودتے جز اٹرسٹ کے اندر بھاگ گئے۔ اندر کئر ٹیکرز موجود تھیں جو انھیں اینجل وارڈ میں لے گئیں۔

،، چلیں بیگم

امن نے اس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا۔

چلیں،، اس نے دھیمے سے کہا اور اپنا پہلا قدم آگے بڑھایا۔

جیسے یہ ان سمیت ان کے بچوں کا بھی مستقبل کی جانب گامزن پہلے قدم ہوں۔

اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں قدم۔

CLASSIC URDU MATERIAL

اپنے اصل کو پانے کی جانب بڑھتے ہوئے کبھی نا رکنے والے قدم۔۔

اپنی شناخت تلاشنے والے قدم

ختم شد۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL